عطیہ جناب تاج العلماء دامت افادتہ

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

بعونہ تعالیٰ شانہ کہ نسخہ متبرکہ

ارشادیہ

معروف

چودہوین راتکا چاند

مجموعہ مواعظ جناب قدسی القاب
بحر العلوم تاج العلما مجتہد العصر والزمان مولانا
سید علی محمد صاحب دام ظلہ علی رؤس المومنین کا جسے
عین صحبت واعظین جناب شیخ باقر
حسین صاحب نے جمع کیا

التماس یہ کتاب خاص واسطے شیعہ مذہب کے چھپی ہے
حضرات اہل سنت و جماعت نہ خریدین نہ دیکھین فقط راقم سید عابد علی

فہرست کتاب ارشادیہ

معروف

چودہوین رات کا چاند

مجموعہ مواعظ

مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مین اہتمام سے کمترین دعاگوے
مومنین سید عابد علی رضوی کے چھپا - تاریخ پندرھوین
ماہ جمادالثانی سنہ ۱۲۹۹ ہجری و سنہ ۱۰۴۳ جہمدوے

روز پنجشنبہ مطابق چوتھی ماہ
مئی سنہ ۱۸۸۲ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مواعظ

موعظہ پہلا بیان مین تفسیر یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کے شروع صفحہ ۶

موعظہ دوسرا تحقیق مین حبس شیاطین کے ماہ
رمضان مین موافق تحقیق خود واعظ دس وجہون سے شروع صفحہ ۱۹

موعظہ تیسرا تفسیر باقی آیات اور احکام صوم کے اور
بحث لطیف خلافت و تفضیل وغیرہ مین شروع صفحہ ۳۳

موعظہ چوتھا بیانمین بحث مذہبی باعث ثواب اور مناظرہ
ہشام شامی کا برلکی سے اور مناظرہ ابو الحسن میثم اور ڈہیلی والی
حکایت اور ہشام کی بحث عمرو بن عبید اور اثبات امامت بطرز جدید
عبرانی توریت سے اور مناظرہ مخصال ابو حنیفہ اور حکایت لطیف عجوزہ کوفہ
اور مباحثہ مومن طاق اور کچھہ مناظرہ لطیف جناب رضوانمآب کے
غیر مذہب عالمون سے خاتمہ چند لطیف مناظر و نیز خود واعظ کے

غیر مذہب عالمون سے شروع صفحہ ۵۵

موعظہ پانچوان معرفت جناب باریمین اور اشعار واعظ
مع شرح شروع صفحہ ۹۴

موعظہ چھٹا بیان مین حدیث معرفت و صفات ثبوتیہ و سلبیہ
وغیرہ و رد فرقہ صوفیہ و حکایات مطربہ کے شروع صفحہ ۱۱۵

موعظہ ساتوان بیانمین استحالہ دیدار خدا کے اور کچھہ لطیف
حکایتین فرقہ مجسمہ کی اور بیانمین عصمت کے اور کچھہ ذکر حضرت یوسف
علیہ السلام و زلیخا اور حضرت یونس کا شروع صفحہ ۱۳۵

موعظہ آٹھوان مناظرہ یہودی حضرت امیر علیہ السلام سے
فضائل حضرت رسالتمآب کے اور افضلیت حضرت کی حضرت آدمؑ و ادریسؑ
و نوحؑ و صالحؑ پر اور ذکر مسئلہ وجوب شکر اور استحباب درود واقعہ عظمت
وغیرہ مین شروع صفحہ ۱۷۱

موعظہ نوان بیان حال حضرت ابراہیم مین اور ترجیح پیمبر خدا
ان پر سے اور ذکر مسئلہ معراج اور چند لطیف حکایتین مطایبہ
اور معراج کی شروع صفحہ ۱۸۹

موعظہ دسوان بیان فضائل حضرت موسیٰ و ترجیح جناب
رسالتمآب اور اسکے بیانمین کہ حضرت کے سایہ نہ تھا اور بشارت
تثلیہ کا بیان اور جواب لطیف وسکا جسنے حضرت امیرؑ کے بارہ مین
عامیانہ طور پر کہا تھا کہ وہ تین مین نہ تیرہ مین اور وجہ تسمیہ شیعہ بعنوان
جدید و لطیف و ممانعت اسکی کہ کسیکو شیعۂ غالی کہین و دیگر فوائد عظیمہ

متعلقہ بحث امامت شروع صفحہ ۲۱۳

موعظہ گیارھوان ذکر حضرت داؤد و سلیمان و حضرت یحییٰؑ
و حضرت عیسیٰؑ مین اور بیان ترجیح جناب رسالتمآبؐ مین ان سب
حضرات پر اور ذکر معراج و شب معراج کے راز و نیاز کی باتین اور
مشتقین انگلی لوگون کی اور تخفیفین امت حضرت کی اور ذکر جنیہ جنون کے
قبیلون کا اور نامون کا ذیل مین ذکر حضرت سلیمان کے شروع صفحہ ۲۴۵

موعظہ بارھوان شرح قصیدہ فاضل معتزلی بیان
فتح مکہ مین و تحقیق شعر پڑھنے کی روز وی مین اور بیان صف آرائی
نہایت متفقی و مستحق حملہ حیدری کے پرداز پر سپہر فتح مکہ و بت شکنی حضرت
امیرؑ بشارت عبرانی خانہ کعبہ کی حجی نبی کی کتاب سے مع ترجمہ
و تائید اور بحث دلالت مین بشارت علمی کی شروع صفحہ ۲۷۵

موعظہ تیرھوان مناظرہ لطیف پر اہل سنت سے بت شکنی کے
متعلق اور اشعار آبدار فریقین کی مبارکباد مین حضرت امیرؑ کی
شانہ نبی پر جا کے بت شکنی فرمانیکی پھر اشعار قصیدہ معتزلی جنگ
حنین کے بیان مین اور ابو جرول پہلوان کی لڑائی حضرت امیرؑ سے
اور خلیفہ اول کی بھگدر کا حال پھر کچھ مطاعن خلیفہ اول اور
اونکی پیشنماز نکی کمائی اور ولید کی لونڈی کے نماز پڑھانیکا لطیف
قصہ اور خلیفہ جی کا انحراف اعتامہ کے لشکر سے اور مختصر قصہ نزول
سورہ ہل اتیٰ کا اعجاز ردّ شمس کا اور ابر سے آفتاب نکل آنیکا
منظفر مروزی کے وعظ مین اور حسن اتفاق سے ابر کھلجانا خوب موقع پر

اس وعظ کے دن اور خاتمہ مدح حضرت امیرؑ پر شروع صفحہ ۲۹۶

موعظہ چودھوان شرح خطبہ شقشقیہ اور ذکر
فضائل حضرت امیر علیہ السلام اور شرح خطبہ عقیلیہ اوسی ذیل مین
اور بیان حضرت عقیل کے مطائبون کا معاویہ ہاویہ سے اور
مطاعن خلفای ثلاثہ اور حکایت لطیف نعمان و مخرمہ شروع صفحہ ۳۲۳

موعظہ پندرھوان حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام
اور حال متضمن حالیر حضرت امام حسن علیہ السلام اور معاویہ اور
حکایت لطیفہ طرماح وغیرہ کے ہے شروع صفحہ ۳۵۳

موعظہ سولھوان حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت
و پابندی امور شرع پر اوس اضطراب کیوقت ثبوت قطعی ہونا السلام کے
حق ہونیکا عقلی طور پر اور قصور حضرت حُرؑ کا استعظام کہ وہ ترک اولی حضرت
داؤد سے بہت بڑھ گئے تھا اور قصہ لطیف فیروز زوجہ فیروز و اشعار آبدار
زوجہ فیروز اور رمز مین اسکا قصہ بادشاہ و قاضی کے سامنے پیش ہونا
اور رمزہی مین بادشاہ کا اوسی فیصلہ کرنا اور سبکا اوسمین متحیر رہنا اور یہہ
بیان کہ قصور حضرت حر بہلول تائب کے گناہ سے بھی بڑھ گئے تھا اور روایت
گریہ خیر بہلول تائب پھر بیان معاف ہونیکا قصور حضرت حر کے اور عالی
ظرفی کا امام مظلوم کے کہ ایک کلمہ بھی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور
موافق قاعدہ شرع توبہ حضرت حر فوراً قبول کی اور اونہین بشارت حور
و قصور کی دی اور فرزندون کیطرح اونکی لاش پاش پاش میدان نبرد سے
اوٹھالائے اور نتیجہ سبکا اثبات حقیقت اسلام اور آخر مین اشعار جناب

مرزا فصیح مغفور مدح حضرت مین اور اشتباہ زیارت کربلای معلی مین صفحہ ۲۹۵
ستر هوان موعظہ شرح حدیث من مات ولم یعرف
الحدیث اور مناظرۂ لطیف اہل سنت سے اس حدیث کے مضمون مین
اور دلائل مختصر غیبت حضرت کے اور کلام شیخ محی الدین عربی تائید اس
مطلب کے اور اشعار آبدار ابن ابی الحدید معتزلی اور فوائد غیبت اور مناظرہ
سید ابن طاوس علیہ الرحمہ اس بارہ مین اور مناظرہ شاہ عبد العزیز دہلوی
سے مسئلہ تفضیل حضرت امیر مین اگلے پیغمبرون پر اور اشعار حملہ حیدری
اشتیاق ظہور حضرت مین پھر اشعار اردو مثنوی بنیاد اعتقاد کی صفحہ ۴۱۹
موعظہ اٹھارھوان تفسیر سورۂ عم یتساءلون و بیان
تفصیلی احوال معاد روحانی وجسمانی وکیفیت حشر ونشر اور کنیت وجہ تسمیہ
ابوتراب عنوان لطیف سے اور مناظرۂ لطیف ملا محسن کاشانی نے عالم
نصرانی سے فضیلت خاک شفا مین اور چند حکایتین بہت مختصر و با
مذاق مناظرہ مین شروع صفحہ ۴۳۹
موعظہ اونیسوان شان نزول سورۂ ہل اتی اور روایت
گریہ خیز اوس اعرابی کی جو پوشش خانہ کعبہ تھامے دعا مانگتا تھا
اور سخاوت جناب امیر پھر حال شب ضربت اور اشارہ مصائب
کربلای معلے - شروع صفحہ ۴۶۳
موعظہ بیسوان تفسیر سورۂ والشمس اور اثبات نبوت
عنوان جدید سے اور قصہ حضرت صالح نبی اور حال قدار غدار اور
تشبیہ ابن ملجم کی اوس سے اور تشبیہ حضرت امیر علیہ السلام ناقہ صالح سے

اور شمار وجہ تسمیہ کا اور ذکر مصائب وفضائل اوسکے ذیل مین عنوان عجیب
سے اور شہادت حضرت محسنؑ وحضرت علی اصغرؑ شروع صفحہ ۴۹۱
موعظہ اکیسوان حال مین ولادت حضرت امیر علیہ السلام
کے خانہ کعبہ مین اور عربی فقرات نثر وعظ بیان حال شہادت جناب
امیر علیہ السلام مین اور روایت مشہور ضعیفہ سے مشک لینے کی
اور تقاوی وعظ کے بیان مین چند فائدون کے کہ جو متعلق
اس روایت سے ہین اور تحقیق واعظ اس مسئلہ مین کہ پیغمبرون
اور امامون کو علم غیب ہوتا ہے یا نہین اور بیان معنی صحیح بے
غائلہ تاویل حدیث نزلونا عن الربوبیۃ کی اور روایت
نابینا وغیرہ اور خاتمہ مصائب کربلا اور اسیری اہلبیتؑ پر شروع صفحہ ۵۱۱
موعظہ بائیسوان تفسیر مین سورہ انا انزلناہ کے اور
بیان مین شب قدر واعمال ضروری شب قدر کے اور بیان
مسئلہ تقدیر وتدبیر ومسئلہ بدا شروع صفحہ ۵۲۸
موعظہ تئیسوان نماز حماد رضی اللہ عنہ اور نماز ابوحنیفہ
کوفی اور اشعار مرزا فصیح صاحب مرحوم کے بیان مین شروع صفحہ ۵۶۱
موعظہ چوبیسوان توبہ کے باب مین شروع صفحہ ۵۷۹
موعظہ پچیسوان دم واپسین کے حالمین شروع صفحہ ۶۰۱
موعظہ چھبیسوان شرح خطبہ برزخیہ احوال
موت وغیرہ یہ بڑا عبرت خیز موعظہ ہے شروع صفحہ ۶۲۹
موعظہ ستائیسوان خطبہ مشہور کی شرح اور

ردلطیف مین فرقۂ نیچریہ پر شروع صفحہ ٦٥٥

موعظہ اٹھائیسوان شریح کے مکان کا عجیب وغریب قبالہ شروع صفحہ ٦٧٣

موعظہ اونتیسوان احکام مین زکوۃ فطرہ وغیرہ کی شروع صفحہ ٦٨٠

موعظہ تیسوان شرح مین فقرات دعای وداع کے اور بحث روح اللہ کی معنون مین اور قصہ نزول مائدہ کا اور کچھہ احکام نماز عید کے اور وداع ماہ رمضان عنوان لطیف سے اور یہہ موعظہ از بسکہ اوس روز پڑہا گیا کہ جس روز جناب عالم عامل مولوی شاہ ارشاد حسین صاحب قبلہ بادشاہ نیچیری نے باتراب سفر کربلای معلی کا کیا تو اسمین ایک لطیف اشارہ اونکی ترخیص کا بھی ہے شروع صفحہ ٧٠١

التماس ضروری بخدمت شریف حضرات شیعہ اثنا عشری

اگر کتابین مذہب شیعہ کی آپ مومنین ہی کے واسطے چھپا کرتی ہین جبکہ آپ حضرات اس مطبع کی ترقی نفرماوینگے تو پہر کس سے امید کیجاوے اگر بہت نہین تہوڑی کتابین جو موجود ہین یا چھپا کرتی ہین خرید کرکے اپنے اموات کے نام قربتہً الی اللہ وقف فرماتے ہین تو باعث دخول بہشت اور تقویت مطبع متصور ہے فقط پروردگار عالم ہر مومن اور مومنہ کو توفیق خیر کرامت فرمائے اور جملہ شر سے بچائے آمین ؛

ملتمس

دعاگوی مومنین سید عابد علی مالک مطبع اثناعشری مقام لکھنو محلہ وزیر گنج

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن

للہ الحمد والمنہ کہ جلد اول کتاب مستطاب مواعظ جونپوری معروف بہ چودہوین رات کے چاند سی کہ جو مجموعہ اکثر مواعظ اردو کا جناب قدسی القاب مجتہد العصر والزمان قبلہ وکعبہ جناب سید علی محمد صاحب دام اللہ ایامہ افاداتہ کہ جیسے صحبت مین موعظہ مین جناب شیخ باقر حسین صاحب حنائی کہ جو منجملہ رؤسا کے دیندار جونپور کے ہین جمع کیا ۵ ۵ ۵ ۵ ۵ ۵

تقریظ واقعی یہہ مواعظ شیقہ اور نصائح انیقہ ہمنے شہر دلپذیر نظیر جابلسا وجابلقا یعنی شہر جونپور حرسہ عن الشرور مین پڑہے اور یہہ سب معتبر ہین اور عمل انپر باعث اجر وثواب ہی | سید علی محمد

مطبع اثنا عشری مین باهتمام خادم مومنین سید عابد علی کے بکرر چھپا

موعظہ پہلا بیچ تفسیر آیات صیام کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وعترتہ اجمعین
اما بعد کہتا ہی بندہ ہیچمدان قاصر اول ثقلین شیخ باقر حسین ابن شیخ جعفر علی مرحوم
متوطن بلدہ پر نور جونپور محلہ چہتر ساری کہ عالیجناب معلی القاب علم الاعلام
حجۃ الاسلام عالم ربانی بحر العلوم ثانی بدر انور عقل حادی عشر مجتہد العصر
والزمان جناب قبلہ وکعبہ مولوی سید علی محمد صاحب خلف الصدق جناب
رضوانمآب سلطان العلماء طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ نے بمساعی جمیلہ عالم عامل
فاضل کامل وحید اوحد مجید امجد شیفتہ ولاء ائمہ طاہرین مشید دین مبین قوت
باز وشرع متین معین سادات ومومنین عالم مومن عالم ربانی جناب مولوی
شاہ ارشاد حسین صاحب جونپوری جب جونپور مین سنہ ۱۳۰۳ ہجری نزول اجلال فرمایا
اور حسب اصرار مومنین موقنین اقامۃ جمعہ وجماعت فرمائی تو تخفیف کی خیال مین

آیا کہ فقط ہمین ہمگی فیضیاب مضامین حق آگین مواعظ ونصائح سے ہوتے ہین اور
یہہ در بے بہا چند دن مین نایاب ہو جائینگے پس مقتضی حقوق اخوت ایمانیہ کا یہہ ہے
کہ اور مومنین جو بوجہ بعد مکانی کے شریک نہین ہو سکتے اور اس نعمت عظمی وموہبت
کبری سے محروم رہتے ہین وہ بہی کامیاب ان مضامین حق آگین سے ہون اور نفع
انکا علی الدوام رہے اور ایک عمدہ یادگار ہم لوگون کا صفحہ دہر پر باقی رہے فلہذا زیر
منبر بیٹہے بیٹہے بسبب تعب صوم مین مستغرق کاغذات پر ہر روز کا موعظہ جدا جدا اوسیوقت
لکہہ لیا جیسا زبان بلاغت ترجمان سے صادر ہوا پہر ان اوراق پریشان کو
صاف کرکے خدمت بابرکت مین باامید نظر ثانی پیش کیا جناب قبلہ نے بہت
خوشی سے اونہین ملاحظہ کرکے موسوم بمواعظ جونپوری تاریخی نام سے کیا اور
ازبسکہ زبان اردو عام فہم مین موعظہ فرماتے تہے تاکہ مضامین حق آگین عوام پر
کہ مقصود اصلی وعظ سے جنکی تعلیم وتفہیم ہی بخوبی ظاہر وروشن ہون اور مذاق
شعر ولطیفہ گوئی باعث مزید مقبولیت کا خواطر عوام مین ہو اور یہہ زیادہ باعث
رغبت وتوجہ کا مضامین حقہ کیطرف ہو اور ظاہر ہی کہ بیان وعبارت مضامین کی
لئے بمنزلہ لباس ہی اور الناس مع اللباس مشہور ومعروف تو اس خیال سے لقب
اوسکا چودہوین رات کا چاند رکہا کہ اسم بامسمی ہو اور بعض کاملین نے جو استدعا
تبدیلی اسم عربی کی کی تو اوسمین تامل کیا اور شاید پیش نظر یہی امر ہوگا کہ اگر بلحاظ پسند
خواص تبدیلی اسم ہو تو تغییر مسمی بطریق اولی کرنا ہوگی اور اس تبدیلی مین مضامین
عام فہم نرہینگے اور اہل زبان اوس سے حظ نہ اوٹہائینگے خواص تو خود مضامین کتب
مین دیکہتے ہین اور صحبتون مین کم ہوتے ہین زیادہ عوام اہل زبان ہوتے ہین
پس اونکی رعایت مقدم ہی اور واقعی یہی سیرت ہمیشہ سے ہادیون کو مد نظر رہی خطبہ

جناب رسالتمآب وائمہ اطیاب کی خصوصاً خطب نہج البلاغہ کو دیکھین کہ کیسی عام
محاورہ مین ڈوبے ہوئے ہین اور خود خدا ہی قران مین فرماتا ہی کہ وَمَا
اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ اور نہین بھیجا ہمنے کسی پیمبر کو مگر اوسی
کی قوم کی زبان مین اور جناب رسالتمآب بھی فرماتے ہین کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی
قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ کلام کرو لوگون سے بقدر اونکی فہم وادراک کے رہا مذاق شعر و سخن
پس یہہ بھی امر ام وزہ نہین دیکھیئے نہج البلاغہ وغیرہ مین کیسا کلام فصیح و بلیغ
کیسی شستہ محاورں اور کن کن استعارون اور کنایون اور تشبیہون سے نصائح کو
ادا فرماتے ہین روضۃ الواعظین مین کہ قدیم کتاب وعظ کی مذہب حق امامیہ کے
ہے التزام کیا ہے کہ ہر موعظہ کے بعد اشعار فصیح و بلیغ درج کرتے ہین ابواب الجنان
کی عبارت آرائیان نظم و نثر مین طشت از بام افتادہ ہین جناب شیخ بہاء الدین
کا مذاق حکایت بی بی تیزنان و حلوا کی بخوبی ظاہر ہوتا ہے تغزل و تشبیب
جناب مفتی صاحب قبلہ کی من و سلوا کے بعض بعض مقامات سے پیدا اب اس سے
بڑھ کے کیا ہوگا ــ دل بطفلی خورد سالی دادہ ام ÷ وصل او را احتمالی دادہ ام
محاورہ والی اُردو اونکے موافق زبان عام فہم کی بنیاد اعتقاد سے ظاہر او سے اطہر
صدہا نظیرین ہین اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ خدا نے زبان اسی مصلحت سے
پیدا کی ہے کہ دلکا مطلب سمجھے سمجھائے پس جب مخاطبین کی سمجھ ہی مین بات
نہ آئی یا لطف بیان حاصل نہوا سامعین تو سب اوگتا رہے ہین اونگہہ اونگہہ
کے گرے پڑتے ہین واعظ صاحب اپنے زہد خشک سے اپنی وضع اور معقولیت
نہین چھوڑتے دس دس من کا ایک ایک لفظ اوگل رہے ہین کس نشنود یا نشنود
من گفتگوئی میکنم اس سے کیا حاصل الحاصل از بسکہ مفاسد عقلی و شرعی تقلید مین

دستور مروج زاہدین خشک کی تصور تھی لہذا جناب معظم نے مصالح عقلی و
نقلی کو رواج خاص پر اون لوگون کے مقدم رکھا اور جیسا کہ آیت ہی اپنے والد کے
بمفاد الولد سر لابیہ کہ جا بجا اپنی تصنیفون مین کہین شاہ جی تحریر فرماتے
ہین کہین ام الصبیان کہین ناقہ بے مہار کہین تدہین کو وقت وطی ادبار رو شغن
قاز ملنے سے کہین حافظون کی تلاوت کو بعبارت توتی مینا کیطرح رٹنے سے
کیا فائدہ ادا فرماتے ہین محاورہ عام فہم لطیف ادا کیا ہان آمین شک نہین کہ وہ
جناب اس طرز عبارت اُردو کے بانی تھے اور یہہ جناب محل ہین بلکہ انصاف
یہہ ہے کہ انہین اس امر مین زیادہ تر ملحوظ تہا اپنے جد امجد اور استاد روحانی
حضرت امیر علیہ السلام کو ہے کہ جنہے کمال درجہ خصوصیت رکھتے ہین اور دلداد
و سرشار اونکی محبت و الفت کے ہین اور ہر قول و فعل مین اونہین کا تتبع از راہ
تبرک چاہتے ہین اور فتح محاورہ اوس جناب کے اور وہ مذاق لطیف نہج البلاغہ
سے ظاہر ہے یہی نہ کہ وہ زبان عربی ہے یہہ اُردو پس جو امور اونہون نے
اوس زبان مین اختیار فرمائی وہ اس زبان مین اختیار کرنا کیونکر مذموم ہوسکتا ہے
اونکی کلام کا پرتو اونکی اولاد امجاد کے کلام مین نہو تو پہر کسکی کلام مین ہو
اہلسنت بڑا افتخار کرتے ہین کہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی
خوش بیانی کا یہہ حال تہا کہ کوسون سے مسافر لوگ مشتاق وعظ ہوکے
آتے تہے شیعون کو مقام فخر ہے کہ اس زمانہ مین ہمارے جناب واعظ شیرین زبان
بلبل ہندوستان کی خوش بیانی کا یہہ حال ہے کہ ایک فقرہ پر ہنسا دینا
اور ایک فقرہ پر رولا دینا گویا امر اختیاری ہے کوسون کا کیا ذکر یہان سے لوگ
لوگ غازی پور و اعظم گڈہ وغیرہ سے آکے فیضیاب ہوتے ہین حق و باطل مین

چاراونگل فرق ہے ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ ✤ اسوقت اگر شاہصاحب موجود ہوتے تو معلوم ہوتا اور جب یہہ تمہید ختم ہوئی تو اب ہم بعینہٖ کلام شریف جناب ممدوح ذکر کرتے ہین ہین واللہ الموفق والمعین ۞

پہلا موعظہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب باری قران مجید مین فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ای مومنو تمہارے ذمہ پر لکھے گئے روزے یعنی واجب کئے گئے تمپر اس آیہ مین خدا نے ندا کی اور بندون کو پکارکے کہا کہ ای میرے بندون تمپر روزے واجب ہوئے اور ای او ہمزہ اس خطاب عام سے ندا ہوئی اس لئے کہ وہ محاورہ عرب مین ندائی قریب کے لئے متعین ہین اور ناچیز بندون کو خدائی قادر و توانا سے بمدارج بُعد کلی ہے اور فرسنگو نکا درمیان مین فاصلہ ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✤ اور آیا اور ہیا وغیرہ جو کلمے ندائے بعید کے لئے مقرر ہین اگر اونسے ندا ہوتی تو اوسمین ایک شائبہ خاطر شکنی تہا علاوہ یہہ کہ قدرت اوسکی بہت قریب ہی ہمسے اسلئے کہ وہ رگ جان سے بہی زیادہ قریب ہی لہذا حرف یا کو کہ مشترک ندائی قریب و بعید مین ہی اختیار فرمایا اور اس مصلحت سے بہی کہ یہہ حکم عام و تام بہ نسبت نیک و بد کے ہو یہانتک کہ مذہب اصح یہہ ہے کہ کافرون کو بہی مومنون کی طرح تکلیف فروع ہی اور اونکو ترک سے بہی مثل ترک اصول عقائد معذب

ہوتے ہین غایت الامر یہہ کہ حالت کفر مین اونسے عبادات وطاعات مقبول نہین اور بعد اسلام شرف اسلام سے وہ معاف ہوجاتے ہین کہ زمانہ کفر کے نماز و روزہ کی قضا نہین کرنا پڑتی جمیع اصناف کفار کو بجز مرتد فطری کے اور جیسا کہ مومن بارگاہ عزت سے قریب ہین اوسیطرح کافر و منافق بعید ہین پس ندائے عام مناسب ہوئی کہ شامل نیک و بد ہوا اور ایثار ذکر مومنین امید ترتب التزام بالمعروف ونہی عن المنکر سے ہے

حکایت

بعض تاریخ کی کتابون سے ثابت ہوتا ہے کہ زمان سابق مین ایک شخص نے ایک بادشاہ کے ارکان دولت کو صدہا روپے دیئے فقط اتنی بات پر کہ دربار عام مین سر مجلس بادشاہ سے ایک لمحہ کی سرگوشی کرکے چلا آئے اور اسی حکمت سے اوسنے ہزارون روپے پیدا کرلئے اور ہمچشمون مین بڑا وقار حاصل کیا کبر و نخوت سے کوس لمن الملکی اپنے زعم ناقص مین بجایا گیا حالانکہ وہ بادشاہ کیا تہا اور اوسکی ثروت کیا خاک تہی مگر وہ جو دنیا کا کتا تہا تو اسے بہت کچہہ سمجہا ؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✤ انصاف سے جو دیکہتا تو سارے دنیا کو ایک حباب ✤ یا سراب ✤ یا نقش بر آب ✤ پاتا ہر طور مطلب یہہ ہے کہ اہل دنیا امیرون کے دربار مین بار پانا اور اونکا بات پر التفات کرنا بہت کچہہ غنیمت جانتے ہین چہ جائیکہ کسیکو لوگ کے از خود خود اونکا بات کرنا کہ یہہ تو گویا اونکی ہفتاد پشت کے لئے فخر ہوجاتا ہی حالانکہ حال بے ثباتی دنیا کسی صغیر و کبیر پر پوشیدہ نہین اب غور کا مقام ہے کہ آپ لوگون کا کیا رتبہ ہے کہ ایسا حاکم

حقیقی کہ ہفت اقلیم کا بادشاہ بھی جسکا محتاج ہو وہ از خود اب لوگون کو پکار کے
ہمکلام ہوتا ہی نصیب اگر فقط اسی نکتہ پر غور کرکے اسی عنایت خدا کا شکر ہر بُن
مو سی تمام عمر کیجیے اور حضرت نوح کے برابر عمر پایئے تو بھی اوسکے عہدۂ شکر سے
باہر نہوجیے گا چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین لَذَّةُ النِّدَاءِ
اَزَالَ تَعَبَ الْعِبَادَةِ وَالْعَنَاءِ یعنی اہل دل کو دل نے اپنی مالک کی ندا سے
جو لذت و راحت پائی اوسکے سامنے ساری مشقت روزہ کی ہیچ ہوگئی واقعی
کیا بدبخت ہین وہ لوگ کہ جو اس شرف سے محروم رہتی ہین اور غور نہین کرتے
کہ ایسا محسن و مالک حقیقی اونسے ایسی امر ادنی کی درخواست فرمائے اور یہہ اوسمین
پیس و پیش کرین آخر وہ بھی تو وفادار لوگ گذرے ہین کہ اپنی مجازی محسنونکی
لیے آگ مین کود پڑے اور جہان اونکا پسینا بہتے دیکھا وہان اپنے خون کی ندیان
بہائین اور آیہ شریف مین صیام جمع صوم ہے اور لغت مین صوم کے
یہہ معنی ہین کہ جو چیزین نفس کو مرغوب ہین اونکو ترک کرے اور شرع مین
ایک زمانہ خاص مین چند خاص چیزون سے کہ کمال درجہ وہ مرغوب طبع
ہین بطرز خاص پرہیز کرنیکو روزہ کہتے ہین کہ جسکا عنقریب بیان ہوتا ہی
اور روزۂ ماہ صیام وغیرہ کا واجب ہونا اجماعی ہے کہ جسمین کسیطرحکا شک
و شبہہ نہین بلکہ وجوب صوم ماہ صیام ضروریات اسلام سے ہے کہ جو حلال
جانکے اوسے ترک کرے تو شرعًا اوسپر کفر و نجاست و قتل کا حکم ہوگا بلکہ حق
یہہ ہی کہ پابند توریت و انجیل بھی فی الجملہ روزے کی واجب ہونے سے
انکار نہین کرسکتے ہان زمان سابق مین پادری فندر صاحب جو ہندوستانمین
وارد ہوئے تو وہ منکر وجوب صوم تھے اور خلاصہ اونکے خیال خام کا

یہہ تھا کہ حکم خدا عام وتام ہونا چاہیئے حالانکہ روزہ ایسا نہین کہ باشندہ
ارض تسعین جہان چھہ مہینے کی رات اور چھہ مہینے کا دن ہوتا ہی اوسے
رکھہ سکین حالانکہ یہہ نہ سمجھے کہ یہہ اعتراض اونکا فقط اہل اسلام پر نہ تھے بلکہ گویا وہ
در پردہ توریت و زبور و انجیل سب پر معترض تھے اسلئے کہ روزہ خاص اہل
اسلام سے نہین بلکہ توریت و زبور و انجیل سب مین فی الجملہ اوسکی تصدیق مذکور
ہی اور شاید کہ منشا اس اعتراض کا بطور اَلْمَعْنٰی فِیْ بَطْنِ الشَّاعِرِ یہہ ہو کہ عیسائیونکے
گمان مین شریعت جسمانی قبل عیسیٰ ختم ہوگئی اسلئے کہ وہ تمہید و توطیہ ظہور عیسیٰ
کی تھی پس اب صوم و صلوٰۃ سب ساقط ہے اور یہہ بنا فاسد علی الفاسد ہے
حضرت عیسیٰ ع نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ تصدیق شریعت موسویہ کے لئے
آئے ہین نہ رفع و نسخ کے لئے پس تصدیق شریعت جسمانی بھی لازم ہوئی
اور بعد اسکے اوسکے التزام عیسائیون کا بے نماز یکشنبہ پر اگر فقط عبادت
روحانی کافی تھی تو اتوار کو گرجون مین نماز پڑھنے سے کیا حاصل اور انجیل
متی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ صدیقیون اور فریسیون نے جب حضرت
عیسیٰ ع سے کہا کہ تمہاری جماعت روزہ کیون نہین رکھتی تو اونہون نے
جواب دیا کہ ابھی براتیون مین دولہہ موجود ہے پس اونہین فاقہ کی کیا حاجت
ہان جب مین اوٹھہ جاؤنگا تو میری امت روزے رکھیگی اور اس کلام سے
صاف ظاہر ہے کہ جو عیسائی روزہ نہین رکھتی بعد حضرت عیسیٰ کے آسمان پر
جانیکی تو وہ نفس الامر مین اونکی امت سے نہین پس اب روزہ اونپر بھی
عائد ہوا اور جو وہ جواب دیگین عرض تسعین مین روزہ رکھنی کا وہی ہمارے طرف سے
اپنا جواب سمجھین اور اسیطرح توریت سے ثابت ہوتا ہی کہ گوشت مردار وغیرہ جو نجس

تناول کرے تو وہ مردار خوار تمام روز نجس رہیگا اور اسیطرح جو عورت خون
نفاس دیکھے وہ سات دن تک نجس ہر پاک چیزون کو نہ چھوے اور بیت المقدس
مین نہ جائے اور انجیل متی وغیرہ مین مکرر بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ
ناسخ توریت نہ تھے بلکہ مصدق و مکمل تھے اور یہہ بھی بہ نسبت توریت متداول
لکھا ہے کہ آسمان و زمین بدلجائے لیکن ایک شوشہ یا ایک نقطہ بھی توریت کا بدل
نہین سکتا پس مضمون مذکور کا بھی اقرار کرنا پڑا پس جسطرح وہ لوگ مردار خوار کا
دن اور زن حیض وا غیرہ کے دونون کا ارض تسعین مین شمار کرین گے وہی ہماری
طرف سے پادری فندر صاحب کا جواب ہے اور یہہ سب تقریرین جواب
الزامی کی ہین اور تحقیقی جواب یہہ ہے کہ اکثر احکام اکثریہ ہین اور شارع مقدس
کو زیادہ تر خیال معظم معمورہ کا کہ جن ملکونمین بڑی آبادی ہے تھا اور شاذ و نادر پر
اعتنا کچھہ ضرور نہ تھی فَاِنَّ النَّادِرَ کَالْمَعْدُوْمِ پس اگر بالفرض ایسا کوئی مقام
ہو تو وہان وہ نہین کہ روزہ ساقط ہو اسلیئے کہ قرآن مجید مین ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا خدا تکلیف نہین دیتا کسی نفس کو مگر بقدر اوسکی طاقت و قابلیت
و استطاعت کے اور بعض احادیث معتبرہ سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ
ایسے مقام پر مرد مومن سفر کرکے نہ جائے اور اگر یہہ فرض کیا جائے کہ
وہ مضطر ہو ایسے مقام کے سفر پر تو احوط یہہ ہے کہ وہ گمان غالب پر عمل
کرکے گھڑی وغیرہ سے اطمینان بہم پہونچا کے آباد شہرونکے حساب پر
بہ نیت قربت روزہ رکھے اور پھر جب وہان سے مخلصی ہو تو قضا کرے او
یہی حکم نماز وغیرہ کا ہے واللہ اعلم اور تفصیل اجمال مع ادلۂ قویہ رسالہ شریف
ارض تسعین مین رشک سید ہاشم خارکش و مغبوط مقدس اردبیلی اعنی جناب عمدۃ العلماء

سید ہادی صاحب مغفور مرحوم نے تحریر فرمائی ہے وَهُوَ الْهَادِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ
کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ جیسا کہ لکھے گئے وہی روزے
اون لوگونپر کہ جو تمسے سابق مین گذری شاید تم پرہیزگاری کرو بسبب روزہ کی
اسلیئے کہ وہ خواہشون کو شکستہ کر دیتی ہین اور ظاہر ہے کہ باعث معصیت
یہی نفسانی خواہشین ہوتی ہین اور اگلے لوگون سے پیغمبر روزے واجب
ہوئے سب پیغمبر اور اونکے امتین مراد ہو سکتی ہین جیسا کہ بیضاوی مین ہی
یا اگلون سے مراد خاص نبی ہی ہون جیسا کہ تفسیر صافی مین ہے اور اوسی کتاب
مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اول اونمین سے حضرت
آدم تھے اور مقصود حضرت یہہ ہے کہ کوئی زمانہ خالی اس سے نہ تھا جب سے
آدمیون کی خلقت ہوئی اور حضرت آدم ابو البشر روی زمین پر آئے اوسی
عہد سے روزے معین ہوئے اور اس بیان سے مقصود تسلی و تسکین امت
حضرت سید المرسلین ہی کہ تم لوگ روزون کے تعب سے نہ گھبراؤ کچھہ تمہین کو روزون
کی تکلیف نہین دی گئی بلکہ اگلے وقت کے لوگ بھی روزے رکھتے تھے بلکہ بعض
روایتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل روزون کی باعث حضرت آدم
صفی اللہ ہین چنانچہ حضرت امام حسن ع سے منقول ہی اَنَّهٗ جَاءَ نَفَرٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَعْلَمُهُمْ عَنْ مَسَائِلَ
فَکَانَ فِیْمَا سَاَلَهٗ اَنَّهٗ قَالَ لِاَیِّ شَیْءٍ فَرَضَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمَ عَلٰی
اُمَّتِکَ بِالنَّهَارِ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا وَفَرَضَ عَلَی الْاُمَمِ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ کہ کچھہ لوگ
قوم یہود سے خدمت بابرکت جناب رسالتماب مین آئے اور اون سب مین
جو زیادہ علم و کمال رکھتا تھا اوسنے حضرت سے چند سوال کئے منجملہ اونکے یہہ تھا

کہ اسکا کیا باعث کہ خدا نے آپ کی امت پر تیس روزے واجب کیے اور
اگلی امتون پر اس سے زیادہ فرض کیے فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِنَّ اٰدَمَ لَمَّا اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَۃِ بَقِیَ فِیْ بَطْنِہٖ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا فَفَرَضَ عَلٰی
ذُرِّیَّتِہٖ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا الْجُوْعَ وَالْعَطَشَ وَالَّذِیْ یَاْکُلُوْنَہٗ بِاللَّیْلِ تَفَضُّلٌ
مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْهِمْ وَکَانَ عَلٰی اٰدَمَ فَفَرَضَ ذٰلِکَ عَلٰی اُمَّتِیْ
ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ الْاٰیَۃ پس حضرت نے
فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے جب درخت گندم سے تناول فرمایا تو اثر گندم اونکے
شکم شریف مین تیس شبانہ روز باقی رہا پس تیس دن تک خدا نے اونکی
اولاد پر بھوک اور پیاس لازم فرمائی اور شبکو جو اجازت ملی تو یہہ محض مہربانی
تھی اور یہی حکم تھا حضرت آدمؑ کو پس اوسیقدر روزے خدا نے میری امت
پر واجب کیے **خلاصہ** یہہ کہ خلیفہ خدا حضرت آدمؑ کی خلف الصدق حضرت
ہی کی امت تھی کہ قدم بقدم حضرت آدم کے انہین روزہ رکھنے پڑے کچھہ
یہہ ناخلف نہ تھے کہ خلاف اپنے جد اعلی کے کرتے پہر حضرت نے تمام وکمال
وہی آیت پڑہی کہ جسکی تفسیر مین ہم مصروف ہین قَالَ الْیَہُوْدُ صَدَقْتَ
یَا مُحَمَّدُ فَمَا جَزَاءُ مَنْ صَامَہَا اوس یہودی نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا یا حضرت
اب آپ بیان فرمائین کہ کیا جزا ہے اوسکی کہ جو ان دنون مین روزہ رکھے
فَقَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یَصُوْمُ شَہْرَ رَمَضَانَ اِحْتِسَابًا اِلَّا اَوْجَبَ اللّٰہُ
لَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی سَبْعَ خِصَالٍ پس حضرت نے فرمایا کہ کوئی مومن
ایسا نہین کہ ماہ صیام مین بقصد ثواب روزہ رکھے مگر یہہ کہ خدا سات خصلتین
اوسے عطا فرمائے اَوَّلُہَا یَذُوْبُ الْحَرَامُ فِیْ جَسَدِہٖ پہلی یہہ کہ تمام حرام

اوسکے بدن سے پگھل کے بہجائیگا وَالثَّانِیَۃُ یَقْرُبُ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ
دوسرے یہہ کہ روزہ دار رحمت خدا سے قریب ہوگا وَالثَّالِثَۃُ یَکُوْنُ قَدْ
کَفَّرَ خَطِیْئَۃَ اٰدَمَ تیسرے یہہ کہ وہ شخص کفارہ دیگا ترک اولی کا اپنے پدر
آدم کی وَالرَّابِعَۃُ یُهَوِّنُ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ چوتھے یہہ کہ خدا
آسان کریگا اوسپر سکرات موت وَالْخَامِسَۃُ اَمَانٌ مِنَ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ پانچوین روزہ باعث امان ہے قیامت کی بھوک اور پیاس سے
وَالسَّادِسَۃُ یُعْطِیْہِ اللّٰہُ بَرَاءَۃً مِنَ النَّارِ چھٹے خدا اوسے عطا
کریگا برات آتش جہنم سے وَالسَّابِعَۃُ یُطْعِمُہُ اللّٰہُ مِنْ طَیِّبَاتِ الْجَنَّۃِ
قَالَ صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ ساتوین یہہ کہ خدا اوسے بہت سی پاک و پاکیزہ لذیذ
اور غذائین عطا فرمائیگا پس یہودی نے کہا کہ بجا ارشاد کیا آپ نے پوشیدہ
نرہی کہ یہہ علت وجوب صوم جو اس حدیث سے مستفاد ہوئی تو وہ علت تام
نہین بلکہ علت ناقصہ ہے اور منافی اسکی نہین کہ کوئی اور بہی مصلحت اوسکے ساتھ
ضم ہو چنانچہ خود آیہ شریف سے مستفاد ہوا تھا کہ مقصود صوم سے کمزور کر دینا
نفسانی خواہشون کا تھا اور موید اوسکے وہ روایت ہے کہ جو ہشام بن حکم سے منقول
ہے کہ اونہون نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ سبب روزون کا کیا ہے
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّمَا فَرَضَ اللّٰہُ الصِّیَامَ لِیَسْتَوِیَ بِہِ الْغَنِیُّ وَالْفَقِیْرُ
پس حضرت نے فرمایا کہ نہین واجب کیا خدا نے روزون کو مگر تاکہ امیر و فقیر
سب برابر ہو جائین اور یہہ اس باعث سے ہوا کہ امیر کو بھوک پیاس کا تعب نہوتا
تھا جس چیز کو جی چاہتا وہ فوراً ایک اشارہ مین موجود ہو گئی پس خدا نے چاہا کہ
چندے وہ بہی بھوک کا مزہ چکھین اور بھوکون پر رحم کہائین وَکَتَبَ اَبُو الْحَسَنِ

عَلِیِ بْنِ مُوْسیٰ الرِّضَا اِلیٰ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ فِیْمَا کَتَبَ مِنْ جَوَابِ مَسَائِلِہٖ
اور لکہا حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو اونکے مسئلون کے
جواب مین عِلَّۃُ الصَّوْمِ لِعِرْفَانِ مَسِّ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ لِیَکُوْنَ ذَلِیْلاً مُسْتَکِیْنًا
مَاجُوْرًا مُحْتَسِبًا صَابِرًا سبب روزون کا پہچاننا بہوک وپیاس کی تعب کا ہو
تاکہ روزہ دار ذلیل ومسکین ومنکسر النفس وماجور ہو یعنی ثواب پائی اور نیکیون کا ذخیرہ
اپنے لئے مہیا کیا کرے اور بہوک وپیاس پر صبر کرے وَیَکُوْنَ ذٰلِکَ دَلِیْلاً
عَلیٰ شَدَائِدِ الْاٰخِرَۃِ مَعَ مَا فِیْہِ مِنَ الْاِنْکِسَارِ لَہٗ عَنِ الشَّھَوَاتِ وَاعِظًا
لَہٗ فِی الْعَاجِلِ دَلِیْلاً عَلَی الْاٰجِلِ؛ اور تاکہ یہہ شدت بہوک اور پیاس کی
دلیل ونمونہ ہو شدائد آخرت کا باوجود اسکہ شکستہ ہوجاتے ہین خواہشین اور
روزہ بمنزلہ نصیحت وپند کے ہوتا ہو دنیا مین اور علامت ونمونہ ہوتا ہو آخرت کا
لِیَعْلَمَ شِدَّۃَ مَبْلَغِ ذٰلِکَ مِنْ اَھْلِ الْفَقْرِ وَالْمَسْکَنَۃِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
تاکہ امیر ونکو معلوم ہو شدت تعب بہوک اور پیاس کی فقیرون پر دنیا وآخرت
مین وَرَوٰی حَمْزَۃُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلیٰ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
لِمَ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّوْمَ فَوَرَدَ فِی الْجَوَابِ لِیَجِدَ الْغَنِیُّ مَسَّ الْجُوْعِ وَالْفَقْرِ
اور منقول ہو حمزہ بن محمد سے کہ اونہون نے خدمت بابرکت حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام مین تحریر کیا کہ کیون واجب کیا خدا نے روزہ پس جواب آیا
تاکہ غنی امیر گرسنگی وفقر وفاقے کا مزا چکہے خلاصہ یہہ کہ امیر جب کہانا نہ
کہائینگے تو فقیر پر رحم کہائینگے بہوک مین بہوکون کی قدر کرینگے مثل مشہور ہے کہ
پیٹ بہرا بہوکے کی کیا قدر جانے واعظ کہتا ہے کہ بہت سی حدیثون
مین وارد ہو کہ ماہ مبارک رمضان مین شیطان مقید ومحبوس ہوجاتے ہین

چنانچہ خطبہ مشہور مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماثور ہے
وَالشَّیَاطِیْنُ مَغْلُوْلَۃٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یُسَلِّطَھَا عَلَیْکُمْ یعنی شیاطین
اس مہینے مین مغلول ہین پس خدا سے دعا کرو کہ اونہین تمپر کبہی مسلط نفرمائے
اس مین اکثر لوگ شبہہ کرتے ہین کہ پہر اس مہینے مین گناہون کے سرزد ہونیکی
کیا وجہ بلکہ چاہیے کہ ماہ رمضان کا چاند دیکہتے ہی سب کافر وفاسق اپنے
کفر وفسق وفجور سے باز رہین حالانکہ ہم بچشم خود دیکہتے ہین کہ اس مہینے مین
بہی بت پرستی پر بت پرست پروانون کیطرح اوٹوٹے پڑتے ہین شراب
خانو نمین اور بہٹیون پر سابق کیطرح ہجوم رندون کا رہتا ہے محتلمون کو
برابر احتلام ہوتا ہے بلکہ خود روزہ دار بہی صدہا طرح کی گناہون مین مرتکب
ہوا کرتے ہین پس اگر شیطان ہی قید ہوجاتا تو پہر کیا وقت تہی سب نیک پارسا
بن جاتے جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کتاب اقبال مین فرماتے ہین
وَقَدْ سَاَلَنِیْ بَعْضُ اَھْلِ الدِّیْنِ فَقَالَ اِنِّیْ مَا یَظْھَرُ لِیْ زِیَادَۃُ انْتِفَاعٍ بِمَنْعِ
الشَّیَاطِیْنِ لِاَنِّیْ اَرٰی الْحَالَ الَّتِیْ کُنْتُ عَلَیْھَا مِنَ الْغَفْلَۃِ قَبْلَ شَھْرِ
رَمَضَانَ کَاَنَّھَا عَلیٰ حَالِھَا مَا نَقَصَتْ بِمَنْعِ اَعْوَانِ الشَّیَاطِیْنِ
اور سوال کیا مجہہ سے بعض دینداروں نے کہ ہمین تو شیطانون کے محبوس
ہوجانے سے اس مہینے مین کچہہ زیادہ فائدہ نہین معلوم ہوتا اس لئے کہ
جو حال ہماری غفلت ومعصیت کا قبل ماہ صیام تہا وہی بحال خود باقی
رہتا ہو اور شیطان کے اعوان وانصار کے گرفتار ہونے سے کم نہین ہوتا
فَقُلْتُ لَہٗ یَحْتَمِلُ اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَوْ تُرِکُوْا عَلیٰ حَالِھِمْ فِیْ اِطْلَاقِ الْعِنَانِ
کَانُوْا یَحْسُدُوْنَکُمْ عَلیٰ ھٰذَا شَھْرِ الصِّیَامِ فَیَجْتَھِدُوْنَ فِیْ

هَلَّا كَمَنْ مَنَعَ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ اَوْ فِي الدُّنْيَا بِغَايَةِ الْاِنْكَارِ فَيَكُونُ
الْاِنْتِفَاعُ بِمَنْعِهِمْ مِنْ زِيَادَاتِ الْاَذِيَّاتِ وَالْمَضَرَّاتِ وَدَفْعِهِمْ
مِمَّا يَعْجِزُ الْاِنْسَانُ عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَرَاتِ پس مینے اوسنے کہا کہ احتمال
ہو کہ اگر شیاطین مطلق العنان ہوجاتے اور مخلّٰی بالطبع اپنی حالپر واگذاشت
کئی جاتے تو ایسے متبرک مہینہ پر زیادہ تر حسد کرتے اور سعی بلیغ کرکے تمہین
ایسا مبتلا نافرمانی مین خدا کی کردیتے کہ بالکل تمہارا انجام خراب ہوجاتا یا یہہ کہ
حسد کے مارے دنیا مین تمہین وہ ہلاک کرڈالتے پس اونکو محبوس کرنیسے
یہہ کیا کم فائدہ ہوا کہ وہ زیادہ تمہین نہین ستا سکتے جسقدر اونکا جی چاہتا
وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ لِكُلِّ شَهْرٍ شَيَاطِيْنُ يَخْتَصُّوْنَ بِهٖ دُوْنَ سَائِرِ
الشُّهُوْرِ فَيَكُوْنُ مَنْعُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ يُرَادُ بِهٖ
شَيَاطِيْنُ هٰذَا الشَّهْرِ الْمَذْكُوْرِ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ عَلٰى
حَالِهِمْ مُطْلَقِيْنَ فِيْمَا يُرِيْدُوْنَهٗ بِالْاِنْسَانِ مِنَ الْاُمُوْرِ
فَلِذٰلِكَ مَا يَظْهَرُ لِلْاِنْسَانِ سَلَامَةٌ مِنْ وَسْوَسَةِ الصُّدُوْرِ
اور احتمال ہو کہ ہر مہینہ کے شیطان جدا ہون پس مراد یہہ ہو کہ خاص
اس ماہ مبارک کے شیطان بسبب اوسکی برکت کے قید ہوجاتے ہین اور اور
مہینون کے شیطان گمراہ کرنیکو کفایت کرتے ہین اور اسی وجہ سے
لوگون سے گناہ اور خیالات فاسد صادر و ظاہر ہوتے ہین وَيَحْتَمِلُ
اَنْ يَكُوْنَ مَنْعُ الشَّيَاطِيْنِ عَنْ قَوْمٍ مَخْصُوْصٍ بِحَسْبِ مَا
يَقْتَضِيْهِ مَصْلَحَتُهُمْ وَرَحْمَةُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْاٰفَاتُ الْكُفَّارُ
وَغَيْرُهُمْ لَا يُغَلُّ عَنْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ

وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَزْمَانِ اور ایک احتمال یہہ ہو کہ کچھہ خاص لوگون سے
حسب مقتضی حال و مصلحت و حکمت پروردگار شیطان حبس و قید ہوتے ہون یعنی
اونہین کو ورغلانے سے وگرنہ ظاہر ہے کہ کافرون سے تو کبھی شیطان باز
نہین رہتے نہ اس مہینے مین نہ اور مہینون مین وَمِنَ الْجَوَابِ اَنَّهٗ يَحْتَمِلُ اَنَّ الْعَبْدَ
مَعَهٗ اِبْلِيْسُ وَالشَّيَاطِيْنُ فَاِذَا غُلَّتِ الشَّيَاطِيْنُ كَفَاهُ اِبْلِيْسُ فِيْ غُرُوْرِهٖ
لِلْمُكَلَّفِيْنَ اور ایک جواب یہہ بھی ہوسکتا ہو کہ ہر بندہ کے ساتھہ ابلیس مع چند شیطانونکے
ہوا اور جب سب شیطان محبوس ہوجاتے ہون تو فقط اونکا باپ ابلیس تلبیس لوگونکے
مغرور کرتا ہوا و باعث گناہون کا ہوتا ہو وَمِنَ الْجَوَابِ اَنَّهٗ يَحْتَمِلُ اَنَّ الْعَبْدَ
مَعَهٗ نَفْسُهٗ وَطَبْعُهٗ قُرَنَاءُ السُّوْءِ وَاِذَا غُلَّتِ الشَّيَاطِيْنُ فَيَكْفِيْهِ
هٰؤُلَاءِ فِيْ غُرُوْرِهِمْ وَعَدَاوَتِهِمْ لِلْمُكَلَّفِ الْمِسْكِيْنِ اور ایک جواب یہہ ہے
کہ علاوہ شیاطین نفس امّارہ و طینت بد انسان کی یہہ خود بری رفیق آدمی کے
ہین اور وہ خود بغل مین دبائے ہوئے اپنا دشمن لاثانی یعنی دل کہ جو بننے کیلئے
مار آستین ہو لئے پہرتا ہے پس جب شیطان محبوس ہوجاتے ہون تو یہی اوسے ورغلاتے
ہون وَمِنَ الْجَوَابِ اَنَّ الْعَبْدَ لَهٗ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ ذُنُوْبٌ قَدْ سَوَّدَتْ
قَلْبَهٗ وَعَقْلَهٗ وَصَارَتْ حِجَابًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهٗ
فَلَا يُسْتَبْعَدُ مِنْهُ اَنْ يَكُوْنَ ذُنُوْبُهُ السَّابِقَةُ كَافِيَةٌ لَهٗ فِيْ
اِسْتِمْرَارِ غَفْلَتِهٖ فَلَا يُؤَثِّرُ مَنْعُ الشَّيَاطِيْنِ عِنْدَ الْاِنْسَانِ لِعَظِيْمِ
مَعْصِيَتِهٖ وَيُمْكِنُ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْجَوَابِ وَفِيْ هٰذَا كِفَايَةٌ
لِاُولِي الْاَلْبَابِ اور ایک جواب یہہ ہو کہ قبل ماہ صیام جو گناہ کسی بندہ
سے صادر ہوئے اور اونہون نے اوسکے عقل و دل کو سیاہ کردیا اور پردہ

کیطرح پروردگار اور اوراد سکے درمیان مین حائل ہوگئے ہون
وہی باعث استمرار غفلت و صدور معصیت جدید کے ہون اور
ابلیس پر تلبیس کا محبوس ہوجانا مفید نہو
اور انکے سوا اور بہی جواب ممکن
لیکن عاقل کی تسکین کے
لئے یہہ کیا کم
ہین

موعظہ دوسرا ۲

تحقیق مین حبس شیاطین کے ماہ رمضان مین
موافق تحقیق خود واعظ دس وجہون سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعظ کہتا ہے کہ سید کی مؤید اور چند وجہین ہین کہ اونمین سے دس مصداق تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ نوک ریز قلم دقت رقم ہوتے ہین پہلی یہہ کہ مراد حبس شیطان سے منع کرنا اوسی تسلط کرنے سے ہی خاص اونہین مومنین پر کہ جو مستحق ہین مزید توفیق وتائید وتسدید کے اور قابل قبول ہدایت اور ہوشیار ہونیکے ہین بعد غفلت کے نہ یہہ کہ کسیطرح کا تسلط نہین رہتا بلکہ مثل اوس تسلط کے کہ جو غیر ماہ رمضان مین ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہے کہ غیر ماہ رمضان مین جسطرح سے شیطان گمراہ کیا کرتا ہے اور باعث صدور معاصی ہوتا ہی اوس درجے کے شیطنت کرنے سے ماہ رمضان مین بے بس ہو جاتا ہے اور قید ہونا کنایہ اسی بے بسی سے ہے اور بچشم خود ہم دیکھتے ہین کہ ماہ رمضان مین توفیق ربانی بہت بڑہ جاتی ہے اکثر گناہ گارون کو اس مہینے مین

روزہ نماز کیطرف رغبت پائی جاتی ہی بہت لوگ توبہ واستغفار کرتے ہین اکثر گناہ گار اپنے اگلے گناہون کو سوچکر ٹھنڈی سانسین بہرتے ہین نیکیون مین گرم رہتی ہین بدی سے بہاگتے ہین عبادت مین اکثر تمام تمام شب جاگتے ہین کبہی صحیفہ کی دعائین پڑہتے ہین کبہی تلاوت قرآن سے کسی وقت دعائے سحر ورد زبان ہے جمعہ وجماعت کی فکر ہے وعظ سننے مین تساہل کرین اسکا کیا ذکر ہے یہانتک کہ عوام الناس مین بہی ضرب المثل ہی کہ رمضان کے نمازی توہم نہو کہ حدیث مین عموماً شیطان کو قید ہوجانیکا ذکر ہے نہ یہہ کہ خاص زمانہ مین خاص لوگون سے خاص طرح پر محبوس اور [illegible] ہو جائیگا اس لئے کہ محاورات عرب مین اکثر عمومات کی تخصیص ہوتی ہے چنانچہ اونمین مثل مشہور ہے کہ مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَقَدْ خُصَّ یعنی کوئی ایسا حکم عام نہین کہ جو بعض چیزین اوس سے مستثنیٰ نہون یہانتک کہ خود اسی مثل عام کی تخصیص خود اسی سے لازم آتی ہے اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ یہہ مثل متضمن حکم عام ہر جگہہ پر تمام نہین ہوتی جیسا کہ اس آیت مین ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تحقیق کہ خدا ہر شی پر قادر ہے اس لئے کہ کوئی چیز ایسی نہ نکلیگی کہ احاطہ قدرت قادر علی الاطلاق سے خارج ہو بس اوس مثل کی کب اصل رہی اگرچہ بعضون نے عموم تعلق قدرت مین بہی تامل کیا ہے محال کے خیال سے مگر محال کی شان سے تعلق قدرت نہین اور استثنا سے مراد یہہ ہے کہ جن چیزون کی شایان ایک حکم عام مین مندرج ہونا ہو اونمین سے کوئی چیز اوس حکم عام سے جدا کر لیجائے اور مؤید اوسکے یہہ حدیث ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ جس شخص نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وہ داخل جنت ہوا بحساب
وکتاب کے پس کتاب عیون اخبار الرضا مین اسحاق بن راہویہ
سے منقول ہے کہ جس روز حضرت امام رضا علیہ السلام نے چاہا کہ نیشاپور سے
مامون ملعون کے پاس جائین تو حضرت کے ترخیص کے لیے سب
محدثین جمع ہوئے کہ منجملہ اونکے مین بہی تہا پس سب نے عرض کی کہ ای
فرزند رسول آپ یہان سے تشریف لئے جاتے ہین اور دولت
دیدار سے اپنی ہمین محروم کئے جاتے ہین کوئی ایسی حدیث تو ہمین
بتائے جائیے کہ ہم اوس سے مستفید و مستفیض ہون اور وہ
آپکی یادگار ہم مین باقی رہی اور حضرت کجاوہ مین سوار ہو چکے تہے پس سر
مبارک عماری و کجاوہ سے مثل ماہ شب چاردہ کے ظاہر و طالع کیا
وَقَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ مُوْسَی بْنَ جَعْفَرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبِیْ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ
یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبِیْ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ یَقُوْلُ
سَمِعْتُ اَبِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَبْرَئِیْلَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اللّٰہَ جَلَّ جَلَالُہٗ
یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ
اور کہا حضرت نے کہ سنا مینے اپنے والد موسی بن جعفر سے کہ وہ کہتے
تہے کہ سنا مینے اپنے والد جعفر صادق سے کہ وہ کہتے تہے کہ سنا مینے
اپنے والد حضرت امام محمد باقر سے کہ وہ کہتے تہے کہ سنا مینے اپنے والد حضرت
امام حسین علیہ السلام سے کہ وہ کہتے تہے کہ سنا مینے اپنے والد حضرت امیر

علیہ السلام سے کہ وہ کہتے تہے کہ سنا مینے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ وہ کہتے تہے کہ سنا مینے حضرت جبرئیل سے کہ وہ کہتے تہے کہ سنا مینے
خود خدا سے کہ وہ فرماتا تہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا حصن حصین اور قلعہ مستحکم و مضبوط
ہی جو اوس قلعہ مین داخل ہو کے اوسکی پناہ مین آیا اوسنے میرے عذاب سے
امن پایا قَالَ فَلَمَّا مَرَّتِ الرَّاحِلَۃُ نَادٰنَا بِشُرُوْطِہَا وَقَالَ اَنَا مِنْ شُرُوْطِہَا
راوی کہتا ہی کہ جب حضرت کی سواری باد بہاری کیطرح چل کہڑی ہوئی تو
چند قدم طی کرکے حضرت نے باآواز بلند فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِشُرُوْطِہَا وَ
شُرُوْطِہَا قلعہ مستحکم خدا ہے کہ جسکی شرطون مین سے ایک شرط میری ولایت و
اطاعت بہی ہی دوسری یہہ وجہ ہے کہ گناہون کی دو قسمین ہین ایک یہہ
کہ انسان اپنی شرارت سے خود دوڑا جاے اور شیطان کے پاس پہونچکے
اپنے تئین اوسکے پہندے مین پہنسائے دوسرے یہہ کہ شیطان انسان
کے گہر چڑہ کے ورغلانیکو آئے پس اگر قید ہونا مانع بہی ہے تو قسم ثانی
سے نہ قسم اول سے اور یہہ جواب بہی مثل اکثر اجوبہ کتاب اقبال کے ضعف
سے خالی نہیں اور احادیث سے کوئی شاہد اپنا نہین رکہتا اور ماہ رمضان
مین احتلام اور بدخوابی اور مناہی اور ملاہی بلکہ کفر و شرک و قتل امیر المومنین
علیہ السلام سے بالکل خلاف ان خیالات کے ظاہر ہوتا ہی اور موید اوسکے
بہت عمومات قرآنیہ اور اطلاقات اخبار معصومیہ ہین مثل اون ادلہ کے
جو دلالت کرتے ہین استعاذہ و استغفار پر اور تلاوت معوذتین پر اور شرکت
شیطان پر اموال و اولاد مین اور اس بات پر کہ نجوی اوسکی جانب سے
ہی اور یہہ کہ وہ معادات بنی آدم سے کرتا ہی باوجود متضمن ہونے اس دلیل کے

سانتہ عقل قطعی اور تواتر یا استفاضہ سند اور محکمیت دلالت کہ پس ایسی علیل
تعلیلین کب مقابل مین ایسی صحیح دلیلون کے چل سکتی ہین اور کون کہہ سکتا ہی
کہ سونیوالا سوتے سوتے شیطان کے پاس اوٹھ دوڑتا ہی اور شیطان
مغلول محبوس باعث احتلام وغیرہ ہوتا ہے **تیسرے** یہہ کہ تخصیص
زمانہ کی کیجائے تفصیل اجمال یہہ ہے کہ حدیث مغلولیت سے اگرچہ یہہ پایا گیا
کہ ماہ صیام مین ابلیس محبوس ہوجاتا ہی لیکن یہہ نہین ہے کہ غرہ ماہ صیام
سے سلخ ماہ تک محبوس رہتا ہو پس تصدیق مفاد خبر کے لئے اور اثبات
فضیلت ماہ رمضان کے لئے براے نام حبس وقید کافی الجملہ متحقق ہوجانا
کفایت کرتا ہے اگرچہ ایک ہی شبانہ روز یا کم وزیادہ مین ہو اور کچھہ محال نہین
کہ کسی روز معین اور زمانہ غیر معہود مین اور ایسے وقت نامعلوم مین کہ سواے
خدا کے سب سے پوشیدہ ہو برکت ماہ صیام سے سب شیطان محبوس
ہوجاتے ہون اس طرح پر کہ بعض کفار مسلمان ہوجاتے ہون بعضونکو غش آجاتا
ہو بعضے مسلمان ومومن خوش اعتقاد ہوجاتے ہون اور مومنین سرگرم
عبادت وطاعت ہوجاتے ہون اور ایک ساعت کی ساعت قدرت خدا کے
سبب ابلیس کو رغلانے سے اور اوسکی لشکر کے فریب دینے سے باز رہجاتے
ہون تاکہ فضیلت اس مہینہ کی متحقق ہو اور بے بسی شیطان کی اس سے
ثابت ہوجائے اور یہہ وجہ اگرچہ امکان عقلی رکھتی ہے لیکن خالی بعد سے بھی
نہین اور موید کسی حدیث سے بھی نہین ہے **چوتھے** یہہ کہ مراد قید ہونے
سے بے بسی ہے کہ جو قیدی کو لازم ہوتی ہے اور مراد بے بسی سے یہہ ہے
کہ کسی امر عظیم اور مراد خاص سے بے بسی ہو بطور قصر اضافی یا جعلی ادعائی کے

خلاصہ یہہ کہ محبوسیت سے مراد مجبوری اکثر مقاصد اور اعظم
مطالب واہم مآرب سے ہے اور ظاہر ہے کہ بڑا دام شیطان کا چند
امر مین ہے مثل مال وزن وغیرہ کے اور یہہ سب امر مضمحل ہوجاتے ہین
روزہ سے بسبب مضمحل ہوجانے قواے شہوانیہ وبہیمیہ کی بسبب ترک اکل وشرب
اور ملازمت مسجد وعبادت کی اور تلاوت دعا وآیت کے **پانچوین** یہہ کہ
ماہ مبارک رمضان نہین بہ نسبت اور مہینون کے کچھہ امر مابہ الاشتراک ہین اور
کچھہ امر مابہ الامتیاز مین مثلا ماہیت ماہ سب مہینون کی یکسان ہے جیسے
تیس یا اونتیس شبانہ روز اسمین ہین ویسی ہی اور مہینونمین ہین رات دن
جیسے اسمین ہوتے ہین ویسے سب مین ہوتے ہین اور ظاہر ہی کہ ماہیت
ماہ رمضان یا اوس زمان محدود وغیرہ کو کوئی مداخلت حبس شیطان مین نہین
ہی ورنہ چاہیے تہا کہ سب مہینونمین حبس ہوتے اسلئے کہ علت حبس مابہ
الاشتراک کو فرض کیا ہے اور لیکن مابہ الامتیاز مثل نزول کتب آسمانی یا تقرب
عبادات وطاعات کثیرہ کے ساعات لیل ونہار مین کثرت سے پس
معلوم ہوا کہ ضرور یہی مابہ الامتیاز موثر حبس ابلیس مین ہوگا پس نیکیان
اس مہینہ کی علت حبس ابالسہ ہین کیونکہ منافی مرضی وموجب بے بسی کا انکی
ہو نہ یہہ کہ حبس اونکا علت ان نیکیون کی ہو جسمین کہ مابہ الامتیاز اس مہینہ کا
بنایا جائے اور اوسکا روز روزہ مثل روز افطار ہو اگر اوس سے شیطان
نہ مقید ومحبوس ہو تو بجا ہے کیونکہ علت حبس بہ نسبت اوسکی متحقق نہین
چھٹے یہہ کہ مراد حبس شیطان سے باز رکہنا اوسکا اعظم مقاصد سے اوسکے
ہو یعنی کبر سے اسلئے کہ کبر اعظم حبائل شیطان سے ہے قال امیر المومنین

علیہ السلام فی خطبۃ القاصعۃ ما لفظہ المعجز الحمد للہ الذی
لبس العز والکبریاء واختارهما لنفسه دون خلقه وجعلهما حمی و
حرما علی غیره واصطفاهما لجلاله وجعل اللعنة علی من نازعه فیهما
من عباده ثم اختبر بذلک ملائکته المقربین لیمیز المتواضعین
منهم من المستکبرین فقال سبحانه وهو العالم بمضمرات القلوب
ومحجوبات الغیوب انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت
فیه من روحی فقعوا له ساجدین فسجد الملائکة کلهم اجمعین
الا ابلیس اعترضته الحمیة فافتخر علی آدم بخلقه وتعصب علیه لاصله
فعدو الله امام المتعصبین وسلف المستکبرین الذی وضع اساس
العصبیة ونازع الله رداء الجبریة وادرع لباس التعزز وخلع
قناع التذلل الا ترون کیف صغره الله بتکبره ووضعه بترفعه
فجعله فی الدنیا مدحورا واعد له فی الآخرة سعیرا الی ان قال
فالله الله فی عاجل البغی وآجل وخامة الظلم وسوء عاقبة الکبر
فانها مصیدة ابلیس العظمی ومکیدته الکبری التی تساور قلوب
الرجال مساورة السموم القاتلة فما تکدی ابدا ولا تشوی احدا لا
عالما بعلمه ولا مقلا فی طمره فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ
قاصعہ مین کہ جمیع حمد ثابت اوس خدا کے لئے ہین کہ جسنے تکبر اور بزرگی کا
جامہ پہن لیا اور دونون صفتون کو خاص اپنے لئے چن لیا اسلئے کہ وہ
کامل الذات ہے نہ اور مخلوقات کہ سب ناقص وعاجز ہین اور اون دونون
صفتونکو ایک حصن حصین اور قلعہ مستحکم خاص اپنے لئے بنایا ہے کہ سوائے

اوسکا اور کوئی اوس احاطہ کے اندر قدم نہین رکھ سکتا اور اپنی لعنت گردانی ہر
اوس شخص پر جو ہمسری خدا سے چاہے ان صفتون کے حاصل کرنے مین پہر
امتحان لیا ملائکہ مقربین کا کہ تمیز حاصل ہوجائے فروتنون اور متکبرین مین پس
فرمایا اوس خدائے پاک نے حالانکہ وہ جانتا تہا دلون کے پوشیدہ رازون کو
اور اون باریک باتونکو جو پردہ غیب مین چہپے ہوئے ہین کہ مین پیدا کرنیوالا
ہون ایک بشر گل سے پس جب درست کر دون اوسکے قالب کو اور پہونک
دون اوسمین روح اپنی بنائی ہوئی تو جہک پڑنا تم سب اوسکے سجدہ کو پس سبہون نے
سجدہ کیا مگر ابلیس پر تلبیس بسبب حسد کے باز رہا اور افتخار کرنے لگا حضرت
آدم علیہ السلام پر بخیال اپنی خلقت بی اصل کے اور اس خیال سے کہ مین تو
آگ سے بنا ہون پہر اوسے کہ جو خاک ناپاک سے بنا ہے کیون سجدہ کرون پس
وہی دشمن خدا تو پیشوا سب متعصبون کا ہے اور بزرگ سب متکبرون کا ہے اور
اوسی نے تو بنیاد تعصب ڈالی اور ردائے کبریائی وعظمت مین خدا سے ہمسری
چاہی اور بہ تکلف پہن لیا جامۂ عزت وتکبر اور اوتار کے پہینکدی پوشش بندگی
و مذلت آیا نہین دیکہتے تم کہ کیونکر صغیر وحقیر کر دیا اوسے خدا نے بسبب اوسکے
تکبر کے اور پست کر دیا اوسے بسبب اوسکی بلند پروازی کے پس دنیا مین تو
خدا نے اوسے محروم و مدحور اور اپنی رحمت سے دور گردانا اور آخرت مین اوسکے
لئے آتش برافروختہ مہیا وافروختہ فرمائی پس خدا خدا کرو اور بہت ڈرو اے
بندگان خدا ظلم وستم سے اس دار فانی مین بالفعل اور بدی عاقبت ظلم سے اور
انجام بد کبر ونخوت سے کہ جو معین کیا گیا ہے عالم جاودانی مین اسلئے کہ کبر و
نخوت بڑا جال ہے ابلیس صیاد کا کہ جو اوسنے بچہا دیا ہے اور پہیلا دیا ہے

تمہارے شکار کرنے کو اور بڑا کید ومکر ہے شیطان کا اور اعظم جسسے لوگون کی
دلونمین سرایت کرتا ہی کہ جسطرح سم قاتل اور زہر ہلاہل بدن مین دفعۃً سرایت
کرتا ہے پس عاجز نہین ہوتا اور کسیکا پیچھا نہین چھوڑتا نہ عالم اپنے علم کے زور سے
اوس سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی فقیر اپنے لباس بوسیدہ مین خلاصہ
یہہ کہ تکبر سے کوئی خالی نہین عالم اپنے علم ہی پر غرہ رکھتے ہین اور فقیر اپنی
کملی ہی مین بقول شخصے مثل رہی جھوپڑی مین خواب دیکھے محل کا
پس غور کرنے سے اس عبارت کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کبر اعظم مکائد
شیطان سے ہے اور روزہ ایسی عبادت ہے کہ اوس سے بالکل بیخ و
بنیاد تکبر اور تبختر کی محو ہوجاتی ہے پس روزہ بیشبہ سبب قوی ہوگا اسی
شیطان کا اور یہی مطلب ہی اوسکے مغلول ومحبوس ہونے سے اور دلیل
اسپر کہ روزہ باعث کبر شکنی ہے کلام معجز نظام حضرت امیر علیہ السلام ہے
خطبہ مذکورہ مین وَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ وَمُجَاهَدَةِ الْقِيَامِ فِي الْاَيَّامِ الْمَفْرُوْضَاتِ تَسْكِيْنًا لِاَطْرَافِهِمْ
وَتَخْشِيْعًا لِاَبْصَارِهِمْ وَتَذْلِيْلًا لِنُفُوْسِهِمْ وَتَخْفِيْضًا لِقُلُوْبِهِمْ
وَاِذْهَابًا لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ وَلِمَا فِيْ ذٰلِكَ مِنْ تَعْفِيْرِ عِتَاقِ الْوُجُوْهِ بِالتُّرَابِ
تَوَاضُعًا وَالْتِصَاقِ كَرَائِمِ الْجَوَارِحِ بِالْاَرْضِ تَصَاغُرًا وَلُحُوْقِ الْبُطُوْنِ
بِالْمُتُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلًا مَعَ مَا فِي الزَّكٰوةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ الْاَرْضِ
وَغَيْرِ ذٰلِكَ اِلٰى اَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الْاَفْعَالِ
مِنْ قَمْعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ وَقَدْعِ طَوَالِعِ الْكِبْرِ اور اسی کبر ونخوت سے بچایا
خدا نے اپنے بندگان خوش اعتقاد کو بسبب نماز ونکی اور زکوٰۃ کے اور بسبب

جہاد کرنیکے روزہ رکھنیکے چند معین دنونمین یعنی ماہ صیام مین تاکہ سکونت دی
یعنی متحرک نہونے دے اونکے دست وپاکو گناہونکے جانب اور خشوع ناک فروتن
کردی اونکی آنکھونکو تاکہ بسبب خوف خدا نامحرم کیجانب رغبت نکرین واعظ
سے جیسی ہو خوف وبیم روز محشر ؎ وہ دیکھے آنکھہ نامحرم کو کیونکر ؎ کبھی کرتجاہلنا
نیند آئے ؎ ہماری آنکھہ اوسنے بند پائی ؎ اور تاکہ اونکے نفسون کو خدا رام
فرمائے اور منکسر وفروتن گردانے اونکے دلون کو اور تکبر وتبختر اونسے دور
کردے اور اس راہ سے کہ ان امور مذکورہ مین کئی فائدہ ہوتے ہین ایک یہہ کہ
وہ مونہہ کہ جنکی پیشانیون سے آزادی وسرفرازی روشن ہوتی ہے وہ مونہہ
اور رخسارے گرد وخاک مین اٹ جاتی ہین اور اپنی تئین حقیر وادنا سمجھکے پاک و
پاکیزہ اعضا وجوارح اپنے زمین سے ملانا اور خاک پر رکھنا پڑتے ہین اور از راہ
خاکساری روزونمین شدت فاقہ کی سبب پیٹ اور پیٹھہ ایک ہوجاتی ہے
علاوہ یہہ کہ زکوٰۃ مین میوے اور پہل زمین کے اور مال وزر فقیرون اور مسکینون کو
دینا ہوتا ہے غور سے تو دیکھو کہ ان باتونمین فخر ظاہر کیسا مقہور ومغلوب ہوجاتا
ہی اور نخوت نمایان وبلند بالکل رفع ودفع ہوجاتی ہے ساتوین اسمین کچھ
شک وشبہ نہین کہ ابلیس پر تلبیس اور اوسکی جماعت ورعیت کو اصل پر [illegible]
حضرت آدم وحوا سے تہی پہر بسبب وہی عداوت قدیم کے اولاد آدم سے
بھی اوسنے عداوت بہم پہونچائی پس اہتمام تمام اوسکی ضلال آدم مین تہا کہ اونہین
ورغلان کے مبتلای ترک اولی کیا اور باعث ہوا اونکے جنت سے باہر لانیکا
اور مصائب دنیا مین مبتلا کرنیکا اور درجہ اخروی کی گھٹا دینے کا چنانچہ اہتمام
تمام سے دہوکا دیکے اژدہے کے مونہہ مین بیٹھکے حضرت آدم وحوا کو

ور غلانا جیسا کہ تمام کتب آسمانی مین اوسکا ذکر آیا ہے ازبسکہ قرآن مجید مین مختصر
طور پر تہا تو اوسی پر اکتفا مناسب ہوئی فَفِی التَّنزِیلِ وَاِذْ قُلْنَا یَا اٰدَمُ اسْکُنْ
اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور جبکہ کہا ہمنے کہ اے آدم سکونت
کر تو اور زوجہ تیری جنت مین اور کہاؤ نعمتین اوسکی کامل طور سے اور قریب
نجانا اس درخت کے یعنے درخت گندم کے پس تم ظالمو نسے ہو گے
فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا پس بہٹکا دیا اونہین شیطان نے کہ وہ
ثابت قدم نرہ سکے اور اسطرح سے بہڑکایا اونہین وَقَالَ مَا نَھٰکُمَا رَبُّکُمَا
عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ وَ
قَاسَمَھُمَا اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ اور کہا کہ نہین منع کیا تمہارے مربی نے
اس درخت سے مگر اسلئے کہ تم اسکے کہانے سے فرشتے ہوجاؤ گے یا ہمیشہ
بہشت مین بود و باش کرنیوالے ہو گے اور بحلف بیان کیا کہ از راہ نصیحت
مین تمہین یہہ بتاتا ہون اور ازبسکہ آدم و حوا کو قطعی یہہ ثابت نہ ہوا کہ یہہ شیطان
ہی بلکہ یہہ احتمال رہا کہ شاید سانپ نصیحت سے کہتا ہو اور کبہی انہون نے کسی
کسی کو خدا کے جہوٹی قسم بہی کہاتے نہ دیکہا تہا اور صاف صاف ممانعت گیہون
کہانے سے بہی نہوئی تہی اور ممانعت صراحۃً بطور تحریم کے بہی نہ تہی تو ان
وجوہ سے اونہون ترک اولی پر جرأت کی چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَاَزَلَّھُمَا
الشَّیْطٰنُ عَنْھَا فَاَخْرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیْہِ وَقُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا
بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ فَتَلَقّٰی
اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ قُلْنَا اھْبِطُوْا

مِنْھَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ
وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ پس لغزش دیدی شیطان نے اونہین اوس سے پس
خارج کردیا اونہین اوس حالت سے اور فرمایا اونسے کہ ہبوط کر جاؤ یعنے اوتر
جاؤ تم زمین پر بعض تم مین سے بعض کا دشمن ہوگا یعنے شیطان و بشر کے
درمیان ہمیشہ شر و فساد رہے گا اور واسطے تمہارے مین مین قرارگاہ اور
بود و باش ہوگی ایک زمانہ قلیل و محدود تک پس پائی حضرت آدمؑ نے جانب
جناب باری سے چند کلمے یعنی اسمای متبرکہ پنجتن پس ذریعہ سے اونکی توبہ آدم
کی قبول فرمائی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور نہایت کریم و رحیم ہے کہا ہمنے
کہ نکل جاؤ اوسی جنت سے تم سب پس میری جانب سے اگر ہدایت تم تک پہونچے
یعنی نبی ہادی یا کتاب ہادی پس کسیطرحکا خوف و رنج اوسکے لئے نہین اور
جب یہہ معلوم ہوچکا تو تصدیق کلام ظاہر ہوا اس لئے کہ مقصود ابلیس اضرار
حضرت آدم اور اخراج اونکا بہشت عنبر سرشت سے تہا اور اضرار بجا رہا الغرض
پس دانہ گندم تناول کرنا حضرت آدم کا اور انحطاط مراتب حاصل ہونا بسبب
اوسکی بکمال درجہ باعث خنکی چشم لعین کا ہوگا اور جسقدر کسی مزیل کی استعمال سے
اور معالجہ کرنے سے زوال انحطاط مذکور ہوگا وہ زیادہ تر باعث حبس ولی بیسی
ابلیس پر تلبیس ہوگا اور احادیث سابقہ سے ظاہر ہے کہ ماہ مبارک رمضان کے
روزے کفارۂ خطا یعنے ترک اولی آدم قرار پائی ہین فقد کر آٹہوین یہہ کہ جو
سانپ اس مہینہ مین پیدا ہون وہ کسی کو نہ ڈسین اور اگر ڈسین تو اونکا زہر
نہ چڑہی خلاصہ یہہ کہ کسیکو اونسے گزند نہ پہونچے اور یہہ وجہ ظاہر ہے لیکن دریافت
کرنا اسکے مدرک کا محول ذہن ثاقب پر ہے نوین یہہ ظاہر ہے کہ حصر صدور

ورغلانا جیساکہ تمام کتب آسمانی میں اوسکا ذکر آیا ہے ازبسکہ قرآن مجید میں مختصر
طور پر تہا تو اوسی پر اکتفا مناسب ہوی ففی التنزیل وَاِذْ قُلْنَا یَا آدَمُ اسْکُنْ
اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظَّالِمِیْنَ اور جبکہ کہا ہمنے کہ اے آدم سکونت
کر تو اور زوجہ تیری جنت میں اور کہاؤ نعمتیں اوسکی کامل طور سے اور قریب
نجانا اس درخت کے یعنے درخت گندم کے پس تم ظالموں سے ہوگے
فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطَانُ عَنْهَا پس بہکا دیا اونہیں شیطان نے کہ وہ
ثابت قدم نرہ سکے اور اسطرح سے بہکایا اونہیں وَقَالَ مَا نَهٰکُمَا رَبُّکُمَا
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخَالِدِیْنَ وَ
قَاسَمَهُمَا اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النَّاصِحِیْنَ اور کہا کہ نہیں منع کیا تمہارے مربی نے
اس درخت سے مگر اسلئے کہ تم اسکے کہانے سے فرشتے ہوجاؤگے یا ہمیشہ
بہشت میں بود و باش کرنیوالے ہوگے اور بحلف بیان کیا کہ از راہ نصیحت
میں تمہیں یہہ بتاتا ہوں اور ازبسکہ آدم وحوا کو قطعی یہہ ثابت نہ ہوا کہ یہہ شیطان
ہی بلکہ یہہ احتمال رہا کہ شاید سانپ نصیحت سے کہتا ہو اور کبہی انہوں نے کسی
کسی کو خدا کے جہوٹی قسم بہی کہاتے نہ دیکہا تہا اور صاف صاف ممانعت گیہوں
کہانے سے بہی نہوئی تہی اور ممانعت صراحةً بطور تحریم کے بہی نہ تہی تو ان
وجوہ سے اونہوں ترک اولی پر جرأت کی چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَاَزَلَّهُمَا
الشَّیْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا
بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ فَتَلَقّٰی
آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ قُلْنَا اهْبِطُوْا

مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ
وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ پس لغزش دیدی شیطان نے اونہیں اوس سے پس
خارج کردیا اونہیں اوس حالت سے اور فرمایا اوسنے کہ ہبوط کر جاؤ یعنے اوتر
جاؤ تم زمین پر بعض تم میں سے بعض کا دشمن ہوگا یعنے شیطان و بشر کے
درمیان ہمیشہ شر و فساد رہےگا اور واسطے تمہارے زمین میں قرارگاہ اور
بود و باش ہوگی ایک زمانہ قلیل و محدود تک پس پائی حضرت آدم نے جانب
جناب باری سے چند کلمے یعنی اسمای متبرکہ پنجتن پس ذریعہ سے اونکی توبہ آدم
کی قبول فرمائی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور نہایت کریم و رحیم ہے کہا ہمنے
کہ نکل جاؤ اوسی جنت سے تم سب پس میری جانب سے اگر ہدایت تم تک پہونچے
یعنی نبی ہادی یا کتاب ہادی پس کسیطرحکا خوف و رنج اوسکے لئے نہیں اور
جب یہہ معلوم ہوچکا تو تصدق کلام ہمارا ظاہر ہوا اس لئے کہ مقصود ابلیس اضرار
حضرت آدم اور اخراج اونکا بہشت عنبر سرشت سے تہا اور اضرار ہمارا یا بالعرض
پس دانہ گندم تناول کرنا حضرت آدم کا اور انحطاط مراتب حاصل ہونا بسبب
اوسکی کمال درجہ باعث خنکی چشم لعین کا ہوگا اور جسقدر کسی مزیل کی استعمال سے
اور معالجہ کرنے سے زوال انحطاط مذکور ہوگا وہ زیادہ تر باعث حبس و بی بسی
ابلیس پر تلبیس ہوگا اور احادیث سابقہ سے ظاہر ہے کہ ماہ مبارک رمضان کے
روزے کفارہ خطا یعنے ترک اولی آدم قرار پائی ہیں قند کرر آٹہویں یہہ کہ جو
سانپ اس مہینہ میں پیدا ہوں وہ کسی کو نہ ڈنسیں اور اگر ڈنسیں تو اونکا زہر
نہ چڑہے خلاصہ یہہ کہ کسیکو اونسے گزند نہ پہونچے اور یہہ وجہ ظاہر ہے لیکن دریافت
کرنا اسکے مدرک کا محول ذہن ثاقب پر ہے نوین یہہ ظاہر ہے کہ حصر صدور

معصیت تخفیض ابلیس پر تلبیس مین نہین وگرنہ خود ابلیس کی تخفیض کو
کون دوسرا ابلیس آیا بلکہ بعض معاصی بخبث طینت بھی واقع ہوتے ہین وگرنہ
احادیث مستفیضہ طینت خبث وبی معنی ہو جائین حالانکہ اکثر علما نے
اونپر اعتماد کیا ہے **اور حق یہہ ہے** کہ تخفیض شیطانی اور بد طینتی اور خواہش
نفسانی فی الجملہ مرجح وقوع معصیت ہین نہ علت تام اور سبب کافی سو اختیار
اپنا ہے کہ نور عقلی کو منطفی و منتفی کرکے بسبب خبث طبیعت ہیولانی اور طینت
نفسانی یا تخفیض شیطانی کو اوسپر غالب کرے پس انتفاء احد المرجحین مضر نہین
بلکہ مرجح ثانی کافی وقوع معصیت کے لئے ہین دسوین بیان سابق سے
ظاہر ہے کہ اس مہینے کی نیکیون کے بغیر اور کوئی سبب قید شیاطین کا نہین
ہو سکتا پس مقصود شارع یہہ ہے کہ لم حبس شیاطین نیکیان اس مہینے کی
ہین نہ بالعکس تاکہ دور غیر مندفع لازم آئے

وہو العالم

موعظہ تیسرا ۳

تفسیر باقی آیات اور احکام صوم کے اور بحث لطیف خلافت و تفضیل وغیرہ مین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ پس جو شخص کہ بیمار ہو یا سفر مین ہو پس اوسپر مقدار معین مذکور واجب ہے اور وہ نوین جنمین یہہ عذر نہو پوشیدہ نرہے کہ جب ایسا مرض ہو کہ اوسمین روزہ مضر ہو تو ترک صوم لازم ہوگا اگرچہ روزہ فقط متعسر ہو اور درجہ تعذر پر نہ پہونچا ہو اور مراد تعسر سے تعسر معتدبہ ہے نہ غیر معتدبہ کہ جو ناشی تخیلات سوداویہ سے ہو اسلئے کہ خدانے شریعت کو سہل و آسان فرمایا ہی نہ یہہ کہ دشوار گردانا ہو چنانچہ فرماتا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ یعنے خدا ارادہ کرتا ہے تمہارے ساتھ آسانی و سہولت کا اور تنگی و سختی تمپر اوسے مقصود نہین اور کوئی حد اس مرض کی مقرر نہین بلکہ مدار اسکا نفس روزہ دار پر ہے اسلئے کہ تعرض باطن سے شرع مین نہین ہے اور قرآن مجید مین ہے بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ یعنے انسان خودہی خوب اپنے باطن کا حال جانتا ہے ظاہر مین اگرچہ وہ عذر کرے اور حیلہ جوئی چاہے بصیرۃ مین تے تانیث کی نہین

بلکہ مبالغہ کی ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ عرفا اوسپر اطلاق مرض معتدبہ ہو اور اہل خبرت اوس روزہ کو مرض جانین اور یہی حکم ہے اگر بالفعل مرض موجود نہو مگر گمان غالب قریب بیقین حاصل ہو کہ روزے سے مرض معتدبہ عارض ہوجائیگا اور آیا شک موجب ترک صوم ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اور اول اظہر ہے اور احوط یہہ ہے کہ دو ایک روزہ رکہکے دیکہے اگر مضر نہون تو پورے روزے رکہے وگرنہ ترک کرے اور بعد ظہور ان روزون کی پہر قضا بہی بہ نیت قربت کرے کہ جو قبل ظہور ضرر یا عدم ضرر احتیاطًا رکہے تہے اور اوہام سوداویہ پر یقینًا بنا رکہنا جائز نہین اور یہی حال ہے اگر سفر مین ہو بشرطیکہ آٹہہ فرسخ جانا ہو یا جانے آنے مین ملکر آٹہہ فرسخ ہوجائین مثلاً متصل چار فرسخ جانا اور پہر اوسی پاون پہر آنا مقصود ہو اور سفر معصیت نہونا شرط ترک صوم ہے یعنی مقصود اوس سفر سے کوئی امر حرام مثل اعانت ظالم یا تجارت ناجائز وغیرہ نہو اور وہ سفر از راہ لہو و لعب بہی نہو مثل سیر و شکار کے کہ پہر اوسمین بہی قصر نہوگا اور مسافر کثیر السفر بہی نہو یعنی اقامت عشرہ کی اوسے نوبت نہ پہونچے مثل ملاح یا مکاری کے جیسے شتربان یا گاڑی بان یا بنجارے ہوتے ہین کہ اونکا سفر اونکی حضر سے غالب ہے اور جب حد ترخص کو پہونچے تو پہر افطار واجب ہوتا ہی اور قبل اوسکے جائز نہین اور حد ترخص اوسی مقام سے مراد ہے کہ آواز اذان شہر کی نہ پہونچے یا دیوارین مکانات شہر کی یا شہر پناہ پوشیدہ ہوجائے اور بلاد وسیعہ مین اور بڑے شہرون مین محلے کا پوشیدہ ہوجانا معتبر ہے اور احوط یہہ ہے کہ جب آواز اذان شہر و دیوار شہر دونو سنائی دکہائی نہ دین تحقیقی یا تقدیری طور پر جب قصر کرے اور جہان کہین ان دونین سے ایک نہ پایا جائے مثلاً کسی

شہر مین اذان سنوتی ہو جیسے بعض دیہات نیپال یا ملک جرمن وغیرہ ہے
تو وہان مسافر تقدیر واندازہ کرے کہ اگر اذان ہوتی ہوتی تو یہان آواز پہونچتی
یا نہین بر تقدیر اول افطار نہ کرے اور بر تقدیر ثانی افطار کرے اور اگر دونو
باتین ہون اور ایک پوشیدہ ہو بخلاف دوسرے کے تو احوط یہہ ہے کہ
جمع کرے قصر واتمام مین نیت قربت سے یہانتک کہ وہ دونو علامتین پوشیدہ
ہون پس قصر کرے اور تفسیر صافی مین ہے وَاَمَّا حَدُّ السَّفَرِ الَّذِیْ
یُفْطَرُ فِیْہِ فَقَصْدُ ثَمَانِیَۃِ فَرَاسِخَ فَصَاعِدًا ذَاهِبًا اَوْمَعَ الْاِیَابِ
مَالَمْ یَنْقَطِعْ سَفَرُہٗ دُوْنَهَا بِعَزْمِ اِقَامَةِ عَشَرَةِ اَیَّامٍ اَوْمَضٰی ثَلٰثِیْنَ
یَوْمًا عَلَیْہِ مُتَرَدِّدًا فِیْ بَلَدٍ اَوْ بِالْوُصُوْلِ اِلٰی بَلَدٍ یَکُوْنُ لَہٗ فِیْہِ
مَنْزِلٌ یُقِیْمُ فِیْہِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَانْقَطَعَ بِاَحَدِهَا فَقَدْ صَارَ
سَفَرَیْنِ بَیْنَهُمَا حَضَرٌ وَاَنْ لَّا یَکُوْنَ السَّفَرُ عَمَلًا اِذَا جَدَّ بِہِ السَّیْرُ
وَشَقَّ عَلَیْہِ مَشَقَّةً شَدِیْدَةً وَاَنْ یَّکُوْنَ السَّفَرُ جَائِزًا لَّہٗ وَاَنْ یَّتَوَارٰی
جُدْرَانُ الْبَلَدِ اَوْ یَخْفٰی عَلَیْہِ اَذَانُہٗ هٰذَا مَا اسْتَفَدْنَاہُ مِنْ اَخْبَارِ
اَئِمَّتِنَا فِیْ شَرَائِطِ السَّفَرِ الْمُوْجِبِ لِلْاِفْطَارِ فِی الصِّیَامِ وَالتَّقْصِیْرِ
فِی الصَّلٰوۃِ وَبَیَّنَّاہُ فِیْ کِتَابِنَا الْمُسَمّٰی بِالْوَافِیْ مَنْ اَرَادَ الْاِطِّلَاعَ عَلَیْہِ
فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ لیکن حد سفر کی ایسی کہ جسمین افطار کریگا روزہ کو پس ارادہ
کرنا ہے آٹھہ فرسخ کا یا زیادہ کا فقط جانے مین یا آنا بھی ملاکر جبتک کہ قطع
ہوا اوسکا سفر اس سے کم مین بسبب عزم کرنے اقامت عشرہ کے یا گذر جانے
تیس دن کے کسی شہر مین حالت تردد مین یا بسبب پہونچنے کے ایسے
شہر مین کہ جسمین ایسا مکان ہو کہ چھہ مہینے اوسمین بود وباش کرچکا ہو پس

جب سفر اوسکا منتہی اور منقطع ہوگا ان تین امرون مین سے کسی امر پر تو ہوجایگا
بمنزلہ دو سفرون کی کہ اونکے درمیان مین خلل انداز ہوا ہو حضر اور یہہ بھی شرط
ہے کہ سفر اوسکا کام نہو گیا ہو جبکہ مشقت شاقہ حاصل ہوا وہی سفر سے اور
یہہ بھی شرط ہے کہ سفر اوسکا مباح ہو اور پوشیدہ ہو جائے شہر کی دیوارین
یا پوشیدہ ہوا وسپر اذان شہر کی یہہ مستفاد ہوا ہمین اخبار ائمہ اطہار علیہم السلام
سے شرائط سفر موجب افطار مین اور باعث تقصیر نماز مین اور تفصیل بیان کیا ہے
وافی مین جسکا جی چاہے اوسکی طرف رجوع کرے **واعظ کہتا ہے**
کہ یہہ اکثر باتین موافق ہمارے فتوی کے ہین کہ جسے ہم بیان عام فہم سے رسالہ
ارشاد الضائعین مین لکھہ چکے ہین جسکا جی چاہے وہ اوسکی طرف رجوع کرے
کہ وہ کتاب انشاء اللہ کافی ووافی ہے اور مزید تفصیل شرح زبدہ مین ہے
اور اب اس مقام پر اہم وضرور محض بیان مقدار فراسخ موافق رواج اس زمانہ کے
ہے تاکہ مومنین کو صعوبت نہو پس **پوشیدہ نرہے کہ** مسافت سفر جو مستلزم
قصر صلوۃ وافطار ہے وہ آٹھہ فرسخ ہین اور ہر فرسخ تین میل شرعی کا ہوتا ہے
اور ہر میل شرعی چار ہزار متوسط ہاتھہ کا ہوتا ہے اور میل انگریزی تین ہزار
پانسے بیس ہاتھہ کا ہوتا ہے اسلئے کہ ۵۲۸۰ فٹ انگریزی کا ایک میل ہوتا ہے
اور ڈیڑہ فٹ انگریزی کا ایک ہاتھہ ہوتا ہے پس اس حساب سے ۲۷ ۳/۱۱ میل
انگریزی مسافت سفر ہے اور دو میل انگریزی کا ایک کوس ہندوستانی ہوتا
ہے اکثر بلاد پورب مین قریب قریب لکھنؤ کے پس ہندوستانی کوسون کے حساب سے
۱۳ ۷/۱۱ کوس قلیل سی کسر کم مسافت سفر ہوئی رہا قصر کرنا حالت سفر مین روزہ کا
پس باجماع علمای امامیہ کوئی شبہ اوس روزہ کے باطل ہونے مین نہین

جو سفر مین واقع ہوا اور اگر کوئی شخص سفر مین اتفاقا روزہ رکھے تو اوسپر سے
قضا اوس روزہ کی ساقط نہوگی بوجہ اوسکے فی نفسہ باطل و فاسد ہونے کی
اسلیئے کہ نہی عبادات مین دلالت کرتی ہے فساد پر جیسا کہ علم اصول مین
ثابت ہوا ہے اور فی اور یہ اوریب مین ہے اَلصَّائِمُ فِی شَہْرِ رَمَضَانَ
فِی السَّفَرِ کَالْمُفْطِرِ فِیْہِ فِی الْحَضَرِ یعنی روزہ دار رمضان مین حال سفر مین
مثل روزہ خور رکے ہے حالت حضر مین پس جیسا کہ اسپر قضا روزہ وجب
ہو ویسا ہی اوسپر ہونی چاہیے وَعَنِ الزُّہْرِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ ع مَنْ
صَامَ فِی السَّفَرِ اَوِ الْمَرَضِ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ لِاَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ
مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ اور زہری نے حضرت امام
زین العابدین ع سے روایت کی ہی کہ جو شخص روزہ رکھے حال سفر یا بیماری
مین پس لازم ہے اوسکے ذمہ پر قضا کرنا اون روزون کی جو اون دونو حالتون مین
رکھے اسلیئے کہ جناب باری قرآن شریف مین فرماتا ہے پس جو شخص کہ ہو
تم مین سے بیمار یا سفر مین پس ایک تعداد ہی اور دنون سے یعنی وہ اون
روزون کے بدلے اور بقدر اونکے اور دنون مین قضا کرے اور یہ عام
ہے اس سے کہ اون حالتون مین اوسنے بالکل روزے نرکھے ہون یا بروجہ
ناجائز روزی کہ در حقیقت فاقے ہین رکھے ہون اسلیئے کہ ترک استفصال
دلیل عموم ہے عن ع قَوْمٌ سَمَّیٰ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَوْمًا صَامُوْا حِیْنَ اَفْطَرَ وَقَصَرَ عُصَاۃً قَالَ وَہُمُ الْعُصَاۃُ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاَنَا لَنَعْرِفُ اَبْنَاءَہُمْ وَاَبْنَاءَ اَبْنَائِہِمْ اِلٰی یَوْمِنَا
ھٰذَا اور حضرت امام محمد باقر ع سے ہے کہ نام رکھا جناب رسالتماب صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے اون لوگون کا کہ جنہون نے روزہ رکھا تھا جبکہ حضرت نے
افطار و تقصیر فرمائی تھی گنہگار معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ اور وہ لوگ نافرمان
ہین قیام قیامت تک یعنی کچھہ عہد کرامت مہد جناب رسالتماب کی خصوصیت
نہین بلکہ اون لوگون کا اب بہی شیوہ ہے اور قیامت تک رہیگا کہ وہ سفر
مین برخلاف حکم خدا و رسول روزہ رکھینگے فرمایا کہ خوب پہچانتے ہین ہم اونکی
اولاد اور اولاد اولاد کو اندنو نہین ہی حضرات مراد حضرت عصاۃ سے اہلسنت
ہین وَعَنِ الصَّادِقِ ع اَنَّہٗ سُئِلَ عَمَّنْ صَامَ فِی السَّفَرِ فَقَالَ اِذَا کَانَ بَلَغَہٗ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ
الْقَضَاءُ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ بَلَغَہٗ فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ اور حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوس جناب سے سوال کیا گیا حال سے اوس
مسافر کے کہ جو سفر مین روزہ رکھے پس فرمایا کہ اگر اوسے اطلاع ہوئی ہو کہ
جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور دیدہ
و دانستہ اوسنے سفر مین روزہ رکھا ہو تو اوسپر قضا کرنا اوس روزے کے
لازم ہے اور اگر اوسے یہہ خبر نہ ملی ہو اور وہ جاہل مسئلہ ہو تو کچھہ الزام اوسپر
نہین اور قضا اوسپر عائد نہوگی خلاصہ یہہ کہ جاہل مسئلہ اس مقام پر
معذور ہے و فی اخرے وَاِنْ صَامَ بِجَہَالَۃٍ لَمْ یَقْضِ اور ایک اور روایت
مین ہے کہ اگر روزہ رکھے از راہ جہالت و نادانی کے تو قضا سے روزہ نکریگا
وَعَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ سُئِلَ مَا حَدُّ الْمَرَضِ الَّذِیْ یُفْطِرُ فِیْہِ الرَّجُلُ وَ
یَدَعُ الصَّلٰوۃَ مِنْ قِیَامٍ قَالَ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ وَہُوَ
اَعْلَمُ بِمَا یُطِیْقُہٗ اور اوسی جناب سے منقول ہی کہ پوچھا گیا اوسے کیا حد ہے

اوس بیماری کی کہ جسمین انسان افطار کرے گا روزہ کو اور ایستادہ نماز پڑہنا ترک کریگا حضرت نے فرمایا کہ نہین بلکہ آدمی اپنے حال سے واقف تر ہے اور وہ خوب جانتا ہے اوس چیز کو کہ جسکی طاقت رکہتا ہے وَفِیْ عَنْہُ ھُوَ مُؤْتَمَنٌ عَلَیْہِ مُفَوَّضٌ اِلَیْہِ فَاِنْ وَجَدَ ضُعْفًا فَلْیُفْطِرْ وَاِنْ وَجَدَ قُوَّۃً فَلْیَصُمْ کَانَ الْمَرَضُ عَلٰی مَا کَانَ اور فی مین اوسی جناب سے ہے کہ بیمار خود امین ہے اور شناخت پر اوسکے محول ہے پس اگر اپنی مزاج مین ضعف پائے تو روزہ افطار کرے اور اگر قوت دیکہے تو روزہ رکہے مرض کسی طور کا ہو وَفِیْہِ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْمَرَضِ الَّذِیْ یَتْرُکُ مِنْہُ الصَّوْمَ قَالَ اِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَتَسَحَّرَ اور اوسی کتاب مین اوسی جناب سے ہے کہ پوچہی گئی حضرت سے حد اوس بیماری کی کہ جسمین روزہ ترک ہونا چاہیے فرمایا کہ جب قدرت سحر کہانے پر نرکہتا ہو تو اوسے افطار چاہیے وَفِیْہِ عَنْہُ اَلصَّائِمُ اِذَا خَافَ عَلٰی عَیْنَیْہِ مِنَ الرَّمَدِ اَفْطَرَ اور فقیہ مین ہے کہ روزہ دار ڈرے اپنے آنکہونکے دکہنے سے تو افطار کریگا وَعَنْہُ کُلَّمَا اَضَرَّ بِہِ الصَّوْمُ فَالْاِفْطَارُ لَہٗ وَاجِبٌ اور اونہین حضرت سے ہے کہ جب ضرر کرے روزہ تو افطار کرنا واجب ہے اور اسیطرح کی اور بہت حدیثین ہین وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ اور اون لوگون کہ جو طاقت روزہ کی رکہتے ہین اور پہر باوجود اسکے روزہ نرکہین فدیہ دینا لازم ہے بقدر کہانے ایک مسکین کے بنا بر قراءت مشہور کے یا کہانا دینیکو مسکینون کے بنا بر ایک قراءت کے کہ بطور شاذ حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہے پہر طور آہمین بحث ہی کہ اس آیہ کے اصلی معنی کیا ہین اور مراد

اس سے کون شخص ہے ایک قول یہہ ہے کہ ابتدائے اسلام مین روزہ وجوب واجب تخییری تہا ہر مکلف کو اختیار تہا کہ چاہے روزہ رکہے اور چاہے بلا عذر اوسے ترک کرے اور اوسکے بدلے فدیہ دے ہر روزہ کے بدلے نصف صاع یعنی دو مد یا چوتہائی صاع کی یعنے ایک مد اور مد بحساب سیر شاہی قریب سوا سیر کے ہوتا ہے پہر یہہ حکم منسوخ ہوگیا جب یہہ آیہ آیا فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ یعنے پس جو شخص کہ تم مین سے اس مہینے مین پس چاہیے کہ روزہ رکہے دوسرا قول یہہ ہے کہ یہہ آیہ نازل ہوا ہے اوس زن حاملہ کے باب مین جسکی وضع حمل کا زمانہ قریب ہو اور اوس مرضعہ کے بارہ مین کہ جسکے دودہ کم ہو اور پیر و پیر زال اور مستسقی کے باب مین بہی پس یہہ حکم خاص انہین لوگونکا ہے کہ باوجود طاقت باندیشہ ضرر اکتفا فدیہ مذکور پر کرین نہ ہر شخص علی العموم تیسرا احتمال یہہ ہے کہ یہہ تتمہ آیات سابقہ ہو اور مطلب یہہ ہو کہ بیمارون مین سے جسے طاقت ولیاقت روزہ رکہنے کی ہو اور اوس درجہ کا مرض نہو کہ جسمین ترک صوم واجب لازم ہے مگر عسر و حرج ودقت پڑتی ہو روزہ رکہنے مین تو وہ اوسکے بدلے فدیہ دیسکتے ہین اور اس بنا پر فقرہ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ کلام مستانف ہوگا اور جملہ معترضہ کہ اوسے کچہہ تعلق اوسکے پیشتر کے آیہ سے نہو اور مراد اوس سے یہہ ہوگی کہ روزہ تمہارا خیر عظیم اور بڑی نیک بات ہے تمہارے لئے اور قرینہ سابق موید اسی احتمال کے ہے اور ممکن ہے کہ ذکر صوم بنا بر بدلیت کے ہو اور مراد یہہ ہو کہ جو بیمار طاقت روزہ رکہنے کی رکہتا ہو مگر کسیقدر عسر حرج معتد بہ اوسے ہو تو وہ مخیر ہے چاہے روزہ رکہے اور چاہے فدیہ دے

اور روزہ بہتر یعنے افضل فردین ہے اور اگر نظم قرانی عثمانی نہوتی اور تفسیر
بالرای نہوتی تو شاید یہہ وجہ اولی اور وجہ جو نسنے کہی اور عیاشی نے حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے تفسیر مین اَلَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ
کی قَالَ الشَّیْخُ الْکَبِیْرُ وَالَّذِیْ یَاْخُذُہُ الْعُطَاشُ فرمایا کہ مراد اوس سے
بہت بڈہا آدمی ہے اور مستسقی وَفِیْ رِوَایَۃِ الْمَرْاَۃُ تَخَافُ عَلٰی وَلَدِھَا
وَالشَّیْخُ الْکَبِیْرُ اور ایک روایت مین ہے کہ مراد اوس سے وہ عورت ہے
کہ ڈرے اپنے لڑکے کے لئے اور بہت بوڑہا آدمی وَفِیْ فِیْ عَنِ الصَّادِقِ علیہ السلام
فِیْ رَجُلٍ کَبِیْرٍ ضَعِیْفٍ عَنْ صَوْمِ شَھْرِ رَمَضَانَ قَالَ یَتَصَدَّقُ عَنْ کُلِّ
یَوْمٍ بِمَا یُجْزِیْ مِنْ طَعَامِ مِسْکِیْنٍ اور فی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے ہے اوس بوڑہے کے باب مین کہ جو ضعف بہم پہونچائے ماہ صیام
مین روزہ رکہنے سے فرمایا کہ وہ تصدق دیگا ہر روزے کے بدلے اوسقدر
کہ جو کافی ہو مسکین و محتاج کی کہانے بہر کو وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِکُلِّ یَوْمٍ مُدٌّ
اور ایک روایت مین ہے کہ ہر روزے کے بدلے ایک مد دے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا
فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ اور جو شخص تبرعاً دے مال محبوب تو وہ بہتر ہوگا اوسکے لئے
یعنے اگر ثواب کی نیت سے فدیہ مین کچہ زیادتی ہو تو اور زیادہ بہتر ہوگا
اوسکے حق مین وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور اگر
روزہ رکہو تم کسیقدر زحمت نفس گوارا کرکے تو وہ بہتر ہوگا تمہارے لئے
فدیہ دینے سے اور تبرعاً نیکی کرنے سے اگر تم جانتے ہوتے یعنے بسبب ناوانی
تمہین معلوم نہین وگرنہ روزہ رکہنا اون دونو باتو نسے بہتر ہے تمہارے
حق مین اور مناسب مقام یہہ ہے کہ چند فقہی مسئلو نکیطرف اشارہ

کیا جائے بنا بر مذہب منصور کے باوجود مراعات احتیاط کے ا امر مختص
جو طاقت روزہ رکہتا ہو وہ بلا عذر اوسکے بدلے فدیہ دیکے برارت ذمہ حاصل
کر سکتا ہے باین معنی کہ مخیر ہو روزہ مین اور فدیہ دینے مین اور روزہ اکمل
فردین ہی مثل جمعہ اور ظہر کے علی الاظہر یا نہین ظاہر آیت مذکور تخییر مذبور ہے لیکن
لابد ہے کہ اوسکی تاویل کرین یا منسوخ قرار دین بسبب معارضہ اجماع قطعی
اور روایات مستفیضہ مخصصہ کے اور اظہر یہہ ہے کہ ایسے مقامات مین خاص
مقدم ہے عام پر اور اسیطرح یہہ امر کہ خبر واحد تخصیص قرآن کر سکتے ہے
جیسا کہ ہمنے حاشیہ زبدۃ الاصول وغیرہ مین اختیار کیا ہے ب مرد وزن
سن رسیدہ اور مستسقی جب عاجز آجائین روزہ سے اور مستسقی مایوس ہو صحت
سے تو اونسے روزہ ساقط ہے اور فدیہ دینا اونپر لازم ہے ج فدیہ مین
ایک ہی مد پر اکتفا کرنا ظاہرا جائز ہے اور دلیل دو مد کی یعنے روایت
محمد بن مسلم مستلزم نہین کہ وجوب پر دلالت کرے بلکہ وہ محمول استحباب پر ہے
د ذو العطاش جبکہ مایوس اپنی صحت سے نہو بلکہ مرض و سکا مرجو الزوال
ہو یعنے امید زوال رکہتا ہو پس آیا وہ روزہ نرکہیگا اور محض فدیہ پر اکتفا
کریگا یا نہین اول اظہر ہے اور ثانی احوط ہے اور بر تقدیر اول محض فدیہ
کافی ہوگا یا بعد صحت اوسے قضای روزہ بہی کرنی پڑیگی اول اظہر ہے
اور ثانی احوط ہے خصوصاً جبکہ پیشتر سے امید صحت رکہتا ہو ہ حامل
قریب الوضع اور مرضعہ قلیل اللبن افطار کرینگی جب وہ نہین روزہ مضر ہو
اور ہر روزہ کے بدلے ایک مد فدیہ دینگے اور بعد بر طرف ہونے مانع کے
قضا کرینگے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ

وَبَیِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ مہینہ رمضان کا ایسا مہینہ ہے کہ نازل
کیا گیا اوسمین قرآن حالانکہ وہ قرآن ہدایت مجسم و سرتاپا ہدایت ہی واسطے
لوگون کے اور ہدایت کے واضح علامتون کے بمنزلے ہے اور فرقان ہے
یعنے فارق حق و باطل ہین اس آیہ مین لفظ شہر واقع ہے جسکا ترجمہ مہینہ ہے
اور متبادر مہینے سے وہ زمانہ ہے کہ جو ایک چاند سے دوسرے چاند تک رہے
اور وہ عام ہے تیس ۳۰ روز یا اونتیس روزے اور مشاہدہ اور حس اور اجماع
محصل اور روایات معتبر خصوصًا دعای ہلال صحیفہ کاملہ موید ظاہر قرآن ہے
پس وہ شاذ روایتین کہ جنسے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ماہ رمضان تیس روزے سے
کم نہین ہوتا قابل التفات نہین اگرچہ صحیح السند بہی فرض کیجائین اسلئے کہ
دلیل قطعی اور ظنی مین تعارض نہین جیسا کہ فن تعادل و تراجیح مین مقرر ہوا
بلکہ دلیل ظنی مقابل برہان قطعی واجب الطرح یا تاویل ہے اسلئے کہ یقین
کبھی زائل نہین ہوسکتا مگر اوس یقین سے کہ مثل اوسکے ہو جیسا کہ حضرت
امیر علیہ السلام سے ہے اور صدوق علیہ الرحمہ از بسکہ معلوم النسب ہین مقابل
اجماع قول اونکا قابل اصغا نہین البتہ دور نہین کہ مراد ان حدیثونسے تیس
روز از راہ ثواب ہون باین معنی کہ اگرچہ اونتیس دن واقع مین ہون مگر ثواب
تیس روزونکا ہمیشہ حاصل ہوگا فتامل اور لفظ رمضان مین الف و نون
زائد ہے اور یہہ مشتق رمض سے ہے بتحریک اور لغت مین معنی رمض کے
ریتل پر تیز دہوپ پڑنے کے ہین اور معمول عرب یہہ تہا کہ جو مہینہ جس فصل مین
پڑا اوسیکے مناسب اونہون نے اوسکا نام رکہا اور یہہ مہینہ اتفاق سے
گرما کے کی گرمی مین پڑا تہا اسلئے اوسکا نام رمضان رکہا اور رمضان

نام ہے خدا کے نامون مین سے اور یہی سبب ہے کہ شرع مین ممانعت
کی گئی ہے کہ یہہ نہ کہو کہ رمضان آیا یا گیا اسلئے کہ خدا جسم نہین رکہتا اور آتا
جاتا پہرتا چلتا نہین بلکہ یہہ کہو کہ شہر رمضان یعنے خدا کا مہینہ آیا یا گیا اور یہہ
منع محمول کراہت پر ہے نہ تحریم پر جیسا کہ تحفۃ الواعظین مین ہمنے مفصل
لکہا ہے وَعَنِ الصَّادِقِ ع فَرَضَ اللّٰہُ صِیَامَ شَہْرِ رَمَضَانَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ
دُوْنَ الْاُمَمِ فَفَضَّلَ بِہَا اللّٰہُ هٰذِہِ الْاُمَّةَ وَجَعَلَ صِیَامَہٗ فَرْضًا عَلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اُمَّتِہٖ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ
ماہ رمضان کی روزے خدا نے واجب کئے تہے فقط اگلے نبیون پر
نہ اونکی امتون پر پس فضیلت دی بسبب ماہ رمضان کے اوسنے اس
امت کو اور روزے اوسکے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اونکی سب امت پر فرض کئے انزل کے معنے دفعۃً نازل کئے جانیکے موافق
محاورہ عرب ٹہرتے ہین اور لم اسکے اور تفصیل حال نزول قرآن ہین انشاء اللہ
تبصرۃ الحیات بائیس ۲۲ تاریخ ذیل بیان شب قدر مین مذکور ہوگی فَمَنْ
شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ پس جو شخص کہ حاضر ہو تم مین سے اوس
مہینے مین اور مشاہدہ اوسکی چاند کا حالت حضر مین کرے پس چاہیے کہ
اوس مہینے کے روزے رکہے اور فی اور یہ اور یب مین ہے
عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا اَبْیَنَہَا مَنْ شَہِدَ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ سَافَرَ
فَلَا یَصُمْہُ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ کسقدر ظاہر و
آشکار ہے یہہ آیہ کہ جو حاضر ہو وہ روزہ رکہے اور جو مسافر ہو وہ نہ رکہے
واعظ کہتا ہے کہ یہہ آیت ساتہہ اس روایت کے کسقدر ظاہر و آشکار

حجیت مفہوم شرط مین ہے اور یہہ اظہر ہے اور ریب مین اوسی جناب سے
منقول ہے جبکہ داخل ہو ماہ مبارک رمضان پس خدا کی اوسمین ایک شرط
ہے چنانچہ اوسنے فرمایا پس جو کہ حاضر ہو مہینے مین تو اوسی روزہ رکھنا
چاہیئے پس سزاوار نہین آدمی کے لئے سفر ماہ رمضان مین مگر یہہ کہ حج
کے لیے جائے یا عمرہ کے لئے یا اوس مال کے لئے جسکے تلف کا ڈر ہوبے
جانیکے یا اوس بہائی کہ جسکی ہلاکت کا ڈر ہو اور نہین چاہیئے کہ بہائی کا
مال تلف کرنیکے لئے جائے پہر جب تیئیسوین شب گذر جائے تو پہر جہان
جی چاہی وہان جائے واعظ کہتا ہے کہ یہہ حدیث محمول کراہت پر ہے
یا اوس سفر پر کہ جو ذریعہ و وسیلہ گناہ ہو وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور جو مریض ہو یا سفر مین ہو پس ایک مقدار
ہی اور دنون سے جیسا کہ اوپر گذرا اور محض تاکید کے لئے مکرر کہا گیا
يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ چاہتا ہے خدا تمہارے
ساتھہ سہولت و آسانی اور نہین چاہتا تمپر تنگی و سختی و مشقت چنانچہ کتاب
کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقَ عَلَىٰ مَرْضَىٰ أُمَّتِي وَمُسَافِرِيهَا
بِالتَّقْصِيرِ وَالْإِفْطَارِ أَيَسُرُّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَنْ تُرَدَّ
عَلَيْهِ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ دیا خدا نے بیمارون
اور مسافرون پر میری امت کے ساتھہ تقصیر و افطار کی آیا مسرور کریگا کسیکو
تم مین سے جبکہ صدقہ دے یہہ کہ اوسکا صدقہ پہیر دیا جائے وَفِي الْخِصَالِ
عَنِ النَّبِيِّ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَهْدَىٰ إِلَيَّ وَإِلَىٰ أُمَّتِي هَدِيَّةً

لَمْ يُهْدِهَا إِلَىٰ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ كَرَامَةً مِنَ اللَّهِ لَنَا قَالُوا وَمَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ الْإِفْطَارُ فِي السَّفَرِ وَالتَّقْصِيرُ فِي الصَّلَاةِ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ
رَدَّ عَلَى اللَّهِ الْهَدِيَّةَ اور کتاب خصال مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے منقول ہے کہ ایسا عمدہ ہدیہ اور تحفہ تحفہ بہیجا مجہی اور میری امت کو
خدا نے کہ کبہی کسی کی امت کو ویسا نہین بہیجا تہا بوجہ بزرگی ہم لوگونکے نزدیک
خدا کے لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے اے پیغمبر خدا فرمایا کہ افطار کرنا سفر
مین اور تقصیر کرنا نماز مین اوسی حال مین پس جو شخص ایسا کرے پس بیشبہہ
اوسنے رد کیا خدا کے ہدیہ کو وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اور چاہیے کہ کامل کرو تم مقدار
کو بایں طور کہ روزہ رکھو تم رویت ہلال ماہ رمضان سے رویت ہلال شوال
تک نہ یہہ کہ ہمیشہ تیس ہی روزے رکہین نہ اونتیس جیسا کہ ظاہر ہے
بعض اخبار شاذہ کے ثابت ہوتا ہے اور سابق مین مختصر طور پر بحث اوسکی
گذری وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور چاہیے کہ اظہار
بزرگی خدا کرو اوسکے احسان پر کہ اوسنے بتائی تمہین راہ راست یعنی
مذہب اسلام و شاید کہ شکر کرو تم خدا کا اوسکی کامل نعمتون پر اور سہل کر دینے
پر عبادت کے وَفِيهِ عَنِ الرِّضَا وَإِنَّمَا جُعِلَ التَّكْبِيرُ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ
أَكْثَرَ فِي غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَاةِ لِأَنَّ التَّكْبِيرَ إِنَّمَا هُوَ تَعْظِيمُ اللَّهِ وَتَمْجِيدٌ
عَلَىٰ مَا هَدَىٰ وَعَافَىٰ كَمَا قَالَ عَزَّ وَعَلَا وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا
هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور کتاب فقیہ مین حضرت امام رضا علیہ السلام
سے ماثور ہے اور نہین مقرر ہوئی تکبیر نماز عید مین زیادہ اور نمازون سے
مگر اسلئے کہ نہین ہے تکبیر مگر تعظیم و توقیر خدا اوسکی ہدایت کرنے پر اور

معاف فرمانے پر جیسا کہ اوسنے خود فرمایا اور چاہیے کہ تعظیم و توقیر خدا
کرو اس امر پر کہ اوسنے ہدایت کیا تمہین اور چاہیے کہ شکر خدا کرو تم وَاِذَا
سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اور جبکہ سوال کرین تمسے
بندہ ہمارے ہمارے حال سے جیسا کہ ایک اعرابی نے جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ
فَنُنَادِیْهِ آیا خدا ہمارا ہمسے قریب ہی کہ ہم مناجات یعنی آہستہ دعا
کرین اوس سے یا دور ہی پس پکار پکار کے دعا مانگین اوس سے تو کہو اے حبیب ہمارے
کہ ہم بہت قریب ہین اوسنے مستجاب کرتا ہون دعا دعا کرنیوالے کی جبکہ دعا
مانگے مجھسے پس چاہیے کہ طلب کرین مجھسے قبول کرنا دعاؤن کا اور
چاہیے کہ ایمان لائین میرا شاید کہ وہ صلاح و رشد پائین اس آیہ مین
مراد قرب الٰہی سے قرب اوسکی قدرت کا ہے باعتبار پائے جانے
آثار قرب کے مثل قبول فرمانے مناجات خفی کے نہ قرب حقیقی کے کہ جو عبارت
اتصال مقام و مکان سے ہے اسلئے کہ وہ حقتعالے کے حقمین محال ہے
اسلئے کہ وہ جسم و مکان نہین رکھتا وگرنہ ضرور محتاج جسم و اجزائے جسم
و مکان کا ہوتا حالانکہ محتاج ہونا خدا کا محال ہے اسلئے کہ وہ واجب الوجود
ہے اور واجب الوجود کی شان سے افتقار و احتیاج نہین چنانچہ منقول ہے
کہ ایک روز حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ مشرق سے
آیا حضرت نے فرمایا کہ تم کہانسے آتے ہو اوسنے عرض کیا کہ خدا کے پاس سے
پھر دوسرا مغرب سے آیا اوس سے اونہون نے وہی پوچھا اوسنے کہا

کہ خدا کے پاس سے پھر ایک اور آیا اوسنے عند الاستفسار کہا کہ مین ساتوین
آسمان پر سے خدا کے پاس سے آتا ہون اور چوتھے نے یہ ظاہر کیا کہ مین
ساتوین طبقہ مین سے زمین کے خدا کے پاس سے آتا ہون پس حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ پاک جانتا ہون مین اوس خدا کو کہ جسکی قدرت سے کوئی
مقام خالی نہین اور ایک ہی سے نسبت اوسے سب مکانون اور مقامون سے
ہی یہ نہین کہ کہین سے بہت قریب ہو اور کہین سے بہت دور اور ایک روایت
مین وارد ہی کہ مامون رشید نارشید نے ایک روز مذاہب مختلف کے عالمون کو
جمع کیا مناظرہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے لئے اس خیال سے کہ کوئی تو
انمین سے اوس جناب کو الزام دیگا اور حضرت بنفس نفیس تشریف لیگئے
اور سب سے مناظرہ فرما کے اونپر غالب آئے اور منجملہ اون مناظرات کے
علمائے اہلسنت کے مناظرہ مین اسکی بھی نوبت پہونچی کہ اونہون نے فضیلت
خلیفہ اول پر یہ حدیث پیش کی کہ خدا نے وحی نازل کی جناب رسالت
مآب پر سَلْ اَبَا بَکْرٍ هَلْ هُوَ مِنِّیْ رَاضٍ فَاِنِّیْ عَنْهُ رَاضٍ ای نبی ہمارے
پوچھو تم ابوبکر سے کہ آیا وہ مجھسے راضی ہے یا نہین اسلئے کہ مین تو اوس سے
راضی ہون حضرت نے تقیہ فرمایا کہ ہر چند مین منکر فضیلت نہین مگر یہ حدیث
خلاف نص قرآن ہے اور جو حدیث خلاف قرآن ہو وہ مردود ہے خود
قرآن مین خدا فرماتا ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور ہم قریب تر
ہین آدمی سے رگ جان سے بھی زیادہ پھر کیونکر باوجود این ہمہ پوشیدہ
رہی خدا پر مرضی ابوبکر کی یہانتک کہ اوسنے بواسطہ ملک و نبی کے دریافت کر
بھیجا حال خلیفہ صاحب کا مومنین واقعی حضرت امیر کے فضائل واقعی ایسے

کثرت سے ہین کہ مخالفین کو کچھ بن نہین پڑتا جب مناقب مرتضوی دیکھتے ہین تو مونہہ مین پانی بہر آتا ہے چاہتے ہین کہ ایسی ہی مناقب و محامد شیخین وغیرہ مین ہون جب واقع مین کچھہ اثر نہین پاتے تو مجبور ولیسے بناتے ہین پس وہ ائمہ اور یہہ آور دچسپی نہین رہتی آخر الزام اوٹھاتے ہین بہلا جہوٹ کی بہی کہین پاؤن ہوئے ہین مگر پہر بے بنائے کچھ چارہ نہین اگر نبنائینگے تو پہر کیا بنائینگے اسیطرح ثانی اول کے بارہ مین چند در چند باتین بنائین کہتے ہین پیغمبر نے فرمایا کہ شیطان ہمسایہ و سایہ عمر سے بہاگتا تہا یہہ نہین سمجہتے کہ اگر یہہ ایسے ہی ہوتے تو خلیفہ اول کیون اِنَّ لِی شَیْطَانًا یَعْتَرِینِی فرماتے جب وہ منبر پر چڑہا اور انسے بہاگتا تو وہ کیون نہ بہاگا انکا اوسنے بہی زیادہ مرتبہ بڑہا پہر اوسپر طرہ یہہ ہے کہ اپنی کتابون مین لکہتے ہین کہ کچھہ حبشی گاتے بجاتے جاتے تہے پیغمبر نے صدیقہ کو کندہے پر چڑہا کے اونکا ناچ دکھایا دفعتہً خلیفہ ثانی جو نکلگئے تو وہ سب بہاگ گئے جب پیغمبر نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کے سایہ سے شیطان بہاگتا ہے سبحان اللہ شیطان نہ مخبر صادق سے بہاگا نہ صدیق سے نہ صدیقہ سے پس یہہ ایسے کہان سے آئے تہے کہ انسے بہاگتا اور خلاف اجماع کرتا جو منعقد افضلیت خلیفہ اول پر ہے بہ نسبت خلیفہ ثانی کے ہان مگر یہہ فرار اور حیثیت سے ہو بقول شاعر ؎

روزی بعمر رسید شیطان در راہ
شیطان بگریخت تا نگردد گمراہ
آواز معتقش وید و شیطان بگفت
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

پہر روضۃ الفردوس مین دیلمی کے ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت مین ایک شخص اوسکا نظیر ہوتا ہے پس ابوبکر نظیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عمر نظیر حضرت موسیٰؑ اور عثمان نظیر حضرت عیسیٰؑ اور علی نظیر میرے ہین حالانکہ کئی وجہ سے یہہ مخدوش ہے پہلی یہہ کہ یہہ اونہین کی کتابون مین ہے ع باطلست انچہ مدعی گوید دوسرے یہہ کہ جناب رسالتمآب بالاتفاق حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ و ابراہیمؑ سے افضل اور سید المرسلین تہے پس چاہئے کہ انکا نظیر اونکی نظیر سے افضل ہو پس افضلیت جناب ولایتمآبؑ ثلاثہ پر لازم آئی تیسرے یہہ کہ یہہ دلیل فضیلت نہین بلکہ دلیل کفر ہے اسلئے کہ حدیث مین تو یہہ ہے کہ ہر نبی کی امت مین اوسکا نظیر ہوتا ہے پس اگر یہہ لوگ نظیر انکے نبیون کے ہونگے تو اونہین کی امت مین محسوب ہونگے اور یہود و نصاریٰ کے ساتھہ محشور ہونگے نہ یہہ کہ ہماری حضرت کی امت مین داخل ہون یہہ اور لینے کے دینے پڑے جی تو یہہ چاہتا تہا کہ فضیلت ثابت ہو وہان اور منقصت لازم آگئی ؎

ذَهَبَ الْحِمَارُ لِيَسْتَفِيدَ لِنَفْسِهِ ؞ قَرْنًا فَآبَ وَمَا لَهُ اُذُنَانِ ؞
بیچارہ خر آرزوی دم کرد ؞ نایافتہ دم دو گوش گم کرد ؞

اور شرائط آداب دعا اور اسباب تاخیر و عدم استجابت دعا از بسکہ ہم تحفۃ العوام مین لکہہ چکے ہین تو از قبیل تحصیل حاصل سمجہکر اوسے واگذاشت کیا اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ یعنی حلال و مباح

کیا گیا تمہارے لئے ای روزہ دارون روزہ کی راتو نمین اول شب سے
آخر شب تک مگر بقدر غسل کے رفث یعنی مباشرت طرف اپنی عورتون کے
یعنی زوجات کے وہ عورتین کہ جو بمنزلہ تمہاری پوشاک کے ہین اور تم بمنزلہ
اونکی پوشاک کے ہو یعنے باہم نہایت چسپان اور مثل جزء لاینفک اور باعث
عزت و آبرو ہو گر معلوم ہے خدا کو کہ خیانت کرتے ہو تم اپنی نفسو نسے عورتونکے
باب مین پس توبہ قبول کی تمہاری اور معاف کیا تمہارا قصور اور اگلے حکم کو
منسوخ کر کے اب از سر نو اجازت دی تمہین ماہ صیام مین اونکے ساتھ شب باش
ہونیکی پس اب مباشرت کرو اونسے مباشرت کے یہہ معنی ہین کہ باہم بشرہ
یعنی جلد بدن کو ملا دو اور مراد اوس سے جماع ہے بطور دلالت التزامی کے
اور طالب ہو اور رغبت کرو اوس چیز کیطرف کہ لکہی خدا نے تمہارے لئے
یعنی مباشرت جو اونکے لئے لکہی گئی اور مقرر ہوئے بعد ممانعت کو اسلئے کہ خدا
جیسا چاہتا ہے ترک منہیات کو اوسیطرح خواہش کرتا ہے بجا لانیکو اون چیزونکی
کہ جنکی رخصت دی ہے اوسنے یا اولاد کے کہ جو لکہی گئی ہے لوح محفوظ پر
یعنی مباشرت اونسے محض لذت کے لئے اور حیوانات کیطرح نہ کرو کہ تمہاری
نظر مصروف فقط داخل کرنے مین آلہ کے بول گاہ مین ہو بلکہ نظر رکھو توالد و تناسل
و کثرت اولاد پر یا ثواب بحساب اور اجر جزیل کہ جو مقرر کیا ہے خدا نے اس عمل
نیک یعنی مباشرت زوجہ حلیلہ مین وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ اور کہاؤ پیو یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے
تمہارے لئے سفید ڈورا صبح کا سیاہ ڈورے سے رات کے یعنے صبح کی پو پہٹے
رنگ مین ڈورن کے تمیز حاصل ہو جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہے کہ

اوسنے ایک ڈورا لیکر آدہا سیاہی سے رنگا اور آدہا ویسا ہی اوسیطرح سفید رکہا اور
صبحکو وہ اوس ڈورے کو دیکہتا تہا اگر اسقدر صبح روشن ہو جاتی تہی کہ سیاہ و سفید
مین فرق حاصل ہو تو ترک آب و طعام کرتا تہا اور نہین تو برابر کہاتا تہا اور یہہ بالکل
بے فہمی اوسکی تہی چنانچہ کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ وہ سفیدہ دن کا رات کی تاریکی سے ہے اور ایک روایت مین ہے
کہ وہ فجر ہے کہ جسمین کسیطرح کا شک و شبہ باقی نرہے اور اوسی جناب سے
کتاب تہذیب الاحکام مین ہے کہ کسینے پوچہا کہ جبتک شک ہو جب تک کہایا کرون
فرمایا کہ جبتک شک نہو یعنے جبلکہ جبتک یقین طلوع ہو اور شک کا اعتبار نہین اسلئے
کہ تبین و ظہور پر مدار ہی اور استصحاب لیل موید اوسکی ہے اور کتاب کافی مین اوسی
جناب سے منقول ہے اون دو شخصون کے باب مین کہ اونکو افق کیطرف دیکہنے
لگے ایک نے کہا کہ صبح ہو گئی اور دوسرا کہتا تہا نہین فرمایا کہ جسکو یقین صبح ہوا اپنے
زعم مین وہ ترک کرے اور جسے یقین نہین ہوا وہ کہائے پئے اسلئے کہ خدا نے ملاک کیا
ہی کہ وقت تبین و ظہور تک کہاؤ پیو اور موید اسکے بہت سی روایتین ہین کہ بقصد
اختصار ترک کی گئین اور اسمقام پر کئی مسئلہ ہین ۱ باتفاق علما عادی چیز کا کہانا
عادی طور سے مثلاً روٹی وغیرہ مونہہ سے کہانا مفطر صوم ہے ۲ مونہہ سے کہانا
غیر معتاد چیز کا مثل خاک یا پتہر کے یا چپٹ نگلنا اخراج بلغم کے لئے یا غبار کا کہانا
یا دہوان کہینچنا مونہہ سے یا جذب بخارات کرنا یا ہر جسم محسوس کا پہونچانا منتہائے
حلق یعنی مخرج خائے معجمہ تک علی الاحوط بلکہ علی الاظہر مفطر صوم ہے ۳ غیر دہن سے
عادی چیز کا حلق تک پہونچانا مثلاً پانی ناک یا کان سے پہونچانا مفطر ہو علی الاحوط
۴ اشیائے غیر عادیہ کا غیر جہت حلق سے شکم تک پہونچانا مثل آلہ یعنی عمل طبی کے

۵ غیر معتاد کا موضع غیر موضع معتاد سے حلق یا شکم تک پہونچانا مثل سرمہ
کے انکہ سے یا ناس یا غبار یا دہوین کے ناک سے یا اوس روغن کا شکم پر
ملنا کہ جس کا حال تجربہ معلوم ہے کہ شکم کے اندر پہونچیگا ۶ حقنہ بجامد یعنی شیاف
کہ مکروہ ہے ۷ غوطہ لگانا مکروہ ہے ۸ عورت کا نصف بدن تک پانی مین جانا
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ پہر پورا کرو روزی کو شب تک بایطور کہ قریب صبح
نیت روزہ کرو اور منافی اوسکی اور کوئی قصد نکرو شام تک اور ترک مفطرات
کرو اور ایک جز شب کا ہے من باب المقدمہ داخل کرلو اول شب تک بلکہ احتیاطاً
ایک جز شب بھی وہین محسوب کرلو وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ اور اون عورتوں سے مباشرت
نکرو خواہ آگے ہو یا پیچھے اور انزال بھی ہو یا نہو بلکہ محض ملاقات دو نو ختنہ گاہ ہو نکی ہو
اور اسیطرح وطی مرد بلکہ اموات علی الاظہر بلکہ علی الاحوط وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ
فِي الْمَسَاجِدِ حالانکہ تمکو تم اعتکاف کرنیوالے ہو مسجدوں مین یعنی خاص اون مسجدونمین جنمین معصوم کا گذر
ہوا ہی یا ہر مسجد جامع مین بلا تخصیص دخول معصوم اور ظاہرا یہہ موید احتمال اخیر
ہی لیکن اول اظہر و اشہر ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ و اجماعات مستفیضہ سے ثابت
ہوتا ہی اور معارض از بسکہ سنداً یا دلالۃً یا معارضۃً تاب مقاومت ان اولکی نہین
لا سکتا تو قابل اعتنا نہین حالانکہ وہ موافق مخالفین ہے حالانکہ رشد اونکی خلاف
مین ہی واللہ اعلم وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
اٰيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ یہہ حدین مقرر کی ہوئین خدا کی ہین بس خبردار
اونکے قریب نجانا اسی طرح پر بیان کرتا ہے خدا آیتین اور
اوامر و نواہی اپنے لوگونسے شاید کہ وہ
ڈرین خدا سے

موعظہ چوتھا

بیان مین اسکی کہ بحث مذہبی باعث ثواب و ممدوح ہے
اور مذمت کی حدیثین ماول ہین اور بیان مین مناظرہ بجا اور
کج بحثی بیجا کے اور کچھ حکایتین مناظرات ائمہ اور اصحاب ائمہ
کے غیر مذہب والون سے مثل مناظرہ ہشام شامی سے اور
مناظرہ ہشام کا برمکی سے اور مناظرہ ابو الحسن میثم اور دہیلی
والی حکایت اور ہشام کی بحث عمرو ابن عبید اور اثبات
امامت بطرز جدید عبرانی تورات سے اور مناظرہ خصال ابو حنیفہ
سے اور حکایت لطیفہ عجوزہ کوفہ اور کچھ مباحثہ مومن طاق کے
اور کچھ مناظرہ لطیف جناب رضوانمآب کے غیر مذہب عالمونسے اور
خاتمہ چند لطیف مناظرونپر خود واعظ کے غیر مذہب عالمونسے فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ عَزَّ مَنْ قَائِلٍ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ جناب باری فرماتا ہی کہ مجادلہ کرا ونسے ساتھ اوس طریقے کے کہ جو ممدوح و مستحسن ہی خلاصہ یہہ کہ مکابرہ اور تو تو مین مین کسی سی مناسب نہین جس سے ضرورت شرعی گفتگو کی ہو اوس سے عنوان خوب و اسلوب مرغوب سے مناظرہ کرنا چاہیے پوشیدہ نرہے کہ مناظرہ کرنا امر مذہبی مین قدیم طریقہ اور رواج اوسکو نیک بندون کا ہی اور برابر انبیائی سلف اور جناب رسالتمآب اور ائمہ اطیاب اور اصحاب کبار و علمائی اخیار بحث مذہبی کرتے چلے آئے اور قرآن و حدیث مین صدہا مقام پر بزرگی و عمدگی اوسکی منصوص ہوئی اور اجماع محقق اور سیرت قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے وہ ثابت و متیقن ہے اور کسیکو اوسکے انکار کی مجال نہین البتہ بعض اخبار احاد مین مذمت علم کلام وارد ہے چنانچہ ایک حدیث مین ہی هَلَكَ الْمُتَكَلِّمُوْنَ وَنَجَی الْمُسَلِّمُوْنَ یعنی ہلاک ہوئے

متکلم اور چنین و چنان کرنیوالے اور نجات پائے مان لینے والون نے سے پائی استدلالیان چوبین بود ✣ پائی چوبین سخت بی تمکین بود ✣✣ وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ كَانَ یَنْهٰی عَنِ الْكَلَامِ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ جناب ممانعت فرماتے تھے بحث و کلام سے فَقِیْلَ اِنَّا نَحْتَاجُ اِلَیْهِ لِاِلْزَامِ الْخُصُوْمِ پس لوگون نے یہہ عذر پیش کیا کہ الزام اعدائے دین میں ہمین بحث حاجت ہوتی ہے بحث و کلام کی فَقَالَ خَاصِمُوْهُمْ بِمَا بَلَغَكُمْ مِنْ عُلُوْمِنَا پس حضرت نے فرمایا کہ اونسے خصومت اوسکی موجب کرو کہ جو تم تک پہونچے ہمارے علمون مین سے اور صدوق علیہ الرحمہ محمد بن عیسی سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے کہا کہ پڑھا مینے عرضداشت علی بن ہلال مین طرف امام ہمام حضرت عالم کی کہ ہمارے رفیقون نے آپ کے اصحاب انجاب اور اونہون نے آپ کے آباؤ اجداد اطیاب سے روایت کی ہی کہ اونہون نے بحث و کلام سے امور مذہبی مین ممانعت فرمائی پس تاویل کی آپ کے خانہ زادون اور شیعون مین سے متکلمون نے اوس حدیث کی اسطرح پر کہ جو اچھی طرح سے بحث و گفتگو نہ کرسکین یہہ ممانعت فقط اونہین کے حق مین ہے اور جو بعنوان شائستہ بحث مذہبی کرسکے اوسکو ہرگز ممانعت نہین فَكَتَبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْمُحْسِنُ وَغَیْرُ الْمُحْسِنِ لَا یَتَكَلَّمُ فَاِنَّ اِثْمَهٗ اَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهٖ پس تحریر فرمایا حضرت نے کہ اچھی طرح بحث کرنیوالا اور بری طرح بحثنے والا ان دونون کو بحث نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ گناہ اوسکا اوسکے نفع سے بڑھ کے ہی اور ایسی ضعیف روایتون پر بنا رکھ کے بعضون نے جواز بحث مذہبی مین تامل کیا ہے اور حق یہہ ہے کہ پہلے تو روا

عام ہی پس اوسکی تخصیص لازم ہوگی اون متواتر حدیثون سے کہ جن سے یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ مجادلہ کی دو قسمین ہین ایک مجادلہ بالتی ھی احسن اور ایک مجادلہ بغیر
التی ھی احسن اور یہہ مرہی کہ اول مامور بہ ہے اور دوسرا ممنوع و ناجائز
پس جن متکلمون کی معصوم نے مذمت فرمائی وہ وہی ہین کہ جو قسم ثانی کو استعمال
مین لاتے تہے نہ جمیع متکلمین اسلیے کہ بعض اخبار مفسر بعض اخبار کے ہوتے ہین
اور عمل خاص پر مقدم ہے عمل عام سے اور دوسری روایت سے مطلق
بحث کی ممانعت نہین پائی جاتی بلکہ خاص اوسی بحث کی جو ماخوذ ائمہ علیہم السلام
سے نہو مشتمل قیاسات عامیہ اور امارات و تخیلات وہمیہ کے اور لیکن قطعیات
عقلیہ پس وہ بہی مستند ہین اونہین کی علم کیطرف اور بہت سی حدیثین دلالت
کرتی ہین عقل کے برہان قوی ہونے پر چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام
نے فرمایا کہ خدا کیطرف سے دو حجتین اور دلیلین اور ہادی و رہنما مقرر ہین ایک
ظاہر اور دوسری پوشیدہ لیکن دلیل ظاہر پس وہ پیمبر ہین اور لیکن دلیل باطن
پس وہ عقل سلیم ہے بلکہ عقل مقدم سب ادلہ پر ہے اور مدار تکلیف اوسی پر ہے
اور دین و ایمان اور کوئی بات بغیر اوسکے قابل اعتبار نہین اور اسی سے
تکلیف کسی امر کی اطفال غیر ممیز اور مجانین پر نہین اور حضرت آدم کے پاس جب
حضرت جبرئیل خداوند جلیل کیطرف سے عقل و ایمان و حیا کا ہدیہ لاے کہ انمین سے
ایک چیز کو قبول کرو پس انہون نے فقط عقل کو پسند کیا پس اونہون نے
ایمان و حیا کو حکم کیا کہ تم واپس جاؤ تو اونہون نے عذر کیا کہ ہم تابع و جزو
لاینفک عقل کے ہین اوس سے کب جدا ہو سکتے ہین رہی تیسری عبارت تو
وہ محمول محل تقیہ و مقام خوف جان و مال آبرو پر ہوگی جمعاً بین الادلۃ

علاوہ یہہ کہ علم تعادل و تراجیح مین ثابت ہوا ہے کہ دلیل ظنی معارض و مقابل
برہان قطعی نہین ہو سکتی اور یہہ اخبار احاد و شاذ ہین اور احادیث مفصلہ متعاضد
ادلہ قطعیہ و سیرت قاطعہ سے ہین چنانچہ شیخ سدید محمد بن محمد بن نعمان مفید طاب
ثراہ فرماتے ہین فقیہ لوگ امامیہ مذہب کے اور رئیس اونکے علم دین مین ہمیشہ
مناظرہ کرتے چلے آئے اور اوسی صحیح جانتے رہے اور خلف نے بہی اونہین سلف
صالحین کا طریقہ پسند رکہا اور شیخ نے اس باب مین بہت طول دیا کتاب کامل کتاب
ارکان مین اور جو حدیثین اونہین ذکر کی ہین اونمین سے ایک حدیث بیان
بیان کرتا ہون خبر دی مجہے ابو الحسن احمد بن حسن بن ولید نے اپنے باپ سے
سعید بن عبد اللہ سے احمد بن محمد بن عیسی سے یونس بن عبد الرحمن مولی آل
یقطین سے ابو جعفر محمد بن نعمان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
قَالَ خَاصِمُوهُمْ وَبَيِّنُوا لَهُمُ الْهُدَى الَّذِي أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَبَيِّنُوا
لَهُمْ ضَلَالَتَهُمْ وَبَاهِلُوهُمْ فِي عَلِيٍّ ع یعنی فرمایا اوس جناب نے کہ
خصومت کرو اہل خلاف سے اور جس راہ راست پر تم ہو اوسے اونپر ظاہر کرو
اور جس گمراہی مین وہ پہنسے ہین وہ بہی روشن کر دو اونپر اور مباہلہ کرو اون اہل
تثلیث فی الامامۃ سے کہ جنہون نے اصحاب ثلثہ ارباب ثلثہ کیطرح اپنے دل سے
تراشے ہین اور اوسی جناب نے فرمایا کہ بحق و راستی مناظرہ کا حکم کیا گیا ہے اور شرع مین
اوسکیطرف ترغیب دی گئی ہے چنانچہ خود خدا نے ہمارے پیمبر سے خطاب
کرکے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور مجادلہ کرو اونسے طور و طریقہ خوب
و مرغوب سے پس حکم کیا اوس جناب کو جدال منافقین کا اور وہ حجت پیش
کرنا ہے طرف اونکے اور علی العموم سب مومنون سے خطاب کرکے فرمایا وَلَا تُجَادِلُوا

اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور مجادلہ و مناظرہ کرو مگر اوسی طور سے کہ جو مستحسن و عمدہ ہو
اور حکایت نوح مین فرمایا زبانی امت نوح کی یَانُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَکْثَرْتَ
جِدَالَنَا اے نوح تمنے ہمسے بحثنا شروع کیا پس حد سے زیادہ بڑہادی بحث و
گفتگو پس اگر بحث مذہبی ناجائز ہی ہوتی تو خدا نبی اور اہل اسلام کو کیون
اوسکا حکم دیتا اور برابر ائمہ ہدی دین خدا مین مناظرہ کرتے چلے آئے اور حجت
اوٹہاتے آئے دشمنان خدا پر اور بڑے بڑے بزرگوار اونکے مصاحبون مین
سے ہر زمانہ مین مناظرہ کرتے چلے آتے اور دلیلون پر اونکا اعتماد رہا اور بحق و
راستی مجادلے کرتے چلے آتے اور حجج ظاہرہ اور براہین باہرہ سے احقاق حق
و ابطال باطل کرتے رہتے اور اسکے بدلے ائمہ ہدی برابر اونکی مدح و ثنا
فرمایا کرتے چنانچہ جب خبر وفات طیار پہونچی تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ الطَّیَّارَ وَلَقَّاہُ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا فَلَقَدْ کَانَ
شَدِیْدَ الْخُصُوْمَۃِ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ خدا رحمت نازل کرے طیار پر
اور ملاقی کرے اوس سے تر و تازگی و سرور موفور کو پس بے شبہہ وہ بڑا
خصومت کرنیوالا تہا ہم اہلبیت عصمت و طہارت کیطرف سے اور ملا محسن کاشانی
اخباری متخلص بہ فیض تفسیر صافی مین لکھتے ہین تفسیر آیہ وافی ہدایہ وَجَادِلْھُمْ
بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور مجادلہ کرو اونسے ساتھہ عنوان و طرز خوب و مرغوب کے
اور یہہ خلاصہ اونکے کلام کا ہے یعنے مناظرہ کرو اونسے بہت عمدہ طور سے
اور یہہ حکم متعلق معاندون اور منکرون کے ہی ہے کہ اونسے بے ضابطگی
سے گفتگو نہ چاہیے کلینی نے کافی مین اور علی بن ابراہیم قمی نے اپنی
تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

یعنی مجادلہ کرو اونسے ساتھہ قرآن کے اور کتاب احتجاج و تفسیر امام
حسن عسکری علیہ السلام مین ہے ذیل مین آیہ کریمہ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ
اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ سورہ بقر سے کہ ذکر آیا خدمت بابرکت حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام مین بحث مذہبی کا اور اس بات کا کہ جناب رسالتمآب
و ائمہ اطیاب نے اوس سے ممانعت فرمائی ہے پس فرمایا حضرت نے کہ بالکل
بحث مذہبی سے ممانعت نہین ہوئی بلکہ بحث نامربوط و مناظرہ غیر مستحسن سے
کیا تم نہین سنتے قول خدا کو وَلَا تُجَادِلُوْا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ
اَحْسَنُ اور نہ مناظرہ کرو اہل کتاب سے مگر بعنوان پسندیدہ اور اس قول
خدا کو اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ
بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور دعوت کر طرف راہ اپنی پروردگار کی ساتھہ حکمت و
نیک وعظ و پند کے اور لڑ اونسے ساتھہ طریقے شائستہ کے پس بحث خوب کا
خدا نے حکم دیا ہے علمائے دین کو اور بحث نامربوط و بے ضابطہ کو حرام
کر دیا ہے ہمارے شیعون پر اور بالکل بحث و مناظرہ کیونکر وہ منع فرماتا حالانکہ
وہ خود فرماتا ہے وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ
نَصٰرٰی اور کہا اہل کتاب نے کہ داخل جنت نہوگا مگر یہود و نصارے
فرمایا خدا نے تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
یہہ آرزوئین اونکی ہین نہ واقعی باتین کہہ تو اے نبی کہ لاؤ تم دلیل قطعی اپنے دعوی
کی اگر راستگو ہو پس خدا نے معیار راستی و ایمان کا مدار دلیل و برہان پر رکہا اور بحث و مناظرہ مربوط
کے اور کاہی مین دلیل و برہان وارد دیکہا تب لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت بحث نیک و بد کے
کیا معنے ہین مفصل ارشاد فرماگئے فرمایا کہ مناظرہ بیجا کی یہہ صورت ہے کہ تو کسی مبطل سے

بحث کرے پس وہ وارد کرے تجھپر ایک امر باطل پس نہ رد کر سکے تو اوسی اوس لیا
واقعی سے کہ جو خدا نے اوسکی تردید کے لئے مقرر فرمائی ہے بلکہ تو گھبرا کے انکار
کرنے لگے ہٹ دھرمی سے اوس سچی بات کا کہ جس سے مبطل نے اپنے باطل کو
قوت دی پس تو انکار کرے اوس حق کا اس خیال سے کہ الزام نہ اوٹھانے
اوس باطل سے اسلیئے کہ جو دفعیہ حقیقت مین ہے اوس امر باطل کا وہ تجھے
معلوم ہی نہین ناچار مجبور دفع عار کے لئے تو اوس حق ہی سے ہاتھ دہو کے
بیٹھتا ہو اسلیئے کہ تجھے بجز انکار حق کے کوئی مخلصی اور کسیطرح چھٹکارا نظر نہین
آتا پس ایسا مناظرہ حرام ہے ہمارے شیعون پر کہ باعث فتنہ و فساد ہون
حق مین برادران ایمانی ضعیف کے اور حق مین مبطلون کے لیکن اہل خلاف و
باطل کوش لوگ پس وہ ضعف و شکست ضعیف و کمزور کو سند صحت و قعیت و دوا
کی اپنی باطل کی گردانتے ہین اور لیکن ضعفای شیعہ پس غمناک ہوتے ہین دل
اونکے یہہ دیکھ کے کہ ایک حق کوش عاجز آگیا اور مضمحل ہو گیا ناحق کوش سے اور
مناظرہ ممدوح و بحث مستحسن یہہ ہے کہ جسکا حکم کیا خدا نے اپنے نبی کو یہہ کہ بحث
کرے اوس طور پر ابی بن خلف سے کہ جو بعد موت مبعوث ہونے سے اور
زندہ کرنے سے خدا کے مردونکو انکار رکھتا تھا پس خدا نے اوسکی حکایت اسطرح
بیان فرمائی وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ
وَهِيَ رَمِيمٌ اور ہمارے بارے مین مثل کہی اور اپنی پیدایش کو بھول گیا اور ہمارے
باب مین کہنے لگا کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیون کو جبکہ بوسیدہ ہون اور فرمایا
خدا نے اوسکی رد مین قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ
عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا الخ السورۃ کہو تم اے نبی کہ

کہ زندہ کریگا اونہین وہی شخص کہ جسنے پیدا کیا اونہین پہلی دفعہ اور وہ ساتھ
ہر خلق کے عالم و دانا ہے وہی خدا کہ جسنے گردانا درخت سبز سے آگ کو آخر
سورہ تک پس چاہا خدا نے اپنے نبی سے یہہ کہ مناظرہ کرے ناحق کوش سے
وہ جو کہتا تھا کہ کیونکر جائز ہے یہہ کہ از سر نو مبعوث ہون یہہ بوسیدہ ہڈیان
پس فرمایا خدا نے کہ اے نبی زندہ کریگا اونہین وہی شخص کہ جسنے از سر نو
بنایا تھا اونہین پہلی دفعہ پس جسنے اونہین بنایا از سر نو حالانکہ وہ کچھہ بھی نہ
تھین تو اوسے اونہین تازگی دینا بعد کہنگی کے کیا مشکل ہے اب بنا تو
قائم ہوا اور پہلی تو کچھہ بھی نہین پس کچھہ بھی مشکل نہین بلکہ از سر نو بنانا اونکا سخت مشکل تھا تمہارے
مذاق پر اوسکی دوبارہ مرمت کرنے سے پھر فرمایا الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ
نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ وہی خدا جسنے گردانا درخت سبز سے
آگ کو پس ناگاہ تم اوس سے روشن کرتے ہو یعنی جبکہ پوشیدہ کیا اوسنے
گرم آگ کو ہری کچھوہ اور تر و تازہ درخت مین کہ نکالتا ہے اوس سے اوسی تو وہ
البتہ اعادہ پر کہنہ چیز کی قادر ہے پھر فرمایا أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ
آیا اور نہین ہے وہ صانع صناع جسنے پیدا کیا آسمانون و زمین کو قادر
اس امر پر کہ پیدا کرے مثل اونکے کیون نہین بلکہ وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور نہایت
واقفکار ہے یعنی جبکہ پیدا کرنا آسمان و زمین کا بڑا امر عظیم و دور و دراز بات
ہے تمہاری طاقت و لیاقت و خیال خام مین بہ نسبت ترمیم کہنہ کی تو کیونکر
تجویز کیا تمنے صادر ہونا اونکا خدا سے اور نہین گوارا رکھتے تم اوس سے حقیر تر
اور ادنی تر امر کو یعنی ترمیم کہنہ کو حضرت نے فرمایا کہ یہہ ہی مناظرہ نیک اسلئے کہ

اسمین قطع عذر ہو جاتا ہے کافرونکا اور اونپر اتمام حجت ہو جاتی ہے اور شبہی
اونکے بیخ و بن سے کندہ ہو جاتے ہین اور مناظرہ نامربوط یہہ ہے کہ انکار
کر بیٹھے تو کسی حق بات کا وہ حق کہ تجہکو ممکن نہو فرق کرنا اوسمین اور باطل مین ناحق
کوش کے بے انکار اوس حق صریح کے پس یہی قسم ناجائز ہے اسلئے کہ تو بہی
تو ویسا ہی ناحق کوش ہو گیا اگر ایک حق بات سے وہ ہاتھ دہو بیٹھا تو تو نے بہی
تو ایک امر حق کو طاق نسیان پر رکھدیا واعظ کہتا ہے کہ تفصیل اس
اجمالی کی بالا مزید علیہ جناب غفرانمآب اعلی اللہ مقامہ نے عماد الاسلام مین تحریر
فرمائی ہے مع اون متواتر محفوف بالقرائن حدیثون کے کہ جو دلالت ترغیب اور
اباحت بلکہ رجحان و وجوب کفائی پر مناظرہ مذہبی کی کرتے ہین من شاء
فلیرجع الیہ اور مسئلہ واضحات سے ہے کہ مزید بحث اوس سے مستغنی عنہ ہے
لیکن کچہہ مضائقہ نہین کہ تشحید اذہان کے لئے ہم چند مناظرے بیان کرین کہ
باعث سرور و موفور شیعیان ائمہ اطہار و مقتبسان انوار ذریت سید مختار ہو
کتاب کافی مین اوسکی اسناد معمولی سے یونس بن یعقوب سے منقول
ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ ایکروز مین حاضر خدمت بابرکت حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام تہا کہ ناگاہ ایک شخص مدعی علم کلام ملک شام سے
نووارد خدمت امام ہمام علیہ السلام ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت مین علم کلام
و فقہ و فرائض سب سے واقف ہون اور آپکے رفیقون سے مناظرہ کرنے آیا ہون
پس حضرت نے فرمایا کہ کَلَامُكَ مِنْ كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ اَوْ مِنْ عِنْدِكَ یعنی
کلام تیرے ماخوذ کلام رسولخدا سے ہے یا خود تیرے ہی دل کا ایجاد ہے اوسنے
کہا کہ کچہہ کلام رسولخدا ہے اور کچہہ ایجاد بندہ ہے پس حضرت نے فرمایا کہ پہر تم تو شریک

رسول خدا ٹہرے اوسنے کہا کہ یا حضرت معاذ اللہ یہہ تو نہین حضرت نے
فرمایا کہ کیا پہر تو نے خدا سے اوسکو سنا اور تجہپر وحی آئی اوسنے کہا ایسا بہی نہین
حضرت نے فرمایا کہ پہر تیرا کلام بہی مثل فرمان واجب الاذعان نبی واجب العمل
ہی اوسنے کہا یہہ بہی نہین راوی کہتے ہین کہ پہر حضرت میری طرف ملتفت
ہوئے اور فرمایا کہ اے یونس اسنے خود اپنی نفس سے خصومت کی اور راہ چارہ
مسدود کر دی قبل اسکے کہ بحث شروع کرے پہر فرمایا کہ اے یونس اگر تم اچہی
طرح بحث کر سکتے ہو تو اس سے بحث کرو یونس کہتے ہین کہ یہہ سنکے مجہکو بڑی
حسرت ہوئی اور مینے عرض کی کہ مین آپ پر سے فدا ہون مینے آپ کو بحث سے
منع کرتے سنا اور یہہ فرماتے ہوے کہ وای ہو اہل کلام پر کہ وہ کہتے ہین
هٰذَا يَنْقَادُ وَهٰذَا يَنْسَاقُ وَهٰذَا نَعْقِلُهُ وَهٰذَا لَا نَعْقِلُهُ یہہ کہنچا آتا ہے
اور یہہ نہنچا آتا ہے اور یہہ عقل مین آتا ہے اور یہہ عقل کو نہین بہاتا ہی حضرت
نے فرمایا کہ مراد یہہ ہے کہ وای ہو اونپر اگر ترک کرین میرے قول کو اور اپنے
دل سے اور عقل ناقص سے باتین بنائین اور اجتہاد مقابل نص کرین پہر
فرمایا کہ دروازے پر جاکے دیکہہ جو متکلمین حاضر ہون اونہین میرے پاس لا
راوی کہتا ہے پس حاضر کیا مینے حمران بن اعین کو کہ وہ اچہے متکلم
تہے اور احول کو کہ وہ بہی ماہر فن تہے اور ہشام بن سالم کو اور وہ بہی اچہی
مہارت اس علم مین رکہتے تہے اور قیس بن ماصر کو کہ وہ میرے نزدیک اون
سب سے بہتر تہے اور علم کلام اونہون نے حضرت امام زین العابدین ع سے
سیکہا تہا پس جب ہم سب درجہ بدرجہ بیٹہہ چکے اور معمولی حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام کا یہہ تہا کہ قبل حج چندی وہ اقامت فرماتے تہے ایک

پہاڑ پر کہ جو کنارہ حرم محترم مین واقع تہا ایک دو چوبے پال مین کہ جو وہان نصب کیجاتی تہی پس حضرت نے سر مبارک دفعۃً اوس پال مین سے نکالا ناگاہ دیکہا کہ ایک اونٹ بے تحاشا دوڑتا چلا آتا ہے پس حضرت نے فرمایا برب کعبہ ہشام ہی ہمین گمان ہوا کہ اولاد حضرت عقیل سے ایک شخص ہشام نامی بڑا دوست حضرت کا تہا وہی ہوگا تا اینکہ داخل خدمت بابرکت ہوئے ہشام بن حکم اور وہ زیادہ سن رسیدہ نہ تہے بلکہ سبزہ آغاز تہا اور مسین بہیگی تہین اور جتنے لوگ ہم مین سے حاضر محفل تہے وہ سب اونسے زیادہ سن رسیدہ و جہاندیدہ تہے پس حضرت نے اونکے لئے اپنے پہلو مین جگہ دی اور فرمایا کہ آیا مددگار ہمارا دل و جان و دست و زبان سے پہر فرمایا کہ اے حمران گفتگو کر اس شخص سے پس وہ بحث کر کے غالب آئے پہر فرمایا کہ ای مومن طاق تو گفتگو کر پس وہ بہی غالب آئے اوسکے بہر فرمایا ای ہشام بن سالم تو بہی بحث کر پس وہ الزام سے سالم رہا اور لڑائیمین وہ دونو برابر رہے پہر عاصر سے فرمایا کہ تم بحث کرو پس اونہون نے تو اوس سے ایسی زک دی کہ حضرت بہی ہنس پڑے پہر حضرت نے فرمایا کہ ای شامی اب اس لڑکی سے بہی کچہہ مناظرہ کر پس شامی نے کہا کہ اے لڑکے مجہہ اس شخص کی امامت کی بابت مجہہ سے پوچہہ پس یہہ سنکے ہشام کو ایسا غصہ آیا کہ وہ تہرا گئے اور کہنے لگے کہ ای شامی بیچ بتا کہ خدا کو مصلحت پر بندون کے زیادہ نظر ہے یا خود بندے اپنی مصلحتین اور انجام کار خوب دیکہہ بہال سکتے ہین اوسنے کہا کہ خدا سے بڑہ کے کون دانا و بینا ہوگا ہشام نے کہا کہ پہر خدا نے اونکے ساتہہ کیا کیا خیر اندیشی و انجام بینی سے اوسنے کہا کہ خدا نے اونکے لیے ایسی

حجت و دلیل قرار دی اور ایسا رہنما معین فرمایا کہ اوسکا دامن تہامنے کی برکت سے تشتت و پراگندگی و خود سری سے محفوظ رہین اور مٹہی بندہی رہی اوسکو سبب سے اور مقصود خدا اونپر وہ حالی کرتا رہے ہشام نے کہا کہ وہ کون رہنما ہے اوسنے کہا کہ رسول خدا ہشام نے کہا کہ بعد اوس جناب کے کون ہے اوسنے کہا کہ قران و حدیث ہشام نے کہا کہ یہہ چیزین اختلاف کو رفع کر سکتی ہین یا نہین اوسنے کہا کہ ہان ہشام نے کہا کہ پہر ہم مین تم مین کیون اختلاف ہوا اور کیون تو شام سے ہمارے مخالفت کی وجہ سے ہمسے لڑنے آیا یہہ کہتے ہی شامی چپ ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ تو کیون نہین بولتا اوسنے کہا کہ مین خاک بات کرون ہشام نے تو میرے مونہہ پر قفل لگا دیا اگر یہہ کہون کہ ہم مین تم مین کچہہ اختلاف نہین تو بالکل جہوٹ ہے اور اگر یہہ کہون کہ قران و حدیث دور کر دیتی ہین اختلاف کو تو یہہ بہی سر تا سر باطل ہے اسلیے کہ اونکے معنو مین چند در چند احتمال جاری ہوتے ہین کہ ہر فرقہ ہر احتمال سے دست و گریبان ہوتا ہے اور اگر یہہ کہئے کہ با وجود اختلاف ہم مین ایک حق کو [illegible] تو بہی ہمین کچہہ کتاب و سنت نافع و مفید نہ ٹہرے مگر یہہ کہ دلیل میری قرار پائی اور ہشام اس کہنچاک کو دور کرین حضرت نے فرمایا خیر اب تو اونہی پوچہہ کہ ماشاء اللہ اونہین پر از علم و ہنر پائیگا پس اوسنے کہا کہ ای ہشام کون زیادہ دیکہہ سکتا ہے بندون کے مصلحتونکو ہشام نے کہا کہ خدا اوسنے کہا کہ خدا نے ایسا کوئی رہنما بہی بنایا کہ جسکی بدولت حق و باطل معلوم ہو اور اختلاف جاتا رہے ہشام نے کہا کہ عہد کرامت مہد جناب رسالتمآب مین یا بالفعل اوسنے کہا کہ آگے تو جناب رسالتمآب تہے اس زمانے مین بتاؤ ہشام

کہا کہ یہی بزرگوار ہمارے تمہارے پاس بیٹھا ہے کہ جسکی پاس دور دور سے
لوگ مشتاق ہوکے حاضر ہوتے ہین اور یہہ ہمین آسمان کی خبرین دیتا ہے کہ جو
اسی میراث جد و پدر مین ملا ہے شامی نے کہا کہ پھر یہہ ہمیں کیونکر ثابت ہو جسنے
کہا کہ ہمین پوچھنی تھوڑی جانا ہے جو کچھہ ہے سامنے موجود ہے اَلعِیَانُ لَا یَحتَاجُ
اِلَی البَیَان عیان را چہ بیان جو جی چاہے تیرا او سنے پوچھہ لے او سنے کہا تمنے
بالکل میرا عذر برطرف کر دیا اب مین پوچھتا ہون حضرت نے فرمایا کہ تجہے منظور ہو
تو مین تجھسے تیری سفر کا حال مفصل بیان کر دون او سنے کہا کہ اچھا پھر حضرت
سب جل من و عن بیان کر دیا جو کچھہ او سپر گذرا تھا پس او سنے کہا اب مین اسلام
لایا حضرت نے فرمایا بلکہ بخدا اب تو ایمان لایا اسلیئے کہ اسلام قبل ایمان ہے اور
اوسی پر مدار میراث و نکاح ہے اور ایمان پر مدار ثواب اخروی ہے او سنے عرض
کی بجا ارشاد ہوا گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ بجز ایک خدا کے اور کوئی خدا نہین
اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولخدا ہین اور اب اس زمانے مین امام
و وصی سب اگلی وصیون کے ہین پھر متوجہ ہوئے حضرت حمران کیطرف اور
فرمایا کہ تم برابر پچھا کی بات مین سے بات نکالتے چلے جاتے ہو یہانتک کہ موقع پر
لا کے خوب ہی گرفت کر لیتے ہو پھر متوجہ ہوئے ہشام بن سالم کیطرف اور
فرمایا کہ تم بھی پچھا لینا چاہتے ہو مگر تمہین اسکا خوب ڈھب نہین یا یہہ کہ حمران کیطرح
پابندی حدیث تو جانتے ہو مگر حدیثون کو خوب پہچانتے نہین علم حدیث مین
ناقص ہو پھر احول کیطرف جھکے اور فرمایا کہ تم بڑے وہمی آدمی ہو بالکل خیالی
پلاؤ پکاتے ہو اور طرف ثانی کو نکلنے نہ دیکے دبا لیتے ہو اور باطل کو باطل سے دور
کر دیتے ہو ہان ہمین شک نہین کہ تمہارا باطل زور اور ہوتا ہے او سکے باطل سے

پھر ناصر سے فرمایا کہ اے ناصر تو بھی قاصر ہے کبھی تو نیکی کے باعث قریب سوفطا
جا پہونچتا ہے اور کبھی بہت دور جا رہتا ہے خلط کر دیتا ہے تو حق کو ناحق سے
حالانکہ تھوڑا سا حق بھی کافی ہو جاتا ہے بہت سی ناحق سے تم اور احول دونو
بحث مین ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر اور ایک پھنگی سے دوسری پھنگی پر
دوڑتے پھرتے ہو اور ڈانٹ کے دشمن کو مغلوب کر دینے والے ہو یونس نے
کہا مجھی گمان غالب تھا کہ ایسا ہی کچھہ ہشام بن حکم کے بارے مین فرماینگے لیکن
حضرت نے بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ اے ہشام جب تو گفتگو مین خاک مذلت
پر بیٹھنے لگتا ہے تو دونو پاؤن سمیٹ کر اونچا ہو جاتا ہے اور زمین پر بیٹھے بیٹھے
اور ڈھہتے ڈھہاتے ڈمبڈ بہاتے پھر سے اوڑ جاتا ہے تجھ سے شخص کو لوگون سے
بجھنا چاہیئے لیکن بیچارہ لغزش اور ڈگمگانے سے اور امید وار شفاعت بعد
بعد او سکے اور مجالس شیخ مفید رہ مین ہے پوچھا یحیی بن خالد برمکی نے
ہشام بن حکم سے سامنے رشید نا رشید کے کہ اے ہشام خبر دو مجھے حق سے
کہ وہ دو مختلف جہتو نمین پایا جا سکتا ہے یا نہین ہشام نے کہا کہ نہین
او سنے کہا کہ خبر دو مجھے اون دو شخصون کی کہ جو باہم خصومت رکھتے ہون کسی امر
دین مین وہ دونو حق کوش ہونگے یا ناحق کوش یا ایک حق کوش و دوسرا
ناحق کوش و حق فراموش ہشام نے کہا کہ ہان اس سے خالی نہو گا اور دونو
حق کوش نہین ہو سکتے جیسا مینے پہلی ہی بار کہا تھا پس یحیی نے کہا کہ خبر دو
مجھے حال سے علی و عباس کے جب یہہ میراث کی بابت آپسمین لڑتے جھگڑتے
ابو بکر کے پاس آئے تو آپ فرمایئے کہ انمین سے کون حق فراموش تھا اور کون
حق کوش اسلیئے کہ آپ پہلی ہی کہہ چکے ہین کہ نہ وہ دونو حق کوش ہو سکتی ہین

مناظرۂ ہشام با یحیی

اور نہ حق فراموش ہشام کہتے ہین کہ اب مین گبھرایا کہ اگر حضرت امیر کو ناحق گوشہ نشین
کہتا ہون تو کافر ہوا جاتا ہون اور اگر عباس کو کہتا ہون تو فوراً ہارون رشید گردن
زدنی کا حکم دیتا ہے اور کبھی اس مسئلہ کو کسینے مجھہ سے نہ پوچھا تھا اور نہ نوبت
غور و فکر پہونچی تھی کہ جواب مہیا کر رکھتا پس مجھپر بڑا ہراس طاری ہوا پھر اتفاقاً
مجھکو فرمودہ معصوم کا جو خیال آیا کہ جناب جعفر صادق علیہ السلام میرے بارے مین
فرماتے تھے یَا ہِشَام لَا تَزَالُ مُؤَیَّدًا بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَصَرْتَنَا
بِلِسَانِكَ ای ہشام برابر تمہارے تائید ہوتی رہیگی روح القدس سے
جبتک تم ہماری مدد کرتے رہوگے اپنی زبان سے پس مجھے ڈھارس ہوئی اور
فوراً جواب باصواب میرے خیال مین آگیا کہ مینے کہا وہ دونو ناحق گوشہ نشین تھے
اور اسکی ایک نظیر بھی بے نظیر ہے کہ جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے قصہ حضرت
داؤد مین جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَھَلْ اَتٰکَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ
اور کیا نہین پہونچی تم تک خبر اون لڑنیوالون کے کہ جو پشت دیوار سے پھاند
آئے عبادتگاہ داؤد میہان تک کہ فرمایا خَصْمَانِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ یعنی ہم
دو نزاع باہمی کرنیوالے ہین کہ ہم مین سے بعضون نے بعضون پر بغاوت
کی ہے پس بتاؤ کہ ان دونو فرشتون مین سے کون خطا پر تھا اور کون صواب پر
اوسنے کہا کہ انہین نزاع واقعی نہ تھی اسلیئے دونو صواب پر تھے اور مقصود
انہین فقط تنبیہ حضرت داؤد تھی ہشام نے کہا یہی سمجھنا چاہیئے کہ یہان بھی
علی و عباس مین کسیطرح کی نزاع نہ تھی بلکہ اصلی مقصود اونہین الزام دینا ابو بکر
کا تھا اور اظہار اسکا کہ اوسنے امر میراث مین ظلم و تعدی کی ہے پس وہ مبہوت
ہوگیا اور کچھہ جواب نہ دی سکا اور اوسی کتاب مین ہے کہ ابو الحسن ہیثم نے ایک

مناظرہ ابو الحسن ہیثم با نصرانی

نصرانی سے کہا کہ تمنے صلیب اپنی گردن مین کیون لٹکائی ہے اوسنے کہا کہ یہہ
مشابہ اوسی صلیب کے ہے کہ جسپر حضرت عیسی مصلوب ہوئی انہون نے کہا کہ آیا
تو وہ بجبر سوار کیئے گئے تھے اور اسکے باقی رکھنے کو پسند نہ کرتے تھے تمنے کیون
اسے گلے کا ہار کیا جس گدھے پر وہ خوشی سے سوار ہوتے تھے اور اوسکا باقی رہنا
چاہتے تھے اوسی گلے کا تعویذ بنانا چاہیے تھا وَرُوِیَ اَنَّہٗ مَرَّ بُہْلُولُ ذَاتَ
یَوْمٍ بِدَارِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَکَانَ جَالِسًا وَحَوْلَہٗ حِزْبُہٗ حِزْبُ الشَّیَاطِیْنِ
وَکَانَ یُحَدِّثُھُمْ وَیُوْحِیْ اِلَیْھِمْ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا اور منقول ہے
کہ ایکروز بہلول دانا رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا مکان ابو حنیفہ پر اور گرد اوسکے لشکر
اوسکا کہ جو لشکر شیطان تھا جمع تھا اور وہ اونہین گمراہ کر رہا تھا وَکَانَ فِیْمَا
یُحَدِّثُھُمْ بِہٖ اَنْ قَالَ اِنِّیْ مَا بَرِحْتُ اَتَعَجَّبُ عَنْ ثَلٰثَۃِ اَشْیَاءَ یَقُوْلُھَا الصَّادِقُ
اور منجملہ اون باتون کے یہہ بھی اوسنے کہا کہ برابر مین تعجب کرتا چلا آتا ہون تین چیزون سے
کہ جنکی مدعی حضرت امام جعفر صادق ہین اَلْاَوَّلُ اَنَّہٗ اللّٰہُ مَوْجُوْدٌ وَلَا یُمْکِنُ
اَنْ یُّرٰی وَھَلْ شَیْءٌ مَوْجُوْدٌ لَا یُمْکِنُ اَنْ یُّرٰی پہلے یہہ کہ خدا موجود ہے اور
پھر دیکھنے مین نہین آسکتا بھلا ایسی بھی کوئی چیز ہے کہ موجود تو ہو اور دیکھنے
مین نہ آئے وَالثَّانِیْ اَنَّہٗ یَرٰی اَنَّ الشَّیْطَانَ یُعَذَّبُ بِالنَّارِ وَھَلْ یُمْکِنُ
اَنْ یُّعَذَّبَ بِھَا مَنْ ھُوَ مِنْھَا دوسرے اونہین گمان ہے کہ شیطان پر عذاب
ہوگا جہنم کی آگ سے اور یہہ کیونکر ممکن ہے کہ جو آگ سے بنا ہو اوسپر آگ سے عذاب
کیا جائے اَلثَّالِثُ اَنَّہٗ یَزْعَمُ اَنَّ الْعَبْدَ خَالِقُ فِعْلِہٖ مَعَ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقُ کُلِّ
شَیْءٍ کَمَا تَدُلُّ عَلَیْہِ الْاَدِلَّۃُ الْکَثِیْرَۃُ تیسرے اونہین یہہ گمان ہے کہ بندہ خالق
اپنے فعل کا ہے حالانکہ خدا خالق سب چیزونکا ہے جیسا کہ اکثر قوی دلیلونسے

مناظرہ بہلول دانا با ابو حنیفہ

ثابت ہے فلما تم کلامہ اخذ بہلول مدرۃ فرماھا الیہ فشدخ
بھا راسہ وھرب من بینھم فتعاقبہ حزب ابی حنیفۃ واحضروہ عند
الخلیفۃ پس جبکہ تمام ہوا کلام ناوجام اوسکا تو بہلول نے ایک ڈھیلا اوٹھالیا
اور تاک کے جو نشانہ مارتے ہین تو وہ ابو حنیفہ کے سر پر پڑا اور ٹونٹی کیطرح
خون بہنا شروع ہوا اور بہلول اوسے مار پیٹ کے یہہ چل وہ چل تھوڑی
دیر مین غائب ہوگئے مگر لشکر شیطان نے بڑی جستجو وتگاپو سے اونہین پاکے
خلیفہ وقت کے پاس پہونچایا فقال بھلول مخاطبا الی ابی حنیفۃ یا ھذا
ماذا صنعت ولماذا اخذتک پس بہلول نے کہا اے مرد عزیز تمہین کچھہ
خبر ہے تمنے کیون مجھہ سے لڑائی جھگڑا اوٹھانا ہے ناحق ناحق تمہارا ارادہ ہے اور
میری کمر فقال ابو حنیفۃ انک رمیتنی بمدرۃ فشدخت
بھا راسی فوجع وجعا شدیدا ابو حنیفہ نے کہا واہ سبحان اللہ سے
چہ دلاور ہست دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ سبحان اللہ تمنے میرے سر پر ڈھیلا
مارا کہ میرا سر پھٹ گیا اور درد وتپک کے مارے میری جان پر بنی اور پھر مجھہ سے
سبب فساد کا پوچھتے ہو۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ فقال بہلول
وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی پس بہلول نے کہا کہ مین تمہین
کیا مارتا تم پر خدا کی مار پڑی ہوگی اوسکی لاٹھی مین آواز نہین یا ابا حنیفۃ
اتزعم انی خالق فعلی مع ان اللہ خالق کل شیٔ ولات حین مناص
واہ ری آپ کی عقلمندی کیا آپ مجھے فاعل مختار جانتے ہین کہ جو مجھپر الزام عائد فرماتے
ہین آپکو کچھہ سنت کی بھی خبر ہے کہ آپکے مذہب پر خالق سب چیزون کا اور فاعل
سب کا مونکا خدا ہے پس خدا سے جاکے جھگڑیے مجھہ سے آپ کو کیا واسطہ کچھہ اپنے

ہوش کی خبر لیجئے ثم انی احب ان ترینی الوجع فقال ھل یمکن ان یری
الوجع پھر میرا یہی جی چاہتا ہے کہ آپ مجھکو اپنا درد سر تو ایک نظر دکھائے یون خالی
مجھکو کیونکر باور آئے کہ آپ سچ مین ابو حنیفہ نے کہا ماشاء اللہ چشم بد دور کیا
آپ بھی عقلمند ہین بھیر تھو و بیا موز بھلا کہین درد بھی دکھائی پڑا ہے فقال
یا سبحان اللہ وھل یمکن ان یوجد شیٔ ولا یری بہلول نے کہا اجی سبحان اللہ
کیا آپ بھی سچ مین یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز موجود ہو اور پھر دکھائی نہ دے
آپ اپنے مذہب کو بھی بھول گئے کہ جو لوگون کو آج تعلیم فرما رہے تھے مجھے
آپکی واہی واہی باتون سے مفت کا درد سر ہوتا ہے تعجب ہے آپ
بات کیا کرتے ہین کہ ڈھیلا سا کھینچ مارتے ہین سمجھہ بوجھہ کے زبان ہلایا کیجئے
علی ان المدرۃ من الطین وانت ایضا من الطین وکیف یمکن ان
یعذب بالطین من ھو من الطین فسکت الرجیم اللعین وبہت الذی
کفر کانہ ابتلع المدر والتقم الحجر علاوہ یہہ کہ تیری ماہیت بھی سنگ استنجا
اور آبدست کے ڈھیلون کیطرح مٹی سے ہے پھر بقول تیرے مٹی سے مٹی کو
ضرر پہونچ ہی نہین سکتا یہہ سنکے آخرکار وہ ابلیس پر تلبیس سنگسار چپ ہوگیا
جیسے کسینے کنکر پتھر یا کھنگنیان اوسکے مونہہ مین بھر دین انجام ابرہہ سے
خالی کب تھا جیسا کیا تھا ویسا ہی شیطان کیطرح رجیم و سنگسار ہوا سارا
سنگدلی اپنی بھول گیا اور احتجاج طبرسی وغیرہ مین منقول ہے کہ ایکروز خدمت
بابرکت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مین چند شخص اونکے اصحاب کے
سے جمع تھے کہ منجملہ اونکے حمران بن اعین و محمد بن نعمان و ہشام بن سالم و طیار
و ہشام بن حکم وغیرہ تھے اور ہشام کا سن شباب تھا پس حضرت نے فرمایا کہ ای

ہشام تم ہمسے بیان نہین کرتے کہ تمنے کیا غیر حال کر دیا عمر بن عبید کا اور کیونکر
زک دیدی اوسے مجمع عام مین ہشام نے عرض کی کہ اے فرزند رسولخدا میری
کیا طاقت کہ حضور کے سامنے زبان کہول سکون یہہ مقام ادب ہے کام زبان
کیا کام کر سکیگی ایسے مقام پر حضرت نے فرمایا کہ جب ہم تم لوگونکو کچھہ حکم دین تو فورًا
تعمیل کرنا چاہیے ہشام نے عرض کی کہ الامر فوق الادب مین حسب ارشاد
واجب الانقیاد عرض حال کرتا ہون حقیقت حال یہہ ہے کہ جب مکرر سنی مینے
مرجعیت عمرو بن عبید کی اور مسجد بصرہ مین بیٹھہ بیٹھہ کے فتوی دینا تو مجھے
تاب نرہی پس مین سر بصحرا نکل کہڑا ہوا اور بصرہ مین پہونچ ہی گیا اور مسجد
بصرہ مین دڑاتا داخل ہوا کیا دیکھتا ہون کہ بہت سی لوگ حلقہ زن ہین اور
بیچمین اونکے عمرو ہے اور وہ سر سے سیاہ پٹکا باندہے ہوئے تہے اور شملہ یعنی
ایک کونا اوسکا پیٹھہ پر چادر کیطرح پہیلائے بیٹھا ہے اور ایک کونا لنگی کیطرح
باندہ لیا ہے اور لوگ اوس سے مختلف سوالات کر رہے ہین پس صفون کو
چیرتا ہوا مین بہی پہونچ ہی تو گیا اور سب کے اخیر مین اکڑو یا چہ او گہٹنون کے بل
بیٹھہ گیا اور مینے بکمال ادب کہا کہ اے عالم مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے میرا یہان
آنا ہوا اگر اجازت ہو تو مین بہی کچھہ پوچھہ لون بہت اوسنے کہا کہ اچہا پوچہہ
جو کچھہ پوچھتا ہے مینے کہا کہ آپ کے مونہہ پر آنکھین ہین یا نہین کہنے لگا بیجا
یہہ کیا پوچھتے ہو بہلا کوئی ایسی بے ادبی کرتا ہے جو چیز تم اپنی آنکہونسے دیکہہ
رہے ہو وہی کیا پوچھتے ہو مینے کہا کہ آپکو ہر بات کا جواب معقول دینا چاہیے
اگر بالفرض مین لغویات بہی پوچہون تو آپ کو اس قصہ سے کیا مین جانون
اور میرا کام عمرو نے کہا خیر مین تمہاری یہہ ہٹ بہی مانونگا اور تمہاری

بیجا باتون کا بیجا جواب دونگا پوچہہ مینے کہا کہ آپکی آنکہین ہین کہا کہ ہان مینے
کہا کہ آنکہون سے آپ کیا کیا کام کرتے ہین کہا کہ اونسے مین طرح طرح کی رنگ
اور لوگ دیکہتا ہون مینے کہا کہ سچ بتائیے آپ کے مونہہ پر ناک بہی ہے یا نہین
کہا کہ ہان مینے کہا وہ کس مصرف کی ہے اوسنے کہا کہ اوس سے طرح طرح کی
بو باس سونگہی جاتی ہے مینے کہا کہ آپ کے مونہہ بہی ہے کہا کہ ہان مینے کہا کہ
وہ کس کام آتا ہے اوسنے کہا کہ وہ گونا گون مزے چکہتا ہے پہر مینے کہا کہ آپ کے
کان بہی ہین کہا کہ ہان مینے کہا اونسے کیا خدمت متعلق ہے کہنے لگا کہ اونسے
آوازین سنائی دیتی ہین مینے کہا کہ آپ کے دل بہی ہے کہا کہ ہان مینے کہا کہ
وہ کس مصرف کا ہے کہنے لگا کہ جتنی چیزین اعضا و جوارح و حواس خمسہ پر
عارض ہوتی ہین اونہین تمیز دینا اور اونکی جانچ متعلق دل ہی سے ہے مینے
کہا کہ کیا اون سبکو حاجت رجوع ہے دل کیطرف اوسنے کہا کہ ہان مینے
کہا کہ اسکا کیا باعث حالانکہ وہ صحیح و سالم ہین اوسنے کہا اے فرزند اعضا و جوارح
کو جب شک ہوتا ہے کسی ایسی چیز مین کہ جسے اونہون نے سنا یا دیکہا یا چکہا یا
سونگہا ہو تو وہ اوس شک کو پیش کرتے ہین قلب کے سامنے پس وہ اونکی جانچ
کرکے یقین کو مستحکم کر دیتا ہے اور شک کو باطل مینے کہا کہ خدا نے شک اعضا کے
دور کرنیکو دل بنایا ہے اوسنے کہا کہ ہان مینے کہا کیا یہہ ضرور تہا اور بدون قلب
وہ جانچ نکر سکتے تہے اوسنے کہا کہ ہان بس مینے کہا کہ اے ابو مروان خدا نے
جب تیرے اعضا و جوارح کو بے ایک حاکم و حکم اور امام و مقتدی کے نہین چہوڑا
تو اتنی بڑی امت کو کیونکر سر خود چہوڑتا اور اونکے لئے ایک امام منصوب نفرماتا کہ
جسکی طرف وہ حالت حیرت و شک و اختلاف مین رجوع کرتے یہہ سنکر وہ بالکل

چپ ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کیا تم ہشام بن حکم ہو
مینے کہا نہین اوسنے کہا کیا ہشام کی ہمنشین ہو مینے کہا نہین اوسنے کہا کہ پھر تم کہانکے
باشندے ہو مینے کہا کہ مین کوفہ کا رہنے والا ہون اوسنے کہا اتو پھر تم وہی ہو پھر
بعد خرابی بصرہ مجھ سے گلے لگا اور اپنی جگہ پر مجھے بٹھالیا اور جبتک مین بیٹھا رہا تو
وہ بھی چپ بیٹھا رہا یہہ سنکر حضرت ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ تمہین یہہ گفتگو کسنے
بتائی سچ بتاو ہشام نے عرض کی کہ آپہی کے افادات کو مینے سنکے یہہ مضمون اخذ
کرلیا تھا فقالَ علیہِ السّلام واللہِ ہٰذا مکتوبٌ فی صُحُفِ ابراہیمَ وموسیٰ یعنی
حضرت نے فرمایا کہ بخدا یہہ مرقوم ہے صحیفونمین حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ کے
واعظ کہتا ہے کہ تغیرات زمانہ سے حضرت ابراہیم کے صحیفے باقی نہ رہے
اور بوجہ نادانی یہود مین مشہور ہو گیا کہ خاص اوس جناب پر کوئی صحیفہ نازل ہی
نہین ہوا البتہ صحیفہ موسیٰ کسیقدر باقی ہین گو کہ خالی تحریف وتغیر سے نہین اور
ممکن ہے کہ صحف ابراہیم سے مراد یہی صحف موسیٰ اور عطف تفسیری ہو
اور صحف موسیٰ پانچون سفر توریت کے ہونگے کما ہوَ الظاہرُ یا کل صحف
انبیا بنی اسرائیل مثل اربع عسریم وغیرہ کے پس بنابر اسکے کل توراۃ اور
نبئیم اور کتبیم اور طالمود اور مشنی صحف موسیٰ ہو سکتے ہین اور طرفہ یہہ ہے کہ باوجود
کثرت تغییر وتحریف تا حال کسیقدر نشان اس افادہ امام ہمام کا توریت متداول
مین موجود ہے ہر چند کہ بعینہ نہین لیکن وجوب نصب امام خدا پر اور حاجت
خلق امام کی طرف توریت سے بخوبی ثابت ہے چنانچہ במדבר
کے כז مین مرقوم ہے וידבר משה אל יהוה לאמר
יפקד יהוה אלהי הרוחת לכל בשר איש על

העדה׃ אשר יצא לפניהם ואשר יבא לפ
ניהם ואשר יוציאם ואשר יביאם ולא
תהיה עדת יהוה כצאן אשר אין להם רע
ה׃ ויאמר יהוה אל משה קח לך את יה
ושע בן נון איש אשר רוח בו וסמכ
ת את ידך עליו׃ והעמדת אתו לפני א
לעזר הכהן ולפני כל העדה וצויתה את
ו לעיניהם׃ ונתתה מהודך עליו למ
ען ישמעו כל עדת בני ישראל׃ ול
פני אלעזר הכהן יעמד ושאל לו במ
שפט האורים לפני יהוה על פיו יצאו
ועל פיו יבאו הוא וכל בני ישראל אתו
וכל העדה׃ ויעש משה כאשר צוה י
הוה אתו ויקח את יהושע ויעמדהו
לפני אלעזר הכהן ולפני כל העדה׃
ויסמך את ידיו עליו ויצוהו כאשר
דבר יהוה ביד משה׃ درخواست کی حضرت موسیٰ
نے درگاہ باری مین یہہ کہکے قرار دی خدا مربوبون کا ایک روحت واسطے ہر
بشر کے کہ جو حکمران ہو کل جماعت خدا پر ایسا حاکم و مربی کہ سفر کو نکلے سامنے
اونکو اور واپس آئے سامنے اونکے اور جہاد وغیرہ مین لیجائے اونہین
اور پھر بعد نیل مقصود پھیر لائے اونہین اور نہ ہو جائے جماعت خدا بھیڑونکی

اوس بھیر کیطرح کہ جن کا راعی یعنے چرواہا باقی نرہا ہو اور وہ بکھر کر رہ گئے
ہون اور حکم کیا خدا نے موسی سے چن لو اپنے لئے یوشوع کو کہ بیٹا نون کا ہے
وہ مرد خدا کہ جسمین روح القدس جاگزین ہے اور بلند کرائی موسی ہاتھ اپنا اوسپر
اور بلند و ظاہر کرا اوسے سامنے ایلعازر کاہن کے اور سامنے کل جماعت بنی
اسرائیل کے اور وصی کر دے اوسے اونہین اون سبکی آنکھونکے سامنے اور دیدے
جلال و منصب اپنا اوسی تاکہ سنیے بنی اسرائیل اور سامنے ہی ایلعازر کوہن کی
آمادہ ہو اور سوال کرو واسطے یوشع کے خدا سے کلام نورانی کو روبرو خدا کے
اور اوسی کوہن کی نکلی اور پہر واپس آئے وہ اور کل بنی اسرائیل ہمراہ رکاب اوسکی
اور کل جماعت خدا اور کیا موسی نے جو کچھ کہ وصیت کی ہو اوسنے اوسے
اور چن لیا یوشوع کو اور ظاہر کیا اونہین روبرو ایلعازر کوہن اور روبرو
کل جماعت کے اور بلند کیا ہاتھ اپنا اوسپر اور وصی کیا اوسی شکل اوسکے
کہ فرمایا تہا خدا نے خود اونہین موسی کے ہاتھ **واعظ کہتا ہے** کہ صدر
آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نصب امام متعلق خدا رہا اور خود یوشوع کو
تجویز کیا اور سبب اوسکا یہہ فرمایا کہ روح القدس اوسمین جاگزین ہے اور اوسکا
جانچ کرنیوالا سوا اوس عالم الغیب کے کون ہے پس سوائی خدا کے کون
نصب امام کر سکتا ہے ہر چند نصب امام کر سکے اور ادلہ عقلی و نقلی اسکی
کتب کلامیہ مین مشہور و معروف ہین او آخر آیات ہر چند مثبت امر مطلوب کے
نہین مگر کثرت فوائد پر اونکی نظر کرکے دل نے نمانا کہ اونہین ذکر نہ کرون اور
یہہ کافی و وافی اثبات خلافت حقہ امیر المومنین کے لئے ہین تفصیل اجمال یہ ہے
کہ اسپر تو تمام عالم کا اتفاق ہے اور فریقین کا اجماع ہے کہ خم غدیر مین

عین شدت تمازت آفتاب مین دس ہزار آدمیونکو جمع کرکے پیغمبر منبر پر گئے اور حضرت
امیر کو بہی سامنے سب جماعت بنی اسماعیل کے بلند کیا اور خاص ہاتھ اپنا اور
ہاتھ علی کا نہ کوئی اور عضو اتنا بلند کہ سفیدی بغل نمایان ہوگئی اور کچھ فرمایا اب
اوس فرمودہ نبی مین اختلاف ہے شیعہ یہہ کہتے ہین کہ قرائن حالیہ و مقالیہ و شدت
و عنوان کلام سے ثابت کہ بڑا امر عظیم بیان کرنا منظور تہا اور وہ بجز خلافت و امامت
کے اور کچھ نہ تہا اور اخبار متواترہ فریقین سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے مجموع
من حیث المجموع کے دیکھنے سے اور سنی لوگ بوجہ پابندی مذہب بائی خلاف
اجماع آبا و اجداد وہ کے چند در چند تاویلین پیش کرتی ہین محض اس حسن ظن پر
کہ یہہ جم غفیر و جمع کثیر کیونکر اجماع مخالفت نص خم غدیر پر کر لیتے پس ضرور خم
غدیر مین کچھ اور مطلب حضرت کا ہوگا نہ جو شیعہ سمجہے بے فہمی جماعت قلیل شیعہ
سہل ہے بے فہمی جم غفیر سلف اہلسنت سے اور یہہ محض تقلید و بے انصافی ہے
وہ انکی بزرگ کیا تہے سب دینے جلا ہے کبرتیے قصائی بالکل جاہل مطلق
دو دن قبل اسکے جب بتون کے پوجا بہ بیج اجماع کئے تہے اور اونکے خوشنودی
کے لئے پیغمبر کی مخالفت صریح کرتے تہے اور سالہا سال جان و مال سے ناحق
کوشی کرتے رہے اور عالم دین کو مجبور کر رکہا تہا یہانتک کہ توفیق جبری سے عاجز
ہو کے تبعیت حضرت اختیار کی تہی پس وہ قدیم عادتین اور خیالات سے
خوگر تہے فقط قاسر اونکے ہمارے حضرت تہے جب وہ نرہے اور اسباب نوت
دنیاوی جمع نہو سکے تو یہہ پہر حالت اصلی پر بمفاد کل شیٔ یرجع الی اصلہ
منقلب مرتد ہو گئے اور آزادی کی باعث اپنا دخل و تصرف برخلاف علمائے
اہلبیت کرنے لگے غول بودند این بزرگانت بہ حسب شان بستہ چشم ایمانت

پس انصاف تو یہہ ہے کہ اونکا مذہب ایک بلوائی مذہب ہے کہ چند احمق اور
جاہل و باشوکی تجویز سے جاری ہوا ہے اور باقی مذہب علما بہی مذہب
شیعہ ہی اور ہم ایک اور جدید طور سے جانچ اس مقدمہ کی کرتے ہین اور دلائل
سابقہ سے اپنے مذہب کے قطع نظر کرتے ہین پس ہم کہتے ہین کہ جو چشم بصیرت
سے غور کرے افادات مین ہمارے حضرت کے تو ایک ایک جزئی امر کا بہی ایک منشا
صحیح کتب آسمانی سے پایگا جیسا کہ خود قرآن مین ہے وَمَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ
یعنی مین کوئی نیا پیمبر نہین کہ سب پیمبرونسے جدا ایک نئی شرع اپنی طرف سے ایجاد
کرون پس جب ڈہونڈہا اونا جزئیات مین استقرا سے یہہ حال معلوم ہو تو دس ہزار
آدمی کے مجمع مین ایسی محتاط نبی سے جو امر صادر ہوا ہو وہ کیونکر از خود بے منشا
صحیح و نکتہ دقیق اور بلا نظیر سمجہا جائے پس ہمنے چاہا کہ اور نبیون کے حال مین
تجسس و تفحص کرین کہ کوئی سانحہ اسطرحکا گذرا ہے یا نہین اور اوسکا منشا کیا تہا
اب ہمین یہہ حیرت ہوئی کہ عہد حضرت آدمؑ سے تا عہد خاتم صدہا پیمبر گذرے ہین
کس کسکی حال مین ہم غور کرتے رہین پہر بہدایت عقل سلیم ہمین خیال ہوا کہ توریت
مین بشارت شلیہ مین بلفظ کاموخا بیان کیا گیا ہے کہ نبی آیندہ مشابہ حضرت
موسیٰ ہوگا اور قرآن مجید مین بہی تصدیق اسی مشابہت کی کہ یہہ اِنَّا اَرْسَلْنَا
اِلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا بیان کی گئی اور اسیطرح آیہ تُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا اونکے وصی کا لقب
ہارون تہا ویسا ہی اونکے وصی کے بارہ مین خود انہون نے فرمایا عَلِيٌّ
مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى جیسا وہان سیادت اولاد ہارون
مین قرار پائی ویسا ہی یہان اولاد حضرت علیؑ و امام حسینؑ مین جیسے وہان

دوسرے وصی موسیٰ کا لقب ایشل و رفتی ہوا کہ یہہ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ
الآیہ اوسیطرح ہمارے حضرت کا لقب فتی مشہور ہوا لَا فَتٰى اِلَّا عَلِيٌّ لَا
سَيْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَارِ جیسا اونکے لئے وقوف شمس ہوا ویسا اونکے لئے
رد شمس ہوا جیسا اونکے اتباع و احباب و امت مرحومہ موسویہ کا لقب شیعہ
مشہور ہوا جیسا کہ قصص مین ہے فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْ شِيْعَتِهِ الآیہ
ویسا ہی ہم لوگونکا کہ فدائی اوس جناب کے ہین شیعہ لقب مشہور فریقین ہوا
اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ پس یہہ ملتی جلتی حال دیکہہ کے ہمین یہہ خیال آیا اور بیٹہے بیٹہے ہمارا
سلیقہ یہہ بول اوٹہا کہ ہو نہو یہہ ماجرا حال حضرت موسیٰ مین ہوگا پس پانچوین
سفر توریت ہمنے چہان ماری جو ڈہونڈہ یا بندہ بڑی عرق ریزیون سے یہہ مقام
نکل آیا اور تفاسیر یہود سے ثابت ہوگیا کہ اسی طرح نشر کے کجاوون پر بطور منبر
حضرت موسیٰ نے جا کے حضرت یوشع کا ہاتہہ ہاتہہ مین لیکے بلند کیا اور بتصریح
اونہین وصی کر دیا پس منشا ہم اپنے حضرت موسیٰ ثانی و کلیم نبی اسمعیل کا سمجہہ گئے
بہلا پہر اب ہم کب شیطانون کے وسوسہ سے ڈگمگاتے ہین لاحول پڑہ کے بطور
کے ڈہیلون سے استنجا شیطان کے ڈہیلون کو بہگاتے ہین وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ
الْبَالِغَةُ وَفِي الْاِحْتِجَاجِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ مَرَّ فَضَّالُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْكُوْفِيُّ بِاَبِيْ
حَنِيْفَةَ وَهُوَ فِيْ جَمْعٍ كَثِيْرٍ يُمْلِيْ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْ فِقْهِهِ وَحَدِيْثِهِ اور کتاب
احتجاج طبرسی وغیرہ مین ہے کہ ایک روز گذر ہوا فضال بن حسین کوفی کا ابو حنیفہ
کے مکان کیطرف سے اور وہ مجمع کثیر مین بیٹہا اپنی فقہہ و حدیث املا کر رہا تہا
فَقَالَ لِصَاحِبٍ كَانَ مَعَهُ وَاللّٰهِ لَا اَبْرَحُ اَوْ اُخْجِلَ اَبَا حَنِيْفَةَ یعنی
اپنی ایک رفیق سے کہنی لگے کہ بہلا اب مین یہانسے کب ٹلتا ہون بے اسکے

مناظرہ فضال
با ابو حنیفہ

تجل کئے ہوئے فقال صاحبہ ان ابا حنیفۃ ممن قد علت حالہ وظہرت
حجتہ انکے رفیق نے کہا کہ چھوٹا مونہہ بڑی بات خوب نہین تم اپنی طرف دیکھو سے
کیون اوبجتے ہو وہ ہی پانچوین سوارونمین داخل ہے ایک کونی کا مالک ہی بڑے
رتبہ کا آدمی ہے اپنی کمال لیاقت پر دلیل قوی رکھتا ہے فقال مہ کہل رایت
حجۃ علت علی مؤمن نفضال نے کہا ہٹو ہی کبھی دلیل منافق ذلیل سون سے
چلی ہے اور کوئی بات بے ثبات اوسکے کسی راست باز کی سامنے پیش رفت
گئی ہے تم کیون ہمت ہارے دیتے ہو تمنے کیا الحق یعلوا ولا یعلی نہین سنا
یعنی حق خود بلند رہتا ہے اور اوسپر باطل کبھی بلند نہین ہو سکتا ثم دنی فسلم
علیہ پھر قریب جاکے انہون نے سلام کیا پھر اون سبھون نے جواب دیا فقال
یا ابا حنیفۃ رحمک اللہ ان لی اخا یقول بان خیر الناس بعد
رسول اللہ علی بن ابیطالب وانا اقول ان ابا بکر خیر الناس وبعدہ عمر
فما تقول انت رحمک اللہ پس کہا اونہون نے کہ ای ابو حنیفہ خدا تجھے مرحوم کرے
میرا ایک بھائی ہے وہ تو یہہ کہتا ہے کہ بعد خدا سب سے افضل حضرت امیر ہین اور مین
ابوبکر اور بعد اونکے عمر کو بہترین خلق خدا جانتا ہون پس تم کیا فرماتے ہو خدا رحم کرے
تمھارے حال پر فاطرق ملیا ثم رفع راسہ وقال کفی بمکانہما من رسول اللہ
کرما وفخرا اما علمت انہما ضجیعاہ فی قبرہ فای حجۃ اوضح لک من ہذہ
پس یہہ سنکے تھوڑے دیر تک تو وہ گریبان مین مونہہ ڈالے رہا پھر سر اوٹھا کے
سرخودی سے کہنے لگا اس سی بڑہ کے کیا دلیل اونکی فضیلت وبزرگی وفخر ومباہات
کے لئے تو چاہتا ہے کہ جان گئے پر بہی اونہون نے پیمبر کا ساتھ نچھوڑا قبر مین بہی
ہمخوابہ رفیق حضرت ہین فقال انی قد قلت ذلک لاخی فضال نے کہا مین

کب چوکنے والا تہا مین یہہ بہی اپنے بہائی سے کہہ گذرا فقال واللہ لئن کان
الموضع لرسول اللہ دونہما فقد ظلما بدفنہما فی موضع لیس لہما فیہ
حق لیکن اوسنے یہہ عذر پیش کیا کہ اگر وہ جگہہ رسولخدا کی تہی تو اون دونون کی
انہون نے بڑا اندہیر کیا کہ نامآوری کے لئے ایسی جگہہ دفن ہوئے کہ جسمین اونکا
کچھ حق نتہا وان کان الموضع لہما فوہباہ لرسول اللہ فلقد اساءا وما
احسنا اذ رجعا فی ہبتہما ونکثا عہدہما اور اگر انہی کی جگہہ حضرت کو نذر
دی تہی تو ہبہ سے رجوع کرنا اور ایسے بزرگوار سے بدعہدی کرنا بڑی بیحیائی
اور بے ایمانی کی بات تہی مونہہ کا ہیکو تہا خندق یا کہائی تہی زبان پر زبان پہنچتے
ہے بات کاہیکو تہی گوز شتر تہی فاطرق ابوحنیفۃ ساعۃ ثم قال لم یکن لہ ولا
لہما خاصۃ ولکنہما نظرا فی حق عائشۃ وحفصۃ فاستحقا الدفن فی ذلک
بحقوق ابنتیہما دیر تک تو وہ سر بگریبان رہا پھر بہت سوچ سانچکر کہنے لگا کہ وہ
ان دونو نمین سے کسی سے خاص نتہا نہ بمیراث سے نہ اون دونون سے لیکن انہون نے
بنظر استحقاق عائشہ وحفصہ کے خود بہی استحقاق بہم پہونچایا اور اونکے حصونمین دفن
ہونیکا محل پایا فقال لہ فضال قد قلت لہ ذلک فقال انت تعلم ان النبی
مات عن تسع نساء ونظرنا فاذا لکل واحدۃ منہن تسع الثمن فاذا
ھو شبر فی شبر فکیف یستحق الرجلان اکثر من ذلک پس فضال نے کہا خدا
فضل دے یہہ بہی جواب نہین بجا مین پہلی کہہ چکا لیکن وہ کب مانتا ہے اوسنے کہا کہ تم
خوب جانتے ہو کہ حضرت نے بعد اپنے نو عورتین چھوڑین اور یہہ سب آٹھوین حصہ
مین شریک ہوا چاہین تو فی کس آٹھوین حصہ کا نوان حصہ آیا اور مسح کرکے ایک
بالشت بہی نہوگا پس یہہ کیونکر اس سے زیادہ کے مستحق ہوگئے خلاصہ کہ

بالفرض اگر بیٹون کی بدولت انہین کچھہ نصیب بہی ہوا ہوگا تو کل بالشت
اور اوسمین دفن ہونا ایسی بہاری لاشون کا کہ جو الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی
اور یادگار عوج بن عنق رہین ممکن نہ تہا بقول ابن عباس ؎ تجملت
تبغلت ولو عشت تفیلت + لک التسع من الثمن وبالکل تطمعت
اونٹ گدہی خچر سب پر تم چڑہین اور اگر جیتی بچتین تو ہاتہی پر بہی چڑہکے
جہنڈے پر چڑہتے تمہین کل آٹہوین کا نوان حصہ پہونچتا تہا اور سب پر تم
تصرف کر بیٹہین وبعد نبا بال عائشۃ وحفصۃ ترثان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفاطمۃ ابنتہ تمنع المیراث پہر یہہ کچھہ سمجہہ مین
نہین آتا کہ وہ دونون تو میراث رسولخدا پائین اور فاطمہ پارہ جگر اونکی اوس سے
محروم کیجائین ؎ مر مرا باور نمی آید زروے اعتقاد + حق زہرا خوردن
ودین پیمبر داشتن + فقال ابو حنیفۃ یا قوم نحوہ عنی فانہ واللہ
رافضی خبیث پس ابوحنیفہ کہنے لگا کہ ای قوم اسی میرے پاس سے ہٹادو
کہ یہہ رافضی خبیث ہے **واعظ** کہتا ہے کہ ناحق شیخین نے شیخی کے
مارے دفن مین بہی دخل در معقولات کیا یہہ نقال فرشتون سے واقف
نہ تہے یا اس مضمون بلاغت مشحون سے ؎ کذا اللات والعزی
علی البیت علقا + ولیسا بقرب البیت ینتفعان + اسیطرح لات و
عزی بہی خانہ کعبہ پر لٹکائی گئی تہی لیکن قرب خانہ خدا سے کچھہ اونہین فائدہ نہوا
؎ دون شود از قرب بزرگان خراب + جیفہ وہر بوی بد از آفتاب +

حکایت ایکبار اتفاق سے مدینہ منورہ مین آگ لگی اور ضریح مقدس نبوی
جل گئی پس ایک ناصبی نے یہہ شعر کہے ؎ لم یحترق حرم النبی لریبۃ

کلا ولا یوما دہاہ العار + لکنما ایدی الروافض لامست
ذاک الضریح فطہرتہ النار + یعنی جلجانے سے حرم محترم جناب رسالتمآب کے
کچہہ وسوسہ شیطانی کو دخل نہ دینا چاہیئے فقط منشا اوسکا اسیقدر ہے کہ
رافضی لوگ آکے جو اوسکو مس کرتے تہے تو اس سے وہ ضریح مقدس نجس
ہوجاتی تہی پس آگ نے چاہا کہ اوسے پاک کردے یہہ سنکے ایک شیعہ نے
یہہ جواب دیا لم یحترق حرم النبی لریبۃ + ولکل شیء مبدا وعواقب
لکن شیاطین قد حلا بہ + ولکل شیطان شہاب ثاقب +
نہین جلایا آگ نے حرم نبی کو کسی غیر مناسب امر سے اور ہر شے کے لئے
کچہہ سبب ہوتے ہین اور کچہہ انجام ہوتے ہین لیکن دو شیطان اوسمین حلول
کر گئے اور ہر شیطان کے لئے شہاب ثاقب ہے پس اوسکی حدت و
شدت سے یہہ آگ لگ گئی جب ابوحنیفہ سا شخص خاک کوفہ سے ظاہر ہو تو
پہر کیون نہ الکوفی لا یوفی زبان زد خلائق ہوا اور حال کوفہ نہ ابتر ہو بعض
کتب تاریخ مین مرقوم ہے کہ ایک مسافر اتفاقا ایک روز شدت تمازت آفتاب
اور تڑاقے کی دہوپ اور قیامت لو مین نووارد ملک کوفہ ہوئے پیاس کی
شدت سے انکے حلق مین کانٹے پڑنے لگے انہون نے دیکہا کہ ایک اسی نوّی
برس کی بڑہیا ایک دروازے پر کہڑی ہے انہون نے بہت گڑگڑا کے
اوس سے پانی مانگا وہ خوشی خوشی گہر مین گئی اور اندر سے جا کے بڑی
ظرف گلی مین بہت عمدہ اور گاڑہا دودہ جسمین تنکا کہڑا رہجاتا تہا لائی انہون نے
پیاس کی دہو کنی مین خوب ڈگڈگا کے اوسی پیا اور اوس بوڑہیا کو دعائین
دینے لگے اوسنے کہا مجہے کیا دعا دیتے ہو جو ہیکو دعا دو نہ وہ دودہ مین گرتا

نہ یہہ تم تک پہونچتا یہہ جو انہون نے سنا تو مارے غصہ کے وہ سفالی بازی کا سر
دیوار پر پٹک دیا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یہہ حال دیکھ کے وہ بڑھیا اپنا موتہہ
پیٹنے لگی کہ تمنے یہہ کیا غضب کیا اب میری بی بی پیشاب کاہے مین کریگی یہہ
سنکے انکی طبیعت اولٹ پلٹ ہو گئی اور استفراغ کرتے کرتے ناکین مین دم ہوا
وَفِی الاحتجاج ایضاً وَقَدْ کَانَتْ لِاَبِی جَعْفَرٍ مُؤْمِنِ الطَّاقِ مَقَامَاتٌ
مَعَ اَبِی حَنِیْفَۃَ اور اوسی کتاب مین ہے کہ مومن الطاق اور ابو حنیفہ سے
عجیب عجیب مقام ومحل وموقع مناظرہ کے ہوے فَمِنْ ذٰلِكَ مَا رُوِیَ
اَنَّہٗ قَالَ یَوْماً مِنَ الْاَیَّامِ لِمُؤْمِنِ الطَّاقِ اِنَّکُمْ تَقُوْلُوْنَ بِالرَّجْعَۃِ قَالَ
نَعَمْ پس منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ نے کہا مومن طاق سے
کہ تم شیعہ لوگ تو قایل رجعت کے ہو اونہون نے کہا کہ ہان ہمین کیا شک
قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ فَاَعْطِنِی الْاٰنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ حَتّٰی اُعْطِیَكَ اَلْفَ دِیْنَارٍ
اِذَا رَجَعْنَا جب انسے اقرار لیچکا تو کہنے لگا کہ مجھکو بالفعل ہزار درہم دو پہر ہم
جب زمانہ امام زمان مین رجوع کرینگے تو ہم سے اونکے بدلے ہزار دینار
واشرفیان لے لینا قَالَ الطَّاقِی فَاَعْطِنِیْ کَفِیْلاً بِاَنَّكَ تَرْجِعُ اِنْسَاناً
وَلَا تَرْجِعُ خِنْزِیْراً یہہ تو بڑے طاق تھے کب چوکتے تھے کہنے لگے کہ
اے ابو حنیفہ اپنی جعلسازی کو بالای طاق رکھہ یہہ خوب سمجھہ لے کہ زمان
رجعت مین بعضے لوگ کتے سور بنکے رجعت کرینگے پس پہلے تو ایسا ضامن لا
کہ جو تیری حاضر ضامنی کر دے کہ تو اسی خلاف آدم مین رجعت کریگا
اور اوس زمانہ مین سور کا جنم نہ لیگا اور بغیر حاضر ضامنی یا مال ضامنی کے
کب تیری سنتا ہون وَقَالَ لَہٗ اَیْضاً یَوْماً اٰخَرَ لِمَ لَمْ یُطَالِبْ عَلِیُّ بْنُ

اَبِیْ طَالِبٍ بِحَقِّہٖ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم اِنْ کَانَ لَہٗ حَقٌّ اور ایک دن
کہنے لگا کہ حضرت امیر کا حق تہا تو بعد انتقال پیمبر اونہون نے کیون نہ دعوی اپنے
حق کا کیا فَاَجَابَہٗ مُؤْمِنُ الطَّاقِ فَقَالَ خَافَ اَنْ یَّقْتُلَہُ الْجِنُّ کَمَا قَتَلُوْا سَعْدَ بْنَ
عُبَادَۃَ بِسَهْمِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ انہون نے جواب دیا کہ یہہ ڈر ہے کہ خدا نخواستہ
کہین انکو بہی جن شہید نکر ڈالین جیسا کہ جنہون نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا اثر
مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ سے پس اس ڈر سے انہون نے دعوا حق کا نہ کیا وَکَانَ
اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَیْضاً یَوْماً اٰخَرَ یَتَمَاشٰی مَعَ مُؤْمِنِ الطَّاقِ فِیْ سِكَّۃٍ مِنْ
سِكَكِ الْكُوْفَۃِ فَاِذَا بِمُنَادٍ یُّنَادِیْ مَنْ یَّدُلُّنِیْ عَلٰی صَبِیٍّ ضَالٍّ فَقَالَ
مُؤْمِنُ الطَّاقِ اَمَّا الصَّبِیُّ الضَّالُّ فَلَمْ نَرَہٗ وَاِنْ اَرَدْتَ شَیْخًا ضَالًّا
فَخُذْ هٰذَا عَنٰی بِہٖ اَبَا حَنِیْفَۃَ اور ایک روز ابو حنیفہ اور مومن طاق دونون
چلے جاتے تھے ایک راہ مین شہر کوفہ کے ناگاہ ایک منادی نے ندا کی کہ کون ایسا
نیک بندہ خدا کا ہے کہ مجھے ایک گمراہ اور بہٹکے ہوے لڑکے کا پتا بتا دے مومن
طاق نے دفعۃً فرمایا کہ بہٹکا ہوا لڑکا نابالغ تو ہمنے نہین دیکھا لیکن اگر راہ سے
بہٹکے ہوئے پیر نابالغ کی تجھے تلاش ہو تو وہ یہہ ہے یعنی ابو حنیفہ وَلَمَّا
مَاتَ الصَّادِقُ ع رَاٰی اَبُوْحَنِیْفَۃَ مُؤْمِنَ الطَّاقِ فَقَالَ لَہٗ مَاتَ
اِمَامُكَ قَالَ نَعَمْ اَمَّا اِمَامُكَ فَمِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ
اور جس روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وفات فرمائی تو ابو حنیفہ نے
ازراہ شماتت مومن طاق سے کہا کہ واہ تمہارے امام تو مر گئے یعنی حضرت امام
جعفر صادق ع انہون نے کہا کہ یہہ خاصہ خاص تمہارے امام کا ہے کہ وہ قیامت
کو بورے سیمٹے گا اور خدا سے اوسنے مہلت لیلی ہے قیامت تک لوگونکے

ورغلانے کی اور مراد انکی امام ابوحنیفہ سے ابلیس پر تلبیس ہے اور شاید وہی
شیطان مخصوص مقصود ہو کہ جو ہمیشہ انکے خلیفہ اول کی سر پر سوار رہتا تھا اور
جسکے بارہ مین وہ خود از راہ کمال انصاف فرمایا کرتے تھے اِنَّ لِی شَیطَاناً یَعتَرِینِی
فَاِذَا ذَعَت فَقَوِّمُونِی ایک شیطان میرا رفیق خاص ہے کہ اوسنے مجھے مجتہد اور
دہنگٹی بنا ڈالا ہے پس جب مجھے ٹیڑہا ہوتے دیکھو تو شوق سے سیدہا بنا دو
حکایت زمان سابق سے معمول یہہ ہے کہ سادات نصیر آباد صینت عن الفتنۃ
والفساد ماہ محرم الحرام مین نقل مبارک تربت شریف محلہ قضیانہ جائس سے
لیجاتے ہین و اکابر قصبہ تبرک گویان ہمراہ تربت ہوتے ہین یہہ امر اہل قضیانہ
پر بہت شاق تھا بوجہ اونکے تسنن کے اور مدت مدید سے کمینگاہ مین تھے
کہ کسیطرح سادات رفیع الدرجات کو زک دین حسب اتفاق فقیر محمد خان کہ تمام
قوم اوسکی عموماً اور بالخصوص وہ خود مشہور تعصب و قساوت قلب مین تھے
سرکار نواب معتمد الدولہ مین بہت محیط و چرب ہو گئے اور اہل قضیانہ نے
اونسے سعی چاہی پس اونہون نے سعایت و بدگوئی کرکے کسیقدر نواب صاحب کو
منقبض سادات رفیع الدرجات سے کیا اور فقیر محمد خان نے یہہ چالاکی کی کہ
نواب صاحب سے درخواست کی کہ بزرگ سادات مجتہد العصر اسی شہر لکھنو مین موجود
ہین اگر ہمین اجازت ہو تو ہم اونسے بہر طور اجازت لیلین کہ راہ قضیانہ سے
تربت نجائے اور دوسری راہ سے جائے از بسکہ وہ علما سے ہین تو
ضرور حسم مادہ نزاع و فساد کرینگے اور آپ ہمیشہ نیکنام رہینگے نواب صاحب نے
اجازت دی کہ اوائل مین وہ کسیقدر حسن ظن اوس گروہ سے رکھتے تھے
اور فقیر محمد خان وہان سے بیڑا اوٹھا کے اور دو تین سی روہیلے پٹھان اپنے ساتھ

لئے اور تصور یہہ کیا کہ جناب رضوانمآب مثل اونکے مولویون کے ضعیف القلب
اور ضعیف الاعتقاد ہونگے اونکی اور اونکی جماعت کے رعب سے اسپر راضی
ہو جائینگے الحاصل وہ اپنے رفیقون کو لیکے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے
اور سب ہتہیار بند تھے اور چہار طرفسے جناب مرحوم کو گہیر لیا اور کہنے لگے کہ
ہم آپ سے امید قوی رکھتے ہین کہ آپ اپنے ہم مذہباں و ہموطن سادات کو منع
فرمائیے کہ وہ اہل قضیانہ کو زحمت ندین ہم یہہ نہین کہتے کہ وہ اپنے رواج کو موقوف
کرین اوس راہ سے جانا کیا فرض ہے دوسری راہ سے جائین جناب نے فرمایا
کہ اسمین مجھے کیا دخل ہے وہ اور مقام پر رہتے ہین مین اونسے علاحدہ
اس شہر مین وہ لوگ عوام ہین اور تعصب ہر فریق کی عوام کا ظاہر اگر وہ پابند
رواج رہے اور میری تعمیل حکم نکی تو ناحق سخن ضائع ہوا مجھے اس مقدمہ
مین دخل دینے سے معذور رکہے اور مجھے بڑا تعجب ہو کہ باوجود تشرع
بطور خود آپ کیونکر ایسے امر مین دخل دیتے ہین خان مذکور نے کہا کہ اہل
قضیانہ ہمارے ہم مذہب ہین دستگیری اونکی عین شرع ہے جناب نے
فرمایا کہ بشرطیکہ مخالف روح صحابہ کبار نہو اونہون نے کہا کہ اسمین کیا مخالفت
صحابہ ہو آپ نے فرمایا کہ تہوڑی دیر تک بدعت ہونا اچھا یا بہت دیر تک
اونہون نے کہا کہ جسقدر بدعت کم ہو وہی بہتر ہے جناب نے فرمایا کہ راہ
قضیانہ راہ کم و کوتاہ ہے اور وہ دوسری راہ طولانی پس اگر خوشنودی
اہل قضیانہ کے لئے آپ بانی طول بدعت ہوئے تو یہہ کسیقدر روح خلفا کو
شاق ہوگا اور مستلزم زیادتی بدعت ہوگا اور اصل معمول سے جسقدر زائد
ہوگا وہ مستند و منسوب آپ ہی کیطرف ہوگا فبہت الذی کفر **حکایت**

عہد وزارت نواب شرف الدولہ مشتمن مین داروغہ عاشق علی حنفی کو بوجہ اعتضاد وزارت مآب بڑا رسوخ سرکار شاہی مین اور نہایت متمول ہوگیا اور تمہین بعض امارتون کے انہون نے کچہہ زمین باغیچہ خاندان اجتہاد کی دبالی مدت مدید تک جناب منصف الدولہ بہادر مرحوم بہت تدارک کرتے رہی مگر بوجہ کمال تسلط و رسوخیت غاصبین کی کچہہ مطلب براری نہوئی کئی مہینہ کے بعد جناب رضوانمآب نے پوچہا منصف الدولہ بہادر سے کہو حال زمین کیا ہوا اونہون نے عرض کی کہ تدابیر کرتے کرتے مین عاجز آگیا اور کسیطرح سماعت نہین ہوتی جناب نے فرمایا کہ تمہین تدبیر بہی کرنا آتی ہے بعد اوسکے خود شرف الدولہ کے نام ایک رقعہ لکہا کہ ہمین یہہ توقع نہ تہی کہ تمہاری عہد دولت مین ہمارا حق غصب ہو اور زمین باغ چہین لیجائے آپ کی محبت و انصاف پر نظر کرکے مینی بادشاہ دین پناہ کو اطلاع دینا ضروری نجانا پس جب یہہ تحریر وزیر مزبور کو پہونچی تو اونسے منصف الدولہ مرحوم سے شکایت کی کہ ابتک آپ نے ہمین کیون نہ مطلع کیا اور دوسرے ہی روز علی الصباح ستمی عاشق علی کو بلاکے کہا ایک قضیہ مین لعن طعن سنتے سنتے قریب ہی کہ کان تکے پر دسے اوڑ جائین اب تم سے ان لوگون سے بہڑوا کے چاہتے ہو کہ مجہپر بہی قیامت تک زبان طعن کہلی رہی مجہے تمہاری خیرخواہی اور دوراندیشی سے بڑا تعجب ہی خبردار اونکا راضی نامہ داخل کرو نہین تو تمہارا پیٹ چاک کرکے بس بہروا دونگا اور کولہو مین تمہین ولد الو نگا

حکایت بعد زمان غدر جب یہہ مسئلہ مشہور ہوا کہ امامیہ مذہب مین غیبت امام مین جہاد جائز نہین تو لوگون نے چاہا کہ جناب رضوانمآب کو کسی نہج کسیطرح ہو سکے دیکہے اقرار جہاد لین چنانچہ ایک پادری صاحب ایکروز تشریف لائے اور فرمایا کہ مسلمانون مین جہاد کا بہت بڑا رواج ہے جناب نے فرمایا کہ غیبت امام مین جہاد کہان اونہون نے کہا کہ اچہا بعد ظہور تو آپ ہمپر جہاد کرینگے جناب نے فرمایا کہ ظہور امام کے ساتہہ ظہور حضرت عیسی بہی ہوگا اونکو کیا فکر ہے ہمین مطیع عیسی سمجہئے اور خاطر جمع رکہیئے وہ جو ہمین فرماینگے اوسپر عمل کرینگے

حکایت زمان شاہی مین ارکان سلطنت مین سے کسی امیر نے ایک تقریب عروسی و شادی مین ایک طلائی اوگالدان سامنے جناب رضوانمآب کی پیش کیا تہوکنے کے لئے جناب نے اونہین غور سے دیکہہ کے فرمایا کہ ہم چاندی و سونے پر تہوکتے بہی نہین

حکایت فقیر محمد خان نے اپنی زمان ثروت مین ایک ملاّ ی معزز کو جناب رضوانمآب کے پاس بہیجا اور اپنی طرف سے یہہ کہلا بہیجا کہ آپ شیعون کے قبلہ و کعبہ کہلاتے ہین اور لذائذ دنیا مین ایسے منہمک ہین کہ بے دون متعہ کسی دن چین نہین آتا ہے جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی جناب نے فرمایا کہ کعبہ سے کفر کب اوٹہا یہہ اونکی غلط فہمی ہے مسلمانی ہی تو اوٹہی اور اس قبیل کے صدہا مناظرہ اوس جناب کی مین کہ از قبیل کرامات و خارق عادات کے ہین اور زبان خلق پر مشہور اور احتجاج علوم کی مین مسطور ہین

حکایت بعض افاضل اہلسنت ہماری ہمسایہ مین رہتے تہے ایکروز مین اونکی ملاقات کو گیا اور اتفاقاً مین جو رضائی اوڑہے تہا وہ نہایت کہنہ و بوسیدہ تہی اور کسی کسی مقام سے شگافتہ ہوگئی تہی بس دیر تک وہ دیکہتے رہے اور بعد اوسکے ایک ملازم کو اپنے بلاکے دستبقچہ خاص اپنا منگوایا اور ایک جوڑا لباس پشمینہ بیش بہا پیش کیا اور بہت موقوب دست بستہ اصرار کیا کہ وہ ہدیہ قبول ہو مینے کہا کہ ہمارے آپ کی بجز خالص اور گہری ملاقات کے

نسخ زمین غصب

مناظرہ جناب رضوانمآب با یک پادری در مسئلہ جہاد

سلطانی طلائی اوگالدان

مناظرہ جناب رضوانمآب با مرحوم در مسئلہ متعہ

مناظرہ و مجادلہ با بعض افاضل اہل سنت

کبھی اس قسم کے امور ہو پیش نہین اتے آج اس تعارف جدید کا کیا منشا
کہنے لگے کہ پھٹی پرانی رضائی دیکھکے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مینے کہا کہ
یہہ وضع سیرت قدیم ہم لوگون کی ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ اور یہہ البسہ جو آپنے
پیش کئے ہین ملایانہ نہین اور خلاف داب ہمارے ہین آپ ہماری عزیزون
اور واجب النفقہ بلکہ ملازمون کے البسہ کو نہین دیکھتے کہ یہہ ماشاء اللہ کیسے
عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہین پس ایک مجھکو کیا یہہ ممکن نہوتے لیکن ہماری منصب کو
تکلفات دنیا سے کیا علاقہ آخر عَمِّمْهَا كَسْرُ قِيَّتِهِ حدیث تو آپ کو خوب یاد ہوگی
بعد تھوڑی دیر کے فرمانے لگے کہ آپ کے مذہب مین یہہ بڑی دقت ہے
کہ قدر کمال نہین علاوہ علوم خاندانی کے زبان عبرانی وغیرہ مین آپکو دستگاہ
کامل ہے اور یہ امرا آپکی قدر نہین کرتے مینے کہا کہ سبب فقیرانہ مزاجی کا سادگی
طبیعت ہے نہ عدم قدر دانی امرا اور اگر آپکا یہہ گمان صحیح ہے تو بدون منفعت
اور بغیر اخذ و جر سیم و زر شدت ثبات و استقلال ہمارا ہمارے مذہب پر دلیل
قوی حقیقت مذہب کی ہے دیکھئے تدین و بے غرضی علمای شیعہ کو کہ پیری
و مریدی کا نشان تک نہین کوئی حق مجتہدون نے اپنے لئے نہین رکہا متعلق
چاہین دین چاہین نہ دین او نہین خیر خواہی و خیر اندیشی سو نہین ہر حال مین
مطمح نظر ہے خدا پرستی چاہتے ہین خود پرستی و پیر پرستی سے کچھ علاقہ نہین برخلاف
ورمذہبون کے کہ پیر اور جوگی اور مہنت وغیرہ نہ کچھ اپنی مریدون او
چیلونکو علم و تہذیب اخلاق تعلیم کرین نہ کچھ بہر طور اپنی معینی حقوق کے لینے سے
سروکار ہے عورتین تک پیر سے پردہ نہین کرتین لوٹا کٹورا اپنی معمولی حق پیر کا
دینا پڑتا ہے جب وہ پیری پر جاتے ہین **حکایت** ہمسایہ مذکور نے ایکروز

نمبر ہ پیر

کہا کہ اہل سنت نے دروازہ رحمت مفتوح کر دیا ہے کہ ہر مسلم و مسلمہ کامیاب
ہو سکتے ہین اور شیعون نے در نعمت و باب عذاب بھلا اسکو کب عقل سلیم گوارا کریگی
کہ وہ جنت کہ جس کا قطر و عرض اور اپر سب آسمانون اور زمینون کے برابر
ہو اوسمین چند شخص مثل سلمان وغیرہ کے مٹھون ٹون رہین بسین اور باقی سب
زن و مرد کہ جو تمام عالم مین منتشر ہین وہ جہنم مین جا مین مینے کہا کہ اگر یہود و
نصاری بھی تعجب کرین کہ ہم لوگ تو بہت اور اہل قبلہ بہت کم ہین تو آپ کیا
جواب دیجئے گا اور وسعت مکان راحت کمین ہے پس تکمیل نعمت مستلزم
وسعت جنت اور قلت اہل جنت کو ہے اور تکمیل عذاب کے شان سے
یہہ ہے کہ جہنم مین اس کثرت سے لوگ بھر دیئے جاوین کہ پچپلش ہو ناک مین
دم ہو اور چیونٹی کو بھی رستہ نہ ملے پس اسکی تدبیر عقل سلیم کے نزدیک یہ اسکے
کہا ہے کہ اہل جہنم مین بڑی کثرت ہو **حکایت** ایکبار پادری نکلس صاحب
میری عیادت کو آئے اور یہہ کہنے لگے کہ آپ بہت علیل رہا کرتے ہین اگر خدا
کے بیٹے پر آپ ایمان لائین تو سب بیماریوں سے نجات پائین مینے کہا کہ اگر ایسا
ہوتا تو آپ لوگ کیون بیمار ہوتے اور مر جاتے بقول آپ ہی کے باپ کے
ہوتے بیٹے کی کیا وقعت و عزت جب ہمنے باپ کا ساتھ دیا تو اب بیٹے کے
ہاتھ مین کس مونہہ سے ہاتھ دین خاک برداری از تو دہ کلان کیا آپ کو یاد نہین
حکایت پادری ریٹر صاحب نے ایک صحبت مناظرہ مین حضرت عیسی کو
خدا کا بیٹا کہا مینے کہا جب وہ خدا کے بیٹے ہوئے تو حضرت مریم خدا کی کون
ٹہرین پس وہ چپ ہو گئے **حکایت** ایکبار پادری ہنگلی صاحب سیاح تو یہی
واپس آئے اور مین ملاقات کو گیا پس انہون نے کہا کہ یہہ اسلام مین بڑی بد انصافی

مناظرہ با پادری نکلس صاحب

مناظرہ با پادری ریٹر صاحب

مناظرہ با پادری ہنگلی صاحب

رکھکر مذہب مین دخل دیتے ہین اور نبی سنے اون لوگون کے جملو کیا غیر
مذہب والون پر یہہ دخل بیجا قانون عقل کی راہ سے ناروا تہا مینے قطع کلام
کرکے اور سوانح سیر و شکار کیطرف اونہین متوجہ کیا اور بعد تہوڑی دیر کے
ذکر ستی کا چہیڑا صاحب عالیشان نے بیان فرمایا کہ اب یہہ رواج نامعقول
بالکل موقوف ہوگیا مینے کہا کہ کیونکر اونہون نے کہا کہ حکام نے از راہ عدالت
و انصاف اونکی عزیزون پر قید فرنگ اور زدوکوب کا حکم دیا اور بانی کے لئے
سخت سزائین مثل پہانسی اور حبس دوام بعبور دریائی شور وغیرہ تجویز کیا
مینے کہا کہ آپ لوگون نے کیون دخل بیجا خلاف قانون عقل و انصاف لوگونکے
مذہب مین کیا پادری صاحب نے فرمایا کہ ہم کیونکر دخل ندیتے حالانکہ ہم
دیکہتے تہے کہ دیدہ و دانستہ وہ اپنے تئین آگ مین ستی کرتے ہین بے وقوفی
سے مینے کہا کہ دنیا کا ستی ہونا تو آپ کو ایسا شاق معلوم ہوا کہ آپنے حاکمانہ
و جابرانہ طور پر اوسمین دخل دیا ہمارے حضرت کفار کا ابد الآباد جہنم مین ستی
ہونا کیونکر گوارا کرتے اور حاکمانہ طور سے اوس سے مانع نہ آتے پس صاحب
ذکور ہنسکے کہنے لگے ہم آپکو خوب پہچانتے ہین مینے کہا یہ آپکی قدردانی **حکایت**
مناظرۂ تحریری مین مینے چاہا کہ ذکر حضرت امیر مقابل عیسائیون مین لا کے
فقط دلائل عقلی و بشارات کتب سابقہ سے اونکی خلافت البتہ ثابت کرون
پس مولوی عماد الدین پانی پتی نے عامیانہ طور پر لکہا کہ علی کا آپنے کیون ذکر
کیا مقابل مین اون لوگون کے کہ جو اصل پیمبری کو نہین مانتے یہہ وہی بات
ہوئی کہ زمین مین نیترہ مین سو کبہی جڑ سے کہین ہری شاخ بہی نکلی ہے مینے
کہا کہ ہماری حضرت سو کبہی جڑ ہوتے تو اونسے یہہ کثرت اولاد و افاضہ برکات

علمی و عملی کیون ہوتا ہان اگر اولاد نہونیکی وجہ سے کوئی یہودی حضرت عیسی
کو سوکہی جڑ کہے اور اس خیال سے کہ تخم مرد اونہین تہا ہی نہین بعض کے
عقیدہ پر پس بدون اجتماع منیین کیونکر انعقاد نطفہ ممکن ہوگا مگر یہہ کہ معاذ اللہ
اولاد حضرت عیسی خاکی انڈون کیطرح کیطرفہ سمجھی جاوے تو ضرور آپ جواب
مین بند ہوجاتی اور بغلین جہانکنے لگتے اور جناب امیر کو نصیری لوگون نے تین
مین داخل کیا ہے جیسا کہ نصاری نے حضرت عیسی کو بلکہ نصیری انہین
نمبر اول و اقنوم مستقل سمجہتے ہین اور نصاری حضرت عیسی کو تیسرے نمبر کا
اقنوم جانتے ہین اور ہمارے حضرت ۱۳ مین بہی تہے ایک حضرت حیدر و
فارقلیط و ۱۲ موتی یا دروازی یا گوشوارہ تاج کے جیسا کہ انجیل مین مذکور
ہے پس یہہ جناب بنابر اسکے تین مین بہی ہوے اور تیرہ مین بہی اور آپ کا
خیال ناپائدار بالکل تثلیث کیطرح بین تیرہ ہوگیا والحمد للہ علی ذالک
حکایت بعض مشاہیر اہل سنت نے ایک صحبت مین مجہپر تعریض کرکے
کہا کہ شیعونکی عجب باتین ہین کبہی کہتے ہین کہ حضرت امیر ایسے صابر و مظلوم تہے
کہ گلیمین رسی بندہوا اسے محسن کشون کے ہاتہہ سے ذلتین اوٹہائین اور کبہی
اونہین غالب کل غالب کہتے ہین مینے کہا کہ اگر موافق وصیت پیغمبر رذیل و ادنا
ادنا لوگون کے ظلم پر صبر بجبر نہ کرتے اور نفسانیت کو دخل دیتے تو نفس پر
اپنے کیونکر غالب آتے اور غالب کل غالب کیونکر ہوتے پس وہ مبہوت ہوگیا
حکایت ایک روز پادری مکمس صاحب نے فرمایا کہ اہل اسلام مین یہہ بڑی
بے انصافی ہے کہ مرد کے لئے کئی نکاح جائز اور عورت کے لئے ایک ہی
پہلے از راہ عقل صریح ترجیح بلا مرجح اور تصحیح بلا مصحح ہے مینے اونہین مثال سکے

کہا کہ ایک باغمین دو باغبانونکے دو درخت ہین ایک کے درخت مین قوت تولید
زیادہ ہے کہ وہ سدا ابہار رہے ہمیشہ میوہ دیتا ہے اور ایک درخت مین سال
بہر کے بعد پہول وپہل آتے ہین اور باوجود اسکے جب وہ پُرانا ہو جاتا ہے
تو اوسمین پت جہڑ ہو جاتی ہے اور پہر پہلتا پہولتا نہین اوراس ناقص درخت کا
مالی حسد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے درخت کی رعایت سے اوسمین بہی پہول
وپہل مسدود کر دے کسی تدبیر یاد واسے یا اونہین ضائع کر دے فقط
اسیقدر فیض اوسکا باقی رکہے جتنا اوسکے درخت مین ہے آپ کے نزدیک انہین
کون تعدی وظلم کرتا ہے فرمایا کہ بینہ ظاہر ہے کہ درخت کامل کو ضائع کرتا ہے
اور جتنی خدانے اوسمین تولید کی قوت دی ہے اوسے مسدود کرنا چاہتا ہے مینے
کہا کہ آپ سمجہی بہی اس تحقیق سے آپکی اعتراض اول شریعت اہل اسلام پر سے
دور ہو گئی صاحب من مرد مین قوت تولید زیادہ زمانہ بلوغ سے عمر طبیعی تک
برابر اولاد ہو سکتے ہے اور عورت کو پچاس ساٹھہ برس کے بعد سے اولاد سے
یاس ہو جاتی ہے مرد کی عورتون سے نزدیکی کر کے تولید متعدد اولاد کی نو
مہینے مین کر سکتا ہے عورت کتنی ہی مردونکے پاس رہے معمولی اولاد سے
یعنی ایک یا جوڑوان دو بچون سے زیادہ اوسکے یہان پیدا نہین ہو سکتے
کہ جو ایک مرد سے بہی ہو سکتے ہین تو آپنے کیون شیر و بکری دونون کو ایک گہاٹ
پانی پلایا اور سبکو ایک لکڑی ہنکا دیا وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ اور اس قسم کے
مناظرے مختصر وطولانی صدہا ہین کہ جنہین کتاب احتجاج علوی مین بہ بسط تمام
لکہا ہے مَنْ شَاءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ

کتبہ میر علی رضا

موعظہ پانچوان

معرفت جناب باریمین اور اشعار واعظ مع شرح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہین اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُہٗ یعنی مقدم تمام فروع و اصول مذہب پر معرفت جناب اقدس الٰہی کی ہے اور جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَبْعِیْنَ سَنَۃً یعنی فکر کرنا خدا کی عجیب و غریب صنعتون مین جو کہ مخلوقات مین ہین بہتر ستر برس کی عبادت سے ہے اس لئے کہ اکثر عبادات متعلق اعضاء و جوارح ہین اور فکر عالم امکان مین عبادت قلبی ہے کہ جو رئیس اعضا ہے علاوہ یہہ کہ تفکر موّدی معرفت وجود باری تعالی کے طرف ہے پس البتہ اہم و اقدم ہوگا اور مراد معرفت سے خدا کا پہچاننا ہے بذریعہ اوسکے صفات کے بطور علم بالوجہ اور علم بوجہہ یعنی شناخت صفات

خدا بہی جائز ہے مگر علم بالکنہ اور علم بکنہہ دونو جائز نہین اسلیئے کہ خدا حد نہین رکہتا اور کنہہ اوسکے سب سے پوشیدہ ہے چنانچہ جناب رسالتماب کہ جو خیر البشر تہے فرماتے ہین مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یعنے ہمنے یہہ نہین پہچانا تجہے جو حق تیرے پہچاننے کا ہے اور شناخت باریتعالی کی دو طریقے مشہور ہین ایک از لبسکہ مقدمات علمی پر موقوف ہے اور عام فہم نہین لہذا ہمنے ترک کیا اور ہمارے کتب کلامیہ مین وہ مذکور ہے مثل زاد و تحلیل وغیرہ منظومہ وغیرہ کے اور دوسرا طریقہ برہان آنی کا ہے یعنے معلولات و مخلوقات سے وجود باریتعالی کا معلوم کرنا اور یہہ زیادہ شریعت مین مستعمل رہا اور از لبسکہ اشعار ہماری مثنوی غرہ منظومہ بطور اختصار جامع اکثر مضامین عالیہ ہین لہذا اونہین پر اکتفا مناسب معلوم ہوی اِذْ دَلَّ بَعْرَۃٌ عَلَی الْبَعِیْرِ ٭ وَرَوْثَۃٌ کَذَا عَلَی الْحَمِیْرِ ٭ فَکَیْفَ لَا یُفِیْدُ کَوْنُ الْبَارِیْ ٭ مَا فِی الْوَرٰی مِنْ اَصْدَقِ الْاٰثَارِ ٭ یعنی جبکہ دلالت کی فضلہ خر و شتر نے وجود خر و شتر پر تو کیون نہ ثابت کریگا وجود باری کو جو کچہہ کہ خلق مین ہے راست نشانون سے اسمین اشارہ ہے طرف حدیث مشہور کے جو حضرت امیر سے ماثور ہے اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ ٭ وَالرَّوْثَۃُ عَلَی الْحَمِیْرِ ٭ وَاٰثَارُ الْقَدَمِ عَلَی الْمَسِیْرِ ٭ اَفَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ ٭ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ ٭ کَیْفَ لَا یَدُلُّ عَلَی اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ ٭ مینگنیان اونٹ کی نشان ہین اونٹ کا اور فضلہ خر وجود خر کا اور نشان قدم دلالت کرتے ہین راہ چلنے پر پس یہہ آسمان برج دار زمین پست و بلند کیونکر نہ دلالت کریگی وجود لطیف و خبیر پر

فَلِمَ لَہٗ اَنّٰی بُرْھَانُ ھُدٰی ٭ قَطْعًا اِلٰی وُجُوْدِہٖ وَقَدْ بَدَا ٭

بلکہ کسقدر برہان انی ہین کہ وہ اوس کے وجود پر قطعی دلالت
رکہتے ہین وَسَنَّہُ خَلِیلُہُ الْجَلِیلُ + بِمِثْلِ مَا قَدْ اَفْصَحَ التَّنْزِیلُ +
اور جاری کیا اس طریقۂ استدلال کو خلیل جلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
جیساکہ قرآن مجید سے ثابت ہی مُبَیِّنَ الْحَقِّ وَثَبَتَ بِالْاُفُوْلِ + وَمُبْطِلَ الْاِلٰہِ
بِالْمَعْقُوْلِ درحالیکہ ثابت کرنیوالے تہے حدوث کے غائب ہونے سے اور باطل
کرنیوالے تہے کفر و الحاد کے ہدایت عقل سلیم سے **تفصیل اجمال یہہ ہے**
کہ نمرود مردود نے کاہنون سے وجود ذیجود حضرت ابراہیم کے خبر سن کے
حکم دیا کہ جلاد و دائیان کوئی لڑکا زندہ نہ چہوڑین جب انکی والدہ حاملہ ہوئین
تو قدرت خدا سے اونکا حمل پوشیدہ رہا جب زمانہ وضع حمل کا قریب آیا تو انکی
والدہ سر بصحرا نکل گئین خوف سے نمرود کے اور اوسی صحرا مین وضع حمل ہوا اونہون
نے حضرت ابراہیم کو دودہ پلا کے ایک غار مین لٹا دیا اور ایک پتہر بالائی غار
رکہدیا تہوڑی تہوڑی دیر کے بعد جا کے دودہ پلا دیتی تہین اور خدا نے
انگوٹہی مین سے حضرت ابراہیم کی ایک نہر شیر پیدا کی کہ اوس سے یہہ
سیر ہوتے تہے جب انگوٹہی کو چوستے تہے اور ایک ساعت مین ایسا نمو کرتے تہے
کہ جیسا اور لڑکے ایک دن مین اور ایک دن مین بقدر ایک مہینے کے اور ایک مہینے
مین بقدر ایک سال کے یہان تک کہ عرصۂ قلیل مین سن تمیز کو پہونچے اور بنا بر
بعض روایات پندرہ برس کے ہوئے پس ایک روز انہون نے اپنی والدہ
کو غار کے باہر جاتے دیکہہ کے حال پوچہا اونہون نے سب ماجرا بیان کیا
جب وہ جا چکین تو بعد اونکے حضرت نے ہرکا دیکر اوس پتہر کو پہینکدیا اور خود
بہی باہر آئے کچہہ آگے بڑہے تہے کہ انسے ملاقات ہوئی زہرہ پرستون سے

پس انہون نے بطور توریہ استفہام انکاری کیطرح کہا ھٰذَا رَبِّی کیا یہہ ستارہ
رب میرا ہے یعنے یہہ ناچیز کیونکر پروردگار ہوسکتا ہے اور وہ لوگ اسے نہ سمجہے
جب اونہون نے انہین اپنا ہمسفیر پا کے التفات بہم پہونچا لیا اور امید
تاثیر کلام بہم پہونچی تو انہون نے ہدایت کا موقع پایا اور فرمایا جب وہ غروب
ہوگیا کہ مین دوست نہین رکہتا غروب اور معدوم ہونیوالے کو پہر چاند کو دیکہا
اور ویساہی فرمایا پہر سورج کو دیکہا کہا کہ کیا یہہ میرا خدا ہے کہ یہہ اون سب سے
بڑا ہے جب سورج بہی ڈوب گیا تو اونہون نے کہا کہ یہہ بہی خدا نہین
جبتک کہ خود خدا مجہے راہ پر نہ لائیگا تو مین گمراہ رہونگا وَمُدْحِضًا
لِمُبْطِلٍ مَرْدُوْدٍ + مُحَیِّرًا لِلْکَافِرِ نَمْرُوْدٍ + اور درحالیکہ بند کرنیوالے
ایک مبطل مردود کے تہے اور مبہوت کرنیوالے ایک کافر یعنے نمرود کے
تہے یہہ اشارہ ہے ایک اور استدلال حضرت ابراہیم کا مقابل نمرود کے
اور یہہ بہی از قبیل برہان انی کے ہے اور اوسطرف رجوع کرسکتی ہے **تفصیل**
اوسکی یہہ ہے کہ ایک روز نمرود مردود نے حضرت ابراہیم کو بلایا اور
کہا کہ تم اپنے خدا کی صفت یہہ بیان کرتے ہو کہ وہ زندہ کو موت دیتا ہے اور
مردہ کو جلاتا ہے یہہ تو صفت مجہہ مین ہے ایک شخص کو بیقصور طلب کرکے
انکے سامنے قتل کیا اور کہا کہ دیکہو یہہ زندہ تہا مینے اسے موت دی اور ایک
قیدی واجب القتل کو بلا کے رہا کیا کہا کہ دیکہو یہہ مردہ تہا مینے اسے زندہ کیا
اور یہہ بیان اوسکا عام فریب ہوا پس حضرت نے ایسا جواب عام فہم دیا
کہ وہ مبہوت ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ خدا آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے بہلا تو
اوسے مغرب سے تو لا یہہ سنکر وہ کافر مبہوت ہوگیا جیساکہ قرآن مجید مین ہے

وَكَمْ لَهُ فِي سُنَّةِ الْأَوَاخِرِ + مِنْ جُمْلَةِ الْأَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ
اور بہت اسکی نظیرین پچھلے بزرگون نے یعنے جناب رسالتمآب اور ائمہ
اطیاب نے بہی ظاہر فرمائے ہین بلکہ رُبَّ فِي الْآفَاقِ مِنْ آيَاتٍ
قَدْ فُصِّلَتْ فِي مُحْكَمِ الْآيَاتِ + بلکہ اکثر علامتین وجود باریتعالیٰ کی
بتفصیل قرآن مجید مین مذکور ہین دَلَّتْ عَلَى وُجُودِ ذَاتِ الْبَارِي +
وَافْصَحَتْ بِقَادِرٍ مُخْتَارٍ + اور دلالت صریح رکہتی ہین وجود پر ایک
پیدا کرنیوالے صاحب قدرت واختیار کے كَالْمُزْنِ وَالْبُرُوقِ وَالْأَمْطَارِ
وَكَانْفِجَارِ هٰذِهِ الْأَنْهَارِ + مثل ابر وبرق اور مینہہ کے اور مانند
جاری ہونے ان نہرون کے جو دنیا مین ہین اسیمین اشارہ ہو طرف کریمہ
إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ
النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ بیشک تشبیہ تغیر
مین رات ودن کے اور کشتی مین جو بہتے مین دریا مین لوگون کے فائدہ کیلئے
اور جو پانی برساتا ہے خدا آسمان پر سے پس زندہ کرتا ہے اوسکی تاثیر
سے زمین مردہ کو بعد اوسکی پژمردگی اور پہیلاتا ہے زمین پر ہر روندہ کو اور
دواب و وحش مین رکہتا ہے اونمین اور جاری کرنیمین ہواؤن کے اور اون
ابر مین جو مسخر وفرمان بردار ہے درمیان آسمان وزمین کے ہر آئینہ علامتین
ہین وجود خدا پر واسطے عاقلون کے وَكَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ +
وَالْفُلْكِ إِذْ جَرَيْنَ فِي الْبِحَارِ + اور مثل تغیر شب وروز کے اور مثل اوس

کشتی کے جو دریا مین جاری ہین وَهٰكَذَا الْأَلْسِنَةُ تَشَتَّتَاتٌ + وَتَنَوُّعُهَا
الْأَلْوَانُ وَالْأَصْوَاتُ + اور اسیطرح پر دلیل وجود باری تعالیٰ مختلف
صد طرح کی رنگ ہین اور انواع واقسام طرح کی زبانین اور بولیان ہین
كَذٰلِكَ مَا جَاءَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ + وَمَا رَوَى رُوَاتُنَا الْأَخْيَارُ
اور مثل انہین آیتون کے بہت سی روایتین ہین کہ اونہین معتمد اور نیک
راویون نے ائمہ علیہم السلام سے روایت کیا ہے فِي خِلْقَةِ الْخُفَّاشِ
وَالطَّاوُسِ + وَغَيْرِهِ مِنْ سَائِرِ النُّفُوسِ + بیان خلقت
خفاش وطاؤس وغیرہ مین مراد اس سے خطبہ خفاشیہ وطاؤسیہ
ہا مین کہ جو نہج البلاغہ مین مذکور ہین اور صولت وعماد مین ہمنے بہی ترجمہ
اونہین ذکر کیا اور بوجہ کمال شہرت یہان اونہین فروگذاشت کیا ہے
وَسِيَّمَا مَا جَاءَ فِي الْجَرَادِ + وَمَا بِحَالِ نَوْعِنَا يُنَادِي +
بالخصوص وہ خطبہ کہ جو شامل ہے حال ملخ پر اور وہ روایات کہ متضمن
حال انسان مین مثل توحید مفضل وغیرہ کے كَذٰلِكَ مَا فِي الْبَيْضِ مِنْ
عَجَائِبٍ + قَدْ صَحَّ عَنْ سَادَاتِنَا الْأَطَائِبِ + اسیطرح پر جو کچہ
کہ خلقت بیضہ مرغ وغیرہ مین عجائب وغرائب صنعتین ہین وہ سب بطریق
معتبر وصحیح صادر ہوئے ہین ہمارے سردارون سے اور ہادیون سے
جو پاک وپاکیزہ وبیگناہ تہے وَعَاضِدِ الْمَنْقُولِ بِالْمَعْقُولِ +
وَاسْتَنْتِجِ الْمَدْلُولَ بِالدَّلِيلِ + اور تائید کر توان نقلی دلیلون کی عقلی
دلیلون سے اور نتیجہ حاصل کر مدلول کا دلیل سے نہ بخواہش نفس امارہ کے
وَائْتِ الْغُيُوبَ بِالْإِحْسَاسِ + وَابْصِرْ عَنْ غَرَائِبِ الْأَجْنَاسِ +

اور تائید کرتو عقیدہ غیب کی ساتھہ محسوسات کے اور بغور دیکھہ تو عجائب و
غرائب کو ہر قسم کے خلاصہ یہہ کہ وجود باریتعالی جو غیوب سی ہے
اور ابعد عقول بشری سے ہے اوسے بذریعہ حسیات جانچ لے کہ زیادہ
صعوبت اوسکی دریافت مین نہو وَاعْتَبِرْ بِسَائِرِ الْاَكْوَانِ + وَافْتَكِرْ
طَوَارِقَ الْحَدَثَانِ + اور فکر کرنا چاہیے تمام موجوات مین اور عبرت حاصل
کرنا چاہیے آفات و سوانح زمانے سے وَانْظُرْ اِلَى اسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ
فِي حَالَةِ السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ + اور غور کر کہ توجب کسی سخت مصیبت
مین پہنستا ہی اور کوئی تدبیر نہین بن پڑتی اور پوشیدہ دعا کرتا ہی بیتابی
سی سب طرف سی عاجز آکے پس اگر کوئی سننے والا نہین تو کیونکر وہ حاجت
تیری برآتی ہے كَذٰلِكَ مَا جَاءَتْ عَلَى الْاَوَائِلِ + مِنْ اَعْجَبِ الطَّوَارِقِ
النَّوَازِلِ + وَاَغْرَبِ الْاٰيَاتِ وَالْمُثُلَاتِ + وَاَصْعَبِ الْاٰثَارِ
وَالْعَاهَاتِ + بِمَا انْطَوٰى فِي مُعْجِزِ الْكَلَامِ + اَوْ صَحَّ عَنْ
سَادَاتِنَا الْاَعْلَامِ + تَوَاتُرًا اَوْ حُفَّ بِالْقَوَاطِعِ مِنْ اَمْثِلَةِ الدَّلَائِلِ السَّوَاطِعِ
اور اسیطرح اگلے لوگون پر جو آفتین اور بلائین اور شدید بیماریان اور غرق و خرابی
و مسخ وغیرہ کہ پاداش اعمال بد مین اونکی نازل ہوگئین اور بتواتر یا آثار قطعیہ سے
ہم تک دست بدست پہونچین یہہ بہی دلیلین قطعی وجود باری کی ہین
كَذٰلِكَ مَا فِي عَالَمِ الْاِمْكَانِ + مِنْ مُعْجِبَاتِ الْعَقْلِ وَالْاَذْهَانِ +
قَدْ عَيِيَتِ الْاَقْلَامُ مِنْ اِمْلَائِهٖ + وَاَعْجَزَ الْحُسَّابَ عَنْ اِحْصَائِهٖ
اسیطرح سے جو کچہہ عالم امکان مین ہی ایسے عجیب و غریب خدا کی صنعتو نسے
عاجز آگئے قلم اونکی تحریر سی اور تہک بیٹہے ہین بڑے بڑے محاسب

قد عیت الاقلام

اونکو جمع کرنے سے كَرِقَّةٍ وَلِيْنَةٍ فِي الْمَاءِ + مُثْقِبَةٍ فِي صَخْرَةٍ جَمَّاءٍ +
مثل پانی کی لطافت اور نرمی کے کہ باوجود کمال ضعف کے غالب آجاتا ہی
پتہر سی سخت چیز پر خلاصہ یہہ کہ بتدریج ٹپکتے ٹپکتے بڑے بڑے سخت پتہر مین
سوراخ ڈالدیتا ہے وَانْظُرْ اِلَى لَطَافَةِ الْهَوَآءِ + وَقَلْعِهَا الصَّخْرَةَ
صَمَّاءَ + بَلْ قَلْعِهَا الْبُلْدَانَ وَالْاَشْجَارَ + وَهَكَذَا الْجُدْرَانَ
وَالْاَحْجَارَ + اور غور سے دیکہو تو لطافت و نرمی اور کمزوری ہوا کیطرف
کہ باوجود اس مغلوبی کہ خدانے اوسکو ایسی قوت و طاقت دی ہے کہ ایک
طرفۃ العین مین درخت کی درخت اور دیوار ون کی دیوارین اور پتہر کے پتہر
اور شہرون کے شہر اوکہاڑکے بیخ و بن سے پہینکدیتی ہے کیا قوی توانا
ہے وہ خدا کہ جسنے ایسی ناتوان چیز کو ایسے قوی چیز و نپر غالب کر دیا اَلنَّاسُ
فِي تَعَدُّدِهِمْ ضَرْبَانِ + مِنْ صِنْفَيِ الذُّكْرَانِ وَالنِّسْوَانِ + سب
آدمی دو قسم کے ہین ایک مرد دوسری عورتین وَاَثَرُ الْاَوَّلِ بِالْاِيلَادِ +
تَاَثُّرُ الْاٰخِيرِ فِي الْمِيلَادِ + اور توالد و تناسل مین پہلی قسم موثر ہے اور
دوسری متاثر پہلی فاعل اور دوسری منفعل یعنے مرد تاثیر کرتے ہین اور عورتین
اثر قبول کرتی ہین جب جاکے اولاد بہم پہونچتی ہے فَقُوَّةُ الْاَوَّلِ قَدْ تَحَتَّمَتْ +
وَكَانَ ضُعْفُ غَيْرِهٖ مُحَتَّمًا پس قوت مردون کی ضرور ہے اور ضعف
عورتونکا اور اگر عورتونین بہی ویسی ہی قوت ہوتی تو وہ اثر قبول نکرتین بلکہ
تاثیر مرد کو رد کر دیتی اس مصلحت سی خدانے مرد کو زور اور اور عورت کو کمزور
پیدا کیا ثُمَّ الْقَوِيُّ دَابُهٗ اَنْ يَظْلِمَا + وَيَبْغِيَ الضَّعِيفَ لَا اَنْ يَنْعَمَا

ونظیم

اور دنیا کا حال ظاہر ہے کہ بے غرض کوئی کسیکو نہین پوچہتا جبتک ہاتہہ

پاؤن چلتے ہین آدمی کسیکی کام کا ہے جبتک غنیمت ہی نہین تو پہر گہورسے پر
پڑا رہتا ہی ٹہوکرین کہاتا ہی مکہیان بہنکتی ہین کوئی بات بہی نہین پوچہتا اور
متفضل سکا یہہ تہا کہ عورتین جو کچہہ اپنی قوت بازو سے کماتین وہ بہی مفت
گنواتین مردا ونسے چہین کے کہا جاتے پہر بہی اونہین مونہہ نہ لگاتے جیسا
کہ طریقہ انکا اور ہمجنسونکا یعنے حیوانات کا ہی کہ زور آور ہر طرحسے کمزور کو ستاتا ہی
وَکَانَ ذَالِکَ مُفْسِدًا لِّلنِّظَامِ + مُخَالِفًا لِّحِکْمَۃِ الْاَنَامِ ++
حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو انتظام عالم مین خلل پڑجاتا توالد وتناسل بالکل موقوف
ہوتا اور یہہ خلاف مصلحت عالم اور حکمت بنی آدم تہا فَاَفْرَطَ الْجَمَالَ بِالنِّسْوَانِ
وَہَیَّجَ الْہَیَمَانَ بِالذُّکْرَانِ + پس حکیم علی الاطلاق نے عورتون کو جمال
کی افرادی اور مردونکو ہیجان وبیتابی کی وَلِلْجَزَعِ قَدْ حَبَاہُ لِلذُّکْرَانِ
کَالصَّبْرِ مُفْرَغًا عَلَی النِّسْوَانِ + اور بیتابی اور سیماب واری بخشی مردون کو
کہ وہ عشقمین عورتون کے ماہی بی آب کیطرح تڑپا کرین اور کثرت صبر وحیا مین غرق
کردیا عورتونکو کہ ادہرسے اضطرار اور اصرار پر اصرار اور ادہرسے انکار پر انکار
بڑہنے لگا اور یہہ اور زیادہ باعث اشتیاق اور بیتابی کا ہوا آخرکار نوبت باینجا
رسید کہ قُلُوبُہُمْ یَسْلُبْنَ بِالْجَمَالِ + عُقُولُہُمْ یَسْبِیْنَ بِالْمَقَالِ ++
کہ ایک جہلک سی اونکی جمال کی اور ایک ناز واداسے اونکی بات کی نقد دل اور متاع
عقل ہاتہہ سے جاتا ہی نظر دوچار ہونے سے پہر کب آدمی ہوش وحواس بجا پاتا
اَلْحَاظُہُنَّ تَجْذِبُ الْفُؤَادَ + دَلَالُہُنَّ یَقْتُلُ الْاَطْوَادَ + اونکی انکہونمین
عجب طرحکا جذب مقناطیسی دیا کہ کیسا ہی سخت دل ہو انکہہ ملاتی ہے اوسکا
دل انکہونسے کہینچ لیتی ہین کیسا ہی بہادر اور معرکہ آزما ہو فورًا اونکی ناز وانداز سے

اپنی جان گنواتا ہے تیغ نگاہ کا چورنگ ہوجاتا ہے ہِجْرَانُہُنَّ تَحْرِقُ الْاَصْدَاغَ
اَلْحَاظُہُنَّ تَمْلِکُ الْاَحْرَارَ + سینہ ودل مین آتش شوق بہرکا دیتی ہین
بڑے بڑے جوانمردونکو نظر بہر کے دیکہتی ہے طرفۃ العین مین بندۂ بے دام
بادام چشم بنا لیتی ہین زِمَامُہُمْ مَلَکْتَہٗ فِی الْحَالِ + غَلَبْنَہُمْ
بِالْغُنْجِ وَالدَّلَالِ + سب مردون کی ایسی کل اور باگ ڈور کنجی اونکی اون
مہ جبینون اور نازنینون کی ہاتہہ مین ہے کہ جس کل چاہین بٹہائین اور
اوٹہائین جو خدمت چاہین اونسے لین مُسَیْطِرَاتٍ سَائِرَ الرِّجَالِ
مِنْ ضَرْبَیِ الْاَشْرَافِ وَالْاَرْذَالِ + کسی قسم کا مرد ہو شریف یا وضیع
اس سے کبہی خالی نہین کہ ایک عورت اوسپر مسلط ومحیط ہوا ور حکمرانی کرے
مِنْ جُمْلَۃِ الْحُکَّامِ وَالْوُلَاۃِ + وَجُمْلَۃِ الطُّغَاۃِ وَالْعُتَاۃِ + بڑے
بڑے حاکم اور بادشاہ سرکش کہ ملک انانیت مین کوس لمن الملکی بجاتے
ہین اور ہفت اقلیم کو اپنا محکوم سمجہتے ہین اور تمام عالم کی جان ومال مین اپنا
حکم نافذ جانتے ہین پہر باوجود انہہ اونہین کوئی چارہ نہین کہ کبہی خوشامد اور
نازبرداری ایک عورت کی نکرین اور ہر ایک پر اونہین سے ایک عورت مسلط ہی
کہ کان پکڑکے اوٹہاتی اور بٹہاتی ہے سَخَّرْنَہُمْ فِیْ قُوَّۃِ الشَّبَابِ +
مُسْتَخْدِمَاتِہِمْ مُدَی الْاَحْقَابِ + مسخر کرلیا ہے عورتون نے
قوت شباب مین یعنے جو زمانہ زیادہ قوت کا مردون کے تہا کہ جسمین کچہہ
سوجہتا نہین اپنے زور کی گہمنڈ پر ضرور آدمی غریب آزاری کرتا ہے اور اسوجہ سے
زیادہ محل خوف کا نسوان ضعیف البنیان کو تہا اس لئے اوس سن مین زیادہ تر
اونہین حاجت عورتون کی دی کہ وہ زیادہ تر اونکو مسخر ہو جائین اور ایسی تاثیر

لغلیهم یشفقهم

دی کہ عین شباب کی تسخیر کی تاثیر آخر عمر تک باقی رہے ہمیشہ خدمتگذار عین
عورتون کی بسر کرین فَأَنفَقُوا أَمْوَالَهُمْ إِنفَاقًا + وَأَصْبَحُوا
بِوَطِیِّهِمْ رِقَاقًا + اونکی راحت رسانی مین اپنا مال عزیز نہین کرتے
گویا کہ بی دام اونکے غلام ہین یُمَرِّضُونَهُنَّ مِنْ عَاهَاتٍ + مُکَابِدِینَ
أَصْعَبَ الْآفَاتِ + راتون کی نیند او چاٹ کرتی ہین صدہا طرح کی زحمتین
اوٹھاتی ہین اونکی بیمار داری مین صَبْرًا عَلَی عَاظِمِ الْأَضْرَارِ + طَوْعًا
لَهُنَّ مُدَّةَ الْأَعْمَارِ + بڑی بڑی سفرتون کو گوارا کر لیتے ہین ہزارون
زحمتین جھیل لیتے ہین فرمان برداری و ناز برداری مین اونکی خلاصہ یہہ کہ
موت و زیست اور رنج و خوشی اور صحت و مرض مین اونکو شریک ہو جاتے ہین
هَجْرًا لِذَا الْأَقْرَبِ الْأَقَارِبُ + وَصْلًا بِمَرْأَةٍ مِنَ الْأَجَانِبِ +
اونکے پیچھے بڑے بڑے عزیز قریب چھوٹ جاتے ہین مان باپ جنکا
ساتھہ ہمیشہ سے رہا اونہین بھی اکثر آدمی ایک اجنبی اور غیر خاندانی عورت کی
لئے چھوڑ دیتا ہے چنانچہ سفر برشیت کے باب ب مین مرقوم ہے

עַל כֵּן יַעֲזָב־אִישׁ אֶת־אָבִיו וְאֶת־אִמּוֹ
וְדָבַק בְּאִשְׁתּוֹ וְהָיוּ לְבָשָׂר אֶחָד

یعنی از بسکہ حضرت حوا مشتق پسلی سے حضرت آدم کے ہوئین اور جان و
روح اونکی تھین اسی باعث سے ترک کر دیتا ہے آدمی اپنے باپ اور مان کو اور
ایک ہو جاتا ہے اپنی زوجہ سے اور ہو گئی ہے وہ آدمی سے ایک یعنی مرد و
عورت گویا ایک روح دو قالب ہین وَمُطْلِعًا لَهَا عَلَی الْبَوَاطِنِ +
کَذَلِكَ مُظَفَّرًا عَلَی الْخَزَائِنِ + کیسا ہی راز پوشیدہ ہو زوجہ پر ظاہر

کیا جاتا ہے تمام خزینہ اور دفینہ اوسکے حوالے ہوتے ہین حالانکہ مال ایسا
عزیز ہے کہ قَدْ تُحْبَسُ الْأَمْوَالُ عَنِ الْآبَاءِ + کَذَلِكَ تُحْبَسُ عَنِ الْأَبْنَاءِ +
کبھی جس او رعزیز کیا جاتا ہے مال عزیز والدین سے اور اولاد سے وَرُبَّمَا
تُسَدُّ عَنِ الْإِخْوَانِ + وَهَکَذَا مِنْ أَعْظَمِ الْأَخْدَانِ + اور بھائیون سے
اور دوستون سے تو اکثر مال عزیز کیا جاتا ہے لٰکِنَّهَا مَبْذُولَةُ الْإِنْسَانِ
فِي حُبِّهِ لِلْخُرَّدِ الْحِسَانِ + ذَلِیلَةٌ رَذِیلَةٌ بِالْقَدْرِ + خَسِیسَةٌ
رَخِیصَةٌ فِي الْعُقْرِ + لیکن محبت مین خوش رو پری تمثال عورتون کی
بے غل و غش صرف کیا جاتا ہے کنکر پتھر کے برابر بھی اوسکی آبرو نہین سمجھی
جاتے روبرو اون عورتون کے کہ جو دُرِ بے بہا کی طرح صدف عفت و عصمت
مین پوشیدہ ہین کتنا ہی صرف اونکی مہر مین ہو وہ طبیعت پر گران نہین گذرتا
لاکھون اور کرورون روپے کے مہر اپنے ذمہ پر عائد کر لئے جاتے ہین گو کہ
اونہین تمام متروکہ مستغرق ہو جائے اور ایک حبہ بھی بعد اولاد صلبی کے لئے
نہ بچے یَمْدَحْنَ فِي النَّسِیبِ بِالْإِطْرَاءِ + یُعَرِّفْنَ فِي التَّشْبِیبِ بِالثَّنَاءِ
صدہا غزلین او رقصیدے بطور تشبیب اونکی مدح مین نظم کئے جاتے ہین اونکی
پڑھنے کے لئے صحبتین مقرر ہوتی ہین غیبت مین اونکی باہم بیٹھہ کے اونکی
تعریفین کرتے ہین اور اشتیاق اونکا باہم بیان کرکے اوسمین ناز کے خیالات
کرتے ہین اونکی مدح و ثنا مین ایسا محو ہوتے ہین کہ دین و دنیا کی خبر نہین
رہتی یُشْرِکْنَ فِي خَصَائِصِ الْإِلٰهِ + وَهَکَذَا یُرْضِینَ بِالْمَنَاهِي +
ایسا مبالغہ اونکی تعریف مین کرتے ہین کہ خاص خدا کے لئے جو امر ہین مثل
سجدہ وغیرہ کے وہ بھی اونکے لئے ثابت کرتے ہین شب و روز ذکر کعبہ ابرو

اورمحراب ابرومین رہا کرتے ہین چنانچہ صائب کا شعر ہے ؎ تن نازک
کہ زیر پیرہن است ✤ وحدہٗ لا شریک کہ چہ تن است ✤ اور اسیطرح کے
سیکڑون مضمونون سے سیکڑون دیوان اور مثنویان بہری ہین اور اکثر
خلاف شرع اور وضع امور کے مرتکب ہوتے ہین اونکی خوشنودی کے
لئے یذکرن فی محافل الرجال ✤ بالحسن والجمال والدلال ✤
اونکی مدح وثنا کے لئے مرو صحبتین منعقد کیا کرتے ہین اونکے حسن وجمال
کے اور ناز وادا کے اونمین تذکرہ کیا کرتے ہین یشاع حسنهن فی الآفاق
کشکے بهجرهن فی الاسواق ✤ تمام عالم مین اونکی بہاٹ بنی اونکے حسن
عشق کا ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہین ہر گلی کوچے اور بازارون مین اونکی ہجر و
جدائی سے استغاثہ کرتے پہرتے ہین یہہ نہین سمجھتے کہ یہہ کسکی تعریف ہے
اور کسکے لئے بیتابی واضطرابی ہے کسی ہم خدائی قادر توانا سے تشبیہ بلکہ
ترجیح دیتے ہین یہ ایک خدائی اور اونکی قدرت نمائی اوسکی ہے کہ اوسنے ایک
اونی بندہ بے بس کو یہہ مرتبہ دیدیا ہے حاکم کو محکوم اور قوی کو محتاج ضعیف
بنادیا فجعل من قوتی کذا ضعیفا ✤ محوجا تجاهه شریفا ✤ پس کیا
بزرگ وتوانا ہے وہ خدا کہ جسنے ایک ادنی قسم ضعیف کو ایسا قوی کردیا
اور ایک قسم شریف کو اوسکی طرف محتاج کیا واستضعف الولدان بالعیان
فاستخدموا خرائد النسوان ✤ اور ظاہر ہے کہ عورتونسے بہی زیادہ
ضعیف ونحیف وکمزور اور بے بس کم سن بچے ہین پس اونکے ضعف پر نظر
کرکے اونکا خادم بنادیا نازنین مہ جبین عورتون کو یحملنهم کرها مع الاشجان
یضعنهم کذا مع الاحزان ✤ اور کیا سخت خدمتین اونہین کرنا پڑتی ہین

اون بچون کے لئے پہلے نو مہینے تک اونہین پیٹ مین رکہنا پڑتا ہے انواع
واقسام طرح کے صدمون سے یا تو کمر نازک تک گران تہی یا ایک بار شکم سے
بار ور رہین کہانا پینا کیسا سانس لینا تک گران گذرتا ہے اوٹہنا بیٹہنا کروٹ
لینا دشوار ہوجاتا ہے مدتون ڈاکٹر لگی رہتی ہے پہر جب ان سب زحمتونکا
خاتمہ ہوا دوسری خدمت وضع حمل لیکئی کہ جسکے صدمہ سے دوبارہ زندگی
ہوئی چنانچہ جناب رضوان مآب اعلی اللہ مقامہٗ اکثر فرماتے تہے کہ مرد
جو بہ نسبت عورتونکے جری مشہور ہین اگر ایکبار انہین حمل اور وضع حمل کے
صدمے پہونچتے تو پہر شاید دوبارہ اولاد کی ہوس نکرتے بالکل نفرت
ہوجاتی اولاد کے نام سے مگر یہہ عورتون ہی کی ہمت عالی ہے کہ اوہر
لڑکیکی ولادت ہوچکی اور پہر اونہین تمنا دوسرے کی ہوئی یرضعنهم
باصعب الالام ✤ الی انتهاء مدة الفطام ✤ پہر تیسری خدمت
یہہ ہے کہ دو برس کامل راتکو رات اور دن کو دن نہین سمجہتی سب لذتین
اور راحتین چہوڑکے وہ دو برس نہین بسر کردیتی ہین فی حبهم ینشرن للسعود
یعرضن عن عزائم الامور ✤ اونکی محبت مین سب ضرورتون کو بہول
جاتے ہین وہ جو ایک ساعت بغیر چوٹی کرنے بال اور سنوارنے کے نہ رہ
سکتی تہین وہ بال وبال ہوجاتے ہین لٹین لٹکتی ہین اکثر بال بکہرے رہا کرتے
ہین تلقینا للولد بالقبول ✤ تنفرهم عن البعول ✤ جن شوہرون
کی گہڑی بہر جدائی پسند نہ تہی اور اونکا کسی اور عورت کو نظر بہر کے دیکہنا
گوارا نہ تہا اولاد کے پیچہے بالکل اونسے بہی نفرت ہوجاتی ہے مستبدلات
الدهن بالابوال ✤ والعطر من روائح الاطفال ✤ نہانے دہونیکا

کیا ذکر خوشبو وا تیل کے بدلے بچونکے پیشاب مین غرق او رخوشگوار عطر کے بدلے بچون کے پسینہ مین تربتر رہتی ہین للبسهم یغزلن بالمغازل یکنسن للجلوس فی المنازل + چکی پیس پیس کے اونہین کہلاتی ہین چرخے کات کات کرا و نہین کپڑے پنہاتی ہین یسمر نهم سهرًا الی الاسحار + یرقدنهم فی اللیل بالاسحار + اپنی نیند او چاٹ کرکے سحر تک اونہین تہپک تہپک کر سلاتی ہین اندہیری راتو نہین کہانیان کہکر اونکا دل بہلاتی ہین مناغیات الولد بالمهود + وملعباتهم مدی العهود رات رات بہر پالنے اور جہولا جہولاتے مین لوریان دیدیکر اونہین سلاتی ہین کبہی کندہے پر اوٹہاتی ہین کبہی ورتدبیرون سے کہلانیکو وائی بہلاتی ہین سبحان من قوی کذا صغیرًا + مذلِلًا قبالہ کبیرًا + کیا پاک ہے وہ خدا جسنے ایک صغیر اور کمزور کو ایسا مسلط کردیا ایک بزرگ قوی ہیکل پر ولاحت الغیوب بالمنام + کذاک بالایحاء والالهام اور ظاہر ہوتی ہین غیب کی باتین خواب سے اور اسیطرح وحی والہام سے بمثلِ ما مستقبلًا تقدرت + وبنحو ما فی اللوح قد تقررت مطابق اور موافق اوسکے جو آیندہ ہونیوالا ہو پس اگر وہ مقدر ہین تو علم کا ہیکا ہوتا ہے اور اگر مقدر نہین تو مقدر کیونکر ہوے پس وجود باری تعالی کہ جو مقدر و مدبر ہے ضرور ہوا وقد غدا اعزائم منتقضة + ورب همة بدت منقرضة اور اکثر عزم شکستہ ہوگئے اور بہت سی ہمتین ناتمام رہ گئین اس شعر مین اشارہ اس حدیث حضرت امیرؑ کی طرف کہ اوس جناب نے فرمایا عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الہمم خلاصہ یہہ کہ جب کل مخلوقات کا

چاہا نہ ہوا تو ثابت ہوا کہ کوئی ایسا قوی و توانا ہے کہ مشیت اوسکی ان سبکی مشیتون پر غالب ہے اور مثل اوسکے نہین ہو سکتا ورنہ ترجیح بلا مرجح اوسکی اوسکی امثال واقران پر بیمعنی ہوگی اور نہ ممتنع الوجود ہوگا بطریق اولے پس لابد کہ واجب الوجود ہو ورب ما قد اثری السفیه + وهکذا قد املق النبیه چنانچہ اکثر سفیہ و نادان وسعت معاش حاصل کرتے ہین اور بڑے بڑے عقیل وفہیم شدت فقر و حاجت مین مبتلا رہتے ہین اس لئے کہ اکثر عقلا کو بالمناسبہ قدر اعتماد اپنی عقل اور تدبیر ناقص پر ہو جاتا ہے او رحوصلت توکل و فروتنی مثل جاہلون اور نادانون کے باقی نہین رہتی ورب ما لم ینتهض تدبیر + واستدق بنجاهه تقدیر + اور اکثر اوقات بالکل نہین چلسکتی تدبیر بلکہ غالب آجاتی ہے تقدیر اوپر مشیت ازدی تدبیر کو بالکل مقلوب و معکوس کردیتی ہے جیسا کہ خطبہ برزخیہ او رکرر تجربون سے ثابت ہوا ہے واعیت الاقدار للبیب + واهلک الامراض للطبیب + اور قضا و قدر اکثر تہکا دیتی ہے عاقل کو اور اکثر ہلاک کردیتے ہین بیماریان طبیبون کو بلکہ اکثر تجربہ ہوا کہ جسے جس فن مین دعوائی یکتائی ہوا اوسی مین او سنے زک اوٹہائی بڑے بڑے پیراک آخر غرق ہی ہوکے مرے اور بڑے بڑے اوسی مرض مین جسکے علاج پر بڑا فخر کرتے تہے ہلاک ہوے واخضر المقد جنین الجنین + فاذهب الاذنین والعینین + اور اکثر اوقات خاتمہ کردیا تقدیر نے وقت مرگ کو پس جاتے رہے کان اور آنکہہ اور آدمی بیدہ گیا اور او بدا کے ویسی ہی باتین کرنے لگا کہ جسنے بتدریج اوسی امر تقدیر مین پہنچا اس شعر مین مضمون ہے ایک روایت معتبر کا کہ جسمین وارد ہے کہ ایک نبی انبیاء

بنی اسرائیل مین سے چلے جاتے تھے اثنار راہ مین اونہون نے دیکھا کہ ایک
پرند جانور ایک درخت پر بیٹھا ہے اور کچھہ لوگ زیر درخت جال پھیلائے بیٹھے
ہین جب اوس پرند نے انکو دیکھا کہا اے رسولخدا آ دیکھا آپنے کہ یہہ لوگ کیسے
بیعقل ہین چاہتے ہین کہ مجھے دہوکا دیکے قید کرین یہہ اس تقریر کو سنکر
مسکرا کر چلے گئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو مراجعت فرمائی تو دیکھا کہ وہی جانور
اوسی جال مین پہنسا ہوا ہے انہون نے تعجب سے حال دریافت کیا اوسنے
کہا کہ جب موت آجاتی ہے تو آنکھہ قابو مین رہتی ہے نہ کان پس جب سے

یہہ مثل عرب مین مروج ہوئی

اِذَا جَاءَ الْحَیْنُ لَمْ یَبْقَ
اُذُنٌ وَلَا عَیْنٌ

کتبہ میر علی رضا

موعظہ چھٹا

بیان مین حدیث معرفت وصفات ثبوتیہ وسلبیہ وغیرہ

ورد فرقۂ صوفیہ وحکایات مطربہ کے

maablib.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ وَعَظَّمَہٗ مَنَعَ فَاہُ
مِنَ الْکَلَامِ جسنے خدا کو پہچانا اور اوسکی عظمت وبزرگی کو جانا تو منع کیا
اور روک دیا اپنے مونہہ کو کلام سے بعض علمانے فرمایا ہے کہ جب ایکبار انسان
ایک چیز کو دیکھے اور پھر چندی نظر سے وہ پوشیدہ ہوجاوے اور دہیان
بھی اوسکا جاتا رہے اور پھر دوبارا دیکھے معلوم کرے کہ یہ وہی چیز ہے
کہ جسے پہلے دیکھا تھا تو یہی معرفت ہے **خلاصہ** یہ کہ پہچاننے کو
معرفت کہتے ہین اور جاننے کو علم اور اسیوجہ سے اہل حقیقت عارف کو
کہتے ہین کہ پیدائش روح قبل پیدائش بدن ہوی جیسا کہ حدیث مین ہے
اور عالم ارواح مین روحین واقف تھین بعض اشراقات شہودیہ کے اور

اور قائل تھین اپنے خالق کی ربوبیت کی جیسا کہ خود خدا نے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ
کیا مین تمہارا رب نہین قَالُوْا بَلٰی سبھون نے عرض کیا کہ ہان پھر بعد
اسکے وہ سب قول واقرار بھول بیٹھین ہیولانی پردو مین آکے اور تاریک وکثیف
جسمونکا لباس پاکے اور پھر جب ریاضت کر کے خلاصی پاوینگے اسیری دار
غرور سے اور ترقی کرینگے بسبب جہاد نفس کے اس عالم زور سے تو پھر عہد الست
یاد آجائیگا اور دلونمین معرفت کا نور جلوہ دکھائیگا اور چمکتی ہوی آفتاب معرفت کا
ظہور ہوگا بلکہ مصداق نور علی نور ہوگا وَبَطْنَہٗ مِنَ الطَّعَامِ وَعَنَّا نَفْسَہٗ
بِالصِّیَامِ وَالْقِیَامِ اور منع کریگا وہی عارف اپنے شکم کو غذا سے اور تعب دیگا
اپنے نفس کو نماز وروزے سے قَالُوْا بِاٰبَائِنَا وَاُمَّہَاتِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ
اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ عرض کی اصحاب نے کہ فدا ہون آپ پر سے مان باپ ہمارے
ای رسولخدا یہی لوگ اولیاء اللہ ہین اس کلام مین دو احتمال ہین ایک استفہام
مقدر یعنی آیا یہی لوگ اولیائی خدا ہین دوسرے وہ خبر کہ جس سے مقصود
لازم الفائدہ ہوا اور برتقدیر اول فقرہ ثانی مین تاکید استحسانی ہوگی اسلئے کہ القای
کلام سائل متردد کیجانب کیا گیا اور بنابر ثانی ممکن ہے کہ لزومی ہو اسلئے کہ جواب
منکر مین وارد ہوا یا مخصوصین وخالص العقیدہ لوگون کی جانب کمال محبت وخوشی
سے جیسا کہ صاحب کشاف نے تفسیر وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا
مین ذکر کیا ہے فقرہ حدیث قَالَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ اِذَا سَکَتُوْا فَکَانَ سُکُوْتُہُمْ
فِکْرًا حضرت نے فرمایا کہ جب دوستان خدا سکوت کرتے ہین تو سکوت اونکا
فکر ہوتا ہے وَتَکَلَّمُوْا فَکَانَ کَلَامُہُمْ ذِکْرًا اور جب وہ کلام کرتے ہین تو وہ
خدا کی یاد مین ہوتا ہے وَنَظَرُوْا فَکَانَ نَظَرُہُمْ عِبْرَۃً اور نظر اونکی نظر عبرت

ہوتی ہے اور اطلاق فکر و عبرت و حکمت و برکت اونکی سکوت و نطق و گویائی
اور مشی پر بوجہ لازم غیر منفک ہونیکی ہے وَنَطَقُوا فَكَانَ نُطْقُهُمْ حِكْمَةً
اور جب بات کرتے ہین تو باتین اونکی حکمت آمیز ہوتی ہین یعنے کلام عارفونکا
دو حال سے خالی نہین خلوت و تنہائی مین یاد خدا ہوتا ہے اور جلوت و کثرت
مین حکمت و موعظہ وَمَشَوْا بَيْنَ النَّاسِ فَكَانَ مَشْيُهُمْ بَرَكَةً اور جب لوگونمین
چلتے ہین تو چلنا پھرنا اونکا باعث برکت ہوتا ہے لَوْلَا الْآجَالُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ
عَلَيْهِمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ خَوْفًا مِنَ الْعَذَابِ وَشَوْقًا
إِلَى الثَّوَابِ اگر اجلین اونکی نہ لکھدی جاتین تو روحین اونکی اونکے بدنونمین
قرار نہ لیتین خوف عذاب و شوق ثواب سے اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ
خوف و رجا ایک درجہ کی قلب مومن مین چاہی ہین چنانچہ حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَفِي قَلْبِهِ نُورَانِ
نُورُ خِيفَةٍ وَنُورُ رَجَاءٍ وَلَوْ وُزِنَ هَذَا لَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا یعنے کوئی مومن
ایسا نہین کہ اوسکے قلب مین دو نور نہ ہون ایک نور خوف دوسرے نور رجا اور
اگر یہ تولے جائین تو ایک انمین سے دوسرے سے زیادہ نہوگا وَعَنِ الْإِمَامِ
جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعْجَبُ مَا كَانَ فِي وَصِيَّةِ لُقْمَانَ
أَنْ قَالَ لِابْنِهِ خَفِ اللَّهَ خِيفَةً لَوْ جِئْتَهُ بِبِرِّ الثَّقَلَيْنِ لَعَذَّبَكَ وَارْجُ اللَّهَ
رَجَاءً لَوْ جِئْتَهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَحِمَكَ اور حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو عجیب وصیت کی الغرض
اتنا خدا سے ڈر کہ اگر تمام جن و انس کے بھی برابر نیکی کرے تو بھی وہ بمقتضاے
عدل تجہیر عذاب کرے اور امید رکھہ خدا سے اسقدر کہ اگرچہ تو اوسقدر گناہ کر

تو بھی وہ بمقتضای رحمت واسعہ تجھے بخشدے قَالَ مَوْلَانَا بَهَاءُ الْمِلَّةِ
وَالدِّينِ الْمُرَادُ بِمَعْرِفَةِ اللَّهِ الْاِطِّلَاعُ عَلَى نُعُوتِهِ وَصِفَاتِهِ الْجَلَالِيَّةِ
وَالْجَمَالِيَّةِ بِقَدْرِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ جناب شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ فرماتے
ہین کہ مراد معرفت خدا سے شناخت اوسکے صفات ثبوتیہ و سلبیہ کی
ہے بقدر طاقت بشریہ کے وَأَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلَى حَقِيقَةِ الذَّاتِ الْمُقَدَّسَةِ
فَمِمَّا لَا مَطْمَعَ فِيهِ لِلْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ فَضْلًا
عَنْ غَيْرِهِمْ وَكَفَى فِي ذَلِكَ قَوْلُ سَيِّدِ الْبَشَرِ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ
اور لیکن اطلاع حقیقت ذات مقدسہ پر پس اوسمین گنجائش طمع ملائکہ مقربین
و انبیای مرسلین بھی نہین چہ جائیکہ اور لوگ اور کافی ہے اس باب مین کلام
معجز نظام سردار بنی آدم مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ نہین پہچانا ہمنے تجھے
اے پروردگار جو حق تیرے پہچاننے کا ہے وَفِي الْحَدِيثِ إِنَّ اللَّهَ احْتَجَبَ
عَنِ الْعُقُولِ كَمَا احْتَجَبَ عَنِ الْأَبْصَارِ وَإِنَّ الْمَلَأَ الْأَعْلَى يَطْلُبُونَهُ
كَمَا تَطْلُبُونَهُ أَنْتُمْ اور حدیث شریف مین ہے کہ خدا عقلونسے بھی ایسا ہی
پوشیدہ ہے کہ جیسا بصارتونسے پوشیدہ ہوا ہے اور ملاء اعلی اور
ملائکہ مقربین اوسی اوسیطرح ڈہونڈتے ہین کہ جسطرح تم اوسکے لئے سراسیمہ
و سرگشتہ ہو فَلَا تَلْتَفِتْ إِلَى مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ وَصَلَ إِلَى كُنْهِ الْحَقِيقَةِ
الْمُقَدَّسَةِ بَلِ احْثُ التُّرَابَ فِي فِيهِ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوَى وَكَذَبَ وَافْتَرَى
فَإِنَّ الْأَمْرَ أَرْفَعُ وَأَطْهَرُ مِنْ أَنْ يَتَلَوَّثَ بِخَوَاطِرِ الْبَشَرِ وَكُلَّمَا تَصَوَّرَهُ
الْعَالِمُ الرَّاسِخُ فَهُوَ عَنْ حَرَمِ الْكِبْرِيَاءِ بِفَرَاسِخَ وَأَقْصَى مَا وَصَلَ إِلَيْهِ الْفِكْرُ
الْعَمِيقُ فَهُوَ غَايَةُ مَبْلَغِهِ مِنَ التَّدْقِيقِ وَمَا أَحْسَنَ مَا قَالَ ؎

انچہ پیش تو غیر ازان رہ نیست ÷ غایت وہم تست اللہ نیست ÷
پس ہرگز التفات نکرو اوس شخص کیطرف کہ جسے یہہ گمان فاسد ہو کہ وہ کنہ ذات
مقدس تک پہونچا بلکہ وہ بڑا بیباک ہے اوسکے مونہہ مین خاک ہے گمراہ و برگشتہ
وغبی ہے بالکل کاذب و مفتری ہے اور یہہ مقدمہ اس سے نہایت برتر ہے
اوسکی کنہ ذات سے نہایت دور قیاس بشر ہے بڑی بڑی عالمون کی عقل
اس معرکہ مین دنگ ہے کاخ احدیت و خلوتگاہ صمدیت سے فکر اونکی صدہا
فرسنگ ہوے چہ نسبت خاک را با عالم پاک ÷ اور جو کچہہ منتہائی جولانی
فکر عمیق ہے وہ حد رسائی تحقیق و تدقیق ہے ع انچہ پیش تو غیر
ازو رہ نیست ÷ غایت وہم تست اللہ نیست ÷ بَلِ الصِّفَاتُ الَّتِی
نُثْبِتُهَا لَهُ سُبْحَانَهُ اِنَّمَا هِیَ عَلٰی حَسَبِ وَهْمِنَا وَقَدَرِ اَفْهَامِنَا
فَاِنَّا نَعْتَقِدُ اِتِّصَافَهُ سُبْحَانَهُ بِاَشْرَفِ طَرَفَیِ النَّقِیضِ بِالنَّظَرِ اِلٰی
عُقُولِنَا الْقَاصِرَةِ وَهُوَ تَعَالٰی اَرْفَعُ وَاَجَلُّ مِنْ جَمِیعِ مَا نَصِفُهُ بِهِ
وَفِی کَلَامِ الْاِمَامِ اَبِی جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْبَاقِرِ ع اِشَارَةٌ اِلٰی هٰذَا
الْمَعْنٰی حَیْثُ قَالَ کُلَّمَا مَیَّزْتُمُوهُ بِاَوْهَامِکُمْ فِی اَدَقِّ مَعَانِیهِ
مَخْلُوقٌ مَصْنُوعٌ مِثْلُکُمْ مَرْدُودٌ اِلَیْکُمْ وَلَعَلَّ النَّمْلَ الصِّغَارَ
تَتَوَهَّمُ اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی زُبَانَیَتَیْنِ فَاِنَّ ذٰلِکَ کَمَالُهَا وَتَتَوَهَّمُ
اَنَّ عَدَمَهُمَا نُقْصَانٌ لِمَنْ لَا یَتَّصِفُ بِهِمَا وَهٰکَذَا حَالُ الْعُقَلَاءِ
فِیمَا یَصِفُونَ اللّٰهَ تَعَالٰی اِنْتَهٰی کَلَامُهُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَامُهُ
بلکہ جو صفتین ثابت کرتی ہین ہم اوسکی ذات مقدس کے لئے یہہ بھی تعبیر
ہماری افہام و اوہام کے ہے بقول شخصے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

چنانچہ ہمین ایک عقیدہ ہے کہ دونون نقیضونمین یعنے وجود و عدم مین
جو بات عمدہ تر ہو اوسکی ذات کے لئے ثابت ہوگی حالانکہ یہہ بھی مقتضی ہماری
عقل ناقص کا ہر وگرنہ حقیقت مین کجا وہ اور کجا یہہ صفت خیالی اور کلام
امام ہمام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مین بھی اسیطرف اشارہ ہے کہ وہ
جناب فرماتے ہین جو بات نہایت باریک اپنے ذہن ناقص سے تم تجویز کروگے
وہ بھی تمہاری ہی طرح مخلوق و مصنوع و بے ثبات بات ہوگی اور
تمہاری ہی طرف رجوع کریگی اور شاید کہ چیونٹیونکو بھی یہہ گمان ہوگا کہ
ہماری ہی سی دو مونچہین خدا کی بھی ہین اسلئے کہ ہمارے نزدیک اونکا
نہونا بڑا عیب ہی اور یہی حال عاقلونکا ہے اون صفتونکے بیانمین
کہ جنہین وہ بزعم خود صفات خدا سمجہتے ہین قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِینَ
هٰذَا کَلَامٌ دَقِیقٌ اَنِیقٌ رَشِیقٌ صَدَرَ مِنْ مَصْدَرِ التَّحْقِیقِ وَ
مَوْرِدِ التَّدْقِیقِ وَالسِّرُّ فِی ذٰلِکَ اَنَّ التَّکْلِیفَ اِنَّمَا یَتَوَقَّفُ عَلٰی
مَعْرِفَةِ اللّٰهِ بِحَسَبِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ وَاِنَّمَا کُلِّفُوا اَنْ یَعْرِفُوهُ
بِالصِّفَاتِ الَّتِی اَلِفُوهَا وَشَاهَدُوهَا فِیهِمْ مَعَ سَلْبِ النَّقَائِصِ
النَّاشِیَةِ عَنِ انْتِسَابِهَا اِلَیْهِمْ وَلَمَّا کَانَ الْاِنْسَانُ وَاجِبًا بِغَیْرِهِ
عَالِمًا قَادِرًا حَیًّا مُرِیدًا مُتَکَلِّمًا سَمِیعًا بَصِیرًا کُلِّفَ بِاَنْ یَعْتَقِدَ
تِلْکَ الصِّفَاتِ فِی حَقِّهِ تَعَالٰی مَعَ سَلْبِ النَّقَائِصِ النَّاشِیَةِ عَنِ
انْتِسَابِهَا اِلَی الْاِنْسَانِ بِاَنْ یَعْتَقِدَ اَنَّهُ تَعَالٰی وَاجِبٌ لِذَاتِهِ لَا
بِغَیْرِهِ عَالِمٌ بِجَمِیعِ الْمَعْلُومَاتِ قَادِرٌ عَلٰی جَمِیعِ الْمُمْکِنَاتِ وَهٰکَذَا
سَائِرُ الصِّفَاتِ وَلَمْ یُکَلَّفْ بِاعْتِقَادِ صِفَةٍ لَهُ تَعَالٰی لَا تُوجَدُ فِیهِ

کلام محقق

مِثَالُهَا وَمُنَاسِبُهَا بِوَجْهٍ وَلَوْ كُلِّفَ لَمَا أَمْكَنَهُ تَعَقُّلُهُ بِالْحَقِيقَةِ وَهٰذَا أَحَدُ مَعَانِي قَوْلِهِ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ انتهى كلامه محقق دوانی کہتا ہے کہ یہہ کلام نہایت انیق ورشیق ودقیق ہے اور منظر اسکا مصدر تحقیق ہے اور مورد تدقیق ہے اور بہید اسکا یہہ ہے کہ تکلیف موقوف ہے معرفت خدا پر بحسب طاقت بشری نہ اوسقدر کہ جو اوسکے امکان سے باہر ہو اور بندون کو فقط اسیقدر تکلیف ہے کہ کہ خدا کو پہچانین اونہین صفتون سے جنسے استیناس رکہتی ہین اور اپنی مین جنکا مشاہدہ کرتے ہین باوجود دور کرنے اون نقصون کے کہ جو اون خود کیجانب منسوب ہونے سے صفات مذکورہ مین حادث ہوتی ہین اور از بسکہ آدمی موجود اور واجب بغیرہ ہوتا ہے اور عالم وقادر ومرید وزندہ ومتکلم وسمیع وبصیر ہوتا ہے تو اوسے یہہ تکلیف ہوئی کہ انہین صفتونکو اعتقاد کرے حق تعالی مین اون عیبونکو زائل کر کے جو بوجہ انتساب ممکن کے صفات مذکورہ مین حادث ہوتے ہین بانیطور کہ اعتقاد کرے کہ خدا واجب لذاتہ ہے نہ واجب لغیرہ اور عالم جمیع معلومات ہے اور قادر تمام ممکنات پر اور اور بہی سب صفتین اسی قیاس پر ہین اور اوسی تکلیف ایسے صفت کی اعتقاد کرنیکی نہین ہوئی کہ جسکے مثل ومناسب خود آدمی مین کسی وجہ سے نہ پایا جاتا ہو اور اگر اس امر کی تکلیف دیجاتی تو اوسکے تعقل اور سمجہنے کا کب امکان ہوتا اور یہہ بہی ایک معنی ہین اس حدیث کے کہ جسنے اپنی نفس کو پہچانا اوسنے خدا کو پہچانا اور محقق طوسی رہ بعض مصنفات مین اپنی فرماتے ہین کہ معرفت خدا کے چار درجے ہین جیسا کہ بلاتشبیہ شناخت آتش کی

سب مین ادنی درجہ یہہ ہے کہ کوئی شخص سنے کہ موجودات مین ایک ایسی چیز ہے کہ فنا کر دیتی ہے جو اوسکے متصل ہو جائے اور اثر اوسکا ظاہر ہوتا ہے ہر چیز مین کہ جو مقابل اوسکے ہو اور کم کئے سے وہ کم نہین ہوتی اور اوسے آگ کہتی ہین اور اسطرحکی معرفت خدا معرفت عوام ومقلدین کی ہے کہ جنہون نے بلادلیل تصدیق خدا کی ہے اور اوس سے بڑہ کے اوسکا یقین ہے کہ جسنے دہوان بہی دیکہا اور اوسے دیکہہ کے تصدیق کی آگ کی کہ جسکا وہ اثر تہا اور نظیر اسکی معرفت اہل نظر واہل علم کی ہے کہ جو آثار ودلائل قطعیہ سے حکم وجود باری کا کرتے ہین اور اوس سے بہی زیادہ یقین کامل ہوگا اوسی کو جو ادراک آگ کی گرمی کا بہی کرے بسبب اوسکے قرب وجوار کے اور تمام عالم کا تماشا دیکہے اوسکے نور سے اور نفع یاب ہو اوسکے اثر سے اور اسکی نظیر معرفت خاص مومنین کی ہے کہ جنکا قلب مطمئن ہوگیا ہے ساتہہ خدا کے اور یقین ہوگیا ہی اونہین کہ خدا نور آسمانون اور زمینون کا ہے اور اس اندہیرے گہر کا چراغ ہے اور اوس سے بہی بڑہ کے اوسکا درجہ ہے کہ جو آگ کی گرمی سے بالکل بھسم ہو جائے اور نظیر اوسکے معرفت اہل شہود کی ہی کہ جو فنا فی اللہ ہین اور یہی حد کا درجہ ہے کہ خدا وہان تک پہونچنا نصیب کرے اور جناب شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس حدیث مذکور مین معرفت سی تیسرا اور چوتہا درجہ مقصود ہے واللّٰہُ اَعْلَمُ

واعظ کہتا ہے کہ یہہ کلام محقق کلام خطابی ہے اور ہر چند اختلاف مدارج معرفت مستفاد ادلہ معتبر سے ہی مگر یہہ کہ چوتہا درجہ اگر ماول نہو تو غیر ممکن اسلئے کہ اتصال ووصول ممکن واجب تک غیر ممکن اور تیسرا درجہ نادر الوجود

اور مخصوص انبیا و اوصیا ہے فتامل اور تکلیف شرعی فقط اسیقدر ہی
کہ خدا کو واجب الوجود سمجھے اور کامل الذات کہ جو مرجع جمیع صفات ثبوتیہ کا ہی
اسلئے کہ اوسکا نہونا عیب و نقص ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ جو کامل جمیع وجوہ سے
ہوگا وہ ضرور قادر جمیع مقدورات پر ہوگا اور یہی پہلی صفت ہی اور عالم
جمیع معلومات کا کہ جو دوسری صفت ہے اور تیسری صفت یعنی زندگی
بہی اوسی لازم ہوگی ورنہ کیونکر علم و قدرت اوسمین پائی جاتی اور قدرت ذاتی
اوسکی اور علم بحسن و قبح مستلزم ہی اسے کہ وہ نیکی ہی کا ارادہ کرے اور
بدی سی کارہ ہو پس مرید و کارہ ہوا کہ جو چوتھی صفت ہے اور جب علم اوسکا
عام و تام ہوا تو اوسکی مدرک ہونیمین کیا کلام رہا پس وہ ادراک بغیر حواس
کرتا ہے کہ جنہین ہم حواس خمسہ سی ادراک کرتے ہین اور یہہ پانچوین صفت
ہی اور از بسکہ وجود اوسکا ضروری ہے اور عدم سابق و لاحق و فنا و تقدیم
وجدید سے وہ بری ہے تو ضرور قدیم و ازلی و ابدی و سرمدی ہوگا اور
یہی چہٹی صفت ہے اور قدرت عامہ کا مقتضی یہہ ہے کہ کلام پر بہی وہ
قادر ہو پس وہ متکلم بہی ہوا یعنی خالق کلام نہ اس راہ سی کہ معاذ اللہ وہ مرکب
زبان اور تالو اور کوے یا اور اعضا سے ہے تا کہ محتاج آلات و اجزا
ہو جائے اور یہی ساتوین صفت ہی اور بری سب نقصون اور عیبون سے
ہی اور یہی مرجع کل صفات سلبیہ کا ہے اسلئے کہ ظاہر ہے کہ جو سب عیبون سے
بری ہوگا وہ مرکب نہوگا اسلئے کہ مرکب محتاج اجزا ہوتا ہے اور احتیاج
بڑہ کے کیا عیب ہی اور یہی پہلی صفت ہی اور ضروری ہی کہ جسم و لوازم جسمیت
سی مثل لذت و الم و جوہریت و عرضیت سی بہی بری ہو نہین تو محتاج

مکان و محل و جہت ہو جائیگا اور یہی دوسری صفت ہے اور دو خدا کا ہونا
موجب اونکی ترکیب کو ہے ما بہ الاشتراک و ما بہ الامتیاز سے اسلئے کہ خدائی دونون مین
مشترک ہے تو فرق بہی کچہہ امتیاز کے لئے ضرور ہوا نہین دوئی کیونکر ہوگی
حالانکہ ترکیب مستلزم احتیاج ہے اور خدا احتیاج سے بری ہے پس ترکیب
و تعدد سے بہی بری ہوا اور یہی تیسری صفت ہے اور اثر پذیر نہونا اوسکا
او نقص سے مبرا ہونا موجب ہی اسکا کہ وہ محل حوادث نہو اور یہی چوتھی صفت ہے
ہی اور جب وہ مکان و جہت ہی مین نہین تو کیونکر دکہائی دیگا اور یہی پانچوین صفت ہے
اور کسی قدیمون کے وجود کا بطلان اور محلیت حوادث کا جائز نہونا دلالت کرتا ہی
اوسکے محتاج نہونے پر اور یہی ساتوین صفت ہی اور علم اوسکا بدی و ظلم سے
باوجود قدرت ذاتی دلیل واضح ہے اسپر کہ وہ ظالم نہین اور یہی آٹھوین صفت
ہی اور جب وہ ظالم نہوا تو ضرور عادل ہوگا اسلئے کہ کامل بالذات من جمیع الجہات
ہے پس جزا و سزا اختیاری باتون پر کریگا نہ اضطراری باتون پر پس بندے
اپنے افعال مین قادر و مختار ہین گو کہ کارخانہ خدا مین مثل قضای محتوم وغیرہ کے
مجبور ہون پس نہ جبر لازم آیا نہ بالکل اختیار بلکہ بین بین کے درجہ پر رہنا اور یہی اہلبیت کا
ملجا کر دینا باطل ہوا اگرچہ فی الجملہ مرجح بدی یا نیکی ہو اور امر بد خدا پر محال ہوا بوجہ
اوسکی علم و قدرت ذاتی کے اور اسیطرح ارادہ بدی کرنا کہ جو خود بد ہے اور خود
خدا خالق شر نہوا اور آفات سماوی مثل موت و بیماری و خشک سالی و رنج وغیرہ
عقلاً نیک ہین اگرچہ خلاف مزاج بعض کے ہون پس وہ بد نہین بلکہ قرین مصلحت
و منفعت ہین اور بدلائل قطعی ہم علم کلام مین ثابت کر چکے ہین کہ حسن و قبح اشیا
عقلی ہی اور خدا کا عبث کرنا بہی منافی علم و عدل ہے پس اوسکے کامون مین

نیک غرض ہوگی اور نفع رسانی نہ ضرر پہونچانا اسلئے کہ یہہ قبیح ہی اور نہ خود نفع پاتا کہ وہ کامل الذات اور محتاج نفع نہین پس تکلیف دینا اوسپر لازم ہوا کہ موجب ثواب و نفع دینی کے ہے اور لطف بہی اوسپر واجب ہوا اسلئے کہ حصول مقصود یعنی فیض رسانی اوسپر موقوف ہے بدون الجا اور مضطر کردینے کے اور صدمات و آلام کا عوض دینا زیادہ اصل تعب سے بہی اوسپر لازم ہوا تاکہ ظلم یا عبث لازم نہ آئے اور بہر طور اہل کشف و شہود و صوفیون کو کوئی بہرہ معرفت توحید سے نہین اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہین لَا یَقُوْلُ بِالتَّصَوُّفِ اَحَدٌ اِلَّا لِخُدْعَةٍ اَوْ ضَلَالَةٍ اَوْ حَمَاقَةٍ یعنی کوئی شخص تصوف کا قائل نہوگا مگر فریب یا گمراہی یا حماقت سے اور شیخ بہاء الدین نے جناب رسالتمآب صلعم سے روایت کی ہے کہ قبل قیام قیامت ایک جماعت ہوگی کہ جو صوفی کہلائینگی وہ ہرگز میری امت سے نہین بلکہ وہ یہود مین سے ہین اور وہ کفار و اہل نار ہین اور حضرت امام جعفر صادق ع سے کسینے عرض کیا کہ ای فرزند رسول خدا اس زمانہ مین ایک قوم پیدا ہوئی ہے اونکے بارے مین آپ کیا فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ وہ دشمن ہین ہم اہلبیت کے اور جو اونکی طرف راغب ہوگا وہ اونہین مین محسوب ہوگا اور اونہین کے ساتھہ محشور ہوگا اور عنقریب کچھہ ایسے لوگ ہونگے کہ وہ باوجود انتحال اور ادعائی محبت اہلبیت صوفیون کیطرف راغب ہونگے اور ایسے ہی چال چلن اور باتین اختیار کرینگے اور صوفیون کے کلام فاسد کی کہ جو عین کفر و الحاد ہے چند در چند تاویلین کرینگے اور وہ لوگ ہمارے شیعون سے نہین اور ہم بری ہین اونسے اور جسنے باطل کین دلیلین اونکی اور رد کی بدعت اونکی پس گویا کہ اوسنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب جناب رسالتمآب

صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جہاد کیا کفار کے ساتھہ اور علاوہ ان احادیث معتبرہ کے خود اقوال و افعال لایعنی اونکی دلیل واضح اونکے کفر و الحاد پر ہین مثل ادعای وحدت وجود و کشف و شہود اور اعتماد کرنیکے خیالات اور منامات پر اور منہمک ہونا اونکا غنا وغیرہ مین اور مناسب حال یہ ہے کہ بطور مشت نمونہ از خروارے کچھہ اقوال و حکایات اونکے بیان کئے جائین پس از انجملہ قول بایزید بسطامی ہے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ فَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ پاک ہون اور کیا شان ہے میری میرے جامہ مین خدا کے سوا اور کوئی بہی نہین ہے + نیست اندر جبہ ام غیر از خدا + چند جوئے در زمین و در سما + از انجملہ قول ملا نابہول روم شوم ہے مج مین اوسکو اوستاد شمس تبریز کے

مطرب سرمست شد انگشت بیرق میزند + پردہ عشاق را از دل بر رونق میزند
رخت بر بندید ای یاران کہ سلطان دو کون + ایستادہ بر لوای چرخ سنجق میزند
عیسیٰ و موسیٰ چہ باشد چاکران حضرتش + جبرئیل اندر قبولش سحر مطلق میزند
جان ابراہیم مجنون گشت اندر شوق او + تیغ را بر فرق اسماعیل و اسحق میزند
احمدش گوید کہ وا شوقا لنا اخوانا + ہمچو حیدر گردن ہشام و ابرق میزند
کیست آنکس اینچنین شخصی کند اندر جہان + ہر کہ نام شمس تبریزی شنید اندر جہان
روح او مقبول حضرت شد انا الحق میزند +

از انجملہ اوسی بیدین سے پوچھا گیا حال اوسکے اوستاد بد نہاد کا پس کہنے لگا کہ قول اونکا کن فیکون ہے اور صفات اونکی یہہ ہے کہ بجز اونکے اور کوئی خدا نہین وہی عالم غیب و شہادۃ ہین اور وہی رحمن و رحیم ہین اور ذات اونکی یہ ہے کہ کوئی مثل اونکی نہین اور وہی سمیع و بصیر ہین از انجملہ فوائح میبذی مین ہے حضرت سید شریف

میگوید متکلمی و صوفی مناظرہ کردند متکلم گفت بیزارم ازان خدائیکہ در سگ و گربہ ظہور کند صوفی گفت بیزارم ازان خدائیکہ در سگ و گربہ ظہور نکند از انجملہ
وہ حکایت ہی کہ جسے عم معظم جناب علیین مکان نے حدیقۂ سلطانیہ مین درج
فرمایا ہے اور خلاصہ اوسکا بتغیر عبارت یہہ ہے کہ مولوی عبد الرحمن ہمنام
ابن ملجم الجمہما اللہ بلجام النیران ایک شب مسجد مین بیٹھے تھے ایک کتا
انہیں اپنا ہمجنس پاکے بمفاد للجنس یمیل الی الجنس کبوتر با کبوتر باز با باز
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز بدون درانا مسجد مین چلا آیا اور چراغ چڑہانیکے بدلے
انکو حصہ کے گہیکے چراغ نوش جان کرنے لگا پس وہ چراغ بجہہ گئے یہہ
بجور ہوا اپنے سگکے کی خوش فعلی دیکہہ کے اپنی معرفت کے جوش و خروش مین
آکے حواب کو کتون کیطرح بہونک اوٹہی کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا بات ہے
آپہی آپ اپنے گہر کو بیچراغ کر چلے ؎ جزی اللہ ذاک الکلب فیما قد اتی فعلک
جزاء الکلاب العاویات و قد فعل ٭ خلاصہ یہہ کہ وہ کتا ایسی باتون
کتون ہی کے ساتہہ محشور بہی ہوگا اور کاٹنے کتون ہی کی سزا پائیگا از انجملہ
یہہ کہ فرقہ وصلیہ انمین سے اپنے تئین واصل باللہ یعنی خدا رسیدہ اور
پہونچے ہوؤن مین جانتے ہین اگرچہ ہمارے نزدیک وہ جہنم واصل ہونگے
اور وہ بے ایمان جانتے ہین کہ سب تکلیفین نماز و روزہ کی اونسے ساقط
ہوگئین اور شراب خواری و لواطہ و زناکاری تک اونکے لئے جائز ہے اور
اپنے اہل مذہب کیلئے مان اور بیٹی کو بہی حلال جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جب
باکرہ عورتین اور امردو مرد کسیکی مباشرت سے تامل نکرین تو پہروہ مورد فیض الہی
ہوتے ہین اور خدا رسیدہ ہوجاتے ہین اور جو ذرا بہی انکار درمیان مین آیا تو خدا کو

نپایا واعظ لکہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رابعہ بصری نے بہی ایسی
ہی ریاضتون سے پیری و دستگیری کا ان لوگون کے مرتبہ پایا ہوگا واللہ اعلم
از انجملہ لکہا ہی کہ شبلی ایک درخت کے نیچے مدت دراز تک ہو ہو کرتا رہا اور جب
لوگون نے پوچہا تو اوسنے کہا کہ وہ فاختہ درخت پر کوکو کرتی ہے پس مین بہی
اوسکی پیروی مین ہو ہو کرتا ہون کیا عجب کہ کوئل سے یہہ اٹکتا اور بحث کرتا ہو
اور اوسکے ساتہہ دینے پر افتخار کرتا ہوا اور اوسے اپنی کرامت سمجہتا ہوا چلا لانکہ
یہہ صفت اوسکی مشہور ہے آم کی فصل مین بچون سے بچتنا اوسکا دستور ہے
اگر انہین بہی پیر نابالغ سمجہتے تو کیا عجب از انجملہ یہہ کہ شبلی جہاد نفس بزعم
خود کرتا تہا اور اس خیال سے کہ نیند نہ آئے اپنی آنکہون مین نمک جہونکتا تہا یہانتک
کہ سات سیر نمک اپنی آنکہون مین جہونک لیا از انجملہ شارح معتزلی نے لکہا ہے
کہ غزالی جب طوس سے بغداد مین آیا تو یہہ بہت تعصب کرتا تہا اس بات
کہ ابلیس پر تلبیس موحد و نکا سردار ہے اور ایک ایسی حکایت نقل کرتا تہا کہ
جس سے یہہ ثابت ہوتا تہا کہ ابلیس حضرت موسی سے بہی افضل تہا نعوذ
باللہ من ذلک از انجملہ حدیقۂ سلطانیہ مین ہے کہ ایک روز حضرت
امیر نے پیر کو صوفیون کے یعنے حسن بصری کو وضو ناقص کرتے پایا پس تعرض
فرمایا اوسنے کہا کہ کل آپ نے بڑے بڑے نماز گذارونکو جنگ جمل مین مار ڈالا
اور آج مجہے وضو تعلیم فرماتے ہین فرمایا کہ تو اگر اون باغی لوگونکو حق پر جانتا
تہا تو اونکا شریک کیون نہ ہوا اوسنے کہا کہ میرے نزدیک ام المومنین حق پر تہین
اور مین کئی بار حنوط و غسل کرکے جہاد پر چلا مگر اثنا ہی راہ مین سنا کہ ایک منادی
ندا کرتا ہے کہ قاتل و مقتول دونون جہنمی ہین پس مین آپسے اور اونسے دونوسے

بری ہون حضرت نے فرمایا کہ وہ منادی تیرا بہائی ابلیس تہا اور اوسنے سچ کہا
کہ باغیون مین سے توجہ ہر متوجہ تہا قاتل و مقتول دونون ناری تہے از انجملہ
اوستاد عالمگیر نے خواب مین دیکہا کہ شیطان اونکی ملاقات کو آیا پس انہون نے
اوسکی داڑہی پکڑ کے اوسے ایک طمانچہ مارا اتفاق سے وہ انہین کے مونہہ پر
پڑا آنکہہ جو کہلی تو کیا دیکہتے ہین کہ اپنی ہی داڑہی اپنے ہی ہاتہہ مین ہے از انجملہ
مولوی عبدالحق نے لکہا ہے کتاب سفر السعادت مین کہ مین ایکبار بہت علیل
ہوا کہ زندگی سے مایوس ہوگیا پس جناب رسالتمآب خواب مین آئے اور دو بال
ریش کے مجہے عنایت فرمائے اور فرمایا کہ ای فرزند تجہے بشارت ہو شفا کی اور
حالت بیداری مین بہی وہ میرے پاس موجود ہین عجب نہین کہ مولوی صاحب
ممدوح کو یہہ مقصود ہو کہ کسیطرح پیمبر کے بال کچہ نہین تو اسیواسطے یہہ حکایت
تراشی مگر اگر خلیفہ صاحب کی نسبت ایسی جسارت کرتے تو شاید قرین قیاس
ہوتا ہر چند کہ بال کے کہال کہینچنے والے پہر بہی کوئی بات نکال دیتے اور مخفی نرہے
کہ اس حدیث مین نہایت عمدہ صفتین عارفون کی اور انتہا درجے کی علامتین
کاملون کی منقول ہوئی ہین پہلی سکوت اور صموت اور روکنا زبان کا کلام
ناجائز یا عبث سے اور یہی ورد نجات ہے چنانچہ جناب امیر فرماتے ہین +

اِنَّ الْقَلِيْلَ مِنَ الْكَلَامِ بِاَهْلِهٖ + حَسَنٌ وَاِنَّ كَثِيْرَهٗ مَمْقُوْتٌ +

تہوڑا سا کلام لئیق مخاطب سے خوب ہے اور زیادہ گوئی مذموم ہے +

مَا ذَلَّ ذُوْ صَمْتٍ وَمَا مِنْ مُكْثِرٍ + اِلَّا يَزِلُ وَمَا يُعَابُ صَمُوْتٌ +

نہ بات مین ڈگمگائیگا چپ رہنے والا اور کوئی زیادہ گو ایسا نہین
کہ لغزش نہ کہائے اور نہ عیب لگایا جائیگا چپ کے ہمین

اِنْ كَانَ يَنْطِقُ نَاطِقٌ مِنْ فِضَّةٍ + فَالصَّمْتُ دُرٌّ زَانَهٗ يَاقُوْتٌ

اگر باتین سونے چاندی کی بہی ہون تو سکوت ایسا در بے بہا ہے کہ جسے
آمیزش یاقوت نے بیمثل کر دیا اور ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

زِيَادَةُ الْقَوْلِ تَحْكِيْ النَّقْصَ فِي الْعَمَلِ + وَمَنْطِقُ الْمَرْءِ قَدْ يَهْدِيْهِ لِلزَّلَلِ

زیادتی کلام دلالت کرتی ہے کمی عمل پر اور باتین آدمی کی پہنسا دیتی ہین اوسے
لغزش مین اِنَّ اللِّسَانَ صَغِيْرٌ جِرْمُهٗ وَلَهٗ + جُرْمٌ كَبِيْرٌ كَمَا قَدْ قِيْلَ فِي الْمَثَلِ
زبان کا ہر چند جرم کم ہے مگر جرم بڑا ہے جیسا کہ ضرب المثل ہے ؎

فَكَمْ نَدِمْتُ عَلٰى مَا كُنْتُ قُلْتُ بِهٖ + وَمَا نَدِمْتُ عَلٰى مَا لَمْ تَكُنْ تَقُلٖ

کہی ہوئی بات تو پہر اکثر ندامت ہوتی ہے اور جو کہا ہی نہین اوسپر کیا ندامت

ہمت عادت کن کہ در یک گفتنک + ہیشو و زنار این تحت الحنک +

دوسری بہوک کہ جو نیکیون کی کنجی ہے تیسرے بدنکو تعب عبادت
دینا دنکو روزہ رکہنا اور راتونکو نمازین پڑہنا اور بعض سفیہون نے گمان
کیا ہے کہ عارف کو عبادت سے استغنا ہے اور کچہہ حاجت اوسکی نہین
جب خدا رسیدہ ہو جائے اور اگر یہی صحیح ہوتا تو پہر پیمبر کو بطریق اولے
عبادت کی حاجت نرہتی کہ وہ سب عارفون کے شاہنشاہ تہے حالانکہ دس
برس کامل وہ انگلیون کے بل نمازین کہڑے رہے یہانتک کہ رنگ زرد
ہوگیا اور قدم مبارک پر ورم آگیا اور وہ جناب امیر کہ جنپر عارفون کے سلسلہ کا
اختتام ہوتا ہے ہر شب ہزار رکعتین پڑہتے تہے اور یہی حال حضرت امام
حسین علیہ السلام کا اور حضرت امام زین العابدین ع کا اور حضرت علی بن موسی الرضا ع نے
جب اپنا بالون کا کرتا دعبل خزاعی کو اوتار دیا تو بتاکید یہہ فرمایا کہ بڑی حفاظت

کرنا اسکی کہ اسمین جینے ہزار شب عبادت کی ہے اور ہر شب ہزار رکعت پڑہی
ہے اور ہزار بار ختم قرآن کیا ہے اور اسی طرح اسکی صد ہا روایتین ہین اور برابر
یہی چال چلن رہا سب ولیون اور عارفون کا جو تہے فکر کرنا اور حدیث
معتبر مین وارد ہے کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً
یعنی ایک ساعت کی فکر بہتر ہے ساٹھہ برس کی عبادت سے بعض اکابر نے
لکھا ہے کہ سبب اسکا یہ ہے کہ فکر عمل قلب ہے اور قلب اشرف ہے
سب اعضا و جوارح سے پس عمل بہی اوسکا اونکی عمل سے بہتر ہوگا جیسا کہ
آیۂ شریف اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی برپا کر نماز میری ذکر کے لئے
نماز کو وسیلہ ذکر خدا گردانا ہے اور ظاہر ہے کہ غایت اصلی بہتر وسیلہ سے
ہے پانچوین ذکر ہے اور مراد اوس سے ذکر زبانی ہے اور اوسکے
لئے کلمہ توحید تجویز کیا گیا ہے بوجہ چند فضیلتون مخصوص کے واعظ
کہتا ہے لیکن یہ تلفظ و ذکر اوسی طور پر ہو کہ جو ائمہ معصومین سے
ماثور ہے نہ اوس طور پر کہ جسمین مشابہت صوفیون کی اور اہل بدعت
کی لازم آئی خصوصاً ذکر خفی و جلی کہ شعار ہے اون مبطلون کے ہے
اور بطلان اوسکا اہل حق کے نزدیک جلی ہے چھٹے عبرت کی نظر سے آنکہ کا
گویا ہونا حکمت سے کہ جسمین منفعت دین و دنیا یا بہبودی محض آخرت ہو
مثل علوم دینیہ و معارف یقینیہ کے آٹھوین لوگون تک اونکی برکت
پہونچانا نوین خوف دسوین رجا تتمہ مہمہ اب مناسب مقام ذکر
اون اشعار آبدار کا ہے کہ جنہین مرزا فصیح صاحب مرحوم مغفور نے نظم
فرمایا ہے ~ پرچم توحید یون کی دہوم ہے ٭ جسکو دیکہو مولوی روم ہے

باندہ کر چمڑے کا تسمہ کس لنگوٹ ٭ جب سے بنجاتا ہے عارف لوٹ پوٹ
بنگ پیکر کر رہا ہے یہ صدا ٭ من خدایم من خدایم من خدا
ہر طرف حلاج ہے اور بایزید ٭ ہر طرف ہے پیر اور ہر سو مرید ٭
مولوی کی مثنوی کی دہوم ہے ٭ ہند ہے یہ یادگاہ روم ہے
مثنوی پڑہتے ہین یہ باشد و مد ٭ جائے آیت شعر لاتے ہین سند
گم کیا قران و تفسیر و حدیث ٭ غش ہین اون ابیات واہی پر خبیث
من ز قران مغز را بر داشتم ٭ استخوان پیش سگان انداختم
کور کورانہ مرو در کربلا ٭ تا نیفتے چون حسین اندر بلا
ہر کہ باشد زندہ و قائم آن ولیست ٭ خواہ از نسل عمر خواہ از علیست ٭
بامریدان آن فقیر محتشم ٭ بایزید آمد کہ یک یزدان منم ٭ گفت مستانہ عیان
آن ذوفنون ٭ لا الہ الا انا فاعبدون ٭ ہفتصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ٭ بس فصیح ایسے نہ واہی قول پڑہ ٭ لعن کر
نفرین کر لاحول پڑہ ٭ حقتعالے سے ہدایت کر سوال ٭ تو ہی سائل ہو معطی ذو الجلال ٭ یا الٰہی
انت حی لا یموت ٭ یا رجائی رزق کل شی لا یفوت ٭ حال دل سے تو مرے آگاہ ہے ٭
درد ہی اور داغ ہے اور آہ ہے ٭ مجہکو اے خالق بصیرت کر عطا ٭ حسن خلق
و حسن سیرت کر عطا ٭ دل مین میرے معرفت کا نور ہو ٭ زنگ حب ماسوی اللہ
دور ہو ٭ نفس میرا سرکشی کرنے نہ پائے ٭ بوئے حب غیر دل مین رہ نہ جائے
مہروش پر نور یہ سینا رہے ٭ صاف میرے دل کا آئینہ رہے ٭ قلب پر
میرے سیاہی چہا نہ جائے ٭ دین پر میرے تباہی آ نہ جائے ٭ جسطرف
دیکہون تو ہو عبرت مجہے ٭ دن بہ دن افزود ہو حیرت مجہے ٭ تجہکو دیکہون جسطرف

جائے نظر ÷ کچھہ نہ تیرے ماسوا آئے نظر ÷ تیری الفت ہو تو کچھہ کلفت نہو
پھر زن و فرزند کی الفت نہ ہو ÷ کم کرون گفتار کم سویا کرون ÷ کم ہنسون مین
اور بہت رویا کرون ÷ در پہ تیرے رات دن عاکف رہون ÷ اہل دنیا سی
مین ناواقف رہون ÷ کیا تونگر کیا گدا کیا بادشاہ ÷ سب سی ہووے اجنبیت
تجھسے راہ ÷ زندگانی مین فنا فی اللہ ہون ÷ پر نہ صوفی کیطرح گمراہ ہون ÷
ہووے ہر ایک کام مین نیت بخیر ÷ کچھہ نہ مانگو غیر سے تیرے بغیر ÷ رات دن
کرتا رہون عجز و نیاز ÷ غیر سے ظاہر کرون اپنا نہ راز ÷ جو ترا ہوا وسپہ پروانہ
رہون ÷ جو ہون اُنسے بیگانہ رہون ÷ صبح ہو یا چاشت ہو یا شام ہو
دلمین تو ہو لب پہ تیرا نام ہو ÷ ظاہر و باطن کو میرے ایک کر ÷ اپنی نیکو کا تو قصد
نیک کر ÷ شکر نعمت سی ہون رطب اللسان ÷ پائے لذت ذکر سے کام و زبان
زندگی طاعت گذاری مین کٹی ÷ عمر تیری یادگاری مین کٹی ÷ خواہشین جتنی ہین
سب ہون پامال ÷ ہو اطاعت کا تیری حاصل کمال ÷ رات جب ہووے تو
شب بیدار رہون ÷ خواب راحت سی صد ابیزار رہون ÷ دنکو صائم راتکو قائم
رہون ÷ بندگی مین مستعد دائم رہون ÷ قطع ہوئے رشتہ طول امل ÷ ہو وین وہ
ہمدم مرے علم و عمل ÷ علم و حلم و زہد و تقوی کر عطا ÷ بخش میری لغزش و جرم و خطا
رات دن تجھسے کرون مین التجا ÷ گاہ ہووے خوف اور گاہی رجا ÷ عجب و کبر و بخل سی دوری
رہی ÷ خاکساری پر نہ مغروری رہی ÷ غیظ و غضب کا نہ ہو دلپر گذر ÷ دور ہو بغض و حسد کا
درد سر ÷ ہو مناہی سے ہمیشہ احتراز ÷ امر پر تیرے رہون مین یکہ تاز ÷

واعظ کہتا ہے کہ یہہ اشعار آبدار اس قابل ہین کہ اہل ایمان و عرفان نہین اپنی
وظیفون مین نمازون کے ورد زبان کرین فقط گریز

موعظہ ساتوان

بیان مین استحالہ دیدار خدا کے اور کچھہ لطیف حکایتین فرقہ مجسمہ کی اور بیان مین عصمت انبیا اور کچھہ ذکر حضرت یوسف ع وزلیخا اور حضرت یونس ع کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عن الرضا علیہ السلام انہ قال لہ المامون الملعون
فی تضاعیف حدیث طویل ایک روایت طولانی مین وارد ہے
کہ ایک روز رشید نارشید نے خدمت بابرکت امام رضا علیہ السلام مین
عرض کی ما معنی قول اللہ تعالی ولما جاء موسی لمیقاتنا
وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک الایۃ کیا معنی ہین اس قول
خدا کے اور جب آئے موسی ہماری میعاد کے لئے اور باتین کین اونسے
اوسکے مربی نے تو اونہون نے عرض کی ای میرے مربی دیکھا مجھے
اور موقع دے اسکا کہ مین تیری طرف دیکھون کیف یجوز ان یکون
کلیم اللہ موسی ابن عمران لا یعلم ان اللہ تعالی لا یجوز

علیہ الرؤیۃ حتی یسأل ھذا السؤال کیونکر جائز ہوئے یہہ بات
کہ حضرت موسی سا پیغمبر اولوالعزم کہ جو خدا سے باتین کیا کرتا تھا وہ ایسا
اجنبی ہو کہ اتنی بھی تمیز نہ رکھتا ہو کہ دیدار خدا ممکن نہین یہانتک کہ بتکلف
درخواست دیدار کرے فقال ان موسی علم ان اللہ اجل من
ان یری بالابصار ولکنہ لما کلمہ ربہ وقربہ نجیا رجع الی
قومہ فاخبرھم ان اللہ تعالی کلمہ ربہ وقربہ وناجاہ پس
حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسی تو بخوبی واقف تھے اس بات سے کہ
دکھائے دینا دون مرتبہ خداوندی ہے لیکن جب جناب باری نے کلام
کیا اور قرب منزلت عطا کی حضرت موسی کو حالانکہ چپکے چپکے اونسے راز کی
باتین کین یا اونہون نے خدا سے مناجات کی تو وہ اپنی قوم کے پاس
واپس آئے اور خبر دی اونہین کہ آج اسطرحسے خود خدا مجھسے ہمکلام ہوا
فقالوا لن نؤمن لک حتی نسمع کلامہ کما سمعت پس اونہون نے
کہا کہ ہم اپکا کب ایمان لاتے ہین جبتک کہ خود ہمسے پروردگار ہمکلام نہو اور
ہم اوسکا کلام نہ سنین جیسا آپ نے بگوش خود سنا وکان القوم سبعمائۃ
الف رجل فاختار منھم سبعین الفا اور وہ قوم یعنی بنی اسرائیل
سات لاکھ آدمی تھے پس اونمین سے حضرت نے ستر ہزار چنے ثم اختار
منھم سبعۃ الاف پھر اونمین سے سات ہزار چنندہ رکھے ثم اختار
منھم سبعمائۃ پھر سات ہزار مین سے سات سے رکھلئے ثم اختار
منھم سبعین رجلا لمیقات ربہ پھر اونمین سے بھی بڑے
چنندہ اور عمدہ ستر آدمی چھانٹ لئے میقات پروردگار کیلئے فخرج

بهم الی طور سیناء فاقامهم فی سفح الجبل وصعد موسی الی الطور
پس اونہین لیجاکے پہاڑ کے پاس ٹہرایا اور خود طور پر چڑھ گئے وسأل الله
ان یکلمه ویسمعهم کلامه فکلمه تعالی وسمعوا کلامه من فوق
واسفل ویمین وشمال ووراء وامام اور درخواست کی انہون نے
خدا سے کہ وہ انسے ہمکلام ہو اور اپنی آواز اون سبکو بہی سنادے پس خدا نے
کلام کیا اور اون سب نے اوپر نیچے داہنے بائین آگے پیچھے چہار طرف سے اوسکا
کلام سنا لان الله تعالی احدثه فی الشجرة ثم جعله منبعثا
منها حتی سمعوه من جمیع الوجوه اسلئے کہ خدا نے اوس کلام و
آواز کو پہلے درخت سے ظاہر کیا پہر ہوا مین پہیلا دیا کہ چارون طرف سے
وہی اونہین سنائی دیتا تہا اور جو کتنا ہو کے چارون طرف وہ تکتے تہے
کہ کدہر سے یہ آواز آرہی ہے فقالوا لن نؤمن لک بان هذا
کلام الله حتی نری الله جهرة جب یہ بہی ہو چکا تو انہون نے خدا سے
چار آنکہہ ہونا چاہا اور کہا کہ ہم کبہی تمہاری تصدیق نکرینگے کہ یہ خدا کا کلام
ہی جبتک کہ ہم ظاہر بظاہر خدا کو ندیکہین فلما قالوا هذا القول العظیم
بعث الله علیهم صاعقة فاخذتهم بظلمهم فماتوا پہر جب
اونکے چہوٹے مونہہ سے ایسی بڑی بات ظاہر ہوئی تو خدا نے ایک بجلی
محیط کردی کہ اوسنے اون ظالمونکو جلاکے خاک سیاہ مین ملا دیا فقال
موسی یا رب ما اقول لبنی اسرائیل اذا رجعت الیهم وقالوا
انک ذهبت بهم وقتلتهم لانک لم تکن صادقا فیما ادعیت
من مناجات الله تعالی ایاک فاحیاهم الله وبعثهم معه

پس حضرت موسی نے عرض کی کہ اب مین بنی اسرائیل کو مونہہ دکہانیکے
قابل نرہا اور کیا جواب دونگا اونہین جب اونکے پاس پہر کے جاؤنگا
اور وہ کہینگے کہ تم جب امتحان ندیسکے اور کلام خدا نہ سنواسکے تو جہنجہلا کے
خود تمنے اون لوگونکو مار ڈالا تاکہ راز فاش نہو پس اتمام حجت کے لئے خدا نے
اونہین جلادیا اور وہ صحیح وسالم اپنے گہر پہرے اور اپنی برادری سے سب
حال بجلی کے جلانیکا اور خدا کے جلانیکا مشرح بیان کردیا فقالوا انک
لو سألت الله ان یریک تنظر الیه لاجابک ثم کنت تخبرنا
کیف هو ونعرفه حق معرفته بنی اسرائیل تو حجتی تہے وہ کہنے لگے
کہ اے موسی جو آپ خدا سے اوسکے دیدار کی درخواست کرتے تو وہ
کبہی آپ کی بات کو نہ ٹالتا پہر آپ بیان کردیتے کہ وہ کیسا ہے تو ہمین بخوبی
اوسکی شناخت حاصل ہوجاتی فقال موسی یا قوم ان الله لا یری
بالابصار ولا کیفیة له وانما یعرف بآیاته ویعلم باعلامه
پس حضرت موسی نے فرمایا کہ خدا آنکہون سے نہین دکہائی دیتا اور کوئی
کیفیت رکہتا ہے شکل رنگ روپ جسم وصورت کے تاکہ دکہائی دے
بلکہ آیات وعلامات صحیح کے ذریعہ سے وہ پہچانا جاتا ہے فقالوا لن نؤمن
لک حتی تسأله پس اونہون نے کہا کہ ہم کبہی تمہارا ایمان نہ لائینگے جبتک
کہ تم خدا سے یہی سوال نکرو فقال موسی یا رب انک قد سمعت
مقالة بنی اسرائیل وانت اعلم بصلاحهم پس حضرت موسی نے
مناجات کی کہ خداوندا تو نے کلام بنی اسرائیل سنا پس جو کچہہ اونکے حق مین
مناسب ہو وہ فرما فاوحی الله تعالی الیه یا موسی سلنی ما سألوک

فَلَنْ اُوَاخِذَكَ بِجَهْلِهِمْ پس خدا نے اونکی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ
تم اونکی درخواست پیش کرو کہ مین تم سے ہرگز مواخذہ نکرونگا اونکی
نادانی کا فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ مُوْسٰى رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ
لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ
فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ
قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ يَقُوْلُ رَجَعْتُ اِلٰى مَعْرِفَتِيْ بِكَ عَنْ جَهْلِ
قَوْمِيْ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ بِاَنَّكَ لَا تُرٰى پس حضرت موسیٰ نے
مناجات کی کہ خداوندا مجھے موقع دے اپنے دیکھنے کا فرمایا کہ ہرگز ہرگز کبھی تو
نہ دیکھیگا مجھے لیکن پہاڑ کو دیکھ اگر یہہ اپنے مقام پر ثابت رہا تو پھر عنقریب
تو مجھے دیکھیگا پس جب خدا نے پہاڑ پر تجلی کی یعنے اپنا مخلوق ایک خاص
نور وہان ظاہر کیا تو اوس کوہ پرشکوہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود حضرت
موسیٰ بیہوش غش کہا کے مونہہ کے بہل گر پڑے پھر جب افاقہ ہوا تو
عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو پاک و برتر ہے اس امر سے کہ کسیکو دکھائی دے
توبہ کی معنے یعنے نادانی قوم سے اپنی روگردانی کر کے تیری معرفت کی
طرف پھر پڑا اور سبکے پہلے مین ایمان لایا کہ تو دیکھنے کی چیزون مین نہین ہے
واعظ کہتا ہے کہ اشاعرہ لاشعوریہ نے اس آیہ مذکورہ سے دو طرح
استدلال کی ہے دیدار خدا کے ممکن ہونے پر ۱ یہہ کہ خدا نے اپنے دیدار کو
معلق کیا ثبات کوہ پرشکوہ پر اور استقرار کوہ فی نفسہ امر ممکن ہے اور جو ممکن پر
معلق ہوگا وہ بہی ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ دیدار بہی ممکن ہے اور معتزلہ نے
اس قیاس بیقیاس کے صغری مین یہہ بحث کی ہے کہ استقرار کوہ سے کیا

مراد ہے مطلق استقرار یا استقرار مطلق عنوانی یا معنونی یا مقید ظاہر آیہ کریمہ سے یہہ ہے
کہ استقرار مخصوص و مقید یعنے بشرط تجلی یعنی تجلی مراد ہے نہ لابشرط یا بشرط لا کے
درجہ مین اور ظاہر ہے کہ عند التجلی استقرار ممکن نہ تہا اسلیئے کہ پہلی ہی خدا خبر دیچکا تہا
کہ تم مجھے نہ دیکھوگے اور ظاہر ہے کہ خلاف مرضی خدا ہونا محال ہے پس جسپر
اوسکی تعلیق ہوئی وہ بطریق اولے محال ہوگا اور معلق کرنا ایسی بات کا کہ جو محال
قطعی ہو کسی امر پر دلالت صریح کرتا ہے محال ہونے پر اوس اصل امر کی مثلا کوئی
کسی سے کہے کہ اگر تیرا کلام حق ہے تو خدا کا شریک موجود ہے تو مطلب اوسکا
یہی ہوگا کہ حقیقت اوسکے کلام کی محال ہے شریک باری کیطرح اور ظاہر ہے کہ
یہہ مستلزم اسکا نہین کہ اس کلام سے امکان شریک باری ثابت ہو بسبب اوسکے
معلق ہونیکے صدق کلام پر کہ جو فی نفسہ ممکن ہے پس کلیت کبریٰ ہی باطل
ہوئی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی چیز امکان ذاتی رکہتی ہو اور بسبب خصوص مادہ محال
ہوگئی ہو اسی باعث سے اوسپر محال معلق کیا جائے فتامل خلاصہ یہہ کہ
پہاڑ کا ثابت رہنا تجلی کے وقت ممکن نہ تہا اس سے اوسپر دیدار محال کا معلق
ہوا اب یہہ ہے کہ اگر حسب عقیدہ معتزلہ دیدار محال ہوتا تو حضرت موسیٰ سا
شخص کا ہیکو اوسکی درخواست کرتا اسلیئے کہ عاقل آدمی محال بات کی کیون درخواست
کرنے لگا پس معلوم ہوا کہ ہماری طرح حضرت موسیٰ بہی اوسے جائز جانتے تہے
وگرنہ ایسے نبی کا کہ مخصوص شرف ہمکلامی خدا سے ہو جہل لازم آتا ہے صفات
ثبوتیہ اور سلبیہ خدا سے اور یہہ کیونکر ممکن ہو کہ جو امر ایسا شخص بزرگوار نجانتا ہو
اوسے ادنی ادنی معتزلی لوگ کہ جنہین ذرا سا ماسکہ علم کلام مین ہے وہ جانتے
ہون اور معتزلہ بہی اس آیہ سے استدلال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر رویت خدا

جائز ہوتی تو اوسکی درخواست مین کیا عیب تہا کہ جو اسقدر استعظام اوسکا خدا نے فرمایا اور ظلم سے اوسے تعبیر کیا اور پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اوسکے سبب سے بجلی گرائی چنانچہ قرآن مین ہے فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ یعنے حضرت موسی سے تو اس سے بہی بڑہ کے درخواست کی تہی اور کہا تہا کہ دکہا دے ہمین خدا کو ظاہر بظاہر پس بجلی گری اونپر اس ظلم عظیم کے سبب سے اور اشاعرہ اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ منشا اس استعظام بلیغ و انکار شدید کا یہہ ہے کہ حضرت موسی نے اس دار دنیا مین دیدار کی درخواست کی تہی کہ جو مستلزم مقابلہ اور جہت کو ہے اور یہہ بات خدا پر محال تہی نہ دار آخرت مین بلکہ اوسکا وہان دیکہنا ایک عنوان جدید سے کہ جسمین تقابل و جہت و مکان نہو جائز و صحیح ہی اور ہو سکتا ہے کہ معتزلہ اونکے جواب مین کہین کہ حضرت موسی سا نبی بزرگوار کیا اتنی بہی لیاقت نرکہتا تہا کہ جو دیدار دنیوی کو محال جان کے خدا سے نہ پوچہتا تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ اونہین اشاعرہ لاشعوریہ کے برابر بہی شعور نہ تہا جیسا کہ شرح اربعین مین تفسیر بسیر ہے اور توہم نہو کہ تجلی رب پہاڑ پر نص فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ سے ثابت اور حضرت موسی کا اوس نور ربانی کو دیکہنا معلوم نہین تو غش کیون آیا پس ثابت ہوا کہ رویت خدا واقع ہوئی اور جواب یہ ہے کہ فقرۂ مذکور ماول ہی اور محمول معنی مجازی اور لن ترانی قرینہ تجوز ہے ورنہ تناقض صریح کلام الہامی الٰہی مین لازم آئیگا اور ظاہر ہے کہ مدار ایمان بعض بنی اسرائیل دیدار پر تہا پس بقضیۂ لطف خدا کو اتمام حجت ضرور تہی اور اسیطرح تکمیل تحدی حضرت موسی اور

استجابت دعائی کلیم خدا مقتضی قبول درخواست بنی اسرائیل کی تہی اور بہر باوجود اینہمہ بہر جو دعا مستجاب نہوئی بلکہ تہدید شدید اور عذاب الیم خداوند کریم سے ظاہر ہوا تو صاف ظاہر ہوا کہ دیدار مین ایسی جہت قبح تہی کہ جسنے ان سب وجوہ استحسان بلکہ وجوب کو مضمحل کر دیا اور کسیطرح اصلاح پذیر نہ تہے اور بسبب استحالۂ ذاتی کے اس قابل نہ تہے کہ قدرت قادر علی الاطلاق اوسے تعلق کرے اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ قابل اشارہ حسی یعنی محسوس ہونا بدون ذات وضع ہونیکے ممکن نہین اور خدا جسم و جسمانیات و مکان و حیز سے بوجہ استغنای ذاتی باتفاق فریقین بری ہے اسلئے کہ جسم محتاج اجزا اور متمکن محتاج مکان ہوتا ہے اور حاجت نافی و منافی الوہیت ہے جیسا کہ قطعی عقلی دلیلون سے ثابت ہی اور ظاہر ہے کہ مدار تکلیف عقل پر ہے اور اسی لئے مطلق العنان و مرفوع القلم کر دئے گئے اطفال و مجانین وغیرہ اور حضرت آدمؑ نے ہدیہ خدا سے عقل ہی کو قبول کیا اور حیا و ایمان پر توجہ نفرمائی اوسکے مقابل مین بلکہ اونہین رد کیا یہانتک کہ وہ عذرخواہ ہوئے کہ ہم تابع عقل ہین اوس سے جدا نہین ہو سکتی پس جو بات عقل قطعی سے ثابت ہی اوس سے روگردانی جائز نہین گو کہ ہزار در ہزار آیتین بظاہر اوسکے خلاف پر دلالت کرین بلکہ ایک دلیل عقلی تنہا کیلئے وہ سب ماول یا مطروح ہونگے پس کل آیات و اخبار دیدار دنیوی یا اخروی ماول ہین جیسا کہ مبسوطات مین مذکور ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهَا پس مائل ہونا اشاعرہ لاشعوریہ کا دیدار پروردگار کیطرف بی عقلی و بی ایمانی و بیحیائی سے اونکی ہی اور در پردہ تائید ہے مجسمہ و مشبہہ کی کہ جو اون لوگون نہین صاف خدا کے لئے جسم و مادہ ثابت کرتی ہین چنانچہ بعض بیدین کہتے ہین کہ بڑی شان و شوکت جل جلالہ سے

خدا عرش پر تنہا بیٹھا ہے اور معاذ اللہ ایسا الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی ہے کہ جسکا چار
سو عرش کے خود اوسیکو بالشون سے چھ چھ بالش کی لو تھڑے اوسکے
لٹک رہی ہین مٹاپی کے مارے اور ہر شب جمعہ عرش سے گدہے پر چڑہ کے
اوترتا ہے اور ڈھونڈہتی کیطرح ڈھنڈ ہورا پیٹتا پہرتا ہے کہ کوئی ایسا بھی میرا
بندہ ہے کہ اپنے گناہونسے توبہ و استغفار کرے اور مین اوسے قبول کرون اور
بعضی اوسپر بہتان کرتے ہین کہ طوفان نوح مین اس بیقراری سے اوسنے گریہ
زاری کی کہ روتے روتے جل تھل بہر دیے اور اوسکی آنکھین آبل آئین اور
بچارے فرشتونکو عیادت کے لئے دوڑنا پڑا اور بعضون نے لکھا ہے کہ وہ
بوڑہا آدمی کیصورت ہے اور داڑہی اور پٹے اوسکے کڑبڑے ہین اور سویہ اسکی
یہہ دعوی اونکا ہے کہ انہون نے خدا کو خواب مین دیکھا حالانکہ کبھی کسی عاقل نے
ایسا دعوی نہ کیا ہوگا اور لم اوسکی یہی ہے کہ جسم تو وہ نہین تاکہ سچ مچ کسیکی خواب
مین آئے اور شیطان کی یہہ مجال نہین کہ وہ خدا بنکے آئے اور غیر مجسم کو کوئی
کیونکر دیکھیگا اور اسی وجہ سے پیمبر امام سب خواب مین آتے ہین مگر خدا کو کبھی
کوئی نہین دیکھتا بجز ان افترا پردازون کے لسان المیزان مین ہی ترجمہ جریر
بن عثمان مین هُوَ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِیِ ثِقَةٌ ثَبْتٌ رُمِیَ بِالنَّصْبِ کہ وہی
جریر بخاری کے راویون مین سے ہے ثقہ اور ثبت ہے اور متہم ہوا ہے ناصبیت سے
وَمِنَ الْمَعْرُوفِ اَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ رَأَيْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ فِی الْمَنَامِ
فَقَالَ لِیْ يَا يَزِيدُ لَا تَكْتُبْ حَدِيثَہٗ يَعْنِیْ جَرِيْرَ بْنَ عُثْمَانَ فَاِنَّہٗ يَسُبُّ عَلِيًّا
اور بہت مشہور ہے کہ یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ دیکھا مینے رب العزت کو
خواب مین پس فرمایا اوسنے مجھسے کہ اے یزید خبردار نہ لکھنا تو اوسکی حدیث کو یعنے

حدیث جریر بن عثمان کو اسلیے کہ وہ مذمت حضرت امیر کرتا ہے اور کتاب یواقیت و
جواہر مین ہے کہ حمزہ بن زیات کہا کرتا تھا کہ مینے خدا کے سامنے سورہ یس پڑہا جبکہ
اوسے دیکھا پس جب مینے یہہ آیہ پڑہا تنزیل العزیز الرحیم تو حقتعالی نے مجھپر یہہ قرات
مستر د فرمائی اور فرمایا کہ ضم لام سے اسے نہ پڑہ بلکہ فتح سے پڑہ اور فرمایا کہ تقدیر عبارت
یہہ ہوا اِنَّا نَزَّلْنَاہُ تَنْزِیلًا اور بیان کرتا ہے کہ مینے خدا کے روبرو سورہ طہ پڑہا پس
جب مین اس آیہ تک پہونچا وَاَنَا اخْتَرْتُكَ تو خدا نے فرمایا اَنَا اخْتَرْنَاكَ الی غیر ذلک
فَقَالَ الْمَاْمُوْنُ لِلّٰهِ دَرُّكَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ
وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ ہرشید نے عرض کی کہ خدا آپکو خیر دے خبر دو
مجھے باخبر کیجیے معنون سے اس آیہ کے اور بے شبہہ ارادہ کیا زلیخا نے یوسف سے
اور یوسف نے زلیخا سے اگر نہ دیکھتی وہ دلیل واضح اپنے پروردگار کی خلاصہ مضمون
بلاغت شحون یہہ ہے کہ زلیخا صغر سن سے حضرت یوسف کو خواب مین دیکھکے
اور وعدہ وصل زمین مصر مین سنکر نادیدہ دیوانہ وار فتگی مزاج سے عقد عزیز مصر
راضی ہوکے مصر پہونچی اور عزیز استقبال کو بیرون شہر آیا زلیخا نے جو جہرہ وکی
اوسے دیکھا تو یوسف نہ پایا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکے بیہوش ہوگئی
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم ٭ جب غش سے افاقہ ہوا تو اسکے کہلائی نے بہت سا
دلاسا دیا اور کہا کہ تو مکدر نہو انجام سفر بخیر ہے ایک روز ضرور اپنی مقصد کی
تک پہونچیگی پہ مجبور عزیز مصر کے ساتھ بسر کرتی رہی یہانتک کہ بھائیون کے ظلم سے
حضرت یوسف مصر مین پہونچے اور زلیخا نے مالک بن زعر سے انہین مول لیا اور
ہمیشہ منتظر تھی اسکی کہ یہہ نظر لطف و توجہ اوسکے حالپر کرین سے آنانکہ خاک را
بنظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند ٭ مگر یہہ جناب بسبب ورع کے

کبھی التفات نفرماتے تھے آخرکار مجبور ہوکے بمشورہ دایہ بڑے اہتمام سے
ایک خلوت خانہ زلیخانے بنوایا کہ جسے بیت الاکرام کہتے تھے اور ایک روز نہادھو کر
لباس فاخرہ پہن کے تاج مرصع کہ جسکی قیمت خراج ملک مصر تھی سر پر دیکے
درجواہر مین تخت زرین پر بیٹھی اور وہ بھی جمال بیمثال مین بیمثل و بے نظیر تھی
پس حضرت جو اوسکے پاس خلوتخانہ مین چلے تو یہہ متحیر تھی کہ دیکھئے آج شر شیطان
سے کیونکر خدا بچاتا ہے یہانتک کہ جب ایک قبہ کو دروازے سے گذر گئے
تو ایک کنیز زلیخانے دروازے مین قفل دیدیا پس یہہ حال جو اونہون نے
دیکھا تو انکا دل تنگ اور بڑا مجبور انہون نے اپنے کمربند مین گرہ لگائی اور اسیطرح
ہر قبہ کے دروازے مین جب وہ قفل لگاتی تھی تو یہہ ازاربند مین گرہ لگادیتے تھے
یہانتک کہ ساتوین قبہ بیت الاکرام کے طی کرکے اصل مقصد تک پہونچے تو زلیخا
بی تکلف انسے راز و نیاز کی باتین کرنی لگی اور لگاوٹ کرنا شروع کی پس انہون نے
اوس سے روگردانی کی داہنی طرف جو دیکھا تو دیوار پر تصویر زلیخا نظر آئی پھر جو
بائین طرف مڑے ادہر بھی یہی کرشمہ تھا اوپر جو نظر اوٹھائی تو وہان
بھی یہی صورت نظر آئی اور زمین کیطرف جو دیکھا تو زمین کا بھی یہی نقشہ تھا
جب ہر طرف یہی ماجرا پایا تو مضطر ہوئے اور بگریہ و زاری درگاہ باری مین
عرض کرنے لگے کہ ای پروردگار عالم بے تیرے مدد کی نفس پر قابو ممکن نہین
یہانتک کہ زلیخا بے تابانہ اوٹھی اور ارادہ فعل بد کا انسے کیا اور انہون نے
عزم فرار کیا اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا اوسنے انسے قصد
کیا تھا ویسا انہون نے ارادہ اوسکے قتل کا کیا اور وہ ازبسکہ مظہر انوار حقیقت
تھا تو توفیق رفیق ہوئی اور بدلیل واضح نبوت و الہام یہہ اوس سے محفوظ رہے

اور اس حدیث مین ہے فَقَالَ الرِّضَا لَقَدْ هَمَّتْ وَلَوْلَا اَنْ رَاٰى بُرْهَانَ
رَبِّهٖ لَهَمَّ بِهَا كَمَا هَمَّتْ بِهٖ لٰكِنَّهٗ كَانَ مَعْصُوْمًا وَالْمَعْصُوْمُ لَا يَهُمُّ
بِذَنْبٍ وَلَا يَاْتِيْهِ پس حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شبہہ زلیخا نے
نزدیکی و ہمبستری یوسف کا ارادہ کیا اور اگر ایسا نہوتا کہ حضرت ملاحظہ کرچکے ہوتے
برہان پروردگار کو یعنے نور نبوت و ضیاء عصمت و فتوت کو اور دامن شریف
اونکا لوث نجاست گناہ سے پاک و صاف نہو چکا ہوتا تو وہ بھی اوس سے
ویسا ہی ارادہ کرتے جیسا اوسنے انسے کیا اسلئے کہ جوان قوی ہیکل و زبردست
تھے اور زلیخا بھی نازنینی و مہجبینی مین یکتا تھی لیکن وہ جناب معصوم تھے اور معصوم
نہ ارادہ گناہ کرتا ہے اور نہ خود گناہ خلاصہ یہہ کہ یہہ آیہ وافی ہدایہ حکم قضیہ شرطیہ
مین ہے اور رفع سے رجوع قیاس استثنائیکی طرف کرتا ہو وَلَا غُبَارَ عَلَيْهِ
واعظ کہتا ہے کہ پس مراد برہان رب سے نبوت و عصمت ہے اور جناب
شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہین اَلْمُرَادُ بِبُرْهَانِ رَبِّهٖ مَا نَصَبَهٗ مِنَ الدَّلَائِلِ
الْعَقْلِيَّةِ وَالنَّقْلِيَّةِ الدَّالَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ اجْتِنَابِ الْمَحَارِمِ وَالتَّبَاعُدِ عَنِ [illegible]
وَالْمَاٰثِمِ یعنے مراد برہان پروردگار سے وہ عقلی و نقلی دلیلین ہین جو دلالت
کرتی ہین اسپر کہ محرمات سے احتراز لازم ہے اور گناہون سے دوری واجب ہے
وَقَدْ يُسْتَفَادُ مِنْ كَلَامِ الْاِمَامِ اَنَّ مِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ الْهَمُّ بِالْمَعْصِيَةِ
وَالْقَصْدُ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ جَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ مُنَافِيَاتِ الْعِصْمَةِ حَيْثُ
قَالَ وَالْمَعْصُوْمُ لَا يَهُمُّ بِذَنْبٍ وَلَا يَاْتِيْهِ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يُقَالَ
جَعَلَ الْهَمَّ بِالْمَعْصِيَةِ مُنَافِيًا لِلْعِصْمَةِ لَا يَقْتَضِيْ كَوْنَهٗ ذَنْبًا
لِجَوَازِ كَوْنِهٖ مِنْ قَبِيْلِ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ فَاِنَّهُمَا يُنَافِيَانِ الْعِصْمَةَ

عِنْدَ الْاِمَامِیَّۃِ وَلَیْسَا مِنَ الذُّنُوْبِ اور کلام حضرت سے یہہ مستفاد ہوتا ہی
کہ منجملہ اون گناہون کے ارادہ گناہ ہے اسلئے کہ حضرت نے اوسے مثل گناہ منافی
و منافی عصمت قرار دیا مگر یہہ کہ مثل سہو و نسیان باوجود گناہ نہونیکے خلاف عصمت ہو
واعظ کہتا ہے کہ جیسا صدور گناہ موجب ارتفاع وثوق ہی اسیطرح
سہو و نسیان سے اعتماد اوٹھہ جاتا ہے اور احتمال خطا ہر تقدیر پر پایا جاتا ہے
بخلاف عزم گناہ کے کہ یہہ ایسا نہین پس جامع مفقود ہے بلکہ فارق موجود
ہی اور اخبار احاد حجت نہین کہ اونپر بنا کیجائے خصوصاً جبکہ معارض وہ سکے
وہ حدیثین ہون کہ جو دلالت کرتی ہون اسپر کہ قصد گناہ گناہ نہین بلکہ ترک گناہ
باوجود قصد گناہ مذکور نیک عمل ہے پس کیا عجب کہ بمقتضائی بشریت گناہ کا
خیال آنا اسی لئے ہو کہ جب بوجہ عصمت اوس سے باز رہین تو نیک عمل کے
عامل ہون پس شاید مراد حضرت کی یہہ ہو کہ باوجودیکہ عزم گناہ گناہ نہین مگر خلاف
داب عصمت و طہارت ہے نبی لوگ ایسا نہین کرتے گو کہ خلاف نبوت و عصمت
نہو یا یہہ کہ ہر چند عصمت فقط ترک گناہ ہے مگر من باب المقدمہ عزم گناہ بھی
ممنوع ہو فَاِنَّ بَدْوَ الْقِتَالِ اللِّطَامُ یا یہہ کہ عزم گناہ گناہ نہونا مخصوص
شریعت جناب رسالتمآبؐ سے ہے اور اگلی امتون مین قصد گناہ بھی گناہ
مین داخل تہا اسلئے حضرت یوسف سے وقوع اوسکا ممکن نہ تہا او قصد
نکاح زینب اوسطور سے کہ جو خاص پیمبر کے لئے مباح تہا یا عام تمام اہل اسلام
کے لئے یعنے بعد وفات شوہر اور اخفا اوس قصد مباح کا خیال بدنامی وغیرہ
سے نہ گناہ تہا اور نہ ارادہ گناہ اور نہ منافی عصمت تہا اور نہ خلاف داب نبوت
اور تعرض و اعتراض اوسپر کلام الہی مین محض اسی راہ سے تہا کہ بدنامی کا

تمنے کیون خوف اور خیال کیا رضا و نا راضی مخلوق قابل اعتنا نہین ہر
حال مین رضای خدا پر اکتفا کرنا اولے تہا پس بوجہ ترک اولی تعرض ہوا
باقی والسلام اور اہلسنت مین جن لوگون نے تجویز کیا ہے گناہونمین نبیونکا
درانہ در آنا تو اونہون نے قصہ یوسف کی یہہ شرح کی ہے کہ اوس جناب نے
معاذ اللہ زلیخا کی کمر بند پر بے تکلف ہاتہہ ڈالدیا اور مباشرت کی ڈہب سے
بیٹہے اور برہان کی یہہ تفسیر بیان کرتے ہین کہ از غیبی یہہ آواز اونکے کانمین
آئی اِیَّاکَ وَاِیَّاھَا ہان ہان اے یوسف دیکہو کیا حرکت کرتے ہو خبردار
زلیخا سے بچے رہنا پس وہ باز نہ آئے پہر دوسری دفعہ بہی آواز آئی مگر
اونہون نے کچہہ سماعت نفرمائی پہر تیسری دفعہ یہہ آواز سنی کہ اَعْرِضْ
عَنْہَا ای یوسف اب جانے بہی دو لیکن یہہ ایسے ہاتہہ دہوکے پیچہے
پڑے تہے کہ پہر بہی زلیخا سے انہون نے ہاتہہ نہ اوٹہایا یہانتک کہ حضرت
یعقوب دانتو نمین انگلی دابے ہوئے انکے سامنے آئے اور کہتے ہین کہ
انہون نے یہہ آواز سنی کہ ای یوسف وس پرند کی حرکت نکرنا کہ جسنے زنا
کیا تہا اور اوسکی سزا مین سب پر پرزے اوسکے جہڑ گئے اور لنڈ منڈ رہگیا
اور بعضون نے کہا ہے کہ ایک ہاتہہ دونون کے درمیان مین پیدا ہو گیا جسپر
لکہا تہا وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یعنے تمہارے نگہبان سرکوب
کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یعنے بزرگ لکہنے والے فرشتے مقرر ہین پہر بہی ہاتہہ پائی سے دست بردار
نہوے پہر اوسی ہتیلی پر یہہ لکہا دیکہا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً
وَسَاءَ سَبِیْلًا خبردار زنا سے نزدیک بہی نہ چلنا کہ وہ نہایت فحش بدا اور بری
راہ ہے پہر یہہ خواب غفلت سے نچونکے پہر اوسی پر لکہا دیکہا وَاتَّقُوْا یَوْمًا

تُرْجَعُونَ فِيهِ اِلَى اللّٰهِ یعنے ڈرو اوس دن سے کہ جسدن خدا کیطرف جاؤگے پھر بھی انہین کچھہ اثر ہوا پھر خود خدا نے حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ خبر لے میرے بندہ کی قبل اسکے کہ وہ مرتکب گناہ ہو پس حضرت جبرئیل آسمان پر سے اوترے یہہ کہتے ہوئے کہ ای یوسف تم ایسی حماقت کی باتین کرتے ہو اور یہہ نہین جانتے کہ تمہارا نام پیغمبرونکے دفتر مین ہے اور یہہ بالکل دروغ بے فروغ اور افتراے صریح ہے خدا ایسے ناپاک عقیدونکو آتش غضب ہی اپنی جلا کے خاک سیاہ کردے اور ایسے بداعتقاد لوگونپر لعنت فرماے اور کیا بھلا معلوم ہوتا ہے زمخشری کا کلام اس مقام پر کہ وہ بالکل انصاف مین ڈوبا ہوا ہے چنانچہ کشاف مین ہے ایسی مہمل باتین سطحی و ظاہری لوگون کی ہین جو ظلم و جبر خدا پر روا رکہتے ہین اور اوسی ظالم جانتے ہین اور نبیونپر افترا باندہنا عین دین و ایمان ہے اونکا اور جو لوگ عدل و توحید کے قائل ہین کسی راہ سے یہہ اونکا عقیدہ نہین ہو سکتا اور نہ ایسا پوچ و لچر کلام یا ایسی مہمل حدیث اونسے ظاہر ہو سکتی ہے اور اگر ادنی سی لغزش حضرت یوسف سی ہوئی ہوتی تو وہ ضرور صاف صاف کلام ربانی مین ظاہر کردی جاتی اور اونکے توبہ و استغفار کا بھی ذکر آجاتا جیسا کہ لغزش آدمؑ و داودؑ و نوحؑ و ایوبؑ و یونسؑ وغیرہ کا اور اونکے توبہ و استغفار کا ذکر آگیا کیونکہ ایسا نہو حالانکہ خدا نے حضرت یوسف کی مدح و ثنا کی اور لفظ مخلص اونکی شان مین فرمایا پس یقینی معلوم ہوا کہ ضرور ضرور وہ ثابت قدم رہے ایسی پہسل پڑنیکی جگہہ پر اور قدم اونکا بالکل نہ ڈگمگایا اور اولوالعزمون اور قوی دل لوگون کیطرح اونہون نے جہاد نفس کیا عیب زناکو سمجہہ بوجہہ کے اور دلیل تحریم کا اوسکے اعتقاد کرکے

یہانتک کہ وہ مستحق ہوئے اس بات کے کہ خدا نے اگلی کتابون مین اپنی اونکی مدح و ثنا کی اور اسیطرح قران مجید مین بھی کہ جو برہان اور وجہ ثبوت کل اگلی کتابونکا ہے اور مصداق و مصدق اونکا ہے اور مجمل ذکر پر بھی اکتفا نفرمائی یہانتک کہ تمام و کمال اونکا قصہ درج قرآن فرمایا اور پورا سورہ اونکی شان مین نازل فرمایا تاکہ ذکر خیر سے اونکے پچھلے لوگ رطب اللسان رہین جیسا کہ اونکے جد امجد خلیل جلیل کو مرتبہ دیا اور اس لحاظ سے کہ نیک لوگ قیامت تک عصمت و عفت و پاکدامنی و ثابت قدمی مین اونکی پیروی کرتے چلے جائین پس خدا اپنی رحمت سے بے بہرہ کرے اون ناپاکون کو جنکو کلام کا یہہ انجام ٹھہرے کہ معاذ اللہ منشا نازل کرنے اوس سورے کے کہ جو سب قصوں اور سورون سے احسن و بہتر ہے یہہ امر ہو کہ لوگ پیروی کرین ایک پیغمبر کی پیغمبرون مین سے اس بات مین کہ ایک فاحشہ کی ٹانگون مین ٹانگین ڈال کے بیٹھین اور کمر بند پر ہاتھہ ڈالین اس ارادہ سے کہ اوس سے مونہہ کے بہل گرین اور تین تین دفعہ خدا منع کرے اور تین تین بار از غیب چیخین آئین اور آوازین سنائی دین سر کوبی کرنیوالے آیتون کے اور بڑی توبیخ و وعید شدید کے اور تشبیہ کے اوس جانور سے کہ جسنے کسی غیر مادہ سے جفتی کہائی ہو اور پھر باوجود انہماک اپنی جگہہ پر ڈٹا رہے اور تتمہ پھر بھی اپنے ارادہ سے نہ ڈگمگائے اور بدمستی کے مارے گناہ سے باز نہ آئے اور خواب غفلت سے نچونکے یہانتک کہ اوسکے بندوبست کے لئے خدا جبرئیل امین کو بھیجے حالانکہ اگر کوئی شخص دنیا بھر سے بھی زیادہ بیباک و بے تکلف و چالاک زناکار مین تجویز کیا جاسکے کہ وہ ساری خدائی سے بدنظر اور سب سے زیادہ اوسکے [illegible]

پٹکار برستی ہو اور ٹھیکرے ٹوٹتے ہون اور وہ ایک شمہ بھی ان
حالات کا دیکھے جنہین حضرت یوسف کیطرف نسبت کرتے ہین تو سب گین
اوچھے اوسکے بیکار ہو جائین اور کسی عضو مین حس و حرکت نہ باقی رہے
اور ساری خواہش و مردمی تشریف لیجائے پس کیا لغو و مہمل مذہب ہے
اون میان کو نکالا کہ جو ایسی بیباکی و ناپاکی ایسے پاک نبی پر گوارا رکھتے ہین قال
الرازی فی تفسیرہ الکبیر اور فخر بے سر اپنی تفسیر مین لکھتا ہے ان الذین
لہم تعلق بہذہ الواقعۃ ہم یوسف والمرأۃ وزوجہا والنسوۃ
والشہود ورب العالمین وابلیس وکلہم قالوا ببراءۃ یوسف
عن الذنب فلم یبق لمسلم توقف فی ہذا الباب وہ لوگ کہ جنہین اس
قصہ سے کچھہ تعلق ہے وہ کئی ہین ایک یوسف دوسرے زلیخا تیسرے
اوسکا شوہر عزیز چوتھے کئی عورتین پانچوین گواہ چھٹے عالم الغیب والشہادۃ
ساتوین ابلیس پر تلبیس ان سبھون نے یوسف کے بری ہونیکا اقرار کیا
پس کسی مومن کو بحث کا مقام اور تامل کا موقع نہ رہا اما یوسف
فلقولہ ہی راودتنی عن نفسی وقولہ رب السجن احب الی مما
یدعوننی الیہ لیکن حضرت یوسف پس دو جگہہ اونہون نے بیان کیا
ایک اس آیت مین ہو اوسی عورت نے تو خود مجھہ سے آمد و رفت کی اور دوسرے
آیت مین یہہ اونکی مناجات لکھی ہے خداوندا قید خانہ مجھے اچھا معلوم ہوتا
اوس گناہ سے کہ جدہر مجھے یہہ کھینچتے ہین واما المرأۃ فلقولہا
ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم وقالت الآن حصحص الحق
انا راودتہ عن نفسہ اور لیکن عورت پس دو جگہہ قرآن مین اوسکا بھی اقرار

لکھا ہو ایک زنان مصر کے سامنے بیشک خود مینے ہی تو اوس سے آمد و رفت و
راہ و رسم چاہی پس وہ باز رہا اور میرے دام الفت مین نہ پھنسا دوسرے
سامنے ریان کے جب یوسف کے حسب درخواست اوسکو بلا کے حقیقت حال
پوچھی اور سب نے گواہی اوسکی پاکدامنی کی دی تو وہ خود مقر ہوکے کہنے لگے
ابتو ظاہر ہوگیا امر حق کہ مینہی نے اوس سے راہ و رسم چاہی واما زوجہا فلقولہ
انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم یعنے اے زلیخا یوسف بری ہے یہہ
جو کچھہ ہوا تمہارے ہی کید و مکر سے تھا سچ تو یہہ ہے کہ تمہارے چلتر بہت
بڑے ہوتے ہین کہ جنہین آدمی کی عقل دنگ ہو جائے زمخشری نے کشاف
مین لکھا ہے کہ قرآن مین کید شیطان کو ضعیف لکھا ہے اور کید زن کو عظیم پس یہہ
بڑی شیطان تر ہین اور یہہ کلام سرسری ہے اسلیئے کہ خدا نے بمقابلہ اپنی
عظمت و جلال کے کید شیطان کو ضعیف کہا ہے اور اوسکی بہ نسبت کید
زن کو عظیم نہین کہا بلکہ زبانی عزیز اوسکی عظمت بیان کی پس بہ نسبت اوسکی
امثال و اقران کے جاری ہوگی پس یہہ عظمت اضافی ہے پس ترجیح کید
زن کی کید شیطان پر نہوئی اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ خود عورتین مع اپنے
کید کے منجملہ مکائد شیطان کے ہین جیسا کہ بعض معتبر حدیثون مین وارد ہے
لیکن اسمین بھی کوئی شک نہین کہ بہ نسبت ہمارے کید زن نہایت عظیم ہے
ان النساء شیاطین خلقن لنا + نعوذ باللہ من شر الشیاطین
عورتین ہمارے لیئے شیطان مجسم ہین پس خدا ہی بچائے ہمین شر شیطان
مجسم سے + اگر نیک بودی سر انجام زن + زنان را مزن نام بودے نہ زن
زن دوست بودی ولی زمانی + تا جز تو نیافت مہربانی +

چون در بر دیگرے نشیند ✢ خواہد کہ ترا دگر نہ بیند ✢
ے اسپ وزن وشمشیر وفادار کہ دید ✢ اَمَّا النِّسْوَةُ فَلِقَوْلِهِنَّ امْرَاَتُ
الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ وَقَوْلِهِنَّ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ اور لیکن عورتین
مصر کی پس اونکی بہی دو اقرار درج کلام ربانی ہین ایک جو تہین انہون نے
کہا تہا کہ عزیز کی عورت دل سے چاہتی ہے اپنے نوجوان کو یعنے یوسف کو
حسن یوسف نے اوسکے دل کا پردہ پہاڑ دیا ہے کچہہ سودائن ہوگئی ہے
کہ ایسے شوہر عزیز کو چہوڑ کے ایک بدتمیز غلام پر جان دیتی دوسرے
جب یہہ خبر زلیخا کو پہونچی تو اسنے اون سب کی ضیافت کی اور بہت عمدہ
عمدہ کہانے چنے جب وہ کہا پی کے سیر ہوئین تو اونسے ایک ایک قلمتراش
اور ایک ایک نارنج اونکے ہاتہہ مین دیا اور حضرت یوسف کو حکم کیا کہ تم انہیں
جلوہ گر ہو چاند سی صورت کی جہلک انہین دکہا دو کہ یہہ بقعہ نور و شعلہ طور
دیکہہ کے مجہے معذور رکہین بعد اوسکے سرخ یا سبز دہانی جوڑا اپنا کے
انہین بلایا یا وہی لباس جو انکے گلیمن بے تکلف تہا رہنے دیا پس جو ہین
یہہ تشریف لائے تو سب کی سب دہم ہوگئین ہوش وحواس جاتے رہے
مجبور فرمائش زلیخا سے چاہا کہ قلمتراش سے نارنج کاٹ کے اپنی ہاتہہ
حضرت یوسف کے ہاتہہ مین دین مگر ایسی محو تہین کہ ہر ایک
اپنا اپنا ہاتہہ کاٹ کے زبان حال سے یہہ مصراع اپنی زبان پر
لائی ے من قماش فروش دل صد پارہ خویشتم
اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے

ذرا کسی پر التفات نکیا اور کچہہ کسیکو خیال مین نہ لائے حالانکہ بڑی بڑی نازنین
اور مہ جبینین لباس فاخرہ پہن پہن کر بیٹہین تہین اور حسن اونکا شہرون شہرون
بکہانا ہوا تہا پس یہہ حال پرہیزگاری کا انکے دوبارا دیکہہ کے کہنی لگین استغفر اللہ
بہلا یہان بدی کا کیا ذکر یہہ تو عجب فرشتہ خصلت شخص ہے وَاَمَّا الشُّهُوْدُ
فَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ
فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور لیکن گواہ پس پوشیدہ نرہے کہ بیت الکرم
مین جب یوسف کو کوئی مفر نظر نہ آیا تو یہہ بہاگے اور زلیخا نے چاہا کہ دوڑ کے
انسے لپٹ جائے جب یہہ قریب در پہونچے تو ہراسان ہوئے حضرت جبرئیل
نے اشارہ کیا قفل کیطرف پس وہ وا ہوتا تا انیکہ اخیر دروازے تک پہونچ گئے
پہر جب زلیخا نے دیکہا کہ اب یہہ صید فرزانہ ہاتہہ سے جاتا ہے تو جست و
خیز کر کے حضرت کے کُرتے کا دامن پکڑ لیا تا ہم زور کر کے حضرت یوسف
اوسکے ہاتہہ سے نکل گئے مگر اس کشاکش مین پٹہملا کرتے کا پہٹ گیا اور
عزیز کو بہی اوڑتے اوڑتے کچہہ خبر انکی پہونچگئی تہی حسب اتفاق وہ کواڑ کی
آڑ مین کہڑا اسُن رہا تہا دیکہتا کیا ہے کہ اس قطعہ سے یہہ دونون چلے آتے
ہین کہ سانسین چڑہ گئین ہین چہرے سرخ تمتمائے ہوئے بال بکہرے ہوئے
ہین یہہ ماجرا دیکہہ کے اپنے جامہ سے باہر ہوگیا اور دست بقبضہ ہو کے
کہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے سچ بتاؤ زلیخا نے جو طور بے طور دیکہا تو کہنی لگی کہ
بجز قید وبند وعذاب شدید کے اور کیا سزا ہے اوسکی جو اپنی محسن کی
آبروریزی چاہے اوسکی آبرو پر دست درازی کرے ای عزیز تیرے

سر عزیز کی قسم کہ مین چین سے اپنے بستر پر بیخبر سو رہی تھی کہ ناگاہ تیرا یہ گلفام یہ عبرانی غلام شیر کی طرح دفعۃً مجھپر حملہ ور ہوا اور مجھسے ارادہ بد کیا فقط تیرا ہی اقبال تھا کہ جو آج عزت بچی یہ سنکے عزیز اپنے آپے سے باہر ہو گیا اور غصہ سے حضرت یوسف کو دیکھا اونہون نے بیساختہ کہا هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي اسنے خود ہی تو مجھسے راہ و رسم چاہی مگر وہ کب مانتا تھا اسلیئے کہ غصہ مین بہرا ہوا تھا چاہا اوسنے کہ حضرت کو شہید کرے کہ ناگاہ چار مہینے کا ایک بچہ زلیخا کے عزیزون مین جو اوسکے یہان اپنی مان کے ساتھہ مہمان آیا تھا پالنے مین اوٹھہ بیٹھا اور کہنے لگا ای عزیز باتمیز غصہ نکر میری بات سن لَا تَحْقِرِ الْقَوْلَ يَأْتِيكَ الْحَقِيرُ بِهٖ ✢ فَالنَّحْلُ وَهُوَ ذُبَابٌ طَائِرُ الْعَسَلِ ✢ حقیر کی بات کو حقیر نہ سمجھنا کہ ظاہر مین اگرچہ مگس حقیر ہے مگر باطن اوسکا شہد سے بہرا ہوا ہے دیکھ مین کسیکا جنبہ نہین کرتا صاف صاف انصاف کا طریقہ تجھے بتائے دیتا ہون یوسف کا کرتا دیکھہ اگر آگا اوسکا پھٹ گیا ہو تو زلیخا نے سچ کہا اور یوسف جھوٹا ہے اسلیئے کہ جب مرد کی زیادتی سے ہاتھا پائی کی نوبت آئیگی اور عورت راغب نہو گی تو خواہ مخواہ آگے وار کپڑون پر ضرب پہونچیگا اور اگر پیچھا کرتے کا پھٹا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈر کے جو بھاگا تو پیچھے سے اوسنے دامن پکڑ کے کھینچا اور کرتہ پھٹ گیا پس یہ بات اوس بے زبان کی عزیز کو بہت پسند آئی غور سے جو دیکھا تو کرتے کا پیچھا پھٹا دیکھا پس کہنے لگا کہ ای زلیخا یوسف بری ہے تو خود ہی بری ہے تمہارے چلترون سے خدا کی پناہ نکتہ ظاہر ہے کہ حقیقت مین حضرت یوسف پاکدامن تھے اور حق کا بڑا حق ہے پس مناسب حال یہ تہا کہ اس احتمال کا ذکر مقدم ہوتا پھر کیا سبب کہ

اوس لڑکے نے صدق زلیخا کا احتمال پہلے بیان کیا اور منشا اسکا ایک تو یہ ہے کہ آگے سے کرتا پھٹنے کا ذکر آگے کیا اور پیچھو کا پیچھے دوسرے یہہ کہ زلیخا کو عزیز از بسکہ عزیز رکھتا تھا اور اوسکی بیتابی و زار نالی اور سیکڑون قسمین اوسکی زیادتی یوسف بطور خود جانچ چکا تھا تو یہ اندیشہ تہا کہ شاید خلاف مزاج بات سنکے ہٹ دہرمی کر بیٹھے اور نصیحت کا ثمرہ نہ ظاہر ہو تو اسلیئے پہلے وہی احتمال ذکر کیا کہ جو موافق عقیدہ عزیز تھا اور جب اس ذریعہ سے اوسنے اپنی طرف متوجہ کر لیا تو پہر اسکا موقع ملا کہ امر حق اوسپر حالی کرے ایک تو یہی اور زبردست وجہ کی ذریعہ سے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لڑکیکا نام تملیخا تہا اور بعد تسلط حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی حسن تمیز پروردگار عالم اپنا وزیر کیا اور یہہ بالکل عقل و حکمت و فراست سے پر تہا اور جبکہ ثبوت قدرت قادر علی الاطلاق اور ثبوت نبوت یوسف صدیق کی لیئے اقرار اونکے وزیر کا اور عزیز زلیخا کا ایسا مقبول ہوا کہ قرآن مین وجہ ثبوت مین پیش کیا گیا حالانکہ وہ بالکل بے زبان و صغیر السن تہا تو اعتبار ایمان حضرت امیر علیہ السلام مین کہ جو وزیر و عزیز قریب سید المرسلین تھے کیا شبہہ رہا ہر کہ شک آرد کافر گردد ✢ اور اس امر کی تحقیق ہم انشاء اللہ ایک جدا موعظہ مین بیان کرینگے اور لیکن شہادت خود خدا کی پاکدامنی یوسف علیہ السلام صدیق پر پس وہ یہہ ہے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ اسیطرح سے ہٹا دیا ہمنے بدی اور بدکاری کو یوسف علیہ السلام سے اور بیشک وہ ہمارے خالص اور خاص بندون سے ہے اور لیکن اقرار ابلیس لعین تلبیس پس وہ بطور دلیل اشارہ دو آیتون سے مل کے ثابت ہوتا ہے

جیسا بات سے بات نکل آتی ہے ایک وہی جو اوپر گذری کہ حضرت یوسفؑ
خدا کے خاص و خالص بندے ہین دوسرے شیطان کا خدا سے یہہ عہد
کرنا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ
خداوندا تیری ہی عزت و جلال کی قسم کہ مین سب آدمیون کو اغوا کرونگا
مگر تیرے خالص و خاص بندون کو پس صغریٰ پہلی آیت سے ثابت ہوئی
اور کبریٰ دوسری سے اور شکل قیاس یہہ ہوئی کہ یوسفؑ خدا کے خاص
بندے تہے بحکم آیۂ اول اور جو خدا کا خاص بندہ ہے اوسکے اغوا پر شیطان
قادر نہین بحکم آیۂ ثانی پس یوسفؑ کے اغوا پر بہی شیطان قادر نہین بحکم قاضی
عقل پس اگر یہہ لوگ مفتری مجتری بندۂ خدا ہین تو گواہی خدا مانین اور اگر
لشکر بلکہ بندۂ شیطان ہین تو اوسکی گواہی کو معتبر جانین اور ہر طرح برأت
یوسفؑ ثابت ہے فَقَالَ الْمَأْمُونُ لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا أَبَا الْحَسَنِؑ فَأَخْبِرْنِي عَنْ
قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ
عَلَيْهِ فَقَالَ الرِّضَاؑ ذَاكَ يُونُسُ بْنُ مَتَّى ذَهَبَ مُغَاضِبًا لِقَوْمِهِ
فَظَنَّ بِمَعْنَى اسْتَيْقَنَ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ أَنْ لَنْ نُضَيِّقَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ
وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ أَيْ
ضَيَّقَ وَقَتَّرَ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَظُلْمَةِ الْبَحْرِ وَبَطْنِ الْحُوتِ
أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ بِتَرْكِي مِثْلَ
هٰذِهِ الْعِبَادَةِ الَّتِي فَرَّغْتَنِي لَهَا فِي بَطْنِ الْحُوتِ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ
قَالَ سُبْحَانَهُ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ
يُبْعَثُونَ پہر رشید نے کہا کہ خدا آپکو جزای خیر دے آپ مجہہ سے اس آیت کے

معنی بیان فرمائے وَذَا النُّونِ الآیہ یعنے اور مچہلی والا پیمبر یعنے یونس بن
متّی جب نینوی سے چلا گیا غصہ مین بہرا ہوا پس گمان کیا اوس نے کہ ہم
اوسپر قدرت و دسترس نپا سکین گے حضرت نے فرمایا کہ معنی صحیح یہہ ہین
کہ وہ اپنی قوم سے خفا ہوکے چلے گئے تہے بسبب اونکی بدکاری و بدکرداری
کے نہ یہہ کہ معاذ اللہ وہ خود خدا سے خفا ہوکے چلے گئے ہون اپنی حسب
مرضی عذاب نازل نہونے سے قوم جفاکار پر پس گمان یعنی یقین واثق کیا
یونس نے کہ ہم تنگ و مسدود نہ کرینگے اونکا رزق بسبب جدائی قوم کے خلاصہ
یہہ کہ اونہون نے کچہہ اسکی پروا نہ کی کہ اگر مین کہین اور چلا گیا تو کیونکر بسر اوقات
ہوگی بعد جدا ہو جانے اون لوگون کے کہ جنسے مجہے کسیقدر تعارف ہو اور ایک
مدت دراز سے اونکے حیلے سے مجہی رزق ملتا ہے بلکہ انہون نے ذات خدا پر
تکیہ کیا اور یہہ سمجہے کہ ملک خدا تنگ نیست ✤ پای مرا لنگ نیست ✤ یہان
نہین اور ہی کہین سہی ہر جگہہ کسی نہ کسی حیلہ سے بسر ہی ہو جائیگی ع
رزق را روزی رسان پر میدہد ✤ ایسے شہر نا پرسان مین رہنا کیا ضرور
جہان کوئی حق بات گوش دل سے سنتی ہی نہین اندہا راجہ چوپٹ نگری خلاصہ
یہہ کہ حضرت نے فرمایا کہ قدرت سے مراد اس آیہ مین قبضہ و اختیار نہین بلکہ
تقدیر و تقتیر و تنگی رزق مراد ہے جیسا کہ اس آیہ مین ہے جبکہ مبتلا بلا کی
امتحان کیا اوسے اوسکے مربی نے تو تنگ کر دیا اوسپر اوسکا رزق اور مؤید
حضرت یہہ بہی آیت ہے اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ
یعنے پروردگار تیرا وسعت دیتا ہے جسکے رزق کو چاہتا ہے اور تنگی رزق
دیتا ہے جسکے لئے چاہتا ہے پس بانضمام ان آیات کے مطلب صاف ظاہر ہو گیا

ہرچند کہ تفسیر معصوم تنہا حجت ہے اور اسی تفسیر کے سبب سے اب حاجت
اور تفسیرون کی نہین رہی مثل اسکے کہ قدر سے مراد قضا و قدر ہو اور مطلب
یہ ہے کہ حضرت یونس نے گمان کیا کہ ہم نہ حکم کرینگے اونپر عقوبت کا یا یہہ
تشبیہ دی ہے حال حضرت یونس کو حال سے اوس شخص کے کہ جسے یہہ
گمان ہو کہ خدا اونپر قادر نہو سکیگا تشبیہ مرکب کیطرح پر بہر طور گو کہ حضرت
یونس منکر قدرت نہ تہے مگر بسبب ظاہر جو اونپر آثار انکار مترتب ہوئی تو
بمقتضای بلاغت اونہین قائم مقام منکر قرار دیا جیسا کہ عالم بی عمل کو
جاہل سے تعبیر کرتے ہین **حکایت** ایک شخص کے پیٹ مین درد ہوا
وہ حکیم کے پاس گئے اور کیفیت بیان کی حکیم صاحب نے پوچہا کہ تمنے کیا کہایا
اونہون نے کہا کہ جلی ہوئی روٹی حکیم صاحب نے اونکے نسخہ سرمہ کا متقوی بصارت
لکہدیا بیمار نے کہا کہ حکیم صاحب قوت معدہ درکار تہی قوت نظر منظور نہ تہی اسلئے
کہ مینے آپ سے شکایت ضعف بصر کی نہین کی حکیم صاحب نے کہا کہ اگر تمہین
ضعف بصر نہوتا تو جلی ہوئی روٹی کیون کہا جاتے پس اونہون نے ہرچند کہ
دوای چشم کا سوال نکیا تہا مگر ازبسکہ اوسکے آثار مترتب ہوئے اور صورت
سوال تہی تو انہون نے اونہین سائل اور متلاشی دوائے چشم کا قرار دیا
بطور لطیفہ اور بلاغت کے اور اسی طرح نظم و نثر مین بلیغون کے اکثر غیر سائل کو
سائل اور بالعکس اور منکر کو غیر منکر اور بالعکس قرار دیتے مین یا یہہ کہ یہہ
خطرہ خود ہی اونکے دلمین واہمہ کیطرح آگیا ہو اور مبالغۃً ظن و گمان غالب
سے تعبیر کیا گیا ہو وکیف ماکان پہر خدا فرماتا ہے پس سیماب وار بیقرار ہو کے
پکارا یونس نے تاریکیون مین سے یعنے ایک تاریکی رات کی دوسری پانی کی

تیسری شکم ماہی کی پس ایسی تین تین گہٹا ٹوپون مین جو حضرت یونس کا دم گہٹا
تو ماہی بے آب کیطرح تڑپ کے بڑی تڑپ سے انہون نے مناجات مین
عرض کی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ نہین کوئی
خدا بجز تیرے پاک ہے تو نہایت ظلم اور بڑا غضب کیا مینے کہ تیری عبادت سے
غافل ہو بیٹہا شکم ماہی مین حالانکہ اوس خلوت خانہ مین فارغ البال ہو گیا تہا
مین دنیوی خرخشون سے پس خدا نے اونکی دعا مستجاب کی چنانچہ قرآن مین
فرمایا کہ اگر وہ تسبیح خوانون مین نہوتا تو مچہلی ہی کے پیٹ سے لیپیٹ مین قیامت
تک پڑا رہتا اور جناب شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بعض عارفون نے
لکہا ہے کہ جو فرصت عبادت و قرب رب معبود حضرت یونس کو اوسدن حاصل
ہوا کبہی اوسکے قبل یا بعد نصیب نہ ہوا بلکہ یہہ اونکے حقمین ایک قسم کی معراج تہی
چنانچہ رومی مثنوی مین ہے ~ گفت پیغمبر کہ معراج مرا ✤ نیست بر
معراج یونس اجتبا ✤ آن من بر چرخ و آن او نشیب ✤ زانکہ قرب حق برونست
از حسیب ✤ قرب نے بالا و پستی رفتن است ✤ قرب حق از حبس ہستی رستن است
فَقَالَ الْمَامُوْنُ لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی
لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ پہر رشید نے
کہا کہ خدا جزاے خیر دے آپکو یا حضرت اب مجہہ سے مطلب اس قول خدا کا
فرمائے تاکہ خدا معاف کرے ای نبی تمہارے سب اگلے پچہلے گناہون کو
قَالَ الرِّضَا لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ عِنْدَ مُشْرِكِیْ مَكَّةَ اَعْظَمَ ذَنْبًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ثَلٰثَمِائَةٍ وَسِتِّيْنَ صَنَمًا
فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالدَّعْوَةِ اِلٰی كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَعَظُمَ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ مکہ کے بت پرستون کے نزدیک پیمبر سے زیادہ
کوئی مجرم و قصور وار نہ تہا اسلیئے کہ وہ لوگ سوائی خدا کے ۳۶۰ بتون کی پوجا
پتری کرتے تہے پس جب حضرت نے کلمہ توحید اونہین تلقین کیا تو یہہ اونپر
بہت شاق گذرا وَقَالُوْا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ
اور کہنے لگے کہ پیمبر نے تو سب خداؤنکو ایک کر ڈالا یہہ بہی عجیب بات ہی
وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا
لَشَیْءٌ یُّرَادُ اور چل کہڑے ہوئے اونمین سے کچہہ گروہین یہہ کہکے کہ چلو بہی
یہان سے اور بجبر صبر کرو اپنے خداؤن پر اور وہ بیٹہو کہ یہی بات ہماری
تقدیر کو منظور تہی یعنے سانحہ جان گزا امر تقدیری ہے یا کسر شان
اصنام و خواہش ریاست و ترفع ایسا امر ہے کہ ہرکس و ناکس اوسے
چاہتا ہے خواہش نفسانی سے پس اگر محمدؐ نے بہی ایسا چاہا تو کیا عجب
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ایسی بات
تو ہمنے اس پچہلے زمانہ کے لوگونمین سے کسی سے نہین سنی یہہ قدم بقدم
اگلے لوگون کے ہین اگر اگلونمین کسیکا بہی یہہ مذہب ہوتا تو پچہلونمین کسی
نہ کسی سے تو ضرور سنائی دیتا یا یہہ کہ اگر توحید ضرور ہوتی تو پچہلی امت
مین یعنے عیسائیونمین ضرور ہوتی کہ وہ تابع نبی ہین حالانکہ اونکے مذہب
مین بہی شرک و تثلیث ہے پس کسی مذہب مین توحید کا ٹہکانا نہ لگا تو اب
ضرور یہہ محمدؐ کی بات بناوٹ اور واسطے گڑہی ہوئی ہے **واعظ کہتا ہے**
جو شیعہ مذہب نبیون پر صغیرہ و کبیرہ کوئی گناہ روا نہین رکہتے آیۂ غفران
ذنب کی تفسیر مین اونکے کلام کو اضطراب ہوگیا ہے اور جو تفسیر خود

حضرت نے بیان فرمائی وہی حق ہے اسلیئے کہ کلام مورخین سے بہی ثابت
ہوتا ہے کہ قریش باکینہ و طیش کہتے تہے کہ پیغمبر سے تو ایسی خطا ہوئی تہی
کہ انہون نے سب خداؤن کو مٹا دینا چاہا انہین ترقی کا ہیکو ہوگی اور اگر
ایسا ہو تو پہر البتہ انکی راست گوئی مین شک نہ رہیگا تو اونکے نزدیک جو پیمبر کے
اگلے پچہلے گناہ تہے وہ خدا نے انہین ترقی و فتح دیکے بخشدی اور مٹادی اور
اگر گناہ کے معنے یہہ نہ سمجہے جائین بلکہ جو ظاہری اور متبادر معنی ہین پہر یہہ
سمجہہ مین نہین آتا کہ فتح مکہ اور اونکے معاف ہوجانے سے کیا علاقہ مگر یہہ کہین
کہ ازبسکہ وہ فتح مستلزم جہاد تہی اور جہاد بڑا عمل نیک ہے تو وہ باعث بخشش
گناہ ہوا اور بنا بر تقریر حضرت کی جواب باصواب صاف ظاہر ہے اور تعجب ہے
کہ شیعون کے اکثر عالمون اور مفسرون نے مثل شیخ المشائخ شیخ ابوجعفر
طوسی اور امین الاسلام شیخ ابو علی طبرسی اور سید سند قدوۂ اہل ایمان جناب
سید مرتضی علم الہدیٰ کے حالانکہ بہت سی کتابین علم تفسیر و حدیث و کلام مین
تصنیف کی ہین مگر کسی مین یہہ جواب نہین دیا جو حضرت نے بیان کیا اور اور
کچہہ ضعیف وجہین لکہی ہین کہ جنسے بخوبی تشفی نہین ہوتی حالانکہ شیخ صدوق
علیہ الرحمہ کے بعض تصنیفونمین مثل عیون اخبار الرضا کے یہہ حدیث موجود
تہی اور جن لوگون نے گناہ صغیرہ و کبیرہ نبیونپر جائز جانا ہے وہ گناہ حضرت
کو عام لیتے ہین اور کہتے ہین کہ اونکا ہر قسم کا گناہ بخشدیا گیا خواہ قبل نبوت
صادر ہوا تہا یا بعد نبوت اور قبل فتح مکہ اور جو گناہ سرزد ہوچکے تہے یا
سرزد ہونیوالے تہے یا یہہ مراد ہے کہ برکت حضرت سے اگلے گناہ یعنے
آدم و حوا کے اور اونکی دعوت سے اونکی امت کے گناہ جو پچہلی ہین یعنے

بعد حضرت قیام قیامت تک سرزد ہونگے وہ سب بخشدئے گئے اور جو شخص فقط
گناہ صغیرہ کو جائز جانتا ہے وہ اس آیت مین فقط صغیرہ ہی مراد لیتا ہے اور تقدم
و تاخر کے یہی معنی کہتا ہے جو گذرے اور بہر کیف تعلیل مسطور بے تکلف درست
نہین ہوتی بے تفسیر معصوم کے اور بنا بر تفسیر حضرت تقدم و تاخر سے یہہ مراد
نہین ہوسکتی کہ قبل نبوت یا بعد نبوت اسلئے کہ حضرت نے کبھی قبل نبوت توحید
کیطرف دعوت نہین فرمائی جیساکہ شرح اربعین مین ہے مگر یہہ کہ بہت آیت
نور حقل حضرت کا گاہ گاہ دلالت کرنا زمان طفولیت مین توحید پر جیساکہ بعض
اخبار معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے صحت معنی کے لئے کافی سمجھا جائے اور
نہ یہہ معنی ہوسکتے ہین کہ قبل فتح اور بعد فتح اسلئے کہ بعد فتح توسب نے ایمان قبول
کیا پہر دعوت بتوحید کب ہوئی مگر یہہ کہ دور دور قبائل و بلاد بعیدہ مین فرایعہ
حضرت سے توحید کا پہونچنا ملحوظ ہو واعظ کہتا ہے کہ کلام حضرت مین
حصر اسکا نہین کہ بجز توحید کے اور کوئی گناہ حضرت کا قریش کے نزدیک متحقق
نہ تہا بلکہ حضرت نے بیان اعظمیت جرم حضرت مین ایک فرد اکمل اوسکی
عقیدہ قریش بیان کردیے نہ یہہ کہ یہی فقط گناہ تہا اور اور کوئی اونکے نزدیک
نہ تہا اور نہ یہہ بہی تنہا یا مخلوط قبل اور بعد ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ قبل اور گناہ ہو
اور بعد دوسرے جنس کا اور ایک تنہا اور دوسرا مخلوط یا دونو تنہا یا دونو مخلوط
اور تحقیق یہہ ہے کہ تمام دلیلو نمین دلیل عقلی قوی تر اور مقدم سب دلیلون پر
ہے اور عصمت انبیا دلیل عقلی سے قطعی الثبوت پس اگر ہزار در ہزار آیتین
اور روایتین معارض اوسکی ہون تو بہی وہی واجب العمل ہوگی اور باقی سب
ماول یا مطروح پس تاویل سے ما نحن فیہ کی کچھہ چارہ نہین اور مشہور دلیلین

عصمت کی کئی ہین پہلی یہہ کہ اگر عصمت نہو تو غرض و غایت ثبوت نبوت پر
مترتب نہو اسلئے کہ اگر پیمبرون سے صدور معصیت جائز ہو تو از بسکہ کذب
بہی ایک معصیت ہے تو اوسکا بہی صادر ہونا روا ہو اور جب گنجائش دروغ
اونکے کلام مین ہو تو پہر اونکے کسی قول و فعل و امر و نہی و وعید پر اعتماد نرہیگا
اور کوئی عاقل بوجہ جائز الخطا ہونیکو اونپر اعتماد نہ کرے دوسری یہہ کہ
اگر نبیون سے گناہ صادر ہو تو اجتماع ضدین لازم آئے ایک لزوم پیروی
نبی اس امر معصیت مین اسلئے کہ عموماً پیروی پیمبر واجب ہے جیساکہ قرآن
مجید مین ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنے کہو اے
نبی کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو پیروی کرو میری کہ محبت کرے
تمسے خدا دوسرے وجوب مخالفت نبی اس گناہ مین جسکا وہ مرتکب ہے
اسلئے کہ ہر گناہ سے اجتناب واجب و لازم ہے چنانچہ قرآن مجید مین ہے
وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا نہ میل و رغبت کرو ان لوگون کیطرف کہ جنہون نے
ظلم و گناہ کیا ہے اور دوسری آیت مین ہے وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
اور منع کرتا ہے خدا فحش و بدامر سے تیسری دلیل یہہ ہے کہ اگر نبی
سے گناہ صادر ہو تو منع کرنا اور زجر بہی لازم ہوگا اسلئے کہ حکم کرنا نیک بات کا
اور منع کرنا بری بات سے علی العموم بہ نسبت ہر کس و ناکس کے شرع مین واجب
ہے حالانکہ زجر و ایذاے پیمبر باجماع امت حرام ہے اور قرآن شریف مین
ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةِ جو لوگ کہ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہین دین و دنیا مین خدا
اونپر لعنت کرتا ہے چوتھے یہہ کہ شہادت فاسق شرع مین مسموع

نہین پس شہادت نبی بہی مقبول نہوگی اور جب ادنی ادنی دنیوی باتونمین
پیمبر کی گواہی مقبول نہو تو امور عظیمہ مین کیون قبول ہونے لگے پہر واسے
بحال اوس حاکم شرع کے کہ جسکی گواہی اور بات خود اوسی شرعمین گونہ
نستر ہو پانچوین یہہ کہ اس تقدیر پر نبی مستحق عذاب ہوگا چنانچہ قرآن مجید
مین ہے وَمَن یَّعصِ اللہَ وَرَسُولَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ اور جو شخص
نافرمانی خدا و رسول کرے پس واسطے اوسکے جہنم کی آگ ہے چھٹے یہہ کہ
وہ مستحق ملامت ہوگا چنانچہ قرآن مین ہے اَلَا لَعنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِینَ
آگاہ ہو کہ لعنت خدا کی اونپر ہے اور ایک اور آیت مین ہے لِمَ تَقُولُونَ
مَا لَا تَفعَلُونَ کیون ایسی بات کہتے ہو جسپر خود تمہارا عمل نہو ے خود را
فضیحت و دیگران را نصیحت اور ایک اور آیت مین ہے اَتَأمُرُونَ النَّاسَ
بِالبِرِّ وَتَنسَونَ اَنفُسَکُم اور لوگون کو تو نیک بات کا حکم دیتی ہو اور اپنے ہی
نفس کو بہولجاتے ہو ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار حالانکہ اجماع ہے کہ نبی عذاب
وعقاب و لعن و طعن سے بری ہے اور اس سے بڑہ کے کون باتمین باعث
تنفر خلق ہو سکتی ہین ساتوین گنہگار اس قابل نہین کہ مرتبہ عہدہ نبوت
سے مشرف ہو اسلئے کہ قرآن مین ہے لَا یَنَالُ عَہدِی الظّٰلِمِینَ یعنے
نہین پہونچ سکتا عہد ہمارا ظالمون تک آٹھوین پیمبر لوگ خاص خالص
بندے خدا کے نہین ٹہرتے ورنہ اغوائے شیطانی کا کیا امکان تہا
اسلئے کہ شیطان خدا سے عہد کرچکا ہے لَاُغوِیَنَّہُم اَجمَعِینَ اِلَّا
عِبَادَکَ مِنہُمُ المُخلَصِینَ ضرور اون سبکو اغوا کرونگا مگر تیرے
خالص بندون کے اور جب پیمبر ہی خالص بندے نہوسے تو پہر کون

خاص بندہ خدا کا ہو سکتا ہے حالانکہ خود خدا اونکی تعریف مین فرماتا ہی
اِنَّہُم کَانُوا یُسَارِعُونَ فِی الخَیرَاتِ یعنے وہ لوگ اسمین جلد بازی
کرتے تہے نیکیون مین اور ایک اور آیت مین ہے اِنَّہُم عِندَنَا لَمِنَ المُصطَفَینَ
الاَخیَارِ یعنے وہ نبی لوگ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگون مین سے
تہے نوین اجرائے حد شرعی کے مستحق ہونگے دسوین ترجیح بلا مرجح
لازم آئی کہ اور لوگ کہین یہہ بہی تو ہماری ہی طرح مجرم خطاکار ہین انمین
کیا ترجیح ہے کہ یہہ پیمبر ہوئے اور ہم نہوئے گیارہوین مذہب
قطعی نرہی جبکہ ادنی شبہہ بہی ادنی سے خطاکاری کا اگرچہ سہواً بہی ہو
اونمین پایا جائے بارہوین لطف خدا نا تمام رہے تیرہوین تمام امت
سے معارف دینی کامل تر ہونا چاہین اور جو عظمت الٰہی کو خوب جان چکا ہو اور اوسکو
ہر وقت حاضر و ناظر جانے وہ کیونکر اوسکے ادنی معصیت بہی طرفۃ العین گوارا
کریگا اور یہہ دلیل منامی ہے کہ خواب مین بہی ایکبار مینے اسی مناظرہ مین
بیان کیا چودہوین صغیرہ و کبیرہ کی حقیقت شرعیہ ثابت نہین اون دلائل
و قرائن سے کہ جو اپنے مقام پر بیان کئے گئے ہین پس بہ نسبت و بالاضافہ
ایک گناہ کے دوسرا گناہ صغیرہ یا کبیرہ ہوگا یا جسمین عظمت عقلی یا عرفی یا
شرعی پائی گئی ہو جیسا کہ اظہر ہے اور بہرکیف سب گناہ نافرمانی ربانی مین
مشترک ہین اور بعض احادیث مین وارد ہے کہ کمی معصیت پر نظر نہ کر بلکہ
بزرگی پر اوس شخص کی نظر رکہہ کہ جسکی تو نافرمانی کرتا ہے پس من باب المقدمہ
ضرور ہوا کہ گناہ صغیرہ بہی نبی سے نہ صادر ہو نہین تو پانی مرنا شک کے لئے
کافی ہوگا دیگ مین ایک ہی چاول ٹٹولا جاتا ہے ادنی سا گناہ ہوتے

یہی خیال جائیگا کہ جب انہون نے اتنی سی بات مین تھوڑی سی نافرمانی خدا
قبول کرلے تو زیادہ نافرمانی کر بیٹھنے مین کون مانع ہے ؎ قیاس کن
زگلستان من بہارِ مرا ✦ پس بمقتضائی اکثر ادلہ مرقومۂ بالا ضرور ہوا کہ عمداً
و سہواً کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ نبی سے نہو بلکہ من باب المقدمہ ضرور ہے
کہ ابتدائے عمر سے اور قبل نبوت سے بھی نہو کہ فی الجملہ تنفر خلق اور نقص لطف
اور امکان گنجائش نافرمانی خدا او وقوع خطا متحقق ہو جائیگا اور اسمین کیا
لطف ہے کہ حاکم شرع اور امین وحی الٰہی اور دستگیر خلائق ایسا ہو کہ ملامت
اوٹھا سکے اور لوگ کہین کہ واہ جو آج ہمین نفس شکنی کا حکم کر رہے ہین
کل کی بات ہے کہ یہہ خود بت پوجتے تھے شراب پیتے تھے فلان شخص کا
جوتا لے بھاگے تھے زید کا گھر پھاندا تھا عمرو کی بیٹی بھگائی تھی آج یہہ
ہماری نصیحت کو آئے ہین خود را فضیحت و دیگران را نصیحت ✦ نو سے
چوہے کھاکے بلی حج کو چلی یا جسے حجت خدا جانین اوسے شہوت
پرستی مین غرق پائین ایک وقت اقتدا کرین دوسرے وقت اونکا یہہ
حال دیکھین کہ نفرین خلق ہو رہی ہے لوگ تھڑ تھڑ کرتے ہین کبھی تو
کوتوالی چبوترے کے پیادون کے ہاتھہ مین اور اونکا گریبان کبھی
ٹکٹی مین بندھے ہین اور کبھی لال خان کی لکڑی سے کبھی خار وار طوق
مین گردن ہے اور کبھی رسی مین مشکین کبھی ہتکڑیون ہاتھہ مین اور کبھی
بیڑیون یا کاٹ مین پاؤن یہہ تو دنیا مین فضیحت اور آخرت مین سب سے
زیادہ تو ایسے جھوٹے نبی یا امام سے ہین تو معاذ اللہ کیا کام ایسے پر خدا
اورون ہی کو مبارک رکھے کہ وہ خود ایسی ناپاکی سے راضی ہین جو اونہین

بڑے صاحب تمیز ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ اگر قبل نبوت گناہ صغیرہ ہو تو کیا
حرج بعد نبوت محفوظ رہنا چاہیے یہہ بھی بتقلید فضیعہ نہین تو اکثر تو بعد نبوت
بھی صغائر و کبائر سب نبیون پر روا رکھتے ہین خلفا کے پردہ پوشی کے
لئے یہانتک کہ ابن فورک نے لکھا ہے کہ اسلام سے بھی کچھہ کام نہین کافر
اگر خوش آواز ہو اور اچھا لب و لہجہ رکھتا ہو تو وہ بھی نبی ہو سکتا ہے
اسلئے کہ تبلیغ احکام مین بکار آمد صرف آواز ہی اور کفر سے کچھہ ضرر آواز کو نہین
پہونچ سکتا اور کیا چھپا ہی اس مقام سے وہ حکایت کہ جسے جناب علیین
مکان نے حدیقۂ سلطانیہ مین مقدس اردبیلی سے نقل کیا ہے کہ علمائے
اہلسنت مین سے فاضل میرزا جان شہر بخارا مین وارد ہوا اور شب و روز
درس و تدریس مین مصروف ہوا پس بعد چندے چند خیر خواہ شاگردون نے
بطور کنایہ انہین بتایا کہ فرزند دلبند کو انکے چند اوباش باغی باغون مین
لیجاتے ہین گلگشت چمن مین گلستان و بوستان کا سبق انہین پڑھاتے
ہین بطور خود فاعل و مفعول کے صیغہ بتاتے ہین کبھی باب ثلاثی مجرد کا
حال باب و تاب دریافت فرماتے ہین بقول شخصے ؎ مَرَرتُ عَلیٰ
طِفلٍ بَدِیعٍ جَمَالُہُ ✦ یُطَالِعُ صَرفًا وَالکَرَارِیسُ فِی الیَدِ ✦
فَقُلتُ لَہُ لَازَالَ عِلمُکَ زَائِدًا ✦ اَینَ لِی بَابًا لِلثُّلَاثِیِّ المُجَرَّدِ
گرد اوس سرو قد کے حلقہ زن بلبلون کیطرح اسمین بجھتے اٹکتے ہین
سنت عمری پر ایسے قائم ہین کہ تلاوت قد افلح سے کبھی نہین بھکتے ہین
جب کئی بار اونہون نے بتکرار بیان کیا تو فاضل میرزا جان نے کہا کہ یہہ
معنی تو مین سمجھتا نہین صاف صاف مجھہ سے کہو اونہون نے کہا کہ حیائے مانع

سنگ راہ نہوتے تو ہم تفضیح کی تصریح کردیتے اب خلاصہ یہ ہے کہ آپکے
غفلت کی بدولت صاحبزادۂ بلند اقبال پر بیچارا کا شہد ا ہوگیا انہون نے
کہا کہ بس اتنی ہی سی بات پر میرا ناطقہ بند کرتے ہوے ہیر شو بیا منور
ے برین عقل و دانش بباید گریست ✦ تمہین اتنی ہی سمجھ نہین کہ اگر یہ صحیح
بھی ہو تو یہ خارج از مبحث باتین ہین اوسکے نفس ناطقہ کو اس سے

کیا ضرر ہے

فقط

کتبہ تمیز علی رضا

موعظہ آٹھوان

مناظرہ یہودی حضرت امیر سے فضائل جناب

رسالتمآب مین اور فضیلت حضرت کی حضرت آدم و

ادریس و نوح و صالح ع پر اور ذکر مسئلہ وجوب شکر اور استحباب

درود اور عصمت وغیرہ مین

maablib.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رُوِیَ عَنۡ مُوۡسیٰ بۡنِ جَعۡفَرٍ عَنۡ اَبِیۡہِ عَنۡ اٰبَائِہٖ عَنِ الۡحُسَیۡنِ بۡنِ عَلِیٍّ حضرت امام موسیٰ جعفرؑ نے اپنے والد ماجد سے اور اونہون نے اپنے آبائے طیبین وطاہرین سے اور اونہون نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے قَالَ اِنَّ یَہُوۡدِیًّا مِنۡ یَہُوۡدِ الشَّامِ وَاَحۡبَارِہِمۡ کَانَ قَدۡ قَرَءَ التَّوۡرٰیۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَالزَّبُوۡرَ وَصُحُفَ الۡاَنۡبِیَآءِ وَعَرَفَ دَلَائِلَہُمۡ فرمایا کہ ایک یہودی شام کے یہودیون مین سے اور علمائی مذہب یہود سے کہ جسنے توریت وانجیل اور زبور اور سب صحیفی سب نبیون کے پڑہے تہے اور نخوبی پہچان لیا تہا اونکے دلیلون کو جَآءَ اِلَی الۡمَجۡلِسِ فِیۡہِ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صؐ وَفِیۡہِمۡ عَلِیُّ بۡنُ اَبِیۡ طَالِبٍ وَابۡنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوۡ

سَعِیۡدِ الۡجُہَنِیۡ آیا ایک صحبت مین کہ جسمین اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع تہے اور جناب ولایت مآب حضرت امیرؑ اور ابن عباس اور ابوسعید جہنی بہی موجود تہے فَقَالَ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ مَا تَرَکۡتُمۡ لِنَبِیٍّ دَرَجَۃً وَّلَا لِمُرۡسَلٍ فَضِیۡلَۃً اِلَّا نَحَلۡتُمُوۡہَا لِنَبِیِّکُمۡ فَہَلۡ تُجِیۡبُوۡنِیۡ مَا اَسۡئَلُکُمۡ عَنۡہُ پس کہا اوس یہودی نے ای امت محمد کسی درجہ اور فضیلت کو کسی نبی اور رسول کے تمنے نہ چہوڑا مگر یہہ کہ زبردستی اوسے اپنے پیغمبر کے لیے ثابت کیا پس جو کچہہ مین پوچہون اوسکا جواب مجہے دوگے قَالَ فَکَاعَ الۡقَوۡمُ مِنۡہُ حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ یہہ سنکے مونہہ پہیر لیا اوسکی طرف سے تمام جماعت نے فَقَالَ عَلِیُّ بۡنُ اَبِیۡ طَالِبٍؑ نَعَمۡ مَا اَعۡطَی اللّٰہُ نَبِیًّا دَرَجَۃً وَّلَا مُرۡسَلًا فَضِیۡلَۃً اِلَّا وَقَدۡ جَمَعَ اللّٰہُ لِمُحَمَّدٍ صؐ وَزَادَہٗ عَلَی الۡاَنۡبِیَآءِ اَضۡعَافًا مُضَاعَفَۃً پس ارشاد فرمایا حضرت امیر المومنینؑ نے کہ ہان سچ کہا تو نے نہین عطا کیا خدا نے کسی نبی کو کوئی درجۂ عالی اور نہ کسی رسول کو کوئی فضیلت مگر یہہ کہ جمع کر دیا ہو اوسے واسطے جناب رسالتمآب محمد مصطفیٰ صؐ کے بلکہ زیادہ کر دیا اونحضرت کے مدارج وفضائل کو دوچند وسہ چند ودہ چند فَقَالَ لَہُ الۡیَہُوۡدِیُّ فَہَلۡ اَنۡتَ مُجِیۡبِیۡ پس عرض کیا اوسنے اوس یہودی نے کہ پس آیا آپ میری بات کا جواب دیسکتے ہین قَالَ نَعَمۡ سَاَذۡکُرُ لَکَ الۡیَوۡمَ مِنۡ فَضَائِلِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صؐ مَا یُقِرُّ اللّٰہُ بِہٖ اَعۡیُنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَیَکُوۡنُ فِیۡہِ اِزَالَۃُ شَکِّ الشَّاکِّیۡنَ فِیۡ فَضَائِلِہٖ حضرت نے فرمایا کہ ہان قریب ہے کہ مین بیان کرون تجہسے آج اسقدر فضائل کو جناب رسالتمآ

صلی اللہ علیہ وآلہ کو کہ بسبب اونکے ٹھنڈک پڑی آنکھو نین مومنون کو
اور شک شکلو نکا بیخ وبن سے کندیدہ ہو جائے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اِذَا ذَکَرَ لِنَفْسِہٖ فَضِیْلَۃً قَالَ لَا فَخْرَ اور محاسن عادات اور تہذیب
اخلاق سے جناب رسالتمآبؐ کی یہہ امر تھا کہ جب کبھی وہ جناب حسب
اقتضا کسی ضرورت شرعی کے کوئی فضیلت اپنی بیان فرماتے تھے
تو بعد اوسکے فرماتے تھے وَلَا فَخْرَ یعنے یہہ امر از راہ فخر و مباہات
اور عجب وتبختر کے نہین بیان نہین کیا بلکہ محض اظہار امر واقعی کے
واسطے واعظ کہتا ہے کہ اس فقرہ حدیث مین اشارہ ہے
اس امر کیطرف کہ بغیر تکبر وانانیت کی اگر کوئی شخص فضیلت واقعی
اپنی بیان کرے تو اوسمین کچھہ مضائقہ نہین اور اسمین کچھہ شبہہ نہین
اسلئے کہ خود اپنی تعریف کرنا مذموم نہین ہے بلکہ غایت غالب اوسکی
یعنے کبر ونخوت اور عجب ونکوہش مذموم ہے پس اگر وہ خودستائی
مقرون کسی غرض صحیح وشرعی سے ہو تو اوسمین کیا حرج کوئی قبح
عقلی خودستائی مین نہین اور ظاہر ہے کہ حسن وقبح اشیای عقلی ہے
بلکہ جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اوسپر موقوف ہو تو وہ واجب ہوجائیگی
بحسب وجوب امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور تفسیر کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ
رَبِّکَ فَحَدِّثْ یعنے لیکن نعمت پروردگار کو اپنی پس اظہار کر تو اور
محاورہ عرب مین حکم کرنا ساتھہ کسی چیز کی دلالت کرتا ہے واجب ہونے
پر اوس چیز کی پس جبکہ بہ وافی ہدایہ مذکورہ مین خدا نے اظہار نعمت
خدا کا حکم دیا گویا اوسے واجب کیا اور اظہار جیسا کہ بیان سے ہوتا ہے

اوسیطرح فعل سے بھی اور اظہار مطلق کا حکم شامل ان دونو قسمون کو ہے
اسلئے کہ ترک استفصال دلیل عموم ہے جیسا کہ نعمۃ اللہ جزائری علیہ الرحمہ
نے بالاجمال اوسکیطرف اشارہ کیا ہے مگر یہہ کہ تحدیث سے مراد بحکم تبادر
خاص اظہار حدیثی وقولی کو لین ہر چند کہ اخبار مفسرہ مرجح احتمال عموم
مین بہر طور رجحان خودستائی بلکہ وجوب مین اوسکی جب محل وموقع پر
اپنے ہو کوئے شک وشبہہ نہین اور اسی پر محمول ہے قول حضرت یوسفؑ
وَاجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ یعنے ای عزیز
قرار دے مجھے روے زمین کے خزانون کا محافظ اسلئے کہ مین بڑا حفاظت
کرنیوالا اور عالم ودانا ہون اور اسی پر محمول ہے کلام جناب رسالتمآبؐ
سے نَحْنُ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الخ اور رجز حضرت امیرؑ کی اور اور کلمات
وخطب معجز نسمات مثل خطبہ شقشقیہ کے خلاصہ یہہ کہ ادلہ اربعہ
اور سیرت قطعیہ سے جواز خودستائی بر محل ثابت وَھُوَ الْعَالِمُ
پھر یہودی سے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا وَاَنَا اَذْکُرُ فَضَائِلَہٗ
لَکَ غَیْرَ مُزْرٍ بِالْاَنْبِیَاءِ وَلَا مُنْتَقِصٍ لَھُمْ وَلٰکِنْ شُکْرًا لِلّٰہِ
عَلٰی مَا اَعْطٰی مُحَمَّدًا مِثْلَ مَا اَعْطَاھُمْ وَمَا زَادَہُ اللّٰہُ وَمَا
فَضَّلَہٗ عَلَیْھِمْ اور مین بھی بہاسی اوس جناب کے بیان کرتا ہون تمہر
فضائل کو اوس جناب کے بدون قصد توہین یا تنقیص اور پیغمبرون کی
بلکہ از راہ شکر خدا کے اس امر پر کہ اوسنے ہمارے نبی کو اگلے نبیون کے
برابر رتبہ دیا بلکہ وہ چند اوسنے ہمارے حضرت کو بڑہا دیا واعظ کہتا ہے
کہ اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ اظہار فضیلت بھی ایک نوع کا شکر ہے

اور شکر خدا واجب ہی پس اظہار نعمت واجب ہوگا جیسا کہ سابق مین بیان
کیا گیا اور وجوب شکر منعم مین کسیطرح کا شک و شبہہ نہین باتفاق عقلا
البتہ اشاعرہ لاشعور تیہ اوسے واجب نہین جانتے بلکہ جائز و صحیح نہین گنتے اور
اور یہہ محض بے عقلی اونکی ہے اسلیئے کہ وجوب شکر منعم عقلی ہے جیسا کہ
سابق مین گذرا اور ظاہر ہے کہ حسن و قبح اشیا عقلی ہے اور اسباب وجوب
شکر بہت ہین **ایک** یہہ کہ بسبب اوسکے امن ہوتا ہے عذاب سے
اسلیئے کہ جب کوئی شخص از سر تا پا غرق کسیکے احسانات مین ہوا اور اوسکا
شکر یہہ نہ ادا کرے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ منعم ناخوش ہوا اور کہے کہ یہہ عجب
بیحیا ہے کہ اسقدر مینے اسپر احسانات کیئے اور پہر یہہ شکر نہین کرتا تو یہہ قابل
سزا ہو **دوسرے** یہہ کہ اقل مرتبہ محسن آزردہ ہوکے بسبب عدم شکر
گذاری سلب نعمت کرلے بسبب ترک شکر کے اور ایسے ہی امور فائدہ شکر مین
پس وہ عبث نہ ٹھرا جیسا کہ بعض اشاعرہ توہم کرتے ہین **تیسرے** یہہ کہ
شکر گذار بسبب شکر مستحق مدح عقلا ہو **چوتھے** یہہ کہ محسن خوش ہوکے
اسکی شکر گذاری سے اور زیادہ اسے نعمت دے جیسا کہ قرآن
مجید مین بہی ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ
عَذَابِي لَشَدِيدٌ بلاشبہہ اگر شکر کروگے تو تمہین نعمت زیادہ دونگا
اور اگر کفران نعمت کروگے تو عذاب میرا بہت شدید ہے اور تحریم
کفران نعمت اتفاقی ہے پس مقابل اوسکا یعنے شکر کا واجب ہونا چاہیئے
اسلیئے کہ تقابل حقیقی حرام سے واجب ہی کو ہے فتامل **پانچوین**
یہہ کہ شکر فی نفسہ مطلوب ہی قطع نظر فوائد مذکورہ کے اسلیئے کہ اگر موافق

مرضی خدا ہے تو باعث رفع الم اور حصول اجر ہوگا ورگرنہ عبث ضرر کا تو اوسمین
وہم تک نہین اور یہہ بر تقدیر تنزل ہے ورگرنہ لزوم اوسکا سابق مین ممہد
ہوا اور یقین واثق ہے کہ شکر نعمت پر کبہی عذاب نہین ہوسکتا اگر گنجایش
عذاب ہے تو کفران نعمت پر ہے جیسا کہ لم اوسکے سابق مین گذرے
پس توہم کرنا اشاعرہ بے شعور کا استحقاق عذاب کا شکر پر محض خبط ہی رہا
یہہ توہم اونکا کہ اگر کوئی کسی کو ایک لقمہ دے اور وہ اوسکے بدلے مبالغہ
شکر معطی مین کرے تو یہہ محمول استہزا پر ہوگا اور محسن کو بہت ناگوار ہوگا
کہ ایسا مینے اسی کیا دیا کہ جو یہہ اتنا شکر کرتا ہے پس صاف ظاہر ہے
کہ یہہ تمسخر و استہزا کرتا ہے پس جب ایک لقمہ پر یہہ حال ہوا تو نعمات خدا تو
مقابل عظمت و جلال خدا مین ایک لقمہ سے بہی کم نسبت رکھتے ہین بالکل
ہیچ و پوچ مین پس کیونکر اونپر شکر خدا کرنا جائز ہوگا اور یہہ محض اونکا
خیال خام اور خبط بے ربط ہے اور بالکل قیاس مع الفارق ہی پس
اہل قیاس بہی اوس سے راضی نہونگے چہ جائیکہ اہل حق دشمن اہل قیاس بخلاف
قیاس تفصیل یہہ ہے کہ اہل قیاس کے نزدیک بہی تحقق قیاس مین
ارکان اربعہ قیاس کا پایا جانا چاہیئے اصل اور فرع اور جامع اور حکم
پس اصل یہانپر لقمہ ہے کہ اوسپر قیاس کیا ہے اور فرع نعمات خدا مین
کہ جنکا قیاس کیا اور جامع کوئی نہین پس حکم کیونکر پایا جائیگا بلکہ انصاف
یہہ ہے کہ فارق موجود ہے اور فرق یہہ ہے کہ لقمہ بہ نسبت دینے والے
اور لینے والے دونون کے حقیر ہے پس خواہ مخواہ اوسپر زیادہ شکر کرنا
باعث استہزا ہوگا اور خدا کی نعمتین اگرچہ بمقابل اوسکی عظمت و جلال کو

ارکان اربعہ قیاس

کالعدم ہین مگر ہمارا حوصلہ تو اونکے سامنے پست ہے اگر ہر بُن مو ہمارے
بدن پر زبان ہو اور ہم ایک ادنے سی نعمت کا اوسکی شکر چاہین تو ممکن الادا
نہین پس ہمین اوسکا شکر کیون نہ واجب ہوگا ؎ از دست و زبانِ کہ
برآید ✣ کز عہدۂ شکرش بدر آید ✣ پس ظاہر ہوا کہ محض ترک شکر خدا کفر ہے
پس باطل ہوا عقیدۂ فاسدہ اشاعرہ کا اور ہمارے ادلہ سابقہ سی مجوب ہوا
جاہجی پیشوا اونکا اور کیا خوب فرمایا ہے اس مقام پر سید نے منظومۂ
طولانی مین ؎ اِذَا اَطعَمتُ کَلباً بَعضَ خُبزٍ ✣ یَظَلُّ مُلَازِماً
لِوَصِیدِ بَابِی ✣ یعنی اگر ایک کُتّے کو بہی ایک ٹکڑا روٹی کا دیدین تو
پہر کبہی وہ چوکہٹ نہین چہوڑتا کیسا ہی دُہتکارا جائے ؎ وَعِندَ الاَشعَرِی
الشُّکرُ لَغوٌ ✣ فَھُم وَاللّٰہِ اَخبَثُ مِن کِلَابٍ ✣ اور اشعری
دشمن شعور کے نزدیک شکر لغو ہے پس بخدا وہ لوگ کُتّے سے بہی بدتر ہین
قَالَ لَہُ الیَھُودِیُّ اِنِّی اَسئَلُکَ فَاَعِدَّ لَہُ جَوَاباً قَالَ لَہُ عَلِیٌّ ھَاتِ
یہودی نے کہا پہر مین پوچہتا ہون مہیا ہو رہیے حضرت نے فرمایا کہ
پوچہہ جو کچہہ تیرے دل مین آئے قَالَ لَہُ الیَھُودِیُّ ھٰذَا آدَمُ اَسجَدَ اللّٰہُ
لَہُ المَلَائِکَۃَ فَھَل فَعَلَ لِمُحَمَّدٍ شَیئاً مِن ھٰذَا یہودی نے کہا کہ حضرت
آدم کے لئے سجدہ لیا خدا نے اپنے فرشتون سی پس آیا فرمایا ایسا واسطے
تمہارے پیغمبر کے بہی یا نہین فَقَالَ لَہُ عَلِیٌّ لَقَد کَانَ کَذٰلِکَ وَلٰکِن
اَسجَدَ اللّٰہُ لِآدَمَ مَلَائِکَتَہُ فَاِنَّ سُجُودَھُم لَم یَکُن سُجُودَ طَاعَۃٍ
وَاِنَّھُم عَبَدُوا آدَمَ مِن دُونِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ پس حضرت نے فرمایا
کہ یہہ تو صحیح ہے لیکن مقصود اس سجدہ سی سجدہ عبادت نہ تہا اور یہہ محفوظ

نہ تہا کہ ملائکہ آدم کو علاوہ خدا کے خدا ٹہرا کے اونہین سجدہ کرین وَلٰکِن
اِعتِرَافاً لِآدَمَ بِالفَضِیلَۃِ وَرَحمَۃً مِنَ اللّٰہِ لَہُ بلکہ مقصود اوس سے محض
اقرار فضیلت حضرت آدمؑ اور ایک نوع کا ترحم تہا حال آدم پر وَمُحَمَّدٌ
اُعطِیَ مَا ھُوَ اَفضَلُ مِنہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ صَلّٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ فِی
جَبَرُوتِہٖ وَالمَلَائِکَۃَ بِاَجمَعِھَا وَتَعَبَّدَ المُؤمِنِینَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیہِ
فَھٰذِہٖ زِیَادَۃٌ لَہُ یَا یَھُودِیُّ اور جناب رسالتمآب کو اوس سے زیادہ
مرتبہ دیا کہ خود بہی اپنے جبروت مین اونپر درود بہیجا اور ملائکہ کو بہی مامور بہ درود
کیا اور مومنین کو بہی پابند کیا درود بہیجنے پر پس زیادہ ہوا یہہ اسلیے کہ یہہ
درود بمعنے سجدہ مذکور ہے اور سجدہ صرف ملائکہ نے کیا تہا اور یہان درود
مین خدا خود اور مومنین بہی شریک ہوئے واعظ کہتا ہے کہ اس فقرۂ
حدیث سے اشعار ہوتا ہے وجوب درود کا مومنون پر اور یہی مفاد ظاہر
امر کا ہے کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہُ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ
اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیماً یعنے تحقیق کہ خدا اور فرشتے اوسکے
درود بہیجتے ہین نبی پر اے مومنو تم بہی سلام و درود بہیجو اونپر اور فی الجملہ
وجوب مین شبہہ نہین یعنے حالت تشہد مین لیکن خارج نماز سے اور علی العموم
وجوب درود ثابت نہین ہان بعض احادیث معتبرہ سے رجحان بلکہ وجوب
درود کا غیر حال نماز مین ثابت ہوتا ہے بلکہ جب ذکر نبی ہو اور جسطرح ہو
اور اسیوجہ سے شیخ بہائی علیہ الرحمہ وغیرہ ذکر درود واجب جانتے ہین
جب ذکر حضرت ہو خواہ بعلم یا لقب یا کنیت یا ضمیر اور مشہور استحباب ہے اور
اجماع اور سیرت قطعی و عمل اصحاب ور اور ادلہ کثیرہ موید استحباب ہین اور

وہی اظہر ہے البتہ ازبسکہ کثرت احادیث اور تاکید و تشدید اونکی شعر وجوب
تو وہ نہیں کہ قول بوجوب کفائی اولی واحوط ہوا ور یہی بخوبی جامع درمیان ادلۂ
متعارضہ کے ہے اگرچہ علما مین سے کوئی قائل اسکا نہیں اور اسی استحباب سے
حل ہوتا ہے شبہ تسلسل درود اور ایک جواب اسکا استثنا سے بہی مشہور ہے
یعنی درود مین ذکر حضرت آنا موجب وجوب درود نہوگا پس تسلسل لازم آئیگا
اور غرابت مقام مانع مزید تفصیل سے ہے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ آدَمَ
تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ یہودی نے عرض کیا بدرستیکہ جناب
باری نے اپنے فضل وکرم سے توبہ آدم اونکے خطا سے قبول فرمائی قَالَ
لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ
بِغَيْرِ ذَنْبٍ اَتٰى قَالَ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ اِنَّ مُحَمَّدًا غَيْرُ مُوَافٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِوِزْرٍ وَلَا مَطْلُوْبٍ
فِيْهَا بِذَنْبٍ حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا لیکن ہمارے حضرت کی شان
مین اس سے بہی بڑا آیا ایا بدون گناہ کے چنانچہ خدا نے فرمایا تاکہ معاف کرے
خدا تمہارے اگلے پچھلے سب گناہون کو پس وہ جناب روز قیامت کسی
جرم پر ماخوذ نہونگے **واعظ کہتا ہے** کہ مراد گناہ سے اس آیہ مین یا
ترک اولی ہے بحکم جمع بین الادلة والاخبار کے یا گناہ بحسب زعم کفار و منافقین
کے یا اور ایسے معنی صحیح اور اسیطرح خطائی آدم کو ترک اولی پر محمول کرنا لازم
ہی اسلئے کہ بضرورت مذہب عصمت انبیا و ائمہ ثابت ہے اور تفصیل مسئلہ
عصمت سابق مین مذکور ہوئی قَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ فَاِنَّ هٰذَا اِدْرِيْسَ
اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا وَاَطْعَمَهُ مِنْ تُحَفِ الْجَنَّةِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ یہودی نے

کہا کہ خدا نے حضرت ادریس کو مقام عالی اور تحفۂ جنت کے دیئے بعد
اونکی وفات کے قَالَ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ
مِنْ هٰذَا اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ قَالَ فِيْهِ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فَكَفٰى
بِهٰذَا مِنَ اللّٰهِ رِفْعَةً وَلَئِنْ اُطْعِمَ اِدْرِيْسُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاِنَّ
مُحَمَّدًا اُطْعِمَ فِي الدُّنْيَا فِيْ حَيٰوتِهٖ بَيْنَمَا يَتَضَوَّرُ جُوْعًا اِذَا اَتَاهُ جَبْرَئِيْلُ
بِجَامٍ مِنَ الْجَنَّةِ فِيْهِ تُحْفَةٌ فَهَلَّلَ الْجَامُ وَهَلَّلَتِ التُّحْفَةُ فِيْ يَدِهٖ
وَسَبَّحَا وَحَمَّدَا وَكَبَّرَا فَنَاوَلَهُمَا اَهْلَ بَيْتِهٖ فَفَعَلَ الْجَامُ مِثْلَ
ذٰلِكَ فَهَمَّ اَنْ يُنَاوِلَهَا بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَتَنَاوَلَهَا جَبْرَئِيْلُ
وَقَالَ لَهُ كُلْهَا فَاِنَّهَا تُحْفَةٌ مِنْ تُحَفِ الْجَنَّةِ اَتْحَفَكَ اللّٰهُ بِهَا
وَاِنَّهَا لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِنَبِيٍّ اَوْ وَصِيِّ نَبِيٍّ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا مَعَهٗ وَاِنِّيْ
لَاَجِدُ حَلَاوَتَهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ فرمایا کہ جناب رسالتمآب کو اس سے
زیادہ مرتبہ ملا خدا نے اونسے کہا کہ بلند کیا ہم نے ذکر تمہارا پس خدا کیطرف سے
یہ بلندی کافی ہے اگر اونہیں تحفہ جنت بعد وفات ملا تو ہمارے حضرت کو
حیات مین چنانچہ ایکبار شدت فقر وفاقہ سے حضرت بہت ضعیف ہوگئے
کہ ناگاہ حضرت جبرئیل جنت کا ایک جام لائے کہ اوسمین تحفہ سا ایک تحفہ
تہا پس وہ جام وتحفہ بزبان فصیح حمد وثنائے الہی کرنے لگا اور حضرت نے
مع بعض اہلبیت اوسے تناول فرمایا اور بعض اصحاب نے جو اوسکے تناول کا
ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل جلدی سے اوسے تناول کر گئے اور کہا کہ ای نبی
یہ تحفہ بہشت ہے اسے بجز نبی یا وصی نبی کے اور کوئی تناول نہین کرسکتا حضرت
امیر نے فرمایا کہ بخدا ابتک مین اوسکی حلاوت پاتا ہون اور مزا اوسکا تا ابدم

نہین ہوا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَهٰذَا نُوحٌ صَبَرَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ وَعَذَرَ
قَوْمَهُ اِذْ كَذَّبَ عرض کیا کہ نوح نے راہ خدا مین صبر کیا مدت دراز تک
اور بد دعا نہ کی اپنی قوم کے حقمین جب اونہون نے اونکی تکذیب کی قَالَ
قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ صَبَرَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ
وَجَلَّ وَاعْذَرَ قَوْمَهُ اِذْ كُذِّبَ وَشُرِّدَ وَحُصِيَ بِالْحَصٰى وَعَلَاهُ
اَبُو لَهَبٍ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مَلَكِ حَامِلِ الْجِبَالِ اَنْ شُقَّ الْجِبَالَ
وَانْتَهِ اِلٰى اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ فَقَالَ لَهُ اِنِّي اُمِرْتُ
بِالطَّاعَةِ فَاِنْ اَمَرْتَ اَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْجِبَالَ فَاَهْلَكْتُهُمْ بِهَا
فَقَالَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَبِّ اهْدِ اُمَّتِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَيْحَكَ
يَا يَهُودِيُّ اِنَّ نُوحًا لَمَّا شَاهَدَ غَرَقَ قَوْمِهِ رَقَّ عَلَيْهِمْ رِقَّةَ الْقَرَابَةِ
وَاَظْهَرَ عَلَيْهِمْ شَفَقَتَهُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِي فَقَالَ
اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اَرَادَ جَلَّ ذِكْرُهُ اَنْ يُسَلِّيَهُ
بِذٰلِكَ فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اونسے زیادہ صبر کیا اور اپنی قوم کو
معذور رکہا جب اونکی تکذیب ہوئی اور راہ خدا مین وہ شہر بدر کیئے گئے
اور سنگسار کیئے گئے اور غلبہ کیا اونپر ابولہب نے پس خدا نے وحی کی طرف
اوس فرشتے کے کہ جو حامل جبال ہے کہ پہاڑون کو کندہ کر کے حضرت کی
اطاعت مین رکہہ پس وہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین یہہ پہاڑ
کندہ کر کے اونپر ڈہانپ دون کہ وہ سب سرمہ ہو جائین حضرت نے
فرمایا کہ میری بعثت اور نبوت نعمت اور رحمت ہی امت کے لیئے نہ نقمت
وعذاب خداوندا ہدایت کر میری امت کو کہ وہ نادان ہین وائی ہو تجہپر

ای یہودی حضرت نوح نے جب اپنی قوم کو غرق ہوتے دیکہا تو آخر رقت
قرابت اور محبت عزیزداری آہی گئی بیتاب ہوکے کہنے لگے کہ خداوندا
میرا بیٹا میرے اہل وعیال سے ہے اور تو نے وعدہ فرمایا نجات دینے کا
میرے اہل وعیال کو اور وعدہ تیرا سچا ہے پس اسی بچا غرق ہونے سے
یہانتک کہ خدا نے اونکی تسلی اور نصیحت کے لیئے فرمایا کہ وہ تمہارے اہل و
عیال سے نہین اسلیئے کہ عمل اوسکا اچہا نہین وَمُحَمَّدٌ لَمَّا عَايَنَ مِنْ قَوْمِهِ
الْمُعَانَدَةَ شَهَرَ عَلَيْهِمْ سَيْفَ النِّقْمَةِ وَلَمْ تُدْرِكْهُ فِيهِمْ
رِقَّةُ الْقَرَابَةِ وَلَمْ يَنْظُرْ اِلَيْهِمْ بِعَيْنِ رَحْمَتِهِ اور ہمارے
حضرت نے جب اپنی قوم سراپا لوم کا عناد دیکہا تو تیغ بیدریغ عذاب
اونپر کہینچے اور رتی بہر بہی قرابت کا پاس نکیا اور رحمت کی نظر سے
اونہین نہ دیکہا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ نُوحًا دَعَا رَبَّهُ فَهَطَلَتْ
لَهُ السَّمَاءُ بِمَاءٍ پہر عرض کیا کہ آخر مین عاجز آکے بددعا کی خدا سے
پس بہت زور شور سے مینہہ برسایا ابر نے قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ
كَانَ كَذٰلِكَ وَكَانَ دَعْوَتُهُ دَعْوَةَ غَضَبٍ وَهَطَلَتْ
لَهُ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ رَحْمَةً لِلّٰهِ فرمایا کہ بارش نوح عذاب کے لیئے تہی اور
اوس سے بڑہکے ہمارے حضرت کے لیئے باران رحمت ہوا وَذٰلِكَ لَمَّا
هَاجَرَ اِلَى الْمَدِينَةِ اَتَاهُ اَهْلُهَا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالُوا لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
اِحْتَبَسَ الْقَطْرُ وَاصْفَرَّ الْعُودُ وَتَهَافَتَتِ الْوَرَقُ چنانچہ جب حضرت
ہجرت کر کے مدینہ گئے تو وہان کے لوگ ایک جمعہ مین حاضر خدمت بابرکت
ہوئے اور عرض کی کہ ای رسولخدا مینہہ رک گیا اور درخت سوکہہ گئے شاخین

زرد ہوگئی ہین درختو نین ہوا سے بالکل پت جڑ ہوگئی فرفع یدہٗ الی السماء
حتی رای بیاض ابطیہ وما تری فی السماء سحابۃ ثم ابرح حتی
سقاھم اللہ یہہ سنتے ہی حضرت نے دعا کے لئے ہاتھہ اوٹھایا یا تو
نام کو بہی آسمان پر ابر کا نشان نہ تہا یا دفعتہً خوب مینہ برسا کہ اونہین جہکا دیا
حتی ان الشاب المعجب بشبابہ المھتم نفسہ فی الرجوع الی منزلہ
لما یقدرہ من شدۃ السیل فدام اسبوعا فاتوہ فی الجمعۃ
الثانیۃ فقالوا یا رسول اللہ لقد تھدمت الجدر واحتبس
الرکب والسفر سیما تنک کہ ایسے جوان جنہین اپنی جوانیکا بڑا گھمنڈ
تہا اور بیساختہ جنکا جی گہر جانیکو چاہتا تہا مینہ کی شدت کے مارے
اور نالون کے توڑ کے ڈر سے گہر نہ جا سکتے تہے پس ایسا ہی مینہ قریب
ایک اٹھوارےکے برسا کیا آخر دوسرے جمعہ کو پہر سب حضرت کے پاس
آئے اور کہا کہ یا حضرت اب تو مینہ کے مارے دیوارین آرہین رستے
بند ہوگئے قافلے کے قافلے اور سوار و پیادے سب کے سب گر پڑے
ہین سفر کو نہین جا سکتے فضحک رسول اللہ وقال ھذہ سرعۃ
ملالۃ ابن ادم ثم قال اللھم حوالینا ولا علینا اللھم
فی اصول الشیح ومراتع البقع فرای حوالی المدینۃ یمطر
بقطر قطر وما یقع بالمدینۃ قطرۃ لکرامتہ علی اللہ تعالی
یہہ سنکو حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا جلد آدمیکو ملال ہوتا ہے
پہر مناجات کی کہ خداوندا گرد اگرد ہمارے برسا نہ خود ہمپر خداوندا
کشت زارون اور چراگاہون مین پس فوراً اطراف مین برسنے لگا اور

شہر سے موقوف ہوگیا اور قبل اسکے ایکبار اور بہی بارش رک گئی تہی پس
حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اور اور روسا قریش نے استسقا اور
طلب بارش بذریعہ حضرت کی تہی پس وہ سب فی الفور سیر و سیراب ہوگئے
اور اوسیطرف حضرت ابوطالبؑ نے اشارہ کیا ہے اپنے قصیدہٴ مشہورہ
مین سے وابیض یستسقی الغمام بوجھہ * ثمال الیتامی عصمۃ
للارامل * یعنے وہ سفید و نورانی شکل والا پیمبر کہ جسکی روداری
کیوجہ سے طلب بارش کیجاتی ہے اور وہ جائے پناہ اور مربی و سرپرست
بیوہ عورتون اور یتیم لڑکون کے ہین اب مناسب مقام و مقتضی
حال یہہ ہے کہ اوسی جناب اور اوسکے اہلبیت اطیاب کے طفیل سے
ہم سب بہی بکمال گریہ و زاری درگاہ باری مین عرض کرین کہ بارش
فرمائے اور قحط و گرانی کو زائل کرے **واعظ** مسلمانون کو یارب
اب نہ ترسا * جہماجہم مینہ کرم سے اپنے برسا * یہی تجہسے ہے ہم سب کی
گزارش * بہرین جل تہل یہ شدت کی ہو بارش * نہ برسین دونگڑے
یارب نہ جہالر * جہڑی دل کی تمنائین نکالے * قال لہ الیھودی
فان ھذا ھودا قد انتصر اللہ لہ اعدائہ بالریح فھل فعل
لمحمد شیئا من ذلک یہودی نے کہا کہ ہود کی مدد خدا نے تند ہوا سے
کی قال لہ علیؑ لقد کان کذلک ومحمد اعطی ما ھو افضل
من ھذا ان اللہ عز ذکرہ قد انتصر لہ من اعدائہ بالریح
یوم الخندق اذ ارسل علیھم ریحا تذرو الحصا وجنودا
لم تروھا فزاد اللہ تعالی محمدا علی ھود بثمانیۃ الف ملک

وفضّل علی ھودٍ بانّ ریح عادٍ ریح سخطٍ و ریح محمدٍ ریح رحمۃٍ
قال تعالی یا ایّھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم
جنودٌ فارسلنا علیھم ریحاً وجنوداً لم تروھا فرمایا کہ پیغمبر خدا کو
اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا تیز ہوا سے بھی اونکی مدد ہوئی چنانچہ خندق
کی لڑائی مین ایسی آندھی چلی کہ کافرون کے ہوش اوڑ گئے اور ایسی کنکر و
پتھر اوڑے کہ اوس سے جدا اشہر کونکو اذیت پہونچی خندق کے
عجب ڈھیلا اور روڑے تھے جنھون نے کافرونکے بند بند ڈھیلے کیے ہاتھ
مونہہ توڑے تھے اور علاوہ اسکے جنگ خندق مین خدا نے ایسا لشکر
بھیجا کہ تمنے نہ دیکھا اوسے یعنی جو نظرون سے پوشیدہ تھا پس زیادہ
کیا خدا نے ہمارے حضرت کیلئے بہ نسبت حضرت ہود کے آٹھ ہزار
اور یہ بھی فضیلت دی کہ عاد کی آندھی ایک غضب الٰہی تھا کل امت ہود کے
لئے اور خندق کی آندھی باعث راحت و رحمت تھی بہ نسبت مومنین کے
چنانچہ قرآن مجید مین ہے ای مومنو یاد کرو نعمت خدا کو کہ جو تمپر نازل ہوئی
جبکہ مقابلہ پر آیا تمہارے ایک لشکر پس بھیجا ہمنے آندھی اور ایک ایسا لشکر کو
کہ جسے تم نہ دیکھتے تھے قال لہ الیھودیّ فانّ ھذا صالحٌ اخرج اللہ
لہ ناقۃً جعلھا لقومہٖ عبرۃً عرض کیا کہ خدا نے حضرت صالح کے
لئے ایسا ناقہ ظاہر کیا کہ جو باعث عبرت و حیرت تھا اونکی قوم کے لیئے
قال لہ علیّ لقد کان کذلک و محمدٌ اُعطی ما ھو افضل من
ھذا و ذلک انّ ناقۃ صالحٍ لم تکلّم صالحاً ولم تناطقہ
ولم تشھد لہ بالنبوۃ و محمدٌ بینا نحن فی بعض غزواتہٖ

اذا ھو ببعیرٍ قد دنا ثم رغا فانطقہ اللہ عزّ وجلّ فقال یا
رسول اللہ فلاناً استعملنی حتی کبرت و یرید ان ینحرنی وانا استعیذ
بک منہ فارسل رسول اللہ الی صاحبہ فاستوھبہ منہ فوھبہ
لہ وخلّاہ فرمایا کہ یہ صحیح ہے لیکن ہماری حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ
ملا اسلیئے کہ ناقہ صالح نے تو اوس جناب سے کلام نکیا تھا اور اونکی نبوت کی
گواہی ندی تھی بخلاف ہمارے حضرت کے کہ وہ جناب بعض معرکون مین جہاد کے
تھے کہ ناگاہ ایک اونٹ حضرت کے قریب آکھڑا ہوا پھر اوسنے خدا سے دعا کی
خدا نے اوسے گویائی دی پس اوسنے کہا کہ ای رسولخدا فلان شخص نے تمام
عمر مجھ سے خدمت لی اور اب جو مین سن رسیدہ اور بیکار ہوگیا تو وہ چاہتا ہے
کہ مجھکو نحر کرے پس مین مستغیث ہون آپکی خدمت مین اور پناہ مانگتا ہون
اوس سے پس حضرت نے سفارش کر بھیجی اوسکی اوسکے
مالک پاس پس بپاس خاطر حضرت اوسنے اوسے ہبہ کر دیا اور
چھوڑ دیا ولقد کنّا معہ فاذا نحن باعرابیٍّ معہ ناقۃٌ
لہ یسوقھا وقد استسلم للقطع لما زوّر علیہ من الشھود
فنطقت لنا ناقتہ فقالت یا رسول اللہ انّ فلاناً منّی
بریٔ و انھم یشھدون علیہ بالزور وانّ
سارقی فلان الیھودیّ اور ہم حضرت کے ہمراہ
رکاب تھے کہ دیکھا ہمنے کہ ایک اعرابی جاتا ہے اور وہ ایک
ناقہ کو ہکائے لیئے جاتا ہے اور یقین واثق رکھتا ہے
کہ ضرور اوسکے ہاتھ کاٹے جاینگے اسلیئے کہ چند گواہون نے

جھوٹی گواہی اوسکی چوری کی دی چکے ہین پس اوس
ناقہ نے حضرت سے عرض کیا کہ اے رسولخدا آ
فلان شخص مجھ سے بری ہے اور گواہون نے
جھوٹی گواہی دی ہے اور حقیقت
مین میرا چور فلان یہودی
ہے

کتبہ میر علی رضا عفی عنہ

نوان موعظہ

بیان حال حضرت ابراہیمؑ و ترجیح
پیمبر خدا آن جناب سے اور ذکر
مسئلۂ مزاح اور چند لطیف
حکایتین مطائبہ
اور مزاح
کی

maablib.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ فَاِنَّ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَدْ تَيَقَّظَ بِالْاِعْتِبَارِ عَلٰی مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَاَحَاطَتْ دَلَالَتُهُ بِعِلْمِ الْاِيْمَانِ بِهٖ يہودی نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیداری حاصل ہوئی اور کامل مرتبہ بصیرت کا معرفت خدا پر اور اونکی عقل محیط ہو گئی ساتھ علم ایمان کے ابتدا ہی سے ایسا نور علم و عقل حق تعالی نے حضرت ابراہیم کو دیا کہ از خود یہہ متنبہ تھے معرفت خدا پر توریت متداول متعارف مین اور اسیطرح احادیث فرقہ حقہ مین وارد ہے کہ اصل والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام تارخ موحد تھے حضرت ابراہیم کی کم سنی مین اونہون نے انتقال کیا لہذا اونکے چچا آزر بت تراش نے اونہین تربیت کیا اور وہی باپ اونکا مشہور ہوا اور وہ بت بنایا کرتا تھا اور اونکی تجارت کرتا تھا اور جب بیچنے کو حضرت ابراہیم کے ہاتھ بیچتا تھا انکی صغر سنی مین تو یہہ اون بتون کی

گردن مین رسی باندھ کے گلیون مین کھینچتے پہرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کون احمق انہین خدا سمجھے گا حالانکہ یہہ کسیکو نہ نفع پہونچا سکین نہ ضرر اور منقول ہے کہ جب ولادت باسعادت حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ قریب ہوا تو نمرود مردود نے انکا حال نجومیون سے دریافت کرکے لڑکون کے قتل کا حکم دیا پس والدہ حضرت ابراہیمؑ نے اس اندیشہ سے ایک پہاڑ کے غار مین پوشیدہ کر دیا اور چھپ چھپ کے جاتی تھین اور اونہین دودہ پلا آتی تھین اور ایک روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ خود انکے انگوٹھے سے دودہ نہر کی طرح جاری ہوتا اوسی شیر سے سیر ہوتے تھے اور ایک ساعت مین بقدر ایک روز اور ایکدن مین بقدر ایک ہفتہ اور ایک ہفتہ مین بقدر ایک مہینے کے اور ایک مہینے مین بقدر ایک سال کے نشو و نما کرتے تھے یہانتک کہ سن تمیز کو پہونچے اور زمانہ بلوغ قریب آیا حسب اتفاق ایک روز انکی والدہ جو انکی ملاقات کو آئین تو تھوڑی دیر انکے پاس ٹھہر کے پہر رخصت ہوئین اور چلتے وقت حسب معمول اوس غار پر ایک سنگ گران رکھدیا پس بعد تھوڑی دیر کے یہہ بھی غار سے نکلے اوس پتھر کو ہٹا کے پہر انسے اوس جماعت سے ملاقات ہوئی کہ پرستش زہرہ کرتے تھے پس حضرت ابراہیم بطور استیناس و تالیف کے کہ جو مقدمہ ہدایت ہے اونکی ہدایت کی غرض و غایت سے بطور توریہ اور بطرز استفہام انکاری زہرہ کو دیکھکر تعجب سے کہا هٰذَا رَبِّیْ یعنی میرا رب ہے یعنی ایسا نہین خبر اور استفہام جب حرف استفہام محذوف ہوا اور استفہام انکاری یعنے استفسار نا انکار سے ان سب کی عبارت ہمشکل ہوتی ہے فقط قرائن کلام یا طرز تکلم

وعنوان لب ولہجہ سے اہل زبان فرق دریافت کرلیتے ہین بیان خبر کے
وقت متکلم کا چہرہ اور طور کا ہوتا ہے اور بات بہی اور استفسار کے وقت
ایک خاص طرح کی ناواقفی اور طلب پیدا ہوتی ہے اور تعجب اور توہین و
انکار کے وقت آواز وچہرہ کا اور رنگ ہوجاتا ہے خلاصہ یہہ کہ نظیر اسکی یہہ
ہے کہ زید عمر سے کہے کہ ایکدن مین مین پیدل دس منزل چلاگیا تو عمر بکمال
تعجب کہے کہ ایکدن مین تو دس منزل چلاگیا یعنے جسکا تو دعوی کرتا ہے
وہ بات شدنی نہین پس حضرت ابراہیم کا بہی یہی منشا تہا نہ جو کچہہ اہلسنت
سمجھتے ہین کہ حضرت ابراہیم کو مقصود اس خبر سے معاذ اللہ لازم الفائدہ تہا
تاکہ عصمت انبیا بلکہ اسلام مین اونکے کلام ہو حالانکہ سابق مین ہمنے ادلہ
قطعی سے عصمت ثابت کی بہرطور جب وہ ستارا غروب ہوا تو انہون نے
کہا کہ اسی زوال ہوا اور خدا تغیر وزوال سے بری ہے پس یہہ میرا خدا ے
لایزال نہین پہر چاند نے طلوع کیا اور انہون نے اوسکے بارے مین بہی ویساہی
فرمایا پہر جب اوسنے بہی غروب کیا تو انہون نے فرمایا کہ اگر خود خدا مجھے ہدایت
نہ کرے گا تو مین گمراہون مین سے ہونگا پہر جب سورج نکلا تو انہون نے
کہا کہ یہہ تو اوس سے بڑا ہے کیا یہی میرا خدا ہے جب اوسنے بہی غروب کیا
تو انہون نے اپنی قوم کی طرف دیکہہ کے کہا کہ اے میری برادری مین تمہارے
شرک وکفر سے بری ہون کہ تم ایسی بے ثبات چیزون کی خدائی کو اثبات
کرتے ہو اور یہی طریقہ حضرت ابراہیمؑ کا ہمیشہ رہا کہ ہمیشہ راہ راست پر ثابت
قدم رہے نمرود مردود کو بہی کبہی پر پشہ کے برابر نہین سمجہے اور رعایت اوسکی
نہ کی بلکہ ہدایت بہی کرتے رہے حالانکہ سفاکی وبیباکی مین وہ ضرب المثل تہا

چنانچہ عبرانی محاورہ مین جو شخص نہایت ظالم اور لاابالی اور کہلنڈرا ہوتا
ہے اوسکے بارے مین یہہ مثل کہتے ہین כנמרד גבור ציד
לפני יהוה کنمرود گبور سید لفنی یہواہ یعنے مثل نمرود جبار
اور صیاد ہے روبرو خدا کے چنانچہ ایک روز نمرود مردود نے اُنسے پوچہا
کہ تمہارے خدا کی کیا صفت ہے انہون نے کہا کہ وہ زندہ کرتا ہے اور موت
دیتا ہے اوسنے کہا کہ مین بہی ایسا ہی ہون ایک بیگناہ کو مار ڈالا اور کہا کہ
دیکہو مینے زندہ کو مردہ کیا اور دوسرے واجب القتل کو رہا کرکے کہا کہ
دیکہو کہ اسطرح زندہ کرتے ہین ابراہیم نے کہا کہ میرا خدا آفتاب کو مشرق
سے لاتا ہے اور مغرب مین لیجاتا ہے تو اسکے بالعکس کر تو تجھے بڑا جانون
پس وہ مبہوت ہوگیا اور حضرت ابراہیمؑ کا ہی بول بالا رہا قَالَ لَهُ عَلِيُّ الْقَائِدُ
كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ أُعْطِيَ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ إِنَّهُ قَدْ تَيَقَّظَ بِالْاِعْتِبَارِ
عَلٰى مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَحَاطَتْ بِهِ دَلَائِلُهُ بِعِلْمِ الْإِيْمَانِ وَقَدْ تَيَقَّظَ
إِبْرَاهِيْمُ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً وَمُحَمَّدٌ كَانَ ابْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ إِذْ قَدِمَ
تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى فَنَزَلُوْا بِتِجَارَتِهِمْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ
بَعْضُهُمْ فَعَرَفَهُ بِصِفَتِهِ وَنَعْتِهِ وَخَبَرِ مَبْعَثِهِ وَاٰيَاتِهِ فَقَالُوْا يَا غُلَامُ
مَا اسْمُكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالُوْا مَا اسْمُ أَبِيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا مَا اسْمُ هٰذِهِ
وَأَشَارُوْا بِأَيْدِيْهِمْ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ الْأَرْضُ قَالُوْا وَمَا اسْمُ هٰذِهِ
وَأَشَارُوْا بِأَيْدِيْهِمْ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ السَّمَاءُ قَالُوْا فَمَنْ رَبُّهُمَا قَالَ اللّٰهُ
ثُمَّ انْتَهَرَهُمْ وَقَالَ أَتُشَكِّكُوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَيْحَكَ يَا يَهُوْدِيُّ لَقَدْ تَيَقَّظَ
بِالْاِعْتِبَارِ عَلٰى مَعْرِفَةِ اللّٰهِ مَعَ كُفْرِ قَوْمِهِ إِذْ هُوَ بَيْنَهُمْ يَسْتَقْسِمُوْنَ

بِالْاَزْلَامِ وَیَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ وَهُوَ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فرمایا جناب
امیر علیہ السلام نے کہ واقع مین حضرت ابراہیمؑ ایسے ہی تھے مگر ہمارے حضرت
تو اونسے بہی افضل ہوئے حضرت ابراہیمؑ کو پندرہ برس کے سن مین بصیرت
حاصل ہوئی اور ہمارے حضرت کو سات برس کے سن مین چنانچہ چند نصرانی
تاجرون نے صفا و مروہ مین مقام کیا حسب اتفاق اونمین سے بعضون نے
ایک روز اوس جناب کے جمال باکمال کی زیارت کی اور حضرت کی شان و شوکت
اور آثار و علامات دیکھکے تجویز کیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہین کہ جنکی بشارت اگلی
کتابون مین دیگئی ہے پس کہا کہ ای صاحبزادے تمہارا نام نامی کیا ہے
فرمایا کہ محمدؐ اونہون نے کہا کہ آپ کے والد ماجد کا نام فرمایا کہ حضرت عبد اللہ
پہر زمین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ زمین پہر
آسمان کیطرف اشارہ کرکے اوسے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ آسمان پہر
پوچھا کہ انکا خالق کون ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا پہر حضرت نے زجر کرکے
کہا کہ تم چاہتے ہو کہ خدا کے بارے مین شک دو مجھے حالانکہ وجود ذیجود
اوسکا آفتاب سے بہی زیادہ روشن ہے آہی یہودی انصاف سے
دیکہہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے بعد سن بلوغ و سن تمیز تصدیق باری تعالے
بطور مذکور کی اور پہتیر سے برخلاف اس عقیدے کے بہی کوئی بات گوش گذار
نہوئی تہی اور ہمارے حضرت نے صغر سن سے مشرکون اور کافرون مین بسر
کی اور پرورش پائی اور ہمیشہ اقوال و افعال شرک و کفر ہی کے اونسے
دیکہتے سنتے رہے باوجود این ہمہ پہر صغر سن ہی مین حضرت کو بصیرت حاصل
تہی اور لا اله الا اللہ کلمہ توحید ورد زبان تہا قَالَ لَهُ الْیَهُوْدِیُّ فَاِنَّ

اِبْرَاهِیْمَ حُجِبَ عَنْ نَمْرُوْدَ بِثَلَاثِ حُجُبٍ یہودی نے کہا کہ خدا نے نمرود و
حضرت ابراہیمؑ کے درمیان مین تین پردے حائل کردیے قَالَ عَلِیٌّ
لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ حُجِبَ عَمَّنْ اَرَادَ قَتْلَهٗ بِحُجُبٍ خَمْسٍ فَثَلَاثٌ بِثَلَاثٍ
وَاثْنَانِ فَضْلٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَهُوَ یَصِفُ اَمْرَ مُحَمَّدٍ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ
اَیْدِیْهِمْ سَدًّا فَهٰذَا الْحِجَابُ الْاَوَّلُ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا وَهٰذَا الْحِجَابُ
الثَّانِیْ فَاَغْشَیْنَاهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ فَهٰذَا الْحِجَابُ الثَّالِثُ ثُمَّ
قَالَ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِا
لْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا فَهٰذَا الْحِجَابُ الرَّابِعُ ثُمَّ قَالَ فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ
فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ فَهٰذِهٖ خَمْسُ حُجُبٍ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ جن کافرون نے
ہمارے حضرت کا قتل چاہا تہا اونکے اور ہمارے حضرت کے درمیان مین خدا نے
حفاظت کے لیئے پانچ پردے قرار دیئے تین پردے حضرت ابراہیمؑ کے تین
پردونکے بدلے اور دو پردے زیادہ اونسے چنانچہ جَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ
سَدًّا پہلے پردے کا بیان ہے یعنے گردانا ہمنے روبرو اونکے ایک مانع اور
روکنے والا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور پشت سر اونکی ایک مانع یہہ دوسرے
پردے کا بیان ہے فَاَغْشَیْنَاهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پس ڈہانپ دیا
ہمنے اونہین یہہ تیسرے پردے کا بیان ہے وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا
بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا یعنے جب تم
قرآن پڑہتے ہو تو ہم پردہ ڈالتے ہین تمہارے اور اون لوگون کے
درمیان مین کہ جو آخرت کا ایمان نہین لاتے یہہ چوتہا پردہ ہے فَهِیَ اِلَی
الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ یعنے وہی طوق اونکی ٹہڈیون تک ہے وہ سر

نهین جهکا سکتے یہہ پانچوان پردہ ہے قَالَ لَہُ الْیَہُوْدِیُّ فَاِنَّ اِبْرَاھِیْمَ
قَدْ اَبْھَتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِبُرْھَانٍ عَلٰی نُبُوَّتِہٖ یہودی نے کہا کہ حضرت ابراہیم
نے مبہوت کردیا کافر یعنے نمرود کو دلیل نبوت سے اپنی قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ قَدْ
کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اَتَاہُ مُکَذِّبٌ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَھُوَ اُبَیُّ بْنُ خَلَفٍ
الْجُمَحِیُّ وَمَعَہٗ عَظْمٌ نَخِرٌ فَرَکَّہٗ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ
رَمِیْمٌ فَاَنْطَقَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا بِمُحْکَمِ اٰیَاتِہٖ وَبَھَتَہٗ بِبُرْھَانِ نُبُوَّتِہٖ فَقَالَ یُحْیِیْھَا
الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ فَانْصَرَفَ مَبْھُوْتًا جناب
امیر نے فرمایا کہ یہہ سچ ہے مگر ہمارے حضرت کے پاس بہی آیا قیامت کا منکر یعنے
ابی بن خلف اور اوسکے پاس ایک ہڈی بوسیدہ تھی پس اوسنے اوسے ہاتھہ سے
حرکت دیکے پیمبر سے کہا کہ کون زندہ کریگا ان ہڈیون کو جو بالکل بوسیدہ
ہوگئی ہین پس گویا کیا خدا نے پیمبر کو محکم قرآن سے اور مبہوت کردیا حضرت نے
اوسے برہان نبوت سے اپنی پس فرمایا کہ جسنے پہلی بار انہین پیدا کیا تہا وہی
پہر دوبارا انہین زندہ کریگا یہہ پہلے تو کچہہ بہی نہ تہی اب تو کسیقدر وجود ہے
فقط تازگی چاہیئے پس وہ خدا کہ جسنے بالکل عدم سے انہین پیدا کیا وہی خدا
اب بہی تر و تازگی بخشیگا اُبی بن خلف نے اشارہ کیا تہا ایک مسئلہ مشکلہ اعادہ
معدوم کا جسکو حکما محال جانتے ہین اور جس معنی سے وہ محال جانتے ہین اوسی راہ سے ہم بہی اعادہ معدوم کو قائل
نہین بلکہ مطلب ہمارا یہہ ہے کہ قیامت مین جو دیکھینگے تو عرفاً کہینگے کہ یہہ
وہی ہے جو دنیا مین تہا اور موید اوسکی یہہ ہے کہ خدا قرآن مجید مین فرماتا ہے
اَوَلَیْسَ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ آیا وہ قادر
نہین اس بات پر کہ مثل اونکے پیدا کرے البتہ وہ قادر ہے اور عالم و دانا ہے

پس اصل مدعا لفظ مثل سے ثابت ہے اور ہماری احادیث مین بہی وارد ہے
کہ اہل جہنم کی اتنی بڑی اور ایسی مہیب صورتین ہونگی کہ ایک ایک دانت اونکا
کوہ احد کے برابر ہوگا اور ایک اور حدیث مین ہے کہ اَھْلُ الْجَنَّۃِ جُرْدٌ مُرْدٌ
مُکَحَّلِیْنَ یعنے اہل بہشت نوجوان ہونگے تیس بتیس برس کا سن سرمہ لگائے
ہوئے حالانکہ کوئی صغر سن مین مرا ہے اور کوئی جوان اور کوئی بڈہا پس اگر
یہی مراد ہوتی کہ بعینہ اصل شخص کا اعادہ ہوگا تو یہہ کیونکر بن پڑتا اور ایک اور
حدیث مین وارد ہے کہ خدمت بابرکت جناب رسالتمآبؐ مین ایک روز ایک
پیرزال آئی اور اوسنے عرض کی کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ مین بہشت مین جاؤن
حضرت نے فرمایا کہ بوڑہے بہشت مین نہین جاتے پس اوسے بڑا صدمہ ہوا
اور زار زار رونے لگی پس حضرت نے اوسکی تسلی کو یہہ آیت پڑہی اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ
اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا بیشبہ بہت خوشنما بنایا ہمنے اونہین
اور کنواری سہاگن اور کم سن اور حسن آپسکی سہیلیان اونہین کردانا پس رفع
یہہ شبہہ یونا نیون کا کہ کوئی شخص دوبارا زندہ ہو تو مکان و زمانے کا بہی اوسکے
اعادہ ہونا چاہیئے اور یہہ مستلزم عود دنیا کو ہے آخرت مین اور وہ محال ہے
اور یہہ کہ جو عضو دو شخصون مین مشترک ہو مثلاً یعنے گنہگار کو کوئی آدم خوار کہا جاوے
اور اوسکا گوشت بدل ما یتحلل ہوکے دوسرے مین نمو کرے اور وہ اس ہیات
مجموعی سے پہر گناہ کرے تو اب آخرت مین یہہ گوشت کہان جائیگا اور کس قصور
کی سزا پائیگا اسلیئے کہ یہہ جب ہے کہ ہم اصل شخص واقعی کے اعادہ کے قائل ہون
وگرنہ شخص عرفی کے تحقق مین بعض اجزای اصلی کا نہونا اور بعوض اوسکے اور گوشت
و پوست ہونا حارج نہین اسلیئے کہ اصل مقصود تعذیب روح ہے اور وہ ہر طور

حاصل اور مؤید اسکی یہہ ہے کہ بحکم محکم قرآن مجید جب حدت و شدت آتش
جہنم سے کہالین بالکل جلکر خاکستر ہو جائینگی تو اوسکے بدلے دوبارا اور کہال
اونہین عطا ہوگی اور تفصیل اجمال احیاء السنہ و عماد الاسلام جناب غفران مآب
اعلی اللہ مقامہ مین مذکور ہے اور اس روایت اخیر سے جواز مزاح بہی ثابت ہوا
اور وہ قول و فعل معصومین سے مدلل ہے البتہ مزاح مین چند امرون کا لحاظ
ضرور ہے ایک یہہ کہ مستلزم غیبت نہو دوسرے فحش نہو تیسرے خلاف شرع
بلکہ خلاف مروت و آداب نہو اسلیئے کہ ارتکاب منافی مروت علی الاحوط قادح
عدالت ہے اور مراد خلاف مروت سے ویسی بات ہے کہ جسے امثال و
اقران مذموم اور دلیل حماقت سمجہین ہر چند کہ اصل شرع سے ممنوع نہ بہی ہو
مثلاً ہندوستان مین گدہے پر سوار ہونا یا گلیون مین کہاتے پہرنا پس بعد لحاظ امور
مرقومۂ بالا کے جو مزاح صادر ہوگی وہ مندوب و مستحب ہے نہ حرام یا مکروہ بلکہ بنا
اکثر شریعتون کے اسی پر ہے کہ مؤمنین بشاش و خوشحال رہا کرین نہ بے محل افسردہ
و پژمردہ چنانچہ حدیث مین ہے کہ ایکبار حضرت عیسیٰؑ و حضرت یحییٰؑ سے اثنای
راہ مین باہم ملاقات ہوئی پس حضرت یحییٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ آپ تو ایسے
بشاش رہا کرتے ہین کہ گویا خدا نے عذاب جہنم بنایا ہی نہین حضرت عیسیٰؑ نے
فرمایا کہ اے یحییٰؑ تم تو ایسا عبوس رہا کرتے ہو کہ گویا خدا نے بہشت ہی کو نہین بنایا
پس وحی آئی کہ ہم ان دونون مین سے اوس سے زیادہ خوش ہین کہ جو ہمسے
نیک گمان رکہتا ہے اور جسکی نظر ہماری رحمت پر ہے اور منقول ہے کہ انصار
مین سے کسی عورت سے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے نیکبخت تجہکو بہی
خبر ہے تیرے شوہر کی آنکہین سفید ہوگئین ہین وہ بہت گہبرا کے اپنے گہر گئی

اور غور سے اپنے شوہر کی آنکہین دیکہنا شروع کین یہہ ماجرا دیکہہ کے اسپر
اسکا شوہر آنکہین نکالنے لگا کہ آج خلاف عادت یہہ کیا سوجہی ہے اسنے
کہا کہ اے مخبر صادقؐ نے مجہے خبر دی کہ تیری آنکہین سفید ہوگئین اوسنے
کہا کہ کلام حضرت کا تو مطلب نہین سمجہی اری نادان کوئی آنکہہ ایسی نہین کہ
اسیقدر سفید نہو ہان اگر یہہ حضرت فرماتے کہ بالکل آنکہہ سفید ہوگئی تو تیرا تردد
بجا تہا اور ایک اور حدیث مین ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و جناب ولایتمآب باہم رطب تناول فرماتے تہے کہ جناب رسالت
مآبؐ نے مزاحاً جناب امیر علیہ السلام کی نظر بچا بچا کے چپکے چپکے گٹہلیان جناب
امیر کے آگے پہینکنا شروع کین اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یا علی جسکے سامنے
زیادہ گٹہلیان ہین اوسنے زیادہ خرمے کہائے حضرت امیرؑ نے عرض کی کہ ایسا
نہین بلکہ جو خرمے مع گٹہلیون کے کہا گیا وَرُوِیَ اَنَّهُ قَالَ لِصُهَیْبِ بْنِ سِنَانٍ اَتَاْكُلُ
التَّمْرَ بِكَ رَمَدٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَنَا اَمْضَغُ عَلَى النَّاحِیَةِ الْاُخْرٰى اور ایک روایت
مین ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے صہیبؓ سے فرمایا کہ اے صہیب تم آنکہہ دکہنے مین
خرما کہاتے ہو صہیبؓ نے عرض کی کہ یا حضرت مین آدہی داڑہ سے پرہیز کرتا ہون جدہر
کی آنکہہ دکہتی ہے اودہر سے خرما نہین کہاتا دوسری طرف سے کہاتا ہون وَقَالَ
الرَّاغِبُ فِی الْمُحَاضَرَاتِ اَنَّ بِقَزْوِیْنَ قَرْیَةً اَهْلُهَا مُتَنَاهُوْنَ بِالتَّشَیُّعِ فَمَرَّ بِهِمْ رَجُلٌ
فَسَاَلُوْهُ عَنِ اسْمِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبًا شَدِیْدًا فَقَالَ لَیْسَ اسْمِیْ عُمَرَ اِنَّمَا عِمْرَانُ
فَقَالُوْا هٰذَا اَشَدُّ مِنَ الْاَوَّلِ فَاِنَّ فِیْهِ عُمَرَ وَحَرْفَانِ مِنِ اسْمِ عُثْمَانَ فَهُوَ اَحَقُّ بِالضَّرْبِ
اور راغبؒ نے لکہا ہے کہ ولایت قزوین مین ایک قریہ ہے کہ وہان کے شیعہ نہایت
تشیع رکہتے ہین اتفاقاً ایک روز حسب اتفاق اودہر سے ایک سنی کا گذر ہوا

پس اونهون نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اوسنے عمر بتایا مجرد اسکے چہار طرف سے اوسپر مار پڑنے لگی پس جب اوسنے بہت مار کہائی تو گہبرا کے کہنے لگا میرا نام عمر نہین بلکہ عمران ہے اونہون نے کہا کہ اس نام مین عمر کے سب حرف ہین اور دو حرف نام عثمان کے اور زیادہ ہین پس اسمین زیادہ استحقاق زد و کوب کا ہے وعن ابی وائل قال خرجت انا و ابو ذر الی سلمان الفارسی فجلسنا عنده فقال لولا ان رسول الله نهی عن التکلف لتکلفت لکم ثم جاء بخبز و ملح ساذج فقال ابو ذر لو کان فی ملحنا هذا سعتر فبعث سلمان بمطهرته فرهنها علی سعتر فلما اکلا قال ابو ذر الحمد لله الذی قنعنا بما رزقنا فقال سلمان لو قنعت بما رزقک لم تکن مطهرتی مرهونة اور ابووائل سے منقول ہے کہ ہم اور ابوذر غفاری سلمان فارسی کی ملاقات کو گئے پس کہا اونہون نے کہ اگر ازبسکہ جناب رسالتمآب نے ممانعت تکلف کرنے کی فرمائی ہے تو مین تکلف کو ترک کرتا ہون اور بے تکلف تمہاری ضیافت کرتا ہون بعد اوسکے روٹی اور نمک لائے پس ابوذر نے کہا کہ اس نمک کا لطف سعتر کے ساتھ تھا سعتر ایک مشہور چیز قسم نباتات سے ہے کہ جو عرب مین خصوصاً عراق مین روٹی وغیرہ کے ساتھ کہاتے ہین پس سلمان نے وضو کا آفتابہ گرو رکھکے سعتر منگایا پس جب کہانے سے فراغت ہوئی تو ابوذر نے کہا کہ شکر ہے اوس خدا کا جسنے ہمین ایسے کہانے پر قناعت دی پس حضرت سلمان نے کہا کہ اگر تمہین قناعت ہی ہوتی تو میرا آفتابہ کاہے کو رہن ہو جاتا اور جناب سید نعمت اللہ جزائری نے زہر الربیع مین لکہا ہے کہ ملا جامی سے ایک گروہ نے یہ شعر پڑہا ع بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی ٭ ہرکہ پیدا می شود از دور پندارم توئی ٭ پس ایک شخص نے کہا کہ اگر خرے پیدا شود پس ملا جامی نے

اوس سے آنکھین ملا کے کہا پندارم توئی وحکی ان عالما سئل عن مسئلة فقال لا ادری فقال السائل لیس هذا مکان الجهال فقال العالم المکان لمن یعلم شیئا ولا یعلم شیئا فاما الذی یعلم کل شیء فلا مکان له اور کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھا گیا پس اوسنے کہا کہ معلوم نہین پس سائل نے کہا کہ یہ مقام جاہل کا نہین عالم نے کہا کہ مکان و مقام اوسکی شان سے ہے کہ جو کچھ جانتا ہو اور کچھ نہ جانتا ہو اور جو سب کچھ جانتا ہے اوسکا تو کوئی مکان و مقام نہین بلکہ اوسکا مکان لا مکان ہے مرقوم ہے کہ ایک روز جاحظ ایک گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین ایک جگہہ کچھ کمسن عورتین جمع تہین حسب اتفاق وہین پہونچکے انکے راہوار سے ضرطہ صادر ہوا پس ایک عورت نے ہمجولیون سے کہا دنی بغلة هذا الشیخ تضرط یعنے اس بڈہے کی سواری سے ضرطہ صادر ہوا پس جاحظ نے کہا ما حملتنی انثی قط الا وضرطت یعنے جب کسی مادہ نے مجھے اوٹھایا تو یہی روز سیاہ اوسنے دیکھا اوس عورت نے کہا کہ تیری ماں تو تجھے نو مہینے اوٹھائے رہی پس اوسکی تو خبر لے یہہ سنکے جاحظ سن ہو گیا وفی الاثر ان الجاحظ کان من العلماء النواصب وهو قبیح الصورة حتی قال الشاعر ع لو یمسخ الخنزیر مسخا ثانیا ما کان الا دون قبح الجاحظ اور بعض کتب تاریخ مین ہے کہ جاحظ ناصبی عالمون مین سے تھا اور نہایت کریہہ المنظر و بدصورت و بدقوارح تھا یہانتک کہ کسی شاعر نے کہا کہ اگر سور دوبارا مسخ ہو گا تو بہی بدصورتی مین وہ کمتر جاحظ سے ہو گا و قال یوما لتلامذته ما اخجلنی احد قط الا امرأة عارضتنی بالطریق فقالت لی الیک حاجة فاقفیت اثرها حتی مرت بی الی صائغ فقالت له مثل هذا ثم راحت فبقیت حائرا ثم سألت الصائغ فقال استعملتنی لاصوغ لها صورة عفریت من الجن

فقلت لا ادری صورتہ فانت بک اور خود جاحظ مذکور بیان کرتا ہے
اپنے شاگردون سے کہ مجھے کسی نے کبھی ایسا خجل نہین کیا جیسا کہ ایک عورت
نے کہ ایکدن اثنائے راہ مین مجھے ملی پس کہنے لگی کہ مجھے تمسے کچھ کام ہے پس
مین اوسکے ساتھ ساتھ چلا یہانتک کہ ایک مصور کی دکان پر ٹھہری پس اوسنے
اوس مصور سے کہا کہ ایسی ہی صورت ہو اور میری طرف اشارہ کیا پس وہ تو
غائب ہو گئی اور مین اکیلا کھڑا رہگیا نہایت سراسیمہ و ششدر رکہ اتنے مین مینے
مصور سے یہہ ماجرا پوچھا اوسنے کہا کہ اسنے مجھسے درخواست کی تھی کہ بھتنے کی
تصویر مین اسے بنا دون پس مینے عذر کیا کہ مین بھتنے کی صورت کیا جانون تو
یہہ تمھین لائی اور یہہ کہا کہ ایسی ہی صورت مجھے منظور ہے وفی الروایۃ ان الشیطان
اتی الی باب فرعون فقرعہ فقال فرعون من بالباب فقال ابلیس لو کنت الہا
عرفت من بالباب قال فرعون ادخل یا ملعون قال ابلیس ملعون یدخل علی
ملعون فدخل فقال فرعون لم لم تسجد لادم حتی کنت ملعونا قال لان
مثلہ کان فی صلبہ فقال فرعون اتعرف علی وجہ الارض اشر منی و
منک قال ابلیس الحاسد اشر منی و منک فان الحسد یاکل النعم کما تاکل النار
الحطب اور روایت مین ہے کہ شیطان در فرعون پر آیا اور دق الباب کیا یعنے
کنڈی کھٹکھٹائی پس فرعون نے کہا کہ دروازے پر کون ہے پس ابلیس نے
کہا کہ اگر تو خدا ہوتا تو خود ہی پہچان جاتا فرعون نے کہا کہ آ ای ملعون ابلیس نے
کہا کہ اچھا ایک ملعون دوسرے ملعون کی ملاقات کو آتا ہے پس اندر گیا اور
آپسمین کھلی ملی باتین ہونے لگی پس فرعون نے کہا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیون
نکیا شیطان نے کہا کہ اسی خیال سے کہ تجھہ ایسا مرد متمرد اونکے صلب مین تھا

پھر فرعون نے کہا کہ روے زمین پر کوئی مجھہ سے اور تجھہ سے بھی زیادہ بد
پیدا ہوا ہے شیطان نے کہا کہ ہان حاسد ہم دونون سے بدتر ہے
اسلیئے کہ حسد ایسا عمل نیک کو ہضم کر جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو کہا جاتی ہے
قال لہ الیھودی فان ھذا ابراھیم قد جذ اصنام قومہ غضبا
للہ عز وجل یہودی نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی
قوم کے بتون کو بکمال غیظ و غضب شکستہ اور چکنا چور کر دیا خدا کے لیئے
قال لہ علیؑ لقد کان کذلک و محمدؐ قد نکس عن الکعبۃ ثلاث مائۃ
و ستین صنما و نفاھا من جزیرۃ العرب و اذل من عبدھا بالسیف
حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ ہان یہہ تو صحیح ہے مگر جناب رسالتمآبؐ نے تین سے
ساٹھہ بت خانہ کعبہ پر سے مونہہ کے بھل گرا کر چکنا چور کیئے اور جزیرہ عرب سے
نیست و نابود کر دیا اونہین اور بت پرستون کو تیغ بیدریغ سے اپنی خوار و
ذلیل کر دیا قال لہ الیھودی فان ھذا ابراھیم قد اضجع ولدہ
و تلہ للجبین یہودی نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ نے حکم خدا سے آمادگی ذبح
پر اپنے فرزند دلبند کے کی اور اونہین پیشانی کے بھل زمین پر اس رو سے
لٹایا اور چہرے کو رگڑا کہ رخسار کی کھال اوتر گئی پس ایسا صبر تمھارے
نبی نے کب کیا فقال لہ علیؑ لقد کان کذلک و لقد اعطی ابراھیم
بعد الاضجاع الفداء و محمدؐ اصیب بالفجع منہ و فجیعتہ انہ وقف علی
حمزۃ عمہ اسد اللہ و اسد رسولہ و ناصر دینہ و قد فرق بین روحہ
و جسدہ فلم یبک حرقۃ و لم یفض علیہ عبرۃ و لم ینظر الی موضعہ
من قلبہ و قلوب اھل بیتہ لیرضی اللہ عز و جل بصبرہ و یستسلم

لِاَمْرِہٖ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَقَالَ وَلَوْلَا اَنْ تَحْزَنَ صَفِیَّۃُ لَتَرَکْتُہٗ حَتّٰی یُحْشَرَ مِنْ بُطُوْنِ السِّبَاعِ وَحَوَاصِلِ الطَّیْرِ وَلَوْلَا اَنْ تَکُوْنَ سُنَّۃً بَعْدِیْ لَفَعَلْتُ ذٰلِکَ حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی تھا لیکن حضرت ابراہیم کو بعد عزم بالجزم ذبح فدیہ ملا تھا یعنے گوسپند قربانی کے لیئے اور جناب رسالتمآب اس سے زیادہ مصیبت مین مبتلا ہوئے اور اوسپر صبر کیا جب شیر خدا اور رسول وناصر دین حضرت حمزہ شہید ہوئے جنگ احد مین پس جناب رسالتمآب نے آہ سرد نہ بہری اور آنسو نہ بہائے اور کچھہ خیال مین نہ لائے رنج وملال کو اس مصیبت عظمی کے کہ جو خود اون حضرت کو اور اونکے اہلبیتؑ کو لاحق ہوئی تہی پہر فرمایا کہ اگر صفیہ کے رنج وملال کا خیال نہ ہوتا تو لاش کو انکی اسیطرح پڑا رہنے دیتا کہ جانورون کے شکم اور پرندون کے پوٹون سے محشور ہوتے مگر بمصلحت مذکور اور اس اندیشہ سے کہ یہی طریقہ ہمیشہ کے لیئے جاری ہو جائے گا کہ جو لوگ شہید ہونگے وہ دفنائے نجائینگے انہین دفن کیا قَالَ لَہُ الْیَہُوْدِیُّ فَاِنَّ اِبْرَاہِیْمَ اُسْلِمَ اِلَی النَّارِ فَصَبَرَ فَجَعَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ النَّارَ عَلَیْہِ بَرْدًا وَّسَلَامًا فَہَلْ فُعِلَ بِمُحَمَّدٍ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ یہودی نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب بت شکنی کی اور بعد اوسکے اونکی قوم نے چاہا کہ اونہین سپرد آتش سوزان کرین تو اونہون نے صبر کیا تہا کہ خدا نے اونپر اوس آگ کو سرد اور باعث سلامتی کر دیا پس ایسا کوئی امر آپ حضرت کے لیئے بہی ظاہر ہوا یا نہین اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ قوم حضرت ابراہیمؑ نے اسقدر کثرت سے آگ روشن کی تہی کہ اوسکی شدت وحدت سے گرد وپیش اوسکے تین تین دن کی راہ تک کوئی پرندہ پر نمار سکتا تہا اور منجنیق یعنے گوپن مین رکہکے حضرت ابراہیمؑ کو پہینکا تو ہنوز وہ آگ تک

نہ پہونچی تہی کہ حضرت جبرئیلؑ نے آکے ملاقات کی اور پوچھا کہ ای ابراہیمؑ کچھہ آپکو حاجت ہے حضرت نے فرمایا کہ تسے تو کچھہ بہی نہین اور جس سے ہے وہ آپ ہی جانتا ہے بیان حاجت کی کیا حاجت پہر حضرت جبرئیل نے مضطر ہوکے دعا کی کہ بار الہا تو خوب جانتا ہے کہ پرستش کرنے والا تیرا بجز ابراہیم خلیل کے دنیا مین کوئی نہین ایک وہ تیرا البتہ فدائیون مین ہے تو اوسی بہی کافرون نے آگ کی طرف پہینکا ہے پس وحی ہوئی کہ اے جبرئیل ہم تمہاری طرح عاجز نہین ہر وقت ہر چیز پر قادر و توانا ہین جب جو جی چاہے وہی کرین پہر ہمین اضطرار کی کیا وجہ آخر وہی ہوا کہ انکے آگ مین پہونچتے ہی وہ آگ سرد ہوئی اور باعث سلامتی خلیل جلیل ہوئی قَالَ لَہٗ عَلِیٌّؑ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ لَمَّا نَزَلَ خَیْبَرَ سَمَّتْہُ الْخَیْبَرِیَّۃُ فَصَیَّرَ اللّٰہُ السَّمَّ فِیْ جَوْفِہٖ بَرْدًا وَّسَلَامًا اِلٰی مُنْتَہٰی اَجَلِہٖ فَالسَّمُّ یُحْرِقُ اِذَا اسْتَقَرَّ فِی الْجَوْفِ کَمَا اَنَّ النَّارَ تُحْرِقُ فَہٰذَا مِنْ قُدْرَۃِ اللّٰہِ لَا تُنْکِرُہٗ حضرت نے کہا ای یہودی تمہاری قوم مین سے ایک عورت نے خیبر مین جناب رسالتمآب کو زہر دیا اور زہر مین ایسی شدت کی حرارت ہوتی ہے کہ جیسے آگ پیٹ مین بہر دیجائے اور اوس آگ کو جناب باری نے جناب رسالتمآب پر سرد کیا اور اوس سے کچھہ ضرر نہوا ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ اوس عورت نے دریافت کر لیا تہا کہ کہانکا گوشت حضرت کو مرغوب ہے اس سے گمان ہوتا ہے کہ اوسنے یہہ بہی ضرور دریافت کر لیا ہوگا کہ وہ حضرت ذبیحہ غیر مسلم کہاتے ہین یا نہین اور ضرور ہے کہ کسی مسلمان سے پکوا لیا ہو اس خیال سے کہ اگر خلاف مزاج ہوا اور اونہون نے تناول نفرمایا تو بجز ضرر کے نفع کی امید نہین اور بحار الانوار وغیرہ

مین ہے کہ عایشہ اور حفصہ نے زہر دیا اور کچھ بعید نہین چنانچہ تفصیل اسکی
ہمنے رسالہ مفردہ ہندیہ مین بعنوان جواب استفتا نوکر زقلم کی ہے واللہ
اعلم وعلمہ اتم قَالَ لَہُ الْیَہُوْدِیُّ فَاِنَّ ھٰذَا یَعْقُوْبُ اَعْظَمُ نَصِیْبَۃً فِی الْخَیْرِ
اِذْ جُعِلَ الْاَسْبَاطُ مِنْ سُلَالَۃِ صُلْبِہٖ وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ مِنْ بَنَاتِہٖ
یہودی نے کہا کہ حضرت یعقوبؑ کو یہ مرتبہ عظیم ملا کہ اسباط و مریم اونکی نسل
سے گردانی گئین قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اَعْظَمُ فِی الْخَیْرِ
نَصِیْبًا مِنْہُ اِذْ جُعِلَ فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مِنْ بَنَاتِہٖ وَالْحَسَنُ وَ
الْحُسَیْنُ مِنْ حَفَدَتِہٖ جناب امیر نے فرمایا کہ یہہ سچ ہے مگر خدا نے جناب
رسالتمآب کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ عطا فرمایا کہ مہر دفتر زنان جنت جناب
سیدہ اور حسنین کو اونکی نسل سے گردانا قَالَ لَہُ الْیَہُوْدِیُّ فَاِنَّ یَعْقُوْبَؑ
قَدْ صَبَرَ عَلٰی وَلَدِہٖ حَتّٰی کَادَ یَحْرَضُ مِنَ الْحُزْنِ یہودی نے کہا کہ حضرت
یعقوبؑ نے فراق فرزند یعنے یوسف مین اتنا صبر کیا کہ قریب تھا کہ فرط غم
والم سے اونکا بدن بگڑ جائے قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَکَانَ
حُزْنُ یَعْقُوْبَ حُزْنًا بَعْدَہٗ تَلَافٍ وَمُحَمَّدٌ قَبَضَ اللّٰہُ وَلَدَہٗ اِبْرَاہِیْمَ قُرَّۃَ
عَیْنَیْہِ فِیْ حَیٰوتِہٖ مِنْہُ وَخَصَّہٗ بِالْاِخْتِبَارِ لِیُعْظِمَ لَہُ الْاِدِّخَارَ فَقَالَ
تَحْزَنُ النَّفْسُ وَیَجْزَعُ الْقَلْبُ وَاَنَا عَلَیْکَ یَا اِبْرَاہِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ
وَلَا نَقُوْلُ مَا یُسْخِطُ الرَّبَّ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ یُؤْثِرُ الرِّضَا عَنِ اللّٰہِ عَزَّ ذِکْرُہٗ
وَالْاِسْتِسْلَامُ لَہٗ فِیْ جَمِیْعِ الْاَفْعَالِ جناب امیر نے فرمایا کہ حزن یوسفؑ کا
انجام بخیر تھا اور بالکل قطع امید اونکی نہوئی تھی بخلاف جناب رسالتمآبؐ
کے کہ اونکا اکلوتا بیٹا ابراہیم اونکے سامنے انتقال کر گیا اور پھر دنیا مین

اوسکے ملنے سے مایوس ہو گئے اور کثرت اجر و ثواب کے لیئے اس مصیبت مین
مین مبتلا کیئے گئے باوجود این ہمہ صبر فرمایا اور فرمایا کہ نفس محزون اور دل بیرا
مضطرب و پریشان ہے اور مین غمناک ہون تیری مصیبت پر ای فرزند دلبند
مگر کچھ کہہ نہین سکتا کہ مبادا خلاف مرضی خدا ہو اور ہر حال مین رضای الہی کا
طالب ہون اور سب کامون کو اوسی کے سپرد کیا ہے فَقَالَ لَہُ الْیَہُوْدِیُّ
فَاِنَّ ھٰذَا یُوْسُفُ قَاسٰی مَرَارَۃَ الْفُرْقَۃِ وَحُبِسَ فِی السِّجْنِ تَوَقِّیًا
لِلْمَعْصِیَۃِ فَاُلْقِیَ فِی الْجُبِّ وَحِیْدًا یہودی نے کہا کہ یوسف نے مصیبت فراق
پر صبر کیا اور قید خانہ مین محبوس ہوئے اس مصلحت سے کہ معصیت سے بچ جائیں
اور یکہ و تنہا کنوئین مین گرائے گئے بھلا ایسا اتفاق تمہارے پیمبر کے لیئے کب
ہوا قَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ قَاسٰی مَرَارَۃَ الْغُرْبَۃِ وَفِرَاقَ
الْاَہْلِ وَالْاَوْلَادِ مُہَاجِرًا مِنْ حَرَمِ اللّٰہِ وَاَمْنِہٖ حضرت امیر نے فرمایا کہ جناب
رسالتمآب نے بھی تنہائی کے صدمے سہے اور تمام اہل و عیال اونکے
اونسے ترک ہوئے اور مجبور ہجرت فرمائی حرم اقدس سے اور ظالمون نے
اونہین وہان نہ ٹھہرنے دیا حالانکہ مکے کو خدا نے جاے امن و امان قرار دیا
ہے فَلَمَّا رَاَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ کَاٰبَتَہٗ وَاسْتِشْعَارَہُ الْحُزْنَ اَرَاہُ تَبَارَکَ
وَتَعَالٰی اسْمُہٗ رُؤْیَا تُوَازِیْ رُؤْیَا یُوْسُفَ فِیْ تَاْوِیْلِہَا وَاَبَانَ
لِلْعَالَمِیْنَ صِدْقَ تَحْقِیْقِہَا فَقَالَ لَہٗ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا
بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ
لَا تَخَافُوْنَ پس جب خدا نے دیکھا کہ ترک وطن کا صدمہ ہمارے حبیب کو انتہا
درجہ ہے تو اوسنے اونہین ایک خواب یوسف کی طرح دکھلایا پھر

تعبیر وراستی اوسکی تمام عالم پر روشن کردی پس قرآن مجید مین فرمایا کہ صحیح کہا خدا نے
اپنے رسول کا خواب بکیم وکاست کہ انشاء اللہ تم ضرور داخل مسجد الحرام ہوگے
نہایت امن وامان اور بڑے اطمینان سے سر منڈائے یا بال کترائے ہوئے
خوش باش اور نڈر اسمین تعریض ہے خلیفہ ثانی پر کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو یہی
ذات شریف اپنی عقلمندی سے حضرت پر معترض ہوئے پس حضرت نے فرمایا کہ
مینے نہ یہہ خواب مین دیکھا تھا اور نہ وعدہ کیا کہ ابھی کے سال فتحیاب ہونگے بلکہ
بلاتعین وعدہ کیا تھا ابکے نہ سہی تو آیندہ فتح ہوگی دیر آید درست آید وَلَئِن
كَانَ يُوسُفُ حُبِسَ فِي السِّجْنِ فَقَدْ حُبِسَ رَسُولُ اللهِ فِي الشِّعْبِ ثَلاثَ
سِنِينَ وَقُطِعَ مِنْهُ أَقَارِبُهُ وَذُو الرَّحِمِ وَأَلْجَأُوهُ إِلَى أَضْيَقِ الْمَضَايِقِ فَلَقَد
كَادَهُمُ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ كَيْداً مُسْتَبِيناً إِذْ بَعَثَ أَضْعَفَ خَلْقِهِ فَمَا كَانَ
عَهْدُهُمُ الَّذِي كَتَبُوهُ بَيْنَهُمْ فِي قَطِيعَةِ رَحِمِهِ اور اگر حضرت یوسف قید خانے
مین محبوس ہوئے تو ہمارے حضرت تین برس کامل شعب ابوطالب مین قلعہ بند رہے
ہین اور تمام عزیز واقربا نے قطع رحم کیا اور مبتلا کردیا اونہین نہایت تنگی معاش
مین کہ رسد تک نہ پہونچ سکتی تھی پس جب اونہون نے فریب کیا تھا ویسا ہی خدا نے
قدرت نمائی کی کہ ضعیف ترین خلق کو یعنے دیمک کو کہ بھیجا کہ وہ کہا گئی اوس
نامبارک عہدنامے کو کہ جسے اونہون نے قطع رحم بنی ہاشم مین لکھا تھا وَلَئِن
كَانَ يُوسُفُ أُلْقِيَ فِي الْجُبِّ فَلَقَدْ حَبَسَ مُحَمَّدٌ نَفْسَهُ مَخَافَةَ عَدُوِّهِ فِي
الْغَارِ حَتَّى قَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا وَمَدَحَهُ اللهُ بِذَلِكَ
فِي كِتَابِهِ اور اگر حضرت یوسف کنوئین مین پھینکے گئے تو ہمارے حضرت بھی
دشمنون کے ڈر سے غار مین چھپے تا اینکہ جب کفار مکہ ڈھونڈھتے ہوئے پہونچے

تو یار غار ڈر کے مارے رونے لگے پس حضرت نے فرمایا کہ تم کیون غم کہاتے ہو ضرور
خدا ہمارے ساتہہ ہے چنانچہ خدا نے بہی اونکے اس توکل وبامردی کی تعریف قرآن
شریف مین فرمائی ہے **واعظ کہتا ہے** کہ اہلسنت اس آیہ پر بڑا افتخار کرتے
ہین اور اسے حق خلیفہ اول مین ناحق مفید سمجہتے ہین پس مناسب حال ذکر جواب
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ ہے کہ جو اس شبہہ کو زائل کرنے کو بہت مفید ہے چنانچہ
احتجاج طبرسی وغیرہ مین ہے کہ جناب شیخ فرماتے ہین کہ ایک سال کیا خواب مین دیکھتا
ہون کہ بہت سے لوگ حلقہ باندہے بیٹہے ہین مینے پوچہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے لوگون
نے کہا کہ اسمین ایک قصہ خوان ہے انہون نے فرمایا کہ وہ کون ہے لوگون نے
کہا کہ عمر بن خطاب ہے یہہ لوگون کو ہٹا کے گئے دیکہا کہ وہ کچہہ باتین بنا رہا ہے
کہ جو مطابق انکی سمجھہ مین نہ آئین انہون نے یہہ بات کاٹ کے فرمایا کہ ای شخص آیہ
غار سے کون سی فضیلت یار غار بلکہ مار غار کی نکلتی ہے عمر نے کہا چہہ وجہون سے
پہلی یہہ کہ اس آیہ مین خدا نے ذکر نبی فرمایا اور اونکے ساتھی ذکر ابوبکر آیا انہین
اول اور اونہین ثانی قرار دیا پس فرمایا دوسرا دو آدمیون سے **دوسری**
یہہ کہ اون دونون کو مکین لامکان نے ایک ہی مکان مین قرار دیا کمال اتحاد
والفت کی راہ سے پس فرمایا کہ جب وہ دونون غار مین تھے **تیسرے**
اونہین مصاحب پیمبر قرار دیا اور فرمایا کہ جب نبی کہتے تھے اپنے مصاحب سے
چوتھی اس آیہ سے کمال شفقت نبی حال ابوبکر پر ثابت ہوئی کہ حضرت نے
اونکی تسلی کے لئے فرمایا کہ ہراس نکر کچہہ پروا نہین خدا تو ہمارے ساتہہ ہے
پانچوین خدا کو جسطرح اپنے ساتہہ کہا اوسیطرح ابوبکر کے ساتہہ کہا اور
فرمایا کہ خدا ہمارے ساتہہ ہے نہ یہہ کہ میرے ساتہہ ہے **چھٹے** یہہ کہ خدا نے اونپر

تسکین بھیجی یعنے من جانب اللہ تسکین ہوئی ابوبکر کو اسلیئے کہ حضرت کو تو ہمیشہ ہی
سے تسکین تھی پس یہہ چہہ فضیلتین ایسی ہین کہ تمسے ایک بھی نہین اوٹھہ سکتی
شیخ نے فرمایا کہ تمنے خوب بات گڑھی مگر قریب ہے کہ راکھہ کی طرح ہوا کی جھونکون
سے اوڑکے خاک مین ملجائے اور میرے پیشانی پر شکن بھی نہ آئے یہہ جو تمنے
کہا کہ وہ دو تھے تو اسمین کیا فخر گنتی گنانے سے کیا کام نکلتا ہے جب ایک
مؤمن دوسرے مؤمن کے ساتھہ یا ایک مؤمن دوسرے کافر کے ساتھہ مل
بیٹھینگے تو وہ دو کہلائینگے اس سے کیا حاصل اور اسی طرح ایک
مقام پر ہونے سے کیا ہوتا ہے اکثر نیک و بد مومن و کافر ایک جگہہ ہوتے
ہین جیسے مؤمن و منافق و کافر مسجد نبی مین جمع ہوئے کہ جو غار سے بھی بڑہ کے
تھے اور اسیطرح کشتی نوح مین نیک و بد سب تھے نبی بھی تھے اور شیطان
بھی تھا اور کتا بھی تھا اور لیکن ذکر صحبت تو اسمین کیا فضیلت ہے جب قرآن
مین کافر پر اطلاق صاحب و مصاحب آیا اور اہل زبان نے جانور اور تلوار
اور کدہے تک کو صاحب کہا تو اب اس لفظ سے خلیفہ صاحب کو کیا صاحبی لگجائے
گی اور یہہ جو تمنے کہا کہ پیمبر نے اونکی تسکین کو کہا کہ نہ ڈر تو یہہ مدح نہین بلکہ مذمت
ہے اسلیئے کہ اگرچہ ڈر اونکا بجا تھا تو پیمبر کو منع کرنا اوسے کب مناسب تھا پس
ضرور وہ بیجا تھا اور یہہ خیال کہ پیمبر نے تنہا اپنے ساتھہ خدا کو نکہا بلکہ بطور جمع
فرمایا کہ ہمارے ساتھہ خدا ہے تو ہو سکتا ہے کہ تعظیماً اطلاق جمع کیا ہو جیسا کہ خود
خدا نے فرمایا کہ ہمنے نازل کیا قرآن اور ہم اوسکے حافظ و محافظ ہین اور یہہ
بھی ایک قول ہے کہ ابوبکر نے کہا کہ مین اپنے لیئے نہین روتا بلکہ مجھے آپکا اور
جناب امیر کا رنج ہے تو اسلیئے حضرت نے فرمایا کہ بیہودہ غم نکہا کیا تو نہین جانتا

کہ خدا میرے اور علی کے ساتھہ ہے اور لیکن تسکین دینا خدا کا تو قرآن مجید سے
صاف ظاہر ہے کہ تسکین اوسکو دی گئی تھی جسکی مدد لشکر سے کی گئی اور اگر صاحب
لشکر بھی خلیفہ صاحب ٹھہرے تو انکے پاس نہ لاؤ نہ لشکر دوسرے اسمین جناب
رسالتمآب کی نبوت باطل ہوئی جاتی ہے طرفہ یہہ کہ اور دو آیتون مین نزول
تسکین کا ذکر آیا ہے اور اوسمین بتصریح خدا کے مؤمنین حاضر الوقت کو بھی
شریک فرمایا ہے پس اگر یہان بھی کوئی مؤمن حضرت کے ساتھہ ہوتا تو
شریک حضرت کیا جاتا پس خلیفہ کا تسکین سے خارج ہونا دلیل ہے
اونکے خارج ہونے کی ربقۂ ایمان سے بہر طور وہ خارجی
ٹھہرے یہہ سنکے وہ سن ہوگیا اور کچھہ جواب مین
نہ بولا یہانتک کہ مین جاگ اوٹھا فقط

دسوان موعظہ

بیان فضائل حضرت موسیٰ و ترجیح جناب رسالتمآبؐ مین اور اوسکے
بیان مین کہ حضرت کی سایہ نہ تہا اور بشارت مثلیہ کا بیان اور جواب لطیف
اوسکا جسنے حضرت امیرؑ کی بارہ مین عامیانہ طور پر کہا تہا کہ وہ نہ تین مین نہ
تیرہ مین اور وجہ تسمیہ شیعہ بعنوان جدید و لطیف و ممانعت اسکی کہ کسیکو
شیعہ غالی کہین اور منشا تکرار فبای آلاء اور تکرار ویل یومئذ و تکرار بسم اللہ
و دیگر فوائد عظیمہ متعلقہ بحث امامت

mcablib.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ هٰذَا مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ قَدْ آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرٰيةَ الَّتِي فِيهَا حُكْمُهُ پس کہا اوس یہودی نے کہ یہہ حضرت موسیٰ ہین جنہین وہ توریت ملی جسمین حکم خدا ہے قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَ مُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ اُعْطِيَ مُحَمَّدٌ سُورَةَ الْبَقَرِ وَالْمَائِدَةِ بِالْاِنْجِيلِ وَطٰهٰ وَنِصْفَ الْمُفَصَّلِ وَالْحَوَامِيمَ بِالتَّوْرٰيةِ وَاُعْطِيَ نِصْفَ الْمُفَصَّلِ وَالتَّسَابِيحِ بِالزَّبُورِ وَاُعْطِيَ سُورَةَ بَنِي اِسْرَائِيلَ وَبَرَاءَةَ بِصُحُفِ اِبْرَاهِيمَ وَصُحُفِ مُوسَى وَزَادَ اللّٰهُ عَزَّ ذِكْرُهُ مُحَمَّدًا السَّبْعَ الطِّوَالَ وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ وَاُعْطِيَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ جناب امیر نے فرمایا کہ یہہ صحیح ہی لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ہوا کہ

سورہ بقر و سورہ مائدہ انہین انجیل کے بدلے ملا اور طہ اور نصف مفصل اور جنکی ابتدا حٓم سے ہے یہہ سب توریت کے بدلے ملی اور باقی مفصل یعنے جنکی ابتدا مین ذکر فُصِّلَتْ وغیرہ آیا ہے اور جنکی ابتدا ذکر تسبیح سے ہوئی ہے یہہ سب زبور کے بدلے ملی اور پورہ سورہ بنی اسرائیل کا اور سورہ برارت صحف ابراہیم کے عوض اور علاوہ ان سب کے ہمارے حضرت کو خدا نے سات بڑے سوروں سے اور فاتحۃ الکتاب سے کہ جو سبع مثانی و قران عظیم ہے یعنی سورہ حمد سے مخصوص کیا اور کتاب و حکمت اونہین کرامت فرمائی قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ مُوسَى نَاجَاهُ اللّٰهُ عَلٰى طُورِ سَيْنَاءَ یہودی نے کہا کہ کوہ طور پر تو ہمارے موسیٰ سے اور خود خدا سے باتین ہوئین آپ کے نبی کو کب یہہ رتبہ ملا قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَلَقَدْ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى مُحَمَّدٍ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَمَقَامُهُ فِي السَّمَاءِ مَحْمُودٌ وَعِنْدَ سِدْرَةِ الْعَرْشِ مَذْكُورٌ جناب امیر نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سے خود خدا نے سدرۃ المنتہیٰ پر باتین کین اور وحی نازل فرمائی پس آسمان پر اونکے لیے مقام محمود ہے اور ذکر خیر اونکا عرش پر موجود ہے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ مُوسَى قَدْ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَحَبَّةً مِنْهُ یہودی نے کہا کہ موسیٰ کو خدا نے اپنی محبت عطا کی قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَلَقَدْ اَعْطَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ لَقَدْ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَحَبَّةً مِنْهُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِي يَشْرَكُهُ فِي هٰذَا الْاِسْمِ اِذْ تَمَّ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ الشَّهَادَةُ فَلَا تَتِمُّ الشَّهَادَةُ اِلَّا اَنْ يُقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ يُنَادَى بِهِ عَلَى الْمَنَابِرِ

فلا یرفع صوت بذکر الله عزّ وجلّ الا رفع بذکر محمدٍ معہٗ حضرت نے
فرمایا کہ یہہ سب صحیح مگر خدا کو ہماری حضرت سے تو ایسی محبت تہی کہ اپنی توحید کی
شہادت کو ناتمام رکہا بے شہادت نبوت اپنے حبیب کے پس بالاے منابر
اور ہر مقام پر ذکر خدا آتا ہے تو ساتہی اوسکی اوسکے حبیب کا بہی ذکر خیر آجاتا ہے
قال له الیہودی فلقد اوحی الله الی امّ موسٰی بفضل منزلۃ موسٰی
عندہٗ یہودی نے کہا کہ بذریعہ وحی والہام مرتبہ عالی موسیٰ مادر موسیٰ پر
حالی کر دیا تہا قال له علیؑ لقد کان کذلک ولقد لطف الله
جلّ ثناؤہٗ لامّ محمدٍ بان اوصل الیہا اسمہٗ حتّٰی قالت اشہد
والعالمون انّ محمّدًا رسول الله منتظر وشہد الملائکۃ علی الانبیاء
انہم اثبتوہ فی الاسفار وبلطفٍ من الله ساقہ الیہا واوصل الیہا
اسمہٗ لفضل منزلتہ عندہٗ حتّٰی رأت فی المنام انہ قیل لہا انّ
ما فی بطنک سیّدٌ فاذا ولدتہٖ فسمّیہٖ محمّدًا فاشتق الله له
اسمًا من اسمائہٖ فالله المحمود وہذا محمّدٌ حضرت نے فرمایا کہ یہہ سب
صحیح لیکن ہماری حضرت کی والدہ کو بہی خدا نے مطلع اونکے اسم سامی ونام نامی
سے کیا تا اینکہ وہ فرمانے لگین کہ مین خود اور سب واقفکار گواہ ہین کہ محمد مصطفٰے
رسول و منتظر اور موعود ہین کہ عنقریب کتم عدم سے منصہ شہود مین آوینگے
اور فرشتون نے نبیون پر گواہی دی کہ ہمنے انکا نام نامی لکہا ہے سفر و نیز
آسمانی کتابون کے اور محض لطف الٰہی سے یہہ اپنی والدہ تک پہونچے اور نام
انکا اونہین نا بتہ لگا خواب مین کیا دیکہتی ہین کہ کوئی اونسے کہتا ہے کہ تمہارے
شکم شریف مین سردار انبیا ہے پس جب یہہ پیدا ہو تو اسکا نام محمد رکہنا پس

مشتق کیا خدا نے انکا نام اپنے نام سے پس خدا محمود ہے اور یہہ محمد ہین قال
له الیہودی فانّ ہذا موسٰی بن عمران قد ارسلہ الله الی فرعون
واراہ الاٰیۃ الکبرٰی یہودی نے کہا کہ حضرت موسیٰ کو خدا نے فرعون کی طرف
پاس بہیجا اور اونہون نے اوسے معجزہ عظیم الشان دکہایا قال له علیؑ لقد کان
کذلک ومحمّدًا ارسل الی فراعنۃٍ شتّٰی مثل ابی جہل بن ہشام
وعتبۃ بن ربیعۃ وشیبۃ وابی البختری ونضر بن حارث
وابی بن خلف ومنبہ ونبیہ وابن الحجاج والی الخمسۃ المستہزئین
الولید بن المغیرۃ المخزومی والعاص بن وائل السہمی والاسود
بن عبد یغوث الزہری والاسود بن المطلب والحرث بن
الطلاطلۃ فاراہم الاٰیات فی الاٰفاق وفی انفسہم حتّٰی یتبیّن
لہم انّہ الحق حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت تو کئی فرعونون کی ہدایت
کے لیے مبعوث ہوئے مثل ابوجہل وعتبہ وشیبہ وابو البختری ونضر وابی
ومنبہ واولاد منبہ واخلاف حجاج کے اور اون پانچ آدمیون کے کہ جو
حضرت سے تمسخر واستہزا کرتے تہے یعنے ولید وعاص واسود زہری واسود
ابن مطلب وحارث پس آفاق عالم اور خود اونکے نفسون مین ایسی نشانیان
دکہائین کہ جنسے صاف حق اونپر ظاہر ہو گیا اور حجت خدا تمام ہو گئی قال
له الیہودی لقد انتقم الله لموسٰی من فرعون کہا یہودی نے
کہ خدا نے موسیٰ کی بسبب فرعون سے انتقام لیا قال له علیؑ لقد
کان کذلک ولقد انتقم الله جلّ اسمہٗ لمحمّدٍ من الفراعنۃ
فرمایا حضرت نے کہ یہہ سب صحیح لیکن بسبب ہماری حضرت کے خدا نے سب فرعونون سے

انتقام لیا فاما المستہزؤن فقد قال اللہ سبحانہ انا کفیناک
المستہزئین فقتل اللہ خمستہم کل واحد منھم بغیر قتلۃ
صاحبہ فی یوم واحد مستہزؤنکا تو یہہ حال ہوا کہ خدا نے اونکے بارے مین اپنے
حبیب کو خبر دی کہ ہمنے کفایت کرلی تمہارے مستہزؤن سے پس اون پانچون کو ایک ہی
دن مین واصل جہنم کیا ہر ایک کو ایک نئے انداز سے فاما الولید بن المغیرۃ فمر
بنبل لرجل من خزاعۃ قد راشہ ووضعہ فی الطریق فاصابہ
شظیۃ منہ فانقطع اکحلہ حتی ادماہ فمات وھو یقول قتلنی
رب محمد ولید کا یہہ درجہ ہوا کہ وہ راہ چلا جاتا تھا اور اثناے راہ مین
بنی خزاعہ مین سے کسی کوتہ اندیش نے ایک تیر گاڑ دیا حسب اتفاق اسکا
پاؤن اوسپر جا پڑا اور بے ساختہ اسنے ٹھوکر کہائی پس رگ اکحل قطع ہوگئی
اور ٹوٹی کی طرح خون کی دہار اوس مین سے بہنے لگی پس وہ یعین یہہ کہتا ہوا کہ
مجہے محمد کے خدا نے قتل کیا واصل جہنم ہوا واما العاص بن وائل السہمی
فانہ خرج فی حاجۃ لہ الی موضع فتدھدہ تحتہ حجر فسقط فتقطع
قطعۃ قطعۃ فمات وھو یقول قتلنی رب محمد اور عاص کا یہہ درجہ
ہوا کہ وہ کہین کسی کام کو جاتا تھا ناگاہ ایک پتھر سے ایسی ٹھوکر کہا کے موںہہ کے
بہل گرا کہ اوس سنگدل کے بدن کے پرخچے اوڑ گیے پس یہہ کہتا ہوا مرا کہ
مجہے محمد کے خدا نے مارا واما الاسود بن یغوث فانہ خرج یستقبل
ابنہ زمعۃ فاستظل بشجرۃ فاتاہ جبرئیل فاخذ راسہ فنطح
بہ الشجرۃ فقال لغلامہ امنع عنی ھذا فقال ما اری احدا
یصنع بک شیئا الا نفسک فقتلہ وھو یقول رب محمد قتلنی

اور اسود روسیاہ کی یہہ گت بنی کہ وہ اپنے بیٹے زمعہ کے استقبال کو
گیا تھا پس ایک درخت کے سایہ مین بیٹھا کہ دفعۃً حضرت جبرئیل آے اور سر
پکڑ کے اوسکا اوسے درخت سے ٹکرایا پس اوسنے اپنے غلام سے کہا
کہ اسکو میرے پاس سے ہٹاتا نہین اوسنے کہا کہ تیرے پاس تو کوئی نہین
ہان تو خود ہی اپنا سر درخت سے پہوڑ رہا ہے آخرش وہ یہی کہکر مرا کہ مجہے
محمد کے خدا نے قتل کیا کل ذلک فی ساعۃ واحدۃ وذلک انھم
کانوا بین یدی رسول اللہ فقالوا یا محمد ننتظر بک الی الظہر
فان رجعت عن قولک والا قتلناک فدخل النبی فی منزلہ فاغلق
علیہ بابہ مغتما لقولھم فاتاہ جبرئیل من ساعتہ فقال یا محمد
السلام یقرؤک السلام وھو یقول اصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین
یعنی اظہر امرک لاھل مکۃ وادعھم الی الایمان قال یا جبرئیل
کیف اصنع بالمستہزئین وما اوعدونی فقال لہ انا کفیناک المستہزئین
قال یا جبرئیل کانوا الساعۃ بین یدی قال قد کفیتہم فاظہر
امرہ من عند ذلک یہہ سب ایک ہی ساعت مین ہوگیا باینطور کہ وہ سب حضرت کے
پاس تہے پس کہنے لگے کہ ظہر تک تو ہم انتظار کرتے ہین اگر اس عرصہ مین بہی تم
اپنی بات سے نہ پہرے تو ہم تمہین قتل کرینگے پس حضرت نے گہر مین جاکے
دروازہ بند کرلیا صدمہ کے مارے پس فوراً حضرت جبرئیل آے اور فرمانے
لگے کہ ای محمد سلام نے بعد درود و سلام تمہین یہہ پیام دیا ہے کہ تصدیع کرو
ساتھ اوس چیز کے جسکا تمہین حکم پہونچا ہے اور اعراض کرو مشرکون سے
یعنی اظہار امر حق کرو اہل مکہ سے اور دعوت کرو اونکی ایمان کیطرف حضرت نے

فرمایا کہ ای جبرئیل پھر مین مستہزون کے شر و فساد کا کیا علاج کرون تو
جبرئیل نے خدا کیطرف سے کہا کہ ہم کافی و وافی ہین سزا دینے مین استہزا کرنے
والون کے حضرت نے کہا کہ ابھی تو وہ سب میرے پاس تھے اونھون نے
کہا کہ مین بحکم خدا اونہین سزا دیچکا اور مفصل سب حال کہدیا وَاَمَّا بَقِیَّتُهُمْ
مِنَ الْفَرَاعِنَةِ فَقُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ بِالسَّیْفِ وَهَزَمَ اللّٰهُ الْجَمْعَ وَوَلَّوا الدُّبُرَ
اور باقی فرعون بے سامان جنگ بدر مین واصل جہنم ہوئے اور منہزم کر دیا
خدا نے اونکا مجمع اور پھیر دی اونھون نے پیٹھ قَالَ لَهُ الْیَهُوْدِیُّ فَاِنَّ هٰذَا
مُوْسَی بْنَ عِمْرَانَ قَدْ اُعْطِیَ الْعَصَا فَکَانَتْ تَتَحَوَّلُ ثُعْبَانًا یہودی نے
کہا کہ حضرت موسی کو خدا نے ایسا عصا عطا کیا تھا کہ جو اژدہا ہو جاتا تھا
قَالَ لَهُ عَلِیٌّ قَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا
اَنَّ رَجُلًا کَانَ یُطَالِبُ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ بِدَیْنٍ ثَمَنِ جَزُوْرٍ
وَقَدِ اشْتَرَاهُ فَاشْتَغَلَ عَنْهُ وَجَلَسَ یَشْرَبُ فَطَلَبَهُ الرَّجُلُ فَلَمْ
یَقْدِرْ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ مَنْ تَطْلُبُ قَالَ
عَمْرَو بْنَ هِشَامٍ یعنے اَبَا جَهْلٍ لِیْ عَلَیْهِ دَیْنٌ قَالَ اَفَاَدُلُّکَ عَلٰی
مَنْ یَسْتَخْرِجُ الْحُقُوْقَ قَالَ نَعَمْ فَدَلَّهُ عَلَی النَّبِیِّ ص وَکَانَ اَبُوْ جَهْلٍ
یَقُوْلُ لَیْتَ لِمُحَمَّدٍ اِلَیَّ حَاجَةً فَیَسْخَرَ بِهٖ وَاَرُدَّهٗ فَاَتَی الرَّجُلُ النَّبِیَّ فَقَالَ
لَهُ یَا مُحَمَّدُ بَلَغَنِیْ اَنَّ بَیْنَکَ وَبَیْنَ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ حُسْنٌ فَاَنَا اَسْتَشْفِعُ
بِکَ اِلَیْهِ فَقَامَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَتَی بَابَهٗ فَقَالَ لَهٗ قُمْ یَا اَبَا جَهْلٍ
فَاَدِّ اِلَی الرَّجُلِ حَقَّهٗ وَاِنَّمَا کَنَّاهُ اَبَا جَهْلٍ ذٰلِکَ الْیَوْمَ فَقَامَ مُسْرِعًا
فَاَدّٰی اِلَیْهِ حَقَّهٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی مَجْلِسِهٖ قَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَعَلْتَ

ذٰلِکَ فَزَعًا مِنْ مُحَمَّدٍ قَالَ وَیْحَکُمْ اَعْذِرُوْنِیْ اِنَّهٗ لَمَّا اَقْبَلَ رَاَیْتُ عَنْ یَمِیْنِهٖ
رِجَالًا بِاَیْدِیْهِمْ حِرَابٌ تَتَلَأْلَأُ وَعَنْ یَسَارِهٖ ثُعْبَانَیْنِ تَصْطَکُّ اَسْنَانُهُمَا
وَتَلْمَعُ النِّیْرَانُ مِنْ اَبْصَارِهِمَا وَلَوِ امْتَنَعْتُ لَمْ آمَنْ اَنْ یَبْقُرُوْا بِالْحِرَابِ
بَطْنِیْ وَیَقْضِمَنِی الثُّعْبَانَانِ حضرت امیر نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے
بھی زیادہ مرتبہ ملا ایک اونٹ کی قیمت کسی شخص کی ابو جہل پر قرض تھی اسنے مول
لینے کو تو لیا تھا مگر دام نہ دیتا تھا امروز و فردا لگا رکہا تھا ناحق کی لیت و لعل
کرتا تھا اور سو سو نہہ چڑا کے شراب و کباب مین بسر کرتا تھا اور قرضخواہ
کسیطرح اس تک دسترس نپاتا تھا اور اوسکا ہاتھ اسکے گریبان تک نجا سکتا تھا
پس بعض استہزا کرنیوالون نے قرضخواہ سے پوچھا کہ کسے ڈھونڈھتا ہے
اوسنے کہا کہ عمرو بن ہشام کو یعنے ابو جہل کو کہ میرا اوسپر کچھ قرضہ ہے اوسنے
کہا کہ مین اوس شخص کو بتاؤن کہ جو لوگونکے حق دلواتا ہے اوسنے کہا کہ ہان پس
اوسنے پیغمبر کو بتایا اور ابو جہل کا یہ قول تھا کہ کاش پیغمبر کو مجھ سے کوئی حاجت ہوتی
تو مین اونہین خوب رنج کرتا اور تمسخر کرکے بے نیل مقصود واپس کرتا پس
وہ شخص حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ مینے سنا ہی کہ آپکے اور عمر کے درمیان مین
لطف ارتباط ہے پس میری سعی فرمائیے پس حضرت فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے اور
اوسکے مکان پر گیئے اور فرمایا کہ اے ابو جہل جلد اوٹھ اور ابھی اسکا حق ادا کر
اور عمرو کی کنیت ابو جہل اوسی روز حضرت نے رکھی پس فوراً اوٹھ کے اوسنے قرضہ
ادا کیا پس جب وہ اپنے مقام پر گیا تو اوسکے احباب نے کہا کہ تو پیغمبر سے ڈر گیا
اوسنے کہا کہ مین معذور ہون جب حضرت یہان تشریف فرما ہوئے تو مینے دیکھا
کہ اونکی داہنی طرف کچھ لوگ چمکتے ہوئے حربے ہاتھ مین لیے ہوئے ہین اور اونکی

بائین طرف دوا اژدہو ہین کہ غصے کے مارے دانت کٹکٹاتے ہین اونکی آنکھین اونکی آگ کیطرح چمکتی ہین اگر مین ذرا دیر لگاتا تو مجھے اندیشہ تہا کہ وہ لوگ اونکے منہ بون سے میرا پیٹ چاک کرین اور اژدہو مجھے نگل جائین فھذا اکبر مما اعطی موسی ثعبان بثعبان موسی وزاد اللہ محمدا ثعبانا وثمانیۃ املاک معھم الحراب پس یہ عظیم تر ہے معجزہ حضرت موسی سے ایک اژدہا تو مقابل مین موسی کے اژدہو کے اور آٹھ فرشتے ہتیار بند اور ایک اژدہا زیادہ ہوا ولقد کان النبی یؤذی قریشا بالدعاء فقام یوما فسفہ احلامھم وعاب دینھم وشتم اصنامھم وضلل اباءھم فاغتموا من ذلک غما شدیدا فقال ابو جھل واللہ للموت خیر لنا من الحیوۃ فلیس فیکم معاشر قریش احد یقتل محمدا فیقتل بہ فقالوا لہ لا قال فانا اقتلہ فان شاء بنو عبد المطلب قتلونی بہ والا ترکونی قالوا انک ان فعلت ذلک اصطنعت الی اھل الوادی معروفا لا تزال تذکر بہ قال انہ کثیر السجود حول الکعبۃ فاذا جاء وسجد اخذت حجرا فشدختہ بہ فجاء رسول اللہ فطاف بالبیت اسبوعا ثم صلی واطال السجود فاخذ ابو جھل حجرا فاتاہ من قبل راسہ فلما ان قرب منہ اقبل فحل من قبل رسول اللہ فاغرا فاہ نحوہ فلما ان راہ ابو جھل فزع منہ وارتعدت یدہ وطرح الحجر فشدخ رجلہ فرجع مدما متغیر اللون یفیض عرقا فقال لہ اصحابہ ما رایناک کالیوم قال ویحکم اعذرونی فانہ اقبل من عندہ فحل فکاد یبلعنی وسمیت بالحجر فشدخت رجلی اور حالت دعوت مین حضرت

اذیت پہونچاتے تہے قریش باکینہ وطیش کو پس ایک روز اونکو حضرت نے حماقت اونکی اور عیب اونکے دین کا ظاہر کیا اور اونکے بتون کو برا کہا پس وہ بہت رنجیدہ ہوئے اور ابو جہل کہنے لگا کہ اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے اے قریش تم مین سے کوئی اتنا بہی نہین کہ پیمبر کو مار لے اپنی جان پر کہیل کے یہی نہ کہ پہر وہ بہی مارا جائیگا تو اس سے کیا ہوتا ہے سب کی بات تو بچ جائیگی جب سب نے انکار کیا تو کہنے لگا کہ خیر مین ہی اونہین مارتا ہون پہر چاہین اولاد عبد المطلب مجھے قتل کرین اور چاہین چھوڑ دین لوگون نے کہا کہ اگر یہ تیرا عزم ہے تو تو بڑی نیکی کریگا اہل شہر اور سب پر تیرا احسان ہوگا اور ہمیشہ نیک نام رہیگا پہر اوسنے کہا کہ حضرت آکے گرد کعبہ بہت دیر تک سجدہ کیا کرتے ہین پس وہی موقع ہے اوسیوقت اونکے سر پر پتہر مارکے اونہین قتل کرونگا پس جب حضرت آئے اور طواف و نماز سے فارغ ہوکے سجدہ مین طول دینے لگے پس ابو جہل پتہر اوٹھاکے اونکے سر مبارک پاس آیا ایک اژدہا موہنہ کہولے اوسکی طرف دوڑا پس ڈر کو مارے اسکے ہاتہہ کانپنے لگے اور ڈہیلا ہاتہہ سے پاؤن پر چھوٹ پڑا اور خون اوسمین سے بہنے لگا پس بیہ فق پسینے پسینے وہان سے پہرا لوگون نے تعجب سے کہا کہ ایسا حال تو تیرا ہمنے کبہی نہین دیکہا پس اوسنے سب ماجرا اپنا بیان کیا قال لہ الیھودی فان موسی قد اعطی الید البیضاء فھل فعل لمحمد شیء من ھذا قال لہ لقد کان کذلک ومحمد اعطی ما ھو افضل من ھذا ان نورا کان یضیء عن یمینہ حیثما جلس وعن یسارہ اینما جلس وکان یراہ الناس کلھم یہودی کہا کہ

خدا نے حضرت موسیٰ کو ید بیضا اور نورانی ہاتھہ دیا تھا حضرت نے فرمایا کہ جناب
رسالتماب کا تمام جسم ایسا نورانی تھا کہ جہان بیٹھتے تھے اونکے داہنے بائین ایک نور
ساطع ہوتا تھا کہ لوگ اونہین دیکھہ لیتے تھے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ مُوسٰى قَدْ
ضُرِبَ لَهُ فِي الْبَحْرِ طَرِيقٌ فَهَلْ فُعِلَ لِمُحَمَّدٍ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا یہودی نے کہا کہ
حضرت موسیٰ کے لیے دریا مین راہ بن گئی تھی ایسا پیمبر کے لیے کب ہوا
فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ حضرت نے
فرمایا کہ ایسا ہی ہوا لیکن ہمارے حضرت کو اس سے زیادہ رتبہ ملا خَرَجْنَا مَعَهُ
اِلٰى حُنَيْنٍ فَاِذَا نَحْنُ بِوَادٍ يَشْخَبُ فَقَدَّرْنَاهُ فَاِذَا هُوَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ قَامَةً
فَقَالُوا لَهُ الْعَدُوُّ مِنْ وَرَائِنَا وَالْوَادِي اَمَامَنَا كَمَا قَالَ اَصْحَابُ
مُوسٰى اِنَّا لَمُدْرَكُونَ فَنَزَلَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ جَعَلْتَ لِكُلِّ
رَسُولٍ دَلَالَةً فَاَرِنِي قُدْرَتَكَ وَرَكِبَ فَرَسَهُ فَعَبَرَتِ الْخَيْلُ لَا تَنْدَى
خِفَافُهَا فَرَجَعْنَا فَكَانَ فَتْحُنَا حسب اتفاق ہم حضرت کے ہمراہ رکاب ظفر
انتساب حنین کو گئے تھے ناگاہ اثنائے راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک لقدِ
لق ودق میدان لبریز پانی سے چھلک رہا ہے ہمنے جو اوسکی مساحت کی تو
چودہ قد آدم پانی تھا پس لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت دشمن پیچھے کیے
چلے آتے ہین اور آگے یہہ وادی پر خطر ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے
خدا سے کہا تھا کہ اب ہم ضرور گرفتار ہوجاینگے کہ لشکر فرعون ہمارے عقب
مین ہے اور بحر ذخار سامنے ہے پس یہہ اونکا پس وپیش دیکھہ کے حضرت
گھوڑے سے اوتر پڑے اور بکمال گریہ وزاری درگاہ باری مین عرض کی
کہ خداوندا تو نے ہر نبی کی نبوت پر ایک دلیل کسی معجزہ وغیرہ سے قرار دی

پس مجھے بھی اپنی قدرت کاملہ کا تماشا دکھا یہہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوے
اور پانی مین گھوڑا ڈالدیا پس حضرت کے راہوار کے ساتھہ سب گھوڑے
پار اوتر گئے اور سم نہ بھیگے اور اونٹون نے بھی عبور کیا اور تلیان اونکی تر
ہوئین اور جب ہم پھرے تو پھر ہمنے فتح پائی قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَاِنَّ
مُوسٰى قَدْ اُعْطِيَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشَرَةَ عَيْنًا یہودی نے
کہا کہ حضرت موسیٰ کو ایسا پتھر ملا کہ جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے قَالَ
لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ لَمَّا نَزَلَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَحَاصَرَهُ اَهْلُ
مَكَّةَ قَدْ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ حضرت نے فرمایا کہ یہہ سچ ہے
مگر ہمارے حضرت جب حدیبیہ مین فروکش ہوئے اور چارونطرف سے
گھیر لیا مکے والون نے تو اونہین اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا وَذٰلِكَ
اَنَّ الصَّحَابَةَ شَكَوْا اِلَيْهِ الظَّمَاَ وَاَصَابَهُمْ ذٰلِكَ حَتَّى الْتَفَتَ
خَوَاصِرُ الْخَيْلِ فَذَكَرُوا لَهُ ذٰلِكَ فَدَعَا بِرَكْوَةٍ يَمَانِيَةٍ ثُمَّ نَصَبَ
يَدَهُ الْمُبَارَكَةَ فَتَفَجَّرَتْ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ عُيُونٌ فَصَدَرْنَا وَ
صَدَرَتِ الْخَيْلُ رِوَاءً وَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْدَةٍ وَسِقَاءٍ اور اسکا ماجرا یہہ ہے
کہ صحابہ حضرت نے حضرت سے پیاس کی شکایت کی ازبسکہ سوار و پیادہ
و راہوار سب کے سب بشدت پیاسے تھے پس حضرت نے ایک ڈول منگوا کے
اوسمین دست مبارک رکھا اور گھائیون سے حضرت کی چشمے جاری ہوے
پس ہم سب پانی پیتے پیتے چھک گئے اور سب چھاگلین اور مشکین تھے لبالب
بھرلین وَلَقَدْ كُنَّا مَعَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَاِذَا ثَمَّ قَلِيبٌ جَافَّةٌ فَاَخْرَجَ
سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَاوَلَهُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ لَهُ اذْهَبْ بِهٰذَا السَّهْمِ

إلى تلك القليب الجافة فاغرزه فيها ففعل ذلك فتفجرت اثنتا
عشرة عينا من تحت السهم اور ہم حضرت کے ساتھ حدیبیہ گئے تھے
وہان ایک اندہا کنوان تھا پس حضرت نے ایک تیر ترکش سے نکالا اور براء بن
عازب کو دیا اور کہا کہ اسے گاڑ دے اوس کنوین مین پس جب اونسنے
تعمیل حکم کی تو اوس تیر کے نیچے سے بارہ چشمے جاری ہوئے وقد کان
یوم المیضاة عبرة وعلامة للمنکرین لنبوته کحجر موسی حیث دعا
بالمیضاة فنصب شیئا فیها ففاضت بالماء وارتفع حتی توضا
منه ثمانیة آلاف رجل وشربوا حاجتهم وسقوا دوابهم
وحملوا ما ارادوا اور پرنالے والا دن بڑا معجزہ تھا الزام منکرون کو لیے
مثل سنگ موسی جبکہ حضرت نے پرنالا منگوا کے دست مبارک اوسمین رکہدیا
پس پانی جاری ہوکے زمین پر بہت بلندیہ نکلا یہانتک کہ آٹھہ ہزار آدمیون نے
اوس سے پہلے وضو کیا اور جی بہر کے خوب پیا اور چارپایون کو پلایا اور جسقدر
چاہا اوسے اوٹھا رکہا قال له الیهودی فان موسی قد اعطی المن
والسلوی فهل فعل لمحمد نظیر هذا یہودی نے کہا کہ حضرت
موسی کو تو من وسلوی بہی ملا اسکی نظیر تمہارے یہان کیا ہے قال له
علی لقد کان کذلک ومحمد اعطی ما هو افضل منه حضرت نے
فرمایا کہ یہہ سب صحیح ہے مگر ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا
ان الله عز وجل قد احل له الغنائم ولامته ولم تحل الغنائم
لاحد قبله فهذا افضل من المن والسلوی خدا نے حلال کیا ہمارے
حضرت کے لئے اور اونکی امت کے لیے غنیمت کو حالانکہ سابق مین

کبہی ایسا نہین ہوا پس یہہ من وسلوی سے بہی بڑہکر ہے کہ وہ ایک ہی
قسم کا تھا اور کسی صرف مین نہ آسکتا تھا بخلاف مال غنیمت کے کہ ہر طرح کا
کہانا اور ہر ضرورت کا انصرام اوس سے بخوبی حاصل ہوتا ہے پس تم تو
اوس من وسلوی کو غنیمت جانتے ہو حالانکہ مال غنیمت ہمین گہر بیٹھے من و
سلوی ملا ثم زاده ان جعل النیة له ولامته عملا صالحا ولم
یجعل لاحد من الامم ذلک قبله فاذا هم احدهم بالحسنة
ولم یعملها کتبت له حسنة وان عملها کتبت له عشر پہر اوس سے بڑہ
یہہ ہے کہ ہمارے حضرت اور اونکی امت کے لیئے فقط نیت نیک عمل بجائی نیک
عمل کے ہے حالانکہ اگلی امتون مین یہہ بات نہ تھی پس ہم مین سے جو کوئی
نیکی کا ارادہ کرتا ہے گو کہ وہ وقوع مین نہ آئے تو بہی اوسے نیکی کی
جزا ملتی ہے اور خود نیک بات کا دسگنا ثواب ہے قال له الیهودی
فان موسی قد ظلل علیه الغمام یہودی نے حضرت امیر علیه السلام سے
عرض کی کہ موسی کا یہہ بہی ایک معجزہ تھا کہ اونپر ابر سایہ کیے رہتا تھا تمہارے
پیغمبر کو بہی معجزہ ملا قال له علی ؑ لقد کان کذلک وقد فعل لموسی
فی التیه واعطی محمد افضل من هذا ان الغمامة کانت لمحمد تظله
من یوم ولد الی یوم قبض فی حضره واسفاره فهذا افضل مما اعطی
موسی حضرت امیر علیه السلام نے کہا کہ اونکو اس سے زیادہ رتبہ ملا حضرت
موسی کو تو فقط میدان مین شدت آفتاب مین ابر ملا تھا کہ سایہ افگن ہوا اونکے
سر پر اور ہمارے پیغمبر کیواسطے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا تھا کہ برابر روز ولادت سے
تادم انتقال سفر وحضر مین سایہ افگن رہا یہہ بہتر ہے اوس سے کہ جو موسی کو ملا تھا

اسمین اشکال ہوتا ہے کہ جیسا یہہ معجزہ حدیث وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے
ایسا ہی معجزہ مشہور ہے کہ حضرت کے سایہ نہوتا تہا اور سایہ کا ہونا موقوف
دہوپ پڑنے پر ہے جب ابر رہا تو سایہ کی تمیز کیونکر ہوے اور یہہ شبہہ
کئی وجہ سے باطل ہے ایک تو یہہ کہ سایہ کا ظاہر ہونا موقوف دہوپ ہی
پر نہین رات کو روشنی ماہتاب مین بہی تمیز ہو سکتی ہے اور مجازاً کہہ
سکتے ہین کہ سایہ ہم لوگون کا بسبب پستی کے زمین پر معلوم ہوتا ہے اور
حضرت کا سایہ کمال رفعت کیسے ابر تہا اونکے سر پر مثل چتر معلوم ہوتا تہا اور یہی
احتمال ہے کہ ابر کا ہمیشہ رہنا باعث نہ ظاہر ہونے سایہ کا ہو کہ یہہ بہی ایک
معجزہ ہے اور یہہ بہی جواب ہو سکتا ہے کہ معجزہ ظاہر ہونیکے
لیے کسیوقت ابر ہٹ جاتا ہو ایسے وقت مین ابر کا زائل ہو جانا منافی
احترام نہین کل ایک معجزہ جسم اطہر کے متعلق یہہ بیان کیا گیا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر جانب سے نور ساطع تہا سایہ کی ماہیت کیا ہے
ایکطرف سے جسم روکی روشنی کو تو جہانتک وہ حائل ہوگا اوسقدر اندہیرا
دوسری جانب ہوگا جب یہان چارون طرف نور ہے تو اندہیرا کہان کہ
ایک وقت باقی رہتی ہے وہ یہہ ہے کہ شمع مین یا چراغ مین چارون طرف
روشنی یکسان ہوتی ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ شمع مین نیچے لو کے
بمقدار جرم شمع یا بسبب حائل ہونے چراغ وغیرہ کے روشنی واقع
نہین ہو سکتی جیسا کہ فوق مین ہوتی ہے اس سبب سے سایہ ظاہر
ہوتا ہے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرفسے بلکہ سرتاپا نور
خدا تہے اس سبب سے اندہیرا نہوتا تہا پوشیدہ نرہے کہ حضرت

موسی سے ہمارے حضرت کو مشابہت تامہ تہی کہ جیسے خود موسی نے
بیان کیا اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی احادیث مین
اوسے ذکر فرمایا توریت مین بہی خدا نے اوسے بیان کیا قرآن مجید مین بہی کر
اوسکا فرمایا اور کئی وجہ شبہہ اس حدیث مین بہی گزری مثل ابر کے سایہ
افگن رہنے کے اور ہذا بار یم کی جیسے سفر الاستثنا کہتی مین اٹہارہوین باب
مین حضرت موسی زبان عبرانی مین فرماتے ہین ויאמר
יהוה אלי היטיבו אשר דברו נבי
א אקים להם מקרב אחיהם כמוך
ונתתי דברי בפיו ודבר אליהם את
כל אשר אצונו והיה האיש אשר
לא ישמע אל דברי אשר ידבר בשמי א
נכי אדרש מעמו׃
وحی کی خدا نے میری طرف ٹہیک ہے وہ درخواست جو بنی اسرائیل نے
تمسے کی ایک نبی قائم کرونگا انکے لیئے اونکے بہائیون مین سے مثل تیرے
ای موسی دونگا مین کلام اپنا اوسکے موہنہ مین بیان کریگا وہ اون
لوگون سے جو کچہہ کہ مین اوسے وصیت کرونگا اور جو اوسکی اطاعت
نکرے اور نسنے وہ احکام جو میرا نام لیکر بیان کرے تو مین اوسکو ہلاک
کرونگا زمرہ مین اوسکی قوم کے یہہ بہی ایک بشارت جلی باقی رہی باوجود
اتنی تحریف کے یہہ بشارت ثابت کر دیتی ہے نبوت اور ولایت کو ابتک
مشہور متکلمین مین رہا کہ امامت شیعہ وسنی مین متنازع فیہ ہے نفی واثبات

اسکا قرآن یا حدیث ہی سے ہو سکتا ہے مگر تامل سے یہہ معلوم ہوا
کہ محض توریت سے امامت ثابت ہو سکتی ہے کئی طریقون سے منجملہ اونکے
یہہ بشارت ہے مینے اعتماد کر کے اپنے تفحص و تجسس پر ایک عیسائی کے
جواب مین کہا کہ حضرت امیر علیہ السّلام کی امامت کے بارہ مین تمہارا
کیا قول ہے بعض اہل اسلام کو بھی تعجب ہوا کہ عیسائی سے اور
امامت کا سوال خود اوسنے بھی تعجب کیا اکثر انکے کلام عامیانہ طور پر ہوتے
ہین نہ عالمانہ موافق اوسکے اوس عیسائی نے کہا کہ جناب رسالتمآب جب
بیخ خشک ہین ہمکو اونہین سے انکار ہے اور علی تو شاخ ہین پیغمبر کی
وہی مسلم نہین تو یہہ کیونکر مسلم ہو سکینگے بیخ خشک سے شاخ سبز
نہین ہو سکتی دوسرا یہہ امر بیان کیا کہ آپ نے انکا کیون ذکر کیا یہہ تو
نہ تین مین نہ تیرہ مین ہمکو تو بحث پیمبر ہی مین ہے مینے جواب دیا کہ پیمبر کی
بیخ خشک ہونیکی تمہارے واسطے نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی ہمارے
یہان کسی نبی کو ایسا مرض نہین ہوتا کہ خلاف شان ہو اور جناب رسالتمآب
کے تو اولاد تھے بیخ خشک کیونکر کہے جا سکتے ہین قرآن مجید مین ہے
اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَر خلاصہ یہہ کہ اسقدر اولاد اور پیرو ہمنے تمہین
دئے کہ جو حوض کوثر کیطرح موجین مارتے ہین مینے کہا کہ اگر کوئی سوائی
ایسا کلام حضرت عیسیٰؑ کے بارے مین کہے اور اپنے خیال کی تائید اس سے
کرے کہ اولاد کے ظہور مین اور تولید مین اجتماع منیّین شرط ہے اور
حضرت عیسیٰ فقط مان سے پیدا ہوئے اونمین تخم مرد تھا ہی نہین چنانچہ
اولاد بھی نہین ہوئی تو گمان ہے کہ مضطر ہو جاؤ اور جواب نہ دے سکو

مگر یہہ کہ پناہ لو اسی قاعدۂ اسلامیہ سے کہ انبیا علیہم السّلام ایسے بیماریون سے
بری ہوتے ہین باقی یہہ جو کہا کہ نہ تین مین نہ تیرہ مین تو اگر عیسیٰ تین مین
تھے تو یہہ بھی تھے یہہ تعلیق محال بالمحال ہے رویت خدا محال ہے
بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا سوال کرو رویت خدا کا پس
جواب ہوا کہ پہاڑ و ان کو دیکھتے رہین اگر وہ ثابت رہیگا اور ٹکڑے ٹکڑے
نہو جائیگا ہمارے نور کی تابش سے تو ہمین دیکھہ سکینگے خلاصہ یہہ کہ
پہاڑ کا باقی رہنا محال پس ہماری رویت کا بھی ہونا محال ہے رویت
کو انہی کہ ایک امر محال تھا معلق کیا دوسرے محال پر اسیطرح پر تعلیق محال
کرکے کہا گیا کہ اگر عیسیٰ تین مین تھے تو حضرت علی بھی تین مین تھے
البتہ فرق یہہ ہے کہ عیسیٰ کے غالیون نے اونکو تیسرا خدا کہا اور جناب
امیر علیہ السّلام کے غالیون نے اونکو خدائے مستقل کہا مگر ہمارے
نزدیک تو نصیری نصاریٰ سے کم نہین ہر چند کہ حضرت امیر حضرت عیسیٰ سے
بھی کم نہ تھے اور یہہ جو کہا کہ تیرہ مین نہین تو بیشک تیرہ مین تھی وہی
بزرگوار کہ جنکی بشارت توریت و انجیل مین موجود ہے ایک وہ بزرگوار
جنکو حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السّلام اپنے صحیفہ مین محمدیم سے
تعبیر کرتے ہین اور بارہ شخص وہ جنکو انجیل مین بارہ دروازے کرکے
تعبیر کیا ہے کہ جنسے اشارہ حدیث مشہور اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا
کیطرف ہو سکتا ہے اور کہین موتیون سے تعبیر کیا ہے کہ جسسے سا باطنی
بھی باوجود حنفیت عصمت کا مرتبہ ٹہرایا ہے اب کلام اسمین ہے کہ کیونکر یہہ
بشارت دلالت کرتی ہے جناب رسالتمآبؐ پر پانچ صفتین اس بشارتمین

مذکور ہین کہ اونمین سے ایک بہی کسی نبی مین نہین پائی گئی اور جناب
رسالتمآبؐ مین وہ پانچون صفتین موجود تہین پہلی تو یہہ کہ جسکی بشارت
دی گئی وہ براوران بنی اسرائیل مین سے ہوگا حضرت اسرائیل یعنے
حضرت یعقوبؑ اور قیدار بیٹے حضرت اسماعیل کے ان دونون بہائیونکی
اولاد اپسمین برادری رکہتے تہے بنی اسرائیل کے بہائی بیٹے قیدار
یعنی عرب مین اور ظہور دعوی نبوت مین جناب رسالتمآبؐ سے دلالت
واضح ہے اسپر کہ وہی مراد براوران بنی اسرائیل سے تہی اسلئے کہ بنی عیص
مین سے کسی نے دعوی نبوت نہین کیا اور یہہ اپنا حق نبوت حضرت یعقوب
کے ہاتہہ بیچ بہی چکے تہے دوسرے اس بشارت مین یہہ بیان ہوا
کہ خدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ نبی مثل تمہارے نبی ہوگا اور حضرت
موسیٰ نے بہی اقرار کیا اوسکا اور قرآنمین بہی اوسے بیان فرمایا اِنَّا
اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا
یعنی ہمنے بہیجا تمہاری طرف رسول جیسا کہ بہیجا تہا فرعون کیطرف رسول
اور خود جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ
مِنْ مُوْسٰی یعنی علی کو وہی نسبت ہمسے ہے جو موسی سے ہارون کو
تہی جیسا کہ مسند ابن حنبل مین ہے اور تشبیہ مین مشبہ و مشبہ بہ کے
درمیان کچہہ امر وجہ شبہ کی بہی پائی جاتی ہین بس ہم تحقیق کرنا چاہتے
ہین کہ وجہ شبہہ موسی و جناب رسالتمآبؐ کے درمیان مین کیا ہین
پچاس وجہ سے زیادہ پائے جاتے ہین چنانچہ معصوم سے کسی نے پوچہا
کہ تکرار قصہ موسیٰ کی قرآنمین کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ مشابہت نبی و امتہ

حضرت موسی و بنی اسرائیل سے اور موید اوسکے یہہ ہے کہ جیسا ابتدا مین حضرت
موسی کو سفر مدین ہوا ویسا ہی جناب رسالتمآبؐ کو ہجرت مدینہ ہوئی عُلَمَاءُ
اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ جیسے نبیون کی کثرت بنی اسرائیل مین ہوئی ویسے ہی
علما کی کثرت امت جناب رسالتمآبؐ مین ہوئی اور بعض لوگ علما سے ائمہ
معصومین کو مراد لیتے ہین حالانکہ وہ افضل انبیا سے تہے نہ کہ ہمرتبہ اس
مقام پر عبد العزیز دہلوی حنفی المذہب کو یہہ خیال آیا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ امام کا مرتبہ نبی سے بڑہ جاوے نبوت بیخ ہے اور امامت شاخ اور
اسکو بہت رونق سے بیان کیا ہے مگر بعد تامل کے وہ کلام بے بنیاد ہے
اسواسطے کہ ایک درخت ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی شاخ زبردست ہوتی ہے اور
ایک درخت ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی جڑ بہت نازک ہوتی ہے ایک وزیر شہنشاہ
کا اور ایک خود چہوٹا بادشاہ ہے پس یہہ گمان صحیح نہین البتہ ہر نبوت کی فرع
اوسکی امامت ہے پس ہماری ائمہ فرع ہین جناب رسالتمآبؐ کے تو ضرور ہے
کہ مرتبہ پیغمبر کا افضل انسے ہو لیکن یہہ نہین کہ کل پیمبر انسے افضل ٹہر جاوین
جنکی فرع ہین اونسے کم ہین نہ اونکی برابر ہین نہ معاذ اللہ اونسے افضل ہین
ایسا دعوی کرنا حرام ہے مگر باقی نبیون سے افضل ہین البتہ جناب رسالتمآب
بضرورت مذہب انسے افضل ہین مگر بعد اونکے کوئی ہمرتبہ انکا نہین فرشتہ ہی
یا نہی فرشتون مین فقط نیکی کا پہلو ہے نفس امارہ اونپر مسلط نہین کیا گیا ہمارے
حضرات مین دو جہتین ہین لیکن یہہ نفس پر جہاد کرکے معصوم رہتے ہین عدو کی
بلا ہے آدمی سمجہتا ہے کہ مین دوستی اہلبیت کی کرتا ہون حالانکہ غلو مین دوستی
نہین حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین هَلَكَ فِیَّ اثْنَانِ مُحِبٌّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالٍ

یعنی دو شخص ہلاک ہونگے میرے باب مین ایک وہ کہ بوجہ دوستی مجھکو
میرے رتبہ سے بڑہاوے اور ایک وہ کہ بوجہ دشمنی مجھے میرے رتبہ سے
گہٹاوے ایک محاورہ اسطرحکا سنا گیا کہ بعض مومنین جس شیعہ کی تعریف
کرتے ہین اوسکو شیعہ غالی کہتے ہین مگر قرآن شریف مین ہے بِئسَ الاِسمُ
الفُسُوقُ بَعدَ الاِیمَانِ یعنے برا ہے نام فسق کا بعد ایمان کی پس ایسی
لفظ کا اطلاق برادر ایمانی پر نکیا جاوے افراط و تفریط کسی امر مین جائز
نہین مگر ایک بات البتہ ہے کہ معنی غالی کو ثابت قدم قرار دین اسی نیت سے
اطلاق کرنے پر الزام نہین اسلیئے کہ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ حدیث مشہور ہے
آیندہ کو بعد اطلاع کی حقیقت حال پر ایسے الفاظ کے استعمال سے احتیاط چاہی
ہان اصل شیعہ البتہ بہت اچھا لقب ہے اور من اللہ مخلصین سید المرسلین
وائمہ طاہرین کے لیئے مقرر ہوا ہے نہ بایجاد خود جیسا کہ اور فرق اسلامیہ نے
ایک ایک نام اپنا اپنی طرف سے اپنے لیئے قرار دے لیا مثلا سنی لوگ اپنی تئین
اہلسنت وجماعت مشہور کرتے ہین اور اس لقب پر بڑا افتخار رکہتے ہین
حالانکہ قرآن سے یہہ لقب کبہی امت جناب رسالتمآب کے لیئے ثابت نہین
کر سکتے اور ہم بنہج دلیل اشارہ انضمام سے دو آیتون کے اسی لقب خاص خاصہ
کو قرآن سے ثابت کر سکتے ہین ایک آیہ یہہ ہے اِنَّا اَرسَلنَا اِلَیکُم رَسُولًا
کَمَا اَرسَلنَا اِلٰی فِرعَونَ رَسُولًا ہمنے تمہاری طرف بہیجا ایک رسول
جیسا کہ فرعون کیطرف بہیجا اور موید اوسکے یہ آیہ ہے تُرِیدُونَ اَن
تَسئَلُوا رَسُولَکُم کَمَا سُئِلَ مُوسٰی مِن قَبلُ یعنے تم اپنے نبی سے
بہی ویسا ہی سوال چاہتے ہو کہ جیسا قبل اسکے موسی سے ہوا پس

مشابہت جناب رسالتمآب حضرت موسیٰ سے ثابت ہوئی اور اس سے
لازم ہے مشابہت مخلصین حضرت کے مخلصین حضرت موسیٰ سے اور لقب
مخلصین موسی بنص قرآن سے شیعہ ثابت ہے پس وہی لقب مخلصین حضرت
ہونا چاہیئے اور ثبوت لقب مذکور پر یہ آیہ سورہ قصص شاہد ہے فَاستَغَاثَہُ
الَّذِی ھُوَ مِن شِیعَتِہٖ عَلَی الَّذِی ھُوَ مِن عَدُوِّہٖ الآیہ پس استغاثہ کیا
اونہین موسی سے اوس شخص نے کہ جو اونکے شیعون مین تہا اوپر اوس
شخص کے کہ جو اونکے دشمنون سے تہا تین کتابین بنی اسرائیل مین مشہور
ہوئین توریت وانجیل وزبور اسیطرح ہم لوگون مین قرآن افضل درجہ پر
ہے اور تامل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے معارضہ توریت
وغیرہ کا مقصود ہے اور اگلی کتابون کے دیکہنے سے ترجیح قرآن کی اونپر
معلوم ہوتی ہے ایک مختصر سی آیت وَلَکُم فِی القِصَاصِ حَیٰوۃٌ عرب
مین اوس زمانہ مین ایک مثل مشہور تہی اَلقَتلُ اَنفٰی لِلقَتلِ جب وہ
مثل معلوم ہو اور معلوم ہو کہ یہ آیت جواب اوسکا ہے تو اوسوقت کسی
وجہ سے اعجاز اس آیت کا ظاہر ہوتا ہی ورنہ نظر سرسری مین وہ آیت
ایک سلیس عبارت ہے اسیطرح جب توریت وانجیل دیکہی جائے تو معلوم
ہوجاتا ہے کہ قرآن مجید افضل توریت سے ہے اور نہج البلاغہ اکمل انجیل سے
اور صحیفہ کاملہ بہتر زبور سے ہے اور وضعًا اور معنًی ولفظًا انمین
باہم بہت مشابہت ہے یہانتک کہ ایک ادنی صنعت یعنے فحش نہونا
جیسا قرآن مجید مین ہے ویسا ہی اون اگلی کتابون مین بہی ہے قرآن شریف مین جیسے لفظ کی
لفظ مشترک ہے توریت مین اسکی مقام پر جو لفظ مستعمل ہوئی ہے وہ بہی مشترک ہے اگر بنی اسرائیل مین بعد حضرت

موسیٰ کے جیسے ایسے ہوئے کہ نصاریٰ نے خدا کہا تو جناب رسالتمآب
کے بعد جناب امیر ایسے ہوئے کہ نصیری نے خدا کہا اگر پیغمبر کو یہان
بہی خدا کہتے تو کوئی افضل امر تہا وہان پیغمبر کو خدا کہا یہان ہمارے
پیغمبر کے وصی کو خدا کہا یہہ بہی افضلیت ہے مشکوۃ مین ہے وَعَنْ
عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْكَ مَثَلٌ مِنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ الْیَہُوْدُ
حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ
لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَھْلِكُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُفَرِّطُنِیْ
بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۱۲ مشکوۃ
یعنی جناب رسالتمآب نے فرمایا جناب امیر علیہ السلام سے کہ تم مین
مشابہت ہے عیسیٰ کی دشمن رکہا عیسیٰ کو یہود نے یہان تک کہ اونکی
والدہ کو معاذ اللہ زنا سے تہمت دی اور دوست رکہا اونکو نصاریٰ نے
یہانتک کہ خدا کہا وہی کیفیت تمہاری ہے ۔ اتنا مضمون حدیث مین ہے
بعد اوسکے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یَھْلِكُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ
مُفْرِطٌ ہلاک ہونگے میرے باب مین دو شخص ایک وہ شخص جو افراط کریگا
مراد اس سے نصیری اور تابع اونکے ہین اور فرمایا کہ دوسرا وہ جو دشمن
میرا ہے مجہے جو گہٹا دے میرے رتبہ سے مراد اس سے سنی ہین جیسا
اونہون نے مادر عیسیٰ کو متہم بزنا کیا ویسا ان لوگون نے والد حضرت امیر
کو متہم بکفر کیا جسطرح کہ سور حرام ہے ہماری شریعت مین ویسا ہی توریت
مین بہی حرام ہے ۔ جمع بین الاختین کو قرآن شریف مین حرام لکہا ہے
اور توریت مین بہی حرام ہے اسی جگہہ قاضی احمد حسین خان صاحب ساکن

محلہ سیاہ شہر جونپور نے استصواب کیا کہ آگے بہی حرام تہا جواب ارشاد ہوا کہ بعض نے
لکہا ہے کہ آگے بہی حرام تہا مگر توریت سے قبل حضرت موسیٰ تجویز اسکی پائی
جاتی تہی اور بعض احادیث مین بہی ایسا ہی ہے جسطرح کہ سود لینا مسلمین سے
ہمارے مذہب مین جائز نہین ویسا ہی توریت مین بہی جماعت خدا سے سود لینا
جائز نہین باقی مشرکین اور اہل کتاب سے سود لینا جائز ہے لیکن اہلسنت کے
مذہب مین کسی سے لینا جائز نہین اور ہمارے مذہب مین سود دینا عموماً
جائز نہین بلکہ لینے سے کفار کو دینا زیادہ گناہ ہے کیونکہ اعانت کفر کی ہے
جسطرح بے چہلکے کی مچہلی ہمارے یہان حرام ہے ویسا ہی توریت مین
حرام ہے اور اسیطرح احکام عبادات اور عقود و ایقاعات اور احکام قرآن
و حدیث کے توریت کے عبادات وغیرہ سے نہایت مشابہ ہے لقب مین
وہ بنی اسرائیل تہی تو یہہ بنی اسمعیل ۔ خط مین ۔ صورت مین ۔ داڑہی کی
مقدار مین ۔ عباؤن کے طریقہ مین عمامہ کے طرز مین بہت مشابہت ہے
یہہ کیونکر معلوم ہوا جماعت عیسائی مین ایک جماعت تصویر پرست مین نماز
اونکی صحیح نہین ہوتی بے تصویر صحیح کے اسلئے وہ صحیح تصویر رکہتے ہین
بہت اہتمام کرتے ہین اونکے یہان کی تصویر دیکہنے سے یہہ امر ثابت ہوا کہ
ایسے جزئیات مین مشابہت ہے تیسرا یہہ امر بیان کیا کہ مین اپنا کلام اوسکے
مونہہ مین دونگا اسکو قرآن مین بہی کہا اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی قرآن بجز
وحی کے اور کچہہ نہین چوتہا امر یہہ بیان کیا تہا کہ میرے احکام کو میرے
نام سے بیان کریگا اور ایسا ہوگا کہ جو نہ سنے میرے اون کلامون کو کہ جو میرا
نام لیکر بیان کریگا اوسکو ہلاک کرون گا ۔ جیسا کہ بشارت مین تہا کہ میرے

نام سے بیان کریگا ویسا ہی قرآن مین ہے کہ بسم اللہ ہر سورہ کی ابتدا
مین جزو ہے بجز سورہ برأت کے اب اگر مثل اہلسنت بسم اللہ جزو سورہ
نہ قرار دیا جاوے تو بشارت کہان گئی باقی رہا یہہ تعجب کہ مکرر ہے تو آیہ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰان مین بہی تکرار ہے ایک سورہ تہا حضرت
اشعیا کے صحیفہ مین اوسکے معارضہ مین سورہ رحمن ہے سورہ مذکورہ مین آیہ
حمد مکرر ہے اور سورہ رحمن مین ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰان
تقریباً اوسیقدر مکرر ہے اور جب یہہ منشا معلوم ہو جائے تو پہر تکرار مین
کوئی بے لطفی نہین معلوم ہوتی اسیطرح تکرار بسم اللہ کا بہت برا نتیجہ ہے
کہ تطبیق بشارت کا اوسی پر مدار ہے - اب مختصر بحث باقی رہی اسلیئے کہ بیانات
مین مینے بہت اختصار کر دیا ایک حدیث وجہ تشبیہ یہہ ہے سیوطی نے
در منثور مین ابن مردویہ و خطیب و ابن عساکر سے اسمار بنت عمیس سے روایت
کی ہے کہ دیکھا مینے رسول خدا کو مقابل کوہ ثبیر کے کہ وہ فرماتے تہے نورانی ہو
نورانی ہو ای ثبیر خدایا مین تجہسے سوال کرتا ہون اوسی بات کا جسکی درخواست
تجہسے میرے بہائی موسیٰ نے کی کہ تو کشادہ و منشرح کر میرا سینہ اور سہل کر میرے
امر دشوار کو اور وا کر عقدہ زبان تاکہ وہ لوگ میری بات سمجہین اور کر دان تو میرے
لئے ایک وزیر میرے اہل و عیال سے وہ کون کہ برادر رسجان برابر میرا علی بن ابیطالب
اور مضبوط کر بسبب اوسکے پشت و کمر میری اور شریک کر دے اوسے میرے
کار نبوت مین تاکہ ہم اسمین مجتمع کے بکثرت تیری تسبیح و تقدیس کرین اور بکثرت
تجہے یاد کیا کرین بے شبہہ تو ہمارا نگران حال ہے کہ جناب رسالتمآب نے
فرمایا عَلِیٌّ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اس حدیث مین تصریح کی کہ حضرت

امیر علیہ السلام بجائے ہارون ہین کہ جو حال حیات حضرت موسیٰ تہین اونکے وصی
و خلیفہ موسیٰ تہے اور خود اپنے تئین بجائے حضرت موسیٰ کے قرار دیا بتصریح
قاموس کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے
صاحبزادون کا نام شبر و شبیر و مشبر تہا پس اوسیطرح جناب امیر کے صاحبزادون کا
نام حسن حسین و محسن ہوا اور شاہ صاحب نے سبیل نجات مین بہی موید اسکے
لکہا ہے وجہ تسمیہ حسین و حسن مین شبیر و شبر سے غایت الامر یہ کہ ذکر محسن انہون نے
نہین فرمایا اپنے محسن محسن کش کی روح سے شرم فرمائی مگر صاحب قاموس ذنگ و
ناموس کا خلیفہ صاحب کی کچہہ لحاظ نکیا بمفاد حق بر زبان جاری وجود حضرت
محسن کا صاف اقرار کر دیا - ایک مرتبہ بنی اسرائیل مین وبا آئی حضرت موسیٰ نے
تشخیص کی کہ بوجہ زنا یہہ عذاب ہے پس لوگون کو قتل کرنا شروع کیا تاکہ
زانی نامعلوم قتل ہوا اور زنا موقوف و وبا برطرف ہو اسمین صدہا آدمی کا
کشت و خون ہوا و با موقوف نہوئی تقریباً تیئیس ۲۳ ہزار لکہے ہین کہ قتل ہوگئے
آخر الامر ایک عورت کزبی نام بنی اسرائیل مین سے کہ اوسکی باعث سے زنا کا
رواج ہوا قتل کی گئی کیا عجب کہ محاورہ کسبی جو مشہور ہے وہ ماخوذ اسی سے
ہو - ایلی عازر ہارون کی پوتے نے اوسکو قتل کیا اوسیوقت سے وبا موقوف
ہوئی حکم جناب باری ہوا کہ از بسکہ ہارون کی اولاد مین ایسا کار نمایان نمایان
ہوا امیری شریعت کے اجرا مین انہون نے کوشش کی اس مجاہدہ عظیم کے عوض
مین خلافت انکی اولاد کے لیئے مقرر رہی اب دیکہئے کہ عہد جناب رسالتمآب
مین بہی ٹہرائیکا یالا حضرت امیر کے ہاتہہ رہا پس اونہین کی اولاد مین خلافت
بہی رہنا چاہیئے اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰاہُ وصی موسیٰ کے حضرت یوشع جنکا

لقب جوان موسیٰ قرآن سے ثابت ہی تہے حضرت خضرؑ کے قصہ مین ہے
جبکہ کہا موسیٰ نے اپنے جوان سے یعنے یوشع سے پس ویسا ہی حضرت
علیؑ کا فتی لقب ہے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار حسان بن ثابت
شاعر نے جسکو حضرت نے کہا کہ ہمیشہ تو موید رہے جب تک کہ مدد کرتا ہے
ہماری اپنی زبان سے نظم کرتا ہے جبرئیل نادیٰ مُعلِنًا وَالنَّقْعُ
لَیْسَ بِمُنْجَلِی وَالْمُسْلِمُوْنَ قَدْ اَحْدَقُوْا حَوْلَ النَّبِیِّ الْمُرْسَلِ
لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِی خلاصہ یہہ ہے
کہ رزم مین جسوقت سارا میدان رزم گرد سے اٹا ہوا تھا غبار کی کثرت سے
تاریکی شب بہی گرد تہی اوسوقت حضرت جبرئیلؑ نے باواز بلند فرمایا ہے
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار یعنی کوئی جوان مثل حضرت امیرؑ
دنیا مین نہین اور نہ کوئی تلوار ہے مثل ذوالفقار کے ایک علم قرار پایا ہے
علم فتوت اور ادنی اوسکی تعریف یہہ ہے ۔ ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگر
مپسند ۔ اسی پر بنا رکہکے بڑہاتے بڑہاتے اوسی ایک علم کر دیا ہے اور
بہت سی کتابین اوسمین تصنیف ہوئین اور بہت سے علما اوسکے مشہور
ہین اور وہ لوگ اپنے مذہب کے نسبت دیتے مین حضرت علیؑ سے اور تائید
اپنی مذہب کی کرتے ہین مصرع مذکور سے اور حضرت علیؑ کو سید الفتیان کہتے ہین
ابن ابی الحدید معتزلی سنی نے ذکر کیا ہے جسطرح ہر ایک لقب حضرت کرم ہے
اسیطرح لقب ولی اللہ کا جو اذانون مین اکثر مشہور ہے سہل ممتنع ہے کہ ظاہر
معنی اوسکے ظاہر ہین اور بعد غور ثبوت حقیقت یا تشریح کیجیئے کافی ہے جیسا
حضرت ابراہیم کا لقب خلیل اللہ تہا اوسیکے قریب جناب رسالتمآب کا خطاب ہے

حبیب اللہ اور حضرت امیرؑ کا خطاب ہوا ولی اللہ یہہ رتبہ اور کسیکو کب ملا
واقعی جیسا اسم باہم مشابہ تہے ویسا ہی مسمّٰی بہی تہا حضرت نے تالیف کیلیے
اپنی لشکر ظفر پیکر مین مواخات قرار دی تہے یعنے ایک دوسرے کے درمیان مین بہائی
چارہ کر دیا تہا ابو بکر و عمر کے درمیان مین مواخات قرار دی تہی الغرض سب لشکر کے
لوگ جب مواخات کر چکے اور کوئی باقی نہ رہا مواخات سے تو حضرت امیرؑ رنجیدہ خدمت
جناب رسالتمآب مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت مجہو آپ نے قبول نکیا کہ مجہہ کسی سے
مواخات نفرمائی بیساختہ جناب رسالتمآب نے فرمایا یا علیؑ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ یعنی ای علی مین تمہین کسکا بہائی قرار دیتا تم تو میرے بہائی ہو دنیا
و آخرت مین جناب رسالتمآب کو ابو طالبؑ نے فرزندونکی طرح پالا تہا جناب امیرؑ کو جناب
رسالتمآب نے بیٹونکی طرح پالا سلمان نے پوچہا جناب رسالتمآب سے کہ بعد آپکے کون
وصی ہوگا حضرت نے پوچہا کہ بہائی موسیٰ کے بعد کون وصی ہوا تہا سلمان
نے عرض کی کہ یوشع بن نون حضرت نے فرمایا کہ میرے بعد میرا بہائی علی بن ابیطالب
میرا وصی ہوگا مسند بن حنبل مین یہہ روایت ہے ایک حدیث صواعق محرقہ مین ہے
جناب رسالتمآب نے فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل مین باب حطہ تہا ویسا میری امت مین علی
باب مدینہ علم ہے جو در آیا محبت مین اونکی اونسے نجات پائی پہر جیسا یوشع کیلیے رد شمس ہوا ویسا
علیؑ کیلیے بہی رد شمس ہوا یہہ بہی معجزہ مشہور ہے کہ جسکے بیان مین طول ہے بارہ نقیب ہادی تہے
بنی اسرائیل مین ویسا ہی جناب رسالتمآب نے بارہ خلیفہ بارہ اماموںکو کہا کشاف مین ہے
کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ میری امت بہت مشابہ ہے بنی اسرائیل سے اونہین کے
طریقہ پر قدم بقدم چلینگے مگر یہہ نہین معلوم کہ گوسالہ پرستی بہی میرے بعد کرینگے یا نہین جب
بعد جناب رسالتمآب کے ظلم ہوا جناب امیرؑ پر اور کہینچتے ہوئے قریب قبر رسولخدا اسی لیکے

تو جناب امیر ع نے یہ آیت پڑہی خطاب کرکے قبر نبی ص سے یَا ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ
اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ یعنے ای برادر بجان برابر اس قوم نے مجھکو
نہایت ضعیف کردیا مجہو اور قریب تہا کہ شہید کرین مجھے یہہ وہی آیت ہے
کہ ہارون نے موسی سے خطاب کرکے کہا تہا جب کہ بعد حضرت موسی کی میقات
مین جانے کے بنی اسرائیل حضرت ہارون کی نافرمانی کرکے گوسالہ پرستی کرنے
لگے پہر جنگ جمل مین تو حضرت فرماتے جاتے تہے پے کرین ناقہ ناقہ سوار مادر مہربان
کی مومنین کو لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا یعنے اسکو جلا کر اسکی خاک
دریا برد کر دون گا یہہ تتمہ اوس آیہ کا ہے جیسا کہ حضرت موسی نے کہا تہا گوسالہ
سامری کے بارے مین حضرت موسی کی زوجہ سفورہ نے بعد موسی جیسا کیا
اونکے وصی حضرت یوشع سے محاربہ کیا ویسا ہی حمیرہ زوجہ جناب رسالتمآب
نے جناب ولایت مآب وصی جناب رسالتمآب سے محاربہ کیا دویم کے باب
یہ مین ہے خدا نے حضرت موسی سے فرمایا کہ تم رئیس غیر قوم مین سے اور
غیر خاندانی باختیار خود قرار نہین دیسکتے بلکہ لزوم اسکا پروردگار پر ہے کہ وہ
خاص تمہارے خاندان اور بہائیون مین سے جسے چاہے مقرر کرے
پس یہان کیونکر ممکن تہا کہ غیر خاندان مین خلافت پہونچ جائے خطاب
ولی اللہ کا متعلق ایک نکتہ مختصر سے باقی ہے اسمین فقط یہی فضیلت نہین
ہے کہ قریب ہے خطاب جناب حبیب خدا و خلیل خدا سے بلکہ ایک عمدہ امر یہہ ہے
کہ بعینہ اس لفظ کا اطلاق رسولخدا ص بلکہ خود خدا پر ہوا ہے آیہ وافی ہدایہ اِنَّمَا
وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ
وَهُمْ رَاکِعُوْنَ اسی آیت مین ہے کہ تمہارا ولی یعنی حاکم و والی خدا ہے اور رسول ہے

اور وہ لوگ ہین کہ جو ایمان لائے ہین اور ادا سے نماز کرتے ہین اور حالت
رکوعمین زکوۃ دیتے ہین مفسرین فریقین نے لکہا ہے کہ مراد اس سے
حضرت علی ع ہے کہ حضرت نے حالت رکوعمین سائل کو انگوٹہی دی تہی متعصب
اسپر کہتے ہین کہ جب انکار ایسے امر جلیل کا نکر سکے تو چاہا کہ اس آیت سے فضیلت
حضرت کی ثابت ہونے دین بلکہ اوسے دلیل منقصت ٹہرایا اور یہہ کہا کہ
جب حالت نماز مین سائل کی آواز سنی اور اوسکی حاجت روائی کی تو پہر حضور
قلب کہان اور بعض علمائی سلف نے جواب دیا ہے کہ جسمانی معرفت سے
حضرت نے نہ پہچانا تہا بلکہ قلب انکا روبروی خدا حاضر تہا اور سائل کی
دعا نے بہی بدرجہ اجابت پہونچی پس خدا کے سامنے انکو اوسکے
سوال کا حال معلوم ہوا جسمانی حس و حرکت
سے نہین معلوم ہوا فقط

نمقہ میر علی رضا عفی عنہ

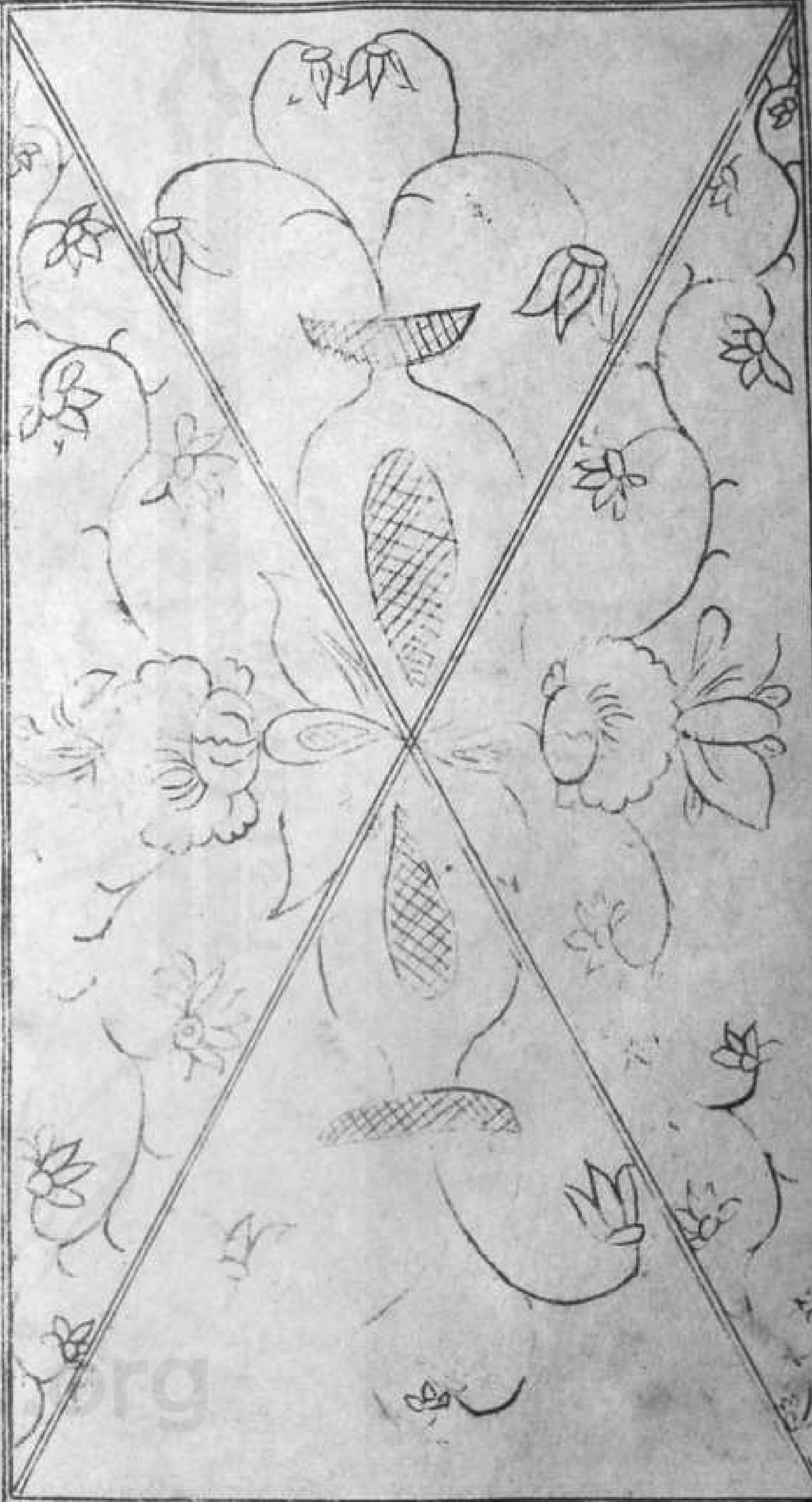

گیارہوان موعظہ

ذکر حضرت داؤد و سلیمان و حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ مین اور بیان ترجیح
جناب رسالت مآب مین ان سب حضرات پر اور ذکر معراج اور شب معراج
کے راز و نیاز کی باتین اور شفقتین اگلے لوگون کی اور
تخفیفین امت حضرت کی اور ذکر چند جنون کے
قبیلون کا اور نامون کا ذیل مین ذکر حضرت
سلیمان کے

بسم الله الرحمن الرحیم

قال له اليهودي فان هذا داود بكى على خطيئته حتى سارت الجبال معه لخوفه
یہودی نے عرض کی کہ حضرت داؤد اپنی خطا پر ایسا روئے کہ پہاڑ بھی اونکے ساتھہ ساتھہ
رونے لگے یہہ بیان موافق مسلک یہود وغیرہ کے ہے ورنہ حقیقت مین انبیا و
ائمہ گناہ و خطا سے معصوم رہے ہین قال له علیؑ لقد كان كذلك ومحمدؐ اعطي
ما هو افضل من هذا انه كان اذا قام الى الصلوة سمع لصدره وجوفه
ازيز كازيز المرجل على الاثافي من شدة البكاء وقد امنه الله من عقابه
فاراد ان يتخشع له ببكائه ويكون اماما لمن اقتدى به ولقد قام عشر
سنين على اطراف اصابعه حتى تورمت قدماه واصفر وجهه يقوم
الليل اجمع حتى عوتب في ذلك فقال تعالى طه ما انزل عليك القران
لتشقى بل لتسعد به ولقد كان يبكي حتى يغشى عليه فقيل له يا رسول
الله اليس الله عز وجل قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر

قال بلى افلا اكون عبدا شكورا ولئن سارت الجبال وسبحت معه
فقد فعل لمحمدؐ ما هو افضل من هذا اذ كنا معه على جبل حراء اذ تحرك
الجبل فقال له قر فانه ليس عليك الا نبي او صديق شهيد فقر
الجبل مجيبا لامره ومنتهيا الى طاعته ولقد مررنا معه بجبل و
اذا الدموع تخرج من بعضه فقال له ما يبكيك يا جبل فقال
يا رسول الله كان المسيح مر بي وهو يخوف الناس بنار وقودها
الناس والحجارة وانا اخاف ان اكون من تلك الحجارة قال لا تخف تلك
الحجارة الكبريت فقر الجبل وسكن وهدأ واجاب لقوله حضرت نے فرمایا
کہ یہہ سب صحیح مگر ہمارے حضرت کو اس سے زیادہ رتبہ ملا انکا تو خوف خدا سے
یہہ حال تھا کہ جب نماز پر کھڑے ہوتے تھے تو رقت کے مارے گریہ گلوگیر ہوجاتا
تھا اور اوسی جوش و خروش بیتابی و جذبے مین انکے سینہ سے ایسی آواز آتی
تھی کہ جیسے چولہے پر جوش کے وقت دیگ کھدر بدر ہوتی ہے حالانکہ خدا نے
نڈر او بیخوف کر دیا تھا انہین عذاب سے مگر انہون نے چاہا کہ خضوع و خشوع
و خاکساری درگاہ باری مین حاصل کرین فرط گریہ و زاری سے اور تا کہ استحقاق
بہم پہونچائین پیشوائی کا اپنے پیرون کی اور دس برس کامل انگلیون کے
بھل کھڑے رہے یہانتک کہ دونون پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہوگیا
رات بھر جاگتے جاگتے یہانتک کہ عتاب ہوا درگاہ باری سے کہ اے نبی ہمنے
اسلیئے تمپر قرآن شریف نازل نہین کیا کہ تم ہماری دہشت سے جان دیدو بلکہ
اسلیئے قرآن آیا کہ تمہین راحت و سعادت دنیا و دین ملے اور اکثر ایسا شدت
سے روتے تھے کہ روتے روتے غش آجاتا تھا پس لوگون نے کہا کہ اس

بیتابی کا کیا سبب حالانکہ اگلے پچھلے سب گناہ آپکے بخشدیے گئے یعنے ترک اولی
خدا معاف کر چکا ہے فرمایا کہ یہہ سب صحیح مگر کیا تمہاری یہی خوشی ہے کہ مین شکر گذار
بندہ اپنے خدا کا نہون اور اگر داؤد کے ساتھہ پہاڑون نے راہروی و تسبیح
و تقدیس کی تو ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ ایک روز
ہم ہمراہ حضرت کوہ حرا پر تھے کہ ناگاہ اوسمین ایک حرکت پیدا ہوئی پس
حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر ارہ کہ تجھپر بجز نبی اور صدیق و شہید کے اور کوئی نہین
پس وہ پہاڑ فوراً ٹھہر رہگیا محض فرمان برداری حضرت سے اور ایک ایسے
ہی پہاڑ پر ہمارا گذر ہوا کہ ٹپ ٹپ اوس سے آنسو ٹپک رہے تھے پس حضرت
نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے اوسنے کہا کہ ایک روز حضرت عیسے کا ادہر سے
گذر ہوا اور وہ تو لوگون کو ادہر سے ڈراتے جاتے تھے اوس جہنم سے کہ جسکا
ایندہن آدمی اور پتھرون سے ہوگا تو جب سے مجھے خوف ہے کہ کہین مین بھی
شریک نہون پس حضرت نے فرمایا کہ تو ہراس نکر اسلیے کہ وہ گندہک کے پتھرون اور
پہاڑون کا ذکر تھا پس وہ پہاڑ فوراً ٹھہر گیا اور مطمئن ہوا قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ فَاِنَّ
ھٰذَا سُلَیْمَانُ قَدْ اُعْطِیَ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ یہودی نے
کہا کہ حضرت سلیمانؑ کو ایسا ملک ملا کہ پھر بعد اونکے کسیکو وہ سزاوار نہوا قَالَ
لَہٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا ھُوَ اَفْضَلُ مِنْ ھٰذَا اَنَّہٗ ھَبَطَ
اِلَیْہِ مَلَکٌ لَمْ یَھْبِطْ اِلَی الْاَرْضِ قَبْلَہٗ وَھُوَ مِیْکَائِیْلُ فَقَالَ لَہٗ یَا مُحَمَّدُ
عِشْ مَلِکًا مُنَعَّمًا وَھٰذِہٖ مَفَاتِیْحُ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مَعَکَ وَتَسِیْرُ مَعَکَ
جِبَالُھَا ذَھَبًا وَّفِضَّۃً وَلَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِمَّا اُدَّخِرَ لَکَ فِی الْاٰخِرَۃِ
حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ حضرت کے

پاس وہ فرشتہ آیا کہ کبھی قبل اوسکے زمین پر نہ آیا تھا اور وہ حضرت میکائیل
تھے پس عرض کی اونہون نے کہ ای محمد مصطفے آپکو اختیار ہے چاہیے
بادشاہ باثروت بنکے بسر کیجیے اور یہہ کنجیان سب خزانون کی لیجیے اور
آپکے لیے سب پہاڑ سونے چاندی کے ہو جائین اور ثواب اخروی مین
بھی آپکے کمی نہونے پائے فَاَوْمٰی اِلٰی جِبْرَئِیْلَ وَکَانَ خَلِیْلَہٗ مِنَ
الْمَلٰئِکَۃِ فَاَشَارَ اِلَیْہِ اَنْ تَوَاضَعْ پس حضرت نے حضرت جبرئیل سے
کہ جو دوست و خیر خواہ اونکے منجملہ ملائکہ کے تھے مشورہ چاہا پس اونکی رائے
نے اسپر قرار لیا کہ آپ تواضع و فروتنی مین بسر کرین فَقَالَ بَلْ اَعِیْشُ
نَبِیًّا اٰکُلُ یَوْمًا وَّلَا اٰکُلُ یَوْمًا وَّاَلْحَقُ بِاِخْوَانِیْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ پس
حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہین بلکہ مین بندگی اور نبوت کے ساتھہ بسر کرونگا
ایک روز کھانا کھاکے شکر پروردگار کرونگا اور دوسرے دن فاقہ پر صبر
کرونگا یہانتک کہ ملاقات کرون اپنے بھائیون سے یعنے اگلے نبیون سے
فَزَادَہُ اللہُ تَعَالٰی الْکَوْثَرَ وَاَعْطَاہُ الشَّفَاعَۃَ وَذٰلِکَ اَعْظَمُ مِنْ
مُلْکِ الدُّنْیَا مِنْ اَوَّلِھَا اِلٰی اٰخِرِھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً پس خدا نے اونہین
علاوہ اگلے درجات اخروی کے حوض کوثر اور مرتبہ شفاعت عطا کیا
اور یہہ ستر درجہ بہتر و برتر ہے ساری دنیا سے وَوَعَدَ اللہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَقْعَدَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَی الْعَرْشِ فَھٰذَا اَفْضَلُ
مِمَّا اُعْطِیَ سُلَیْمَانُ اور مقام محمود کا بھی خدا نے حضرت سے وعدہ کیا
پس بٹھالیگا اونہین روز قیامت عرش بریں پر پس یقینی یہہ بہتر ہے اوس
مرتبہ سے کہ جو سلیمانؑ کو دنیاے فانی مین حاصل ہوا قَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ

فَاِنَّ هٰذَا سُلَیْمٰنُ قَدْ سُخِّرَتْ لَهُ الرِّیَاحُ فَسَارَتْ بِهٖ فِیْ بِلَادِهٖ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ سیوطی نے کہا کہ حضرت سلیمان کی فرمان بردار ہوائین کی گئین کہ اونہین لیے پہرتی تہین اونکے شہرون مین اور مہینہ بہر کی راہ پر صبح کرتی تہین اور مہینہ بہر کی راہ پر شام فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ اُعْطِیَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا اِنَّهٗ اُسْرِیَ بِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَعُرِجَ بِهٖ فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوَاتِ مَسِیْرَةَ خَمْسِیْنَ اَلْفَ عَامٍ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثُلُثِ لَیْلَةٍ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی سَاقِ الْعَرْشِ فَدَنَا بِالْعِلْمِ فَتَدَلّٰی فَدُلِّیَ لَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ رَفْرَفٌ اَخْضَرُ وَغَشِیَ النُّوْرُ بَصَرَهٗ فَرَاٰی عَظَمَةَ رَبِّهٖ بِفُؤَادِهٖ وَلَمْ یَرَهَا بِعَیْنِهٖ فَکَانَ کَقَابَ قَوْسَیْنِ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗ اَوْ اَدْنٰی حضرت نے فرمایا کہ یہہ تو صحیح ہے لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا مسجد الحرام سے مسجد اقصے تک ایک مہینے کی راہ ہے اور مسافت مملکت آسمانی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس سبکو اون جناب نے بحکم الٰہی ایک ثلث شب سے کم مین طے کیا یہانتک کہ ساق عرش تک پہونچے اور علم کے زور سے قرب و منزلت پروردگار حاصل کی اور رشتۂ محبت مین اوسکی آویزان ہوئے اور قریب بہشت عنبر سرشت پہونچا اونہین رفرف سبز رنگ نے اور نور خدا کی تڑپ نے اونکی آنکہین بند کر دین پس خدا کی بزرگی اونہون نے چشم دل سے دیکہی ہر چند کہ چشم ظاہری سے نہین دیکہی پس فاصلہ اونکے اور جلال ذو الجلال سے بقدر کمان تہا بلکہ اس سے بہی کمتر بگمان تہا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی پس وحی کی خدا نے اپنے بندے پر جو چاہی فَکَانَ فِیْمَا اَوْحٰی اِلَیْهِ الْاٰیَةُ الَّتِیْ فِیْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اور منجملہ

اون راز و نیاز کی باتون کے جو بالاے عرش ہوئین یہہ آیت سورۂ بقر کی تہی قَوْلُهٗ تَعَالٰی لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خلاصہ قول خدا یہہ ہے کہ خدا ہی کے لیے ہے جو کچہہ کہ آسمانون اور زمینون مین ہے ہر چند مخفی اور پوشیدہ کرو دل کی بات کو لیکن ضرور محاسبہ کرے گا تمہارا السبب اوسکے خدا السبب اوسکے پس جسے چاہے گا بخشے گا اور جسپر چاہے گا عذاب نازل کرے گا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے وَکَانَتِ الْاٰیَةُ قَدْ عُرِضَتْ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰی اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَعُرِضَتْ عَلَی الْاُمَمِ فَاَبَوْا اَنْ یَّقْبَلُوْهَا مِنْ ثِقْلِهَا وَقَبِلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَرَضَهَا عَلٰی اُمَّتِهٖ فَقَبِلُوْهَا اور یہہ آیۂ عظیم الشان عہد حضرت آدم سے ہمارے حضرت تک سب نبیون اور سب امتون کے سامنے پیش کیا گیا پس گرانباری آیت کے باعث سے کسینے اوسکے قبول کرنے پر ہمت نہ باندہی اسلیئے کہ اوسمین نیت پر بہی جزا و سزا مرتب کی گئی تہی اور یہہ نہایت دشوار تہا کہ خیال مین بہی گناہ نہ آئے اور قبول کیا اوسے رسول خدا نے اور اپنی امت کے سامنے بہی پیش کیا پس اون سبہون نے قبول کر لیا اور فَلَمَّا رَاَی اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مِنْهُمُ الْقَبُوْلَ عَلِمَ اَنَّهُمْ لَا یُطِیْقُوْنَهَا فَلَمَّا اَنْ سَارَ اِلٰی سَاقِ الْعَرْشِ کَرَّرَ عَلَیْهِ الْکَلَامَ لِیُفْهِمَهٗ پس جب خدا نے یہہ حال دیکہا اور جانا کہ یہہ لوگ طاقت اس بار اوٹہانے کی نہین رکہتے تو مکرر فرمائی اوسی کلام کی جب حضرت ساق عرش تک پہونچے تاکہ بخوبی سمجہہ لین وہ فَقَالَ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ پس فرمایا کہ آیا ایمان لایا

پیمبر اوس آیہ کا کہ نازل کیا گیا اوسکی طرف اوسکے مربی کی جانب سے فَاَجَابَ
مُجِیْبًا عَنْہُ وَعَنْ اُمَّتِہٖ فَقَالَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِہٖ وَكُتُبِہٖ
وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ پس حضرت نے اپنی طرف سے
اور اپنی امت کی جانب سے جواب مین عرض کیا کہ بار الٰہا میری کیا خصوصیت
بلکہ سب مؤمن ایمان لائے خدا اور اوسکے فرشتون اور کتابون اور پیغمبرون
کا کہ نہین فرق کرتے ہم سب کسی پیمبر مین اوسکے فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُہٗ لَهُمُ
الْجَنَّةُ وَالْمَغْفِرَةُ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ پس خدا نے فرمایا کہ اونکے لیے جنت
و بخشش ہے اگر ایسا کیا اونہون نے فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اَمَّا اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِنَا فَغُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ یعنی
الْمَرْجِعُ فِی الْاٰخِرَةِ پس جناب رسالت مآب نے عرض کی کہ جب تو نے ایسا
کیا ہمارے ساتھہ پس اب ہم طالب تیری بخشش کے ہین اے مربی ہمارے
اور آخرت مین آخرکار تیری ہی طرف بازگشت ہے قَالَ فَاَجَابَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی
قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ وَبِاُمَّتِكَ فرمایا کہ پس جواب دیا اونہین خدا نے
کہ ایسا ہی کیا مینے تمہارے حق مین اور تمہاری امت کے حق مین ثُمَّ قَالَ
عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا اِذَا قَبِلْتَ الْاٰیَةَ بِتَشْدِیْدِهَا وَعِظَمِ مَا فِیْهَا وَقَدْ عَرَضْتُهَا
عَلَی الْاُمَمِ فَاَبَوْا اَنْ یَّقْبَلُوْهَا وَقَبِلَتْهَا اُمَّتُكَ فَحَقٌّ عَلَیَّ اَنْ اَرْفَعَهَا عَنْ
اُمَّتِكَ وَقَالَ لَا یُكَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ مِنْ خَیْرٍ
وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ مِنْ شَرٍّ پہر فرمایا خدا نے کہ جب تمنے اس آیہ کو اختیار کیا
قبول کر لیا اور تمہاری امت نے بھی حالانکہ اگلی سب امتین قبول نکر سکین
تو لازم ہے کہ مین بھی اس تکلیف کو اوٹھا دون تمہاری امت سے اور

فرمایا کہ نہین تکلیف دیتا خدا کسی کو مگر بقدر اوسکی طاقت اور لیاقت کے
لہذا مدار نیت پر نہین بلکہ خود عمل پر ہے پس مفید ہے اوسکے لیے جو نیک بات
کرے اور مضر ہے جو بدی سرزد ہو فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا
سَمِعَ ذٰلِكَ اَمَّا اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِیْ وَبِاُمَّتِیْ فَزِدْنِیْ قَالَ سَلْ پس جب
حضرت نے یہہ سنا تو عرض کی کہ جب تو نے ایسا کیا پس مہربانی اپنی زیادہ
کر خدا نے فرمایا کہ اے حبیب ہمارے مانگ جو کچھہ کہ مانگنا ہے قَالَ رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا جناب رسالت مآب نے عرض کی کہ اے
مربی ہمارے ہمسے مواخذہ نکرنا اگر ہم بھول جائین اور خطا کرین قَالَ اللّٰہُ
عَزَّ وَجَلَّ لَسْتُ اُؤَاخِذُ مِنْكَ بِالنِّسْیَانِ وَالْخَطَاءِ لِكَرَامَتِكَ عَلَیَّ فرمایا
خدا نے کہ تمہاری بزرگی کی وجہ سے کبھی مین مواخذہ تمہاری امت کا خطا
و نسیان پر نہ کرونگا وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
فُتِحَتْ عَلَیْهِمْ اَبْوَابُ الْعَذَابِ وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ اُمَّتِكَ حالانکہ
اگلی امتین جب بھلا دیتی تھین اپنے دلون سے جس بات سے کہ وہ ڈرائی جاتی
تھین تو اون پر عذاب کے دروازے کھول دیے جاتے تھے اور بے شبہ
اوٹھا لیا مینے یہہ امر تمہاری امت سے وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا
اَخْطَئُوْا اُخِذُوْا بِالْخَطَاءِ وَعُوْقِبُوْا عَلَیْہِ وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ
اُمَّتِكَ لِكَرَامَتِكَ عَلَیَّ اور اگلے لوگ جب خطا کرتے تھے تو فوراً ماخوذ و
معتوب ہو جاتے تھے اور یہہ امر اوٹھا لیا مینے تمہاری امت سے بسبب
تمہاری بزرگی کے فَقَالَ اِذَا اَعْطَیْتَنِیْ ذٰلِكَ فَزِدْنِیْ فَقَالَ اللّٰہُ اِسْاَلْ
پیمبر نے عرض کی کہ اور زیادہ مرتبہ دے فرمایا کہ درخواست کر قَالَ رَبَّنَا

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا يَعْنِيْ بِالْاٰصَارِ الشَّدَائِدِ
الَّتِيْ كَانَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلِنَا حضرت نے عرض کی اے میرے مربی ہمپر ویسا بار گران
کہ جو اگلے لوگون پر کیا فَاَجَابَهُ اللّٰهُ اِلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ قَدْ رَفَعْتُ
عَنْ اُمَّتِكَ الْاٰصَارَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَى الْاُمَمِ السَّالِفَةِ فرمایا کہ اگلی بار بھی
تمہاری خاطر سے تمہاری امت سے اوٹھا لیے گئے كُنْتُ لَا اَقْبَلُ صَلٰوتَهُمْ
اِلَّا فِيْ بِقَاعٍ مِنَ الْاَرْضِ مَعْلُوْمَةٍ اِخْتَرْتُهَا لَهُمْ وَاِنْ بَعُدَتْ وَقَدْ
جَعَلْتُ الْاَرْضَ كُلَّهَا لِاُمَّتِكَ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَهٰذِهٖ مِنَ الْاٰصَارِ
الَّتِيْ كَانَتْ عَلَى الْاُمَمِ قَبْلَكَ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ ایک دستور میرا یہہ تھا
کہ اونکی نمازین نہ قبول کرتا تھا مگر مقرری سرزمینون مین اگرچہ دور و دراز ہون
اور تمہاری امت کے لیئے سب زمین کو نماز کی جگہہ اور نجاست کی پاک کرنیوالی
قرار دیا پس یہہ ایک دشواری کی بات تھی کہ تمہاری امت سے اوٹھا لیگئی
وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا اَصَابَهُمْ اَذًى قَرَضُوْهُ مِنْ اَجْسَادِهِمْ
وَقَدْ جَعَلْتُ الْمَاءَ لِاُمَّتِكَ طَهُوْرًا فَهٰذِهٖ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلی امتون کے بدنمین جہان نجاست لگجاتی تھی تو اوسے
مقراض سے کتروا لتے تھے اور تمہاری امت کے لئے پانی پاک کرنے والا قرار
دیا پس یہہ ایک دشواری تھی کہ تمہاری امت سے اوٹھا لی گئی وَكَانَتِ الْاُمَمُ
السَّالِفَةُ تَحْمِلُ قَرَابِيْنَهَا عَلٰى اَعْنَاقِهَا اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَمَنْ قَبِلْتُ
ذٰلِكَ مِنْهُ اَرْسَلْتُ عَلَيْهِ نَارًا فَاَكَلَتْهُ فَرَجَعَ مَسْرُوْرًا وَمَنْ لَمْ اَقْبَلْ
ذٰلِكَ مِنْهُ رَجَعَ مَثْبُوْرًا وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ
اُمَّتِكَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكَ اگلے وقت کے

لوگون کا یہہ معمول تھا کہ اپنی قربانیان اپنی گردنون پر لادکے بیت المقدس
لیجاتے تھے اور جسکی قربانی مین قبول کرتا تھا تو ایک آگ پیدا کرتا تھا کہ وہ اوسے
جلاکے بھسم کردیتی تھی پھر وہ شخص خوشی خوشی اپنے گھر پھر جاتا تھا اور جسکی قربانی
قبول نہوتی تھی وہ افسردہ و پژمردہ واپس جاتا تھا اور تمہاری امت کی قربانیان
اونہین کے فقیرون اور مسکینون کے شکم مین رہتی ہین میرے حکم سے اور
جسکی قربانی قبول کرتا ہون تو اوسے دوچند دہ چند ثواب دیتا ہون اور
جسکی قربانی نہین قبول کرتا اوس سے بہی عقوبتین دنیا کی دور کرتا ہون
پس یہہ بہی ایک دشواری تھی کہ تمہاری امت سے دور کی گئی وَكَانَتِ
الْاُمَمُ السَّالِفَةُ صَلٰوتُهَا مَفْرُوْضَةٌ عَلَيْهَا فِيْ ظُلَمِ اللَّيْلِ وَاَنْصَافِ
النَّهَارِ وَهِيَ مِنَ الشَّدَائِدِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ
وَفَرَضْتُ عَلَيْهِمْ صَلٰوتَهُمْ فِيْ اَطْرَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفِيْ اَوْقَاتِ
نَشَاطِهِمْ اور اگلی امتون پر نماز واجب تہی شبون کی تاریکیون مین اور
ٹھیک دوپہر مین گرمی کی شدت مین اور یہہ بہی منجملہ اون شدتون کے تہا
کہ جنمین وہ مبتلا تھے اور دور کیا مینے اوسے تمہاری امت سے اور اونپر
نماز واجب کی سرے اور کنارے پر دنون اور راتون کے کہ جو وقت سرور
و نشاط ہے وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ قَدْ فَرَضْتُ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ
صَلٰوةً فِيْ خَمْسِيْنَ وَقْتًا وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا
عَنْ اُمَّتِكَ وَجَعَلْتُهَا خَمْسًا فِيْ خَمْسَةِ اَوْقَاتٍ وَهِيَ اِحْدٰى وَخَمْسُوْنَ
رَكْعَةً وَجَعَلْتُ لَهُمْ اَجْرَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً اور اگلے لوگون پر پچاس نمازین
پچاس وقتون مین واجب تھین پس دور کیا مینے اوسے تمہاری امت سے

اور پانچ نمازین کہ جو اکاؤن رکعتین ہین پانچ وقتون مین واجب کین اور
ثواب وہی پچاس نمازون کا رہا وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ حَسَنَتُهُمْ
بِحَسَنَةٍ وَسَيِّئَتُهُمْ بِسَيِّئَةٍ وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ وَجَعَلْتُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرَةٍ وَالسَّيِّئَةَ بِوَاحِدَةٍ
اور اگلے لوگون کی نیکی کے بدلے نیکی اور بدی کے بدلے بدی ملتی تھی اور
یہہ بھی دشواری تھی کہ تمہاری امت سے دور ہوئی اور انکے لیئے ایک نیکی
کے بدلے دس نیکیان اور ایک بدی کے بدلے ایک ہی بدی قرار پائی وَ
كَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا نَوٰى اَحَدُهُمْ حَسَنَةً ثُمَّ لَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ
تُكْتَبْ لَهٗ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَاِنَّ اُمَّتَكَ اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ
بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرَةٌ
وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلے
وقت کا کوئی آدمی جب نیکی کی نیت کرتا تھا اور اوسی عمل مین نہ لاتا تھا تو
اوسکے نامۂ عمل مین کچھہ نہ لکھا جاتا تھا اور اگر عمل مین لاتا تھا تو ایک ہی نیکی
لکھی جاتی تھی اور تمہاری امت کے لیئے کہ فقط قصد نیکی سے نیکی ملتی ہے
اور نیکی پر تو دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہہ بھی اگلون کے حق مین دشوار
تھا کہ جو تمہاری امت سے اوٹھا لیا گیا وَكَانَتِ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا هَمَّ
اَحَدُهُمْ بِسَيِّئَةٍ ثُمَّ لَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَلَيْهِ
سَيِّئَةٌ وَاِنَّ اُمَّتَكَ اِذَا هَمَّ اَحَدُهُمْ بِسَيِّئَةٍ ثُمَّ لَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ
لَهٗ حَسَنَةٌ وَهٰذِهٖ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُ ذٰلِكَ
عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلے لوگ جب عزم گناہ کرتے تھے اور گناہ نکرتے تھے

تو اونکے نامۂ عمل مین کچھہ نہ لکھا جاتا تھا اور جو گناہ کرتے تھے تو ایک ہی
گناہ لکھا جاتا تھا اور تمہاری امت مین سے جو کوئی قصد گناہ کرتا ہے
اور بعمل اوس اپنے مافی الضمیر پر نہین کرتا تو بھی اوسکے لیے ایک نیک
عمل لکھا جاتا ہے اور یہہ بھی اونہین دشواریون مین سے ہے کہ جسمین
اگلی امتین مبتلا تھین اور تمہاری امت کو اوس سے نجات ملی وَكَانَتِ
الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا اَذْنَبُوْا كُتِبَتْ ذُنُوْبُهُمْ عَلٰى اَبْوَابِهِمْ وَجُعِلَتْ
تَوْبَتُهُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ اَنْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِمْ بَعْدَ التَّوْبَةِ اَحَبَّ الطَّعَامِ
اِلَيْهِمْ وَقَدْ رَفَعْتُ ذٰلِكَ عَنْ اُمَّتِكَ وَجَعَلْتُ ذُنُوْبَهُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ
وَجَعَلْتُ عَلَيْهِمْ سُتُوْرًا كَثِيْفَةً وَقَبِلْتُ تَوْبَتَهُمْ بِلَا عُقُوْبَةٍ وَلَا
اُعَاقِبُهُمْ بِاَنْ اُحَرِّمَ عَلَيْهِمْ اَحَبَّ الطَّعَامِ اِلَيْهِمْ اور اگلے لوگ جب
گناہ کرتے تھے تو اونکے گناہ اونکے دروازون پر لکھے جاتے تھے اور توبہ
یہہ اونکے لیئے قرار پائی تھی کہ بعد توبہ غذاے مرغوب تر اون پر حرام کر دی
جاتی تھی اور یہہ زحمت بھی تمہاری امت سے اوٹھا لیگئی بلکہ مین اونکے
گناہون کو فقط اپنے اور اونہین کے درمیان مین رکھتا ہون اور اونکے
ہمچشمون پر اونکے عیب ظاہر نہین کرتا اور بڑے بڑے گہرے اور گاڑہے
پردون مین عیب اونکے چھپا دیتا ہون اور بلا عقوبت توبہ اونکی قبول
کر لیتا ہون اور نہ بھاوت کی چیزین اون پر حرام کرتا ہون وَكَانَتِ الْاُمَمُ
السَّالِفَةُ يَتُوْبُ اَحَدُهُمْ مِنَ الذَّنْبِ الْوَاحِدِ مِائَةَ سَنَةٍ
اَوْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً اَوْ خَمْسِيْنَ سَنَةً ثُمَّ لَا اَقْبَلُ تَوْبَتَهٗ دُوْنَ اَنْ اُعَاقِبَهٗ
فِي الدُّنْيَا بِعُقُوْبَةٍ وَهِيَ مِنَ الْاٰصَارِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَفَعْتُهَا

عَنْ اُمَّتِكَ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِكَ لَيُذْنِبُ عِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ ثَلٰثِيْنَ سَنَةً
اَوْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَوْ مِائَةَ سَنَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُ وَيَنْدَمُ طَرْفَةَ عَيْنٍ فَاَغْفِرُ
ذٰلِكَ كُلَّهٗ اور بعض شخص اگلون مین سے توبہ کرتے تہے ایک ہی گناہ سے
سو برس یا اسی برس یا پچاس برس اور توبہ اوسکی قبول نہوتی تہی جب اسکے
کہ وہ دنیا مین کسی بلا مین پہنسایا جائے اور یہہ بہی زحمتون سے تہا کہ جو تمہاری
امت سے ساقط ہوا اسلیئے کہ تمہاری امت کا آدمی بیس یا تیس یا چالیس
یا سو برس تک گناہ کرتا ہے پہر ایک طرفۃ العین اوسپر نادم ہوا اور وہ سب
بخشدیا گیا فَقَالَ النَّبِيُّ اللّٰهُمَّ اِذْ اَعْطَيْتَنِيْ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فَزِدْنِيْ قَالَ سَلْ
پس عرض کی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوندا جب
تونے یہہ سب مرتبے عطا کیئے تو اب کچہہ اور زیادہ فرما حکم ہوا کہ مانگ کیا
مانگتا ہے قَالَ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ پہر عرض کی کہ خداوندا ایسا بار
نڈال ہمپر کہ جسکی ہمین طاقت و لیاقت نہو قَالَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ قَدْ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ بِاُمَّتِكَ وَقَدْ رَفَعْتُ عَنْهُمْ عَظِيْمَ بَلَايَا الْاُمَمِ وَذٰلِكَ
حُكْمِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ اَنْ لَا اُكَلِّفَ خَلْقًا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ فرمایا خدا نے کہ
ایسا ہی سلوک کیا مینے تمہاری امت سے اور بڑی بڑی آفتین انسے اوٹہالین
حالانکہ یہہ حکم میرا سب مین عام رہا کہ کسی مخلوق کو مین تکلیف اوس بات کی
ندون کہ جو اوسکی طاقت سے باہر ہو قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْفُ
عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا عرض کی کہ اور معاف کر قصور ہمارے
بخشش کر ہماری اور رحم کر ہمپر تو ہی مالک ہے ہمارا قَالَ وَاللّٰهِ قَدْ
فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِتَائِبِيْ اُمَّتِكَ فرمایا خدا نے کہ ایسا ہی کیا مینے تائبون سے

تمہاری امت کے ثُمَّ قَالَ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ پہر عرض کی کہ مدد
کر قوم کفار پر ہمارے قَالَ اللّٰهُ جَلَّ اسْمُهٗ اِنَّ اُمَّتَكَ فِي الْاَرْضِ كَالشَّامَةِ
الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ هُمُ الْقَادِرُوْنَ وَهُمُ الْقَاهِرُوْنَ
يَسْتَخْدِمُوْنَ وَلَا يُسْتَخْدَمُوْنَ لِكَرَامَتِكَ عَلَيَّ وَحَقٌّ عَلَيَّ اَنْ اُظْهِرَ دِيْنَكَ
عَلَى الْاَدْيَانِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى فِيْ شَرْقِ الْاَرْضِ وَغَرْبِهَا دِيْنٌ اِلَّا دِيْنُكَ
اَوْ يُؤَدُّوْنَ اِلٰى اَهْلِ دِيْنِكَ الْجِزْيَةَ فرمایا خدا نے کہ تمہاری امت ساری زمین
مین اسطرح پر ہے کہ جیسے سیاہ بیل کے بدن مین سفید تلکی ہووے وہی تو قادر
و توانا و غالب ہین کہ اورون سے خدمت لینگے اور خود اور کسیکی خدمتگاری
نکرینگے بسبب تمہاری بزرگی کے اور لازم آپڑا ہے مجہے کہ تمہارے دین کو
سب دینون پر غالب کر دون یہانتک مشرق و مغرب تک سوائے تمہارے
دین کے اور کوئی دین نہ بچے یہانتک کہ اہل کتاب بہی بجز جزیہ دینے کے نہ بچین
قَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ فَاِنَّ هٰذَا سُلَيْمٰنُ سُخِّرَتْ لَهُ الشَّيَاطِيْنُ يَعْمَلُوْنَ
لَهٗ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ اوس یہودی نے عرض کی کہ حضرت
سلیمان نے شیطانون کو بہی ایسا مسخر کر لیا تہا کہ جو چاہتے تہے وہ اونسے
بنوا لیتے تہے بطور عبادت گاہون اور تصویرون وغیرہ کے قَالَ عَلِيٌّ
لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَلَقَدْ اُعْطِيَ مُحَمَّدٌ اَفْضَلَ مِنْ هٰذَا اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ
سُخِّرَتْ لِسُلَيْمٰنَ وَهِيَ مُقِيْمَةٌ عَلٰى كُفْرِهَا وَلَقَدْ سُخِّرَتْ لِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ
الشَّيَاطِيْنُ بِالْاِيْمَانِ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ مِنَ الْجِنِّ التِّسْعَةُ مِنْ اَشْرَافِهِمْ
وَاحِدٌ مِّنْ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ وَالثَّمَانُ مِنْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْهُمْ شَضَاةُ
وَمَضَاةُ وَالْهَمْلَكَانُ وَالْمَرْزُبَانُ وَالْمَازَمَانُ وَهَاصِبُ وَهَاضِبُ

وعمرو وهم الذين يقول الله تبارك اسمه فيهم واذ صرفنا اليك نفرا
من الجن وهم السبعة يستمعون القرآن فاقبل اليه الجن والنبي
ببطن النخل فاعتذروا بانهم ظنوا كما ظننتم ان لن يبعث الله
احدا ولقد اقبل اليه احد وسبعون الفا منهم فبايعوه على
الصوم والصلوة والحج والزكوة والجهاد ونصح المسلمين
فاعتذروا بانهم قالوا على الله شططا وهذا افضل مما اعطى
سليمن سبحان من سخرها لنبوة محمد بعد ان كانت تتمرد وتزعم
ان لله ولدا فلقد شمل مبعثه من الجن والانس ما لا يحصى فرمایا
جناب امیر نے کہ یہہ سب صحیح لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا
اگرچہ شیاطین تابع حضرت سلیمانؑ ہوئے مگر وہ کفر پر باقی تھے اور اونکی
نبوت کا ایمان نہ لائے تھے اور ہمارے حضرت کے ایسے پیرو ہوئے
کہ اونکا ایمان بہی لائے چنانچہ نو شخص شرفای قوم جن میں سے خدمت
بابرکت حضرت مین حاضر ہوئے ایک قبیلہ نصیبین مین سے اور آٹھہ قبیلہ
بنی عمرو بن عامر مین سے جنمین شعناۃ و مضاۃ ہملکان و مرزبان و مازمان
ہاصب و ہاضب بہی تھے اور وہی وہ لوگ ہین کہ جنکے بارے مین خود خدا تعالی
فرماتا ہے اور جبکہ پہیرا ہمنے تمہاری طرف کچہہ لوگون کو جنون مین سے
یعنے نو شخصون کو تاکہ بگوش ہوش سنین قرآن مجید کو پس حضرت کیطرف
متوجہ ہوئے وہ جن اور حضرت درمیان نخلستان تشریف فرماتے پس
عذر کیا اونہون نے اسطرحپر کہ تمہاری طرح یعنے آدمیون کیطرح اونہین
بہی دہوکے سے یہہ گمان ہوا کہ خدا اب کسیکو نہ بہیجے گا عہدہ نبوت پر

اور متوجہ ہوئے حضرت کی طرف اکہتر ہزار جن پس بیعت کی روزہ و نماز و زکوۃ
و حج و جہاد و نصیحت مؤمنین پر اور عذر کیا کہ بیہودہ گوئی کی ہمنے جناب باری
کے بارے مین اور یہہ مرتبہ حضرت سلیمانؑ کے مرتبہ سے افضل ہے کیا پاک ہے
وہ خدا کہ جسنے اونہین حضرت کا پیرو کیا بعد سرکشی کے اور اس گمان فاسد
کے کہ خدا کی بیٹا ہے پس شامل ہوگئی نبوت ہمارے حضرت کی اتنے جن و
انس پر کہ جنکا شمار نہایت دشوار ہے قال له اليهودي فان هذا يحيى
بن زكريا يقال انه اوتي الحكم صبيا والحلم والفهم وانه كان يبكي
من غير ذنب وكان يواصل الصوم یہودی نے عرض کی کہ کہتے ہین کہ
حضرت یحیےٰ کو صغر سن مین علم و حکمت و حلم و فہم عطا ہوا اور بغیر صدور معصیت
خوف خدا تعالی سے وہ لرزتے تہے اور روزے مین روز و شب ملا دیتے تھے
قال له علي لقد كان كذلك ومحمد اعطى ما هو افضل من هذا
حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا ان يحيى بن زكريا
كان في عصر لا اوثان فيه ولا جاهلية ومحمد اوتي الحلم والفهم
صبيا بين عبدة الاوثان وحزب الشيطان فلم يرغب لهم في
صنم قط ولم ينشط لاعيادهم ولم ير منه كذب قط وكان
امينا صدوقا حليما يواصل صوم الاسبوع والاقل والاكثر فيقال
له في ذلك فيقول اني لست كاحدكم اني اظل عند ربي فيطعمني
ويسقيني وكان يبكي حتى يبتل مصلاه خشية من الله عز وجل
من غير جرم حضرت یحیےٰ اوس زمانے مین تھے کہ جسمین بت اور جاہلیت
وکفر کا نام کو بہی نشان نہ تہا اور ہمارے حضرت کو حکمت و علم و فہم صغر سن مین

حاصل ہوا درمیان بت پرستون کے اور شیطانی لشکر مین لیکن کبھی اون حضرت نے باوجود این ہمہ اونکے بتون کی طرف رغبت نہین کی اور عیدون مین خوشی نہین کی اور کبھی جھوٹ نہین بولے اور بڑے امانت دار اور راستگو اور بردبار تھے اور ایک ہفتہ تک متصل روزہ رکھتے تھے یعنے شب و روز اور کبھی ہفتہ سے کم یا زیادہ بھی ہوجاتا تھا پس لوگون نے تعرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ مین تمہاری طرح نہین ہون بلکہ جب مین اپنے خداؑ کے پاس جاؤن گا تو وہ مجھے سیر و سیراب کرے گا اور خوف خداتعالے سے اتنا روتے تھے کہ مصلے اور جانماز آنسوؤن سے شرابور ہوجاتے تھے حالانکہ حضرت بے گناہ اور معصوم تھے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هٰذَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا یہودی نے عرض کی کہ بعضے لوگ گمان کرتے ہین کہ حضرت عیسےؑ نے کمال صغرسن مین نگہولی اور پالنے پر سے بڑے بڑے باتین کہین قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ صلعم أُعْطِيَ مَا هُوَ أَفْضَلُ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ ملا سَقَطَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْأَرْضِ دَافِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى السَّمَاءِ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ بِالتَّوْحِيدِ جب شکم گرامی مادر سے ولادت باسعادت ہوئی تو بایان ہاتھ زمین پر رکھے تھے اور داہنا ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھائے تھے اور ذکر توحید خداتعالے سے لبہائے مبارک حرکت کررہے تھے وَبَدَا مِنْ فِيهِ نُورٌ رَأَى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْهُ قُصُورَ بُصْرٰى مِنَ الشَّامِ وَمَا يَلِيهَا اور اس چمک دمک سے ایک نور دہن مبارک سے ظاہر ہوا کہ اہل مکہ نے اوسکی روشنی سے گھر بصرے و شام وغیرہ کے

دیکھ لئے وَالْقُصُورُ الْحُمْرُ مِنْ أَرْضِ الْيَمَنِ وَمَا يَلِيهَا اور سرخ سرخ گھر صنعا زمین وغیرہ کے وَالْقُصُورُ الْبِيضُ مِنْ أَرْضِ إِصْطَخْرَ وَمَا يَلِيهَا اور سفید سفید گھر سرزمین اصطخر وغیرہ کے وَلَقَدْ أَضَاءَتِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ وُلِدَ النَّبِيُّ صلعم حَتّٰى فَزِعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ وَالشَّيَاطِينُ وَقَالُوا قَدْ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ حَدَثٌ اور شب ولادت باسعادت حضرتؐ کے تمام دنیا ایسی روشن ہوگئی کہ جس سے تمام جن و انس و شیاطین ڈر گئے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج روے زمین پر کوئی بہت بڑا حادثہ واقع ہوا ہے وَلَقَدْ رَأَى الْمَلَائِكَةُ لَيْلَةَ وُلِدَ تَصْعَدُ وَتَنْزِلُ وَتُسَبِّحُ وَتُقَدِّسُ وَتَضْطَرِبُ النُّجُومُ وَتَتَسَاقَطُ عَلَامَةً لِمِيلَادِهِ اور اوسی رات دکھائی پڑے فرشتے آسمان پر چڑھتے اوترتے اور تسبیح و تقدیس مین مصروف و مشغول اور ستارون پر عجب اضطراب تھا اور تارے ٹوٹتے تھے کثرت سے عجب طلسم نظر آتا تھا یہ سب آثار ولادت باسعادت وَلَقَدْ هَمَّ إِبْلِيسُ بِالظَّعْنِ فِي السَّمَاءِ لِمَا رَأٰى مِنَ الْأَعَاجِيبِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَكَانَ لَهُ مَقْعَدٌ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَالشَّيَاطِينُ يَسْتَرِقُونَ السَّمْعَ فَلَمَّا رَأَوُا الْعَجَائِبَ أَرَادُوا أَنْ يَسْتَرِقُوا السَّمْعَ فَإِذَا هُمْ قَدْ حُجِبُوا مِنَ السَّمٰوَاتِ كُلِّهَا وَرُمُوا بِالشُّهُبِ دَلَالَةً لِنُبُوَّتِهِ اور عزم بالجزم آسمان کیا ابلیس پر تلبیس نے جبکہ یہ عجیب و غریب باتین دیکھی اور قبل اسکے اوسکی نشستگاہ چھٹے آسمان پر مقرر تھی اور شیاطین برابر جاکے اخبار غیب بگوش دل سنا کرتے تھے پس ان عجیب حالات کے دریافت کرنے کو بھی آسمان پر گئے ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ سب آسمانون سے

اونکی ممانعت ہوگئی اور برابر شہاب ثاقب اور تیر آتشین اونپر مرنے لگے تا
دلیل نبوت حضرت ہون قال له الیهودی فان عیسی یزعمون انه
قد ابرأ الاکمه والابرص باذن الله عز وجل یہودی نے کہا کہ گمان کرتے
ہین کہ حضرت عیسی شفا دیتے تھے کور مادر زاد اور کوڑہی کو اذن خدا سے
فقال له علی لقد کان کذلک ومحمد اعطی ما هو افضل انه ابرأ ذا
العاهة من عاهته فبینما هو جالس عن رجل من اصحابه فقال یا
رسول الله انه قد صار من البلاء کهیأة الفرخ لا ریش علیه
فاتاه فاذا هو کهیأة الفرخ من شدة البلاء فقال له قد کنت تدعو
فی صحتک دعاء قال نعم کنت اقول یا رب ایما عقوبة انت معاقبی
بها فی الآخرة فعجلها لی فی الدنیا فقال له الا قلت اللهم
آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار فقالها
فکانما نشط من عقال وقام صحیحا وخرج معنا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے
حضرت کو اس سے بہی زیادہ رتبہ ملا کہ انہون نے بڑے بڑے آفت رسیدہ
بیمارون کو اونکی بیماری سے نجات دی اتفاقاً ایک روز حضرت تشریف
فرما تھے کہ ناگاہ حضرت نے ایک شخص کا حال پوچھا اپنے اصحاب مین سے
پس لوگون نے کہا کہ شدت مرض سے وہ فقط ایک مضغہ گوشت رہگیا ہے
جیسا کہ جنگنا بے پر و بال ہوتا ہے وقت ولادت پس حضرت عیادت کو
تشریف لیگئے اور ویسا ہی اوسے پایا جیسا سنا تھا پس حضرت نے دریافت
فرمایا کہ تو حال صحت مین کیا دعا مانگتا تھا اوسنے کہا کہ مین یہہ دعا مانگتا
تہا کہ خداوندا جس عقوبت و بلا مین تو مجھے مبتلا کرنے والا ہو آخرت مین

اوسے دنیا مین مجہپر نازل کر اور مواخذہ آخرت پر اوٹہا نہ رکھہ پس حضرت نے
فرمایا کہ تو نے یہہ دعا کیون نہ کی کہ خداوندا ہمین دنیا و عقبی دونون مین نیکی
عطا کر اور عذاب جہنم سے ہمین بچا پس اوسنے اسطرح پر جو دعا کی تو اسطرح
وہ اوس مرض سے نکل گیا کہ جیسے کینچلی سے سانپ یا سانپ مین سے تار اور
ہمارے ساتھہ ساتھہ چل کہڑا ہوا ولقد اتاه رجل من جهینة اجذم
یتقطع من الجذام فشکی الی النبی فاخذ قدحا من ماء فتفل فیه فقال
امسح به جسدک ففعل فبرأ حتی لم یوجد فیه شیء اور خدمت بابرکت
حضرت مین آیا ایک شخص قوم جہینہ سے کہ مجذوم تہا اور شدت جذام سے قریب
تہا کہ اعضا اوسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین پس شکایت مرض کی اوسنے حضرت
سے پس حضرت نے ایک قدح پانی کا لیکے اوسمین لعاب دہن مبارک ڈالا اور
حکم کیا کہ وہ اوسے اپنے بدن مین ملے پس اوسنے ایسا ہی کیا پس فوراً ایسا
بری ہو گیا کہ گویا کبہی بیمار ہی نتہا ولقد اتی العرب عنده بابرص
فتفل فیه فما قام من عنده الا صحیحا اور عرب لوگ بطور امتحان
ایک مبروص کو حضرت کی خدمت مین لائے اور لعاب دہن مبارک حضرت
نے اوسپر ڈالا پس وہ خدمت اقدس سے نہ اوٹہا مگر یہہ کہ بالکل صحیح و سالم
ہوگیا تہا ولئن زعم ان عیسی ابرأ ذوی العاهات من عاهاتهم
فان محمدا بینما هو فی بعض غزواته فاذا هو بامرأة فقالت
یا رسول الله ان ابنی قد اشرف علی الموت وکلما اتیته بطعام
وقع علیه التثاؤب فقام النبی وقمنا معه فلما اتیناه قال
له جانب یا عدو الله ولی الله فانا رسول الله فجانبه الشیطان

فقام صحیحًا وھو معنا فی عسکرنا اور اگر یہہ گمان کیا گیا کہ حضرت عیسےؑ
صاحبان امراض مہلکہ کو شفا دیتے تھے تو ہمارے حضرت بہی ایک لڑائی مین
تھے کہ ناگاہ ایک عورت نے آکے استغاثہ کیا کہ یا حضرت میرا لڑکا جان بلب
قریب بمرگ ہے جب مین اوسکے سامنے کہانا لیجاتی ہون تو اوسپر تغیر
طاری ہوتا ہے اور سستی کے مارے کہانا نہین کہا سکتا پس حضرت اوٹھہ کھڑے
ہوئے اور ہم بہی ہمراہ رکاب ظفر انتساب جناب رسالت مآب اوسکی عیادت کو
گئے پس جب اوسکے پاس پہونچے تو حضرت نے فرمایا کہ اے دشمن خدا دوست
خدا کے پاس سے ہٹ جا اسلئے کہ مین رسول خدا ہون پس شیطان ہٹ گیا
اور وہ صحیح و سالم اوٹھہ کھڑا ہوا اور وہ اسوقت بہی ہمارے ساتھہ لشکر مین
موجود ہے ولئن زعم ان عیسٰی ابرأ العمیان فان محمدًا قد فعل
ما ھو اکبر من ذلک ان قتادة بن ربعی کان رجلًا صبیحًا فلما ان
کان یوم احد اصابتہ طعنة فی عینہ فبدرت حدقتہ فاخذھا
بیدہ ثم اتی بھا النبی فقال یا رسول اللہ ان امرأتی الان تبغضنی
فاخذھا رسول اللہ من یدہ ثم وضعھا مکانھا فلم یکن یعرف
الا بفضل حسنھا و فضل ضوئھا علی العین الاخری اور اگر گمان کیا گیا
ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے نابیناؤن کو شفا دی تو ہمارے حضرت نے اس سے
بہی بڑہ کے معجزہ کیا قتادہ نہایت حسین و جمیل تہا حسب اتفاق جنگ احد مین
نیزہ سے ایک ایسی نکان اوسکی آنکھہ مین لگی کہ ڈہیلا باہر نکل پڑا پس وہ حدقہ
ہاتھہ پر رکھے حضرت کے پاس آیا کہ اب میری زوجہ نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر
ہوگی مجہہ سے کہ یہہ آنکھہ تونے کہان گنوائی پس یہہ سنکے حضرت نے اوسے دست

مبارک مین اوٹہا لیا اور حلقہ چشم مین رکھدیا اور وہ ایسی صحیح ہوگئی کہ ممکن نہ تہا
کہ دوسری آنکھہ سے فرق پاتی اگر حسن و نور کی اوسمین زیادتی نہو جاتی خلاصہ
یہہ کہ اگر فرق تہا تو یہی تہا کہ یہہ آنکھہ اصل آنکھہ سے بڑہ گئی تہی ولقد اصاب
محمد بن مسلمة یوم کعب بن الاشرف مثل ذلک فی عینہ و یدہ
فمسحہ رسول اللہ فلم تستبینا اور محمد بن مسلمہ کی آنکھہ اور ہاتھہ مین بہی
ایسا صدمہ پہونچا جنگ کعب بن اشرف مین پس مس کیا اونہین رسول خدا نے
پس ایسی صحت پائی کہ اصل سے کچہہ فرق باقی نرہا ولقد اصاب عبد اللہ
بن انیس مثل ذلک فی عینہ فمسحھا فما عرفت من الاخری فقد
کلیھما و لہ لذ النبوة اور عبد اللہ بن انیس کی آنکھہ پر بہی ایسا ہی صدمہ گذرا
پس دست مبارک سے حضرت نے اوسے مس کیا پس وہ ایسی صحیح ہوگئی کہ دوسری
آنکھہ سے پہچان نہ پڑتی تہی قال لہ الیھودی فان عیسٰی یزعمون انہ
احیی الموتٰی باذن اللہ یہودی نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ حضرت عیسٰیؑ
نے مردے زندہ کیے حکم خدا سے قال لہ علیؑ لقد کان کذلک و محمد سبحت
فی یدہ تسع حصیات تسمع نغماتھا فی جمودھا ولا روح فیھا لتمام
حجیة نبوتہ ولقد کلمة الموتٰی من بعد موتھم واستغاثوہ فما خافوا
من تتبعھم ولقد کلمہ الموصلی نا صحا ذات یوم فقال یا اھلھا من بنی
النجار و صاحبھم محتبس علی باب الجنة بثلاثة دراھم لفلان
الیھودی وکان شھیدًا و ان زعمت ان عیسٰی کلم الموتٰی فلقد
کان لمحمد ما ھو اعجب من ھذا انہ نزل بالطائف وحاضر اھلھا
بعثت الیہ شاة مسلوخة مطلیة بسم فنطق الذراع منھا فقالت

يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا تُكَلِّمْنِيْ فَإِنِّيْ مَسْمُوْمَةٌ فَلَوْ كَلَّمَتْهُ الْبَهِيْمَةُ وَهِيَ حَيَّةٌ
لَكَانَتْ مِنْ أَعْظَمِ حُجَجِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْمُنْكِرِيْنَ لِنُبُوَّتِهٖ فَكَيْفَ
وَقَدْ كَلَّمَتْهُ الْبَهِيْمَةُ مِنْ بَعْدِ ذَبْحٍ وَسَلْخٍ وَشَيٍّ وَلَقَدْ كَانَ يَدْعُوْ
بِالشَّجَرَةِ فَتُجِيْبُهٗ وَتُكَلِّمُهُ الْبَهِيْمَةُ وَتُكَلِّمُهُ السِّبَاعُ وَتَشْهَدُ لَهٗ
بِالنُّبُوَّةِ وَتُحَذِّرُهُمْ عِصْيَانَهٗ فَهٰذَا أَكْبَرُ مِمَّا أُعْطِيَ عِيْسٰى حضرت نے
فرمایا کہ یہہ سب صحیح لیکن ہمارے حضرت کے دست مبارک مین تو سنگریزون
نے تسبیح پڑہی اور باوجود جمادات مین ہونے کی اونکی آواز لوگون نے سنی
محض اسلیئے کہ اس معجزہ سے تمام و کامل ہو جاے نبوت اونکی اور بے شبہ
کلام کیا اونسے مردون نے بعد اپنی موت و فوت کے اور استغاثہ کیا
حضرت سے اوس باداش کا کہ جس سے ڈرے بوجہ اپنے گناہون کے اور
کلام کیا اونسے موصلی نے مع اپنے رفیقون کے ایک روز پس کہا کہ بنی نجار
مین سے یہان کوئی نہین اور مالک اونکا محبوس ہے درجنت پر تین درہمون
کے بدولت کہ جو فلان یہودی کا اوسپر قرض ہے اور یہہ شخص شہید تہا
اور اگر تجہے یہہ گمان ہے کہ حضرت عیسے سے مردون نے کلام کیا تو ہمارے
حضرت کا اسانحہ اس سے بہی بڑہ کے ہے جب وہ جناب طائف مین فروکش
ہوئے اور گہیر لیا اہل طائف کو تو بطور ہدیہ حضرت کی خدمت مین پیش کی گئی
ایک بکری کہ جسکی کہال جدا کر لی گئی تہی اور زہر سے لیپ چڑہایا تہا اوسپر پس
اوسکے دست نے کلام کیا کہ اے رسول خدا مجہے تناول نہ فرمائیے گا کہ مین زہر
آلودہ ہون پس فقط بہیمہ کا حضرت سے تو ہمکلام ہونا تو کافی اور وافی تہا ثبوت
نبوت کے لیئے چہ جاے کہ بعد ذبح و طبخ ہمکلام ہونا اوسکا اور اکثر وہ جناب

درخت کو پکارتے تہے پس وہ اونہین جواب دیتا تہا اور چرندہ اور درندہ
ہمکلام ہوتے تہے اور نبوت کی گواہی دیتے تہے اور سرکشون کو اونکی نافرمانی
سے ڈراتے تہے پس یہہ بزرگ تر ہے معجزۂ حضرت عیسےٰ سے قَالَ لَهٗ
الْيَهُوْدِيُّ إِنَّ عِيْسٰى يَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ أَنْبَأَ قَوْمَهٗ بِمَا يَأْكُلُوْنَ وَمَا
يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ یہودی نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ حضرت عیسے
اپنی قوم کو بتا دیتے تہے جو کچہہ وہ کہاتے تہے اور اپنے گہرون مین ذخیرہ
کرتے تہے قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ فَعَلَ مَا هُوَ أَكْبَرُ
مِنْ هٰذَا أَنَّ عِيْسٰى أَنْبَأَ قَوْمَهٗ بِمَا كَانَ وَرَاءَ حَائِطٍ وَمُحَمَّدٌ أَنْبَأَ
عَنْ مُؤْتَةَ وَهُوَ عَنْهَا غَائِبٌ وَوَصَفَ حَرْبَهُمْ وَمَنِ اسْتُشْهِدَ مِنْهُمْ
وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَكَانَ يَأْتِيْهِ الرَّجُلُ يُرِيْدُ أَنْ يَسْأَلَهٗ
عَنْ شَيْءٍ فَيَقُوْلُ تَقُوْلُ أَوْ أَقُوْلُ فَيَقُوْلُ بَلْ قُلْ فَيَقُوْلُ جِئْتَنِيْ لِكَذَا وَ
كَذَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَاجَتِهٖ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اس سے
بہی بڑہ کے کام کیا کہ حضرت عیسے تو فقط پس دیوار کی خبر دیتے تہے اور
ہمارے حضرت نے جنگ موتہ مہینہ بہر کی راہ سے اور لڑائی کا حال اور شہیدون
کی کیفیت مفصل بیان کر دی اور اکثر لوگ حضرت کے پاس حاجت لاتے
تہے پس حضرت فرماتے تہے کہ تم کہوگے یا مین کہون پس وہ کہتے تہے
کہ آپ کہین پس حضرت کہتے تہے کہ تم یہہ یہہ کہنے آئے ہو اور سب مطلب
اونکا کہہ دیتے تہے وَلَقَدْ كَانَ يُخْبِرُ أَهْلَ مَكَّةَ بِأَسْرَارِهِمْ بِمَكَّةَ حَتّٰى
لَا يَتْرُكُ مِنْ أَسْرَارِهِمْ شَيْئًا اور کوئی راز اہل مکہ کا بچنے نپاتا تہا
کہ وہ جناب اوسکی خبر دیتے ہون مِنْهَا مَا كَانَ بَيْنَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ

وبین عمیر بن وہب إذ أتاہ عمیر فقال جئت فی فکاک ابنی
فقال لہ کذبت بل قلت بصفوان وقد اجتمعتم فی الحطیم
وذکرتم قتلی بدر وقلتم واللہ للموت خیر لنا من البقاء
مع ما صنع محمد بنا وہل حیوۃ بعد اہل القلیب فقلت انت
لولا عیالی ودین علیّ لارحتک من محمد فقال صفوان علیّ
ان اقضی دینک وان اجعل بناتک مع بناتی یصیبہن ما
یصیبہن من خیر او شر فقلت انت فاکتمہا علیّ وجہزنی
حتی اذہب فاقتلہ فجئت عندی لتقتلنی فقال صدقت یا
رسول اللہ فانا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ
واشباہ ہذا مما لا یحصی کثرۃ ازانجملہ وہ سانحہ تہا کہ درمیان صفوان
بنی امیہ اور عمیر بن وہب کے واقع ہوا جبکہ عمیر حاضر خدمت فیضدرجت
جناب رسالت مآب ہوا اور عرض کی کہ مین اپنے فرزند کی رہائی کے لیے
آیا ہون حضرت نے فرمایا کہ جہوٹ کہتا ہے تو بلکہ تو نے صفوان سے
کہا کہ جب تم سب حطیم مین جمع ہوئے تہے اور یاد کیا تمنے بدر کے مقتولون
کو اور کہا تمنے کہ بخدا موت بہتر ہے اس زیست سے حالانکہ پیمبر نے
ایسے سلوک کیئے ہمسے اور اب کیا لطف زیست ہے بعد اہل چاہ بدر کے
پس تو نے کہا کہ اگر مجہے اپنے عیال و قرض کی فکر نہوتی تو مین پیمبر کو شہید
کرتا پس صفوان نے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیری بیٹیان میری
بیٹیون کے ساتہہ ہر حال مین شریک ہین پس تو نے کہا کہ خبردار اس راز
کو فاش نکرنا اور زاد راہ مجہے دے تاکہ مین جاکے اونہین شہید کرون

پس تو میرے قتل کے ارادے سے آیا ہے یہہ سنکے اوسنے عرض کی
صحیح فرمایا آپنے یا رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون وحدانیت خدا کی اور
آپ کی نبوت کی اور نظیرین اسکی بیشمار ہین قال لہ الیہودی فان عیسی
یزعمون انہ خلق من الطین کہیئۃ الطیر فینفخ فیہ فیکون
طیرا باذن اللہ عز وجل یہودی نے کہا کہ لوگون کو گمان ہے کہ
حضرت عیسے مٹی کا کہلونا پرند جانور کی صورت بنا لیتے تہے اور روح
پہونکدیتے تہے اوسمین پس وہ واقعی پرند ہو جاتا تہا حکم خداے تعالی سے
لہ علی لقد کان کذلک ومحمد قد فعل ما ہو شبیہ بہذا اذ
اخذ یوم حنین حجرا فسمعنا للحجر تسبیحا وتقدیسا ثم قال للحجر
انفلق فانفلق ثلث فلق تسمع لکل فلقۃ منہا تسبیحا لا تسمع
للاخری حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سے بہی ایسا فعل ظاہر ہوا جنگ
حنین مین حضرت نے دست مبارک مین ایک پتہر اوٹہا لیا پس اونکے ہاتہہ
کی برکت سے ہمنے آواز تسبیح اوس پتہر سے سنی پہر فرمایا کہ تو ٹکڑے
ٹکڑے ہو جا پس وہ تین ٹکڑے ہوگیا اور ہر ایک ٹکڑے مین سے ایک
تسبیح کی آواز ظاہر ہوئی کہ دوسرے مین وہ نہ تہی ولقد بعث الی شجرۃ
یوم البطحاء فاجابتہ ولکل غصن منہا تسبیح وتقدیس وتہلیل
ثم قال لہا انشقی فانشقت بنصفین ثم قال لہا التزقی فالتزقت
ثم قال لہا اشہدی بالنبوۃ فشہدت ثم قال لہا ارجعی الی مکانک
بالتسبیح والتہلیل والتقدیس ففعلت وکان موضعہا حیث الجزارین
بمکۃ اور اوس جناب نے حکم کر بہیجا روز بطحی ایک درخت کے پاس پس

جواب دیا اوسنے اور فرمان برداری کی اور حاضر خدمت بابرکت ہوا اسطرح سے
کہ ہر شاخ مین اوسکی ایک نئے طور کی تسبیح و تقدیس و تہلیل ظاہر ہوتی تھی پہر
حضرت نے فرمایا کہ دو ٹکڑے ہو جا پس وہ دو ٹکڑے ہو گیا پہر فرمایا کہ مل کے
ہموار ہو جا پس ہموار ہو گیا پہر اوسے فرمایا کہ میری نبوت کی گواہی دے
پس گواہی دی پہر فرمایا کہ اپنے مقام پر پہر جا تسبیح و تقدیس و تہلیل مین مشغول ہو
پس اوسنے ویسا ہی کیا اور مکہ معظمہ مین حیث جزارین مین تھا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ
فَإِنَّ عِيسَىٰ يَزْعُمُونَ إِنَّهُ كَانَ سَيَّاحًا یہودی نے کہا کہ حضرت عیسےٰ کو لوگ
سیّاح جانتے ہین قَالَ لَقَدْ كَانَ كَذَٰلِكَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ سِيَاحَتُهُ فِي الْجِهَادِ وَاسْتَنْفَرَ فِي عَشْرِ سِنِينَ مَا لَا يُحْصَىٰ مِنْ
حَاضِرٍ وَبَادٍ وَأَفْنَىٰ قَوْمًا مِنَ الْعَرَبِ مِنْ بِالسَّيْفِ لَا يُدَارِي بِالْكَلَامِ
وَلَا يَنَامُ إِلَّا عَنْ دَمٍ وَلَا يُسَافِرُ إِلَّا وَهُوَ مُتَجَهِّزٌ لِقِتَالِ عَدُوِّهِ حضرت
نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے سیاحت بہی جہاد مین کی تھی دس برس کامل خود
مع بیشمار اہل شہر و مسافرون کے سفر کرتے رہے اور بہت سی قومون کو
عرب کی طعمۂ تیغ بیدریغ فرمایا کبہی کلام مین کسی کافر کی مدارات نہین کی اور
بے خون کے آرام نہین لیا اور کبہی سفر نہین کیا مگر بقصد جنگ دشمن قَالَ
لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ عِيسَىٰ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ كَانَ زَاهِدًا یہودی نے کہا
لوگ حضرت عیسےٰ کو زاہد جانتے ہین قَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذَٰلِكَ
وَكَانَ مُحَمَّدٌ أَزْهَدَ الْأَنْبِيَاءِ ع وَكَانَ لَهُ ثَلَاثَ عَشَرَةَ زَوْجَةً سِوَى
مَنْ يُطِيفُ بِهِ مِنَ الْإِمَاءِ مَا رُفِعَتْ لَهُ مَائِدَةٌ قَطُّ وَعَلَيْهَا طَعَامٌ
وَمَا أَكَلَ خُبْزَ بُرٍّ قَطُّ وَلَا شَبِعَ مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ مُتَوَالِيَاتٍ

قَطُّ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِأَرْبَعَةِ دَرَاهِمَ مَا
تَرَكَ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ مَعَ مَا وَطِئَ مِنَ الْبِلَادِ وَمُكِّنَ لَهُ مِنْ
غَنَائِمِ الْعِبَادِ وَلَقَدْ كَانَ يُقَسِّمُ فِي الْيَوْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَمِائَةِ أَلْفٍ
وَأَرْبَعَمِائَةِ أَلْفٍ وَيَأْتِيهِ السَّائِلُ بِالْعَشِيِّ فَيَقُولُ وَالَّذِي بَعَثَ
مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ مَا أَمْسَىٰ فِي آلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَا صَاعٌ مِنْ بُرٍّ
وَلَا دِرْهَمٌ وَلَا دِينَارٌ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سب نبیون سے
بڑہ کے زاہد و عابد تہے حضرت کی تیرہ بیبیان تہین علاوہ اون کنیزون
کے جو اونہین گہیرے رہتی تہین اور کبہی ایسا نہین ہوا کہ خوان پر کہانا
بچکے گیا ہو سامنے سے لیتے قدر حاجت سے زیادہ نہوتا تہا اور کبہی گیہون
کی روٹی حضرت نے نہین کہائی اور نہ تین شبانہ روز سیر ہو کے نانِ جو
تناول فرمائی وفات ہوئی اوس حال مین کہ زرۂ مبارک چار درہم پر ایک
یہودی کے پاس رہن تہی بالکل سونا و چاندی بعد اپنے نہ چہوڑی باوجود
تسلط بلاد وسیعہ فسیحہ پر اور باوصف قدرت کے کثیر المقدار غنیمتون کے
یکدن مین تین تین و چار چار ہزار روپے راہ خدا مین تقسیم کر دیتے تہے
اور ہاتہ جہاڑ کر اوٹہہ کہڑے ہوتے تہے یہانتک کہ شام کو جو سائل مانگنے
آتا تہا تو اوسکے جواب مین فرماتے تہے کہ قسم اوسی پاک پروردگار کی کہ جسنے
محمد کو پیمبر کیا کہ آل محمد مین ایک صاع تک گیہون کا نہین بچا اور نہ روپیہ اشرفی
قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَأَشْهَدُ أَنَّهُ مَا أَعْطَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيًّا
دَرَجَةً وَلَا مُرْسَلًا فَضِيلَةً إِلَّا وَقَدْ جَمَعَهَا لِمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ص

وَزَادَ مُحَمَّدًا اَعلَی الاَنبیاءِ اِضْعَافَ دَرَجَاتٍ یہودی نے کہا کہ گواہی
دیتا ہون توحید خدا اور نبوت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور
اس امر کی کہ خدا نے جناب رسالت مآبؐ کو سب مرتبے سب نبیون کے
عطا کیئے بلکہ دو چند و سہ چند اوسنے فَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ لِعَلِیِّ بْنِ
اَبِی طَالِبٍ اَشْهَدُ یَا اَبَا الحَسَنِ اَنَّكَ رَاسِخِینَ فِی العِلْمِ فَقَالَ
وَیْحَكَ وَمَالِی لَا اَقُولُ فِی نَفْسٍ مَنِ اسْتَعْظَمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ
فِی عَظْمَتِهٖ جَلَّتْ فَقَالَ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ پس ابن عباس
نے کہا کہ مین بھی گواہی دیتا ہون یا حضرت کہ آپ بڑے پامردہ ثابت قدم
علم مین ہین پس حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو تم پر کیون نہ بیان کرتا ہین
ان فضیلتون کو اون بزرگوار کی نسبت کہ جسے خدا نے بڑا
مرتبہ عالی عطا کیا اور خود اوسکی تعریف مین
فرمایا کہ تمہارا اخلاق بہت بڑا ہے
اور تہذیب اخلاق حد سے
زیادہ ہے فقط

موعظہ بارہوان

شرح قصیدہ فاضل معتزلی بیان فتح مکہ مین اور تحقیق شعر
پڑھنے کی روز یمین اور بیان صفا رائی نہایت متقی و مستحی حملہ
حیدری کے پرواز پر پھر فتح مکہ و بت شکنی حضرت امیرؑ پھر بشارات
عبرانی خانہ کعبہ کی حجی نبی کی کتاب سے مع ترجمہ و تائید اور بحث
دلالت مین بشارت علیؑ کے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جناب رسالت مآب کے عہد کرامت مہد مین مجاہدون اور غازیون کے ساتھہ کچھہ کفار بہی باجرت شریک کرلیئے جاتے تھے اور اونہین مولفۃ القلوب کہتے تھے اوسیطرح ہم بہی اپنے جہاد مین کچھہ لوگون کو مولفۃ القلوب اور گنہگار کیطرح شریک کرلیتے ہین اور منجملہ اون لوگون کے فاضل متبحر ابن ابی الحدید معتزلی ہے اسی ہم لوگون سے ایک نوع کی خصوصیت ہے چنانچہ قصائد سبعہ علویہ مین سے ایک قصیدہ مین کہتا ہے ؎

وَرَاَيْتُ دِيْنَ الْاِعْتِزَالِ وَاِنَّنِيْ
اَهْوٰى لِاَجْلِكَ كُلَّ مَنْ يَتَشَيَّعُ

یعنی اگرچہ مین معتزلی مذہب ہون مگر یا علی آپکی محبت کی وجہ سے شیعونسے

محبت رکہتا ہون پس ہمین بہی بہ نسبت اور اہلسنت کے احترام اوسکا زیادہ تر ملحوظ ہے علاوہ یہہ کہ کلام بلاغت نظام اوسکا بطور قضایا قیاسا تہا معہا کے مستغنی مزید استدلال سے ہے فَاِنَّ اِقْرَارَ الْعُقَلَاۤءِ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ مَقْبُوْلٌ مسئلہ فقہیہ مذہب مشہور و منصور یہہ ہے کہ شعر پڑہنا روزے مین بلکہ ماہ صیام مین ونکو ہو یا رات کو اور پڑہنے والا روزے سے ہو یا بعد ترک صوم کیا ہو اور اسیطرح جمعہ کو اور مسجد مین مکروہ ہے اور اقوی یہہ ہے کہ مدار کراہت وزن پر ہے نہ تخییل اصطلاحی پر جیسا کہ ملا محسن کاشانی نے تحقیق کیا ہے اسلیئے کہ خیالی مضامین مشترک نظم و نثر دونون مین ہے کچھہ خصوصیت شعر اصطلاحی کی نہین حالانکہ نثر عبارت کسی عالم کے نزدیک مکروہ نہین اور انقباض و انبساط النفس بعض آیات سے بہی حاصل ہوتا ہے حالانکہ اونکا روزے مین پڑہنا مستحب ہے اور سوا ان معنون کے اور کوئی معنی تخییل کے بالاتفاق نہین جیسا کہ تامل کلام شعرا و متیزانین دونون سے معلوم ہوتا ہے اور روایت اسمعیل اونکے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو ماثور ہے اوسمین تصریح ہے کہ اگرچہ مدح اہلبیت مین بہی شعر ہو تو بہی روزہ مین اوسکا پڑہنا مکروہ ہوگا اور اور بہی روایات موید اوسکے ہین اور عرف عرب مین شعر کلام موزون کو کہتے ہین اور حمل کلام شارع عرف عام پر چاہیئے پس منقح ہوا کہ کلام منظوم مطلقاً مکروہ ہے بناءً علیہ سیرے پڑہنے مین اگر تاخیر کسی رکن کی دوسرے رکن سے واقع ہو مثلاً صدر کو حشو سے یا عجز سے یا ابتدا کو حشو یا عروض سے جدا کرون یا سکوت طویل متخلل ہو یا ترتیب اصول تفاعیل مین فرق ہو یا ترجمہ مین مخلوط

کردیا جاءے تو وہ محض اسی مصلحت سے ہے کہ وزن جو مناط کراہت ہے باقی نرہے پس سامعین کو اوس سے ولتنگ نہونا چاہیے اور بسبب حمت صمیم واتصال کلام کے اگر سہوًا کسی مصرع مین لحاظ اسکا نرہے تو معذور ہون فَاِنَّ السَّھْوَ وَالنِّسْیَانَ کَالطَّبِیْعَۃِ الثَّانِیَۃِ لِلْاِنْسَانِ علاوہ یہہ کہ عبادات مین کراہت کے معنی قلت ثواب کے ہین فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور یہہ ظاہر ہے کہ ثواب مدح جناب ولایت مآب وائمہ اطیاب کے لایعد ولایحصیٰ ہین پس بالفرض اگر تعمد بہی ہو بیان واظہار جواز وغیرہ کے لیے تو یہ اوسی قبیل سے ہے کہ جیسے کسی بحر مواج و دریاے ناپیداکنار سے پانی کا ایک کوزہ کم کرلیا جائے الحاصل فاضل معتزلی کہتا ہے جَلَلْتَ فَلَمَّا دَقَّ فِیْ عَیْنِکَ الْوَرٰی نَھَضْتَ اِلٰی اُمِّ الْقُرٰی اَیْدِ اُ الْقُرٰی یعنی یا علی ایسا بول بالا ہو آپ کا کہ ساری خدائی آپکی نظرون سے گر گئی اور بڑے بڑے تلوار کے دہنی آپکی نظرون مین نہ سمائے تو آپ نے رخ کیا طرف مکہ کے کہ جو بیخ و بنیاد سب آبادیون کی ہے اور وہین سے سب مین چارون طرف پہیلائی گئی ہے اور ہرچند اصل بانی سفر اور سردار لشکر حضرت رسالت پناہ تہے مگر چونکہ ہمارے حضرت نفس رسول و زوج بتول تہے گویا کہ وہ دونو بہائی آپسمین ایک روح دو قالب تہے تو اسوجہ سے یہہ خطاب حضرت امیر کیطرف کیا گیا جَلَلْتَ لَھَا قُبُّ الْبُطُوْنِ وَاِنَّمَا تَقُوْدُ لَھَا بِالْقَوْدِ اُمُّ جُبُوْکَرِیْ آپ نے ایک بلائی ناگہانی اور آفت آسمانی نازل کردی قریش باکینہ وطیش پر اس کثرت سی تختہ گردن اور دراز پشت گہوڑے وہان لیگئے خلاصہ یہہ کہ آپ کے گہوڑے ایسے آفت کے پرکالے تہے کہ اونکے مکہ مین جانے سے صدہا طرحکی آفتین وہان

چلی گئین ہند مین گہوڑے کے لیے ڈوکا تختہ گردن ہونا بڑا عیب ہے بلکہ یہہ چاہیے کہ گدرایا ہوا بدن اور گٹہی ہوئی گردن ہو دم کو چتر کیے ہوئے ہرن کیطرح چوکڑیان بہرتا ہوا چلے کنوتیان بدل کے پتلیان چوڑ کے ترارے بہرے اور حقیقت مین خوشنمائی یہی ہے اور عرب مین نجدی گہوڑے ایسے ہی ہوتے ہین لیکن محفل بزم اور اور معرکہ رزم اور ہے لڑائی مین خوشنمائی سے کیا علاقہ وہان تیزروی درکار ہے اور اس مصرف کے خاص عنیزہ کو صحرائی گہوڑے زین چڑہے ہوئے سو سو کوس کے دہاوے کیے ہوتے ہین کہ جنگی سرعت کے آگے ریل بہی کہیل ہو جائے اور اون گہوڑون کی یہی صورت ہے جو فاضل معتزلی نے لکہی پس یہہ وصف ہی نہ عیب وَسُقْتَ اِلَیْھَا کُلَّ اَسْوَقَ لَوْ بَدَا لَہٗ مُعْفِرٌ طَنَّتَہٗ بِالرَّمْلِ جُؤْذُرًا اور ہنکا لیگیے وہ دور دور کا سے گہوڑے کہ اگر ریگستان مین وہ نیلگائے کو پیچہے ڈالدیے جائین تو ایسا سرپٹ اور بگٹٹ دوڑین کہ پیٹ اونکے زمین سے ملجائین اور ایسے چہوٹے چہوٹے قد اونکے نظر پڑین کہ وہ وحشی گائین سمجہین کہ یہہ چہوٹے چہوٹے بچے اور بچہڑے ہمارے ہمارا اچہا کہے چاروا ہین تَبَیَّتُ عَلَی الْاَعْلَی الْمَصَادِ کَاَنَّمَا تَوَمُّ وَکُوْنَ الْفَتْحِ یَلْتَمِسُ الْقُرٰی یعنی پہاڑون پر اس شوکت و شان سے پرا باندہے جاتے ہین کہ جیسے باز اپنی ہمجنسون کے صحبت پر ٹوٹ پڑتے ہین سے کبوتر با کبوتر باز با باز ✤ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ✤ منزل و ماوی بازون کا پہاڑون ہے اور اونکے باہم جمع ہونیکو عرب لوگ ضیافت وقری کہتے ہین اور جو کوئی باز تنہا رہجاتا ہے تو دور دور سے دوڑ دوڑکے اپنی پنچایت میں ملجاتا ہی

پس مطلب یہہ ہوا کہ جسطرح سے کوئی باز پلا کر کے بڑے اشتیاق بال و پر ہلاتا
پہاڑونپر اپنے ہمجنسون کی برات مین ملجاتا ہے اوسیطرح یہہ گھوڑے تھے جو
ذوق و شوق سے گردن مارتے بازو ہلاتے دوڑ جاتے ہین گویا اونکو
پر لگے ہین کہ جابجا اوڑتے پہرتے ہین باز تیز پرواز کے مقابلہ سے بہی
باز نہین آتے بازی جیتنے کے گھوڑے ہین ~ تَفُوقُ الرِّيَاحَ
الْعَاصِفَاتِ إِذَا مَشَى ~ وَتَسْبِقُ رَجْعَ الطَّرْفِ شَدًّا إِذَا جَرَى
بلکہ وہ راہوار تیز رفتار دوڑنے پر ایسے آندہی تھے کہ اپنی ڈپٹ مین
باد صرصر کو بہی فرفر کر کے کنڈل ڈالدیتے تھے اونکے سامنے گردش چشم
بہی گردتی ایسا کاوا کترن پہرتے تھے گویا کل کے گھوڑے بنے تھے کہ باگ
کے سہارے پر مڑتے تھے ~ جِيَادٌ عَلَيْهَا لِلْوَجِيهِ وَلَاحِقٍ
دَلَائِلُ صِدْقٍ وَاضِحَاتٌ لِمَنْ يَرَى ~ سرزمین عرب مین وجیہ ولاحق
دو گھوڑے بڑے نامی گزرے ہین کہ اونکا نام دفترون پر چڑہا اور
چالاکی و چابکی و چک و چالاکی و چلت پہرت مین اپنا نظیر نہ رکہتے تھے
پس خلاصہ یہہ ہوا کہ لاحق پر فائق اور وجیہ سے زیادہ وجیہ اونمین ہر ایک
راہوار تیز رفتار تہا اور اصالت وجیہ ولاحق کی علامتین اونکی پیشانیون
سے چمکتی تہین اسلیئے کہ وجیہ ولاحق اونہین کی نسل سے ہونیوالے تھے
فَفِيهَا سُلُوٌّ لِلْمُحِبِّ وَشَاهِدٌ ~ عَلَى حِكْمَةِ اللهِ الْمُدَبِّرِ لِلْوَرَى
قدردان شہسوار کو اونکی دیکھنے سے عجب تسکین ہوتی تہی اور خدا کی قدرت
نظر آتی تہی خلاصہ یہہ کہ جو کچھ تھے وہی تھے آگے خدا کا نام ہے ~
هِيَ الرَّوْضُ حُسْنًا غَيْرَ أَنَّكَ أَنْ تُرِدْ ~ لَهَا مُجْتَنًى تَسْتَجْنِ لِعَيْنَيْكَ مَنْظَرًا

چمن کیطرح ہرے بہرے تر و تازہ نظر آتے تھے البتہ یہہ وصف بڑہا
ہوا تھا کہ باغ چل نہین سکتے اور وہ چلتے پہرتے تھے خلاصہ یہہ کہ جب
اون گھوڑونپر نظر پڑتی تہی تو اونکے سامنے باغ بہی خار ہو جاتے تھے
انپر کچھہ ہی طرح کی بہار تہی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ خود بخود ایک پھلا پھولا باغ اوڑا
چلا جاتا ہے ~ عَلَيْهَا كُمَاةٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ~ يَجُرُّونَ أَذْيَالَ الْحَدِيدِ
تَبَخْتُرًا ~ اونپر لوی بن غالب کی نسل اور کچھہ ہاشمی جوان ایسے سوار
تھے کہ جو از سر تا پا غرق دریائی آہن اور بکتر بنے ہوئے تھے اور جب تبختر
و افتخار سے چلتے تھے تو زمین اونکی زرہ کو بوسے دیتی تہی ~
رَمَيْتَ أَبَا سُفْيَانَ مِنْهَا بِجَحْفَلٍ ~ إِذَا قِيسَ عَدًّا بِالثَّرَى كَانَ أَكْثَرَا
انہین لوگونکا ایک لشکر گران مثل ریگ ریگستان آپ نے تیار کر کے گوشمالی
سفیان علیہ اللعن کیلیئے روانہ کیا ~ يُدَبِّرُهُ رَأْيُ النَّبِيِّ وَصَارِمٌ
بِكَفِّكَ أَهْدَى بِالرُّؤُوسِ مِنَ الْكَرَى ~ اور مدار تہذیب و ترتیب
لشکر ظفر پیکر دو چیزونپر تہا ایک رای صائب جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم دوسرے آپکی وہ شمشیر بران کہ جو سرون مین اسطرح سے
در آتی تہی کہ جیسے نیند کوچہ رگ چشم سے چشم و دماغ مین پہونچ جاتی ہے یا
نظر تار نظر پر دوڑ جاتی ہے یا محبت کوچہ رگ دل سے دل مین سماتی ہے
یا کوچہ رگ گلمین خوشبو در آتی ہے بقول حزین ~ بجستجوئی تو
از ہرسکہ کو بکو رفتم ٭ بکوچہ رگ گل ہم برنگ بو رفتم ٭ تفصیل حالات سفر و غیرہ
جنکی شرح قصائد سبعہ علویہ مین لکہی ہے اور مجمل یہہ ہے کہ حضرت مدینہ منورہ
سے اس جاہ و جلال و شان و شوکت سے منزل بمنزل چلے اور حضرت کے ساتھہ

دس ہزار آدمی تھے اور بعض موّرخون نے لکھا ہے کہ ہمراہ رکاب ظفر انتساب
بارہ ہزار جرّار تھی ساتھہ تھی مہاجر چار ہزار انصار سات ہزار تین سے
مُولفۃ القلوب اور ان سب مین حسب دستور میمنہ و میسرہ و قلب و جناح
و ساقہ و کمینگاہ مرتب فرمایا بنیان مرصوص آہنی دیوار کیطرح پر اونکا جمایا
پہر بجائے عزیو کر نای جنگی تکبیرون کا نعرہ ہوا اور وہ فوج دریا موج جنبش
مین آئے بحر مواج کیطرح دریاے آہن موجین مارنے لگا ہر رئیس قوم
کو ایک لوا دیا اور اپنا نشان نور فشان خاص جناب امیر علیہ السّلام کو عطا
فرمایا یہانتک کہ منزل مرّ ظہران مین پہونچے پس حضرت نے حکم دیا کہ آجکی
رات ہر شخص اپنی بستر پر بکثرت آگ روشن کرے پس سب نے تعمیل حکم کی
اور خلیفہ ثانی نے تو سب سے زیادہ آتش افروزی مین جانفشانی کی بہت
بڑی دہونی رمائی سب سے زیادہ انکی الاؤ مین آگ جل رہی تہی خلاصہ یہ کہ
وہ آگ دیکھہ کے اہل مکہ کو تحیر ہوا یہانتک کہ ابو سفیان بہی تجسس مین آیا
اور عباس ابن عم کے ذریعہ سے حضرت کی خدمت مین آکے ایمان لایا
اور امان لی مگر دل کا مالک خدا تہا چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے

فطار الی اعلی السماء تصاعدا ۔ فلما رای ان لا نجاۃ تحدرا

پس اوڑ گیا ابو سفیان آسمان پر جب وہان نجات نہ پائی تو پہر زمین پر
اُترا خلاصہ یہ کہ لاکہہ آسمان و زمین کے قلابے ملائے مگر کسیطرح جان
نہ بچی سہ وحاذ دغرب مشرفی مذکر ۔ هززت فالفی المشرفی مذکرا
یعنی ڈرا دو نوکنارون سے مشرفی تلوار کے کہ جو شارف مین بنی تہے
شارف ایک شہر ہے سرزمین مغرب مین کہ وہان کی تلوار بہت آبدار ہوئی ہے

خلاصہ یہ کہ اونچی ہوئی آبدار و دو دہاری تلوار کی باڑہ دیکھہ کے سہم گیا پہلا تو
اسلام کا نام سنکے بغلین جہانکنے لگا تہا پہر جو آپ کو ذو الفقار تولتے دیکہا تو
مجبور اسلام قبول کیا ۔ واعطی یدا لم یعطها عن محبۃ ۔ وقول هدی
ما قاله متبجحا ۔ بیعت کے لئے بکراہت ہاتہہ تو بڑہایا لیکن دل سے کب
منظور تہی اور عہد وفا تو کیا مگر وفاداری کا کب خیال تہا سہ

فکنت بذاك العفو اولی وبالعلی ۔ احق وبالاحسان احری واجدرا

اور ازبسکہ آپ اوسکے بعفو و احسان تہے تو اسوجہ سے آپنے اوسکی پردہ پوشی
فرمائی ۔ لا فصحت یا مخفی العداوۃ ناطقا ۔ بتعظیم من عادیته متسترا
حیف صد حیف اے سفیان بے ایمان کہ ظاہر مین تو نے تعظیم و تکریم کی
حضرت کی اور باطن مین عداوت بڑہائی اونسے ۔ وحسبك ان تدعی
ذلیلا منافقا ۔ وتبطن ضد الذی ظلت مظهرا ۔ اور یہ کیا کم
ہی تیرے ننگ و عار کو کہ ظاہر و باطن تیرا یکسان نہوا اور منافقون مین
تیرا شمار ہوا الغرض جب حضرت نے اسے رخصت کیا تو منظور نظر اقدس
یہہ ہوا کہ وہ کروفر و جاہ و حشم لشکر ظفر پیکر کا دیکہتا جائے تاکہ پہر رعب سے
بغاوت و شقاوت نکر سکے پس حضرت نے حضرت عباس کو حکم کیا کہ وہ
اوسی ساتہہ لیجاکے ایک ٹیکرے پر کہڑے ہون تاکہ لشکر خدا کا سیاہ تا اوس
روسیاہ کی نظر سے گذرے اور ادہر جب سب مہاجر و انصار و فاشعار
در دولت پر جمع ہوچکے تو حضرت نے سواری طلب فرمائی ایک ناقہ کوہ تن
قصوی نام حضرت کے سامنے آیا اور حضرت ذی نور طور کیطرح اوسپر جلوہ
فرمایا جلو مین بیشمار پیادہ و سوار تگ و دو مین تہے ادہر نوجوانون کا شور و غل

اودہر گہوڑون کی ہنہنانے سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تہی عجب
قیامت برپا تہی ؎ زشور قیامت ہمین وادیاد ✤ جہان پر زغوغائے
اسلام باد ✤ قلب لشکر مین سید مختار تہے گرد وپیش ہالہ کیطرح مہاجر
وانصار تہے راہ خدا مین سرفروشی پر سب طیار تہے اور روبرو حضرت کی
حضرت حیدر کرار تہے یہان پر کوئی مثال کب کہپتی ہے ہان چاند کو ساغر
کے تارے کی تشبیہ البتہ کچہہ پہبتی ہے دست حق پرست دست خدا مین لشکر نشان
نورفشان تہا اوراب مین ذوالفقار پر کہکشان کا گمان تہا فاضل بازل نے
عجب تشبیہ دی ہے قابل تحسین وآفرین نکتہ سنجی کی ہے ؎

نماید مثالش خسرو این چنین ✤ گر انصاف داری بگو آفرین
تن پاک او کشتی نوح بود ✤ چو امواج طوفان بگردش حسود
خدا نا خدا جبرئیل اوستاد ✤ ہمان ایزدی لطف باد مراد
علی بود ملاح صاحب مدار ✤ لوا بادبان لنگرش ذوالفقار

خلاصہ یہہ کہ اس کروفر سے لشکر خدا چلا یہان تک کہ سفیان کا سامنا ہوا سبکے پہلے خالد بن ولید کو ہبنیٹ بنایا تہا اور اوسکی ہمراہیون کو ہراول ٹہرایا تہا ہزار سوار جرار نے اوسکے پیچہے پرا جمایا تہا ہاتہہ مین اوسکے بہت بڑا علم تہا زرفشان جسکا پرچم تہا ہر ایک کے بدن مین زرہ کمر مین تلوار سر پہ خود پشت پر سپر ہاتہہ مین نیزا تہا پشت زین پر چین بجبین ایسے غیظ و غضب مین بہرے بیٹہے تہے کہ جیسے بہرا ہوا شیر جب سفیان سے چار نگہ ہوئی تو سب لشکر نے تکبیر کا ایک نعرہ مارا اور تیرون کیطرح سامنے سے نکل گئے سفیان نے عباس سے کہا کہ یہہ لشکر رسولخدا ہے اونہون نے کہا کہ

ابہی فوج رسولخدا کہان کجا یہہ کجا وہ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✤ یہہ تو لشکر خالد ہے تمہارا ولید جسکا والد ہے یہ سنکے سفیان ہنسکے کہنے لگا کہ اللہ اللہ وہ دن ہین یہہ بے باپ کا بدتمیز چہوکرا تمہاری فوج مین افسرون مین محسوب ہوگیا پہر زرہ پوش زبیر عوام تہے کہ جو مثل نہنگ دام تہے سر پہ نورانی خود دیئے تہے زرہ چار آئینہ بدن پر آراستہ کیئے تہے ہر بات جرأت کی سراسر تہی ہر دم سینہ اور بازؤن پر نظر تہی کہ جنکو درخت سے بہی بڑا بہالا ہاتہہ مین اوٹہایا تہا ہیئت صفدرونکے جہوم جہوم کے چلنے نے مست ہاتہی کی چال کو بہی بہلایا تہا سامنے اونکے ایک دیبا چین کا پہریرا اوڑتا جاتا تہا سایہ اوسکا زمین پر چمن کی بہار دکہاتا تہا اونکے پشت سر پانسو سوار تہے بڑے سورما نہایت جرار تہے بدن مین زرہ آراستہ کیئے تہے ہاتہون مین بڑے بڑے نیزے لیئے تہے پرتلون مین تلوارین لٹکائے تہے سرونپر خود رکہے بازؤنپر کمانین لگائے تہے گہوڑونپر پاکہرون کے عجیب شان تہی بے مثل ولاجواب بے گمان تہے زین کے داہنے بائین ترکشون سے جو تیر عیان تہے تو وہ گویا بازونکے پر نمایان تہے اس شان وشوکت سے وہ لوگ بہی آئے سفیان کو دیکہکر اللہ اکبر کا نعرہ زبانپر لائے اوسنے کہا کہ کیا یہہ لشکر حضرت ہی جو اسکا ایسا احتشام ہے عباس نے کہا نہین فقط یہہ فوج زبیر عوام ہے پہر ایک اور جماعت آئی اونسے اوس دشت پرخار نے عجب زینت پائی اونکے آگے آگے سن رسیدہ جہان دیدہ آزمودہ کار مومن دیندار حضرت بوذر غفار تہے چمکتی ہوئی لوہیکی ٹوپی سر پہ دیئے تہے فولادی قبا زیب بدن کیئے تہے طبیعت جہاد پرست

مائل تہے ایک تیغ بیدریغ الماس رنگ گلے مین حمائل تہی اونکی نورانی پیشانی نور
ایمان سے چمک رہی تہی اور ایک فولادی اینٹ کندن کیطرح ہاتہہ مین دمک رہی
تہی ارادہ یہہ تہا کہ اسی چمک دمک سے آج ہم تکتے جائینگے خوب ہی اینٹ سے اینٹ
بجائینگے دست حق پرست مین ایک نشان تہا اگروہ گرد برد میدان غبار سے
کالی رات کیطرح تیرہ و تار تہا تو وہ بجای کہکشان تہا اونکے عقب مین بنی غفار
تہے ظاہر مین کل دو پانسو سوار تہے لیکن باطن مین ایک ایک ہزار ونپر بہاری تہا
تیزروی مین وہ لشکر رشک باد بہاری تہا غضب کہ سب بڑے کڑے پیشانیونپر
شکن تیوریون بل پڑے اس رنگ ڈہنگ سے سفیان کے سامنے آئے
اور نعرۂ حیدری اللہ اکبر زبان پر لائے ظاہر مین تو افسر انکے پیر تہے مگر
حقیقت مین یہہ سب کڑے کمان کے تیر تہے ع بدست عنان و
بدست سنان ٭ خروشان وجوشان چو پیل دمان ٭ رسیدند وگفتند
تکبیرہا ٭ بسرعت گذشتند چون تیرہا ٭ سفیان نے کہا کہ یہہ کون بزرگوار
ہے عباس بولے کہ یہہ صاحب خاص پیمبر بوذر وہندار ہے پہر ہی کعب
آئے وہ نیا رنگ لائے اونکا سردار اونکے آگے سینہ سپر کیئے تہا فولادی چمکتی
ٹوپی سر پر دیئے تہا لوہے مین غرق تہا چمک دمک مین برق تہا خوشی خوشی
سینہ کشادہ کیئے تہا ایک گرز گاوسر ہاتہہ مین لیئے تہا اوسکے داہنے بائین
دو نشان تہے فتح و ظفر کے عادل دو گواہ بیگیان تہے پانسو سوار اوسکے
ہمراہ تہے فن سپہگری مین بڑے مشیخت پناہ تہے پہر سفیان نے حال پوچہا
اور عباس سے جواب سنا احتشام اسلام پر خوب سر دہنا پہر قوم مزینہ سے
ہزار سوار آئے سرتاپا غرق فولاد سر پہ خود ابرو پر خم فتراک مین کمند قربوس مین

گرز البرز بازو پر کمان کمر مین تلوار ہاتہہ مین نیزہ اور اونکے آگے آگے اونکا
سردار تہا نشاء جرأت مین چور بادۂ شجاعت سے سرشار تہا تین سپہرے
اوسکے آگے اوڑتے جاتے تہے عجب لطف دکہاتے تہے سفیان نے اونکا
حال پوچہا عباس نے کہا کہ ایک شہر مزینہ ہے جو قریب مدینہ ہے یہہ وہانکا
لشکر ہے جرأت مین بہرا سراسر ہے سپر ٹڈی دل کیطرح جہینہ کا لشکر آیا
اوسنے اور ہی رنگ دکہایا صف کے آگے اونکا افسر تہا لوہے مین ڈوبا
ہوا سراسر تہا چہرہ پر آہنی نقاب تہی عجب طرح اوسکی آب و تاب تہی اوسکے
روبرو چار سپہرے کہلے تہے باہم رنگ ڈہنگ مین ملے چلے تہے اوسکی
رفاقت مین آٹہہ سے سوار تہے یکتای روزگار تہے مشہور شہر و دیار تہے
جرأتین اونکی حد سے بڑہی تہین آستینین کہنیون تک چڑہی تہین ننگی تلوار
ہر ایک کے ہاتہہ مین تہی شجاعت و پردلی بات بات مین تہی تکبیرون کے نعرے
مارتے وہ بہی روانہ ہوئے وحشت و وحشت سفیان کے لیے بہانہ
ہوئی آخر الامر بعد بہت دیر کے لشکر خاص حضرت آیا جسکے کروفر کے
بیان کی طاقت طاق ہے اسلیئے کہ صحبت مین طول ہوا اور اصل قصہ کا
چہوڑنا شاق ہے خلاصہ یہہ کہ جہان سے جہان تک نظر کام کرتی تہے
سر ہی سر نظر آتے تہے فوج کا ہیکو تہی سمندر موجین مارتا تہا حضرتکی
پشت سر سپاہ تہی اور روبرو حضرت امیرؑ سر پر خدا کا سایہ جلو مین جبرئیل
امین آستینین چڑہائے دامن اوٹہائے چلے جاتے تہے ع
شدہ از سنانہائی بالا بلند ٭ الف ہائی انا فتحنا بلند
برافراخت ایمان بعیوق سر ٭ کہ شد جیب داماں اوپر گہر

عجب قدرت خدا کی دکھائی دیتی تھی وہ سہانا وقت نورانی صورت سفید
لباس زمین سے آسمان تک نور کا ایک تتق بندہ گیا تھا اس شوکت شان سے
حضرت جب قریب حرم پہونچے تو حرم محترم خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا بقول فاضل

حرم چون عزیزی یکے خاندان + کہ در دست اعدا فتد ناگہان
دران قوم سختی کشد روز و شب + زبید او شان جان بیاید بلب
پس آنگہ بتائید پروردگار + بیاید قویش با آن اقتدار
کہ کس را نماند مجال ستیز + در آن وقت دارد چہ ذوق ای عزیز
چہا میکشد از نشاط و سرور + کہ یکبارہ شد قسمتش چند سور
یکی رستن از دست آن دشمنان + دوم باز پیوستن دوستان
دگر گشتن از رنج و سختی خلاص + بعز و شرف یافتن اختصاص
در آن روز از مقدم آنجناب + حرم داشت آن شادی بیحساب

پھر حضرت جب داخل مسجد ہوئے اور اوسکے در کھلے تو یہہ معلوم ہوا کہ اوس نے
گلے لگنے کو ہاتھہ پھیلا دیئے سے بشوق ملاقات با صد نیاز + ز در وا از
مسجد بغل کردہ باز + پھر تو حضرت نے جابجا تشریف لیجا کے تمام مناسک
ادا کیئے چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے وَجُسْتَ خِلَالَ الْمَرْوَتَيْنِ فَلَمْ
تَدَعْ + حَطِيمًا وَلَمْ تَتْرُكْ بِبَكَّةَ مَشْعَرًا + خلاصہ یہہ کہ کوئی مقام
نہ بچا جو نور قدم سے منور نہ ہوا صفا مروہ حطیم زمزم مشعر سبھی مقام
آپکا گذر ہوا طَلَعْتَ عَلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ بِعَارِضٍ + يَمُجُّ نَجِيعًا مِنْ
ظُبَى الْهِنْدِ أَحْمَرًا + آفتاب عالمتاب کیطرح طلوع کیا آپ نے خانہ قدیم
خدا پر ساتھہ ایک لکہ ابر کے جو برساتا تھا خون سرخ سیاہی مائل یعنی خون

دل ہندی تلواروں سے پس خلاصہ یہہ ہوا کہ عارض پر نور اور چہرہ آپ کا
آفتاب عالمتاب کیطرح چمکتا تھا اور آپ کے پیچھے فوج ظفر موج گھنگھور گھٹا کی
طرح چھائے ہوئے تھی اور بجلی کیطرح اوسمین تلوارین کوندہی تھین
اور وہ گھٹا ڈھیری سرخ خون سے بھری کھڑی تھی کہ اگر ذرا آپ کا
اشارہ پاتی تو فورًا سروہیون کے ذریعہ سے خون دل قریش کا موسلا
دھار مینہ برساتی اور آپ اوس فوج کے آگے اسطرح کھڑے تھے کہ جیسے
ابر ہٹکے بادل پھٹکے سورج نکل آتا ہو فَأَلْقَى إِلَيْكَ السِّلْمَ مِنْ بَعْدِ
مَا عَصَى + جُلَنْدَى وَأَعْيَى تُبَّعًا ثُمَّ قَيْصَرًا جو اہل مکہ بوجہ
کمال سرکشی کبھی عمان یا یمن یا روم کے بادشاہون سے بھی نہین
دبے وہ آپ کے سامنے کان دبا کے بکریون کیطرح گردنین ڈالے
صلح کے لیئے حاضر ہوئے گویا چادر ہلا کے پناہ مانگنے لگے وَأَظْهَرْتَ
نُورَ اللهِ بَيْنَ قَبَائِلٍ + مِنَ النَّاسِ لَمْ تَبْرَحْ بِهَا الشِّرْكُ نَيِّرَا
جن ناریون مین ہمیشہ شرک کی آگ بھڑکتی تھی لوکے اوٹھتے تھے آپہی کا
کام تھا کہ آپ نے نور خدا یعنے نور توحید کو اونمین ایسا چمکا دیا کہ آجتک
بیٹھتے اوٹھتے لا اله الا الله اونکے ورد زبان ہے گویا کلمہ طیبہ تکیہ
کلام ہوگیا ہے وحدانیت کا سکہ جاری ہے اور توحید کے کوڑی پھیری
ہو اونمین کہ بے ذکر توحید کسیطرح چین ہی نہین پڑتا اونمین ہر روز
پانچ بار نماز پڑھتے ہین اور ہر نماز مین کئی بار اذان و اقامت و قیام و
قعود بلکہ تعقیب نماز مین مکرر ذکر توحید ہوتا ہے وقت ولادت لڑکے کے
کان مین اذان دیجاتی تھی کہ پہلے پہل توحید و تمجید خدا ہی سے کان آشنا

یون پہر اور کوئی صدا اونہین جائے اور تلقین میت مین بہی ذکر تو حید آتا ہی
وَکسَّرتَ اَصنَامًا طَغَت حُمَاتُھَا + بِسَیفِ الوَصِیِّ اللَّذِینَ حَتّٰی تَکَسَّرَا
آپ کی برچھی گھنی ہوئی ہنسواڑی کے بتون مین نہین گڑہی بلکہ گویا اونکے
حامیون کے دلونپر پڑی ذوالفقار نے آپ کے مشرکون کو پچھوڑا اور
گندم گون نیزے نے آپ کے بتون کو توڑا کتب اخبار و سیر موالف
و مخالف سے ثابت ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
طواف سے فارغ ہوکے پشت زین سے روئی زمین پر آئے تو دست
وست خدا بازوین جناب امیر المومنین اپنے دست حق پرست مین تہام لیا
اور بطور جبل قدمی ٹہلتے ہوئے چلے قریب بتون کے اور دور حرم مین ان
لوگون نے تین سے ساٹہہ بت نصب کیئے تہے پس حضرت ہر بت کے
پاس جاکے نوک نیزہ یا عصا سے جیساکہ کشاف مین ہے یا عصا کے
کج سے جیساکہ مواہب لدنیہ مین ہے ہر ایک بت کیطرف اشارہ فرماکے
کہتے تہے جَآءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَھُوقًا
آیا حق اور دور ہوا باطل اسلیئے کہ باطل زائل ہی ہونیوالا تہا پس فورًا وہ
بت مونہہ کے بہل گرکے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا تہا حالانکہ مشرکون نے
بڑا اہتمام کیا تہا سیسا پلا پلاکے اونہین مضبوط کردیا تہا جیساکہ مواہب
لدنیہ وغیرہ مین ہے اور جب یہہ چہوٹے چہوٹے بت چکنا چور ہوچکے
تو بڑے بت باقی رہ گیئے کہ جنہین مشرکون نے بہت بلندی پر نصب کیا
تہا اسلیئے کہ کسی کا ہاتہہ وہان تک نہ پہونچے دور ہی سے پوجا پتری
ہوجائے پس بنابر روایت زین الفتی و روضۃ الصفا وغیرہ حضرت امیر نے

جناب رسالتمآب سے عرض کی کہ یا حضرت آپ میرے شانے پر بلند ہوکے
بت شکنی فرمائین حضرت نے فرمایا کہ تم بار نبوت نہ اوٹہا سکوگے بلکہ تمام دنیا
بہی اس بات پر قدرت نہین رکہہ سکتی جیساکہ زین الفتی مین لکہا ہے بلکہ زین الفتی
مین یہہ بہی لکہا ہے کہ حضرت نے یہہ فرماکے پائی مبارک دوش حضرت امیر
پر رکہا پس قریب تہا کہ ہڈیان اونکی سرمہ ہوجائین اور بیتاب ہوکر وہ چیخنے
لگے اور عرض کی کہ الامان الحفیظ ای رسولخدا مین بار نبوت سے کبہی جانبر
نہو سکونگا پس حضرت نے پائی مبارک اوٹہالیا اور فرمایا کہ یا علی دیکہو یہہ
بار نبوت ہی پہر خود حضرت جہکے اور حسب الحکم حضرت حضرت امیر اونکے دوش
مبارک پر بلند ہوئے چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے رقیت باسمی
غَارِبٍ اَحجَمَت بِہٖ + مَلَائِکٌ یَتلُونَ الکِتَابَ المُسَطَّرَا
بلند ہوئے آپ اوس عالیشان شانے پر کہ جسکے گرداگرد خلقۃ زن تہے
ملائکہ مقربین اور تلاوت کر رہے تہے قرآن مجید کو بِغَارِبِ خَیرِ المُرسَلِینَ
وَاَشرَفِ الاَنَامِ + وَاَزکٰی نَاعِلٍ وَطَأَ الثَّرٰی دوش مبارک پر
اوس نبی کے کہ سب نبیون سے افضل تہے اور تمام دنیا مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے
فَسَبَّحَ جِبرَئِیلُ وَقَدَّسَ ھَیبَۃً + وَھَلَّلَ اِسرَافِیلُ رُعبًا وَکَبَّرَا
یہہ حال دیکہہ کے حضرت جبرئیل و اسرافیل پہولون نہ سماتے تہے اور مارے
خوشی کے بیساختہ اور بے تحاشا تکبیرین کہتے تہے اور ہر ہر ٹن سوبہے
کرتے تہے فَیَا رُتبَۃً لَو شِئتَ اَن تَلمِسَ السُّھَا + بِھَا لَم یَکُن
مَا رُمتَہٗ مُتَعَذِّرَا اللہ اللہ کیا رتبہ پایا آپ نے اور کس بلند مقام پر
پہونچے کہ اگر وہ سہا کا چہونا چاہتے تو بے تکلف چہو لیتے سہا ایک

جھوٹے جھوٹے تارے ہین کہ جب عرب وغیرہ کو تیری نظر کا امتحان منظور ہوتا ہے
تو اونہین دیکھتے ہین ؎ و یا قدمیہ ای قدس وطئتما + وای مقام
قمتما فیہ انورا ای مبارک پاؤن واہ کیا کہنا کس نورانی مقام
پر تم ٹہرے کہ جہان جبرئیل کے بہی پر جلتے تھے ؎ بحیث اقاءت سدرۃ
العرش ظلہا + بضوجیہ فاعتدت بذلک مفخرا اوس
مقام پر تم جاگزین ہوئے کہ جسکے سایہ سے عرش و کرسی و سدرہ کو
افتخار ہوا جبکہ سایہ اوسکا عرش کے دونون کنارون پر پڑا خلاصہ یہہ کہ بحکم
مقبول خدا کا عرش فرش تہا اوسکا شانہ تمہارا فرش ہوا ؎ وحیث الوصی
المتشعشع فائض + من المصدر الاعلی تبارک مصدرا
اور اوس مقام پر کہ جہان مبدا رفیاض سے برابر فیضان نور کے باعث
ایک تتق نور کا بندہا ہوا تھا روضۃ الاحباب وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ
جب جناب امیر عم شانہ حضرت پر بلند ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ یا علی اب تم
کس حال مین ہو حضرت نے عرض کی کہ غیب کی سب پردے مجہپر کہلگیے
ہین اور میرا سر ساق عرش برین تک پہونچا ہے جو چیز چاہون ابہی میرے
ہاتہہ مین آجاتی ہے حضرت نے فرمایا کہ یا علی زہے نصیب تمہارا کہ تم خدا کے
کام مین سرگرم ہو اور زہے نصیب میرا کہ ایسے حال مین مین بار تمہارا
کہ جو بار حق ہے اپنے دوش پر اوٹھائے ہوں اور ایک روایت مین ہے
کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہتے تھے اوتنا
بلند ہوئے عرض کی کہ قسم اوسی خدا کی جسنے آپکو گمراہون کے ہدایت کو
بہیجا اگر چاہون تو ابہی ہاتہہ میرا آسمان تک پہونچ جاتا ہے اور ابہی چاہون تو

اوسے پہول کیطرح اوٹہا کے زمین پر اولٹ دون حضرت نے فرمایا کہ اچہا
اب اپنے کام مین مشغول ہو حضرت نے بمجرد اس حکم کے ہبل کو مونہہ کے
بل زمین پر پہینکدیا پہر لات و منات وود و صواع و عزا وغیرہ کو بہی پتے
کیطرح اوکہیڑ کے پہینکدیا اور بات کی بات مین سبکو خاک سیاہ مین ملا دیا
اوسوقت قریش کی دلون سے دہوان اوٹہا اور عالم روشن آنکہون مین تیرہ و
تار ہو گیا مگر خوف ذوالفقار شیر بار حیدر کرار سے دم نہ مار سکے یہانتک کہ زبیر نے
سفیان سے کہا کہ عزیز من کچہہ تمہین اپنا جوش و خروش روز احد کا بہی یاد
ہے کہ دس دس ہزار آدمی کے مجمع سے ہمیہ پر اعلی ہبل کہہ کہکے دہاوا
کرتے تہے دیکہو آج تکلے سے بل نکل گئے ہبل مونہہ کے بل گرا تمہین
بل ہبل او سپر رونا پڑا سفیان نے کہا ای زبیر بہیر کی باتین نکر مجہپر کہلتا ہے
بجز ان دو نو بہائیون کے یعنے پیمبر و حضرت امیر کے جتنے کہڑے
ہین یہہ سب مشرک و بت پرست تہے یہی نہ کہ کسینے آج اسلام قبول
کیا کسینے کل پہر جب حضرت بت شکنی سے فارغ ہوئے تو کمال ادب سے
اپنی تئین شانہ حضرت پر سے گرادیا اور مسکرانے لگے جناب رسالتماب
نے سبب پوچہا عرض کی کہ ایسے بلند مقام سے گرا اور گزند سے محفوظ
رہا اسی پر مجہے تعجب و تبسم ہوا حضرت نے فرمایا کہ یا علی تمہین کیونکر ضرر
پہونچ سکتا تہا حالانکہ مینے تمہین اپنے کندہے پر اوٹہایا اور زمین پر جبرئیل
امین نے پہونچایا جیسا کہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ مین ہے ؎
فلیس صواع بعدہا بمعظم + ولا اللات معبود الہا و معفرا
آپکی بت شکنی کے بعد پہر کبہی لات و منات کی پرستش نہوئی اور صواع

وعزّ اونکی عزت نرہی لا ابنُ نُفیلٍ بعدَ ذاکَ ومِقیَسٌ + باقلٍ
مِنْ وَسَدٍ تُدعفر الترب + اور ابن نفیل ومقیس بہی باقی نرہے مع اوس
بت کے جسے سب کے پہلے آپ نے خاک مین ملایا خلاصہ یہہ کہ آپ کی بدولت
بت بہی نابید ہوئے اور بڑے بڑے نامی بت پرست بہی پیوند خاک
ہوئے اور تفصیل ہمنے شرح قصائد مین لکہی ہے صَدَمْتَ قریشًا
والرماحُ شواجرٌ + فقطعتَ من ارحامہا ما تشجّرا بڑا صدمہ پہنچایا
دیا آپ نے قریش کو اور کچہہ اونکی پروانہ کی لا کہہ وہ لمبے تڑنگے پرچہے
لئے بیٹہے رہے اور قرابت کا بہی پاس نہ کیا اونسے کہ جنہون نے
آبائی مذہب کے بیچ لیکے صاف انصاف کے خلاف کیا اور ٹہٹری بکر کا
راہ چلکو منصفون کی پگہڈنڈی اور عاقلون کے ڈہرے کو چہوڑ دیا
فلولا اناۃٌ فی ابن عمک جعجعت + بعضبک اجری من دم القوم ابحرا
پس اگر بردباری آپ کے چچازاد بہائی یعنے جناب رسالتمآب کے آپکی تلوار
شرربار کو نہ روک دیتے تو وہ خون قوم سراپا لوم کے ہزارون دریا بہادیتی
ولکن سرُّ اللہ شطّر فیکما + فکنت لتسطو ثم کان لیغفرا
لیکن راز خدا بٹ گیا تم دونون بہائیون مین تم آیہ غضب الٰہی تہے کہ برابر
حملے کرتے جاتے تہے گناہ گارون پر اور وہ آیہ رحمت تہے کہ قریش کی
خطائین معاف کرتے جاتے تہے اور اسی رحم و غیظ سے عدالت خدا
ترکیب پائی تہی واعظ کہتا ہے کہ یہہ فتح بہت بڑی فتح تہی کہ جس سے
حضرت کو اور خانہ کعبہ کو بڑی عزت ظاہری حاصل ہوئی اور اسی وجہ سے
اوسدن عید قرار پائی اور غسل کرنا اور لباس فاخرہ پہننا اور روزہ رکہنا

مستحب ہوا اور کامل ہوگئی اوسکی سبب سے وہ بشارت کہ جو حجی نبی
نے اپنے صحیفہ کے ب فصل مین تحریر فرمائی ہے کہ ،

כה אמר יהוה צבאות עוד אחת מעט
היא ואני מרעיש את השמים ואת הארץ
ואת הים ואת החרבה׃ והרעשתי את
כל הגוים ובאו חמדת כל הגוים ומלאתי
את הבית הזה כבוד אמר יהוה
צבאות׃ לי הכסף ולי הזהב נאם יהוה
צבאות׃ גדול יהיה כבוד הבית הזה
האחרון מן הראשון אמר יהוה צבאות
ובמקום הזה אתן שלום נאם יהוה צבאות׃

اور مین مرتعش کرونگا آسمانون اور زمینون اور بحر و بر کو اور متزلزل
کرونگا کل قومون کو اور آئیگا حیمدث یعنے محمد و ستودہ کل قومون کا
اور بہرونگا مین گہر اوسکا بزرگی سے یہہ فرمایا خداوند افواج نے اور اوس
زمانے مین میرے ہی لیئے چاندی ہوگی اور میرے ہی لیئے سونا یہہ فرمایا
خداوند افواج نے عظیم تر ہوگی بزرگی اوسکی اس پچہلے گہر کی یعنے کعبہ کی
پہلے گہر یعنے بیت المقدس سے یہہ فرمایا خداوند افواج نے اس آیہ اخیر مین
اشارہ ہے کریمہ ومن دخلہ کان امنا یعنے جو داخل حرم محترم خانہ
کعبہ ہوا اوسنے امن و امان پائی چنانچہ جناب رسالتمآب نے خود بہی اس
فتح مبین مین امن دی ہر اوس کو جو پناہ لیجائے طرف کعبہ کے طرفہ یہہ کہ

بعض اہل لغت عیسائی مذہب نے لکھا ہے کہ حیمدث معنیً و لفظاً مناسب احمد ہے مگر تحقیق بشارت مین باوجود اسکے یہہ شبہہ ہے کہ شاید حضرت نے یہہ نام تطبیق بشارت کے لیئے رکھلیا ہو اور انصاف یہہ ہے کہ اتنا اقرار اوسکا کہ حیمدث مطابق احمد ہے کافی و وافی اثبات دعوی مین ہمارے ہے اور باقی عذر بار و تجدید اسم خلاف اصل ہے اور نہ کسی موّرخ کے بیان سے ثابت ہے علاوہ یہہ کہ یہی احتمالات بشارت عیسیٰ مین جاری ہونگے کہ دیدہ و دانستہ اونہون نے اپنے تئین اون صفات سے موصوف کرلیا کہ جنسے بشارات سابقہ اونکے حق مین معلوم ہون رہی بشارت حمل [illegible] یعنی علما تو بوجہ اشتراک لفظ مذکور باکرہ اور مطلق زن جوان مین ناتمام ہے جیسا کہ خیال ہیو [illegible] ہے

والجواب المجوب

کتبہ بخط خادم میر علی رضا

موعظہ تیرہوان

تقبیہ بارہوین کا شامل مناظرہ لطیف پر اہل سنت سے بُت شکنی کے متعلق اور اشعار آبدار فریقین کے مبارکباد مین حضرت امیرؑ کے شانہ نبی پر جاکے بُت شکنی فرمانیکی پہر اشعار قصیدہ معتزلی جنگ حنین کے بیانمین اور ابو جرول پہلوان کی لڑائی حضرت امیرؑ سے اور خلیفہ اول وغیرہ کی بہگدڑ کا حال پہر کچہہ مطاعن خلیفہ اول کے اور اونکی پیشنمازی کی کہانی اور ولید کی لونڈیکے نماز پڑہانیکا لطیف قصہ اور خلیفہ جی کا انحراف اسامہ کے لشکر سے اور مختصر قصہ نزول سورہ ہل اتی کا اور ردّ شمس کا اور ابر سے آفتاب نکل آنیکا مظفر مروزی واعظ کو وعظ مین اور حسن اتفاق سے ابر کہلجانا جو ہوا مین اس وعظ کے دن اور تتمہ مدح حضرت امیرؑ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوشیدہ نرہے کہ جو حدیثین کل ہمنے متعلق بت شکنی حضرت امیرؑ کے ذکر کی
تہین اونسے دو شبہہ اہل سنت کو پیدا ہوے ہین پہلا شبہہ
یہہ ہے کہ لوگ اپنے لڑکون کو اکثر گود مین اوٹھالیا کرتے ہین اگر
جناب رسالتمآبؐ نے بہ نسبت جناب امیرؑ کے ایسا ہی کیا تو کیا فخر اور
ہرچند کہ یہہ شبہہ محض عناد قلبی حضرت امیرؑ سے ظاہر ہوا ہے اور اس
قابل نہین کہ اہل علم متوجہ اسکے حال کیطرف ہون لیکن رفع شبہہ عوام کے
لیئے چند وجہین روائح القران وغیرہ سے بتغیر یسیر مذکور ہوتی ہین
پہلی یہہ کہ احمد بن حنبل و ابو یعلی موصلی و خطیب و طبرانی نے اسی طرح
حضرت مین ذکر کیا ہے اور اسیطرح روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا

و زین الفتی و مواہب لدنیہ وغیرہ مین اور اگر یہہ امر مدح کا نہوتا تو یہہ علمای
اہل سنت ان کتابون مین عنوان فضائل سے کیون ذکر کرتے دوسرے
شعرای فریقین کا اسی مدح حضرت مین ذکر کرنا و تہنیت و مبارکباد مین اشعار
نظم کرنا چنانچہ ہفت بند کاشی مین ہے ؎ گر بدی بالاتر از عرش
برین جائی دگر ✤ گفتمی کانجاست جایت یا امیر المومنین ✤ لاادری
چونکہ بر کتف نبی بالاتر از عرش برین ✤ زین سبب شد جای بر بایت یا امیر المومنین
اور قریب اس مضمون کے شافعی کا کہا ہے ؎ یا رب بالقدم
التی اوطئتہا ✤ من قاب قوسین المحل الاعظما ✤ ای میرے
پروردگار واسطے اوس قدم مبارک کے کہ جسنے پامال کیا اوس مقام عالی کو
کہ جو بزرگ و بلندتر تہا قاب قوسین سے بہی خلاصہ یہہ کہ پیغمبرؐ کین عرش
اور اونکا شانا اونکی نشستگاہ سے یقینا بلند تہا اور وہی شانا مقام جناب
امیرؑ ہوا تو البتہ مقام پائی مبارک حضرت مقام نبی سے بلند و برتر ٹہراے
وبحرمۃ القدم التی جعلت لہ ✤ کتف المؤید بالرسالۃ سلما
اور برکت و حرمت سے اوس قدم مبارک کے کہ جسکا زینہ دوش نبی قرار پایا
ثبت علی متن الصراط تکرما ✤ قدمی وکن لی محسنا و مکرما
ثابت قدم رکہہ مجہے پل صراط پر اور احسان و احترام مین میرے کوئی
دقیقہ نہ اوٹہا رکہہ تعجب ہے کہ شاہ صاحب نے تحفہ مسروقہ مین باوجود
کمال تعصب مان لیا ہے کہ یہہ اشعار شافعی کے ہین لاادری
ای والدہ شہان بحکم تو باج نبی ✤ وی بعد نبی بر سر تو تاج نبی
آنی تو کہ معراج تو بالاتر شد ✤ یک قامت احمدی ز معراج نبی

فاضل فیضی شعراء اہلسنت مین سے ہے لکھتا ہے ؎ امامیکہ روز وفات
پیمبر ✢ خلافت گزار و بماتم نشیند ✢ زہی نقش پائی کہ بر دوش احمد ✢
ز مُہر نبوت مقدم نشیند ✢ لا اذکر علی بر دوش احمد چشم بد دور
عیان شد یعنی نورٌ علیٰ نور ✢ دوسرے جناب رسالتمآب کا مرتبہ
ظاہر ہے کہ بہتر سب نبیون سے تھے پس بالفرض اگر اور کوئی نبی حضرت کی
خدمتمین آتا تو اونکے پاؤن چومتا قدم لیتا اور جن و انس پر فخر لیجاتا چہ جائیکہ
ہمارے حضرت کے سامنے خود جناب رسالتمآب نے سر و شانہ جھکا دیا
اور اوس جناب کو اپنے شانے پر کہ جو عرش و کرسی سے بھی بلند تھا بلند
کیا اور پای مبارک نے مہر نبوت کو مس کیا حالانکہ حال عکاشہ بہت مشہور
ہے اور اگر اسکا عشر عشیر اصحاب ثلاثہ کی نسبت ظہور پاتا تو یہہ لوگ اتنا
غل مچاتے کہ تعریف سنتے سنتے کانون کے پردے اوڑ جاتے تیسرے
یہہ کہ اس سانحہ مین علاوہ اس احترام مذکور کے اور بھی کئی دلیلین فضیلت
کی ہین از انجملہ یہہ کہ عمل خیر بہت بڑا امر تھا پس جب ایسے اشرف خلق
کے ایسے افضل اعمال مین کوئی شریک و سہیم ہو تو وہ کیونکر افضل نہوگا
اور اگر یہہ باعث فضیلت نہوتا تو حضرت موسیٰ حضرت ہارون کے لیئے
کیون یہہ دعا کرتے کہ اَشْرِکْہُ فِیْ اَمْرِیْ یعنے خداوندا میرے شریک حال
کر ہارون کو اور جناب رسالتمآب حضرت امیرؑ کے بارے مین کیون دعا
کرتے وَاجْعَلْ لِیْ وَزِیْرًا مِنْ اَھْلِیْ عَلِیًّا اَخِی اشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ
وَاَشْرِکْہُ فِیْ اَمْرِیْ یعنے خداوندا گردان واسطے میرے ایک وزیر میرے
اہل و عیال سے وہ کون کہ علیؑ بھائی میرا مضبوط کر دے بسبب اوسکے

پشت میری اور اوسے میرے شریک حال کر اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی حاکم
یا عالم اپنے کسی ملازم یا شاگرد کو حکمرانی یا تصنیف کتاب مین شریک کرے یا
اپنی جگہہ پر بٹھالے تو اس سے اوسکی بڑی عزت ہو جائیگی از انجملہ
یہہ کہ حضرت نے نصرت و مدد جناب رسالتمآب بت شکنی مین فرمائی اور ظاہر
ہے کہ مدد نبی کی بڑی فضیلت رکھتی ہے خصوصًا ایسے امر خیر مین اور اسی
مقام سے ہے کہ کلام صاحب کشاف و صاحب مواہب لدنیہ سے ظاہر
ہوتا ہے کہ کریمہ وَاجْعَلْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا یعنے خداوندا
گردان تو میرے لیئے اپنی طرف سے بادشاہ مددگار اوسی روز نازل ہوا
پس معلوم ہوا کہ بادشاہ مددگار مراد حضرت امیر علیہ السلام ہین کہ وہی اوس روز
مددگار سید مختار ہوئے تھے از انجملہ یہہ کہ خانہ کعبہ سب مقامون سے افضل
ہے پس وہ جناب جب بت شکنی مین کعبہ پر گئے تو البتہ افضل ہوئے
اور ادریس و عیسیٰ و جناب رسالتمآب کو جو فضیلت بالائی آسمان جانے
سے ہوئے وہ محل تامل نہین اور قرآن مجید مین مذکور ہے چنانچہ حضرت
ادریس علیہ السلام کے بارے مین ہے وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا اور بلند کیا
ہمنے اوسے مقام عالی پر غار پست مین حضرت کے ساتھہ جانا تو باعث
فخر و بلندی ابوبکر ہوا اور حضرت کا ایسے مقام بلند پہ پہونچنا باعث
فضیلت نہو یہہ محض تعصب ہے اوج و حضیض پستی و بلندی مین
بڑا فرق ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک از انجملہ یہہ کہ حضرت نے
مثل جناب رسالتمآب بت شکنی کی اور بالاتر حضرت ابراہیمؑ سے کہ
اونہون نے غیبت مشرکین مین پوشیدگی سے بت شکنی کی تھی اور

ہمارے حضرت نے مجمع عام قریش مین ظاہر بظاہر بت شکنی فرمائی اور
جیساکہ اس عمل عظیم مین حضرت کو مساہمت جناب رسالت مآب و حضرت
ابراہیمؑ سے ہوئی اوسیطرح لقب شریف مین بھی مساہمت حضرتین
سے تھی ہر چند کہ سب نبیو نکے القاب مشہور ہین مثل کلیم اللہ و روح اللہ
وغیرہ مگر لقب حضرت ابراہیم یعنی خلیل اللہ کی مجانست فقط اونکی اونہین
دونون فرزندون کی کہ جو قدم باقدم اور خلف الصدق اونکے تھے
پائی گئے یعنے حبیب اللہ اور ولی اللہ مین اور مناسبت معنوی خلیل و
حبیب و ولی اہل فہم پر پوشیدہ نہین علاوہ یہہ کہ حضرت امیر علیہ السلام
کے خطاب مقرر ہونے مین انبیائے سابقین کیطرح اشعار و ایماء سے
کہ یہہ بھی اوسی پائے کے تھے اور رتبے کی راہ سے اونہین مین محسوب تھے
پس یہہ سر لقب ولی اللہ ہے کہ جسپر اکثر ظاہرین متنبہ نہین از انجملہ
یہہ کہ سن شریف حضرت کا فتح مکہ مین اکتیس برس کا تھا ہمارے حضرت
نہ نابالغ تھے اور نہ پیر نابالغ پس اونکا اوٹھانا لڑکون کا گود مین لینا
نہ ٹھرا اور اگر قیاس کو دخل دینگے تو اول تو وہ ہمارے مذہب مین صحیح
نہین دوسرے یہہ کہ اونکے خلفاء وغیرہ سے بھی اوسکا انکار منقول ہے
پس ہمارے مقابل مین بلکہ عموماً پابندی قیاس خلاف قیاس ہے
علاوہ یہہ کہ ہر قیاس مین چار رکن ضرور پائے جاتے ہین اصل فرع
جامع حکم اور اس مقام پر ارکان ثلثہ اصحاب ثلثہ کیطرح بے اصل
ہین پس رکن رابع کیونکر پایا جائیگا تفصیل اجمال یہہ ہے کہ اصل
بلند کرنا اطفال کا ہے اور یہہ ثابت نہین کہ اطفال کا بلند کرنا منافی

احترام ہو یا اوسکے ساتھہ جمع نہو سکے اور فرع بلند کرنا جناب امیرؑ کا ہے
اور فارق سابق مین مذکور ہوا پس فرعیت بھی غیر مسلم ہے جوان کا بلند کرنا
کسیطرح فرع اطفال کے بلند کرنیکا نہین ہو سکتا اور محبت اطفال اور
اندیشہ اونکے گر پڑنیکا جامع ہے اور تحقق ایسے مصالح کا بلند کرنیمین حضرت
امیر علیہ السلام کے ظاہر البطلان ہے پس رکن رابع کیونکر پایا جائیگا پس قیاس
خلاف قیاس ہوگا اور دلیل بطلان اصل روایت دارقطنی ہے کہ جاء الحسنؑ
لِاَبِیْ بَکْرٍ وَھُوَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صؐ فَقَالَ اَنْزِلْ مِنْ مَجْلِسِ اَبِیْ
فَقَالَ صَدَقْتَ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَجْلِسُ اَبِیْکَ ثُمَّ اَخَذَہٗ وَاَجْلَسَہٗ فِیْ
حِجْرِہٖ وَبَکٰی یعنی ایک روز ابوبکر منبر رسول خداؐ پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ حضرت
امام حسنؑ تشریف لائے اور اوس سے فرمانے لگے کہ منبر سے اوتر
اسلئے کہ یہہ میرے والد کی جگہہ ہے تجھہ تیرے باپ کی نہین اوسنے عرض
کی کہ بخدا مین بھی اسے آپ ہی کے والد کی جگہہ جانتا ہون پھر امام حسن علیہ السلام
کو گود مین لے لیا اور رونے لگا ابن حجر سنگدل بعد نقل کرنے اس
روایت کے کہتا ہے فَانْظُرْ لِعَظِیْمِ مَحَبَّۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَتَعْظِیْمِہٖ
وَتَوْقِیْرِہٖ لِلْحَسَنِ حَیْثُ اَجْلَسَہٗ عَلٰی حِجْرِہٖ وَبَکٰی پس دیکھو تو کہ خلیفہ
اول کسقدر محبت رکھتے تھے امام حسن علیہ السلام سے اور کسقدر تعظیم و تکریم
کرتے تھے اونکی بے تکلف اونہین اپنی گود مین بٹھا لیا اور زار زار رونے
لگے اب دیکھنا چاہیے کہ ابوبکر کی نیکی تو ابن حجر اس حدیث سے
کیا جلدی سمجھہ گیا اور وہ نکتہ ہرگز خیال مین نہ لایا کہ امام حسنؑ نے کیونکر
الزام دیا خلافت مآب کو اور صدیق لقب سے کیونکر تصدیق اونکی جناب کی

کی واخرج الحاکم عن ابن عباسٍ قال اقبل النبیؐ وقد حمل الحسن علی
رقبتہٖ فلقیہ رجلٌ فقال نعم المرکب رکبتہ یا غلام فقال رسول اللہ
نعم الراکب ھو ذکرہ فی المشکوٰۃ روایت کی حاکم نے عباس سے کہ تشریف
فرما ہوئے جناب رسالتمآب اور دوش مبارک پر امام حسن تھے پس اثنائے
راہ مین ایک شخص نے کہا کہ ای حسنؑ کیا اچھی تمہاری سواری ہے پس
جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ نہین بلکہ کیا اچھا سوار ہے میرا واخرج
ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی بکرٍ قال کان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یصلی بنا فیجی الحسن وھو ساجد وھو اذ ذاک صغیر
فیجلس علی ظھرہ ومن علی رقبتہ فیرفعہ النبیؐ رفعًا رفیقًا
فلما فرغ من الصلوٰۃ قالوا یا رسول اللہ انک تصنع بھذا الصبی
شیئًا لا تصنعہ باحدٍ فقال ان ھذا ریحانتی وان ھذا ابنی وحسبی
ان یصلح اللہ بہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ مین ابو بکر سے روایت کی ہے
کہ جناب رسالتمآب اکثر اوقات نماز پڑہتے تھے اور سجدے ہی مین رہتے
تھے کہ ناگاہ حضرت امام حسن علیہ السلام بسبب صغر سن آکے کبھی کبھی
اونکی پیٹھ پر بیٹھ جاتے تھے اور کبھی گردن پر سوار ہوتے تھے اور جب
وہ جناب سجدہ سے اوٹھتے تھے تو بہت آہستہ آہستہ اوٹھتے تھے
تاکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو کسیطرحکا صدمہ نہ پہونچے پس لوگون نے
عرض کی کہ یا رسولخدا آپ اس لڑکے سے جو محبت کرتے ہین وہ کسی سے
نہین کرتے حضرت نے فرمایا کہ ایسا کیونکر نہو حالانکہ یہہ میوہ دل اور خوشبو
میری ہے اور یہہ فرزند میرا ہے کافی ہے مجھے اسکی یہہ فضیلت کہ خدا

بسبب اسکے مسلمانون کی دو جماعتون مین صلح کریگا وعن عقبۃ
بن الحرث قال رایت ابا بکرٍ حمل الحسینؑ وھو یقول
بابی انت شبیہٌ بنبیٍ لست شبیھًا بعلیؑ اور عقبہ بن
حرث سے ہے کہ ابو بکر کو دیکھا مینے کہ اونہنے حضرت امام حسین علیہ السلام
کو گود مین اوٹھا لیا اور کہنے لگا کہ اوس شخص کے باپ کی قسم کہ تم نبی سے
مشابہ ہو اور علی سے مشابہ نہین اور ابن حجر لکہتا ہے حملہ الصدیق
علی عاتقہ اکرامًا لاھل البیت المحمدی انتہی ملخصًا
یعنی ابو بکر نے امام حسین علیہ السلام کو جو گود مین لیلیا تو اوسی تعظیم و
تکریم اہلبیت نبی منظور تھی اب دیانت و امانت افاضل اہلسنت کے
تماشے کے قابل ہے کہ اثبات نیک نہادی خلیفہ صاحب کے لئے اونکا
حسنین کو گود مین لے لینا تعظیم و تکریم اہلبیت پر محمول کرتے ہین حالانکہ
جب وہ اونہین اوٹھاتے تھے تو اونکی والد کی جگہہ پاؤن سے دباتے
تھے پس اس توہین نے اوس احترام کو تباہ و برباد کیا اور جناب رسالتمآب
کے حضرت حسنین اور حضرت امیر کے بلند کرنیکو احترام پر محمول نہین
کرتے حالانکہ تمام حاضرین و ناظرین و سلف صالحین صحابہ و تابعین
بلکہ جمیع علمای کاملین ہمیشہ سے یہی سمجھتے چلے آئے کہ دونو مقام
مذکورین مین فعل جناب رسالتمآب بقصد اظہار شرف و تعظیم و تکریم کے
واقع ہوا پس ایک ہی بات مین ایک جگہہ جو خلیفہ صاحب کی فضیلت
کا موقع ہاتھ لگا تو اوسکا اقرار کیا اور جب جناب امیرؑ کا اوس سی نفع
دیکھا تو جھٹ پٹ بے تکلف اوسکا انکار کر دیا سچ ہے جھوٹ کے

پاؤن نہین ہوسکتے دروغ گو را حافظہ نباشد دوسرا شبہہ یہہ ہے
کہ بنا بر روایت روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب وغیرہ ثابت ہے کہ
حضرت امیرؑ سے بار نبوت نہ اوٹھ سکا اور خود اونہون نے اعتراف کیا کہ
سب عضو ٹکڑے ٹکڑے اور سب ہڈیان اونکی اوس بار سے سرمہ
ہوئی جاتی ہین اور پیغمبر نے بھی بتصریح فرمایا کہ یا علی تمسے میرا بار کہ جو بار نبوت
ہے نہ اوٹھ سکیگا اور وہی یار غار نے شب غار اپنے دوش پر اوٹھالیا
پس یہہ ثابت ہوا کہ وہ علی سے افضل تھے اور اسکا جواب کئی طور سے ہے
پہلے یہہ کہ یہہ کتابین ہمارے مذہب مین معتبر نہین اور نہ ہمارے
حدیثون سے اسکا کچھہ پتا لگتا ہے دوسرے یہہ بھی ثابت نہین
کہ شب غار یار غار بلکہ یار غار نے حمالی اختیار کی ہو تیسرے بنا بر روایت
ابن عباس وغیرہ حضرت نے یہہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کے لوگ اسپر قادر
نہین کہ میرے کسی عضو کا بار اوٹھا سکے پس اثبات و اظہار فضیلت صدیق
لقبی کے لیئے تکذیب مخبر صادق آپکی ہو تو ہو چوتھے کلام مذکور
گویا تفسیر ہے کریمہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنے اگر نازل کرتے ہم
قرآن مجید کسی پہاڑ پر تو دیکھتے تم کہ ہماری ہیبت سے وہ پہاڑ بالکل دبجاتا
بلکہ چیر پہاڑ سے اوکہڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ظاہر ہے کہ ہمارے
اوسی بار قرآنی کے کہ جو لب نبوت تہا حامل و حافظ و محافظ تہے پس
اونکا بوجہ بطریق اولے پہاڑ سے بھی اوٹھانا ممکن نہ ہوگا اور ظاہر ہے
کہ خلیفہ صاحب پہاڑ سے زیادہ سنگ لاخ اور لوہے سے زیادہ سخت تہے گو سنگدل

زیادہ تر ہون مگر پہر بھی تابکے آخر کو ضرور دب نکلتے پس معلوم ہوا کہ یہہ
تحمل غیر حقیقی بھی ویسا ہی تحمل تہا کہ جیسا سفیون کے حق فراموش
حافظ قرآن مجید کا تحمل کرتے ہین بہرطور ہمارا مطلب حاصل کہ محبت خلیفہ
صاحب مین یہہ لوگ تکذیب نبی تو کیا خدا کے جہٹلانے پر بھی بند نہین
ایمان و اسلام سے کیا مطلب فقط دوستی ثلثہ سے کام ہو پانچوین
ہمیشہ حضرت کنکر پتہر خاک مٹی پر چلتے پہرتے تہے کبھی ملائکہ نے حضرت
کی سواری دی ہے اور کبھی گہوڑے گدہے خچر نے اونکی باربرداری
کی ہے پس اگر اونہین کے ہمجنس خلیفہ صاحب بھی ہون تو کیا فخر
چنانچہ جزری کہتا ہے وَيَرْكَبُ الْفَرَسَ ثُمَّ الْبَغْلَةَ چہٹے انصاف
کی بات تو یہہ ہے کہ جو جس مصرف کا ہو اوس سے وہی کام لیا جائے
اور پیغمبر سے زیادہ کون عادل و منصف ہوگا پس فعل نبی سے صاف
ظاہر ہوا کہ حضرت علی کو اونہون نے اسی لائق جانا کہ اپنے دوش
مبارک پر بلند گردانا تا کہ علو علی عالی ظاہر ہو اور اونکے رتبہ کا ہر دوست و
دشمن ناظر ہو ع گر بر سر و چشم من نشینی * نازت بکشم کہ نازنینی *
اور خلیفہ صاحب کو محض حمالی کے قابل تصور کیا کہ اونہین دراز گوش کا
منصب دیا خلاصہ یہہ کہ حضرت کے نزدیک وہ دراز ریش باین
ریش و فش دراز گوش اور خرنا مشخص سے کم نہ تہے چنانچہ جناب مفتی صاحب
فرماتے ہین ع وَلَوْ اَنْ صَحَّ عِنْدَ اُولِی النُّظَّارِ * فَقَدْ رَكِبَ
النَّبِیُّ عَلَى الْحِمَارِ یعنی اگر خلیفہ صاحب کا اوٹھالینا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ثابت بھی ہو تو اونہین تو دراز گوش ہی اوٹہانے

اوٹھائے پھرتا تھا **واہ سُبحان اللہ** جس دلیل سے مخالف چاہتا تھا
کہ خلیفہ صاحب کو خیر البشر شافع روز محشر ساقی کوثر حیدر صفدر پر معاذ اللہ نقل
کفر کفر نباشد ترجیح دیں اوسی دلیل سے گدہے کو ترجیح خلیفہ صاحب پر ثابت
ہو گئی اسلیئے کہ انسے اگر ایکبار بیہ امر ظاہر ہوا تو اونسے تو بار بار اور بارہا بار
حضرت اوٹھایا منزلون پہونچایا خر عیسی تو ہمیشہ سے سنتے آتے تہے بیہ خر
محمد نیا نیا ہاتھہ لگا خیر یہانتک بہی غنیمت ہے سچ تو بیہ ہے کہ انہین خر بننیکی بہی
لیاقت نہ تہی خر کا انجام تو نجیر ہوتا ہے بیہ ایسے خر تہے کہ انہون نے اپنے
انجام کی بہی خبر نہ رکہی خر کے تو دم ہوتی ہے تقاضائی سن سے ان بیچارونکی
تو دم بہی گم تہی ع دم گر گئی پر جہڑ گئے پہرتے ہین لنڈورے + ہان مگر
دم کا نعم البدل انہون نے موہنہ پر ڈاڑہی پائی ہو تو کیا عجب پہر بیہ شعر انکے
حسب حال مناسب ہے ع ذَهَبَ الحِمَارُ لِيَسْتَفِيدَ لِنَفْسِهِ + قَرْنًا فَابَ
وَمَا لَهُ اُذُنَانِ بیچارہ خر آرزوے دم کرد + نایافتہ دم و دو گوش گم کرد
پہر فاضل ستنرلی فرماتی ہین وَرَدْتَ حُنَيْنًا وَالمَنَايَا شَوَاخِصُ + فَذَلَّتْ
مِنْ أَعْلَى كَاهِلِهَا مَا تَوَعَّرَا آپ پہر حنین پر جا پڑی حالانکہ موتین چشم براہ منتظر
تہین خلاصہ بیہ کہ جس لڑائیمین موت موہنہ کہولے آنکہین نکالے بیٹہی تہی
کہ جیسے پاجائے فوراً اوسے کہا جائے ایسی ہیبتناک لڑائی مین بیباک
شیر ببر کیطرح جا پڑے اور صفین اولٹ دین اور جو لوگ رکن رکین و
صدر نشین بزم رزم تہے اونہین بات کی بات مین تہ تیغ بیدریغ کیا اور
ساری ناہمواری اون گمراہی کچلا ہون کی آپنی کہو دی فَكَمْ مِنْ دَمٍ
أَضْحَى بِسَيْفِكَ قَاطِرٌ + بِهَا مِنْ كَمِيٍّ قَدْ تَرَكْتَ مُقَطَّرًا +

پس کتنے ہی خون آپ کی ذوالفقار شرربار سے ٹپک گئے کہ جو نکلو تہے اون
بہادرون سے کہ جنکی پاش پاش لاشین خاک و خون آلودہ ریگ گرم میدان نبرد
مین آپنی چہوڑ دین تہین **خلاصہ** بیہ کہ جو لاشین ٹکڑے ٹکڑے کر کے
اونپر زمین ڈالدی تہین اونہین کے خون کا ٹپکا لگا ہوا تہا آپ کی تلوار سے
وَكَمْ فَاجِرٍ فَجَّرْتَ يَنْبُوعَ قَلْبِهِ + وَكَمْ كَافِرٍ فِي التُّرْبِ أَضْحَى مُكَفَّرَا
کتنے ہی فاجرون کے چشمہ دلکو آپ نے منفجر کر دیا اور کتنی ہی کافرون کو
پیوند خاک بنایا واقعی بیہ لڑائی بہی یادگار تہی سات آٹہہ بنی ہاشم میدان
نبرد مین رہ گئے تہے مقابل تیس ہزار جرار کے اور حضرت امیر علیہ السلام
تن تنہا پیمبر کے کبہی حفاظت کرتے تہے کبہی اونہین دفع کرتے تہے کبہی خود
اونپر دہاوا فرماتے تہے اوس روز حضرت نے ایسی تلوار کی کہ بڑے بڑے
تلوار کے دہنی لوہا مان گئے اقلیم شجاعت مین حضرت کا ڈنکا بجا اور انکے
نام نامی پر سکہ جاری ہوا خصوصاً ابو جرول کی لڑائی تو کبہی چشم فلک سے
بہی نہ گزری تہی چنانچہ کتب اخبار و سیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابو جرول نے
حضرت کو اسطرح اکیلا پایا تو اوسے بہت غنیمت جانا اور نشان لشکر لیئے
پر یکے باہر نکل آیا اور سامنے حضرت کے آکے ٹہرا وہ برج کا برج لباس
آہنی پہن کے میدان نبرد مین کیا آیا گویا اونسے اوس رن کو کان فولاد
بنایا پہلے زور سے نشان زمین مین گاڑا پہر دیو کیطرح چنگہاڑا شیر کیطرح
ڈکارا خوب کڑک کڑک کے بجلی کیطرح نعرہ مارا رجز مین اپنے حسب و نسب
کی بہت تعریف کی نام و نشان کا پتا بتا کے داد کبر و نخوت دی پہر کہا کہ
تم مین سے ایسا کون ہے جو میرے سامنے آئے دیدہ و دانستہ موت کے

موںنہ مین دہنس جائے نامردی سے اپنی مورچے پر نہ اترے بلکہ بامردی
کرکے آگ مین کود پڑے اوسوقت بجز ہمارے حضرت کے اور کون تہا
کہ جو اوسکا جواب دیتا اور بدلا اس زبان درازی کا اوس سے لیتا پس
ہمارے حضرت کو بڑا غصہ آیا پیمبر سے اذن طلب فرمایا حضرت نے سکوت
فرمایا بالکل جواب ندیا پہر اوس اژدہے نے موںنہ کہولا شعلہ کیطرح زبان
نکالی چیخ مارکے ساری دنیا سر پر اوٹہالی پہلے تو غصہ کے مارے
تہرایا پہر رجز مین یہہ کلمہ زبان پر لایا کہ جس بہادر نے عمرو مرحب کو زیر
کیا در خیبر تنکے کیطرح اوکہیڑ لیا جسپر تلوار کو تول کے آیا بات کی بات
مین اوسے دو کر دیا سہ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکی را دو کرد و دو را
چار کرد ٭ جسنے کوئی نامی ہم مین سے نچہوڑا ہمارے خداؤن کو توڑا
بڑے بڑے سرکشون کی گردنون کو توڑ مروڑا جو چالیس آدمیون سے
ہل نہ سکتا تہا اوس آہنی دروازیکو اوسنے تنہا اوٹہا لیا اور اوسکا آہنی پل بنایا
آج بہی اوسنے پامردی کی یا میرے ڈر سے اپنی راہ لی تو جانون جو میرے
سامنے آئے آنمین ایک آن کی دیر نہ لگائے تا کہ ہم اوسکی سپہ گری بہی
بہال لین خوب آپسمین دلکی اُمنگین نکال لین امتحان ہو کے طاقتون کا
حال کہلجائے جرأت و شجاعت ترازو مین تلجائے حضرت نے جو اوسکی
یاوہ گوئی سُنی تو بالکل تاب نرہی حضرت سے اجازت لیکے میدان کیطرف
باگ لی غصہ سے اونکے آسمان تہرایا زمین کو رعشہ آیا ذوالفقار شرربار کی
حدت سے ہوا اژدہے کی سانس بن کے گہوڑے کی ڈپٹ سے جو آندہی چلی تو
وہ ہلاکت دشمن کیلئے باد سموم بنی اور لو کیطرح لگی بحکم جناب رسالتمآب

دست مبارک مین لیئے ہوئے دشمن کے سامنے جا کہڑے ہوے اور
فرمایا کہ لے جسے تو نے بلایا وہ تیرے گوشمالی کو چلا آیا ابوجہل یہہ سنکے
تہرایا مگر کچہہ نہ بن آیا اب پچتائے سے کیا ہوتا ہے جب چڑیان چگ گئین
کہیت ٭ آخر الامر وہ زندگی سے ہاتہہ دہو بیٹہا عمر عزیز ہاتہہ سے کہو بیٹہا
تماشائیون کے کانون کے پردونکو پہاڑا ایسا دیو کیطرح چنگہاڑا جوش
کہا کہا کے جو حضرت کیطرف بڑہا تو سمندر کا سا کف اوسکے موںنہ سے
نکل پڑا پہر تلوار تول کے حضرت کے فرق مبارک پر جہکایا گویا ہاتی نے
سونڈ سے گہونسا لگایا بجلی کیطرح کوندکر اوسکی تلوار خود حضرت پر گری لیکن
گرتی ہی فوراً اگری نہایت اوس خود سر کو ذلت و خواری ہوئی کہ ایک
ہاتہہ لگاتے ہی اوسکی تلوار آری ہوئی باڑہ پر سے بالکل مڑ گئی خود پر پڑکے
سہاف اوڑ گئی پہر تو دونون طرف سے وار چلنے لگے خوب ہی لپک لپک کے
چہوٹ کے ہاتہہ نکلنے لگے جو سر یا لنگوٹ کی چوٹ تہی وہ بالکل بیکہوٹ تہی
کبہی جو کمر کٹ نکالی تو اوسنے کفر کی کمر کاٹ ڈالی یہانتک کہ حضرت کو غصہ
آیا جسنے کفر کو قہر الہی کیطرح ہلایا اسلام خوشی کے مارے پہولا نہ سماتا تہا
دین احمدی سدا بہار کی بہار دکہاتا تہا تا اینکہ حضرت نے شیر کیطرح دست و
بازو بڑہایا ذوالفقار شرربار کو بجلی کیطرح اوس خودسر کے سر پر چمکایا یا
ہلکی باندہ کے جو اوسپر نظر ڈالی تو گویا رعب سے اوسکی جان نکالی یا
حال اوسکا خراب ہوا آنکہہ چار ہوتے ہی زہرہ آب ہوا پہر حضرت سے
کترا کے پہلو کیطرف جا کے جہپ سے باگ یال پر ڈالی شب ہو ذوالفقار
نکالی تیوری پہ بل آیا صاعقہ عاد کو ذوالفقار کی چمک سے یاد دلایا رعد کی

تکبیر کا نعرہ فرمایا بے کھٹکے ذوالفقار تول کے اوسکی سر پر لگا دیا لمحہ کے لمحہ مین
ککڑی کیطرح اوسے دو کیا دو بلغہ پر جو پڑی تو قاش زین تک کہین زاری
اور زین سے بڑہنے کا جو ارادہ کیا تو زمین کو بوسہ دیا صغیر و کبیر اوس
صفائی کے ہاتہہ سے حیران تھا صابئین سے تار کے نکلجانیکا سمان تھا اپنی
حماقت پر خوب رویا آخرش گہوڑے بیچ کے پاؤن پہیلا کے مرحب کے
پہلو مین سو رہا ہے وَكَمْ مِنْ رُؤُسٍ فِي الرِّمَاحِ عَقَدْتَهَا + هُنَاكَ
لِاَجْسَامٍ مُعَلَّلَةِ الْعُرَا + اپنے بہت سرکشون اور خود سرون کے
سرونکو اپنے نیزے کی گرہ بنا ڈالا اور بہت سی حیاتون کے عقدے واکرکے
ساری گتہی سلجہا دی وَاَعْجَبَ اِنْسَانًا مِنَ الْقَوْمِ كَثْرَةٌ +
فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا ثُمَّ هَرْوَلَ مُدْبِرًا اور ایک آدمی کو فوج کی بہیڑ بہاڑ
دیکہہ کے بڑا تکبر ہوا اور کہنے لگا کہ آج ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ
بحر مواج کیطرح ہمارا لشکر موجین مار رہا ہے پس وہ کثرت کچہہ کام نہ آئی
اور وہ سب مع اوسکے سر پر پاؤن رکہہ کے بہاگ کہڑے ہوے
وَضَاقَتْ عَلَيْهِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ رَحْبِهَا + وَلِلنَّصِّ حُكْمٌ لَا يُدَافَعُ بِالْمِرَا
اور زمین فراخ باوجود کمال وسعت و فسحت تنگ ہو گئے اوسپر کہ اوسی
بہاگنے کو راستہ نہ ملتا تھا اور حکم محکم نص قرآنی کج بحثی و بے ایمانی سے
اوٹہہ نہین سکتا مراد اس نص سے یہہ آیہ وافی ہدایہ ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ
اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ اور مراد انسان سے کلام متنزلی
مین خلیفہ اول ہی کہ اونہون نے کثرت فوج پر عجب و نخوت کی تہی آخر یہہ گت

بنی کہ جب لشکر کفار نے نالے کہولون مین سے چہپ چہپ کے دفعۃً
تیرونکی بوچہار کی تو فوج گہونگٹ کہا گئی اور خلیفہ صاحب کے بہی
پاؤن اوٹہہ گئے ایسے بے تحاشا بہاگے کہ پیٹ مین سانس نہ سماتی
تہی ہان فقط آٹہہ آدمی بنی ہاشم سے حضرت کے پاس رہ گئے تہے اور
باقی والسلام یہانتک کہ حضرت امیر نے ابو جرول سابق الذکر کو واصل
جہنم کیا اور مالک ہالک نے میدان مین آکے استدعا خود جناب رسالتمآب
کے مقابلہ کی کی ہرچند بنی ہاشم رکاب ظفر انتساب سے لپٹ گئے اور جناب
امیر علیہ السلام باگ تہانب تہانب کے روکا کیئے مگر جناب رسالتمآب نے
نہ مانا اور جب درخواست اوس شقی کے بنفس نفیس زمین جانا مناسب
جانا اور مقابلہ پر جا کے اوسکا وار خالی فرما کے نیزہ کی انی پیٹ مین
اوس لعین کے چہو دی اوتنی ہی اشارہ نے ساری روح اوسکی بیچین
کر دی کہ بہاگ کے وہ بستر پر گیا کچہہ دیر تڑپا کیا پہر وہ ناری واصل جہنم
ہوا پہر حضرت عباس نامدار کو حکم کیا کہ بہاگی ہوئی فوج کو بلاؤ تسکین کے
کلمے درمیان مین لاؤ انکی آواز بڑی پاٹ دار تہی اونکے پکارنے سے تخمیناً
تیس پینتیس آدمی واپس آئے حضرت نے ایک مشت خاک پر کچہہ تلاوت
کر کے حضرت امیر کو دیا کہ اوسے کفار کیطرف پہینک کے دفعۃً دوناواکرین
پس جناب امیر نے تعمیل کی اور خود حضرت نے بہی ناقہ کو حرکت دی اور
تکبیرون کا ایک نعرہ ہوا پس بمجرد اسکے لشکر کفر مین ہلچل مچی اور وہ سب
بہاگ گئے اور اسے مقام سے بعض فصحا نے کہا ہے اَبُوْبَكْرٍ عَانَهُمْ
وَعَلِيٌّ اَعَانَهُمْ یعنی لشکر اسلام کو ابوبکر نے تو نظر لگائی اور علی نے اوسپر

نظر عنایت فرمائی سے ولیس بنکر فی حُنین فرارُہُ + ففی اُحُدٍ قد فرّ خوفًا و خیبرا یعنے حنین مین انکا بہاگنا کب قابل انکار ہے یہہ تو ہمیشہ سے انکے ہمت کوندلے رہے جنگ احد مین بہی یہہ بہاگے تہے اور خیبر مین بہی لڑتون کے پیچہے بہاگتون کے آگے تہے رُوَیدکَ اِنَّ المَجدَ حُلوٌ لِطاعِمٍ غریبٌ فانْ مارستہٗ ذُقتَ مُمقِرا + خلیفہ صاحب ٹہرے ہوئے اپنی حد سے نہ بڑہیگا ایاز حد خود بشناس ذرا سمجہ بوجہ کے اس وادی مین قدم رکہیئے گا یہہ خوب یاد رہے کہ بزرگی اپنے اہل کے لیئے تو شیرین ہے لیکن نا اہل سے بالکل اجنبیت رکہتی ہے اور باوجود اسکے اگر پہر بہی اوسمین ہاتہہ ڈالدیا جائے تو بجز تلخ کامی کے کیا حاصل سے ہر کسی را بہر کاری ساختند وَمَا کُلُّ مَن رَامَ المَعالی تَحَمَّلَتْ + مَناکِبُہٗ مِنہَا الرُّکامَ الکَنَہوَرا اور ایسا تو نہین معلوم ہوتا جو آپ سمجہے ہین کہ ہر کس و ناکس جو مرتبہ عالی کو پہنچے تو اوسکا بار اوٹہالے اور اونڈہی ہوئی گہٹا کیطرح جو بزرگی چہائی ہے اوسکے بار کو ہر ایک کا شانا سنبہال لے **خلاصہ** یہہ کہ بزرگی کی جو ل بادل گہٹا بڑہی ہے وہ آپ کے حق مین کچہہ مفید نہین بجز اسکے کہ آپ اوسکو تاریکی سے ناقہ شب کور کیطرح ٹاپک ٹوئیان مارنے لگی تَنَحَّ عَنِ العُلیا یُسحَبْ ذُیولُھا + ھُمامٌ تَرَدّیٰ بِالعُلیٰ وَتَاَزَّرا + ہٹو بہی خبردار بزرگی سے بہڑکے نہ چلنا اوسکی دامن کشی ختم ہے اوسی شہنشاہ عظیم الشان پر کہ جسنے بزرگی کا جامہ پہن لیا اور اوسکی چادر اوڑہ لی سے فتیً لَم یُعرَفْ فیہِ تَیمُ بنُ مُرَّۃٍ + وَلَا عَبَدَ اللّاتَ الخَبیثَۃَ اَعصُرا + وہی جوان مرد کہ جسکا ظہور نور خدا سے ہوا اور اوسکی ولادت کی تیم بن مرہ کو

عرق ریزی نہین کرنی پڑی اور نہ کبہی اوسنے لات و منات کی پرستش کی بخلاف خلیفہ صاحب کے کہ سینہ زوری و کاوتازی و عرق ریزی سے انکے دادا تیم بن مرہ کی انکی ولادت کا ڈول جما اور ہمیشہ بتونکی پوجا و پتری مین اونکی بسر ہوئی سے وَلَا کَانَ مَعزُولًا غَداۃَ بَراءَۃٍ + وَلَا فِی صَلٰوۃٍ اُمِّرَ فِیہَا مُؤَخَّرا وہی جوان ہاشمی کہ جو کبہی سورہ برارت لیجانے سے معزول نہین ہوا بخلاف پیر بے پیر کے کہ جب یہہ سورہ برارت لیجا چکے تو حضرت جبرئیل خدمت جناب رسالتمآب مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حکم خدا یہہ ہے کہ سورہ برارت مکے مین یا تم خود لیجاؤ یا کوئی اور تمہین مین سے جائے یعنے غیر کو اجازت نہین پس جناب رسالتمآبؐ نے حضرت امیرؑ کو عقب مین روانہ کیا کہ تم جاکر ابوبکر سے سورہ برارت لیلو اور خود لیجاؤ پس یہہ بیچارے معزول ہوئے اور حضرت امیرؑ منصوب اسلیئے کہ سورہ برارت کا مدار اظہار غیظ و غضب الٰہی ہے بہ نسبت کفار و فجار پس فی الجملہ انہین خود شرکت معتوبی مین تہے اور اسی امر کے اظہار کے لیئے یہہ ابتدا مین مامور لیجانے پر ہوئے کہ خود خدا ظاہر بظاہر انہین زک دے اور سمجہو نہین انکا خبث باطن ظاہر کرے پس واپس سورہ برارت مین برارت انکی خلوص ایمان و اتحاد نبی سے ہی اور نہ کبہی ایسا ہوا کہ اوس جوان ہاشمی نے نماز مین امامت کی ہو اور پہر معزول کیا گیا ہو اثنائی نماز مین بخلاف پیر مرد تیمی کے کہ مرض جناب رسالتمآبؐ مین دختر نیک اختر خلیفہ صاحب نے اپنی محبت کے جوش مین اونہین نماز پڑہانیکی اجازت دی اور جب حضرتؐ کو ہوش آیا اور حضرت نے یہہ ماجرا سنا تو باوجود کمال ضعف و نقاہت و شدت مرض شانۂ عباس تہام کے

کشان کشان مسجد مین گئے اور ام المومنین کو فرمایا اِنَّکُنَّ لَصُوَیْحِبَاتُ
یُوْسُفَ یعنی جن عورتون نے حضرت یوسفؑ سے مکر کیا تم اونسے کچھہ کم
نہین اور پیر مرد کو پیش صف سے پسپا کیا اور خود امامت جماعت فرمائی
سنیون نے تو یہہ حدیث بنائی ہے صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ
یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑہو پس بدلیل اشارہ معلوم ہوا کہ حضرت
اوس پیر مرد کو فاجر سے بہی بدتر بلکہ افجر جانتے تہے ورنہ کاہیکو نماز پڑہانا
اوسکا ناگوار ہوتا اب انصاف سے دیکھیئے کہ اسکا کہ جیسے اہلسنت فضیلت
خلافتمآب مین روایت کرتے ہین بیان معتزلی پر کیا انجام ٹہرتا وَاِقْرَارُ الْعُقَلَاءِ
عَلٰی اَنْفُسِہِمْ مَقْبُوْلٌ لَا لِاَنْفُسِہِمْ اور بالفرض اگر امامت جماعت کی
نوبت بہی آتی تو کیا فخر تہا اسلیئے کہ حدیث قولی اہلسنت گزری اور فعل کا
اونکے یہہ حال ہے کہ ولید پلید نے ایک روز قسم کہائی کہ اوسکی کنیز تمیز
اوسکے قائم مقام نماز پڑہائے اور وہ سکر و جنابت مین تہی پس اوسنے انکا
لباس پہن کے اور اوسی حالت مین مسجد مین جاکے نماز پڑہائی اور ازبسکہ
اہلسنت اوس شقی کو اولوالامر اور امام عصر ائمہ اثنا عشر سے اپنے جانتے
تہے تو کچھہ چارہ اوسکی اطاعت سے نہوا کیا کیجیئے چوک گئے اگر یہہ حدیث بہی
بنالیتے کہ صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرَّۃٍ وَّفَاجِرَۃٍ بَلْ مُجْنِبَۃٍ سَکْرِیَۃٍ تو
پہر خوب قول و فعل مین انکے جمع ہو جاتی پس جس امامت جماعت کی
اونکے مذہب مین یہہ گت ہو تو پہر وہ کیونکر سند خلافت ہو علاوہ یہہ کہ یہہ روایت
ہماری کتابون سے ثابت نہین اور عائشہ تو بیٹی خلیفہ صاحب کی ہین وہ
خواہ مخواہ اپنے والد بزرگوار کی بزرگی چاہین گی ے کس نگوید کہ دوغ من ترش است

اوسپر طرہ یہہ کہ ایک حساب سے خلیفہ صاحب کی مان بہی ہوئین اسلئے کہ
ام المومنین نہین اور سنیون کے نزدیک خلیفہ صاحب مومنین محسوب ہین
پس ہمارے نزدیک ہر طور روایت عائشہ روایت ضعیف ہے ے
وَلَا کَانَ فِیْ بَعْثِ ابْنِ زَیْدٍ مُؤَمَّرًا + عَلَیْہِ فَاَضْحٰی لِابْنِ زَیْدٍ مُؤَمَّرًا
اور نہ کبہی ایسا ہوا کہ اوس جوان ہاشمی کو جناب رسالتمآب نے محکوم اسامہ
بن زید قرار دیا ہوا اور پہر وہ اوسکے حاکم بن بیٹھے ہون بخلاف پیر تیمی کو
کہ انہین حضرت نے اپنے مرض الموت مین داخل لشکر اسامہ کرکے مدینہ سے
ٹال دیا تہا اور یہہ فرمایا تہا جَہِّزُوْا جَیْشَ اُسَامَۃَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ
عَنْہَا تجہیز جیش اسامہ کرو خدا لعنت کریگا اوسپر جو جدا ہو جائے اوس
لشکر سے جیسا کہ ملل و نحل وغیرہ مین ہے لیکن حضرت پر جب مرض غالب ہوا
اور آنکھہ بند ہو گئی تو انکی دختر نیک اختر سانڈنی پر بیٹھکے مارا مار کرکے
راتون رات لشکر اسامہ مین پہونچین اور اپنے والد ماجد کو لشکر اسامہ سے
مدینہ مین پہیر لائین پس جب حضرت کو غش سے کچہہ افاقہ ہوا اور یہہ خبر
سنی تو فرمایا کہ آج بڑی فتنہ و فساد کی بنیاد مدینہ مین قائم ہوئی ہر طور
یا تو خلیفہ جی آحاد ناس کیطرح زیر حکم اسامہ تہے یا خلافت چہین چہانکو
اوسکے حاکم بن بیٹھے ے وَلَا کَانَ یَوْمَ الْغَارِ یَہْفُوْ جَنَانُہٗ +
حِذَارًا وَّلَا یَوْمَ الْعَرِیْشِ تَسَتَّرَا اور نہ غار کے دن ہمارے حضرت کا
دل کافرون کی دہشت سے لرزتا تہا بلکہ وہ تو مطمئن راہ خدا مین جان
بیچکر بستر نبی پر سو رہے تہے کہ اگر کافر شبخون کرین تو مجھے نبی کے بدلے
قتل کرین وہ حضرت تو بچ جائین کسیطرح کا گزند نپائین یہانتک کہ خدا نے

سبا نات کی اور فرشتونکو عجز ہوگیا اوس جانفشانی سے اور اعتراف اونہونے
اپنی عاجزی کا کیا اور قرآن مجید نے مدح و ثنا کی حضرت امیرؑ کی بخلاف یار غار
کہ یہہ غار مین بیٹھے لرزتے تھے اور بسورتے جاتے تھے یہانتک کہ جناب رسالت
مآب نے مکرر تسکین و تسلی کی بہت ڈہارس دی اور فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَنَا یعنی نہ سہما جا بے شبہہ خدا ہمارے ساتھ ہے پس اگر وہ حزن بیجا او
خلاف شرع نہوتا تو شرع مین کیون اوسکی نہی وارد ہوتی اور نہ کبھی ہمارے
حضرت زیر عریش چھپے جنگ بدر مین اصحاب نے ایک چھتا سا پاٹ لیا تھا کہ اوس
سائبان کے سایہ مین جناب رسالتمآبؐ استراحت کرین پس حسب توقع جہاد
مین مصروف تھے یہانتک کہ تمام لشکر نے مع لشکر ملائکہ پینتیس ۳۵ آدمیونکو
واصل جہنم کیا اور حضرت امیر نے تن تنہا اوسیقدر یعنی پینتیس ۳۵ کافرونکو جہنم واصل
کیا لیکن پیر مرد مرد میدان نبرد نہوئے عریش ہی کی آڑ پکڑتے رہے پس
اگر بالفرض چھپے رستم بھی تھے تو ہمین کیا کچھہ کام تو اونسے نہ نکلا اگر کچھہ
کام بناتے تو ہم اونہین بڑا جانتے ؎ اِمَامُ هُدًى بِالْقُرْصِ اٰثَرَ
فَاقْتَضٰى ✤ لَهُ الْقُرْصُ رَدَّ الْقُرْصِ اَبْيَضَ اَزْهَرَا ہمارے امام تو وہ
امام ہدایت ہین کہ اونہون نے ایک قرص نان جو راہ خدا مین دیا دوسرا
قرص چمکتا دمکتا خدا سے لیا ایک مصرع مین اشارہ شان نزول سورۂ ہل اتیٰ
کا ہی کہ تین شبانہ روز حضرت نے مع حسنین و جناب سیدہ و فضہ کنیز سیدہ
کی روزے پر روزے رکھکر قوت لایموت اپنی مسکین و یتیم و اسیر کو دیدئے
یہانتک کہ اونکی شان مین سورۂ ہل اتیٰ آیا چنانچہ شافعی کہتا ہی ؎
اِلَامَ اُلَامُ وَحَتّٰى مَتٰى ✤ اُعَاتَبُ فِىْ حُبِّ هٰذَا الْفَتٰى ✤ کہانتک عتاب و ملامت

ہوگی میرے اس جوانمرد یعنے باب مدینۂ علم مین ؎ فَهَلْ زُوِّجَتْ فَاطِمُ
غَيْرَهٗ ✤ وَفِىْ غَيْرِهٖ هَلْ اَتٰى هَلْ اَتٰى ✤ حالانکہ کیا فاطمہ کا بجز اوسکے اور
کسی سے عقد ہوا اور سورۂ ہل اتیٰ کیا اوسکے سوا کسیکی ثنا مین آیا اور دوسرے مصرع
مین اشارہ ہے معجزۂ ردّ شمس کا کہ حیات جناب رسالتمآب مین ایکروز حالت
نزول وحی مین سر مبارک حضرت زانوی مبارک حضرت امیرؑ پر تھا اور مراعات
ادب سے وہ حضرت کو بیدار نکرسکے پس نماز مین دیر ہوگئی پس خدا نے اونکی خاطر
سے آفتاب کو پھیر دیا اور ایکبار زمان خلافت ظاہری خود حضرت جنگ
صفین مین بسبب طول زمان جہاد کے نماز حضرت مین تاخیر ہوئی پس
دعا و اعجاز حضرت سے دوبارہ ردّ شمس ہوا جیسا کہ حضرت یوشع وصی
موسیٰ کے لیے بتصریح توریت آفتاب ٹہر گیا تھا چنانچہ بتواتر و اعتراف
مخالف و موالف یہہ دونو سانحہ دست بدست ہمتک پہونچے بلکہ بغداد
اِذَا تَمَّ تَلٰثَتْ تیسری بار یہہ بھی کرامت حضرت ظاہر ہوئی کہ مظفر مروزی
واعظ اہلسنت بغداد مین مصروف مداحی حضرتؑ تھا کہ دفعۃً ایسا تیرہ و تار
ابر گھر آیا اور ایسی گھنگھور گھٹا چھائی کہ ساری صحبت برخواستہ خاطر
ہوگئی اور یہہ گمان ہوا کہ وقت نماز عصر جاتا رہا اور شام ہوگئی پس واعظ
مزبور نے دلتنگ ہوکے آفتاب سے یہہ خطاب باعتاب کیا ؎
لَا تَغْرُبِىْ يَا شَمْسُ حَتّٰى يَنْقَضِىْ ✤ مَدْحِىْ لِصِنْوِ الْمُصْطَفٰى وَلِنَجْلِهٖ
ای آفتاب عالمتاب خبردار ابھی نہ ڈوبنا جبتک کہ مدح و ثنا آفتاب دین و لنبد
سید المرسلین کی تمام نہ کر چکون وَاثْنِىْ عِنَانَكِ اِذْ عَزَمْتُ ثَنَاءَهُمْ
اَنَسِيْتِ يَوْمَكِ اِذْ رُدِدْتِ لِاَجْلِهٖ ✤ اور موڑ دے باگ اپنی کہ میخو

عزم بالجزم اونکی مدح وثنا کا کیا ہے گیا بھول گیا تو وہ دن کہ جسمین پہیر دیا
گیا تہا تو اونکے لیئے اِنْ كَانَ لِلْمَوْلٰى وُقُوفُكَ فَلْيَكُنْ ÷ هٰذَا الْوُقُوفُ
لِخَيْلِهٖ وَلِرَجْلِهٖ اگر تیرا توقف اوس آقا کی خاطر سے ہوا تو اب وسکے
غلامون کی بہی خاطر سے ضرور پڑا پس دفعةً ابر ہٹگیا بادل سورج پر سے
ہٹگیا اور دہوپ نکل آئی لوگون نے صدہا روپے اوس واعظ پر سے نثار
کیئے اور بہت کچہہ خلعت و انعام مین دیا جیسا کہ ریاض السالکین وغیرہ مین
لکہا ہے واعظ کہتا ہے کہ یہہ بہی حسن اتفاق اور کرامت حضرت ہے
کہ جب ہم نماز جمعہ کے لئے گہر سے چلے تو شدت بارش سے سواری کا چلنا دشوار
تہا اور وہی حال مستمر رہا یہان تک کہ اب جب سلسلہ کلام اس معجزہ کے بیان
تک پہونچا تو ابر کہل گیا اور بارش موقوف ہوئی فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى
اِحْقَاقِ الْحَقِّ اور ضرور ہمین امید ہے کہ ثواب بحساب رب الارباب ہم لوگونکو
آج بجائی خلعت و انعام عطا کرے اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے
گناہون سے درگذرے اور لعنت کرے اون متعصبون پر کہ جو باوجود ان
معجزات ظاہرہ کے انکار فضیلت حضرت کرتے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ عیان را
چہ بیان آفتاب خاک ڈالے سے کیا ہوتا ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ÷ يُزَاحِمُ جِبْرِيلُ تَحْتَ عَبَاءَةٍ ÷ لَهَا قِيلَ
كُلُّ الصَّيْدِ فِي جَانِبِ الْفَرَا ÷ خلاصہ یہہ کہ جہان جبرئیل اپنا پہونچنا
فخر جانتے تہے وہان بہی حضرت کا گذر تہا چنانچہ بروایت ابن حنبل جب
حسنینؑ اور جناب سیدہؑ و حضرت امیرؑ داخل چادر تطہیر ہوئے تو جبرئیل نے
بہی وسکا ایک کونا تہام لیا تہا اور کہا اَنَا مَعَكُمْ یعنی مین بہی آپ ہی لوگونکے

ساتہہ ہون مجہکو کیون چہوڑے دیتے ہو پس حضرت جبرئیل نے تنگی مقام
اور گنجائش کا کچہہ خیال نکیا اور اوس کشمکش اور دہکا پیل کو گوارا کیا پس
حضرت امیرؑ کے برابر کون ہے وہ ایکطرف اور ساری خدائی ایکطرف اور یہہ
موافق اعتقاد معتزلی کے ہے ؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ÷
ورنہ ہمارے اعتقاد مین جبرئیل کی کیا مجال تہی کہ وہ حضرت امیرؑ کی ہمسری
کا خیال لاتے وہ تو اونکے ادنیٰ خادمون مین تہے جہان ہمارے حضرت کا
مقام تہا وہان جبرئیل کے بہی پر جلتے تہے حَلَفْتُ بِمَثْوَاهُ الشَّرِيفِ
وَتُرْبَتِهٖ ÷ اَحَالَ ثَرَاهَا طِيبُ رَيَّاهُ عَنْبَرًا حضرت امیرؑ کے بدن اطہر
کی لپٹ اور مہک نے جس خاک نجف کو بہتر عود و عنبر سے بنا دیا اوسی
خاک پاک کی قسم ؎ لَاَسْتَنْفِدَنَّ الْعُمْرَ فِي مَدْحِيْ لَهٗ ÷
وَاِنْ لَامَنِيْ فِيهِ الْعَذُوْلُ فَاَكْثَرَا کہ اپنی تمام عمر عزیز
صرف کرون گا اونکی مدح مین اور ہمیشہ بیٹہتے اوٹہتے
اونکی تعریف کرون گا اگرچہ رقیب
بدگو حد سے زیادہ میری مذمت
کرے

کتبہ میر علی رضا غفر لہ

...سر را زینت ... طاوس ... نسبت میباید

من گفتہ ام حاوی ... ہادو میباید

این جای نفاق و منکر و خطا نیست

این مسند شیر است اسد میباید

میر علی رضا غفرلہ

موعظہ چودہواں

شرح خطبہ شقشقیہ اور ذکر فضائل حضرت امیر اور شرح خطبہ عقیلیہ اوسی ذیل مین اور بیان حضرت عقیل کے مطایبون کا معاویہ عاویہ سے اور مطاعن خلفائے ثلاثہ اور حکایت لطیفہ نعمان و مخزمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عٓ وَاللّٰہِ لَقَدۡ تَقَمَّصَہَا ابۡنُ اَبِیۡ قُحَافَۃَ

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین بخدا کہ ہین لیا بتکلف جامۂ خلافت
ابوبکر نے خلاصہ یہہ کہ ہرچند پیراہن خلافت ٹہیک نہ تہا بدن پر ابوبکر
کے لیکن اوسنے بلا لحاظ جامہ زیبی کہینچ کہانچکے زبردستی ہین لیا

وَاِنَّہٗ لَیَعۡلَمُ اَنَّ مَحَلِّیۡ مِنۡہَا مَحَلُّ الۡقُطۡبِ مِنَ الرَّحٰی

حالانکہ وہ بخوبی جانتا تہا کہ محل و مقام میرا خلافت سے ویسا ہے
جیسا کہ رتبہ قطب آسیا ہے یعنے جسطرح مدار گردش آسیا قطب پر ہے
اور گرد پہرتی ہے اوسکے اوسیطرح خلافت کا مدار مجہپر ہے اور وہ
مجہپر تصدق ہے اور میرے گرد پہرتی ہے یَنۡحَدِرُ عَنِّی السَّیۡلُ
بیساختہ بہجاتا ہے میرے پاس سے سیلاب آب یعنے مقام میرا بلند ہے

پس بلندی کو بطور دلالت التزامی بیان فرمایا اسلیے کہ بلندی کو لازم ہے انحدار
سبیل یعنے بلند مقام سے پانی بہت بہجاتا ہے پہر زیادہ علو مرتبہ بیان کیا اور
فرمایا وَلَا یَرۡقٰی اِلَیَّ الطَّیۡرُ یعنے انحدار آب کیسا میرا تو وہ رتبہ عالی ہے کہ جہان
مجہ تک پرندہ پر نہین مار سکتا اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ وہ جناب بعد جناب سالتمآب
افضل خلق خدا تہے اور اعلم اور اقضے اصحاب تہے پس حالت موجودگی مین
اونکی کیونکر اور کوئی تقدم اونپر لیجاتا اور تفصیل اس اجمال کی ہمنے اپنی
تصنیفات مین کی ہے اور بطور مشتی نمونہ از خروارے ایک شمہ اوسکا بیان
کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ بہ نسبت اور صفات کے حاکم کے لیے یہہ ضرور
تر ہے کہ علم و کمال و سرعت انتقال ذہن سے موصوف ہو اور تعجبات تمام
حق سے فرمائے اور عدل و داد پر ایسا ثابت قدم ہو کہ کسی عرصے مین قدم
اوسکا نہ ڈگمگائے اور ایسے صفات کسی مین عشر عشیر بہی صفات حضرت کے
نہ تہے عدل و داد حضرت کا یہہ حال تہا کہ دینے پر اونکے انصاف کے سامنے
رعایت اپنون کی بہی نہ کرتے تہے اونکے عہد مین شیر و بکری ایک ہی گہاٹ
پانی پیتے تہے چنانچہ خطبہ عقیلیہ مین فرماتے ہین وَاللّٰہِ لَاَنۡ اَبِیۡتَ عَلٰی
حَسَکِ السَّعۡدَانِ مُسَہَّدًا اَوۡ اُجَرَّ فِی الۡاَغۡلَالِ مُصَفَّدًا یعنے بخدا
اگر شب باش ہون مین خار سر تیز و نوک سعدان پر در حالیکہ بیخواب ہون
یا کہینچا جاؤن غل و زنجیر مین در حالیکہ دست بستہ و گردن بستہ ہون
خلاصہ یہہ کہ اگر مجہے ببول کے کانٹون کے بستر پر قید کرین کہ کسی کروٹ چین
نہو اور کسیطرح نیند نہ آئے یا مجہے بیڑیون اور ہتہکڑیون مین اور خاردار
طوق مین جکڑ کے اور اوسے طوق و زنجیر کو پکڑ کے کہینچتے پہرین اَحَبُّ اِلَیَّ

خطبہ عقیلیہ

مِنْ اَنْ اَلْقَی اللہَ سُبْحَانَہٗ وَرَسُوْلَہٗ ظَالِمًا لِبَعْضِ الْعِبَادِ اَوْ غَاصِبًا
لِشَیْءٍ مِّنَ الْحُطَامِ تو یہہ میرے نزدیک اچھا ہے اس بات سے کہ حشر کے
مین خدا اور رسول سے آنکھہ چار نکر سکون اس ندامت سے کہ مینے کسی پر ظلم
کیا ہو یا کسی کا ایک حبہ غصب کر لیا ہو وَکَیْفَ اَظْلِمُ اَحَدًا لِنَفْسٍ یُسْرِعُ
اِلَی الْبِلٰی قُفُوْلُھَا وَیَطُوْلُ فِی الثَّرٰی حُلُوْلُھَا اور کیونکر ظلم و ستم کرونگا
مین کسی پر اوس نفس بے اعتبار کے لیے کہ جسکے قافلون کے قافلے ہر روز
اونکی کیطرف سفر کرتے جاتے ہون سے کیا اعتبار اس قرص نے لگا رکھا
اور طول کھینچنے والا ہو حلول اوسکا خاک مین خلاصہ یہہ کہ جو نفس ایسا ناثبات
ہو کہ ہر روز اوسکی کہنگی تازہ ہو اور زیر خاک بود و باش مدت مدید تک کرنیوالا
ہو وَاللہِ لَقَدْ رَاَیْتُ عَقِیْلًا وَقَدْ اَمْلَقَ حَتّٰی اسْتَمَاحَنِیْ مِنْ بُرِّکُمْ
صَاعًا قسم خدا دیکھا مینے اپنے بہائی عقیل کو کہ نہایت محتاج نان شبینہ کو
ہوگئے ہین اور بڑی منت و سماجت سے اونہون نے ایک صاع گندم
زیادہ اپنے حصے سے مانگی تقسیم کے گندمون سے پوشیدہ نرہے کہ حضرت
عقیل برادر حقیقی جناب امیر علیہ السلام کے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اونکے حق مین فرمایا کرتے تھے کہ مجھے انسے دوہری محبت
ہے ایک عزیز داری کی اور دوسرے بوجہ محبت ابو طالب کے کہ مجھے اونسے
بہت محبت تھی اور وہ انسے بہت الفت رکھتے تھے پس البتہ حضرت امیر
بہی انہین بہت چاہتے ہونگے ایک بوجہ قرابت پدری دوسرے بوجہ قرابت
مادری تیسرے بوجہ محبت پیمبر جو تھے بوجہ محبت ابو طالب اور حضرت
عقیل بڑے عقیل تھے اور معاویہ حاویہ سے اکثر مطائبہ کیا کرتے تھے

فضائل حضرت عقیل

چنانچہ ایک روز بعد اپنے نابینا ہوجانے کے معاویہ پاس گئے پس اوسنے کہا
کہ تم بنی ہاشم اکثر نابینا ہوتے ہو انہون نے کہا کہ ہمارے تو فقط بصارت جاتی
ہے مگر تم بنی امیہ کی بصیرت بہی جاتی ہے ع باکوری باطن چہ کند دیدۂ ظاہر
نرگس ہمہ چشم آمد و بینا شدنی نیست + اور ایک روایت مین ہے کہ جب عقیل نے
پیرانہ سالی مین عقد جدید کیا تو معاویہ نے انسے کہا کہ تم لوگون کو بہی کسقدر
خواہش نفسانی کا غلبہ ہے انہون نے فرمایا کہ ہان ہمارے مردون کو اور
تمہاری عورتون کو اور فاضل معتزلی نے لکہا ہے کہ ایکبار معاویہ نے وجوہ کے
سے ایک زمین حضرت مسلم سے کم قیمت پر لیلی جب یہہ مکان ہوگئے تو حضرت امام
حسن علیہ السلام سے حقیقت حال بیان کی اوس جناب نے عتاب فرمایا اور تزویر
معاویہ شر انگیز ظاہر کی جب یہہ حقیقت حال سے واقف ہوئے تو بکمال غیظ
و غضب معاویہ کے پاس گئے اور چاہا کہ اوس معاملہ کو فسخ کرین لیکن اوسنے
انکار کیا آخر یہہ دست بقبضہ ہوئے اور بہت کچہ اوسے برا بھلا کہا آخر وہ
ہنس پڑا اور کہا کہ مجھے یادش بخیر تمہارے والد عقیل یاد آگئے کہ ایک روز
مجھ سے دس ہزار درہم طلب فرمائے مینے پوچھا کہ تم کیا کروگے فرمایا کہ
ایک کنیز خرید کرونگا مینے کہا کہ سو دو سو کی کافی ہے اسقدر بیش قیمت کیا
ضرور ہے پس کہنے لگے کہ کم قیمت لونڈی اصیل نہوگی ایسی کنیز بد تمیز کو کیا
حرم بناؤنگا مجھے تو ہمت تو مدار منظور ہے کہ اوس سے جو اولاد ہم پہونچے
تو وہ ایسی عالی ہمت ہو کہ موقع پر تجھ سے دب نجائے بلکہ تلوار سنبھال کر
تیرے سر پر آکھڑی ہو اور ایک ہاتھہ مین تیرا سر تن سے جدا کر دے پس
آج تمہارے تیور دیکھکر مجھے وہی بات یاد آگئی اور مستطرف وغیرہ مین بہی

کہ اس شقی نے ایک صحبت قرار دی تھی کہ ہر شخص منبر پر جا کے حضرت امیرؑ سے
سو ادب کرکے اوتر آئے یہانتک کہ حضرت عقیل کی بھی نوبت پہونچی پس یہہ منبر
پر گئے اور کہنے لگے کہ یلعن علیؑ امرنی معاویۃ فالعنوہ لعنہ اللہ یعنے
لعن جناب امیرؑ کا حکم دیا معاویہ نے لعنت کرو اوسپر لعنت کرے خدا اوسپر پس اوس
احمق نے بدباطنی سے ضمیر حضرت امیر علیہ السلام کیطرف پھیری حالانکہ عقیل
نے عقل کے زور سے اسکو ملعون بنایا اور اوس مجمع عام مین اوس سے کچھہ
ذہن آیا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک روز معاویہ نے اُنسے کہا کہ ای عقیل
سچ کہو تمہارے چچا ابولہب کا جہنم مین کیا حال ہوگا انہون نے کہا کہ وہان بھی وہ
تمہاری پھوپھی حمالۃ الحطب سے بلند تر ہونگے الغرض حضرت نے ایسے شفیق بھائی
کا ایسا غیر حال محتاجی سے پایا اور اونکے ساتھہ اونکے چھوٹے چھوٹے بچون کا
بھی چنانچہ فرماتے ہین وَرَأَیْتُ صِبْیَانَہٗ شُعْثَ الْاَلْوَانِ بِفَقْرِہِمْ کَاَنَّمَا
سُوِّدَتْ وُجُوْہُہُمْ بِالْعِظْلِمِ اور دیکھا مینے چھوٹے چھوٹے بچون کو عقیل
کے اور ہمارے پیارے بھتیجون کو اپنے کہ بھوک کی شدت سے پیٹ اور پیٹھہ
اونکی ایک ہوگئی ہے اور محتاجی سے ایسی تیرگی چہرون پر چھا گئی ہے کہ گویا
نیل یا وسمہ کا رنگ جلد نازک پر اونکی آگیا ہے خلاصہ یہہ کہ رنگ اونکے بجھے ہوئے
بدن پر چیتھڑے لگائے خاک و گرد مین اٹے ہوئے تھے وَلَقَدْ عَاوَدَنِیْ
مُؤَکِّدًا وَکَرَّرَ عَلَیَّ الْقَوْلَ مُرَدِّدًا اسی حال تباہ سے گرتے پڑتے میرے
پاس مکرر آئے اور بار بار بکمال اصرار و اضطرار مجھہ سے گیہون زیادہ حصے
اپنے مانگے فَاَصْغَیْتُ اِلَیْہِ سَمْعِیْ پس مینے بھی کان لگا دیئے اونہین کی
طرف اور بگوش دل حال اونکا سنا فَظَنَّ اَنِّیْ اَبِیْعُہٗ دِیْنِیْ پس بھائی

میرے میرے متوجہ ہونے سے یہہ سمجھے کہ مین دین فروشی کرونگا اونکے ہاتھہ
وَاَتَّبِعُ قِیَادَہٗ مُفَارِقًا طَرِیْقَتِیْ اور اونکی پیروی کرونگا اپنا طور و طریقہ
چھوڑ کے فَاَحْمَیْتُ لَہٗ حَدِیْدَۃً ثُمَّ اَدْنَیْتُہَا مِنْ جِسْمِہٖ لِیَعْتَبِرَ بِہَا
پس مینے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ سے خوب لال کرکے اونکے بدن سے متصل کیا
تاکہ عبرت ہو اونہین فَضَجَّ ضَجِیْجَ ذِیْ دَنَفٍ مِنْ اَلَمِہَا وَکَادَ اَنْ یَحْتَرِقَ مِنْ
مِیْسَمِہَا پس یکایک ایسی چیخ ماری عقیل نے کہ جسطرح شتر شدت بیماری
مین بیساختہ چیخ پڑتا ہے اور درد کی شدت مین بلبلا کے بلبلانے لگتا ہے
اور قریب تھا کہ عقیل جلجائین اثر سے اوس آہن داغ کنندہ کے فَقُلْتُ
لَہٗ ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ یَا عَقِیْلُ پس مینے کہا کہ صف ماتم پر بیٹھین اور تمہین روئین
تمہارے رونے والے ای عقیل اَتَئِنُّ مِنْ حَدِیْدَۃٍ اَحْمَاہَا اِنْسَانُہَا لِلَعِبِہٖ
وَتَجُرُّنِیْ اِلٰی نَارٍ سَجَرَہَا جَبَّارُہَا لِغَضَبِہٖ آہ و نالہ کرتے ہو اور واویلا مچاتے
ہو اوس گرم لوہے سے کہ جسے ایک بندہ ناچیز نے کھیل کیطرح گرم کر لیا تھا
اور کھینچتے ہو مجھے اوس آگ کیطرف کہ جسے شعلہ ور کیا ہے اور بھڑکا دیا ہے
جبار قہار نے بکمال غیظ و غضب سے اَتَئِنُّ مِنَ الْاَذٰی وَلَا اَئِنُّ مِنْ لَظٰی تم تو
بیچین ہو جاؤ اتنی سی اذیت سے اور مین نہ بیچین ہون جہنم کی لپک سے بھلا یہہ
کون انصاف ہے فاضل معتزلی کہتا ہے کہ ایک روز معا
عقیل سے کہا کہ ای عقیل تمہارے بھائی عجب شخص ہین
لیے تمہین جلائے دیتے تھے حضرت عقیل نے
عبث اونکا ذکر کرتا ہے اگر وہ خود اور ا
تو البتہ مجھے شکایت کی جگہہ تھی اب

ایک مشکیزہ شہد صاف و شفاف کا تقسیم مومنین کے لیے بھیجا تھا اور امام حسین
کے پاس کوئی مہمان آیا تھا اور اونکے پاس اوس وقت خالی روٹی تھی اور
نانخورش نتھا پس انہون نے تھوڑا سا شہد بقدر نانخورش ایک شخص سے
لے لیا اور وہ جناب کہین گئے تھے پس جب پھر کے آئے تو مومنین پر
تقسیم کیا اور ایک حصہ کم پایا پس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ یہ شہد کیون کم ہوا وہ کیا جانتے تھے کہ اسقدر آزردہ ہونگے
صاف صاف کہدیا کہ امام حسین نے لے لیا پس یہ سنتے ہی برافروختہ
اور امام حسین کو سامنے بلوایا اور کوڑا بھی منگوایا اور بکمال عتاب
سے فرمایا کہ اے فرزند تو نے یہ کیون خیانت کی سچ بتا جلد عذر شرعی لا
نہین بخدا مین تجھے سزا دونگا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ وہ مال
مومنین تھا میرا بھی اوسمین حصہ تھا مینے اپنا حصہ لیکے اپنے مہمان کو دیدیا
جب عذر شرعی سنا تو غصہ فرو ہوا اور فرمایا کہ فدا ہون تجھپر ای فرزند
رسول تجھے جلدی کیا ضرور تھی جب اور مسلمان حصہ پا جاتے تو تم بھی
اپنا حصہ لیتے اور موید اسکی اخیر فقرے خود اسی خطبہ عقیلیہ کے ہین و
اَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ طَارِقٌ طَرَقَنَا بِمَلْفُوفَةٍ فِي وِعَائِهَا وَمَعْجُونَةٍ
اور اوسکا [illegible] ہے کہ شبکو ایک شخص میرے پاس آیا اور اوسنے
[illegible] اور ایک ظرف مین بہت عمدہ سے معجون
[illegible] لایا شَنِئْتُهَا كَاَنَّمَا عُجِنَتْ بِرِيقِ حَيَّةٍ
[illegible] سے نفرت ہوئی کہ گویا اوسنے لعاب دہن مار
[illegible] تیار کیا تھا فَقُلْتُ اَصِلَةٌ اَمْ زَكَاةٌ

اَمْ صَدَقَةٌ فَذَاكَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ پس مینے کہا کہ تو یہ
صلہ رحم بجا لاتا ہے حالانکہ میرے تیرے قرابت نہین یا مجھے زکوۃ یا اپنا
تصدق دیتا ہے تو یہ ہم اہلبیت عصمت و طہارت پر حرام ہے فَقَالَ
لَا ذَا وَلَا ذَاكَ وَلٰكِنَّهَا هَدِيَّةٌ اوسنے کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ
یہ دوست کا نذر ہدیہ و تحفہ سا تحفہ ہے فَقُلْتُ هَبِلَتْكَ الْهَبُولُ پس مینے
کہا کہ تیری مان تجھے روئے اَعَنْ دِيْنِ اللّٰهِ اَتَيْتَنِي لِتَخْدَعَنِي آیا خدا
کے دین سے تو مجھے بہکانے اور فریب دینے آیا ہے اَمُخْتَبِطٌ اَنْتَ
اَمْ ذُوْ جِنَّةٍ اَمْ تَهْجُرُ کیا تجھے کچھہ خبط ہو گیا ہے یا تیری جن سے ہذیان
بک رہا ہے وَاللّٰهِ لَوْ اُعْطِيْتُ الْاَقَالِيْمَ السَّبْعَ بِمَا تَحْتَ اَفْلَاكِهَا
سنجہ اگر مجھے ساتون اقلیمین بھی دیدے مع اون سب خزینون اور دفینون
اور مال و زر کے کہ جو زیر آسمان ہین عَلٰى اَنْ اَعْصِيَ اللّٰهَ فِي نَمْلَةٍ
اَسْلُبُهَا جُلْبَ شَعِيْرَةٍ مَا فَعَلْتُهُ اس بات پر کہ مین اسقدر بھی
نافرمانی خدا کی کرون کہ کسی چیونٹی کے منہ سے ایک چھلکا اور بھوسی جو کی
چھوڑوا لون تو ہرگز ہرگز کبھی مجھ سے یہ نہوگا وَاِنَّ دُنْيَاكُمْ عِنْدِيْ
لَاَهْوَنُ مِنْ وَرَقَةٍ فِيْ فَمِ جَرَادَةٍ تَقْضِمُهَا اور یہ سب دنیا تمہاری
میری نظرون مین حقیر تر ہے اوس پتی سے کہ جسے ٹڈی اپنے مونہہ مین
دبا کے چباتی ہو وَمَا لِعَلِيٍّ وَلِنَعِيْمٍ يَفْنٰى وَلَذَّةٍ لَا تَبْقٰى کیا کام علی
کو ایسی ناز و نعمت سے کہ جو فانی ہو اور ایسی لذت سے کہ جسے ثبات و
بقا نہو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُبَاتِ الْعَقْلِ وَقُبْحِ الزَّلَلِ خدا کی پناہ غفلت
خواب غفلت سے اور لغزش بد سے اور اوسی خدا سے ہم مدد چاہتے

[illegible]

ہین صواعق محرقہ مین ہے کہ دو شخص باہم بیٹھے کہانا کہاتے تہے ایک کے
پاس پانچ روٹیان تہین اور دوسرے کے پاس تین گردہ نان تہے پس گذر
ہوا ایک اور تیسرے آدمی کا پس ان دونون نے اوسے بہی شریک کیا
اور تینون نے مل کے باہم غذا کہائی پہر جب کہانے سے فارغ ہوئے
تو تیسرے شخص نے آٹھہ درہم عوض اوس کہانے کے جو اوسنے کہایا تہا
اونہین دیئے اور وہان سے چل کھڑا ہوا بعد ازان ان دونون مین
باہم نزاع ہوئی جسکی پانچ روٹیان تہین وہ پانچ درہم مانگتا تہا اور تین
درہم دوسرے کو دیتا تہا اور دوسرا لنصف لنصف چاہتا تہا پس اتنا طول
ہوا کہ نوبت مرافعہ حضرت امیر تک پہونچی پس حضرت نے فرمایا اوس شخص سے
کہ جسکی تین روٹیان تہین کہ تو تین ہی درہم پر راضی ہوجا کہ یہی تیرے حق
مین مفید ہے اوسنے کہا کہ مین ہرگز نہ راضی ہونگا مگر حق بات پر حضرت
نے فرمایا کہ حق تلخ تو یہہ ہے کہ تیرا حصہ ایک درہم ہے تو ناحق درہم دو ہم
ہے اوسنے عرض کی کہ اسکی کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ پانچ اور تین روٹیان
آٹھہ ہوئین اور ایک روٹی مین تین تین ثلث ہوتے ہین پس آٹھہ روٹیون
مین چوبیس تہائیان نکلین کہ وہ سب تم سب نے کہائین اور ایک کا زیادہ کہانا
ثابت نہین پس سب برابر سمجہے جائینگے پس تونے آٹھہ ٹکڑے کہائے اور
اصل مین تیرے تین روٹیون کے نو ٹکڑے تہے تو آٹھہ تو تیرے ہی طرف
رہے اور کل ایک ٹکڑا تیرا صرف غیر مین آیا اور تیرے رفیق کی پانچ روٹیون
کے پندرہ ٹکڑے ہوئے آٹھہ تو وہ خود کہا گیا اور سات بچے پس معلوم
ہوا کہ تیسرے رفیق نے ایک ٹکڑا تیرے یہان سے اور سات تیرے ساتہی

کے یہان سے کہائے تہے اوسے سات ٹکڑون کے بدلے سات درہم
ملینگے اور تجہے ایک کے بدلے ایک اور ایک اور روایت مین ماثور
ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے پاؤن مین بیڑی ڈالدی اور یہہ نذر
کیا کہ جب تک بقدر اسی بیڑی کے مال و زر راہ خدا مین نہ دونگا تو یہہ
اوسکے پاؤن سے نہ اوتارونگا بعد ازان بوجہ گرانباری تحمل اوسکا اوس
غلام سے مشکل ہوا پس چاہا کہ رہا کرے اور آپ بسبب اپنی نذر کے متحیر ہوا
کہ اگر پہلے بیڑی اوتار لیتا ہے اور پہر اوسقدر تول کے راہ خدا مین دیتا
ہے تو یہہ خلاف نذر ہے اور اگر تخمیناً کچہہ پہلے ہی سے دیدے تو شاید
وہ وزن مین کچہہ زیادہ یا کم ہو پس متحیر ہوا اور رجوع خدمت حضرت امیر
المومنین علیہ السلام مین کی پس حضرت نے اوس غلام کو بلایا اور پانی کا
ایک طشت منگایا اور اوسے حکم کیا کہ وہ ہی پاؤن جسمین بیڑی تہی اوس
پانی مین رکہے پس جب اوسنے اوسی پانی مین رکہا تو پانی پاؤن اور بیڑی
کے بوجہہ سے ایک مقدار بلند ہوگیا پس حضرت نے دوبارا حکم کیا کہ وہی
پاؤن پانی مین رکہے اور اوسکی بیڑی ہاتہہ سے اوٹہائے رہے اور ملاحظہ
کر لیا کہ فقط پاؤن کے بوجہہ سے کسقدر پانی بلند ہوا اور اوسے اول سے
کچہہ کم پایا پس دوسرے پاؤن کو کہ جو بے قید تہا پانی مین رکہوا کے ملاحظہ کیا
کہ بقدر دوسرے پاؤن کے برابر نکلا پس برادۂ آہن منگا کے پانی مین
ڈالنا شروع کیا یہانتک کہ وہ پانی اوتنا ہی اونچا ہوا کہ جسقدر دوسرا
پاؤن مع بیڑی کے رکہنے مین بلند ہوا تہا پس معلوم ہوا کہ وہ برادہ وزن
مین کمتر بیڑی کے وزن سے نہین ہے پس اوسی قدر تصدق کرکے رہا کی

کا حکم دیا اور لوگون کو فی البدیہ اس حدت ذہن وذکا پر تعجب ہوا اور رومی اپنی مثنوی مین لکھتا ہے ؎

یک زنے آمد بہ پیش مرتضےٰ / گفت شد بر ناودان طفلے مرا
گرش مے خوانم نمی آید بدست / ور ہلم ترسم کہ او افتد بپست
نیست عاقل تاکہ دریابد چو ما / گر بگویم کز خطر سوی من آ
ہم اشارت را نمے داند بدست / ور بداند نشنود این ہم بدست
بس نمودم شیر وپستان را بدو / او ہمی گرداند از من چشم ورو
از برائے حق شمائید ای مہان / دستگیر این جہان وآن جہان
زود درمان کن کہ مے لرزد دلم / کہ بدرد از میوۂ دل بگسلم
گفت طفلے را برآور ہم ببام / تا ببیند جنس خود را آن غلام
سوی جنس آید سبک زان ناودان / جنس بر جنس ست عاشق جاودان
زن چنان کرد وچو دید آن طفل او / جنس خود خوش خوش بدو آورد رو
سوی بام آمد ز متن ناودان / جاذب ہر جنس را ہم جنس دان
عشر عشران آمد بسوی طفل طفل / وارہید او از فتادن سوی سفل

فَسَدَلْتُ دُوْنَہَا ثَوْبًا پس پردہ گرادیا یعنے اپنے اور خلافت کے درمیان مین وَطَوَیْتُ عَنْہَا کَشْحًا اور پہلوتہی کی یعنے اوس خلافت سے وَطَفِقْتُ اَرْتَئِیْ اور فکر کرنا شروع کیا بَیْنَ اَنْ اَصُوْلَ بِیَدٍ جَذَّاءَ اس امر مین کہ آیا مین حملہ کر بیٹھون دست بریدہ سے یعنے آیا بے دست وپا اٹھ بیٹھون ابوبکر سے اَوْ اَصْبِرَ عَلٰی طَخْیَۃٍ عَمْیَاءَ یا صبر کرون اوس بلاے ناگہانی پر کہ جو مثل ابر تیرہ وتار محیط ہوگئی تھی یعنے جو مصیبت کہ گھنگھور گھٹا کیطرح

چہاگئی تھی کہ جسکی تاریکی مین ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھ پڑتا تہا یعنے تاریکی گمراہی کہ جو لوازم خلافت خلفای جور سے تھی یَہْرَمُ فِیْہَا الْکَبِیْرُ ایسی آفت آسمانی وبلاے ناگہانی کہ سن رسیدہ لوگ بالکل بیہوش ہوگئے اور سٹھیا گئے اوسکے غم سے وَیَشِیْبُ فِیْہَا الصَّغِیْرُ اور کم سن اودہیر بلکہ بوڑہے ہوجاتے تہے اوسکے صدمے سے وَیَکْدَحُ فِیْہَا مُؤْمِنٌ حَتّٰی یَلْقٰی رَبَّہٗ اور تادم مرگ کسی مومن کا چھٹکارا نہوا اوسکے رنج سے فَرَاَیْتُ اَنَّ الصَّبْرَ عَلٰی ہَاتَا اَحْجٰی پس مجھے صبر کرنا اس مصیبت پر بعد تامل اچھا معلوم ہوا اسلیئے کہ شرطین جہاد واجب ہونے کی بسبب نایابی اعوان وانصار کے نابود تہین فَصَبَرْتُ وَفِی الْعَیْنِ قَذًی پس صبر کیا یعنے اس حال مین کہ میری چشم خاشاک وغبار آلود تھی خلاصہ یہ کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے اوس مصیبت پر یعنے صبر وتحمل کیا وَفِی الْحَلْقِ شَجًی اور گریہ گلوگیر تہا اَرٰی تُرَاثِیْ نَہْبًا مین اپنے میراث وجائداد خاندانی کو دیکھ رہا کہ دھڑی دھڑی کرکے لٹ رہی تھی اور تخصیص ذکر گمراہی حال خلیفہ اول مین بوجہ اوسکی مزید جہل ونادانی کے ہے یہانتک کہ معنی کلالہ وآب اوسکو نہ معلوم ہوئے اور توشیح شرح صحیح بخاری مین ہے کہ میرے بہائی نوح کو جب سقطر نے اذیت دی تو اوسون نے ہاتھ سے عرباض کو چہوا پس اوسمین سے سمسم نکلا پس ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت سقطر وعرباض وسمسم سے کیا معنے حضرت نے فرمایا کہ سقطر زنابہ ہے اور عرباض وردا اور سمسم عثمثم ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت زنابہ وورد وعثمثم کسی کہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ زنابہ قرنب ہے اور ورد حنظل اور عثمثم ضیون پس ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت میری طاقت طاق ہوتی ہے معاف معاف مجہے فرمایئے پس حضرت نے

فرمایا کہ سقطم ورنابہ وقرنب فارہ یعنے چوہے کو کہتے ہین اور عرباض وورو
خنظل اسد یعنے شیر کو اور ہسمسم وعثمثم وضیون سنور یعنے لومڑی کو اور برابر
یہہ کہتا رہا کہ اِنَّ لِیْ شَیْطَانًا یَعْتَرِیْنِیْ فَاِذَا زِغْتُ فَقَوِّمُوْنِیْ یعنے ہمیشہ
ایک شیطان اوس شخص پر سوار رہتا ہے پس جب ٹیڑہا ہون دیکہو تو بی لکلف
سیدہا بنا دو اور اتفاقًا یہہ ایک روز خطبہ پڑہ رہا تہا کہ دفعۃً جناب امام
حسین علیہ السلام مسجد مین آگئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر منبر پر سے اوتر کہ
یہہ میرے جد امجد کی جگہہ ہے کچہہ تیرے باپ کی نہین پس یہہ خفیف ہو گیا اور
جواب نہ دیسکا اور لطائف الحیل مین بہلانے لگا کہ تہرک تہرک کے یہہ گانا
شروع کیا بِاَبِیْ اَنْتَ شَبِیْہٌ بِنَبِیِّ + لَسْتَ شَبِیْہًا بِعَلِیٍّ یعنے باپ
میرا قربان ہو تم سے تم تو نبی سے مشابہ ہو اور علی سے تو بالکل مشابہ نہین
اور اسطرح کی حکایتین اور روایتین صدہا ہین کہ جنکی تفصیل مین طول ہے
حَتّٰی مَضَی الْاَوَّلُ لِسَبِیْلِہٖ یہانتک کہ پہلے نے پہل کی اور اپنی راہ لی ملک
عدم مین جا بسے فَاَدْلٰی بِھَا اِلَی ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَہٗ اور رشوت مین
خلافت کو وہ اپنے ثانی لاثانی کو دیگئے گویا کہاری کنوئین مین اوسے
جہونک گئے ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْاَعْشٰی پہر حسب حال یہہ شعر پڑہا ہے
شَتَّانَ مَا یَوْمِیْ عَلٰی کُوْرِھَا + وَیَوْمُ حَیَّانَ اَخِیْ جَابِرٍ + کہان ہے
یہہ دن کہ مین جنہین اس حالت مین بسر کرتا ہون کہ کوہان شتر پر بیٹہہ کے
تڑاقے کی دہوپ اور سناٹے لو مین فکر معاش کیا کرتا ہون اور کہان دن
حیان برادر جابر کے کہ وہ ناز و نعمت سے بسر ہوئے فَیَا عَجَبًا بَیْنَا ھُوَ
یَسْتَقِیْلُھَا فِیْ حَیٰوتِہٖ اِذْ عَقَدَھَا لِاٰخَرَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ بڑے تعجب کا مقام

ہے کہ ابوبکر اپنی حیات مین تو استعفا خلافت سے کرتا رہا اور ہمیشہ بالاے
منبر کہا کیا اَقِیْلُوْنِیْ اَقِیْلُوْنِیْ فَلَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیْکُمْ یعنے معزول کرو
مجہے معزول کرو مجہے کہ مین تم سب سے بہتر و افضل نہین اور علی تم مین موجود
ہے سہ تو بتاریکی علی را دیدہ + زین سبب غیرش برو بگزیدہ
مین تو یہہ قول تہا اور پہر چلتے وقت وہ خلافت اور کو دے گیا اور مجہے
میرے حق سے محروم رکہا کَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَیْھَا بہت ناگوار ہوا
مجہے کہ وہ ناقہ خلافت کے تہین آپسمین بانٹ لیگئے یعنے اون دونون نے
خلافت مین باہم حصہ بانٹ کرکے مجہے محروم رکہا فَصَیَّرَھَا فِیْ حَوْزَۃٍ
خَشْنَاءَ یَغْلُظُ کَلْمُھَا وَیَخْشُنُ مَسُّھَا پس وہ ابوبکر اوس خلافت کو ایسے
مقام درشت مین رکہہ گیا کہ جسکی جراحت بہت غلیظ تہی یعنے گہرا زخم تہا
یعنے عمر درشت گو اور ایسا بدزبان تہا کہ اوسکی باتون سے دل مین گہاؤ
پڑ جاتے تہے اور ایسی خشونت و رعونت اوسمین تہی کہ چہو جانا بہی اوسکا
غضب تہا وَیَکْثُرُ الْعِثَارُ فِیْھَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْھَا اور بہت لغزشین
کرتا تہا اور وہ ہوکے کہاتا تہا اور پہر کلام عذر بدتر از گناہ ازراہ عذر زبان
پر لاتا تہا چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک
عورت کے چہہ مہینے کا وضع حمل ہوا اور شوہر نے اوسکے انکار اوس لڑکے
کا کیا کہ یہہ میرے نطفہ سے نہین بلکہ ولد الزنا ہے اور عورت مصر تہی کہ یہہ
اوسی کا نطفہ ہے یہانتک کہ یہہ مقدمہ اجلاس عمر پر پیش ہوا پس اونہونے
رجم کا حکم دیا اوس بیچارے پر رحم نکیا پس اثناے راہ مین حضرت امیر
علیہ السلام سے ملازمت حاصل ہوئی پس حضرت نے حقیقت حال پوچہی

ہین صواعق محرقہ مین ہے کہ دو شخص باہم بیٹھے کہانا کہاتے تھے ایک کے
پاس پانچ روٹیان تہین اور دوسرے کے پاس تین گردہ نان تھے پس گذر
ہوا ایک اور تیسرے آدمی کا پس ان دونون نے اوسے بہی شریک کیا
اور تینون نے مل کے باہم غذا کہائی پہر جب کہانے سے فارغ ہوگئے
تو تیسرے شخص نے آٹھہ درہم عوض اوس کہانے کے جو اوسنے کہایا تہا
اونہین دیگئے اور وہان سے چل کہڑا ہوا بعد ازان ان دونون مین
باہم نزاع ہوئی جسکی پانچ روٹیان تہین وہ پانچ درہم مانگتا تہا اور تین
درہم دوسرے کو دیتا تہا اور دوسرا النصف لنصف چاہتا تہا پس انتہا طول
ہوا کہ نوبت مرافعہ حضرت امیر تک پہونچی پس حضرت نے فرمایا اوس شخص سے
کہ جسکی تین روٹیان تہین کہ تو تین ہی درہم پر راضی ہوجا کہ یہی تیرے حق
مین مفید ہے اوسنے کہا کہ مین ہرگز نہ راضی ہونگا مگر حق بات پر حضرت
نے فرمایا کہ حق تلخ تو یہ ہے کہ تیرا حصہ ایک درہم ہے تو ناحق درہم دوہم
ہے اوسنے عرض کی کہ اسکی کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ پانچ اور تین روٹیان
آٹھہ ہوئین اور ایک روٹی مین تین تین ثلث ہوتے ہین پس آٹھہ روٹیون
مین چوبیس تہائیان نکلین کہ وہ سب تم سبنے کہائین اور ایک کا زیادہ کہانا
ثابت نہین پس سب برابر سمجھے جائینگے پس تونے آٹھہ ٹکڑے کہائے اور
اصل مین تیرے تین روٹیون کے نو ٹکڑے تھے تو آٹھہ تو تیرے ہی طرف
رہے اور کل ایک ٹکڑا تیرا صرف غیر مین آیا اور تیرے رفیق کی پانچ روٹیون
کے پندرہ ٹکڑے ہوئے آٹھہ تو وہ خود کہا گیا اور سات بچے پس معلوم
ہوا کہ تیرے رفیق نے ایک ٹکڑا تیرے یہان سے اور سات تیرے ساتھی

کے یہان سے کہائے تہی اوسے سات ٹکڑون کے بدلے سات درہم
ملینگے اور تجہے ایک کے بدلے ایک اور آیک اور روایت مین ماثور
ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے پاؤن مین بیڑی ڈالدی اور یہ نذر
کیا کہ جب تک بقدر اسی بیڑی کے مال و زر راہ خدا مین نہ دونگا تو یہ
اوسکے پاؤن سے نہ اوتارونگا بعد ازان بوجہ گرانباری تحمل اوسکا اوس
غلام سے مشکل ہوا پس چاہا کہ رہا کرے اور آپ بسبب اپنی نذر کے متحیر ہوا
کہ اگر پہلے بیڑی اوتار لیتا ہے اور پہر اوسقدر تول کے راہ خدا مین دیتا
ہے تو یہ خلاف نذر ہے اور اگر تخمیناً کچھہ پہلے ہی سے دیدے تو شاید
وہ وزن مین کچھہ زیادہ یا کم ہو پس متحیر ہوا اور رجوع خدمت حضرت امیر
المومنین علیہ السلام مین کی پس حضرت نے اوس غلام کو بلایا اور پانی کا
ایک طشت منگایا اور اوسے حکم کیا کہ وہ بہی پاؤن جسمین بیڑی تہی اوس
پانی مین رکہے پس جب اوسنے اوسی پانی مین رکہا تو پانی پاؤن اور بیڑی
کے بوجہ سے ایک مقدار بلند ہوگیا پس حضرت نے دوبارا حکم کیا کہ وہی
پاؤن پانی مین رکہے اور اوسکی بیڑی ہاتہہ سے اوٹہائے رہے اور ملاحظہ
کرلیا کہ فقط پاؤن کے بوجہ سے کسقدر پانی بلند ہوا اور اوسے اول سے
کچھہ کم پایا پس دوسرے پاؤن کو کہ جو بے قید تہا پانی مین رکہوا کے ملاحظہ کیا
کہ بقدر دوسرے پاؤن کے برابر نکلا پس برادہ آہن منگا کے پانی مین
ڈالنا شروع کیا یہانتک کہ وہ پانی اوتنا ہی اونچا ہوا کہ جسقدر دوسرا
پاؤن مع بیڑی کے رکہنے مین بلند ہوا تہا پس معلوم ہوا کہ وہ برادہ وزن
مین کمتر بیڑی کے وزن سے نہین ہے پس اوسی قدر تصدق کرکے رہا کیا

کا حکم دیا اور لوگون کو نے البدیہ اس حدت ذہن و ذکا پر تعجب ہوا اور روم اپنی مثنوی مین لکھتا ہے ~

یک زنی آمد به پیش مرتضی
گفت شد بر ناودان طفلی مرا
گرش می خوانم نمی آید بدست
ور هلم ترسم که او افتد به پست
نیست عاقل تا که دریابد چو ما
گر بگویم کز خطر سوی من آ
هم اشارت را نمی داند بدست
ور بداند نشنود این هم بدست
بس نمودم شیر و پستان را بدو
او همی گرداند از من چشم و رو
از برای حق شمائید ای مهان
دستگیر این جهان و آن جهان
زود درمان کن که می لرزد دلم
که بدرد از میوه دل بگسلم
گفت طفلی را بر آور هم به بام
تا ببیند جنس خود را آن غلام
سوی جنس آید سبک زان ناودان
جنس بر جنس است عاشق جاودان
زن چنان کرد و چو دید آن طفل او
جنس خود خوش خوش بدو آورد رو
سوی بام آمد ز متن ناودان
جاذب هر جنس را هم جنس دان
عشر عشران آمد بسوی طفل طفل
وا رهید او از فتادن سوی سفل

فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا پس پردہ گرا دیا مینے اپنے اور خلافت کے درمیان مین وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا اور پہلو تہی کی مینے اوس خلافت سے وَطَفِقْتُ أَرْتَئِي اور فکر کرنا شروع کیا بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ اس امر مین کہ آیا مین حملہ کر بیٹھون دست بریدہ سے یعنے آیا بے دست و پا کر بیٹھون ابوبکر سے أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ یا صبر کرون اوس بلاہی ناگہانی پر کہ جو مثل ابر تیرہ و تار محیط ہو گئی تہی یعنے جو مصیبت کہ گھنگھور گھٹا کیطرح

چہا گئی تہی کہ جسکی تاریکی مین ہاتھہ کو ہاتھہ نہ سوجھہ پڑتا تہا یعنے تاریکی گمراہی کہ جو لوازم خلافت خلفاہی جور سے تہی يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ ایسی آفت آسمانی و بلاہی ناگہانی کہ سن رسیدہ لوگ بالکل بیہوش ہو گئے اور سٹہیا گئے اوسکے غم سے وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ اور کم سن اوسمین بلکہ بوڑہے ہوئے جاتے تہے اوسکے صدمے سے وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ اور نادم ہو رکہ کسی مومن کا چھٹکارا نہوا اوسکے رنج سے فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى پس مجہے صبر ہی کرنا اس مصیبت پر بعد تامل اچہا معلوم ہوا اسلئے کہ ترک جہاد واجب ہونے کی بسبب نایابی اعوان و انصار کے ناگزیر تہا فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذًى پس صبر کیا مینے اس حال مین کہ میری چشم خاشاک و غبار آلود تہی خلاصہ یہ کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے اوس مصیبت پر مینے صبر و تحمل کیا وَفِي الْحَلْقِ شَجًا اور گریہ گلو گیر تہا أَرَى تُرَاثِي نَهْبًا مین اپنے میراث و جاہ خاندانی کو دیکہہ رہا کہ دہڑی دہڑی کرکے لٹ رہی تہی اور تخصیص ذکر گمراہی حال خلیفہ اول مین بوجہ اوسکی مزید جہل و نادانی کے ہے یہانتک کہ معنی کلالہ و آب اوسکو نہ معلوم ہوئے اور توشیح شرح صحیح بخاری مین ہے کہ میرے بہائی نوح کو جب سقطم نے اذیت دی تو اونہون نے ہاتہہ سے عرباض کو چہوا پس اوسمین سے سمسم نکلا پس ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت سقطم و عرباض و سمسم سے کیا معنے حضرت نے فرمایا کہ سقطم زنابہ ہے اور عرباض وردا اور سمسم عثمثم ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت زنابہ و وردا و عثمثم کسی کہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ زنابہ قرنب ہے اور وردا حنظل اور عثمثم غنیون پس ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت میری طاقت طاق ہوتی ہے صاف صاف مجہے فرمائیے پس حضرت

فرمایا کہ سقظم ورنابہ وقرنب فارہ یعنے چوہے کو کہتے ہین اور عرباض دورو
خنظل اسد یعنے شیر کو اور ہسمہ وعثمثم وفنیون سنور یعنے لومڑی کو اور برابر
یہہ کہتا رہا کہ اِنَّ لِی شَیطَانًا یَعتَرِینِی فَاِذَا زِغتُ فَقَوِّمُونِی یعنے ہمیشہ
ایک شیطان اوس شخص پر سوار رہتا ہے پس جب ٹیڑہا پن دیکھو تو بے تکلف
سیدہا بنادو اور اتفاقاً یہہ ایک روز خطبہ پڑہ رہا تہا کہ دفعتہً جناب امام
حسین علیہ السلام مسجد مین آگئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر منبر پر سے اوتر کہ
یہہ میرے جد امجد کی جگہہ ہے تجھہ تیرے باپ کی نہین پس یہہ خفیف ہو گیا اور
جواب نہ دے سکا اور لطائف الحیل مین بہلانے لگا کہ تبرک کے یہہ کہنا
شروع کیا بِاَبِی اَنتَ شَبِیہٌ بِنَبِیٍّ + لَستَ شَبِیہًا بِعَلِیٍّ یعنے باپ
میرا تمپر قربان ہو تم سے تمتو نبی سے مشابہ ہو اور علی سے تو بالکل مشابہ نہین
اور اسطرح کی حکایتین اور روایتین صدہا ہین کہ جنکی تفصیل مین طول ہے
حَتّٰی مَضَی الاَوَّلُ لِسَبِیلِہٖ یہانتک کہ پہلے نے پہل کی اور اپنی راہ لی ملک
عدم مین جا بسے فَاَدلیٰ بِہَا اِلَی ابنِ الخَطَّابِ بَعدَہٗ اور رشوت مین
خلافت کو وہ اپنے ثانی لاثانی کو دیگئے گویا کہاری کنوئین مین اوسے
جہونک گئے ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَولِ الاَعشیٰ پہر حسب حال یہہ شعر پڑہا ہے
شَتَّانَ مَا یَومِی عَلٰی کُورِہَا + وَیَومُ حَیَّانَ اَخِی جَابِرٍ + کہان ہے
یہہ دن کہ مین جنہین اس حالت مین بسر کرتا ہون کہ کوہان شتر پر بیٹہہ کے
تڑاقے کی دہوپ اور سناٹے لو مین فکر معاش کیا کرتا ہون اور کہان دن
حیان برادر جابر کے کہ وہ ناز و نعمت سے بسر ہوئے فَیَا عَجَبًا بَینَا ہُوَ
یَستَقِیلُہَا فِی حَیَاتِہٖ اِذ عَقَدَہَا لِاٰخَرَ بَعدَ وَفَاتِہٖ بڑے تعجب کا مقام

ہے کہ ابوبکر اپنی حیات مین تو استعفا خلافت سے کرتا رہا اور ہمیشہ بالاے
منبر کہا کیا اَقِیلُونِی اَقِیلُونِی فَلَستُ بِخَیرِکُم وَعَلِیٌّ فِیکُم یعنے معزول کرو
مجھے معزول کرو مجھے کہ مین تم سب سے بہتر و افضل نہین اور علی تم مین موجود
ہے ؎ تو بتاریکی علی را دیدہ + زین سبب غیرش برو برگزیدہ
مین تو یہہ قول تہا اور پہر چلتے وقت وہ خلافت اور کو دے گیا اور مجھے
میرے حق سے محروم رکہا لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرعَیہَا بہت ناگوار ہوا
مجھے کہ وہ ناقہ خلافت کے تہن آپسمین بانٹ لیگئے یعنے اون دونون نے
خلافت مین باہم حصہ بانٹ کرکے مجھے محروم رکہا فَصَیَّرَہَا فِی حَوزَۃٍ
خَشنَاءَ یَغلُظُ کَلمُہَا وَیَخشُنُ مَسُّہَا پس وہ ابوبکر اوس خلافت کو ایسے
مقام درشت مین رکہہ گیا کہ جسکی جراحت بہت غلیظ تہی یعنے گہرا زخم تہا
یعنے عمر درشت گو اور ایسا بدزبان تہا کہ اوسکی باتون سے دل مین گہاؤ
پڑجاتے تہے اور ایسی خشونت و رعونت اوسمین تہی کہ چہو جانا بہی اوسکا
غضب تہا وَیَکثُرُ العِثَارُ فِیہَا وَالاِعتِذَارُ مِنہَا اور بہت لغزشین
کرتا تہا اور وہ ہو کے کہاتا تہا اور پہر کلام عذر بدتر از گناہ از راہ عذر زبان
پر لاتا تہا چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک
عورت کے چہہ مہینے کا وضع حمل ہوا اور شوہر نے اوسکے انکار اوس لڑکے
کا کیا کہ یہہ میرے نطفہ سے نہین بلکہ ولد الزنا ہے اور عورت مصر تہی کہ یہہ
اوسی کا نطفہ ہے یہانتک کہ یہہ مقدمہ اجلاس عمر پر پیش ہوا پس اونہون نے
رجم کا حکم دیا اوس بیچارے پر رحم نکیا پس اثناے راہ مین حضرت امیر
علیہ السلام سے ملازمت حاصل ہوئی پس حضرت سے نے حقیقت حال پوچہی

اور اوس عورت کو عمر پاس پہیر کر لائے اور فرمایا کہ ای عمر اسپر رجم عائد
نہین یہہ بالکل بری ہے عمر نے کہا کہ کیا سبب حضرت نے فرمایا کہ جناب
باری فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنے زمانہ حمل و شیر
خواری طفل تیس مہینے کا ہے اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَالْوَالِدٰتُ
يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنے زچا عورتین دودہ پلاتی
ہین اپنے بچون کو دو برس کامل پس جب تیس مہینون سے دو برس دودہ
پلانے کے نکل گئے تو وہان کل چہہ مہینے ہین پس عمر نے کہا لَوْلَا عَلِيٌّ
لَهَلَكَ عُمَرُ یعنے اگر علی نہوتے تو ہلاک ہوتا عمر ایک بے گناہ کو قتل کر کے
اور ایک اور روایت مین ہے کہ عمر کے پاس ایک عورت کو لائے کہ اوسنے
زنا کیا تہا اور اوسے کسی قسم کا جنون تہا پس عمر نے حکم رجم دیا پس جناب
امیر نے فرمایا کہ کیا تجہے یہہ معلوم نہین کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثٍ قلم تکلیف اوٹہا لیا گیا تین شخصون
سے عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ایک اوس شخص سے کہ جو سو رہا ہو تا
وقتیکہ وہ بیدار ہو وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ اور دوسرے مجنون سے
تا اینکہ اوسے عقل آئے وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ اور تیسرے لڑکے
سے تا اینکہ وہ محتلم ہو پس رجم نکیا اوس عورت کو عمر نے جیسا کہ جامع
الاصول مین ہے بلکہ بنا بر روایت عاصمی ناصبی یہہ بہی کہا کہ لَوْلَا عَلِيٌّ
لَهَلَكَ عُمَرُ یعنے اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوتا اور ایک روایت مین ہے
کہ حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیا تہا بسبب ارتکاب زنا کے پس حضرت
امیر المؤمنین علیہ السلام نے منع فرمایا اور کہا کہ ای عمر اگر تیرا قابو شوہر

ہے فَيَا لِلّٰهِ وَلِلشُّوْرٰى پس حکم خدا سے پناہ ہے اور کمیٹی کو کیا نسبت مجہ
عُتْرِضَ الرَّيْبُ فِيَّ مَعَ الْاَوَّلِ مِنْهُمْ حَتّٰى صِرْتُ اُقْرَنُ اِلٰى هٰذِهِ
النَّظَائِرِ پس کیونکر اور کب شک ہوا میرے درمیان مین اور اون مین سے
جو اول تہا اون کے درمیان مین تا اینکہ نوبت بانجا رسید کہ مین قرین و ہمسر
کر دیا گیا ایسے مقابلون کے لٰكِنِّيْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا وَطِرْتُ اِذْ طَارُوْا
لیکن مجبور کیا پس تہا پس جب وہ بیٹہہ جاتی تہی تو مین بیٹہہ جاتا تہا اور جب وہ
اوڑ جاتی تہی تو مین بہی اوڑ جاتا تہا یعنے وہ جس چال چلتی تہی مین بہی اوسی
چال چلتا تہا فَصَغٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ لِضِغْنِهٖ پس ایک تو اون مین سے بسبب عناد
قلبی کے مجہہ سے منحرف ہوا یعنے سعد بن وقاص کہ وہ دشمن حضرت تہا وَ
مَالَ الْاٰخَرُ لِصِهْرِهٖ اور دوسرا متوجہ قرابت زوجہ ہو کے مائل عثمان
کی جانب ہوا اسلیئے کہ اوس حسن پرست زن مرید کی عقل کل اوسکی جورو تہی
تو وہ کیونکر یا مرید اوسکا اور اوسکے رشتے ناتے کا نہ رہتا مَعَ هَنٍ وَهَنٍ
باوجود اور بہی چند در چند نا ملائم امورون کے یعنے حسد اور عناد کے
اور یہہ اشارہ ہے عبد الرحمن بن عوف کی جانب کہ اوسکے اور عثمان کے
درمیان مصاہرت تہی اسلیئے کہ عثمان کی مادر جلو بہن یعنے کلثوم اوسے
بیاہی گئی تہی سے آثار موت اپنے جو آئے اوسے نظر ٹہرائے مشورہ
کو خلافت کے چہہ نفر + اور نہین کیا شمار جناب امیر کو + محروم ہر بہی رکہا
نبی کے وزیر کو + عثمان کے شریک تہے اون مین سے دو متقی + ملک کے
اون لعینون نے بیعت اوسی سے کی + اِلٰى اَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ تا اینکہ
لیستادگی با مر خلافت ثالث بالخیر نے نَافِجًا حِضْنَيْهِ دو نون بغلیان

پہلائی ہوئے یعنی تُمَتِّلُهُ وَتُمَغِّضُهُ کو بر و سینے اور چرنے لگے درمیان مین
خلاصہ یہہ کہ جب عثمان خلیفہ ہوا تو اوسکا یہہ حال تہا کہ یا تو تلے اوپر کہائے
چلا جاتا تہا یا فضلہ دفع کیا کرتا تہا سوا کہانے اور ہگنے کے اوسے اور کچہہ
کام نتہا خلاصہ یہہ کہ وہ جہپا جہپ لپالپ کہاکے اور غٹا غٹ پانی پیکے
کچاکچ پیٹ بہر کے جہلا جہل ہگا موتا کرتے تہے اور ان دو نون حالتون
کے درمیان مین شان خلافت نشان یہہ ہوتی تہی کہ توند پہولی ہوئی اور
باچہیان تنی ہوئی اور پیٹ بہرا ہوا رہتا تہا وَقَامَ مَعَهُ بَنُوا أَبِيهِ اور او
سبہی ہم جدی اوسکے اوسکے شریک حال ہوگئے یعنے بنی امیہ یَخْضِمُونَ
مَالَ اللهِ ایسے بڑے بڑے منہ مارتے تہے اور بے دانت لگائے کہا
جاتے تہے مال خدا کو خَضْمَ الْإِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيعِ جیسے اونٹ بڑے بڑے
منہ مارتا ہے برسات کی ہری ہری دہوپ پر واقعی یہہ تو سب سے زیادہ بد
وحقیر تر تہا کسی طرح کی لیاقت نرکہتا تہا چنانچہ عاصمی ناصبی وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ ایک شخص عہد دولت عثمان مین اوسکے پاس آیا اور
استخوان کاسہ سر میت لایا اپنے ہاتہہ پر اور عثمان سے کہا کہ تم لوگ مسلمان
گمان کرتے ہو کہ انسان پر عذاب قبر ہوتا ہے اور بعد مرگ آتش جہنم سے
جلایا جاتا ہے حالانکہ مینے اس ہڈی پر جو ہاتہہ لگایا تو ہرگز حرارت محسوس
نہین ہوتی پس عثمان چپ ہوگیا اور حضرت امیر علیہ السلام کو بلوایا پس حضرت
جب تشریف لائے تو سائل سے اوسکا سوال پوچہا جب وہ اعتراض کر چکا
تو حضرت نے چقماق و پتہر منگوایا اور سائل و سب اہل بزم تعجب سے حضرت
کو دیکہہ رہے تہے پہر جب وہ آیا تو حضرت نے سائل سے کہا کہ اس پتہر کو

چہو کے دیکہہ کہ یہہ گرم ہے یا سرد اور اسیطرح چقماق کو اوسنے ہاتہہ رکہکے
جو دیکہا تو سرد پایا پہر حضرت نے اونہین سے آگ نکالی اور کہا کہ جیسی
یہہ ظاہر مین سرد ہین اور پہر باوجود اسکے خدا نے انہین سے آگ پیدا
کر دی کیا عجب کہ اسیطرح استخوان کفار جو ظاہر مین گرم نہون اور باطن
مین آتش سوزان سی جل رہی ہون واعظ کہتا ہے کہ مؤید اسکی وہ
حکایت ہے کہ جو اس زمانہ مین مشہور ہے کہ حکماے فرنگ نے بعد تحقیقات
یہہ امر جانچا ہے کہ صحراؤن مین جو روشنی معلوم ہوتی ہے اکثر مسافرون کو
جسے غول بیابانی کہتے ہین اصلیت اوسکی یہہ ہے کہ وہان بوسیدہ ہڈیان
مردون کی ہوتی ہین اور ہڈیون کا یہی خاصہ ہے کہ وہ رات کو روشن معلوم
ہوتی ہین پس کیا عجب کہ یہہ روشنی بہی دلیل اوسی آگ کی ہو کہ جس سے بد
لوگون کی ہڈیان جلائی جاتی ہین چنانچہ ہندوستان مین کثرت روشنی مذکور
عمدہ قرینہ اسیکا ہے اسلیئے کہ یہان کثرت استخوانہای کفار و مشرکین ظاہر
و روشن ہے سہ بار الہا مپسندی کہ گلِ من در ہند + خشت دیوار صنم خانہ
کفار شود + کربلا مدفن من ساز کہ تا تربت من + سجدہ گاہ ملک و سبحہ ابرار شود
پس وہ سائل مبہوت ہوگیا اور عثمان کہنے لگا لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُثْمَانُ
یعنے اگر حضرت امیر نہوتے تو ضرور ہلاکت مین پڑتا عثمان اور استیعاب مین
حکایت مخرمہ نوفل
عبد اللہ بن مصعب سے روایت کی ہے کہ مخرمہ بن نوفل باشندون مین
مدینہ کے نہایت سن رسیدہ اور نابینا تہا اوسکی عمر ایک سو پندرہ برس
کی تہی پس ایک روز مسجد مین اوسے حاجت استنجے کی ہوئی پس وہ بارادہ
استنجا اوٹہہ کہڑا ہوا پس لوگون نے غل مچانا شروع کیا کہ ہان ہان کہین

مسجد ہی مین پیشاب کو بولا کے بیٹھہ نجانا پس اوسکے پاس نعیمان آئے اور ایک چلکیمیری دیکے اونہون نے اوسے ایک گوشہ مسجد مین ٹہما دیا اور اوسے پیشاب کرتے چھوڑکے وہان سے ہٹ کہڑے ہوئے پس لوگون کی جو اوس نظر جا پڑی تو وہ چیخ پڑے کہ ہائین تونے یہہ کیا حرکت کی اور بہت کچھہ اونسے سخت وسست کہا پس وہ جب پیشاب کر چکا تو کہنے لگا کہ وائے ہو تمپر مین تو نابینا ہون مجھے کون یہان لاکے ٹہما گیا اور کسنے مجھسے یہہ ہنسی کی قالوا النُعیمانُ بنُ عمرٍو لوگون نے کہا کہ یہہ نعیمان کی تیزی تھی قالَ فعلَ اللّٰہ بہٖ وفعلَ اوسنے کہا کہ خدا اوس سے سمجھے اَمَا واللّٰہِ عَلیَّ اِنْ ظفرتُ بہٖ اَنْ اَضرِبَہٗ بِعصایَ ہٰذہٖ ضربۃً تبلُغُ مِنہُ مَا بلغتْ اگر میرے ہتّے چڑہا تو ایسی اوسے یہہ لکڑی مارون گا کہ وہ بہی یاد کرے خیر وہ قصہ رفت وگذشت ہوا یہانتک کہ مخرمہ پیرانہ سالی کے سبب اوسے بہول گیا پہر ایک روز نعیمان اوسکے پاس گئے اور عثمان ایک گوشہ مسجد مین نماز پڑہ رہے تھے وکانَ عثمانُ اِذا صلّی لایلتفِتُ اور معمول عثمان کا یہہ تہا کہ نماز پڑہنے مین کسیطرف متوجہ نہوتے تھے فقالَ ہَل لکَ فی نُعیمانَ پس چپکے سے مخرمہ کے کان مین نعیمان نے کہا کہ کچھہ تمھین نعیمان کی بہی فکر ہے قالَ نعم اَینَ ہُوَ دُلَّنی علیہِ اوسنے ادہر اودہر ہاتھہ سے ٹٹول کے کہا کہ ہان وہ کہان ہے مجھے بتا تو وہ انہون نے کہا کہ یہان میرے ساتھہ چپکے چپکے چلے آؤ تو مین بتادون فاَتیٰ بہٖ حتّٰی اَوقفہٗ علی عُثمانَ اور اوسے لاکے عثمان کے سر پر کہڑا کر دیا وقالَ دونکَ ہا ہُوَ اور کہا کہ تمہارے پاس وہی تو ذات شریف ہے فجمعَ مخرمۃُ یدَیہِ بعصاہُ وضربَ عثمانَ

فشجّہٗ پس دونون ہاتھہ سے جریب تہامب کے زور سے جو ایک لکڑی مارتے ہین تو عثمان کا سر پہٹ گیا تو لوگون نے لعنت ملامت کی کہ اے مخرمہ تو کچھہ سڑہی ہو گیا ہے بے قصور ناحق تو نے خلیفہ جی سے بے ادبی کی اور قوم مخرمہ نے ارادہ کیا کہ نعیمان کو ایذا پہونچائین پس عثمان نے کہا دعوا النُعیمانَ لعنَ اللّٰہ نُعیمانَ فقد شہِدَ بدرًا یعنے چہیانہ لو نعیمان کا کہ وہ جنگ بدر مین شریک بدر ہوا ہے خدا لعنت کرے اوسپر واعظ کہتا ہے کہ یہہ نکتہ بہی قابل لحاظ ہے کہ باوجودیکہ نعیمان صحابی تہا اور جنگ بدر مین باقرار خود عثمان شریک تہا ایسی ادنی سی بات پر عثمان نے اوسپر لعنت کر دی پس ثابت ہوا کہ جو لعنت کے کام کرے اوسپر بے تکلف لعنت چاہیئے صحابی ہو یا صحابی کا باپ پس اعتراض اہلسنت شیعون پر سے لعن طعن کے باب مین اوٹھہ گیا والحمد للّٰہ علی ذلک اِلیٰ اَنِ انتکثَ علیہِ فتلُہٗ تا اینکہ گستہ ہوا اوسپر تار بود اوسکا وجھزَ علیہِ عملُہٗ اور اوسکی بدفعلی نے اوبار کا لاؤ لشکر لاکے اوسکے سر پر کہڑا کر دیا وکبتْ بہٖ بطنتُہٗ اور اوسکے پیٹو پن نے اوسے چوپٹ کر دیا اتنا بڑا ایر پہیر توند کا اور لنگر اوسکا اوس سے نہ اوٹھہ سکا اس سبب سے منہ کے بہل آ رہا ہے یہہ اشارہ ہے اسطرف کہ عثمان نے محمد بن ابی بکر سے بدعہدی کی تا اینکہ بلوا ہو گیا تا اینکہ تہوڑے عرصہ تک وہ قلعہ بند رہا اور رسد بہی بند کر دی گئی تہی پہر کل اصحاب نے اجماع کرکے اوسپر دہاوا کیا اور ورانہ اندر گہس کے دہاڑا ایکڑے کے ایسا جہٹکا دیا کہ ایک لوٹے کا بولا نچ آیا پہر مار پیٹ کے انہین بے گور وکفن گہورسے پر

ڈالدیا تین دن تک لاش پڑی رہی آخر یہہ گت بنی کہ ایک کتا انکا کولا نوش
جان کر گیا بعد اوسکے انکے بیٹی داماد ایک تخت پر انکی ارتھی اوٹھا کے لیچلے
چونکہ یہہ قد آور تھے تو سر اور پاؤن انکے تخت سے باہر لٹکتے جاتے تھے اور
لڑکے اور جوان نعثل نعثل کہہ کہکے استہزا کرتے تھے اور اصل یہہ خطاب دیا
ہوا مادر نا مہربان کا ہے نعثل کے معنے کفتار کے ہین اوس سے تشبیہ
دیتے تھے اور وجہ شبہ پیٹ کا بڑا ہونا تھا اور نعثل ایک ریشائیل یہودی کا
بہی نام تھا اور خلیفہ صاحب بہی ازبسکہ ڈاڑہیالے تھے تو اس وجہ سے
انہین بہی نعثل کہتے تھے اور انجام کار مقبرۂ یہود مین دفن بہی ہوئے خلاصہ
یہہ کہ زندہ دل اور ہنسوڑ لوگ ان چھتا بیگ کو چچا کا بچا جان کے نعثل کی
پھبتی ہوئی پھبتی ان پر کہتے تھے اس مقام پر ایک روایت لطیف یاد آگئی
کتاب صراط المستقیم مین مرقوم ہے کہ اکابر اہلسنت مین سے ابن جوزی نے
بقصد مقابلہ و معارضہ جناب امیر بالاے منبر کہا سَلُونِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُونِي
یعنی جو کچہہ پوچہنا ہو مجہہ سے پوچہو قبل اسکے کہ مجہے اپنے درمیان مین نپاؤ
پس یہہ سنکے انکی گوشمالی کو ایک عورت اوٹہہ کہڑی ہوئی اور اوسنے کہا کہ لوگ
کہتے ہین کہ سلمان نے مدائن مین انتقال کیا اور مہینہ بہر کی راہ شہر مدینہ سے
ایک ہی شب مین جناب امیر نے اپنے تئین وہان پہونچایا اور نماز جنازہ
پڑہ کے اور اونہین دفن کرکے ایک ہی شب مین وہان سے پہر آئے ابن
جوزی نے کہا کہ ہان اسیطرح بیان کرتے ہین پہر اوسنے کہا کہ عثمان مدینے
ہی مین مارا گیا اور تین شبانہ روز مزبلے پر پڑا رہا اور حضرت امیر بہی اوس
شہر مین موجود تھے حضرت نے نماز اوسپر نہ پڑہی اوسنے کہا کہ ہان یہہ بہی

صحیح ہے اوس عورت نے کہا کہ پہر ان دونون مین سے ایک کا تخطیہ ضرور
پڑا یا وہ اس قابل تہا اور یا معاذ اللہ حضرت امیر نے بیجا کیا حالانکہ تم لوگ
دونون کو خلیفہ بحق جانتے ہو پس ابن جوزی مبہوت ہو گیا اور اپنے دل
کی تسکین کے لیئے کہنے لگا کہ اے نیک بخت اگر تیرے شوہر نے تجہے اجازت
گہر سے باہر نکلنے کی دی تو وہ دیوث ہے خدا کی لعنت ہو اوسپر اور اگر تو
خود گہر سے باہر نکل پڑی تو تو ناشزہ ہے خدا کی لعنت تجہپر ہو اوس عورت
نے کہا کہ اے عالم عائشہ گہر سے نکل کے بصرے گئے اور جناب امیر سے
لڑنے چڑہی پس کیا فتوی ہے تیرا اوسکی باب مین وہ پیمبر سے پوچہہ کے
گئی تہی یا بے پوچہے پس یہہ سنکے وہ سُنّی سن ہو گیا اور کچہہ جواب نددے
فَمَا رَاعَنِي اِلَّا وَالنَّاسُ يُهْرَعُونَ اِلَيَّ كَعُرْفِ الضَّبُعِ پس نہین تعجب آیا
مجہے مگر اس بات سے کہ وہ لوگ مجبور ہوکے متوجہ ہوئے میری جانب بیعت
کے لیئے اور ایسے پے در پے بیعت کے لیئے آنے لگے کہ جسطرح پے در پے
رفتار کفتار ہوتی ہے خلاصہ یہہ کہ اونٹون کی طرح قطار باندہ کے
اور چیونٹیون کی طرح تانتا باندہ کے میری بیعت کو آئے يَنْثَالُونَ عَلَيَّ
مِنْ كُلِّ وَجْهٍ کہ چارون طرف سے پروانون کی طرح مجہپر ٹوٹے
پڑتے تہے حَتّٰى لَقَدْ وُطِئَ الْحَسَنَانِ یہانتک کہ ہجوم کی شدت سے
حسنین علیہ السلام کچل گئے وَشُقَّ عِطَافِي اور کپڑون کے چیتہڑے
اوڑ گئے مُجْتَمِعِينَ حَوْلِي كَرَبِيضَةِ الْغَنَمِ گلہ گوسفند کی طرح میرے
گرد گردنین ڈالے جمع ہوئے فَلَمَّا نَهَضْتُ بِالْاَمْرِ اور جب مین استادہ
و آمادہ حکمرانی ہوا نَكَثَتْ طَائِفَةٌ تو بیعت شکنی کی ایک طائفہ نے

وَمَرَقَتْ اُخْرٰى اور تیر کی طرح سن سے نکل گئے حق سے کچھ اور لوگ
وَفَسَقَ اٰخَرُوْنَ اور فسق و فجور اختیار کیا کچھ اور لوگون نے كَاَنَّهُمْ
لَمْ يَسْمَعُوا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ گویا اونھون نے یہہ سنا ہی نہ تھا وَ
تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ
وَلَا فَسَادًا اور یہہ گہر آخرت کا قرار دیتے ہین ہم اونکے لیے کہ جو بلند
پروازی و سرکشی اور فتنہ و فساد روے زمین پر نہین چاہتے اور آخرت
پرہیزگارون ہی کے لیے ہے بَلٰى وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعُوْهَا وَوَعَوْهَا ہان
بخدا اونھون نے یہہ سنا بلکہ بگوش دل سنا وَلٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا
فِيْ اَعْيُنِهِمْ وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا لیکن آراستہ ہوئی دنیا اونکی آنکھون
کے سامنے اور خوشنما معلوم ہوئی زینت دنیا کی و دون اَمَا وَالَّذِيْ
فَلَقَ الْحَبَّةَ آگاہ ہو قسم اوسی خدا کی جسنے شگافتہ کیا دانہ و بَرَءَ النَّسَمَةَ
اور پیدا کیا انسان کو لَوْلَا حُضُوْرُ الْحَاضِرِ وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُوْدِ النَّاصِرِ
اگر لوگ مدد کو حاضر نہو جاتے اور حجت خدا امر جہاد مجھپر قائم نہو جاتی بوجہ
دستیابی مددگار کے وَمَا اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ اَنْ لَّا يُقَارُّوْا
عَلٰى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَّلَا سَغَبِ مَظْلُوْمٍ اور جو کچھ کہ شرط لی خدا نے
عالمون سے کہ کسیطرح قرار نہ لین سیری ظالم اور گرسنگی مظلوم پر یعنے
اگر خدا نے یہہ شرط عالمون سے نلی ہوتی کہ وہ چپین رہین جب دیکھین
کہ ظالم پیٹ بہر کے کہاتا ہے اور مظلوم فاقہ کی شدت سے تڑپا جاتا ہے
لَاَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلٰى غَارِبِهَا تو مین ناقہ خلافت کی رسن اوسکی پشت
پر رکہدیتا کہ جہان چاہے وہ چلی جاوے وَلَسَقَيْتُ اٰخِرَهَا بِكَاْسِ

ثم يسمعوا قول الله

لَحَلِيَتِ

اَوَّلِهَا اور اوسکے آخر کو بہی وہی جام پلاتا کہ جو اول کو پلایا تہا یعنے
آخر مین بہی اوسی قبول نکرتا وَلَاَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ اَزْهَدَ
عِنْدِيْ مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ اور تم لوگ اس دنیا کو میرے نزدیک بکری کی
رینٹہ سے بہی بدتر پاتے پہر دہقانیون اور اہل سواد مین سے ایک
بے سواد نے کچھ عرض حاجت کی اور حضرت جواب فرمانے لگے
اور سلسلہ کلام منقطع اور ناتمام رہا پس ابن عباس نے بکمال آرزو
کہا کہ کیا خوب تہا اگر آپ وہین سے جہان سے قطع کلام ہوا پہر اوسے
تمام فرماتے فَقَالَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ تِلْكَ
شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ یعنے افسوس اے ابن عباس
یہہ ایک اونٹ کی بلبلاہٹ تہی کہ غصے مین اوٹھی اور پہر بیٹھگئی
سے اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم * کہ دل آزردہ
شوی ورنہ سخن بسیار است * فاضل معتزلی نے باوجود تسنن
ذرا بہی تامل اس خطبہ کے حضرت امیر سے صادر ہونے مین
نہین کیا غایت الامر یہہ کہ تاویلات بارد و کلمات شاردہ
کو اسمین دخل دیا ہے اور اسیطرح نہایۂ اثیریہ مین پندرہ
سولہہ مقام پر اعتراف اسکا موجود ہے اور ولی اللہ تقی
و ولی الطاغوت حنفی نے ایک فارسی شرح خاص اس
ایک خطبہ کی لکہی اور بڑی شد و مد سے اسکا اقرار کیا ہے
پس اگر ان لوگون کو علم اضطراری صدور خطبہ کا حضرت
سے نہوتا تو اقرار کرنا کب ممکن تہا اور واقعی کہ عبارت

معجزا اسکی سند قوی ہے وَلِلّٰہِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ
لَوْشَاءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ فقط

موعظہ پندرہواں

حضرت موسے وخضر علیہما السلام اور حال مضمون
حال بر حضرت امام حسن علیہ السلام اور
معاویہ اور حکایات لطیفہ
طرماح وغیرہ
کے ہے
فقط

maablib.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کیا مبارک آجکا دن ہے دو سبب سے ایک یہہ کہ نام اسکا ثبت ہے معرب
شبث کا جسکے معنی عبرانی مین راحت پانے کے ہین توریت کے سفر
[illegible] مین وجہ تسمیہ یہہ لکھی ہے کہ جناب باری نے آسمان و
زمین بنا کے آج فراغت پائی گویا کہ اوسے راحت ملی لہذا اسکا نام ثبت مقرر
ہوا اور احادیث اہل اسلام مین بہی وارد ہے کہ بارك الله يوم السبت
والخميس یعنے برکت دی خدا نے شنبہ اور پنجشنبہ کو اور بعض احادیث سے
ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دن جناب رسالت مآب کیطرف منسوب ہے اور شنبہ
اونکا دن ہے دوسرے یہہ کہ یہہ تاریخ بہی بہت اچہی ہے اسلئے کہ جو بزرگوار
باعث ایجاد آسمان و زمین تہے اونمین سے حضرت امام حسن علیہ السلام
کی ولادت باسعادت اس شنبکو واقع ہوئی اور فضائل اون حضرت کے
مشہور و معروف ہین کہانتک بیان ہوسکین لیکن بمفاد ما لا يدرك كله لا يترك

قصہ حضرت خضر [uncertain]

مختصر سے حالات بیان کیئے جاتے ہین بعض روایات مین ہے کہ توریت
مین ہزار سورے تہے اور ہر سورے مین ہزار آیتین اور ہر آیت سورۂ بقر
کی برابر ہر طور الہی کتاب نازل ہونے سے حضرت موسیٰ کو بڑا افتخار ہوا
کہ میرے برابر کسے علم ہوگا حالانکہ ایسی کتاب کہ جو بمنزلہ بحر مواج ہے خدا نے
مجہے دی اور از بسکہ اسمین ایک شائبہ عجب و خود بینی کا تہا تو خدا کو یہہ پسند
نہ آیا پس اونپر وحی ہوئی کہ اے موسےٰ فلان مقام پر جہان دو دریا ملے ہین
جاؤ کہ وہان ہمارے ایک نیک بندہ سے ملاقات ہوگی چنانچہ
قرآن مجید مین ہے وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ
أَمْضِيَ حُقُبًا اور جب موسےٰ نے اپنے نوجوان رفیق یعنے اپنے وصی
یوشع سے کہا کہ برابر چلا چلون گا مین اسیطرح یہانتک کہ پہونچون اوس
مقام تک کہ جہان دریاے روم و فارس مل گئے ہین کہ وہین مجہسے وعدہ
ملاقات اوس مرد خدا یعنے خضر علیہ السلام کا ہوا ہے یا عرصۂ دراز تک اسیطرح
چلا جاؤنگا فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا
پس جب پہونچے اوس مقام پر کہ جہان پانی کی دو دہارے اور دو گنبد ملے ہوے
تہے تو بہول گئے یہہ دونون اپنی مچہلی کو یعنے جو خشک مچہلی انہون نے
ساتہہ لی تہی اوسے یوشع نے وہان پانی سے دہوکے ایک پتہر پر رکہا اور
وہ آب حیات تہا پس وہ مچہلی زندہ ہوگئی اور اوس دریا مین ڈہلکے اوسنے
راہ اپنی لی جب حضرت موسے آگے بڑہے اور حضرت یوشع کو بیان و تذکرہ
سانحہ مذکور کی حضرت موسےٰ سے نوبت نہ پہونچی تعب سفر سامان سفر کے
مہیا کرنے کی وجہ سے فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا

من سفرنا هذا نصبا پھر جب وہان سے تجاوز کرگئے بڑے اور بہت دور
نکل گئے کہین کچھہ پتا خضر کا نہ پایا اور چلتے چلتے صبح ہوگئی تو موسیٰ نے
آکے یوشع سے کہا کہ لاؤ ناشتا ہمارا کہ ہمین اس سفر سے بڑی زحمت ہوئی خضر کو
خضر اسلیئے کہتے ہین کہ جس زمین یا چوب خشک پر یہہ جاگزین ہوتے تھے تو
وہ انکے فیض قدم سے ہرے کچوہ اور سبز و شاداب ہو جاتی تھی قال ارایت
اذ اوینا الی الصخرة فانی نسیت الحوت وما انسانیه الا الشیطن
ان اذکره واتخذ سبیله فی البحر عجبا یوشع نے یہہ سنکے بیساختہ کہا آہ
آپنے نہین دیکھا کیا کیجیئے افسوس ہے اے جناب مین آپسے کیا عرض
کرون جب ہم اوس بڑے پتھر کے وہان پہونچے تھے تو مینے اوس مچھلی
کو دریا مین دہوکے اوس پتھر پر رکہا تہا اور وہین بہول کے اوٹھہ کھڑا ہوا
اور شیطان نے ایسا سہو و محو کردیا کہ مین آپسے تذکرہ کرنا بہول گیا پھر
عجب تماشا ہوا کہ اوسنے دریا مین اپنی راہ لی بالکل زندہ ہوگئی حضرت موسیٰ
نے کہا کہ لا حول ولا قوة ناحق یہہ زحمت ہوئی وہین کا تو پتا دیا گیا تہا وہ
آب حیات کا چشمہ تہا اور خضر سے وہین ملاقات ہماری بدی ہے فارتدا
علی آثارهما قصصا پھر تو بہت پچتاتے ہوئے وہ دونون اولٹے پاؤن
وہان سے پھرے اور آنکلے وہی مقام دیکھا کہ جہان سے وہ مچھلی ہاتھہ
سے نکل گئی تہی کیا دیکھتے ہین کہ جدہر جدہر وہ گئی ہے وہان پانی مین ایک
نقب اور سرنگ بن گئی ہے پس اوسی راہ سے یہہ بہی چلے گئے یہانتک
کہ اوسی مقام پر پہونچے جہان دریا دو گنڈے بہتا تہا فوجدا عبدا
من عبادنا آتیناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما

پس وہان پہونچے انہون نے ہمارے ایک بندہ کو دیکھا کہ جسے ہمنے اپنی
رحمت اور علم لدنی دیا تہا قال له موسی هل اتبعك علی ان تعلمن مما
علمت رشدا حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ وہ مرد خدا ایک چادر اوڑہے
سو رہا ہے جب اپنا سر ڈہانپتا ہے تو پاؤن کہلجاتے ہین اور جب پاؤن
ڈہانپتا ہے تو سر پس یہہ نماز پڑہنے لگے اتنے مین وہ بیدار ہوئے اور
کہا کہ ای نبی اسرائیل کے عالم تو کہان آیا ہے یہہ کہکے جب لگے وہان سے
چلنے کا ارادہ کیا پس موسیٰ نے بعد نماز اوسنے کہا کہ آیا یہہ ہوسکتا ہے کہ
مین تمہاری پیروی کرون اور ساتہہ لگا رہون اس بات پر کہ جو تمہین دانائی
ہاتہہ آئی ہے وہ تم مجہے بہی بتاؤ قال انك لن تستطيع معی صبرا حضرت
خضر نے فرمایا کہ بہتر مگر تمسے میرے ساتہہ صبر کاہیکو ہوسکیگا اسلیئے کہ تم مشا
میری باتون کا کیا جانو کہ تمہاری شریعت ظاہری ہے اور میری شریعت باطنی
پوشیدہ تر ہے کہ بعض اخبار معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریعت
ظاہریہ کہ جسکا مدار ظاہر پر ہے وہ یہی ہے کہ جسکے ہم تابع ہین پس دو گواہ عادل
کی گواہی پر حد جاری کردینگے ہر چند وہ واقع مین جہوٹ بولے ہون اور شریعت
باطنی وہ ہے کہ جسمین مدار نیت اور نفس الامر پر ہے اور اوسکے پابند ہونگے
حضرت صاحب الامر علیه السلام زمان رجعت مین وکیف تصبر علی ما لم
تحط به خبرا اور یہہ کچھہ برا ماننے کی بات نہین بلکہ حق بجانب ہے تمہارے
لیئے کیونکر صبر کرسکوگے تم اوس بات پر کہ جسپر تمہاری عقل و علم نے احاطہ
ہی نکیا ہو قال ستجدنی ان شاء الله صابرا ولا اعصی لك امرا
حضرت موسیٰ نے کہا کہ انشاء الله تم میرا صبر و سکوت دیکہنا کہ کبہی مین مخالفت

خلاف نہوونگا قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَکَ
مِنْهُ ذِکْرًا حضرت خضر نے بہ تاکیداً کہا کہ اگر تم میرا ساتھہ دیتے ہو تو خبردار
مجھسے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ از خود مین اوسکا ذکر نہ چھیڑون فَانْطَلَقَا
حَتّٰی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ
جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا یہہ سب شرط و شروط کرکے آگے بڑھے اور چل کھڑے
ہوئے یہانتک کہ ایک کشتی پر سوار ہوئے حضرت خضر نے بیٹھتے ہی اوسکے
پیندے مین ایک سوراخ کر دیا یہہ ماجرا دیکھکے حضرت موسٰے کو غصہ آگیا اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب سمجھہ کے کہنے لگے کہ اے خضر تمنے جو اِس
سوراخ کر دیا تو کیا سبکے ڈبونے کی فکر لگائی یہہ کچھہ اچھا کام نکیا قَالَ اَلَمْ
اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا خضر نے کہا کہ مین نکہتا تہا کہ تم صبر نکرسکوگے
میرے ساتھہ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا
حضرت موسٰے نے کہا کہ بھولی چوکی بات کا مجھسے مواخذہ نکرو اور زیادہ تنگ
نکرو فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً
لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّکْرًا پھر کشتی سے یہہ دونون چلے یہانتک کہ ایک
لڑکا حسین و جمیل انہین ملا کہ نہایت غریب اور پیاری پیاری اوسکی صورت
تہی اور دو بُندے اوسکے کانون مین پڑے لٹک رہے تھے پس دفعتہ
حضرت خضر نے اوسے ایسا ایک طمانچہ مارا کہ وہ مرگیا پس حضرت موسٰے
بیتاب ہوکے کہنے لگے کہ اے خضر تمنے اس بیگناہ بچے کو بے قصور مار ڈالا
تم کچھہ اچھے آدمی نہین واہ کوئی ایسی بہی حرکت کرتا ہے بہت حرکت
ناشائستہ کی تمنے قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا

خضر نے کہا کیون موسٰے مین تمسے نکہتا تہا کہ تم میرے ساتھہ صبر نکرسکوگے
قَالَ اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ
عُذْرًا موسٰے نے کہا کہ ہان سچ ہے اب اگر مین تمسے کچھہ بہی پوچھون تو
ہرگز میرا ساتھہ نکرنا میری طرف سے اب معذور ہو فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا اَتَیَا
اَهْلَ قَرْیَةِ نِ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا
یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ پہر یہہ دونون وہان سے بہی چل کھڑے ہوئے
یہانتک کہ ایک شہر مین پہونچگئے بہوک کے مارے بیچین ہوئے پس انہون نے
وہان کے لوگون سے کہانا مانگا پس اونہون نے انکی ضیافت سے انکار
کیا پہر انہون نے وہان ایک ایسی دیوار پائی کہ گرا چاہتی تہی پس ہاتھہ سے
سیدہا کر دیا اوسے حضرت خضر نے قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا
موسٰے نے کہا کہ اگر تم چاہتے تو اس دیوار سنبہالنے پر کچھہ مزدوری پا جاتے
قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ سَاُنَبِّئُکَ بِمَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَیْهِ صَبْرًا
حضرت خضر نے فرمایا کہ یہی مقام میری تمہاری جدائی کا ہے اب مین تمہین
بتائے دیتا ہون تفسیر اوسکی کہ جسپر تمسے صبر و سکوت نہوسکا اَمَّا السَّفِیْنَةُ
فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَکَانَ وَرَآءَهُمْ
مَلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا لیکن کشتی پس وہ کچھہ مسکینون کی تہی کہ
جو دریا کا کام کرتے تہے پس مینے چاہا کہ ایک عیب کر دون اوس کشتی
مین کہ اونکے پیچھے ایک بادشاہ تہا کہ زبردستی چھین لیتا تہا ہر ایک کشتی
کو تاکہ عیب کی وجہ سے وہ اوسکی گزند سے بچے وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَکَانَ
اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَا اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّکُفْرًا اور لیکن وہ

لڑکا پس والدین اوسکے ایمان دار تھے اور اوسے بہت چاہتے تھے پس
ڈرے ہم کہ یہہ تو بے ایمان ہونے والا ہے کہین ایسا نہو کہ یہہ بڑہ کے
اونہین بہی کفر و گمراہی مین پہنساوے فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا
خَیْرًا مِّنْهُ زَکٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا چاہا ہمنے کہ اوسے قتل کرین اور
اوسکے والدین کو پروردگار اوسکا نعم البدل عطا کرے ایسا فرزند دلبند
ورشید کہ اوس سے بہتر ہو پاکیزگی اور صلۂ رحم مین والدین سے وَاَمَّا
الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا وَکَانَ
اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ
عَّلَیْهِ صَبْرًا اور لیکن وہ دیوار پس دو یتیم بچون کی تہی کہ جو باشندہ شہر
تہے اور اوسکے نیچے اونکا ایک دفینہ تہا اور باپ بہی اونکا نیک تہا پس پر
مربی نے چاہا کہ وہ اپنے شباب پر پہونچکے خود اپنا دفینہ نکالین خدا کی رحمت
سے اور جو وہ دیوار گر جاتی تو خزانہ اور دفینہ نکل آتا خدا جانے کون اوسے
پاتا اور کس صرف مین لاتا اور مینے یہہ اپنی طرف سے تہوڑی کیا بلکہ حکم خدا تہا
یہہ ہے تفسیر اوسکی کہ جسپر تمہین صبر نہوا **واعظ کہتا ہے** کہ اس فقرہ مین
بہت طویل الذیل مباحث علمی ہین کہ ضیق وقت مانع اونکے تعرض سے ہے
مگر اسقدر سمجھ لینا ضرور ہے کہ ادلۂ قطعیہ بلکہ ضرورت مذہب سے ثابت ہے
کہ سہو و نسیان انبیا و ائمہ پر جائز نہین پس جمعاً بین الادلہ ضرور ہوا کہ آیات
مذکورہ مین تاویل کیجائے اور نسیان محمول ترک پر ہو یا اور کسی مجازی معنون
پر اور اسکا قرینہ بہی موجود ہے کہ اول النسبت نسیان حضرت موسےٰ اور حضرت

یوشع دونون کیطرف کی گئی ہے حالانکہ حضرت موسے کو اطلاع بہی مچھلی کے
رہجانے کی تہبر نہ تہی جبتک کہ یوشع نے حال بیان کیا اور اپنی سہو پر
تاسف کیا پس بدلیل سیاق ثابت ہوا کہ پہلے تو نسبت دونون کیطرف بطور
تغلیب و مجاز کے تہی اور اسیطرح خود یوشع کے بارے مین نسیان ذکر
محمول ترک تذکرہ پر ہی اسلیئے کہ حضرت یوشع بہی نبی معصوم تہے اور اسیطرح
حضرت خضر کے مواجہہ مین جو حضرت موسے نے اعتراف نسیان کیا تو آیات
تجسم کیطرح واجب التاویل ہے اور وعدہ کرنا حضرت موسے کا حضرت خضر سے
بہ نسبت ویسے امرون کے تہا کہ جو عادةً امثال و اقران حضرت خضر سے محتمل الوقوع
ہون نہ بہ نسبت ایسے امر کے کہ جو بالکل خلاف شرع ظاہری ہو اسلیئے کہ گمان
وہم بہی اونکا نہ تہا پس جب ویسے امر ظاہر ہوئے تو وجوب امر بالمعروف و نہی
عن المنکر سے مجبور ہو کے تعرض کرنا پڑا علاوہ یہہ کہ حضرت موسے نصیحت کی عادی
تہے پس کمال درد دین سے حسب عادت بول بیٹہتے تہے اور رہا نہ جاتا تہا علاوہ
یہہ کہ ایسے مواضع مین بلکہ عموماً ایفاے وعدہ کا وجوب ثابت نہین اور انہون نے
وعدہ مین انشاء اللہ کی قید بہی دی تہی اور ظاہر ہے کہ مشیت خدا بد امرون سے
متعلق نہین ہوتی پس جو باتین خلاف اوس شرع کی تہین کہ جسکے متعبد و پابند
حضرت موسے تہے اونپر روکنا ٹوکنا اونکی دانست مین عین حکم خدا تہا اور اونپر
حکومت کر جانا بلا تعقیہ خلاف مشیت الٰہی پس یہہ مشیت خدا کو متعلق اوس سے
نجانتے تہے لہذا دخل دینا اوسمین خلاف وعدہ نہ سمجہتے تہے فافہم اور اور
بہی جواب ان مقامون کے مبسوط تفسیرون مین مرقوم ہین از بسکہ اصل مقصود
سے ہمارے خارج تہے لہذا اوس سے اعراض کیا اور **پوشیدہ نرہے**

کہ حضرت موسیٰ اعلم و افضل حضرت خضر سے تھے جیسا کہ مفاد اکثر اخبار معتبرہ
کا ہے اور بمصلحت رفع شائبۂ عجب کے کسی خاص امر مین بعض ایسی باتین کہ جو
احاطۂ علم موسیٰ سے باہر ہون من جانب اللہ حضرت خضر پر مستلزم اعلمیت خضر
کو حضرت موسیٰ سے نہین اور یہہ ظاہر ہے کہ علم باریتعالیٰ کو محیط کوئی نبی یا
امام نہین وھو المطلوب اور پھر کیف ہمین یہہ مقصود ہے کہ شکر صد شکر
کہ ہمارے جناب رسالتمآب و ائمہ اطیاب موسیٰ اور خضر دونون سے
اعلم تھے جیسا کہ ایک روایت مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ اگر مین موسیٰ اور خضر کے درمیان مین ہوتا تو ثابت کر دیتا
کہ مین اون دونون سے اعلم ہون اور موئید اوسکے یہہ ہے کہ حضرت خضر
اکثر حل مسائل مشکلہ کے لئے جناب امیرؑ کی خدمت مین آئے اور جناب امام
حسن علیہ السلام سے یا خود جناب امیرؑ سے حل کر لیگئے ہین چنانچہ منقول ہے
کہ ایک روز جناب امیر سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر تکیہ کیے برآمد ہوئے
اور ہمراہ رکاب جناب امام حسنؑ بھی تھے پس داخل مسجد الحرام ہوئے کہ ناگاہ
ایک مرد خوبصورت و خوش پوشاک نے آکے حضرت کو سلام کیا حضرت نے
جواب دیا پھر وہ بیٹھہ گیا پھر کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین مین آپسے تین مسئلے
پوچھتا ہون اگر ٹھیک آپنے جواب اونکا دیا تو مین سمجھونگا کہ امت
نبی نے بعد نبی آپ پر ایسا ظلم کیا ہے کہ جسکی پاداش و سزا سے نہ دنیا مین
وہ مطمئن ہین نہ آخرت مین ورنہ مین سمجھونگا کہ آپ اور وہ یکسان ہین
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَلْنِیْ عَمَّا بَدَا لَکَ حضرت نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے
وہ پوچھ مجھسے فَقَالَ اَخْبِرْنِیْ اِذَا نَامَ الرَّجُلُ فَاَیْنَ تَذْھَبُ رُوْحُہٗ

پس کہا کہ بتائیے مجھسے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو اوسکی روح کدھر جاتی ہے
وَعَنِ الرَّجُلِ کَیْفَ یَذْکُرُ وَیَنْسٰی اور آدمی کیونکر یاد کرتا ہے اور بھولتا ہے
وَعَنِ الرَّجُلِ کَیْفَ یُشْبِہُ وُلْدُہُ الْاَعْمَامَ وَالْاَخْوَالَ اور ماموں اور
چچا سے بعض بچون کے مشابہ پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے فَالْتَفَتَ اِلَی الْحَسَنِ
وَقَالَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَجِبْہُ پس حضرت امام حسنؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ اے فرزند جواب دو پس حضرت نے فرمایا کہ اے شخص سونے مین آدمی
کی روح ہوا سے متعلق رہتی ہے اور ہوا ہوائے لطیف سے جبتک بیداری کے
لئے جنبش کرے سونے والا پس اگر اجازت دیتا ہے خدا اوسی روح کی
طرف بدن صاحب روح کے تو جذب کرتی ہے یہہ روح ہوا کو اور وہ ہوا
اوس ہوائے لطیف کو پھر آتی ہے اور رہتی بستی ہے بدن ذی روح مین
اور اگر اذن خدا رد روح کا بدن کیطرف نہین ہوتا تو ہوائے لطیف جذب
کرتی ہے ہوائے غلیظ کو اور ہوا روح کو پس نہین رد ہوتی طرف بدن کے
روز قیامت تک یا قبر مین زندہ ہونے کے وقت تک اور بھول جانا اور یاد
رکھنا پس دل آدمی کا ایک ڈبیا مین ہے اور ڈبیا پر ایک چیز بطور طبق ڈھکی ہے
پس اگر آدمی درود بھیجتا ہے نبیؐ اور آل نبی پر تو وہ طبق کھل جاتا ہے
اور قلب روشن ہوتا ہے اور آدمی کو یاد آجاتا ہے جو کچھہ کہ بھول گیا ہے
اور اگر درود نہ بھیجا یا کم پڑھا تو طبق بند ہو جاتا ہے اور آدمی یاد بات بھی بھول
جاتا ہے بسبب تاریک ہو جانے قلب کے اور لیکن مشابہت اولاد چچا یا ماموں
سے پس اسکا یہہ سبب ہے کہ جب کوئی شخص بکمال اطمینان و تسکین قلب و
بدن و عروق کے ہمبستری زوجہ سے اپنی کرتا ہے تو نطفہ وسط رحم مین

قرار لیتا ہے پس لڑکا مشابہ والدین سے پیدا ہوتا ہے اور اگر اضطراب اور گہبراہٹ سے صحبت کرتا ہے تو نطفہ بہی مضطرب ہو جاتا ہے پس اگر اون رگون پر پڑا کہ جو چچا سے متعلق ہین تو اولاد چچا سے مشابہ ہوئی اور جو مامون کی رگون پر گرا تو اولاد مامون سے مشابہ ہوئی پس وجد مین آکے اوس سائل نے کہا کہ مین وحدانیت خدا کی گواہی دیتا ہون جیسا کہ ہمیشہ دیتا رہا ہون اور جناب رسالت مآب کی نبوت کی اور جناب ولایت مآب کی امامت کی اور اشارہ کیا جناب امیرؑ کی طرف اور بعد اونکے تمہاری امامت کی اور اشارہ کیا حضرت امام حسن کیطرف پہر اسیطرح امام حسین علیہ السلام کی طرف پہر باقی ائمہ کی امامت پر نام بنام حضرت صاحب العصر تک گواہی دی بلکہ رجعت پر بہی پہر حضرت امیر علیہ السلام کو سلام کرکے رخصت ہوا پس جناب امیرؑ نے حضرت امام حسنؑ سے فرمایا کہ اسکے ساتھہ ساتھہ جا کے دیکھو کہ کہان جاتا ہے حضرت جو تشریف لیگئے تو کیا دیکھتے ہین کہ مسجد سے باہر پاؤن نکالتے ہی نظرون سے غائب ہو گیا معلوم نہوا کہ اوسے آسمان کہا گیا یا زمین پس حضرت واپس آئے اور جناب امیرؑ سے یہہ ماجرا بیان کیا اونہون نے فرمایا کہ اے ابو محمد تم اوسے پہچانتے ہو یا نہین حضرت امام حسن نے عرض کی کہ خدا اور رسول اور امیر المؤمنین واقف تر ہین پس حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ یہہ حضر تہے

مؤمنین اب دیکہنا چاہیئے کہ وہی خضر جنسے استفادہ کرنے کو حضرت موسےٰ نبی نے بحکم خدا دور دراز سفر کیا وہی خضر خود دور و دراز سے خدمت جناب امیرؑ مین حاضر ہوئے استفادہ کے لیئے اور جناب امام حسن نے تشفی کر دی پس زہے نصیب تمہارے کہ تم کن بزرگوارون کے

شیعہ اور خوشہ چین و عقیدت گزین ہو اور جب صفت علم کا کہ جو عمدہ صفات ہے یہہ حال ہے تو اور صفات حضرت امام حسنؑ کا کیا ذکر پس آج ہم مجمل سا حال حضرت کے علم کا اور جو امر متعلق اوس سے ہین لکھتے ہین آبن حجر سنگدل کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جناب صغرسن مین لوح محفوظ فرماتے تہے حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ رحبہ مین تشریف فرماتے تہے اور ہر قسم کے لوگون کا ہجوم تہا گرد اوس جناب کے کوئی تو استفتا کرتا تہا اور کوئی استغاثہ و مرافعہ کرتا تہا کہ ناگاہ ایک شخص نے اوٹہہ کے حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچہا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کی کہ مین آپ ہی کی رعیت سے ہون اور انہین شہرون کا باشندہ ہون حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہین اگر ایک بار بہی تو حاضر ہو کر مجہے سلام کرتا تو مین تجہے کبہی نہ بہولتا اوسنے عرض کی کہ اَلْاَمَان یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن کہ اگر جان کی امان پاؤن تو عرض حال کرون حضرت نے فرمایا جب سے تو ہمارے قلمرو مین داخل ہوا جب سے کوئی جرم تو تو نے نہین کیا اوسنے عرض کی کہ نہین حضرت نے فرمایا کہ پہر کیا تو جنگی لوگون مین سے ہے اوسنے کہا کہ ہان حضرت نے فرمایا اِذَا وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا فَلَا بَأْسَ یعنے جبکہ لشکر کمر کہول ڈالے اور ہتہیار رکہدے تو پہر کچہہ حرج نہین پہر اوسنے عرض کی کہ وہ ہو کے سے مجہے معاویہ نے آپ کے پاس بہیجا ہے پوچہا چاہتا ہون مین آپ سے کہ جو ابن اصفر پادری نے بذریعہ میرے معاویہ سے پوچہوا بہیجا تہا اور کہلا بہیجا تہا کہ اگر تو مستحق اس عہدہ کا ہے اور واقع مین خلیفۂ نبی ہے تو جواب دے میرے سوال کا تا کہ مین تیری پیروی کرون اور

بہت عمدہ عمدہ اور نفیس نفیس ہدیہ اور تحفہ تیرے لئے بھیجون پس کچھ جواب دیا
نہ لیگا اور بڑا قلق ہوا اوسے پس مجھے آپ کے پاس بھیجا حضرت نے فرمایا
کہ خدا قتل و واصل جہنم کرے ہندہ جگر خوار کے بیٹے کو کسقدر گمراہ اور اندہا ہے
وہ اور اوسکے رفیق خدا درمیان میرے اور اس امت کے حکم مناسب کرے
کہ ان لوگون نے مجھسے قطع رحم کیا اور میری زندگی کے دن ضائع و برباد کئے
اور محروم کیا مجھے میرے حق سے اور میرے رتبہ عالی کو گھٹا دیا اور اتفاق کر لیا
مجھسے نزاع کرنے پر لاؤ حسن و حسین و محمد بن حنفیہ کو پس وہ سب حاضر ہوئے
پس فرمایا کہ اے شامی یہہ دونون فرزند دلبند جناب رسالت مآب ہین
اور یہہ تیسرا میرا فرزند ہے انمین سے جس سے چاہو ان باتون کو پوچھ لے
فَقَالَ أَسْأَلُ ذَا الْوَفْرَةِ یَعْنِی الْحَسَنَ اوسنے عرض کی کہ مین اس جھنڈوالے
لڑکے سے یعنے امام حسن سے پوچھون گا فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ سَلْنِی عَمَّا بَدَا
لَكَ پس حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے مجھہ سے
پوچھہ فَقَالَ الشَّامِیُّ کَمْ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ حق و باطل مین کتنا فرق ہے
وَکَمْ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور آسمان و زمین مین کتنا وَکَمْ بَیْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اور مشرق سے مغرب تک کتنا وَمَا قَوْسُ قُزَحٍ اور قوس
قزح یعنے دہنک کیا چیز ہے وَمَا الْعَیْنُ الَّتِی تَأْوِی إِلَیْهَا أَرْوَاحُ
الْمُشْرِکِیْنَ اور وہ کون چشمہ ہے جسکی طرف رجوع کرینگی روحین مشرکون
کی وَمَا الْعَیْنُ الَّتِی تَأْوِی إِلَیْهَا أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور وہ کون چشمہ ہے
جسکی طرف جائین گی روحین مومنون کی وَمَا الْمُؤَنَّثُ اور مونث سے
کیا معنے ہین وَمَا عَشَرَةُ أَشْیَاءَ بَعْضُهَا أَشَدُّ مِنْ بَعْضٍ اور وہ کون

دس چیزین ہین کہ جنمین ہر ایک غالب تر ہے دوسری سے فَقَالَ الْحَسَنُ
بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ أَرْبَعُ أَصَابِعَ فَمَا رَأَیْتَهُ بِعَیْنِكَ فَهُوَ الْحَقُّ وَقَدْ
تَسْمَعُ بِأُذُنَیْكَ بَاطِلًا كَثِیْرًا جناب امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ حق
و باطل مین چار انگل کا فرق ہے پس جو کچھہ تو آنکھہ سے دیکھتا ہے وہ تو حق
ہے اور جو کان سے سنتا ہے وہ اکثر غلط اور باطل ہو جاتا ہے اور آنکھہ
اور کان مین تقریبا چار ہی انگل کا فاصلہ ہے فَقَالَ الشَّامِیُّ صَدَقْتَ
یَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اوس شامی نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اے فرزند رسول خدا
قَالَ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَمَدُّ الْبَصَرِ فَمَنْ قَالَ
لَكَ غَیْرَ هٰذَا فَكَذِّبْهُ قَالَ صَدَقْتَ یَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ یہہ فرمایا
کہ درمیان آسمان و زمین دعاے مظلوم اور نظر کے دوڑ ہی کا فاصلہ ہے
اور جو کوئی اور کچھہ بیان کرے تو اوسے جھٹلا دینا شامی نے کہا کہ درست
فرمایا قَالَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مَسِیْرَةُ یَوْمٍ لِلشَّمْسِ تَنْظُرُ إِلَیْهَا حِیْنَ
تَطْلُعُ مِنْ مَشْرِقِهَا وَتَنْظُرُ إِلَیْهَا حِیْنَ تَغِیْبُ فِی مَغْرِبِهَا قَالَ الشَّامِیُّ
صَدَقْتَ فرمایا کہ مشرق سے مغرب تک آفتاب کی ایکدن کی راہ ہے کہ طلوع
و غروب کے وقت دکھائی دیتا ہے شامی نے کہا سچ ہے قَالَ الشَّامِیُّ
مَا قَوْسُ قُزَحٍ شامی نے کہا یہہ قوس قزح کیا چیز ہے قَالَ وَیْلَكَ لَا تَقُلْ
قَوْسُ قُزَحٍ فَإِنَّ قُزَحَ اسْمُ شَیْطَانٍ وَهُوَ قَوْسُ اللهِ وَهٰذِهِ عَلَامَةُ
الْخِصْبِ وَأَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ فرمایا کہ وای تجھہ پر اوسے
قوس قزح نہ کہہ اسلئے کہ قزح شیطان کا نام ہے اور وہ شیطان کی کمان
نہین ہے بلکہ قوس خدا یکمان ہے اور علامت ارزانی ہے اور باعث

مان اہل ارض ہے غرق سے وَاَمَّا الْعَيْنُ الَّتِي تَاوِي اِلَيْهَا اَرْوَاحُ
الْمُشْرِكِيْنَ فَهِيَ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْبَرَهُوْتُ اور وہ چشمہ کہ جو مقام ارواح
خبیثہ ہے اوسے برہوت کہتے ہین وَاَمَّا الْعَيْنُ الَّتِي تَاوِي اِلَيْهَا
اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَهِيَ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا سَلْمٰى اور جو چشمہ کہ پاک روحون
کی جگہہ ہے وہ سلمی ہے وَاَمَّا الْمُؤَنَّثُ فَهُوَ الَّذِي لَا يُدْرٰى اَذَكَرٌ
هُوَ اَمْ اُنْثٰى فَاِنَّهُ يُنْتَظَرُ بِهِ فَاِنْ كَانَ ذَكَرًا احْتَلَمَ وَاِنْ كَانَتْ اُنْثٰى حَاضَتْ
وَبَدَا ثَدْيُهَا وَاِلَّا قِيْلَ لَهُ بُلْ عَلَى الْحَائِطِ فَاِنْ اَصَابَ بَوْلُهُ الْحَائِطَ
فَهُوَ ذَكَرٌ وَاِنِ انْتَكَصَ بَوْلُهُ كَمَا يَنْتَكِصُ بَوْلُ الْبَعِيْرِ فَهِيَ الْمَرْاَةُ
اور لیکن مونث یعنے مخنث پس وہ وہ ہے کہ نہ مرد معلوم ہو نہ عورت یعنے
دونون آلے اور عضو تناسل کے رکھتا ہو پس انتظار کرکے دیکھنا چاہیئے
اگر مرد ہوگا تو اوسے احتلام ہوگا یعنے نہانے کی حاجت اور اگر عورت
ہوگا تو حیض دیکھے گا اور سینہ پر پستانون کا ابھار ہوگا نہین تو اوسے
کہین گے کہ دیوار پر پیشاب کر پس اگر سیدہی دہار جاکے دیوار پر پڑیگی
تو وہ مرد ہے اور اگر دہار اولٹ پڑے گی اونٹ کی طرح تو وہ عورت
ہے وَاَمَّا عَشَرَةُ اَشْيَاءٍ بَعْضُهَا اَشَدُّ مِنْ بَعْضٍ فَاَشَدُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ
اللّٰهُ الْحَجَرُ وَاَشَدُّ مِنَ الْحَجَرِ الْحَدِيْدُ يُقْطَعُ بِهِ الْحَجَرُ وَاَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ
النَّارُ تُذِيْبُ الْحَدِيْدَ وَاَشَدُّ مِنَ النَّارِ الْمَاءُ يُطْفِئُ النَّارَ وَ
اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ السَّحَابُ تَحْمِلُ الْمَاءَ وَاَشَدُّ مِنَ السَّحَابِ الرِّيْحُ تَحْمِلُ السَّحَابَ
وَاَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ الْمَلَكُ الَّذِي يُرْسِلُهَا وَاَشَدُّ مِنَ الْمَلَكِ مَلَكُ
الْمَوْتِ الَّذِي يُمِيْتُ الْمَلَكَ وَاَشَدُّ مِنْ مَلَكِ الْمَوْتِ الْمَوْتُ الَّذِي

وَاَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ اَمْرُ اللّٰهِ الَّذِي يُمِيْتُ الْمَوْتَ فَقَالَ الشَّامِيُّ صَدَقْتَ
اَشْهَدُ اَنَّكَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَقًّا وَاَنَّ عَلِيًّا اَوْلٰى بِالْاَمْرِ مِنْ مُعَاوِيَةَ اور لیکن
وہ دس چیزین کہ جنمین بعض غالب تر بعض سے ہین پس شدید و غالب تر خلق
خدا پتھر ہے کہ جو سب سے زیادہ سخت تر ہے اور پتھر سے بھی غالب تر لوہا ہے
کہ جو پتھر کو بھی کاٹ ڈالتا ہے اور آگ لوہے سے بھی غالب تر ہے کہ جو اوسے
ہلاکے پگھلا دیتی ہے اور آگ سے پانی غالب تر ہے کہ اوسے بجھا دیتا ہے
اور پانی سے بھی غالب تر ابر ہے کہ اوسے اوٹھائے اوٹھائے پھرتا ہے
اور ابر پر غالب ہوا ہے کہ وہ ابر کو بھی اوٹھائے رہتی ہے اور ہوا سے
بھی غالب وہ فرشتہ ہے کہ جو ہواؤن کو جابجا بھیجتا ہے اور اوس فرشتے
سے غالب ملک الموت ہے کہ جو موت دے گا اوس فرشتے کو بھی اور
ملک الموت سے غالب خود موت ہے کہ ملک الموت کو بھی فنا کر دیگی اور موت
سے بھی غالب حکم خدا ہے کہ جو موت کو بھی فنا کر دے گا پس اوس شامی نے
کہا کہ سچ کہا ہے آپ نے مین گواہی دیتا ہون کہ آپ فرزند رسول خدا ہین
برحق و بیشک اولے اس بات کی کہ حضرت امیر لائق تر ہین ساتھ منصب حکومت
کے معاویہ سے پھر وہ جواب باصواب معاویہ نے ابن اصفر کے پاس بھیجا پس
اوسنے معاویہ کو لکھا کہ اے معاویہ کلام کرتا ہے تو مجھہ سے اور کے کلام سے
اور پیش کرتا ہے تو دوسرے کا جواب قسم حضرت مسیح کی کہ یہہ تیرا جواب نہین
اور نہین ظاہر ہوا مگر معدن رسالت سے اور تو تو اگر ایک درہم بھی مجھہ سے
مانگے تو مین ندون گا واقعی معاویہ کو کیا طاقت و لیاقت تھی کہ جو مقابل سید
شباب اہل جنۃ علم و عمل کی راہ سے قابل اعتنا ہو سے چہ نسبت خاک را

بعالم پاک نان و نمک ای قلم تحریر کر مدح حسن + شہرۂ آفاق ہے خوبیٔ
حسن + ہے وہ سردار جوانانِ بہشت + سروِ سرسبز گلستان بہشت +
جد ہمبر باپ سلطان عرب + اللہ اللہ کیا نسب ہے کیا حسب + فاطمہ
زہرا نے دامن مین پالا + موںہہ سے موںہہ نانا پیمبر نے ملا + مسند عز و شرف
کا صدر ہے + آسمانِ سروری کا بدر ہے + نائب حیدر امام مجتبیٰؑ + زبدۃ
الاخیار سبط مصطفےٰ + ذو المفاخر الکریم ابن الکریم + ذو المناقب الکمل
خلقِ عمیم + خلق اوسکا خلق مین مشہور ہے + اسطرح اخبار مین مذکور ہے
ایکدن اسوار جاتے تھے حسن + کرتے تھے جہاں جہک کے مجرا مرد و زن +
ایک جگہہ پر جمع کچہہ مجذوم تھے + اکل مین مشغول وہ مغموم تھے + دیکھکر شہ
کو کیا سب نے سلام + اور کہا کچہہ نوش کیجئے یا امام + اتفاقاً صوم سے تہے
شاہ دین + ہنس کے فرمایا ہنیئاً مؤمنین + تمکو خالق دے زیادہ نوش جان
صوم سے ہون ورنہ ہوتا میہمان + ساتہہ اوسکے دلمین گذرا یہہ خیال
دل شکستہ ہین اونہین ہوگا ملال + یعنے ہمسے آپکو ہے اجتناب + نوش
اس باعث نہین کرتے جناب + آہ جسدم دلمین گذرا یہہ خیال + رحم آیا
اون پہ حضرت کو کمال + شرم کے مارے خمیدہ ہوگئے + گڑہ گئے اور
آبدیدہ ہوگئے + سر اوٹہا کر پہر کہا ای دوستان + شام کو تم ہو ہمارے
میہمان + الغرض شبکو اونہین مہمان کیا + ساتہہ کہانا اونکے نوش جان
کیا + کچہہ نہ حضرت نے کیا پاس مرض + جبر کسر قلب تہی شہ کی غرض +
اب تو ای نفس انپی بہی خوبی جتا + کتنے دل توڑے ہین تو نے سچ بتا
کسکے کسکے دل کو آزردہ کیا + آہ کس کس گل کو پژمردہ کیا

کی عیادت تونے کس بیمار کی + چارہ سازی کی تہی کس ناچار کی + زخم دل
کا کسکے مرہم تو ہوا + کسکا تو غمخوار اے بدخو ہوا + کوئی بہی دل تونے ظالم
خوش کیا + کسکو خرم تونے ای سرکش کیا + دردمندون کے نہ سمجہا درد کو
باو ہمنشہی سمجہا آہ سرد کو + دل شکستہ کا کیا کب تونے جبر + موذی
موئمن رہا تو مثل گبر + تونے راحت کسکو پہونچائی بہلا + تو بہلا کیونکر ہو سودا
بہلا + پس فی نفسہ اوس خبیث کو کب لیاقت خلافت تہی کہ جو مقابل مین
ایسے حجت خدا کے ہوتے اور خلافت لنسے اوسکی طرف منتقل ہوتی اسلیئے
کہ وہ مناصب الٰہیہ سے ہے کہ باستحقاق حاصل ہوتی ہے نہ بمصالحہ یا کسیکے
دینے لینے سے + لیاقت ذاتی کون کسیکو دے سکتا ہے پس یہہ تو ہم اہلسنت
جماعت کہ بعد مصالحہ امام حسن معاویہ عاویہ سے کہ جو نمونہ صلح حدیبیہ تہا خلافت
اوسکی طرف منتقل ہوگئی بالکل بیجا ہے بلکہ بحکم اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا ہر حال
مین اور ہر طرح سے حق بجانب ہمارے رہا آگا اصل حال بدمال معاویہ عاویہ مثل
آواز خشت از بام افتادہ دوست دشمن سب پر ظاہر ہے سمیہ سندیہ
نطفہ حرام کا تہا جو حاکم تہا شام کا + جسکا سگا یزید ہے قاتل امام کا + مارا
اوسی نے اصل مین عثمان کے تئین + تہمت علی کو قتل کی کرتا تہا پر لعین
اوترا رہا امیر علیہ السلام سے + جنگی کہ جنگ جنگ ہے خیر الانام سے +
منبر پہ لعن ہوتی تہی حیدر کو برملا + اس فعل کا رواج دیا اوسنے سالہا
جعدہ کو لالچ اوسنے زر و مال کا دیا + تب اوسنے جام زہر حسن کو پلا دیا
اسنے حسن کو زہر کے پانی سے مارا ہے + بیٹے نے شہ کو تشنہ پانی سے
مارا ہے + اک روز مصطفےٰؐ نے بلایا اوسے کہین + کچہہ زہر مار اسنے کو

بٹہارہاالعین ✤ فرمایا شاہ دین نے کہ بہول اسکی کم نہو ✤ کہانے سے سیر
اسکا آلہی شکم نہو ✤ آخر یہہ بددعای نبی نے کیا اثر ✤ کہاتا تہا سیر ون سیر نہوتا تہا
مگر ✤ البتہ مکر و تزویر مین وہ پر شریر بے مثل و بے نظیر تہا چنانچہ جب زیاد بدنہاد
بانی شر و فساد حضرت امیر و جناب امام حسن سے منحرف ہوکے بمصداق
اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ معاویہ کی طرف مائل ہوا تو بمزید تالیف قلب
اوس گرگ باران دیدہ نے چاہا کہ زیاد کو اپنے نسب مین شریک کرکے بہائی
بنالے اسلئے کہ زیاد کی باپ کا کچہہ پتا نہ لگتا تہا وہ نطفہ ناتحقیق تہا اسی سبب
سے بعضے اوسے زیاد بن ابیہ یعنے زیاد اپنے باپ کا بیٹا اور بعض ماں کی
طرف نسبت کرکے زیاد بن سمیّہ یعنے زیاد سمیا کا بیٹا کہتے تہے پس جب زیاد
بقصد ملاقات معاویہ شام شوم مین وارد ہوا تو معاویہ نے لوگون کو
جمع کرکے دربار عام کیا اور منبر نصب کرکے اوسپر گیا اور جس زینہ پر بیٹہا
اوسکے نیچے والے زینے پر زیاد کو بٹہایا اور بعد حمد و ثنائے آلہی کے کہنے
لگا کہ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ عَرَفْتُ نَسَبَنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فِیْ زِیَادٍ فَمَنْ کَانَ
عِنْدَہٗ شَھَادَۃٌ فَلْیَقُمْ بِھَا یعنے ایہا الناس مینے پہچانا کہ زیاد بہی ہمارے
ہی خاندانی نسب مین شریک ہے پس جو واقف کار ہو وہ اوسکی گواہی
دے فَقَامَ اُنَاسٌ فَشَھِدُوْا اَنَّہٗ ابْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَ اِنَّھُمْ سَمِعُوْہُ
اَقَرَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ پس کچہہ ایمان فروش اوٹہہ کہڑے ہوئے اور اونہون
گواہی دی کہ ہان یہہ ابوسفیان کا بیٹا ہے اور بگوش خود ہمنے سنا ہے
کہ وہ اپنے زندگی مین اسکی فرزندی کا اقرار کرتے تہے پس یکایک ابو مریم
سلولی بہی اوٹہا اور یہہ زمان جاہلیت و کفر مین بڑا شرابی تہا ہمیشہ نشہ

مین بدمست و از خود رفتہ رہا کرتا تہا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین اے
معاویہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ ایکدفعہ ابوسفیان میرے
پاس طائف مین آئے پس مینے اونکی ضیافت کا سامان کیا بہت نفیس شراب
ناب اور نہایت عمدہ گوشت گزک کے کبابون کے لیئے مینے اونکے واسطے
مہیا کیا پس جب وہ شراب و کباب کہا پی چکا تو مجہسے کہنے لگے کہ طائف
کے طوائف مین کوئی زن بازاری لا پس مجبور مینے اونکی خاطر عزیز سے تو ایکی
گوارا کی کہ سمیہ پاس جاکے مینے کہا کہ ابوسفیان کو جو آج عزت و آبرو ہے
اور جیسی اوسکی بات ہے وہ تجہہ سے پوشیدہ نہین اسوقت اوسے ایک
عورت کی تلاش ہے اگر تیرا جی چاہے تو تو ہی صحیح مینے خبر کردی پہر مجہہ سے
شکایت نکرنا اب تو جانے اور تیرا کام اوسنے کہا کہ تہوڑی ہی دیر مین جبید چرواہا
بکریون کی بہیر چرائی پر سے لاتا ہوگا جب وہ آکے کہانا کہاکے پڑ رہے گا تو پہر
مین ضرور آونگی مینے جاکے ابوسفیان کو خبر دی تہوڑی سی دیر گذری ہوگی
کہ حسب وعدہ وہ آپہونچی اور ابوسفیان سے اور اوس سے صبح تک صحبت
گرم رہی پہر صبح کے پو پہٹتے ہی وہ تو اپنے گہر چلی گئی اور ابوسفیان برآمد ہوئے
تو مینے پوچہا کہ سمیہ حسب دلخواہ آپکے تہی پس جواب دیا کہ ہان اچہی تو تہی
مگر کیا کہیئے کہ اوسکی بغلون مین بدبو بہت آتی تہی یہہ رقت کا بند سنکے زیاد منبر
سے کہنے لگا کہ اے ابو مریم تمہین کچہہ خبر ہے ایسے دربار عام مین اسطرح
بے تحاشا لوگون کی مان کو دشنام ندو جو جیسا کرے گا ویسا پاسے لگا اگر
کل تمہاری مان کو کوئی دشنام دے تو پہر تم کیا کروگے الغرض بعدان
سب ڈہکوسلون کے خود زیاد منبر پر کہڑے ہوئے اور لوگون کو چپ کرکے

بعد حمد و ثنای الٰہی کے کہنے لگے کہ اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّ مُعَاوِیَۃَ وَالشُّہُوْدَ قَدْ
قَالُوْا مَا سَمِعْتُمْ یعنے ایہا الناس معاویہ اور گواہون کا بیان تمنے سنا وَ
لَسْتُ اَدْرِیْ حَقٌّ ہٰذَا اَمْ بَاطِلٌ اور میری بلا جانے کہ سچ ہے یا جہوٹ
ہُوَ وَالشُّہُوْدُ اَعْلَمُ بِمَا قَالُوْا وہ خود جانے یا وہ گواہ راست دروغ
بگردن راوی وَاِنَّمَا عُبَیْدٌ اَبٌ مَبْرُوْرٌ وَالٌ مَشْکُوْرٌ مین فقط اتنا جانتا ہون
کہ عبید چروا ہا والد مغفور ہے اور اوسکے اہل و عیال آل مشکور ہین اس مضمون
لطافت مشحون کو ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین علی ابن محمد مدائنی
سے نقل کیا ہے اور اونہون نے اپنے اوستاد ابو عثمان سے روایت کی
ہے کہ یہی زیاد بد نہاد جب والی بصرہ تھا تو ایک روز اسکا گذر ہوا قرب
و جوار سے ابو عریان عدوی کے اور وہ بڑے جہان دیدہ اور سن رسیدہ
تھے اور گردش زمانہ کا تماشا دیکھتے دیکھتے اونکی آنکھین سفید ہو گئی تہین تجربے
کے مارے آنکھون سے معذور اور بالکل نابینا ہو گئے تھے پس ہجوم و ہاہم
ہمہو بہو کی سنکے ابو عریان نے اپنے رفقا سے پوچھا کہ یہہ کون جاتا ہے اور
کسکی سواری کی یہہ تیاری ہے لوگون نے کہا کہ امیر با توقیر زیاد بن ابی سفیان
کی یہہ سواری ہے ابو عریان نے کہا چہ خوش زیاد کو سفیان سے کیا نسبت
سے چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا + اَلَا یَا اَیُّہَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاسًا
وَّنَاوِلْہَا ارے مہربان مین اگلے وقت کا آدمی ہون مجہہ سے زیادہ کیا کوئی
جانے بخدا ابو سفیان کے بعد بجز یزید و معاویہ و عتبہ و عنبسہ و حنظلہ و محمد کے
اور کوئی فرزند اوسکا نہ تہا نام بنام تو میرے دل پر لکہا ہوا ہے زیاد بیچارہ
کہان ٹہولکے دوسرے کی طرح کود پڑا ہان معاویہ نے زندگی سے اونکے ساتہ

زیاد کو بہی زیادہ کر لیا تب پس یہہ خبر جو زیاد کو پہونچی تو اوسنے ابو عریان کے
پاس شکایت کر بہیجی اور دو سو اشرفیان بہی بطور رشوت دین پس یہہ ماجرا
دیکہہ کے کہا ابو عریان نے اشرفیان لیتے وقت کہ اے میرے بچہ رے بہائی
زندہ باش آخر صلۂ رحم کا خیال آہی گیا جو یہہ اشرفیان تمنے ہمارے صرف
کو بہیجین شاباش جزاک اللہ یہی چاہیئے سعادتمندی اسیکو کہتے ہین پہر دوسرے
دن صبح کو حسب معمول ابو عریان گہر سے نکل کے دوستون مین بیٹہے ہوئے
شعر و سخن کا چرچا کر رہے تہے کہ ناگاہ زیاد کی سواری آئی پس زیاد نے سواری
روک کے ابو عریان کو سلام کیا انہون نے چاہا تہا کہ جواب دین کہ ناگاہ رقت
طاری ہوئی گریہ گلوگیر ہوا آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے لوگون نے اوس گریہ
بے محل کا سبب پوچہا کہنے لگے کہ کیا کہون زیاد کی آواز سنکے مجہے یادش بخیر
ابو سفیان مغفور یاد آگئے بالکل وہی تو لب و لہجہ ہے ایک کو پردے مین
سے نکالے دوسرے کو بٹہائے پا اسوقت اون مرحوم کی صورت میری
آنکہون مین پہر گئی واہ مشابہت اسے کہتے ہین پردے کے پیچہے بولین تو یہی
نہ کہلے کہ زیاد ہین یا ابو سفیان کیون نہو اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ باپ پوت
پر ا پت گہوڑا بہت نہین تو تہوڑا تہوڑا یہہ خبر جو معاویہ کو پہونچی تو اوسنے
کچہہ شعر ابو عریان کو لکہہ بہیجے کہ اشرفیون کی بدولت تمنے خوب زیاد کو رنگا
بہت اچہا اور سپر ملمع کیا بڑے قلعی گر ہو اگر پہلے سے وہ نذرانہ تمہین بہیجدیتا
تو فضیحت کی نوبت کاہیکو آتی انہون نے جواب مین معاویہ کے کچہہ اور
شعر لکہے جنکا یہہ خلاصہ ہے اے معاویہ تم ایسے ناخلف ہو کہ ہمین بہول
گئے اور زیاد بڑا سعادتمند ہے کہ وہ صلۂ رحم کرتا ہے اور جو جیسا کریگا

حکایت بلیغہ

ویسا پائے گا مین کیونکر اونکا جنبہ نکرون حالانکہ نسب اونکا میرے نزدیک
پایۂ تحقیق پر پہونچا یہ حال کتنا وہی معاویہ اور جماعت معاویہ کا تہا اور یہہ کیا
لم کیا وہی وہ شرارت تہی کہ ہمیشہ الزام اوٹہاتا تہا اور پہر صحبت خدا کا سامنا
کرنے کو آتا تہا سَادَنِی وَالِدِی الْعَلَّامَۃُ سُلْطَانُ الْعُلَمَاءِ طَابَ ثَرَاہُ
فِی بَوَارِقِہِ الْمُوبِقَۃِ عَنِ ابْنِ اَبِی الْحَدِیْدِ الْمُعْتَزِلِی وِجَادَۃً عَنْ شَرْحِہِ
الْمَعْرُوْفِ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ ثَابِتٍ ہمارے والد ماجد سلطان العلما جناب رضوان
مآب اعلی اللہ مقامہ نے بطور وجادہ فاضل معتزلی سے روایت کی ہے
اور اوسنے حبیب بن ثابت سے قَالَ خَطَبَ مُعَاوِیَۃُ ذَاتَ یَوْمٍ بِالْکُوْفَۃِ
حِیْنَ دَخَلَہَا وَالْحَسَنُ ع وَالْحُسَیْنُ ع جَالِسَانِ تَحْتَ الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ عَلِیًّا
فَنَالَ مِنْہُ ثُمَّ نَالَ مِنَ الْحَسَنِ ع راوی کہتا ہے کہ ایک روز خطبہ پڑہا
معاویہ نے کوفہ مین جب داخل کوفہ ہوا تہا اور اتفاقاً حسنین علیہما السلام
بہی زیر منبر تشریف فرما تہے پس اثناے خطبہ مین ذکر حضرت امیر ع کیا
اور شکایت کی اونکی پہر شکایت جناب امام حسن علیہ السلام کی فَقَامَ
الْحُسَیْنُ لِیَرُدَّ عَلَیْہِ پس بقصد کلام نافرجام معاویہ حضرت امام حسین
علیہ السلام اوٹہہ کہڑے ہوئے فَاَخَذَ الْحَسَنُ بِیَدِہٖ فَاَجْلَسَہٗ پس
حضرت امام حسن نے اونکا ہاتہہ پکڑ کے اونہین بٹہا لیا ثُمَّ قَامَ فَقَالَ
اَیُّہَا الذَّاکِرُ عَلِیًّا اَنَا الْحَسَنُ وَاَبِی عَلِیٌّ وَاَنْتَ مُعَاوِیَۃُ وَاَبُوْکَ صَخْرٌ
پہر حضرت خود اوٹہہ کہڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے ذکر کرنے والے
علی کے مین حسن ہون اور والد میرے علی ہین اور تو معاویہ ہے اور تیرا
پدر سنگدل صخر ہے وَاُمِّی فَاطِمَۃُ وَاُمُّکَ ہِنْدٌ اور میری والدہ

حضرت فاطمہ زہرا سردار و افسر زنان جنت ہین اور تیری مان ہندہ جگر خوار ہے
وَجَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ وَجَدُّکَ عُتْبَۃُ بْنُ رَبِیْعَۃَ اور میرے جد امجد رسول
خدا اور تیرا دادا عتبہ بن ربیعہ ہے وَجَدَّتِی خَدِیْجَۃُ وَجَدَّتُکَ قُتَیْلَۃُ اور
میری جدۂ ماجدہ حضرت خدیجہ ہین اور تیری قتیلہ ہے فَلَعَنَ اللّٰہُ اَخْمَلَنَا
ذِکْرًا وَاَلْاَمَنَا حَسَبًا وَشَرَّنَا قَدِیْمًا وَحَدِیْثًا وَاَقْدَمَنَا کُفْرًا وَنِفَاقًا
پس ہم تم دونون مین جو زیادہ گمنام ہو بازرگی و حسب و نسب کی راہ سے
سابق مین بہی اور بالفعل بہی زیادہ بدنام ہو اور جسکا کفر و نفاق زیادہ
قدیم سے شہرۂ آفاق ہو خدا اوسپر لعنت کرے فَقَالَ طَوَائِفُ مِنْ اَہْلِ
الْمَسْجِدِ اٰمِیْنَ پس بہت سے قبیلون نے اہل مسجد سے کہا آمین قَالَ یَحْیَی بْنُ
مُعِیْنٍ وَاَنَا اَقُوْلُ اٰمِیْنَ کہا یحیی بن معین محدث اہل سنت نے کہ مین بہی
کہتا ہون آمین قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ قَالَ الْفَضْلُ وَاَنَا اَقُوْلُ اٰمِیْنَ کہا
ابو عبیدہ نے کہ کہا فضل نے کہ مین بہی کہتا ہون آمین قَالَ اَبُو الْفَرَجِ قَالَ
اَبُوْ عُبَیْدَۃَ وَاَنَا اَقُوْلُ اٰمِیْنَ کہا ابو الفرج نے کہ کہا ابو عبیدہ نے کہ
مین بہی کہتا ہون آمین وَیَقُوْلُ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ الْاَصْبَہَانِیُّ اٰمِیْنَ
اور کہتا ہے علی بن حسین اصفہانی کہ آمین قُلْتُ وَیَقُوْلُ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ
اَبِی الْحَدِیْدِ مُصَنِّفُ ہٰذَا الْکِتَابِ یَعْنِیْ شَرْحَ نَہْجِ الْبَلَاغَۃِ اٰمِیْنَ
اور ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ کہتا ہے کہ مین بہی کہتا ہون آمین وَ
اَنَا صَاحِبُ الْکِتَابِ یَعْنِی الْبَوَارِقِ اَقُوْلُ اٰمِیْنَ اور مین کہتا ہون صاحب
کتاب یعنے بوارق کہ آمین وَاَنَا صَاحِبُ الْکِتَابِ اَعْنِی الطَّرَائِفَ وَ
الْمَوَاعِظَ اَقُوْلُ اٰمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْنَ بَلْ وَاَلْفَ اَلْفَ اٰمِیْنَ

اور صاحب کتاب طرائف الظرائف وکتاب مواعظ یعنے یہہ بخیف واحقر بہی
کہتا ہے کہ آمین بلکہ مکرر آمین بلکہ ہزار در ہزار آمین وَ قُوْلُوْا اَنْتُمْ اَیُّهَا الْمُتَعِظُوْنَ
مِنْ حَاضِرِی الْمُؤْمِنِیْنَ اٰمِیْنَ وَ اَلْفَ اٰمِیْنَ اور جو برادران ایمانی او ر
اخلاے روحانی شریک بزم وعظ ہین اونسے بہی گذارش ہے کہ وہ کہین
آمین بلکہ ہزار آمین آمین حضرت امام حسن کا مرتبہ تو نہایت عالی تہا اونکے ادنے
اونکے خوشہ چینون سے معاویہ اور اوسکے رفقانے جوزک اوٹہائی ہے وہ شہرہ
آفاق وزبان زد خلائق ہے چنانچہ حکایت لطیفہ طرماح بن عدی سے ینے تفسیر
احسن القصص مین درج کی ہے اور وہ یہہ ہے فِیْ مَجَالِسِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
غَیْرِهٖ مِنْ کُتُبِ التَّوَارِیْخِ وَ السِّیَرِ اَنَّ طِرِمَّاحَ بْنَ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ کَانَ
رَجُلًا جَسِیْمًا شَحِیْمًا بَدِیْنًا جَسِیْمًا اَدِیْبًا اَرِیْبًا کتاب مجالس المومنین وغیرہ مین
ہے کہ طرماح بن عدی مرد جسیم وشحیم وجسیم وفربہ وتنومند وعاقل وادیب کامل
تہے وَ فِیْ تَارِیْخِ ابْنِ هِلَالِ الَّذِیْ کُتِبَ عَلَی اسْمِ السُّلْطَانِ شُجَاعِ الْمُبَارِزِیْ
اور تاریخ ابن ہلال مین کہ جو نام سے شاہ شجاع مبارزی کے لکہی گئی ہے مرقوم
ہے اَنَّهٗ لَمَّا قَدِمَ عَلِیٌّ مِنْ حَرْبِ الْجَمَلِ کَتَبَ مُعَاوِیَةُ اِلَیْهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ
عَلَیْهِ کہ جب جناب امیر جنگ جمل سے پہرے تو معاویہ عاویہ نے اونہیں یہہ
خط بے ربط بلکہ سراسر خبط لکہا اَمَّا بَعْدُ فَقَدِ اتَّبَعْتَ مَا یَضُرُّكَ وَتَرَكْتَ
مَا یَنْفَعُكَ وَخَالَفْتَ کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِیِّهٖ وَقَدِ انْتَهٰی اِلَیَّ مَا
فَعَلْتَ بِحَوَارِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَلْحَةَ وَزُبَیْرٍ وَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ
فَوَاللّٰهِ لَاَرْمِیَنَّكَ بِشِهَابٍ لَا تُطْفِیْهِ الْمَاءُ وَلَا تُزَعْزِعُهُ الرِّیَاحُ
اِذَا وَقَعَ وَقَبَ وَاِذَا وَقَبَ ثَقَبَ وَاِذَا ثَقَبَ اِلْتَهَبَ

فَلَا یَغُرَّنَّكَ الْجُیُوْشُ وَاسْتَعِدَّ لِلْحُرُوْبِ خلاصہ یہہ کہ بعد حمد ونعت
تمہین معلوم ہو کہ تمنے اپنے مغربات لوٹ کے اور نفع کی رفع ودفع کی خدا اور رسول
دونون کے خلاف کیا اور دامن انصاف صاف ہاتہہ سے دیا اور جو جو سلوک
تمنے طلحہ وزبیر رسول خدا کے حواریون سے اور ام المومنین عائشہ سے کیے
وہ سب مجہہ تک پہونچے خدا کی قسم تمہین ایسا شہاب ثاقب اور کاری تیر
مارونگا کہ جسے پانی نہ بجہاسکے اور ہوا کے تیز جہونکون سے بہی وہ اسطرح
نہ ہٹ سکے کہ اوسکا نشانہ چوک جائے ہدف سینہ پر جب پڑے تو فوراً اوسمین
گڑجاے اور جب گڑجاے تو پہر نہ اوٹہے بلکہ دوسار ہو سینے کے تودے سے پار
ہو اور سینہ توڑنے سے جسکے دل کو تکلیف وآزار ہو جہان پر وہ گرجانے
تو فوراً آگ بہڑکا دے پس زیادہ اپنے ہتہیارون پر نہ اترانا اور نہ اپنے
لشکر کی کثرت خیال مین لانا فَلَمَّا قَرَاَ الْکِتَابَ اَجَابَهٗ وَکَتَبَ اِلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَیْهِ پس جب حضرت نے یہہ خطبہ پڑہا تو اوس لعین کو یہہ نامۂ بلاغت شمامہ لکہا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبْدِهٖ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
اَخِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَوَصِیِّهٖ وَاَبِی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَقَاتِلِ جَدِّكَ وَعَمِّكَ
وَخَالِكَ اَنَسِیْتَ قَوْمَكَ یَوْمَ بَدْرٍ وَالسَّیْفَ الَّذِیْ قَتَلْتُهُمْ بِهٖ هُوَ مَعِیْ
یَحْمِلُهٗ سَاعِدِیْ بِثَبَاتٍ مِنْ صَدْرِیْ وَقُوَّةٍ مِنْ بَدَنِیْ کَمَا جَعَلَهُ النَّبِیُّ فِیْ
یَدِیْ وَنُصْرَةٍ مِنْ رَبِّیْ مَا اسْتَبْدَلْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَلَا بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا
وَلَا بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَلَا بِالسَّیْفِ بَدَلًا فَبَالِغْ فِیْ رَاْیِكَ وَاجْتَهِدْ وَلَا تُقَصِّرْ
فَقَدِ اسْتَحْوَذَكَ الشَّیْطَانُ وَاسْتَفَزَّكَ الْجَهْلُ وَالطُّغْیَانُ وَسَیَعْلَمُ
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ خلاصہ یہہ کہ نام خدا یہہ نامہ نامی ہے

بندۂ خدا علی کا کہ جو بیٹا ہے اوسکے بندے ابو طالب کا وہی علی کہ جو بھائی
ہے جناب رسالت مآبؐ کا اور اونکا وصی ہے اور والد حسنین ہے وہی
علی کہ جسنے تیرے دادا اور چچا اور پھوپھا کو واصل جہنم کیا خلاصہ یہہ کہ میرے
ہاتھہ سے جب تمہارا دادا اور چچا نہ بچا تو تم مجھہ سے کہان بچکے جاؤ گے فقط
تہان ہی کے مرتے ہو اور کچھہ بھی نہین بدر کی لڑائی مین مینے جو تیری قوم
و قبیلہ کا درجہ کیا وہ تو بھول گیا وہی تلوار جو اونہین نوشجان کر گئے
ہضم کر گئی ہے اور مدتون سے اون کا خون چاٹے بیٹھی ہے وہی تو اب
بھی میرے قبضہ مین ہے اور تیرے خون کی پیاسی ہے برابر اوسے اپنے
بازو اور شانے پر اوٹھاتا ہون اور اگلی ہی سی بدن مین طاقت اور اپنے
دل مین ثبات شجاعت پاتا ہون اوسیطرح جسطرح پیمبر نے وہ میرے
ہاتھہ مین دی تھی اور خدا نے اوسکے ذریعے سے ہر جگھہ میری مدد کی تھی بس
تا حال نہ مینے اوس خدا کے بدلے اور خدا بدلا اور نہ اسلام کے بدلے
اور دین اور نہ محمد مصطفےؐ کے عوض کوئی اور پیمبر اور نہ ذو الفقار شربار
کے بدلے اور کوئی تلوار بس خبردار اب کمی نکرنا اور اپنی راے نہ بدلنا
بلکہ جہانتک ممکن ہو کوشش کرنا اور کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھنا اسلیئے کہ تجھے
شیطان نے ورغلایا ہے اور نادانی اور گمراہی تجھمین جم گئی ہے اور عنقریب
ظالمون کو انجام ظلم وستم معلوم ہو جائے گا ثُمَّ اسْتَحْضَرَ طِرِمَّاحَ
وَاَعْطَاهُ الْكِتَابَ وَقَالَ اذْهَبْ بِهِ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ
وَائْتِنِيْ بِجَوَابِهِ پھر طرماح کو بلا کے وہ نامہ نامی دیا اور فرمایا کہ جلد
جا کے معاویہ سے اسکا جواب لاؤ وَاَمَرَ اَنْ يُعْطٰى جَمَّازَةً نَعِلَةً اَحْمَرَ

الشَّعْرِ اَبْيَضَ الْبَطْنِ اَسْوَدَ الْعَيْنَيْنِ اور حکم کیا کہ اونہین ایک ناقہ سبک رو
تیز رو سفید شکم سیاہ چشم سرخ پشم عطا کیا جائے وَكَانَ الطِّرِمَّاحُ بَطَلًا
ضِرْغَامًا صِنْدِيْدًا اَشْجَعَا لِسَانُهُ جَرِيٌّ وَكَلَامُهُ جَوْهَرِيٌّ طَلِيْقٌ ذَلِقٌ
يَتَكَلَّمُ فَلَا يَكِلُّ وَيَرُدُّ الْجَوَابَ فَلَا يَمَلُّ اور طرماح بڑے مرد نبرد بہادر بے بہا
تھے زبان اونکی قینچی کی طرح چلتی تھی گویا پھول جھڑتے تھے جب موہنہ سے
بات نکلتی تھی جب بولتے تھے اور منہ کھولتے تھے تو موتی رولتے تھے
اونکی مسلسل تقریر پھولجھڑی تھی یا موتیون کی لڑی تھی اوسنے عاجز ایک
زمانہ تھا بڑے بڑے فصیحون نے اونکی خوش بیانی کو بکہانا تھا بحث مین بڑے
مشتاق تھے گفتگو مین طاق تھے حاضر جوابی مین شہرۂ آفاق تھے جب
باتون پر آجاتے تھے تو بلبل کے چہچہون کا سمان دکھاتے تھے تقریر مین
کبھی نہ بہکتے تھے ہزار داستان کی طرح چہکتے تھے گفتگو سے کبھی نہ جھکتے تھے
بڑے بڑے فصیح اونکا ساتھہ دینے سے تھکتے تھے فی البدیہہ ہر بات کا جواب
دیتے تھے کہ بڑے بڑے حاضر جواب اونکے نام پر کان پکڑ لیتے تھے فَاَخَذَ
الْكِتَابَ مِنْهُ وَقَالَ لَهُ سَمْعًا وَطَاعَةً وَحُبًّا وَكَرَامَةً پس دست حق پرست
دست خدا بازوے دین سے اونھون نے نامہ نامی لیا اور سر و چشم پر اوسے
رکھہ کے بسر و چشم کہا ثُمَّ اِنَّهُ رَكِبَ مَتْنَ الْجَمَّازَةِ يُرْقِلُهَا نَحْوَ دِمَشْقَ
حَتّٰى وَصَلَ اِلَيْهِ پھر حکم ہی کی تو دیر تھی یہہ سنتے ہی جھپٹ سے اوچک کے
سانڈنی کی پیٹھہ پر جا بیٹھے اور مہار تھانبکے جوائیڑ دیتے ہین تو بات کی بات
مین وہ سانڈنی جھم جھم کرتی دمشق مین معاویہ کے پاس جا پہونچی وَ
اتَّفَقَ لِمُعَاوِيَةَ اَنَّهُ خَرَجَ اِلٰى بُسْتَانٍ لَهُ يَتَنَزَّهُ وَيَتَفَرَّجُ وَمَعَهُ اَنَا

دُوَلَتِہٖ کَعَمْرِوبْنِ الْعَاصِ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ وَالشُّرَحْبِیْلِ وَاَبِی الْاَعْوَرِ
السُّلَمِیْ وَاَبِیْ هُرَیْرَۃَ الدَّوْسِیْ حسب اتفاق وہ بانی نفاق مع چند ارکان
دولت کے مثل عیار مکار یعنے عمر عاص عاصی کے ایک خانہ باغ مین گلگشت
چمن مین مصروف تھا وَکَانَ شِرْذِمَۃٌ مِّنْهُمْ یَطُوْفُوْنَ بِنَاحِیَۃٍ اور کچھہ لوگ
اونہین سے جمع ہو کے ایک سمت چہل قدمی کرتے تھے اور سیر و تماشے مین
ہوتے فَاِذَا بِاَعْرَابِیٍّ طَوِیْلِ الْقَامَۃِ عَظِیْمِ الْهَامَۃِ عَلٰی بَعِیْرٍ کَبِیْرٍ مِّنْ
وَرَآءِ جِدَارِ الْبُسْتَانِ فَلَمْ یَعْرِفُوْهُ وَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّهٗ رَسُوْلُ وَصِیِّ الرَّسُوْلِ
وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ پس ناگاہ دیکھا کہ ایک اعرابی دراز قد بزرگ سر بڑے سے
اونٹ پر چڑہا بیٹھا ہے اور جھم جھم اپنی سانڈنی اوڑاتا چلا آتا ہے پس انہون
نے بالکل اوسے نہ پہچانا اور نہ یہہ جانا کہ یہہ جناب امیر کا قاصد ہے کہ قصد
ملاقات معاویہ سے آیا ہے فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ تَعَالَوْا نُنَادِیْهِ حَتّٰی نَقِفَ
لَحْظَۃً نُحَاوِرُهٗ وَ نُمَازِحُهٗ وَنَسْخَرُ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ عَمْرُو بْنُ عَاصٍ پس
شیطنت کے مارے یہہ منصوبہ باندہا کہ آؤ اوسے پکارین اور گہڑی بہر روک
کے اس سے دل لگی اور ٹھٹھے بازی کرین یہہ سوچ سمجھ کے عمرو عاص اپنے یارون
کے پرے سے پرے ہٹ کے کہڑا ہوا وَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ خَبَرٌ مِّنَ السَّمَآءِ
اور کہنے لگا واہ سبحان اللہ یہہ تو لنبا تڑنگا آپ کا قد اور اوسپر طرہ یہہ کہ
ایسے اونٹ پر چڑہے کہڑے ہین کہ جو آسمان سے باتین کر رہا ہے تو آپ
یہہ فرمایئے کہ آپ کو کچھہ آسمان کی بہی خبر ہے فَقَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ فِی السَّمَآءِ
وَمَلَكُ الْمَوْتِ فِی الْهَوَآءِ وَاَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْقَفَآءِ فَاسْتَعِدُّوْا
لِمَا یَنْزِلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْبَلَآءِ یَآ اَهْلَ الْعَدَاوَۃِ وَالشَّقَآءِ

اونہون نے کہا کہ ہان بہلا مجہے خبر نہو گی تو کیا تم بالشتیون کو باوجود پستی
طالع کے خبر ہو گی گوش ہوش سے سنو کہ آسمان پر خدا ہے اور ملک الموت
درمیان ہوا ہے اور حضرت امیر بہی تمہارا پیچہا کیئے چلے آتے ہین ذرا
سنبہل بیٹہو اور ہوشیار ہو جاؤ دیکہو تو وہ کیسی آفت ناگہانی اور بلائے
آسمانی تم پر نازل فرماتے ہین فَقَالُوْا مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتَ اونہون نے کہا کہان
سے آتے ہو قَالَ اَقْبَلْتُ مِنْ عِنْدِ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ حُرٍّ تَقِیٍّ نَقِیٍّ زَکِیٍّ
ذَکِیٍّ رَضِیٍّ مَرْضِیٍّ طرماح نے کہا کہ مین آتا ہون بندہ مومن آزاد و پاک
و پاکیزہ و پرہیزگار و متقی و پسندیدہ کے پاس سے قَالَ اِلٰی اَیْنَ تَذْهَبُ
وَمَنْ تُرِیْدُ پہر کہنے لگے کہ کہان جاتے ہو اور تمہین کسکی فکر ہے قَالَ
اُرِیْدُ هٰذَا الْمُنَافِقَ الرَّدِیَّ الْمُوْذِیَّ الَّذِیْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ اَمِیْرُکُمْ کہا
کہ اس دغاباز منافق بے ایمان موذی کے مجہے تلاش ہے جسے تم اپنا امیر
جانتے ہو حاکم گردانتے ہو فَلَمَّا سَمِعَ ابْنُ عَاصِ الْعَاصِیْ ذٰلِكَ مِنْهُ
کَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ پس جب ابن عاص عاصی نے یہہ حال سنا تو معاویہ کو
یہہ عرضداشت کی اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ وَرَدَ مِنْ عِنْدِ عَلِیٍّ اَعْرَابِیٌّ بَدَوِیٌّ لَهٗ
لِسَانٌ فَصِیْحٌ وَقَوْلٌ مَلِیْحٌ وَمَعَهٗ کِتَابٌ فَلَا تَکُنْ غَافِلًا سَاهِیًا یعنے
علی کے پاس سے ایک جنگلی عرب آیا ہے کہ جسکا کلام بہت فصیح و شیرین ہے
اور ہر ایک بات اوسکی نہایت ملیح اور نمکین ہے بڑا طرار ہے آفت روزگار
ہے عجب چٹپٹے پہڑکتے ہوئے اوسکی ایک ایک بات ہے کہ دنیا بہر کی گویائی
جسکے سامنے مات ہے اوسپر طرہ یہہ کہ حضرت کا ایک لاجواب نامہ بہی
اوسکے ساتھہ ہے خدا خیر کرے آبرو آج اوسکے ہاتھہ ہے ہوشیار ہو جا

غفلت سے دہوکا نہ کہاوٗ فلما بلغ ذلک معاویۃ راح من البستان الی
دارہ واستحضر ابنہ یزید لعنھما اللہ تعالی پس جب معاویہ نے یہہ
خبر سنی تو باغ سے اپنے گھر گیا اور یزید پلید کو اپنے پاس بلایا ثم امرہ
بان یزین الدار ویسدل الستور پہر اوسے حکم کیا کہ بارگاہ شاہی کو
خوب سجے پردہ اور سراپردہ ملوکانہ نصب کرے ثم طلب الطرماح
فراح الی سرادقہ ومعہ عمرو بن العاص وتوابعہ پہر طرماح کو طلب
کیا اور وہ مع عمرو بن عاص وغیرہ وہان گئے فرای طرماح جمیع ارکان
دولتہ وعلیھم لباس اسود کما کان من داب بنی امیۃ لعنھم اللہ
پہر طرماح نظر اوٹھا کے کیا دیکھتے ہین کہ سب ارکان دولت سیاہ کپڑے
پہنے کھڑے ہین جیسا کہ قدیم طریقہ بنی امیہ لعنھم کا تھا فقال ما لقوم کانھم
زبانیۃ المالک فی ضیق المسالک پس یہہ فی البدیہہ کہہ بیٹھے جسکا مال
یہہ ہوتا ہے کہ یہہ روسیاہ مونہہ جھلسے ہوئے جہنم کے کندے بہاڑ سے
نکل یہان کہان آگئے ولما دنے رای یزید جالسا وعلی انفہ ضربۃ
وکان یتکلم بصوت رفیع خشن حسب عادتہ وسجیتہ پہر جو بارگاہ
خاص سے کچھ اور قریب گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ معاویہ کا ولیعہد یزید بیٹھا
ہوا ہے ناک پر نشان چوٹ کا ہے اور جیسے اوسے زور زور باتون کی
لت تھی اوسیطرح بے تہذیبی کے ساتھہ بیٹھے ہوئے آواز سے چیخ چیخ کر
باتین کر رہا تھا پہر تو انہون نے بالکل اوسے نکو بنا لیا تجاہل عارفانہ کرکے
فرمانے لگے من ھذا المیشوم ابن المیشوم الواسع الحلقوم المضروب
علی الخرطوم یعنے یہہ کون بوم شوم ہے اور کس منحوس کا بچا ہے اسکا حلق

اتنا کیون پہٹ گیا ہے اور اسکا بہونڈا کاہے سے کٹ گیا ہے ایسے نکٹے بچیا کو
مسند زرین پر بٹہانا یعنے جب قالوا لا تسیٔ الادب فانہ یزید لوگون نے کہا
ایسی بے ادبی نکر یہہ تو ولیعہد بہادر یزید ہین انہون نے کہا من یزید لا زاد
اللہ مرادہ ولا بلغہ مرادہ یعنے یزید کے معنے تو زیادتی کے ہین اس نامراد کی بارگاہ
کون بڑہتی چڑہتی کرے گا سو برعکس نہند نام زنگی کافور ثم ان الطرماح سلم
علی یزید فاجابہ عنہ پہر موافق رواج انمین صاحب سلامت ہوئی فقال ان
امیر المؤمنین یعنے معاویۃ اباہ یسلم علیک پہر وہ اپنے باپ کی طرف سے
کہنے لگا امیر المومنین کا بہی تمہین سلام پہونچے فقال الا ان سلام امیر
المؤمنین یعنی علیا معی من الکوفۃ انہون نے کہا سبحان اللہ یہان امیر المومنین کا
سلام کیسا سلام حضرت علی کا جو حقیقی امیر المومنین ہین تو میرے ساتھہ کوفہ سے آیا
ہے ثم ان یزید قال ان کانت لک حاجۃ اقضیھا یزید نے کہا جو کچھ حاجت
ہو تو روا کر دون فقال حاجتی ان اصل الی معاویۃ فاسلم الیہ الکتاب
الذی معی من امیر المؤمنین طرماح نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ معاویہ تک پہونچون
تو اوسے دست بدست فرمان واجب الاذعان امام زمان دون فذھب
بہ یزید الی مجلس معاویۃ پس یزید انہین صحبت خاص معاویہ مین لیگیا فلما
دنی من البساط قال لہ بعض خدم معاویۃ واتباعہ اخلع نعلیک پہر جب
یہہ قریب فرش پہونچے تو کچھ ملازم کہنے لگے کہ جوتیان اوتار ڈالو فالتفت یمنۃ
ویسرۃ وقال اھذا الوادی المقدس حتی اخلع نعلی پس داہنے بائین دیکھہ کے
کہنے لگے کہ کیا یہہ وادی مقدس ہے کہ اسمین نعلین اوتارنے کا محل وموقع ہو ثم
رای معاویۃ علی سریر الملک وارکان دولتہ حوالیہ فانتصب بین یدیہ

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ الْعَاصِي پھر انھون نے معاویہ
کو تخت حکومت پر دیکھا اور گرداگرد اوسکے تمام ارکان دولت کو جمع پایا پس
اوسکے سامنے چلے تو خوب تنکے کھڑے ہوئے اور پھر کہنے لگے کہ بادشاہ سرکش
باغی کو ہمارا اسلام ہو تجھے فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَيْحَكَ يَا أَعْرَابِيُّ مَا مَنَعَكَ أَنْ
تُسَلِّمَ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ یہہ سنکے سر دہنکے معاویہ کہنے لگا کہ اے جنگلی عرب تجھپہ
تف ہے اگر امیر المومنین کہکے تو سلام کرتا تو کیا تیری زبان گھس جاتی فَقَالَ
ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ فَمَنْ أَمَّرَكَ عَلَيْنَا انھون نے کہا کہ تیری مان
تجکو بیٹھے ہم سب مومن ہین تو تجہہ سے راضی نہین تو خود بخود ہمارا سردار کیونکر بنٹھا
فَقَالَ وَمَا مَعَكَ اوسنے کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے قَالَ كِتَابٌ كَرِيمٌ مَخْتُومٌ
انھون نے کہا نامہ نامی گرامی سربمہر فَقَالَ هَاتِ اوسنے کہا لاؤ فَقَالَ أَكْرَهُ أَنْ
أَطَأَ بِسَاطَكَ انھون نے کہا کہ تیرے فرش نجس کی کیا بساط کہ مین اوسپر قدم
مبارک رکھون قَالَ فَأَعْطِهِ وَزِيرِي وَأَشَارَ إِلَى ابْنِ عَاصٍ اوسنے ابن
عاص کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ پھر یہہ خط میرے وزیر کو دو فَقَالَ هَيْهَاتَ
ظَلَمَ الْأَمِيرُ وَخَانَ الْوَزِيرُ انھون نے کہا کہ افسوس کی تو یہہ بات ہے
کہ تم دونون سمجھتے ہو جب کہ ظالم خود امیر ہوگا تو ضرور خائن اوسکا وزیر ہوگا
سو وزیری چنین شہریارے چنان فَقَالَ أَعْطِهِ ابْنِي يَزِيدَ اوسنے کہا تو
پھر میرے فرزند ارجمند یزید سعید کو دے فَقَالَ مَا فَرِحْنَا بِإِبْلِيسَ فَكَيْفَ
بِأَوْلَادِهِ انھون نے کہا کہ جب ہم شیطان لعین کے ساتھی نہین تو ہمین اوس
مسخرے کے بچون سے کیا مطلب موذی را کشتن و بچہ اش را نگاہداشتن
کار خردمندان نیست وَقَالَ نَاوِلْهُ عَبْدِي اوسنے کہا کہ پھر میرے غلام کو

قَالَ غُلَامُ سُوءٍ اشْتَرَاهُ مِنْ غَيْرِ حَقٍّ وَأَعْطَاهُ غَيْرَ مُسْتَحِقٍّ انھون نے کہا
نیز غلام نمک حرام مال حرام سے لیا گیا اور بے استحقاق حرامزادہ کو دیا گیا غلام
یہہ کہ جیسی روح ویسے فرشتے سہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا + تمہارا
غلام تمسے بڑھکے ذات شریف ہوگا فَقَالَ كَيْفَ أَخَذَ الْكِتَابَ مِنْكَ
اوسنے کہا کہ پھر یہہ خط کیونکر تمسے ہاتھہ لگے قَالَ قُمْ مِنْ مَجْلِسِكَ حَتَّى يُعْطِيكَ
مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْكَ انھون نے کہا کہ ایسے شخص کا نامہ نہین کہ تم میز فرش
نے بیٹھے ہو اور خود بخود تمہین ملجائے جب چلے تم اسکے تعظیم کے لیے سروقد
اٹھوگے تو جو تمہارے قریب ایستادہ ہوگا مجھہ سے لیکے تمہین دیگا فَقَامَ
مُغْضَبًا وَأَخَذَ مِنْهُ الْكِتَابَ وَوَضَعَهُ تَحْتَ رُكْبَتِهِ یہہ سنکے جھنجلا کے
اوٹھا اور جلد ویسے خط لیکے زانو کے تلے دبا لیا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ خَلَّفْتَ عَلِيَّ
بْنَ أَبِي طَالِبٍ پھر کہنے لگا کہ علی کو کس حال سے کوفہ مین چھوڑا قَالَ خَلَّفْتُهُ
جَعَلَ اللّٰہُ كَالْبَدْرِ الطَّالِعِ حَوَالَيْهِ أَصْحَابُهُ كَالنُّجُومِ إِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا إِلَيْهِ
وَإِذَا نَهَاهُمْ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَتَجَاسَرُوا عَلَيْهِ وَهُوَ فِي بَأْسِهِ يَا مُعَاوِيَةُ وَفِي تَجَلُّدِهِ
بَطَلٌ شُجَاعٌ سَمَيْدَعٌ إِنْ لَقِيَ جَيْشًا هَزَمَهُ وَأَزْرَاهُ وَإِنْ لَقِيَ حِصْنًا هَدَمَهُ
وَأَلْقَاهُ وَإِنْ لَقِيَ قَوْمًا سَلَبَهُ وَأَفْنَاهُ وَإِنْ لَقِيَ عَدُوًّا اقْتَلَهُ وَآخْرَاهُ انھون
نے فرمایا کہ رے معاویہ ہمارے حضرت کا کیا حال پوچھتا ہے خدا کا شکر ہے
کہ وہ ہر طرح سے اچھے ہین اور اے نادان مین اونکی کس بات کی تعریف تجھسے
بیان کرون جب مسند نبی پر بیٹھے ہین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چودہوین رات
کے چاند ہین اور چارون طرف اونکے اصحاب اونکے اسطرح ہجوم کیے رہتے
ہین کہ جیسے چاند کے گرد تارون کا جہرمٹ ہو خلاصہ یہہ کہ اگر حضرت چاند ہین

تو اونکا ہالے کا سا حال ہے ہر حال مین حضرت پر چکور کی طرح نثار ہین جہان
کسی چیز کا اشارہ پایا تو فوراً اودہر دوڑ پڑے اور جس سے ممانعت ہوئی فوراً
اوس سے کوسون ہٹ گئے پہر کبہی ایسی چیز سے بہول کے بہی نہ پہڑکے چلتے
اور حضرت کے رعب و دبدبہ کے تو ذکر سے دل تہراتا ہے اگر ذرا تیور بدلین
تو شیر کا زہرہ آب ہو جائے جرأت و شجاعت مین کوئی اونکا نظیر کہان ہے
کیسا ہی لشکر بیکران اونکے مونہہ چڑہے کیا ممکن کہ ایک اشارے مین ایسا او
بس پا نکر دین کہ پہر کہین بہاگتے راستا نہ ملے اور ایک بات کی بات مین روئی
کی طرح اوسے توم کے نہ پہینکدین اور اگر کسی قلعہ پر دہاکرین تو ایکدم مین اوسے
جڑ سے اوکہیڑ کے پہینکدین کہ پہر نام کو بہی نشان اوسکا نرہے اور اگر کسی
قوم کو پائین تو دم بہر مین اونہین طعمہ زاغ و زغن بنائین اور اگر مرد ست کوئی
دشمن زبردست اونکے ہاتہہ آئے تو بہر بے اسفل السافلین جہنم کے ساتوین
طبقہ مین پہونچنے کے اور کہین ٹہکانا نہ پائے ثُمَّ قَالَ كَيْفَ خَلَّفْتَ الْحَسَنَيْنِ اوسنے
کہا کہ حسنین کو کس حال سے چہوڑ کے آئے ہو قَالَ خَلَّفْتُهُمَا بِحَمْدِ اللهِ شَابَّيْنِ
تَقِيَّيْنِ نَقِيَّيْنِ زَكِيَّيْنِ ذَكِيَّيْنِ عَفِيفَيْنِ صَحِيحَيْنِ فَصِيحَيْنِ مَلِيحَيْنِ اَدِيبَيْنِ
اَرِيبَيْنِ لَبِيبَيْنِ خَطِيبَيْنِ سَيِّدَيْنِ اَيِّدَيْنِ سَنَدَيْنِ طَيِّبَيْنِ طَاهِرَيْنِ
نَبِيهَيْنِ وَجِيهَيْنِ فَقِيهَيْنِ عَالِمَيْنِ عَامِلَيْنِ وَلِلدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ صَالِحَيْنِ
انہون نے کہا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور وہ دونون صاحبزادے بڑے کڑیل جوان
اور نہایت قوی ہیکل و زبردست اور پرہیزگار اور ستہرے اور ذہین و پاک
و پاکیزہ و پاک دامن اور تندرست اور فصیح و بلیغ و ملیح اور مودب و مہذب و فہیم
و عقیل نکتہ سنج و بے رنج و باریک بین و امین و خطیب و واعظ و ناصح و ہادی

۱۴ ربیع الاول

و سردار موید من اللہ و مستند و طیب و طاہر و نبیہ و وجیہ و فقیہ و عالم و قابل و پیشوائے
دین و دنیا ہین فَقَالَ مَا اَفْصَحَكَ يَا اَعْرَابِيُّ اوسنے کہا ای شخص تو بہی کتنا بڑا
فصیح ہے فَقَالَ لَوْ بَلَغْتَ بَابَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَاَيْتَ الْفُصَحَاءَ الْبُلَغَاءَ
النُّبَهَاءَ الْفُقَهَاءَ الظُّرَفَاءَ الشُّرَفَاءَ النُّجَبَاءَ الْاُدَبَاءَ الْخُطَبَاءَ الْاَسْخِيَاءَ الْاَصْفِيَاءَ
لَغَرِقْتَ فِي بَحْرٍ عَمِيقٍ لَا تَنْجُو مِنَ اللُّجَّةِ انہون نے فرمایا ارے تو بڑا ندیدہ ہے
تو نے مجہے کیا دیکہا اگر کہین تو بارگاہ عالیجاہ دین پناہ کے پہاٹک تک یعنے
باب مدینۂ علم اور در حیدر تک بار پائے اور دیکہے وہان کے دربانون کو کیسے
فصیح و بلیغ و نبیہ و فقیہ و ظریف و شریف و نجیب و ادیب و خطیب و سخی و برگزیدہ
و پسندیدہ ہین تو دریائے بے پایان حیرت و حسرت مین ایسے غوطے کہانے
اور اتنی ڈبکیان لگانے کہ بولا جائے پہر کبہی سر اوٹہانے کی نوبت نہ آئے
طعمۂ موت و گرداب بلا سے نجات ہاتہہ نہ آئے خلاصہ یہہ کہ اپنی نادانی اور وہان
کے جان نثارون کی دانائی اگر تجہے معلوم ہو تو شرم کے مارے چینی بہر پانی مین
ڈوب مرے فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَا مُعَاوِيَةُ اِنَّهُ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ بَدَوِيٌّ
فَلَوْ اَعْطَيْتَهُ جَائِزَةً سَنِيَّةً لَعَلَّكَ اَرْضَيْتَهُ عَنْكَ فَيَقُولُ فِيكَ بِخَيْرٍ تَرْضَى
پہر عمر عاص نے کہا کہ اے معاویہ یہہ بڑا مونہہ پہٹ گنوار کا لٹہہ ہے یہہ آدمیت
کیا جانے ہان اگر اسے پیٹ بہر کے انعام ملے تو شاید خوش ہو کے خوشامد کرے
اور کوئی اچہی بات تیرے حق مین کہے ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَى الطِّرِمَّاحِ فَقَالَ هَلْ تَقْبَلُ
مِنْ مُعَاوِيَةَ مَا يَهَبُكَ پہر طرماح کی طرف پہر بیٹہا اور کہنے لگا کہ تم انعام معاویہ
کا قبول کرو گے یا نہین قَالَ اُرِيدُ قَبْضَ رُوحِهِ مِنْ جَسَدِهِ فَكَيْفَ لَا اُرِيدُ
قَبْضَ مَالِهِ مِنْ يَدِهِ فرمایا کہ میرے دل مین یہہ آتا ہے کہ اگر بس اور دسترس

پیچہے تو مین اسکی بان تک بہی اسکے بدن سے کہینچلون تو مین اسکے ہاتہ سے مال
کہینچنے مین کیون دریغ کرنے لگا فامر له معاوية بعشرة آلاف درهم
پس اونکے لیئے دس ہزار درہم کا حکم دیا فقال اوتحب ان ازيدك پہر اونسے
کہا کہ کچہہ اور زیادتی کو تمہارا جی چاہتا ہے فقال برح فانك لا تزيد من مال
ابيك فرمایا کہ اچہا اوسمین تیرے باپ کا کیا خرچ ہے تو لو خود سارے زمانے
کا مال مردم خورہے سے مفت راجہ گفت مال مفت دل بیرحم حلوائی کی دوکان
اور داداجی کی فاتحہ فامر بعشرة آلاف درهم اخرى پہر اوسنے دس ہزار درہم
اور دلوا دیئے ثم قال اوتحب ان ازيدك پہر اوسنے کہا کہ ابہی کچہہ اور رہ بہی
باقی ہے قال اجعلها وترا فان الله يحب الوتر انہون نے فرمایا کہ ارے
طاق اب اسے طاق کردے کہ خدا طاق کو دوست رکہتا ہے اور مال مفت کو
جنت نرکہہ فامر معاوية باحضار ثلاثين الف دراهم پس معاویہ نے
تیس ہزار درہم اونکے لیے منگائے ولما رأى الطرماح انهم سوفوا في
احضارها اطرق رأسه هنيئة ثم رفعه وقال يا معاوية اتهزأ
بضيفك وتستخف اور جب انہون نے دیکہا کہ اوسکے ملازم روپے لانے
مین پس و پیش کرتے ہین تو تہوڑی دیر تک سر جہکائے رہے اور پہر سر اوٹہا کے
اوسکی طرف دیکہہ کر کہنے لگے کہ اے معاویہ تو اپنے مہمان کو تمسخر کرکے اوسے
خفیف بہی کرتا ہے مجلس عام مین قال ما فعلت بك حتى استحق بتلك
الملامة منك اوسنے کہا کہ بہلا مجہہ سے کیا قصور ہوا کہ جو تم بے قصور مجہے
برا بہلا کہنے لگے فقال طرماح حسبك من الاستخفاف ان امرت
بصلتي لا اراها انا ولا تراها انت طرماح نے کہا کہ اس سے زیادہ خفیف

کرنا ہوگا کہ تو نے ایسا خیالی پلاؤ پکایا اور وہم کے کباب لگائے کہ پہر اعطے نعمت
سو جہہ پڑے اور نہ مجہے دکہائی دی ایسا جائزہ دینا کب جائز ہوگا فامر معاوية
ان تحضر على العجل پہر حکم تاکیدی دیا معاویہ نے مال کے جلد حاضر کرنے کا
فاحضرت ووضعت بين يدي الطرماح پس وہ سب روپے لاکے اونکے
سامنے رکہدیئے اور توڑے چن دیئے فلم يتكلم بعد [illegible]
ان قال ابن العاص [illegible] ترى جائزة [illegible] پہر انہون نے خود سے چہیڑ
[illegible] سبب بیان کہ مبادا اجنبیا اسکے روپے چہنوا لے تا انکہ ابن عاص نے چہیڑ
نکالی کہ انعام بادشاہ کو کیسا پاتے ہو قال هذا مال المسلمين من خزائن
رب العالمين اخذه عبد من عباد الله الصالحين پہر آپ پر یہہ کب
چوٹ کرتے تہے بے تکلف کہنے لگے کہ یہہ مسلمانون کا مال ہے خدا کے خزانے
سے کہ اوسکے ایک نیک بندہ نے پایا ہے یہہ تو خود خدا کی دین ہے معاویہ کی
سرکار سے کیا سروکار فقال معاوية لكاتبه اكتب جواب كتابه فوالله
لقد اظلمت الدنيا علي بحذافيرها وما لي به طاقة پہر معاویہ نے اپنے
منشی سے کہا کہ اس مکتوب کا جواب لکہدے کہ ساری دنیا مجہہ پر اندہیر ہوگئی
اور میری طاقت طاق ہوگئی ہے فاخذ الكاتب القرطاس وكتب
پہر کاتب نے کاغذ ہاتہہ مین لیکے یہہ عبارت لکہی بسم الله الرحمن الرحيم
من عبد الله وابن عبده معاوية بن ابي سفيان الى علي بن ابي طالب
ان عندي جنودا كالنجوم ما يسع في الارض ولا في النجوم او كالف
حمل خردل تحت كل خردل الف مقاتل خلاصہ یہہ کہ یہہ خط معاویہ بن ابو سفیان
کا ہے علی کی طرف کہ میری فوج مثل ستارون کے بے انتہا ہے یا مثل

ہزار گران بار کے ہے کہ ہر ایک بار گران مملو رائی کے دانون سے ہواور
ہر دانون کے نیچے ہزار ہزار اڑنے والے ہون فَلَمَّا سَمِعَ طِرِمَّاحٌ قَوْلَهٗ
تَبَسَّمَ ضَاحِكًا پس یہہ سنتے ہی طرماح ٹھٹھا مار کے ہنس پڑے فَقَالُوْا لَهٗ لِمَ
تَضْحَكُ لوگون نے کہا کہ تم کس بات پر ہنستے ہو کہ ہنسی کے مارے تمہارے
پیٹ مین بل پڑے جاتے ہین قَالَ وَاللّٰهِ یَا مُعَاوِیَةُ اِنَّ عَلِیًّا کَالشَّمْسِ اِذَا
طَلَعَتْ خَفِیَتِ النُّجُوْمُ فرمایا کہ اے معاویہ خدا کے قسم ہمارے حضرت مثل
آفتاب عالمتاب کے ہین کہ اونکے سامنے سارے تارے جھلملا جھلملا کے
ڈوب جائین گے پہر تو کیا کرے گا وَلَهٗ دِیْكٌ هُوَ الْاَشْتَرُ یَلْتَقِطُ جَیْشَكُمْ
وَیَحْفَظُ فِیْ حَوْصَلَتِهٖ اور ایک مرغ اونہون نے ایسا پالا ہے کہ جب اوس
سے اور تجہہ نادان کے دانون سے پالا پڑے گا تو وہ سب دانے چن
اپنی منقار گلنار سے اپنے پوٹے مین بٹورے گا اور دم بہر مین سبکو ہضم کر جائیگا
فَغَضِبَ مُعَاوِیَةُ وَقَالَ لِکَاتِبِهٖ لَا تَکْتُبْ شَیْئًا یہہ سنکے وہ ناری چنگاری کی
طرح لال ہو گیا اور اپنے منشی سے کہنے لگا کہ جانے بہی دے اب کچہہ نہ لکہہ
یہہ تو بات ہی نہین کرنے دیتا ہے مونہہ توڑے لیتا ہے فَقَالَ عَمْرُو بْنُ
الْعَاصِ یَا اَعْرَابِیُّ مَا لَكَ الطَّلَاقَةُ لَا تُمْهِلُ حَتّٰی یَکْتُبَ الْکِتَابَ پہر عمر عاص
نے کہا کہ اے اعرابی یہہ کیا طلاقت ہے قینچی کی طرح تیری زبان چلتی ہے
اور لمحہ بہر مہلت نہین لینے دیتا کہ جواب لکہا جائے فَاسْتَوْعَدَهٗ اَنْ لَا یَتَفَوَّهَ
بِخَیْرٍ وَلَا شَرٍّ بَعْدُ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اِلٰی اَنْ قَضَی الْکَاتِبُ لَهٗ اَدَبَهٗ پہر وعدہ لیا
اوس سے کہ اب کوئی بہلی بری بات نہ بول بیٹھنا پس تمین یہہ چپ بیٹہے رہے
یہانتک کہ منشی اپنا کام کر چکا فَاَخَذَ الْکِتَابَ فَاَعْلَوَّطَ الْبَعِیْرَ فَعَلَاهُ وَخَرَجَ

ثُمَّ قَالَ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ پہر یہہ نامہ لیکے اپنے اونٹ پاس گئے اور اوسکی
گردن مین لپیٹ کے جھپ سے اوسکی پیٹ پر جا بیٹہے اور روپیہ اپنا اپنے
آگے رکہہ لیا بقول شخصے مال عرب پیش عرب اور وہان سے خوشی خوشی اوچہلتے
کدلتے پہندلاتے دوڑاتے دفعۃً حضرت کے پاس آپہونچے ثُمَّ اِنَّ مُعَاوِیَةَ
نَظَرَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ وَعَاتَبَهُمْ وَقَالَ لَوْ اَعْطَیْتُ جَمِیْعَ مَا فِیْ یَدِیْ لِاَحَدِکُمْ
عَلٰی اَنْ یُبَلِّغَ اِلٰی عَلِیٍّ عُشْرَ مَا بَلَّغَ الْاَعْرَابِیُّ مِنِّیْ اِلَیَّ لَمَا فَعَلْتُمْ وَلَقَدْ
اَظْلَمَتِ الدُّنْیَا وَضَاقَتْ عَلَیَّ بِمَا رَحُبَتْ پہر معاویہ نے غصہ سے اپنے
رفیقون کو دیکہا اور کہا کہ اگر تم مین سے کسی کو مین ساری اپنی سلطنت بہی دیتا
اور علی کے پاس بہیجون تو عشر عشیر بہی اسکا تم سے نہو سکے گا تم سب کے سب مفت
اور نمک حرام ہو اور دیکہو اونکی طرف سے اس اعرابی نے آکے ایسا ناطقہ بند
کیا کہ سارا جہان میری آنکہون مین تاریک ہو گیا اور ساری زمین باوجود کمال
وسعت وضمت ایسی تنگ ہوئی کہ قریب تہا کہ بہاگنے کا رستہ نہ ملے فَقَالَ لَهٗ
عَمْرُو بْنُ عَاصٍ لَوْ کَانَ لَكَ یَا مُعَاوِیَةُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا لِعَلِیٍّ مِنَ
الْقَرَابَةِ الْقَرِیْبَةِ اَوْ کُنْتَ عَلَی الْحَقِّ مِثْلَهٗ لَبَلَّغْنَا حَقَّ بِهَا لَا یُبَلِّغُ اِلٰی
عَلِیٍّ اَزْیَدَ مِمَّا فَعَلَهُ الْاَعْرَابِیُّ بِاَضْعَافٍ مُضَاعَفَةٍ عمر عاص نے کہا کہ قصور
معاف اگر تمہین جناب رسالت مآب سے علی کی طرح قرابت قریبہ ہوتی یا اونکی
طرح حق پر ہوتے تو پہر دیکہتے کہ ہم اس سے بہی دو چند دہ چند تمہاری حمایت
کرتے مگر اب کیا کیا جائے کہ کچہہ بس نہین چلتا حق کو کہان تک مٹائین اور آفتاب
پر کہانتک خاک ڈالین خلاصہ یہہ کہ تمہارے واسطے بے ایمان تو ہو چکے اب اور
کیا چاہتے ہو فَقَالَ مُعَاوِیَةُ فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ وَقَطَعَ سَرَاشِیْفَكَ وَاللّٰهِ

لِكَلاَمُكَ هٰذَا اَصْعَبُ مِنْ كَلاَمِ الْبَدَوِيِّ معاویہ نے کہا چپ رہ

اے نابکار خدا تجہہ بے حیا کا مونہہ بہون سے توڑے

تیری باتین تو اوس اعرابی کی باتون سے

بہی کچہہ بڑہی ہوئی ہین

فقط

سولہوان موعظہ

حضرت امام حسین علیہ السلام شہادت و پابندی امور شرع پر اوس اضطراب کے وقت ثبوت قطعی ہونا اسلام کے حق ہونے کا عقلی طور پر اور قصور حضرت حر کا استعظام کہ وہ ترک اولے حضرت آدمؑ سے بہت بڑہ گئے تہا اور بالغرض بیان لطیف اونکے ترک اولے کا اور جواب اوسکا بعنوان لطیف تاریخی مقدمات سے اور قصہ لطیف فیروز و زوجۂ فیروز و اشعار ابدار زوجۂ فیروز اور رمز مین اسکا قصہ بادشاہ و قاضی کے سامنے پیش ہونا اور رمز ہی مین بادشاہ کا اوسے فیصلہ کرنا اور سب کا اوسمین متحیر رہنا اور یہہ بیان کہ قصور حضرت حر بہلول تائب کے گناہ سے بہی بڑہ گئے تہا اور روایت گریہ خیز بہلول تائب بہر بیان معاف ہونے کا قصور حضرت حر کے اور عالی ظرفی کا امام مظلوم کے کہ ایک کلمہ بہی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور موافق قاعدہ شرع توبہ حضرت حر فوراً قبول کی اور اونہین بشارت حور و قصور کی دی اور فرزندونکی طرح اونکی لاش پاش پاش میدان نبرد سے اوٹہا لائے اور نتیجہ سبکا اثبات حقیت اسلام اور آخر مین اشعار

جناب مرزا فصیح مغفور مدح حضرت مین اور اشتیاق

زیارت کربلائے معلے

مین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجملہ دلائل حقیت مذہب اسلام کے وجود ذی جود خاتم اہل کساخامس آل عبا سید الشہدا حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ الآف التحیۃ والثنا کا ہے کئی وجہ سے اول یہہ کہ مثل ناقہ صالح خود وجود ذیجود حضرت کا معجزہ تہا جیسا کہ حضرت امیر کے بارے مین سابق مین عرض کیا گیا دوسرے جرأت وشجاعت وصبر جو حضرت سے ظاہر ہوا وہ سب معجزہ تہا کہ بشر کی کیا حقیقت ملائکہ آسمان کو اوس سے حیرت تہی جیسا کہ بعض فقرات زیارت ناحیہ مین وارد ہے تیسرے یہہ کہ بدیہی ہے کہ حضرت جناب رسالت مآب کے سامنے سن تمیز حاصل کر چکے تہے اور پارہ جگر وفرزند دلبند اوس جناب کے تہے اگر حضرت حق پر نہوتے تو کبھی ظاہر وباطن اونکا یکسان نہوتا اور ضرور نسوان وصبیان پر

حال کھلجاتا ضرور اپنی تیزی عقل اور اتباع کی تحقیق کا پہلو باتون سے نکل آتا اور ضرور دلی دوستون اور قریب رشتہ دارون کو فرمادیتے کہ یہہ سب باتین میری معاذ اللہ حسب مصلحت دنیا سازی کے لئے ہین جو وقت پڑے تو زیادہ لحاظ ان باتون کا نکرنا ہر طرح سے اپنا مطلب نکالنا اور اگر ذرا بھی اسکا ایما پاجاتے اور حزم وحتم مذہب ترک کرتے ہوتے تو مصیبت کے وقت کبھی پابندی مذہب مین جان نہ کھوتے چنانچہ نماز حضرت کی روز عاشورہ کیا نماز تہی اور کس اضطرار مین کس ثبات سے واقع ہوئی جب آدمی کی جان پر آبنتی ہے تو پہر نماز روزہ کی کچھہ نہین سوجھتی بقول شخصی گریہ را ہم دل خوش مے باید اور یہہ ایک امر بدیہی ہے کہ محتاج مزید تفصیل نہین پہر حر بن یزید ریاحی کا نافرمانی حضرت کرکے اونہین مدینہ منورہ کو واپس نہ جانے دینا نتیجہ بدی کی راہ سے کیا داؤد کی ترک اولی سے یا بہلول تائب کے گناہ سے کم تہا نہین بمدارج زیادہ کجا ترک اولے کرنا معصوم کا اور کجا مبتلا ببلا ہوجانا امام مظلوم کا ع چہ نسبت خاک را بعالم پاک ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ توریت عبرانی اور بعض روایات اہلسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے مناجات مین تمنا کی کہ خداوندا توریت مین اگلے نبیون کی تو نے مدح کی اور میرا کچھہ ذکر نہوا پس ان پر وحی ہوئی کہ اے داؤدؑ ہمارے بندے ایسے پابند ہمارے حکم کے تہے کہ ہمارے امتحان کے وقت ثابت رہے داؤدؑ بہی متمنی امتحان ہونے ازبسکہ انکا فعل موہم انانیت تہا کہ وہ ثابت قدم امتحان الٰہی سے رہ سکنے مین تو اس باعث سے معتوب ہوگئے اسلیئے کہ تکبر وانانیت سواے قادر

علی الاطلاق کے اور کسی کے لیے سزاوار نہین پس ان پر وحی ہوئی کہ ای
داؤدؑ اون لوگون کا امتحان دفعۃً لاعلمی مین ہوتا تھا مگر تمکو اطلاع
دیجاتی ہے کہ فلان سن اور فلان مہینے مین فلان تاریخ فلان دنکو
تمہارا امتحان ہوگا ہوشیار ہوجاؤ دیکھو دہوکا نہ کہانا حسب اتفاق جب
وہ زمانہ آگیا تو یہہ سرگرم عبادت ہوگئے اور شب و روز طاعت الٰہی
مین بسر کرنے لگے حسب اتفاق ایک روز یہہ نماز مین مشغول تھے
کہ ایک بہت خوشنما پرندہ سرخ یاقوت کی اوسکی منقار گلنار اور زمرد
کے پر اور زبرجد کے پنجے انکے سامنے آیا اور حضرت داؤد کو خودبخود
ایسا محویت کا عالم طاری ہوا کہ نماز توڑکے عبادت سے منہ موڑکے
اوس پرندے کے صید کرنے کو چلے جون جون یہہ قریب جاتے تھے وہ
اور اوڑتا جاتا تھا پس وہ دیوار پر جا بیٹھا یہہ بھی سیڑھی لگاکر دیوار
پر چڑہے آخر الامر نوبت بانیجا رسید کہ یہہ چھت پر چڑہ گئے وہان وہ
جانور دفعۃً انکی نظر سے غائب ہوگیا مگر یہہ کیا دیکھتے ہین کہ زوجہ اوریا
اپنے مکان کے صحن مین بال بکھرائے ہوئے نہا رہی ہے حیوان
خوشنما کو تو دیکھکے انکا یہہ حال ہوا تھا انسان خوش جمال برہنہ حال
کو اس بے تکلفی کی حالت مین دیکھکے یہہ بالکل ازخود رفتہ ہوگئے
اور زیر بام آکے ارکان دولت سے حال مکان و مکین دریافت کیا
معلوم ہوا کہ وہ اوریا کا مکان ہے انہون نے اوسے بلاکے روانہ
جہاد کیا اور ایک خط سرگروہ مجاہدین کو دیا کہ وہ صندوق جو ہمارے
حکم کے بموجب دونون صف جنگ کے درمیان رکھا گیا ہے تو تم

سب اوس صندوق کے اسطرف سے گزرنا مگر جب یہہ نامہ بر پہونچے
تو اسے تکلیف صندوق کے اودہر روانہ کرکے جانے کی دینا
خلاصہ یہہ کہ ایسا ہی ہوا اور پس صندوق جاکے اوریا شہید ہوا بعد
اوسکے انہون نے اوسکی زوجہ سے عقد کیا حالانکہ ننانوے زوجہ
انکی اوسوقت موجود تھی واعظ کہتا ہے کہ یہی والدہ حضرت
سلیمانؑ تھین کہ جنکا نام اونکے والد داؤدؑ نے شلومو اور حضرت خدا نے
نے دیدیا رکھا تھا جیسا کہ توریت عبرانی مین ہے الغرض معمول حضرت
داؤد یہہ تھا کہ ایک روز فصل خصومات و مقدمات فرماتے تھے اور
دوسرے روز فارغ البال ہوکے مکان تخلیہ مین سب دروازے
بند کرکے ہمہ تن مصروف عبادت ہوتے تھے چنانچہ جب وہی روز
عبادت آیا تو سب دروازے مسدود ہوئے اور نواب و حجاب نے
ممانعت قطعی کی کہ کوئی متنفس حضرت داؤدؑ تک نہ پہونچے پس تنہا یہہ
مشغول نماز و راز و نیاز درگاہ بے نیاز مین تھے کہ دو شخص باہم لڑتے
ہوئے دیوار پر سے کود پڑے چنانچہ جناب باریتعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا
ہے وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ یعنے ای حبیب ہمارے
آپسمین اون دونون لڑنے والون کا بھی کچھ تمنے حال سنا جو دیوار
پر سے پہاند پڑے تھے إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا
لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا
تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ جبکہ وہ آئے داؤدؑ کے
پاس پس یہہ ڈر گئے اونسے تو کہا انہون نے کہ تم کیون ڈرتے ہو

ہم تمہاری رعیت ہین اور ہم ہین باخود تنازع ہے بعضون نے بعضون
پر زیادتی کی ہے پس راست راست حکم کیجیے ہمارے باب مین اور ہمارا
انصاف فرمایئے اور عدالت سے رمق بر بھی تجاوز نہ کیجیے زود رعایت
فیصلہ فرمایئے اور ہمین راہ راست بتایئے اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ
وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی
الْخِطَابِ یعنی یہہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے بھیڑین ہین اور
میری کل ایک بھیڑ ہے اوسپر یہہ مجھسے کہتا ہے کہ وہ ایک بھیڑ بھی تو
میری ملک و کفالت مین دے وہ بھی میرا ہی حصہ ہے ایک تو بے انصافی
کرتا ہے اور اوسپر سے بدزبانی اور اپنی تعلی کرتا ہے قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ
بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ
بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ
مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا
وَّاَنَابَ داؤد نے کہا کہ اسنے ظلم و بے انصافی کی جو تجھسے تیری گوسفند
اپنی گوسفندون مین مانگی اور اکثر شرکا کا یہی حال ہے کہ بعضے اونمین
سے بعضون پر ظلم و زیادتی کر جاتے ہین یعنے قوی ضعیف پر مگر مومن
اور خوش کردار اگرچہ ایسے لوگ کم نکلتے ہین یہہ سنکے وہ دونون
ہاتھہ پر ہاتھہ مار کے ہنسنے اور کہنے لگے کہ داؤد نے اپنے نفس پر حکم
کیا یعنے اپنے تئین الزام دیا یہہ کہکے وہ دونون آسمان پر اوڑ گئے اور
چلے گئے حسب حال کے داؤد سمجھے کہ یہی امتحان موعود تھا اور یہہ دونون
فرشتے تھے کہ مجھے الزام دے گئے اور یقین واثق ہوا داؤد کو کہ ہمنے یعنی

خدا نے اُنکو مبتلا کیا اونہین بلای امتحان مین پس توبہ و انابت کرنے
لگے اور خدا کے خوف سے منہ کے بھل گر پڑے بعض روایات سے
مستفاد ہوتا ہے کہ چالیس روز تک یہہ سجدے مین پڑے رہے اور زار
زار رویا کیے کھانے پینے تک کا انہین ہوش نہ تھا **واعظ کہتا ہے**
کہ نعجہ کی لفظ مشترک ہے ایک معنے اسکے گوسفند کے ہین اور دوسرا
اطلاق اسکا عورت پر بھی ہے آتا ہے بوجہ اطاعت و فرمانبرداری
شوہر کے مثل آہو اور عجائب اتفاقات سے یہہ ہے کہ توریت مین اُس
مقام پر جو عبرانی لفظ وارد ہوا ہے وہ بھی ذو معنیین ہے اور اسناد
عشق زوجہ غیر اور قتل بے گناہ تحریف و تصحیف کے باعث سے ہے احادیث
اہلبیت سے تصریح ہو گئی ہے کہ وہ عورت زوجہ اوریا نہ تھی بلکہ اوسکی
منگیتر تھی اور اوس شریعت مین ممنوع نہ تھا لیکن بلا ضرورت باوجود
تعدد ازواج اور کثرت محلات حضرت داؤد نے جو ایثار نفس اوس غریب
بیکس پر کیا اور مخل اوسکے خطبہ اور منگنی مین ہوئے تو اس ترک اولے
پر معتوب ہوئے اور اسیطرح اوریا اپنی موت سے شہید ہوا نہ یہہ کہ معاذ اللہ
اسمین تحریک باطنی نبی ہو اور بعض اخبار معتبرہ مین ہے کہ حضرت داؤد
نے جو خلاف ضابطہ عجلت کر کے محض مدعی کا قول سنتے ہی حکم کر دیا یہہ
خلاف داب انصاف اور ترک اولے ہوا اور بسبب اسکے وہ معتوب ہوئے
جیسا کہ سیاق آیات سے بھی ظاہر ہے بہرطور طرح یا تاویل ایسے روایات
کی ناگزیر ہے کہ عصمت انبیا سابق مین ادلہ قطعی سے ہمنے ثابت کی الغرض جب انکی
گریہ و زاری درگاہ باری مین حد سے زیادہ ہوئی اور سیماب وار بیقراری

بھرتی گئی ماہی بے آب کی طرح تڑپا کرتے تھے تو دریای رحمت غفور الرحیم
جوشش مین آیا اور انپر وحی ہوئی کہ اے داؤد جاؤ اوریا سے اپنا
قصور بخشاؤ کہ بخشش ہماری موقوف اوسکی بخشش پر ہے پس یہہ افتان
وخیزان گنج شہیدان کی طرف روانہ ہوئے اور زار زار مثل ابر نوبہار اپنے
حال پر روتے تھے کجا وہ سلطنت اور شان وشوکت اور ناز ونعمت کجا
یہہ صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی چلتے چلتے پاؤن مین آبلے پڑ گئے تمازت
آفتاب سے مونہہ کی کہال گر گئی تھی گرد وغبار صحرا مین اٹے ہوئے پرانے
چیتھڑے بدن پر لگائے چلے جاتے تھے بعض روایات مین وارد ہے
کہ انکے آنسو کی کثرت سے سبزہ پیدا ہو جاتا تہا اور آہ سوزان کی تاثیر سے
وہ سب جل جاتا تہا اور چرند اور پرند سب انکے ہمصفیر تھے انکے رونے
پر زار زار روتے تھے اور انکے ساتھہ ساتھہ گرداگرد حلقہ کیے چلے جاتے
تھے اور پہاڑ انکے حال زار پر افسردہ ہو کے زار زار روتے تھے ایک
روز چلتے چلتے ایک پہاڑ کے پاس پہونچے بالہام معلوم کیا کہ اس پہاڑ
پر ایک خاص بندہ خدا کا مقیم ہے داؤدؑ مشتاق ملاقات ہو کے پہاڑ
پر چلے اودہر اوس بندۂ خاص کو انکا حال معلوم ہوا وہ کنارے پر
آکر پکارا کہ اے داؤدؑ پہاڑ پر ارادہ نکرنا یہہ مقام گناہگار کے سزاوار
نہین یہہ سنکے انہین بڑی ذلت ورسوائی ہوئی پس جناب باری نے
اوس نبی پر وحی فرمائی کہ اسقدر جو تمنے داؤدؑ کو سرزنش کی تو کیا تم
میرے امتحان پر ثابت قدم رہ سکتے ہو یہہ سنکے وہ تھرا گئے اور نادم
ہو کے داؤد کو اپنے ساتھہ پہاڑ پر لیگئے داؤدؑ نے اونکا اسم مبارک پوچھا

اونہون نے خرقیل بتایا پھر تہوڑی انمین آپسمین باتین ہوا کین منجملہ اونکے
داؤد نے کہا کہ ای خرقیل تمہین کبھی کچھہ توجہ دنیا کی طرف بھی ہوتی ہے
یا نہین خرقیل نے کہا کہ ہان انہون نے کہا کہ پھر تم کیونکر عبرت حاصل
کرتے ہو اونہون نے کہا اس پہاڑ مین ایک غار ہے اوسمین جا کر انہون نے
کہا کہ وہان مجھے بھی لیچلو خرقیل انہین اوس غار تاریک مین لیگئے داؤد نے
کیا دیکھتے ہین کہ وہان کچھہ بوسیدہ ہڈیون کا ڈھیر ہے اور ایک لوح لٹک
رہی ہے اوسمین یہہ ثبت ہے کہ مین فلان شاہنشاہ ہون ہزار شہر میرے
نام نامی سے بسے اور ہزار برس کی مینے عمر کی اور ہزار باکرہ عورتین اپنے
عقد مین لایا اب آخر کار میرا یہہ انجام ہوا کہ اوسکے فقیر اور میری استخوان
بوسیدہ مین کچھہ فرق نہین یہہ حال پر ملال دیکھہ کے حضرت داؤد کو بڑا قلق
ہوا اور وہان سے روانہ منزل مقصود ہوئے چنانچہ بعد مدت مدید قبر اوریا
پر پہونچے اور خدا تعالی نے اوسے زندہ کیا قبر شق ہوئی اوسمین سے وہ نکلا
داؤد نے کہا کہ اے اوریا برای خدا تعالی میرا قصور معاف فرما اوسنے کہا کہ
آپ یہہ کیا فرماتے ہین کہان آپ بادشاہ عظیم الشان کہان مین ایک
اوسکے آپکا نمک پروردہ ہان مجھے البتہ عذر خواہی کا مقام ہے کہ مینے
کبھی خدمت گزاری مین کوتاہی نہ کی ہو داؤد نے کہا کہ تجھے اس قصہ سے
کیا عموماً تو میرا قصور معاف فرما اوسنے معاف کیا اور قبر مین پوشیدہ
ہوا پھر انہین الہام ہوا کہ اے داؤد اسکا کیا اعتبار بتصریح تمنے گناہ
کیون نہ بیان کر کے اوس سے بخشوایا آخر الامر پھر وہ بیرون قبر آیا اور
داؤد نے قصور اپنا شرح بیان فرمایا یہہ سنکے اوریا نے کہا کہ ای داؤد

کیا نبیون سے بہی ایسے گناہ ہوتے ہین یہہ کہکے سکوت کیا اور داؤد کو
نہ بخشا پس اضطرار انکا بہت بڑہ گیا تا اینکہ جناب باری نے ملائکہ سے
حکم کیا کہ ایک درجہ نفیس بہشت عنبر سرشت کے درمیان سے اور اوریا
کے درمیان سے پردے اور سراپردے ہٹا دو پس اوسے دیکھہ
کے اوریا از خود رفتہ ہوگیا اور بیساختہ اسنے چاہا کہ داخل بہشت ہو پس
ملائکہ نے اسے روکا اور کہا کہ یہہ اوسکا درجہ ہے جو قصور داؤد معاف
کرے پس اوریا نے کہا برضا و رغبت مینے قصور داؤد کا بخشدیا پس خدا نے
بہی انکی توبہ و انابت قبول فرمائی چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَغَفَرْنَا
لَهُ ذٰلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ یعنے پس ہمنے بہی بخشدیا
گناہ داؤد کا اور بیشبہ اونہین ہمارے درگاہ مین قرب و منزلت اور
انجام نیک ہے يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ
بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ
الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا
يَوْمَ الْحِسَابِ اے داؤد ہمنے تمہین اپنا خلیفہ اور بادشاہ و حکمران
زمین بنایا پس ناحق حکم جاری نکر لوگون کے درمیان مین اور ہوا و ہوس
کی پیروی نکر کہ وہ تجہے راہ خدا سے بہکا دیگی بیشبہ جو لوگ راہ خدا سے
کسیکو بہکاتے ہین اونکے لیئے عذاب شدید ہے باین سبب کہ وہ آخرت
کو بہول بیٹہے ہین **واعظ** کہتا ہے کہ طرح یا تاویل اس حدیث
کی ضرور ہے اور کیونکہ کوئی مؤمن دیندار پیمبر خدا اور امین وحی الٰہی اور
والدہ و زوجہ پیمبر پر ایسی تفضیح گوارا کریگا محض اخبار احاد غیر مستند

اور کتاب محرف کی طرف استناد کرکے کیا والدہ سلیمان زوجہ فیروز ہے
اور داؤد رسول خدا آ سے فیروز سے رتبہ مین کم تہے بعض مورخین
نے لکہا ہے کہ حسب اتفاق ایک بادشاہ ایک روز اپنی کوٹہے پر چڑہا
رہان سے اوسکی نظر ایک عورت حسینہ پر پڑی یہہ ہمہ تن اوسکا مفتون
و فریفتہ ہوگیا زیر بام آکے ارکان دولت سے حال دریافت کیا
پس معلوم ہوا کہ وہ گہر اوسکی خواص خاص فیروز کا ہے اسنے اوسے
اپنے پاس بلایا اور ایک عامل کے پاس ایک خط دیکے روانہ کیا
فیروز اپنے گہر مین آکے اپنے زوجہ سے رخصت ہوا اور عجلت مین فرمان
شاہی بہول کے چلا گیا اتنے عرصہ مین جاسوسون نے بادشاہ کو اوسکی
روانگی سے مطلع کیا فوراً بادشاہ اوسکے گہر مین گئے قرائن سے زوجہ
فیروز نے پہچانا مگر ظاہر مین تجاہل کرتی رہی پس بادشاہ نے کہا کہ
جِئْنَاكِ زَائِرِينَ یعنے مین دیوانہ وار تیرے جمال بے مثال کا مشتاق
ہو کے آیا ہون زوجہ فیروز نے کہا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ تِلْكَ الزِّيَارَةِ
یعنے خدا کی پناہ آپکے اس اشتیاق اور اس ملاقات سے بادشاہ نے
کہا شاید تونے مجہے نہین پہچانا مین آقا تیرے شوہر کا اور والی شہر ہون اوس
عورت نے کہا کہ مینے آپکو بہی پہچانا اور آپ کا مطلب بہی سمجہی مگر مجہے اگلے
ایک شاعر کے کچہہ شعر یاد آئے کہ شاید وہ آپکے سمع اقدس مین نہین پہونچے
بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہین اوس عورت نے کہا سَأَتْرُكُ مَاءَكُمْ
مِنْ غَيْرِ وِرْدٍ + وَذَاكَ لِكَثْرَةِ الْوُرَّادِ فِيهِ + قریب ہے کہ مین
تمہارے پانی سے دستکشی کرلون محض خیال کشمکش اور دہکا پیلی سے

سعون کی سے اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلیٰ طَعَامٍ + رَفَعْتُ یَدِیْ وَ نَفْسِیْ
تَشْتَہِیْہِ + یعنے جب کسی کہانے مین مکہی گر پڑے تو کیسا ہی لذیذ و نفیس
و پر تکلف ہو مگر مجبور اوس سے ہاتہہ اوٹہا ہی لینا پڑتا ہے سے تَجْتَنِبُ
الْاُسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ + اِذَا کَانَ الْکِلَابُ وَلَغْنَ فِیْہِ + اور جس پانی
سے کتا پی جاتا ہے تو پہر شیر کب اوسکی طرف میلان خواطر گوارا کرتا ہے
پس اے بادشاہ عالی جاہ تیری حمیت اور مردانگی کیونکر گوارا رکہتی ہے
اس بات کو کہ تو اوس ظرف کی طرف توجہ کرے جسمین تیرے کتے فیروز نے
مونہہ ڈالا ہو اور کیونکر سیر ہونا چاہتا ہے تو اوس کہانے سے کہ جو اوش
تیرے اونے غلام کا ہو یہہ سنکے بادشاہ بہت منفعل ہوا اور بے نیل مقصود
واپس آیا لیکن اثنائے کلام مذکور مین فیروز نے جو تفحص فرمان شاہی کیا
تو اپنے پاس نپایا اوسے ہنگامے مین گہر واپس آیا وہان بادشاہ کی گرگابی
دیکہہ کے جلد لینے فرمان شاہی لیکے عامل شاہی کے پاس گیا اور بعد فراغت
کے بادشاہ کے پاس جواب پہونچا کے اپنے گہر گیا اور اپنی زوجہ سے کہا
کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تو اپنے میکے جا اور عزیزون پر اپنے ظاہر کر اوس ثروت
و نعمت کو جو خدا نے مجہے عطا فرمائی ہے اور بہت نفیس جوڑا اور زر خطیر اوسے
دیا پس جب وہ اپنے باپ کے گہر گئی تو پہر اوسنے اوسے نہ بلایا اور جب ایک
مدت مدید گذری تو عورت نے مجبور ہو کر اپنے بہائیکو اپنے شوہر فیروز کے
پاس بہیجا اوسنے پہلے تو فیروز کو بہت سمجہایا پہر مجبور ہو کر اوسپر نالش دائر
کی محکمۂ شاہی مین اور اوس زمانے مین معمول تہا کہ قاضی فصل مقدمات کیا کرتا
تہا اور بادشاہ اوسے بیٹہا سنتا تہا پس حسب معمول جب یہہ دونون بحضور شاہ

و قاضی گئے تو مدعی یعنے برادر زن نے کہا کہ اَیَّدَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْقَاضِیْ
اے قاضی مینے ایک باغ دیا اسکو نہایت عمدہ اور نفیس گرد اگرد اوسکے
بہت پختہ اور مستحکم دیوار کہچی ہوئی تہی اب اسنے مدت مدید تک اوسے اپنے
پاس رکہہ کے اور حاجت روائی کر کے واپس کر دیا حالانکہ دیوارین بہی
شکستہ کر دین اور اس باغی نے بالکل باغ میرا پامال کر ڈالا پس مین حضور
سے انصاف طلب ہون قاضی متقاضی جواب مدعا علیہ سے ہوئے فیروز
نے عرض کی کہ کلام اسکا بے کم و کاست صحیح و راست ہے لیکن مین کیا کرون
کہ اوس باغمین ایک شیر لاگو ہو گیا ہے ہر وقت اوسکی چاپ و آہٹ پاتا ہون
اور اوسکی ڈکار کی آواز سن سنکے سہما جاتا ہون پس اس مجبوری اور آفت
ناگہانی و بلای آسمانی کے سبب سے وہ خانہ باغ پہیری دیتا ہون یہہ سنکے
بادشاہ سیدہا ہو بیٹہا اور کہنے لگا کہ اے فیروز تجہے شیر ببر پر فیروزی مبارک
تیرے باغ کی ایسی دیوارین مستحکم ہین کہ وہان کسی کا گذر نہین تو خاطر جمع رکہہ
یہہ سنکے فیروز و مدعی نے بادشاہ کو جہک کے سلام کیا اور خوشی خوشی اپنے
گہر واپس آئے اور فیروز نے اپنی زوجہ کو بلا لیا اور قاضی اور تمام ارکان
دولت متحیر رہے کہ یہہ کیا ماجرا تہا مدعی نے کیا کہا اور مدعا علیہ نے کیا جواب
دیا اور بادشاہ نے کیا سمجہہ کے فیصلہ کر دیا رُوِیَ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ دَخَلَ
عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَاکِیًا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَا
یُبْکِیْکَ یَا مُعَاذُ روایت ہے کہ معاذ بن جبل روتے ہوئے خدمت جناب
رسالت مآب مین آئے اور تسلیم و آداب بجا لائے پس جواب سلام دیکے
حضرت نے سبب گریہ استفسار کیا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ بِالْبَابِ

شَابًّا طَرِيَّ الْجَسَدِ نَقِيَّ اللَّوْنِ حَسَنَ الصُّوْرَةِ يَبْكِيْ عَلٰى شَبَابِهٖ بُكَاءَ الثَّكْلٰى
عَلٰى وَلَدِهَا يُرِيْدُ الدُّخُوْلَ عَلَيْكَ پس اونھون نے عرض کیا کہ یا حضرت
در دولت پر ایک نوجوان بہت حسین اور جمیل نہایت خوبصورت کہ جسکا بدن
نہایت تر و تازہ و شاداب ہے اور رنگ مین موتی کی آب سے زیادہ آب
و تاب ہے اپنے شباب پر ایسا بلک بلک کر رو رہا ہے کہ جیسے کوئی عورت
اپنے فرزند جوان کی میت مین بین کر کے روئے اور وہ آپ کی خدمت مین
حاضر ہونا چاہتا ہے فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا مُعَاذُ اَدْخِلْ عَلَيَّ الشَّابَّ
فَاَدْخَلَهٗ فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ پس فرمایا کہ اے معاذ میرے پاس لے آو پس
جوان کو پس خدمت مین اوسے لیگئے پس اوسنے سلام کیا پس حضرت نے
جواب دیا ثُمَّ قَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا شَابُّ پھر فرمایا کہ کیون روتا ہے اے جوان
قَالَ كَيْفَ لَا اَبْكِيْ وَقَدْ رَكِبْتُ ذُنُوْبًا اِنْ اَخَذَنِيَ اللّٰهُ بِبَعْضِهَا
اَدْخَلَنِيْ نَارَ جَهَنَّمَ وَلَا اَرَانِيْ اِلَّا سَيَاْخُذُنِيْ بِهَا وَلَا يَغْفِرُ لِيْ
اَبَدًا اوسنے عرض کی کہ کیونکر نہ روؤن حالانکہ مین مرتکب ایسے گناہون
کا ہو رہا ہون کہ اگر اونمین سے بعض پر خدا مواخذہ کرے تو داخل جہنم کرے
مجھے اور غالب ہے کہ یہی کرے اور کبھی مغفرت میری نہ فرمائے فَقَالَ
هَلْ اَشْرَكْتَ بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اُشْرِكَ بِرَبِّيْ شَيْئًا
فرمایا کہ کیا تو نے شرک کیا ہے اوسنے کہا کہ معاذ اللہ کہ شریک کرون مین
قَالَ اَفَقَتَلْتَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ قَالَ لَا فرمایا کہ پھر کیا تو نے
کسی بے گناہ کو قتل کیا اوسنے کہا کہ معاذ اللہ یہہ بھی قصور مجھہ سے نہین ہوا
فَقَالَ النَّبِيُّ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ذُنُوْبَكَ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ الْجِبَالِ الرَّوَا

فَقَالَ لَهٗ وَاِنَّهَا اَعْظَمُ فرمایا کہ خدا تیرے گناہ بخشدے گا اگرچہ سخت
پہاڑون کے بھی برابر ہون اوسنے کہا کہ میرے گناہ اس سے بھی زیادہ
ہین فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ ذُنُوْبَكَ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ
وَبِحَارِهَا وَرِمَالِهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ الْخَلْقِ فَقَالَ اِنَّهَا اَعْظَمُ مِنْ
ذٰلِكَ كُلِّهٖ پھر فرمایا حضرت نے کہ خدا تیرے گناہ بخشدے گا اگرچہ ساتون
زمینون کی برابر ہون اور جتنے دریا اور درخت زمین کے ہین اور جسقدر اوس مین
ریت ہے اور خلقت ہے اگرچہ اسقدر بھی ہون اوسنے کہا کہ میرے گناہ
اس سے بھی زیادہ ہین فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ذُنُوْبَكَ وَاِنْ كَانَتْ
مِثْلَ السَّمٰوٰتِ وَنُجُوْمِهَا وَمِثْلَ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ قَالَ فَاِنَّهَا اَعْظَمُ
مِنْهَا فرمایا کہ اگر تیرے گناہ آسمانون اور ستارون اور عرش و کرسی کے
بھی برابر ہونگے تو بھی خدا اونہین بخشدے گا اوسنے کہا کہ وہ اس سے
زیادہ ہین قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ
يَا شَابُّ ذُنُوْبُكَ اَعْظَمُ اَمْ رَحْمَةُ رَبِّكَ پس حضرت نے غصہ سے گھور کے
دیکھا اوسے اور فرمایا کہ وای ہو تجھپر تیرے گناہ بڑے ہین یا
رحمت تیرے پروردگار کی فَخَرَّ الشَّابُّ لِوَجْهِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ
رَبِّيْ مَا شَيْءٌ اَعْظَمُ مِنْ رَبِّيْ رَبِّيْ اَعْظَمُ مِنْ كُلِّ عَظِيْمٍ پس وہ نوجوان
منہ کے بھل گر پڑا اور کہتا جاتا تھا کہ پاک ہے خدا کوئی چیز بزرگتر خدا سے
نہین پروردگار بزرگ تر ہے ہر بزرگ سے اے رسول خدا قَالَ فَهَلْ
يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فرمایا کہ پس گناہان
بزرگ نہین بخش سکتا مگر پروردگار بزرگ قَالَ الشَّابُّ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ

اللهِ ثُمَّ سَكَتَ اوسنے عرض کی کہ یا رسول خدا اگر خدا ایسا نہین ہوسکتا
پہر سکوت کیا فَقَالَ النَّبِیُّ وَیْحَكَ یَا شَابُّ اَلَا تُخْبِرُنِیْ بِذَنْبٍ وَاحِدٍ
مِنْ ذُنُوْبِكَ پس حضرت نے فرمایا کہ وای ہو تجہپر ای نوجوان کوئی تو
اپنا گناہ مجہسے بیان کر فَقَالَ بَلٰی اُخْبِرُكَ اِنِّیْ كُنْتُ اَنْبُشُ الْقُبُوْرَ
مِنْ سَبْعِ سِنِیْنَ اُخْرِجُ الْاَمْوَاتَ وَاَنْزِعُ الْاَكْفَانَ اوسنے عرض
کی کہ ہان مین اوسے بیان کرتا ہون سات برس سے مین نبش قبور کرکے
مردے نکالا کرتا تہا اور اونکے کفن چرا لیتا تہا فَمَاتَتْ جَارِیَةٌ
مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا حُمِلَتْ اِلٰی قَبْرِهَا وَدُفِنَتْ وَ
انْصَرَفَتْ عَنْهَا اَهْلُهَا وَجَنَّ اللَّیْلُ اَتَیْتُ قَبْرَهَا فَنَبَشْتُهَا
ثُمَّ اَخْرَجْتُهَا وَنَزَعْتُ مَا كَانَ عَلَیْهَا مِنْ اَكْفَانِهَا وَتَرَكْتُهَا
مُتَجَرِّدَةً عَلٰی شَفِیْرِ قَبْرِهَا وَمَضَیْتُ مُنْصَرِفًا پس حسب اتفاق
ایک لڑکی انصار کی لڑکیون مین سے مری پس جب اوسکے عزیز واقربا
اوسے دفنا کے گہر پہرے اور کالی رات کا دہندہلکا ہوا تو مینے قبر کہود
کے اوسکی لاش نکالی اور اوسکا کفن لیا اور اوسے برہنہ قبر کے کنارے
ڈال کے چل کہڑا ہوا فَاَتَانِیَ الشَّیْطَانُ فَاَقْبَلَ یُزَیِّنُهَا وَیَقُوْلُ
اَمَا تَرٰی بَطْنَهَا وَمَا فِیْهَا وَوَرِكَیْهَا فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰی
رَجَعْتُ اِلَیْهَا وَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِیْ حَتّٰی جَامَعْتُهَا وَتَرَكْتُهَا مَكَانَهَا
پس ناگاہ اتنے راہ مین ابلیس پر تلبیس نے آکے مشاطہ کی طرح زینت
دینا شروع کیا اور ایک ایک عضو کی صفائی اور چمک دمک مجہے
دکہانے لگا وہ تو خود ہی کمسن ہمشکل طرحدار تہی اور مشہور ہے س

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را * اوسپر یہ طرہ ہوا پہر کب مجہے تاب ضبط
باقی رہتی ہے پہر پہرا اور اوس سے زنا کرکے اوسے اوسیطرح برہنہ چہوڑ کے
چلا آیا فَاِذَا اَنَا بِصَوْتٍ مِنْ وَرَائِیْ یَقُوْلُ یَا شَابُّ وَیْلٌ لَكَ مِنْ دَیَّانِ
یَوْمِ الدِّیْنِ یَوْمَ یَقْضِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ تَرَكْتَنِیْ عُرْیَانَةً فِیْ عَسَاكِرِ الْمَوْتٰی وَ
نَزَعْتَنِیْ حُفْرَتِیْ وَسَلَبْتَ اَكْفَانِیْ وَتَرَكْتَنِیْ اَقُوْمُ جُنُبًا اِلٰی رَبِّیْ فَوَیْلٌ
لِشَبَابِكَ مِنَ النَّارِ فَمَا اَظُنُّ اَنِّیْ اَشُمُّ رِیْحَ الْجَنَّةِ اَبَدًا فَمَا تَرٰی لِیْ یَا رَسُوْلَ
اللهِ پس ناگاہ ایک آواز آئی میری پشت سر کی طرف سے کہ ای نوجوان
وای ہو تجہپر حاکم روز جزا کی جانب سے اوس روز کہ وہ میرے اور تیرے
درمیان مین فیصلہ کریگا بڑا ستم کیا تونے کہ اتنے بڑے لشکر مین مردون
کے تونے مجہکو برہنہ چہوڑا اور قبر ہی کہود ڈالی اور کفن بہی میرا چرا لیا
اور نجس مجہے چہوڑا کہ قیامت کو مین نجس خدا کے سامنے جاؤنگی پس جہنم
مین پڑے تو اور آگ لگجائے تیری جوانی کو پس مجہے گمان نہین کہ بہشت
کی بو سونگہہ سکون پس آپ کیا تجویز فرماتے ہین میرے باب مین اے رسول
خدا فَقَالَ النَّبِیُّ تَنَحَّ عَنِّیْ یَا فَاسِقُ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَحْتَرِقَ بِنَارِكَ
فَمَا اَقْرَبَكَ مِنَ النَّارِ ثُمَّ لَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ذٰلِكَ وَیُشِیْرُ اِلَیْهِ حَتّٰی
اَمْعَنَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ پس حضرت نے فرمایا میرے سامنے سے دور ہو
ای فاسق مجہے اندیشہ ہے کہ مین بہی تیری آگ مین نہ جلجاؤن اسلیے کہ
تو جہنم سے بہت قریب ہے اور برابر اوسکی طرف اشارہ کرکے یہی فرماتے
تہے یہانتک کہ وہ حضرت کے سامنے سے ٹل گیا **واعظ کہتا ہے**
کرازبسکہ مؤمن کی شان سے یہہ ہے کہ اوسکے قلب مین دو نور خوف و

رجا کے ایسے باہم مساوی ہون کہ اگر ترازو مین تولے جاوین تو دونون پلے برابر آئین جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اور جناب رسالتمآب عفو الٰہی سے بہلے اوسے بہت مطمئن کر چکے تہے اور امید ورجا ثواب دیچکے تہے تو مناسب حال یہہ ہوا کہ آخر مین ویسی ہی تخویف عذاب سے فرمائین اور غضب خدا سے ڈرائین کہ اوسکا ایمان اور حضرت کا بشیر ونذیر ہونا کامل وتمام ہو فَذَهَبَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَتَزَوَّدَ مِنْهَا ثُمَّ أَتَى بَعْضَ جِبَالِهَا فَتَعَبَّدَ فِيهَا وَلَبِسَ مِسْحًا وَغَلَّ يَدَيْهِ جَمِيعًا إِلَى عُنُقِهِ پہر بہلول تائب شہر مدینہ مین آیا اور ایک رسی وہان سے مول لیکے ایک پہاڑ پر گیا اور عبادت کرنا شروع کی بالون کے کپڑے پہنکے اور دونون ہاتہہ اپنے رسی سے جکڑکے اپنے گردن مین باندہے وَنَادَى يَا رَبِّ هٰذَا عَبْدُكَ بُهْلُولٌ بَيْنَ يَدَيْكَ مَغْلُولٌ يَا رَبِّ أَنْتَ الَّذِي تَعْرِفُنِي وَزَلَّ مِنِّي مَا تَعْلَمُ سَيِّدِي يَا رَبِّ إِنِّي أَصْبَحْتُ مِنَ النَّادِمِينَ وَأَتَيْتُ نَبِيَّكَ تَائِبًا فَطَرَدَنِي وَزَادَنِي خَوْفًا فَأَسْأَلُكَ بِأَسْمَائِكَ وَجَلَالِكَ وَعَظَمَةِ سُلْطَانِكَ أَنْ لَا تُخَيِّبَ رَجَائِي سَيِّدِي وَلَا تُبْطِلْ دُعَائِي وَلَا تُقَنِّطْنِي مِنْ رَحْمَتِكَ اور ندا کی کہ اے میرے مربی یہہ ناچیز تیرا بندہ بہلول نامے تیرے سامنے نہایت خاکساری سے مغلول ومسلسل قیدیون کی طرح کہڑا ہے اے خداوند تو مجہے بہی پہچانتا ہے اور میرا قصور بہی جانتا ہے مجہے تجہسے بڑی ندامت ہے مین تیرے پیمبر کے پاس بہی توبہ کے لیئے گیا تہا تو اونہون نے مجہے اپنے پاس سے ہٹا دیا اور خوف میرا بڑہا دیا پس برکت سے تیرے نام نامی اور جلال وعظمت سلطنت

کے تجہسے یہہ درخواست کرتا ہون کہ تو میری آس نہ توڑ اور میرا سوال نہ رد کر اور اپنی رحمت سے مجہے مایوس نکر فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً تَبْكِي لَهُ السِّبَاعُ وَالْوُحُوشُ اور ایک چلے تک یونہین چلایا کیا اور بلک بلک کر روتا رہا یہانتک کہ اوسکے ساتہہ درندے اور چرند اور پرند بہی اوسکے حال زار پر زار زار روتے تہے فَلَمَّا تَمَّتْ لَهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا وَلَيْلَةً رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ مَا فَعَلْتَ فِي حَاجَتِي إِنْ كُنْتَ اسْتَجَبْتَ دُعَائِي وَغَفَرْتَ خَطِيئَتِي فَأَوْحِ إِلَى نَبِيِّكَ وَإِنْ لَمْ تَسْتَجِبْ دُعَائِي وَلَمْ تَغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَأَرَدْتَ عُقُوبَتِي فَعَجِّلْ بِنَارٍ تُحْرِقُنِي أَوْ عُقُوبَةٍ فِي الدُّنْيَا تُهْلِكُنِي وَخَلِّصْنِي مِنْ فَضِيحَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ پہر جب وہ ایک چلا کہینچ چکا تو اوسنے آسمان کی طرف ہاتہہ اوٹہائے اور عرض کی کہ اے خدا تو نے میری حاجت کی بارے مین کیا تجویز کیا اگر تو نے میری دعا مستجاب اور خطا میری معاف فرمائی ہو تو حکم کر اپنے پیمبر کو ورنہ ایک آگ ایسی پیدا کر کہ اوسمین جل جاؤن یا عقوبت دنیا مین مجہے مبتلا کر اور فضیحت قیامت سے بچا وے فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّهِ پس نازل کیا خدا نے اپنے نبی پر وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ يَعْنِي ارْتِكَابَ ذَنْبٍ أَعْظَمَ مِنَ الزِّنَاءِ وَنَبْشِ الْقُبُورِ وَأَخْذِ الْأَكْفَانِ اور وہ لوگ کہ جب بدی کرتے ہین یا ظلم کرتے ہین اپنے نفسون پر یعنے مرتکب ہوتے ہین اوس گناہ کے کہ جو زنا اور نبش قبر اور کفن دزدی سے بہی زیادہ ہے ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ يَقُولُ خَافُوا اللّٰهَ فَعَجَّلُوا التَّوْبَةَ تو ذکر خدا کرتے ہین

پہر استغفار کرتے ہین اپنے گناہون سے یعنے خوف خدا کرتے ہین پس
جلد توبہ کرتے ہین وَمَنْ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ اور کون بخش سکتا ہے
گناہون کو بجز خدا کے یَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَتَاكَ یَا مُحَمَّدُ عَبْدِی
تَائِبًا فَنَفَرْتَهُ وَطَرَدْتَهُ فَاَیْنَ یَذْهَبُ وَاِلٰی مَنْ یَقْصِدُ وَمَنْ
یَسْئَلُ اَنْ یَغْفِرَ لِی ذَنْبًا غَیْرِی فرمایا ہے جناب باری کہ ای
حبیب ہمارے تمہارے پاس میرا بندہ بہلول بارادہ توبہ آیا اور تمنے
اوسے اپنے پاس سے ہکا دیا اور دتکار دیا پس وہ کہان جائے اور کس
رجوع کرے اور بجز میرے کس سے بخشش کی درخواست کرے ثُمَّ قَالَ
عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ یُصِرُّوا عَلٰی مَا فَعَلُوا وَهُمْ یَعْلَمُونَ پہر فرمایا خدا نے
اور نہین اصرار کرتے اپنے کام پر اور وہ جانتے ہین یَقُولُ مَا یُقِیمُوا
عَلَی الزِّنَا وَنَبْشِ الْقُبُورِ فرماتا ہے کہ نہ ایستادگی کی اونہون نے
زنا اور نبش قبر اور کفن وزدی پر اُولٰٓئِكَ جَزَاۤؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ
رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِینَ وَنِعْمَ اَجْرُ
الْعَامِلِینَ یہی وہ لوگ کہ جنکی جزا بخشش پروردگار ہے اور بہشت
بہرے ترو تازہ شاداب خانہ باغ کہ جنکے نیچے نہرین لہرین لیکر
رہتی ہین ہمیشہ رہین گے اونمین اور اچہا عوض اور ثواب ہے نیک
عمل کرنے والون کا فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ
وَهُوَ یَتْلُوهَا وَیَتَبَسَّمُ پس جب یہ آیہ آئی تو حضرت اونہین تلاوت
کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے باہر نکل آئے فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ
مَنْ یَدُلُّنِی عَلٰی ذٰلِكَ الشَّابِّ التَّائِبِ پس فرمایا اصحاب سے

کون بتا بتاتا ہے مجہے اوس جوان تائب کا قَالَ مُعَاذٌ یَا رَسُولَ اللّٰهِ
بَلَغَنَا اَنَّهُ فِی مَوْضِعِ كَذَا معاذ نے کہا کہ یا حضرت ہمنے سنا ہے کہ وہ
فلان مقام پر مقیم ہے فَمَضٰی رَسُولُ اللّٰهِ بِاَصْحَابِهٖ حَتّٰی انْتَهَوْا اِلٰی
ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَصَعِدُوا اِلَیْهِ یَطْلُبُونَ الشَّابَّ پس حضرت مع رفقا
پہاڑ پر اوسکی تلاش مین چڑہے فَاِذَا هُمْ بِالشَّابِّ قَائِمٌ بَیْنَ صَخْرَتَیْنِ
مَغْلُولَةٌ یَدَاهُ اِلٰی عُنُقِهٖ وَاسْوَدَّ وَجْهُهٗ وَتَسَاقَطَتْ اَشْفَارُ
عَیْنَیْهِ مِنَ الْبُكَاۤءِ پس کیا دیکہتے ہین کہ وہ نوجوان دو بڑے بڑے
پتہرون کے بیچ مین کہڑا ہے ہاتہہ اوسکے گردن سے بندہے ہین اور
روتے پلکین گر گئی ہین وَهُوَ یَقُولُ سَیِّدِی قَدْ اَحْسَنْتَ
خَلْقِی وَاَحْسَنْتَ صُوْرَتِی فَلَیْتَ شِعْرِی مَاذَا تُرِیدُ بِی اَمْ فِی النَّارِ
تُحَرِّقُنِی اَمْ فِی جِوَارِكَ تُسْكِنُنِی اور وہ مناجات کر رہا تہا کہ اے مالک
و حاکم میرے تونے خلقت و صورت میری تو خوب بنائی مگر یہہ کچہہ مجہے
معلوم نہین کہ اب آگ سے مجہے جلائے گا یا اپنے قرب و جوار مین عزت
و آبرو سے مجہے بٹہاوے گا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَدْ اَكْثَرْتَ الْاِحْسَانَ اِلَیَّ
وَاَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَیْتَ شِعْرِی مَاذَا یَكُونُ اٰخِرُ اَمْرِی هَلْ تُوْرِدُنِی
الْجَنَّةَ اَمْ تَسُوقُنِی اِلَی النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ خَطِیْئَتِی اَعْظَمُ مِنَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمِنْ كُرْسِیِّكَ الْوَاسِعِ وَعَرْشِكَ الْعَظِیْمِ فَلَیْتَ شِعْرِی
تَغْفِرُ لِی خَطِیْئَتِی اَوْ تَفْضَحُنِی بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اے بار الہا تونے
بڑے بڑے احسان کیئے مجہپر اور بڑی بڑی نعمتین مجہے دین مگر ابتک یہہ
نہ معلوم ہوا کہ انجام کار مجہے بہشت عطا کرے گا یا دوزخ مین ہنکا دیگا

میرا قصور تو آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی سے وسیع تر ہے پس
کاش جانتا مین کہ تو اوسے بخشے گا یا اوسکے سبب قیامت کو مجھے فضیحت
کرے گا فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ هٰذَا وَهُوَ یَبْکِیْ وَیَحْثُو التُّرَابَ عَلٰی رَاسِهٖ
وَقَدْ اَحَاطَتْ بِهٖ السِّبَاعُ وَصَفَّ فَوْقَهُ الطَّیْرُ وَهُمْ یَبْکُوْنَ
لِبُکَائِهٖ پس برابر اسیطرح مناجات کرتا تھا اور زار زار مثل ابر کو بہلول
روتا جاتا تھا اور سر پر اپنے خاک اوڑاتا تھا اور چرندہ اور درندہ اوسکے
گرد کھڑے حلقہ مین اوسے لیئے تھے اور پرند صف بصف اوسکے
سر پر چتر کیے تھے اور یہہ سب اوسکے ساتھہ بلک بلک کے رو رہے
تھے فَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُ فَاَطْلَقَ یَدَیْهِ مِنْ عُنُقِهٖ وَنَفَضَ التُّرَابَ
عَنْ رَاسِهٖ وَقَالَ یَا بُهْلُوْلُ اَبْشِرْ فَاِنَّکَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ پس جناب
رسالت مآب اوسکے قریب گئے اور بکمال شفقت سے اوسکے ہاتھہ اوسکی
گردن سے کھولدیئے اور گرد و خاک اوسکے سر سے جھاڑ دی اور فرمایا
کہ ای بہلول تجھے بشارت ہو کہ تو آتش جہنم سے آزاد کیا گیا ہے ثُمَّ قَالَ
لِاَصْحَابِهٖ تَدَارَکُوا الذُّنُوْبَ کَمَا تَدَارَکَهَا بُهْلُوْلُ ثُمَّ تَلَا عَلَیْهِ مَا
اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ وَبَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ
تم بھی بہلول ہی کی طرح اپنے گناہوں کا تدارک کرو پھر تلاوت کرکے
اوسے سنائی وہ آیہ کہ جو اوسکی شان مین آئی تھی اور بشارت دی اوسے
جنت کی اسلیئے کہ بعد شرک و فساد عقائد حق گوئی گناہ قتل بیگناہ سے
زیادہ ازراہ شرع و عقل نہین خصوصاً جبکہ وہ معصوم و محبت خدا دلیل
و رہنما ہو اور اوسکی شہادت مستلزم اہلبیت عصمت و طہارت کے

دربدر ہونے کی ہو پس خلاصہ یہہ ہے کہ باعث دوام فراق حضرت فاطمہ
صغرا و شہادت خود حضرت و حضرت علی اصغر و حضرت علی اکبر وغیرہ و اسیری
اہلحرم و یتیمی سکینہ و اضطراب حضرت شہربانو حُر بن یزید ریاحی
ہوئے مگر ازبسکہ ابتدا سے واقف نہ تھے کہ انجام اونکے روکنے کا حضرت
امام حسین علیہ السلام کو مراجعت مدینہ سے کیا ہوگا اور بنی امیہ کسقدر ایذا
پہونچائینگے بلکہ نادانی سے یہہ امر صادر ہوا تھا اور جب ابتلاے امام
مظلوم کو دیکھا تو راحت زندگانی سے ہاتھہ دہو کے بصمیم قلب و کمال
ندامت سے آمادہ توبہ ہوکے حاضر خدمت بابرکت معصوم ہوئے لیکن
ظاہر ہے کہ اگر کسی سے کسی کو ایک حبہ کا نقصان یا ذرہ بھر ضرر پہونچتا ہے
تو پھر سالہا سال مونہہ دیکھنے کو جی نہین چاہتا ہے بلکہ بعض اوقات پشت
در پشت شکایت و رنج و ملال چلا جاتا ہے نہ کہ حضرت کو جو صدمے پہونچے
تھے اونکی تو کچھہ انتہا نہین اہلبیت مین سے اگر ایک متنفس کے بدلے ہزار
جانین حر کی سی نثار ہو جائین یا اہلبیت سے ایک یتیم یا اسیر کے بدلے حر کے
ہزار یتیم و اسیر ہوتے تو کیا ہوتا پھر طور عالی ظرفی و پابندی شرع کی دیکھیے
کہ باوجود این ہمہ ایک کلمہ بھی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور بڑی عزت
و حرمت حضرت حر کی اور حسب ضابطہ شرع بے چون و چرا اونکی توبہ قبول
کی اور فرزندون کی طرح اونکی لاش پاش پاش کو میدان سے خود لائے اور
نوحہ خوانی و ماتم داری اونکی فرمائی اور اشعار نوحہ مین اونکی مدح و ثنا کی
اور خدا سے اونکی مغفرت و حصول جنت و حور و قصور کے لیئے دعا کی اور
کیا خوب فرمایا ہے جناب مرزا فصیح مرحوم و مغفور نے مدح مین حضرت

امام حسینؑ کی سہ راکب دوش پیمبر ہے حسین ❊ نور چشم مرکو نزہؔ حسین

حاصل رنج وغم و درد و بلا — صابر و شاکر شہید کربلا
مرحبا ای سید گلگون قبا — مرحبا شاہ شہیدان مرحبا
آفرین ای سیف مسلول علےٰ — آفرین ای رمح مصقول علےٰ
آفرین ای شیر مردان نبرد — بارک اللہ اے بہادر شیر مرد
سبط احمد تو بڑا نامے ہوا — ہم گنہ گارون کا تو حامی ہوا
تجھپہ مین قربان مری مان باپ بہی — مین بلا گردان مرے مان باپ بہی
کربلا سے جب سے مین بچہڑا ہون آہ — رات دن غمناک ہون ای بادشاہ
پہر بلا مجبکو خدا اپنے واسطے — مصطفےٰ و مرتضےٰ کے واسطے
ایکباری بار گر پاوے فصیح — پہر نہ نکلے گرچہ مر جاوی فصیح
ایکباری اور کر مجبکو طلب — دوری درگاہ سے ہون جان بلب
میرے مولا تیرا کہلاتا ہو نہین — ہند مین ناحق رہا جاتا ہو نہین
پہر زیارت کے لئے بیتاب ہون — بی سروسامان ہون بے اسباب ہون
تو سخی ہے اے امیر کربلا — مجبکو کر مہمان اپنا پہر بلا

دوست رکھتا ہی بہت مہمان کو تو
پہر ترا مہمان ہون ہے یہ آرزو

فقط

سترہوان موعظہ

شرح حدیث من مات ولم یعرف الحدیث اور مناظرہ لطیف اہلسنت سے اس حدیث کے معنون مین اور دلائل مختصر غیبت حضرت کے اور کلام شر محی الدین عربی تائید اس مطلب کی اور اشعار آبدار ابن ابی الحدید معتزلی اور فوائد غیبت اور مناظرہ سید بن طاوس علیہ الرحمہ اس بارہ مین اور مناظرہ شاہ عبد العزیز دہلوی سے مسئلہ تفضیل حضرت امیرؑ مین اگلے پیمبرون پر اور اشعار حملہ حیدری اشتیاق ظہور حضرت مین پہر اشعار اردو بنیاد اعتقاد کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث متفق علیہ فریقین مین فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اپنے زمانے کے امام کو اوسنے نہ پہچانا ہو تو اوسے موت جاہلیت وکفر حاصل ہوئی حدیث صاف دلالت کرتی ہے وجود ذیجود پر حضرت صاحب العصر امام مہدی علیہ السلام کے اور اسیطرح وہ متواتر حدیثین کہ جو دلالت کرتی ہین جناب رسالتمآب کے بارہ خلیفہ اور بارہ امام ہونے پر کہ معنی صحیح ان حدیثون کے ہمارے ہی مذہب پر درست ہوتے ہین لیکن اہلسنت بڑی طعن کرتے ہین ہم لوگون پر کہ ایسے امام کے فرض کرنے سے کیا حاصل کہ جسکے پاس پہونچنا ہی ممکن نہ ہوا اور نہ اخذ

مسائل دینیہ ممکن ہو بہر خالی شناخت اور اعتقاد سے اوسکے کیا فائدہ ہوگا یہانتک کہ جو اونکا معتقد نہو اور اونہین نہ پہچانے تو اوسے کفر کی موت ہو اور حضرات امامیہ اوسکے جواب مین فرماتے ہین کہ ثمرہ ایمین منحصر نہین کہ اونکی زیارت کرکے استفادہ اوسنے کرے بلکہ اونکی تصدیق خود ہی ایک رکن ہے ارکان ایمان سے جیسا کہ تصدیق جناب رسالتمآب ارکان ایمان سے ہے بلکہ بالاتر سب سے یہ ہے کہ منکر بار تعالی نہین ہے کہ ایسے خدا کے فرض کرنے سے کیا فائدہ کہ جو دیکھنے مین نہ آئے اور نہ کوئی اوس سے استفادہ کرسکے اور نہ ظاہر بظاہر خلق ورزق پر وہ قادر ہو والجواب وقد روی عن جابر بن عبد اللہ الانصاری اور جابر انصاری سے منقول ہے ان النبی ذکر المہدی کہ جناب رسالتمآب نے ایک روز ذکر خیر حضرت صاحب الامر کیا فقال ذلک الذی یفتح اللہ عز وجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا پس فرمایا کہ وہ بزرگوار ہی ہے کہ خدا فتحیاب کرے گا اوسے روے زمین پر مشرق سے مغرب تک یغیب عن اولیائہ غیبۃ لا یثبت فیہا الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان یہ چھپ جائے گا بحکم خدا اپنے دوستون سے اتنی مدت تک کہ نہ ثابت قدم رہ سکے گا اوسمین مگر وہی شخص کہ جسکے قلب کا خدا تعالی نے امتحان کرلیا ہو ایمان کے لیئے قال جابر فقلت یا رسول اللہ ہل لشیعتہ انتفاع فی غیبتہ جابر نے عرض کی کہ اے رسول خدا کیا اسکے شیعون کو انکی غیبت مین اسنے فائدہ بہی ہوگا یا نہین فقال

اِیْ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ اِنَّھُمْ لَیَسْتَضِیْئُوْنَ بِنُوْرِہٖ وَیَنْتَفِعُوْنَ
بِوَلَایَتِہٖ فِیْ غَیْبَتِہٖ کَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَاِنْ عَلَاھَا
السَّحَابُ پس فرمایا کہ ہان بخدا قسم اوسے شخص کی کہ جسنے مجھے نبی برحق
کیا کہ اونہین اوسکے نور سے ایسی روشنی حاصل ہوگی اور اوسکی ولایت
سے اوسکی غیبت مین ایسا فائدہ ہوگا کہ جسطرح لوگون کو آفتاب عالمتاب
سے نفع ہوتا ہے اگرچہ ابر اوسپر چہا جائے پس واقعی آفتاب پر خاک
ڈالے سے کیا ظالمون کے ظلم سے حق چہپ نہین سکتا اور کیونکر اہلسنت
اونکا اقرار کرین حالانکہ اونہین کے بزرگون کے ظلم سے وہ پوشیدہ
ہوئے اور دنیوی منفعتون کو اونہون نے مقدم جانکر اوس آفتاب
ہدایت کو ابر غیبت مین پوشیدہ کردیا اور مخفی ہوجانے سے اونکے
ولی مرادین اون ناحق کوشون کی برآئین ؎ اَیَا خُفَّاشُ بُشْرٰی
لَکُمْ فَقَدْ غَرُبَتْ ✤ وَبِالْحِجَابِ تَوَارَتْ شَمْسُ اَضْحَاءِ ✤ اے
خفاشون بشارت ہو تمہین کہ چادر شب منہ پر کہینچ لی آفتاب عالمتاب
نے خلاصہ یہہ کہ اگرچہ ابر ہو تاہم برکت آفتاب سے دن ہی رہے گا
دن کی رات نہوجائیگی اگرچہ کور باطن کو نہ سوجہہ پڑے ؎ گر نہ بیند
بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✤ اور جب مخالف لوگ
زیادہ زبانی کرتے ہین تو پہر شیعہ کہتے ہین کہ یہہ طعن و تشنیع تمہاری ہمپر
حقیقت مین تمہاری طرف پہرتی ہے اسلیئے کہ تم تفسیر مین اس حدیث
کی یہہ کہتے ہو کہ مراد امام سے صاحب شان وشوکت بادشاہ ہے دنیا کے
بادشاہون مین عالم ہو یا جاہل ظالم ہو یا عادل فاسق ہو یا فاجر پس تمہین

سچ کہو کہ ایسے بادشاہ کی معرفت سے کیا نہی ثمرہ ہوگا تا کہ جو اوسے نجانتا
ہو تو کفر کی موت پائے چنانچہ یہی سمجہہ کے بعض علمای اہلسنت اس بات
کے قائل بہی ہوگئے ہین کہ امام سے مراد قرآن ہے اور شاید منشا اس شبہہ
کا یہہ ہے کہ وہ قرآن جسے عثمان نے جمع کیا وہ نام سے امام کے مشہور
ہے مگر فقط نام سے کیا کام مطلب سے مطلب ہے اور معنویت کی راہ
سے یہہ ٹہیک نہین اور نہ تا کہ قرآن مین نسخ و تغیر نہین قیام قیامت تک
ایک ہی قرآن باقی رہے گا یہہ نہین کہ ہر زمانے کا قرآن جدا ہو البتہ امام
علیہ السلام ہر زمانے مین بدلتے رہے کہ ایک کے بعد دوسرا ہوا اور
حدیث شریف مین صاف یہہ قید موجود ہے کہ جو اسپنے زمانے کے امام
کو نجانے تو اوسکا انجام بد ہوگا اور انجام بخیر نہوگا پس بحکم اضافت
ضرور ہوا کہ بدلتا رہے اور یہہ بات قرآن مین نہین بلکہ اشاعرہ لاشعوریہ
کے نزدیک کلام خدا کلام نفسی ہے کہ کبہی نہین بدلا بلکہ قدیم ہے کہ ازل
سے ابد تک رہے گا بلکہ بعض دشمن عقل یہانتک لکہہ گئے ہین کہ دفتیان
اور جلد اور جزدان اور رحل قرآن بہی قدیم ہے کہ ہمیشہ سے رہا ہی
اور ہمیشہ رہے گا پہر ہم یہ پوچہتے ہین کہ معرفت قرآن کے کیا معنے اگر فقط
اوسکے وجود کی تصدیق ہو تو اسیطرح تو ہم بہی محض تصدیق قرآن ناطق
کو ارکان ایمان سے جانتے ہین اور اگر حفظ الفاظ قرآن مراد ہے تو اول
تو توتے مینا کی طرح قرآن کے پڑہنے رٹنے مین کیا فائدہ جب اوسکے
مضامین ہی عمل مین نہ آئین مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰیۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا
کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؎ چارپائے براو کتابے چند ✤ دوسرے

یهه که بنا بر اسکے جو لوگ حافظ نهونگے تو اون بچارون کی مٹی خراب هوئی
اور اوسپر طره یهه که خلفار کے انجام کا خدا حافظ مگر یهه که فقط چالیس برس
مین سورهٔ بقر یاد کرنا کفایت کرے سه چهل سال من مغز خود سوختم
که یک سورهٔ بقر آموختم * مگر برکت روح ثلثه تین اشکال اسمین بهی
دست و گریبان هونگے ایک حالت کفر و جاهلیت مین بسر کرنا چالیس
برس کے سن تک دوسرے فی الجمله باقی رهنا تا دم واپسین تیسرے
اور باقی خلفار کا کفر و نفاق که اونکا تو سورهٔ بقر بهی یاد کرنا ثابت نهین
اور اگر معرفت سے مراد معلوم کرنا معانی و مضامین کا هے تو اور بهی زیاده
دقت هوگی که اکثر لوگ اس شرف سے محروم هین خصوصاً خلیفهٔ اول که جنهین
کلاله و اب کے بهی معنے معلوم نه تهے اب گو اوسے کیا کیجیے گا شق اول بر خلیفه
ثانی سے هاتهه دهونا پڑتا هے اور شق ثانی بر خلیفهٔ اول سے رهے ثالث
بالخیر تو وه انهین دونون کے فرع تهے بنائے فاسد علی الفاسد کیونکر
صحیح هوگی ایسے متن بے اصل کی فرع کو روسیاهی لازم هے اور انصاف
یهه هے که منشاء حقیقی شبهه انکار حضرت کئی امر هو سکتے هین که جو بعد تامل
مکڑی کے جالے کی طرح بے بنیاد هین پهلی اصل عدم اور جواب اوسکا
هے که یهه جب تک چل سکے گا که دلیل قطعی وجود ذیجود کی نهو اور ظاهر هے
که بعد ورود نص اور قیام دلیل مذکور اصل عدم بے اصل هو جاتی هے
اور دلیلین وجود حضرت کی آیات و روایات سے بے شمار هین از انجمله
وه حدیثین که نام بنام اور ترتیب وار باره امامون پر دلالت کرتی هین
از انجمله نبوی مذکور از انجمله آیهٔ کریمه کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ

از انجمله حدیث ثقلین از انجمله حدیث سفینه از انجمله وه حدیثین که دلالت
کرتی هین اسپر که روی زمین کبهی خالی حجت خدا سے نهوگا از انجمله وه حدیثین
که جو دلالت کرتی هین اسپر که اهلبیت نبوی امان اهل زمین مسخ وغیره سے
هین جیسا که آسمان کے ستارے باعث امان اهل آسمان هین از انجمله
بشارت نجمة الصبح وغیره که جسکی تفسیر جواد ساباطی حنفی نے بهی مضطر هوکے
تصدیق ائمه اثنا عشری عموماً اور اذعان حضرت صاحب الزمان سے
خصوصاً کر دی هے وَالْفَضْلُ مَا نَطَقَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ از انجمله
وه اخبار هین که جو دلالت کرتے هین اسپر که همارے حضرت کو سب نبیون کے
معجزے ملے پس ضرور هوا که معجزه حضرت عیسیٰ و ادریس و خضر وغیره یعنی
طول حیات بهی همارے حضرت کو ملے اور وفات اونکی باتفاق فریقین
مسلم پس اونکے اوصیا مین سے کسی مین وه معجزه پایا جانا ضرور هوا از انجمله
یهه که مقتضائے لطف یهه هے که هر مبطل کے مقابل ایک محقق هو پس دجال
کے لیے وجود حضرت ضرور هوا اور اسیطرح صدها دلیلین هین که اون
سب مجموع من حیث المجموع پر نظر کرنے سے یقین واثق اس دعوے
کا هو جاتا هے دوسرے یهه که وجود ایک چیز بدیهی هے اگر حضرت هوتے
تو ضرور کوئی لکهتا اور جواب یهه هے برابر مصنفون نے لکها هے
فضل بن روزبهان نے ترتیب وار اسمائے ائمه نظم کیے هین اوسمین ذکر
حضرت موجود هے سبط ابن الجوزی نے اکمال الدین مین لکها هے ملا
جامی نے نظماً و نثراً ذکر کیا هے روضة الاحباب و روضة الصفا وغیره
مین بهی ذکر ولادت حضرت هوا هے اور محی الدین عربی فتوحات مکیه

الفضل ما شهدت به الاعداء
والحسن ما اعترفت به الاعداء

کے ۳۶۶ باب مین لکھتا ہے اِنَّ لِلّٰہِ خَلِیْفَۃً یَخْرُجُ مِنْ عِتْرَۃِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَۃَ یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
جَدُّہُ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ ع یعنے خدا کا ایک ایسا خلیفہ ہے کہ وہ ظہور
فرمائیگا عترت رسول خدا سے اولاد جناب سیدہ سے اور مطابق
آپکے ہوئیگا نام اوسکا نام نامی رسول خدا سے اور جد امجد اونکے
حضرت امام حسین علیہ السلام ہونگے یُبَایَعُ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ درمیان
رکن و مقام اونکے بیعت واقع ہوگی یُشْبِہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَلْقِ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَیَنْزِلُ عَنْہُ فِی الْخُلُقِ بِضَمِّ
الْخَاءِ مشابہ رسول ہونگے صورت مین اور خلق و سیرت مین کچھہ کم ہونگے
اَسْعَدُ النَّاسِ بِہٖ اَلْکُوْفَۃُ زیادہ معین و مساعد اونکے اہل کوفہ
ہونگے یَعِیْشُ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا پانچ یا سات یا نو برس تک
زندہ رہین گے یَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ بِالسَّیْفِ جزیہ ساقط
کرینگے تلوار کے زور سے لوگون کو دعوت کرینگے خدا کیطرف وَیَرْفَعُ
الْمَذَاہِبَ عَنِ الْاَرْضِ فَلَا یَبْقٰی اِلَّا الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور سب دینون
کو روئے زمین پر سے اوٹھا دینگے پس نہ باقی رہیگا مگر دین خالص
اَعْدَآؤُہٗ مُقَلِّدَۃُ الْعُلَمَآءِ اَہْلِ الْاِجْتِہَادِ لِمَا یَرَوْنَہٗ یَحْکُمُ
بِخِلَافِ مَا ذَہَبَ اِلَیْہِ اَئِمَّتُہُمْ فَیَدْخُلُوْنَ کُرْہًا تَحْتَ حُکْمِہٖ
خَوْفًا مِّنْ سَیْفِہٖ مقلد مجتہدون کے یعنے حنفی و شافعی و مالکی و
حنبلی اوس جناب کے دشمن ہونگے ازبسکہ دیکھین گے کہ وہ حضرت
خلاف اونکے پیشواؤن کے حکم دیتے ہین مگر باوجود این ہمہ نہایت

کراہت سے مجبور اور بخوف اونکی شمشیر آبدار کے اونکے حکم محکم سے زیر ہونگے
یَفْرَحُ بِہٖ عَامَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ اَکْثَرَ مِنْ خَوَاصِّہِمْ اور عوام لوگ
مسلمانون مین اوس جناب سے زیادہ خوش ہونگے بہ نسبت خواص
کے یُبَایِعُہُ الْعَارِفُوْنَ مِنْ اَہْلِ الْحَقَائِقِ عَنْ شُہُوْدٍ وَّکَشْفٍ
بِتَعْرِیْفٍ اِلٰہِیٍّ اور عارف لوگ بذریعہ کشف و شہود و تعلیم عالم الغیب
والشہادۃ اوسسے بیعت کرینگے لَہٗ رِجَالٌ اِلٰہِیُّوْنَ یُقِیْمُوْنَ
دَعْوَتَہٗ وَیَنْصُرُوْنَہٗ اور کچھہ لوگ نہایت جوانمرد اور اللہ والے
اونکی مدد کرینگے اور اونکی دعوت برپا اور استوار کر دینگے وَلَوْلَا
اَنَّ السَّیْفَ بِیَدِہٖ لَاَفْتَی الْفُقَہَآءُ بِقَتْلِہٖ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُظْہِرُہٗ
بِالسَّیْفِ وَالْکَرَمِ فَیَطْمَعُوْنَ وَیَخَافُوْنَ وَیَقْبَلُوْنَ حُکْمَہٗ مِنْ
غَیْرِ اِیْمَانٍ وَیُضْمِرُوْنَ خِلَافَہٗ اور اگر تلوار اونکے ہاتھہ مین
نہوتی تو مجتہد لوگ فتوی اونکے قتل کا دیتے لیکن خدا اونہین تیغ
بیدریغ اور مہربانی کے ساتھہ ظاہر کریگا پس یہ لوگ بطمع یا بخوف
اونکا حکم ظاہر مین قبول کر لین گے مگر باطن مین بالکل بے ایمان
ہونگے وَیَعْتَقِدُوْنَ فِیْہِ اِذَا حَکَمَ فِیْہِمْ بِغَیْرِ مَذْہَبِ اَئِمَّتِہِمْ
اَنَّہٗ عَلٰی ضَلَالٍ فِیْ ذٰلِکَ لِاَنَّہُمْ یَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ اَہْلَ الْاِجْتِہَادِ
وَزَمَانَہٗ قَدِ انْقَطَعَ وَمَا بَقِیَ مُجْتَہِدٌ فِی الْعَالَمِ وَاِنَّ اللّٰہَ
لَا یُوْجِدُ بَعْدَ اَئِمَّتِہِمْ اَحَدًا لَہٗ دَرَجَۃُ الْاِجْتِہَادِ اور جب
حضرت برخلاف اونکے امامون کے اونمین حکم جاری فرمادینگے
تو وہ لوگ گمان کرینگے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد وہ جناب گمراہ

ہین اسلیئے کہ اونکے عقیدۂ فاسد مین زمانۂ اجتہاد اور مجتہد لوگ ختم ہو چکے اور تمام
عالم مین کوئی مجتہد صاحب رتبۂ باقی نہین رہا اور بعد اونکے اماموں سے یعنی
چارون مجتہدون کے بعد خدا اور کوئی ایسا شخص نہ پیدا کریگا کہ جو درجۂ اجتہاد
پر فائز ہو وَ اَمَّا مَنْ یَدَّعِی التَّعْرِیْفَ الْاِلٰہِیَّ بِاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ فَہُوَ
عِنْدَ ہُمْ مَجْنُوْنٌ فَاسِدُ الْخَیَالِ اور جو عارف کہ خدا کے پہچاننے والے
پر تکیہ کیئے ہین پس وہ ان لوگون کے نزدیک بڑی سودائی ہین پس آپ
ذرا انصاف سے اس عبارت کے نکتون پر لحاظ کیجیئے کہ کسطرف یہہ
اشارہ کر رہا ہے اہل کوفہ کا معین و مددگار ہونا یعنے یہہ کثرت شیعان
علی کوفہ مین ظاہر ہے پر وہ لوگ کون ہین کہ جو مقلد چارہی مجتہدون
کے ہو گئے ہین اور اجتہاد کا اونہین حصر کر دیا ہے اور ایسے پابند
ہوئے ہین کہ نہ خدا سے کام نہ رسول سے جو کچھہ ہین اونکے نزدیک وہی
چند شخص غیر معصوم ہین نہ کوئی ربی ہے نہ ربانی نہ محمدی نہ علوی جسے
دیکھیئے حنفی ہے یا شافعی یا حنبلی یا مالکی خلاصہ یہہ کہ بجز پیر پرستی خدا پرستی
کہین نام کو بھی نہین اونہین لوگون کا دشمن حضرت ہونا کیا معنی رکھتا کر
اور فاضل کامل ابن الحدید معتزلی کہتا ہے ؎ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّہٗ
لَا بُدَّ مِنْ ✣ مَہْدِیِّکُمْ وَلِیَوْمِہٖ اَتَوَقَّعُ ✣ اور بخوبی جانگیا مین کہ ظہور
لامع النور مہدی دین ضرور ہے اور اوسی دن کا مین منتظر اور اونکا
چشم براہ ہون ؎ یَحْمِیْہِ مِنْ جُنْدِ الْاِلٰہِ کَتَائِبُ ✣ کَالْیَمِّ اَقْبَلَ
ذَاخِرًا یَتَدَفَّعُ ✣ ٹولیان خدا کے لشکر کی اونکی حمایت کرینگی اور جسطرح
سے بحر ذخار دفعۃً آجاتا ہے اور بہتا مین پانی کی ریل پیل ہو جاتی ہے

اوسیطرح وہ امنڈ آئینگے ؎ فِیْہَا لِاٰلِ اَبِی الْحَدِیْدِ صَوَارِمُ
مَشْہُوْرَۃٌ وَرِمَاحُ خَطٍّ شُرَّعُ ✣ اوس لشکر مین نسل ابی الحدید سے
کچھہ ننگی تلوارین ہونگی اور سیدہے برچھے خط کے بنے ہوئے ؎
وَرِجَالُ مَوْتٍ مُقْدِمُوْنَ کَاَنَّہُمْ ✣ اُسُدُ الْعَرِیْنِ اُرِیْعَ لَا تَتَکَعْکَعُ
اور ایسے لوگ بہادر مرنے پر تلے ہوئے ہونگے کہ جو کچہار کے شیر کی طرح
کسی سے نہ ڈرین تیسرے یہہ کہ فائدہ ایسے امام کے وجود سے کیا ہے
اور جواب یہہ ہے کہ کئی فائدہ عظیم اسمین متصور ہین ایک نفس تصدیق
کہ جزو ارکان ایمان سے ہے دوسرے محبت خدا روز قیامت تمام
ہونا تیسرے تکمیل لطف الٰہی چوتھے برارت ذمۂ معصوم کہ مین تو
ہدایت کو موجود تہا مگر از خود ان لوگون نے انحراف و گمراہی اختیار
کی پانچوین حراست امت آفات ارضی و سماوی سے جیسا کہ سابق مین
ایما کیا گیا چھٹے بوقت مصیبت شدید مدد کرنا شیعون کا اور ہدایت کردینا
اونہین جیسا کہ حدیث النار سے ظاہر ہے ساتوین بقاے حجت
اجماع کہ لم اوسکے محض وجود و شرکت معصوم ہے خصوصًا اجماع سے لطف
پر نہہر اجماع کشفی حدسی پر چوتھے یہہ کہ پوشیدگی حضرت تقیہ ہے اور
وہ جائز نہین اور جواب یہہ ہے کہ یہہ بناے فاسد علی الفاسد ہے
اور ثبوت وجوب تقیہ کتابًا وسنۃً کوئی شبہہ نہین پس یہہ غیبت حضرت
سرداب مثل غیبت نبی ہے غار مین یا شعب حضرت ابو طالب مین
اور مثل صعود حضرت عیسٰیؑ و ادریس ہے بالاے آسمان ظلم امت حقکا
ہے پانچوین یہہ کہ اسقدر امتداد حیات ممکن نہین اور جو ایسا

یہہ ہے کہ یہہ شبہ بالکل بے اصل ہے چنانچہ شرح اربعین مین ہے
حَکَی السَّیِّدُ الْجَلِیْلُ ذُو الْمَنَاقِبِ وَالْمَفَاخِرِ رَضِیُّ الدِّیْنِ عَلِیُّ بْنُ
طَاؤُسٍ قَدَّسَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ مَا حَاصِلُہٗ اَنَّہُ
اِجْتَمَعَ یَوْمًا فِیْ بَغْدَادَ مَعَ بَعْضِ فُضَلَائِہَا یعنے جناب سید ابن
طاوس علیہ الرحمہ نے لکہا ہے کہ بغداد مین ایک روز اونہین ملاقات
بعض افاضل کا اتفاق ہوا فَانْجَرَّ الْکَلَامُ بَیْنَہُمَا اِلٰی ذِکْرِ الْاِمَامِ
مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمَہْدِیِّ وَمَا یَدَّعِیْہِ الْاِمَامِیَّۃُ مِنْ حَیٰوتِہٖ
فِیْ ہٰذِہِ الْمُدَّۃِ الطَّوِیْلَۃِ پس باتون باتون مین بحث آپڑی حضرت
صاحب الامر اور اونکی طول عمر کے باب مین فَشَنَّعَ ذٰلِکَ الْفَاضِلُ
عَلٰی مَنْ یُّصَدِّقُ بِوُجُوْدِہٖ وَیَعْتَقِدُ طُوْلَ عُمُرِہٖ اِلٰی ذٰلِکَ الزَّمَانِ
وَاَنْکَرَہٗ اِنْکَارًا بَلِیْغًا پس اوسنے نہایت انکار کیا اور مضحکہ کیا شیعون
پر قَالَ السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ فَقُلْتُ لَہٗ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّہٗ لَوْ حَضَرَ الْیَوْمَ
رَجُلٌ وَادَّعٰی اَنَّہٗ یَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ لَاجْتَمَعَ لِمُشَاہَدَتِہٖ کُلُّ اَہْلِ
الْبِلَادِ فَاِذَا مَشٰی عَلَی الْمَاءِ وَعَایَنُوْہُ وَقَضَوْا تَعَجُّبَہُمْ مِنْہُ
پس سید نے فرمایا کہ تمہین بہی اسمین شک نہوگا کہ اگر کوئی شعبدہ باز یا
جہوٹہہ بند آکے کہے کہ مین دریا پر چلا جاتا ہون اور پاؤن تک نہ ڈوبے
گا تو یہہ دعوا اوسکا سنکے سب نہایت متعجب ہونگے اور تماشا دیکہنے
کو شہر بہر کے لوگ جمع ہوجائین گے اور جب وہ امتحان مین پورا اوترےگا
اور اس پار سے اوس پار اوترجائے گا تو سب تعجب کرکے رہجائین گے
ثُمَّ جَاءَ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ اٰخَرُ وَقَالَ اَنَا اَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ اَیْضًا

فَشَاہَدُوْا مَشْیَہٗ عَلَیْہِ لَکَانَ تَعَجُّبُہُمْ اَقَلَّ مِنَ الْاَوَّلِ پہر دوسرے
دن دوسرا آکے جو ویسا ہی کر دکہائے تو کبہی پہلی دفعہ کے برابر تعجب
نہوگا دیکہنے والون کو فَاِذَا جَاءَ فِیْ یَوْمِ الثَّالِثِ اٰخَرُ وَادَّعٰی اَنَّہٗ
یَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ اَیْضًا فَرُبَّمَا لَا یَجْتَمِعُ لِلنَّظَرِ اِلَیْہِ اِلَّا قَلِیْلٌ مِمَّنْ شَاہَدَ
الْاَوَّلَیْنِ فَاِذَا مَشٰی سَقَطَ التَّعَجُّبُ بِالْکُلِّیَّۃِ اور تیسری بار تو ایسے
مساوات ہوجاوین گے کہ پہر کبہی کوئی اوسے نہ پوچہے گا مگر بہت اقل قلیل
اور جب اس تیسرے کو پانی پر چلتے دیکہہ لین گے تو براے نام بہی تعجب کا
نشان نرہےگا فَاِذَا جَاءَ رَابِعٌ وَقَالَ اَنَا اَیْضًا اَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ کَمَا مَشَوْا
فَاجْتَمَعَ عَلَیْہِ جَمَاعَۃٌ مِمَّنْ شَاہَدُوا الثَّلٰثَۃَ الْاُوَلَ ثُمَّ اَخَذُوْا
یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْہُ تَعَجُّبًا زَائِدًا عَلٰی تَعَجُّبِہِمْ مِنَ الْاَوَّلِ وَالثَّانِیْ وَالثَّالِثِ
لَتَعَجَّبَ الْعُقَلَاءُ مِنْ نَقْصِ عُقُوْلِہِمْ وَخَاطَبُوْہُمْ بِمَا یَکْرَہُوْنَ
پہر جو چوتہے آدمی سے اس حال کے صادر ہونے پر دیکہنے والے آگے
سے بہی زیادہ تعجب کرین تو ضرور اہل عقل اونپر مضحکہ کرینگے کہ جو بات
مکرر ہوچکی ہو اوسپر زیادہ تعجب کرنا یعنے چہ وَہٰذَا بِعَیْنِہٖ حَالُ
الْمَہْدِیِّ اور حضرت صاحب الامر کا بعینہ یہی حال ہے فَاِنَّکُمْ تَرْوُوْنَ
اَنَّ اِدْرِیْسَ حَیٌّ مَوْجُوْدٌ فِی السَّمَاءِ مِنْ زَمَانِہٖ اِلَی الْاٰنِ اسلیے کہ تم
سنیون کی معتبر حدیثون سے ثابت ہے کہ حضرت ادریس اپنے زمانے
سے ابتک آسمان پر زندہ موجود ہین وَتَرْوُوْنَ اَنَّ الْخِضْرَ کَذٰلِکَ
فِی الْاَرْضِ حَیٌّ مَوْجُوْدٌ مِنْ زَمَنِہٖ اِلَی الْاٰنِ اور یہہ بہی تم لوگ روایت
کرتے ہو کہ حضرت خضر روے زمین مین اپنے وقت سے ابتک موجود ہین

وَرَوَيتُم اَنَّ عِيسٰى حَيٌّ مَوجُودٌ فِي السَّمَاءِ وَاَنَّهُ سَيَعُودُ اِلَى الاَرضِ اِذَا ظَهَرَ المَهدِيُّ وَيَقتَدِي بِهٖ فَهٰذِهٖ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ مِنَ البَشَرِ قَد طَالَت اَعمَارُهُم بِزِيَادَةٍ عَلَى المَهدِيِّ اور يه بهی روايت كرتے هو كه حضرت عيسےٰ زنده و موجود هين جو تهے آسمان پر اور حضرت مهدی موعود كے ساتهه ظاهر هونگے اونسے اقتدا كرينگے پس ان بزرگوارون كی عمر همارے حضرت سے بهی زياده هوئی فَكَيفَ لَا تَعجَبُونَ مِنهُم وَتَعجَبُونَ مِن اَن يَكُونَ لِرَجُلٍ مِن ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ اُسوَةٌ بِوَاحِدٍ مِنهُم وَتُنكِرُونَ اَن يَكُونَ مِن جُملَتِ اٰيَاتِهٖ اَن يُعَمَّرَ وَاحِدٌ مِن عِترَتِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ زِيَادَةً عَلَى مَا هُوَ المُتَعَارَفُ مِنَ الاَعمَارِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ وَاللهُ الهَادِي پس تعجب هے كه نهين اون لوگون كے حال سے تعجب نهين هوتا اور اهلبيت نبیؐ مين اسقدر سن هونے سے تعجب هوتا هے حالانكه اس صفت مين حضرت صاحب العصر كو اون حضرت سے تاسی اور اقتدا هونا معجزهٔ جناب رسالت مآبؐ هے **اور واعظ كهتا هے** كه يه تقرير الزامی هے وگرنه بحكم اكثر اوله اربعه ائمهؑ افضل انبيای سلف سے هين پس يه اونكے مقتدی اور پيشوا هين نه مقتدی اور پيرو رها يه شبه عزيز كو كه اسمين ترجيح فرع اصل پر لازم آتی هے پس وه بے اصل هے اسليے كه همارے حضرات فقط جناب رسالت مآبؐ هی كی فرع هين پس انبيا سے مرجوح هونگے اور نبيون سے اور هوسكتا هے كه شاخ درخت كا مستحكم تر هو اور كمزور جڑون سے اور وزير شاهنشاه زياده صولت و ركهتا هو اور چهوٹے چهوٹے بادشاهون پس انصاف يه هے كه معجزات

انبيای سابقين اوصيای سيد المرسلين مين حاصل تهے اور دونون مرتبه اوس جناب كے تهے گو كه بضرورت بعض كا ظهور اونكے دست حق پرست بهی هوا هو پس جب حضرت عيسےٰ كو نصاری خدا سمجهے تو اگر يهی بات همارے حضرت كے ليے حاصل هوتی تو كيا فخر تها پس اونكی جگهه حضرت امير كو نصيری خدا سمجهنے لگے اسيطرح حيات حضرت خضر وغيره كه جو معجزه اونكا تها همارے حضرت كو بهی كه خاتم الاوصيای سيد المرسلين هين عطا هوا گو كه بواسطه وه معجزهٔ جناب رسالت مآبؐ بهی قرار پائے اور استقراے احاديث معتبره فريقين سے ثابت هوتا هے كه معجزات مشهورهٔ انبيای سلف مين كوئی ايسا معجزه نهين كه وه يا بهتر اوس سے همارے حضرت اور اونكے معصومون مين نه پايا گيا هو پس ضرور هوا كه طول حيات بهی باقی نه رهے كه خاندان رسالت مين نهو پهر يه احاديث فريقين سے ثابت كه بمفاد لِكُلِّ فِرعَونَ مُوسٰى دجال كے سركوب اور طرف مقابل همارے بهی حضرت هين پهر اگر اونكی طرح انهين طول حيات نهو تو تقابل تام نرهے گا اور ازبسكه صحبت مين طول هوا لهذا ذكر روايت حضرت نرجس خاتون اور بيان حال ولادت باسعادت و بيان علامات ظهور لامع النور اور ذكر حالات زمان رجعت كو موقوف اور موعظه پر ركها اس مقام پر تحرير ابيات فاضل باذل صاحب حملهٔ حيدری پر اكتفا مناسب جانی

ابيات

بدنيسان شنيدم ز كار آسمان — كر گردد دگرگون چو وضع جهان
ز بيداد آفاق گردد سياه — برون آيد آن مهر انجم سپاه

جهان را ابر افروزد از رای خویش / کند تازه آئین آبای خویش
کنون گیتی از ظلم تاریک شد / ره راستی سخت باریک شد
جهانی پر از شور و آشوب گشت / درستی و انصاف محجوب گشت
مروت در اقلیم هستی نماند / بکس ذوق یزدان پرستی نماند
ز تیره دلی چشمها خیره شد / بمال کسان دستها چیره شد
دل از بیم و امید بیگانه گشت / حدیث قیامت خود افسانه گشت
شد از ظلم آفاق اقلیم زنگ / ز بیداد دلها چو شهر فرنگ
مسلمانی و پارسائی نماند / بجز علم و زهد ریائی نماند
هوس آخرت را بدنیا فروخت / ببرق عمل خرمن علم سوخت
نماند افسر عقل بر هیچ سر / یکی مست رز دیگری مست زر
همه خود افتاده اندر کنشت / نه بیم جهنم نه ذوق بهشت
تهی گشت دلها ز یاد خدا / شد ابلیس در ملک دل پادشا
ز نخوت همه گشته نمرود عصر / چو فرعون شان فخر ز ایوان قصر
ز هر گوشه دجال برپا بخاست / جهان گشت پر شور مهدی کجاست
برون آی ای گوهر معرفت / برون آی ای اختر معدلت
برون آی ای کوکب برج دین / ز ظلمت بپرداز روی زمین
ز جولانگه غیب بیرون خرام / برون آر تیغ علی از نیام
سر دشمنان از بدن دور کن / برای دل دوستان سور کن
ز ظلم و ستم دهر تاریک شد / شها وقت موعود نزدیک شد
بکش صبح سان تیغ خورشید فام / نگونسار کن رایت فوج شام

بسیل فنا خار و خاشاک ده / جهان زهر جور واست تریاک ده
زمین را ز فر خود آباد کن / ز بیداد بنگر شها داد کن
ز عالم برانداز رسم ستم / نظر کن سوی دوستان از کرم
چو آئینه خوار اند در ملک زنگ / مسلمانان چنانند بشهر فرنگ
ز بسیاری دشمنان دوستان / بحسرت نهانند چون دُر نهان
صدف وار گشته بظاهر خموش / نهانی نهاده بر آواز گوش
که چون برکشد شاه شمشیر کین / گشایند شیران جنگی کمین
تن و جان فدای قدومت کنند / جهان پاک ز اعدای شومت کنند
ستاده بهر سو در ره انتظار / گرفته بکف جان برای نثار
ز دل بسته بر کین اعدا کمر / بیک دست تیغ و بیک دست سر
بر وی همه برق یک لشکر اند / ولی بی تو شاها تن بی سر اند
ز مهر تو روشن دل شاد شان / بجز نام شه نیست در یاد شان
برون آی شیران خود را ببین / بمیدان دلیران خود را ببین
یکی هم از ان جان نثاران منم / که پیوسته فال ظهورت زنم
دل و جانم آگنده از فکر تست / شب و روز ورد زبان ذکر تست
براه تو بازست چشم جهان / که بر راه گل دیدهٔ بلبلان
چنانم قدوم ترا خواستگار / که در سال خشک ابر را کشت زار
گنه انچه ممکن بود کرده ام / ستم بر خود و غیر خود کرده ام
نیاورده ام نیم طاعت بجا / نه یک معصیت گشته از من قضا
ندانم نجات و گر در نظر / مگر آنکه سازم فدای تو سر

گنم فرق خود را براہ تو خاک / شوم زان گناہان بیکبارہ پاک

دگر توبۂ نیست از من روا / مگر آب شمشیر شوید مرا +

ولے ترسم آن دولت بیحساب / نسازد درین تشنہ ام کامیاب

ازان رہ بدرگاہ حق قدیم / بہ بخشایش جرمہای عظیم

وسیلہ کنم ذات پاک ترا / کہ بخشد خداوند بیشک مرا

ابیات جناب سید سند

اب بارہوین امام کا ہوتا ہی کچھ بیان / یعنے محمد بن حسن صاحب الزمان

گیارہ امام مین سے کوئی اب رہا نہین / ہے کونسا ستم جو انہون نے سہا نہین

دو انمین سے شہید ہوئے تیغ قہر سے / اورنکو بادشاہون نے مارا ہی زہر سے

اور بارہوین امام جو ہین صاحب الزمان / ہین زندہ لیک خوف سی اعدا کی ہین نہان

فیض اونکا ہے عیان وہ نہین گو بظاہر عیان / خورشید جیسے ابر مین ہووے چھپا ہوا

ہے باعث امان زمان و زمین ہے / عالم سب اس امام کے زیر نگین ہے

لفظ بہتر سے سال ولادت کا ہی ظہور ۲۵۵ / لیکن بقول بعض ہے تاریخ لفظ نور

خالی نہین امام سے رہتا جہان کبھی / ہوتا ہے آشکار کبھی تو نہان کبھی

الیاس و خضر و عیسے و ادریس زندہ ہین / اصحاب کہف و صائد و ابلیس زندہ ہین

پہلے سے یہ نبی و شقی جیتے ہین گو سب / گر اولیا مین ایک رہا زندہ کیا عجب

منظور ہے خدا کو کہ ہو امتحان خلق / دیکھیے کہ کیا ہے حال یقین و گمان خلق

مومن ہے کون کون ضعیف اعتقاد ہے / کسکے یقین و دین مین ضعف و فساد ہے

غیبت مین کسکے دین مین آجاتا ہی زوال / ایمان کسکا رہتا ہے اس حال مین بحال

منقول ہے کہ سید سجاد نے کہا / غیبت مین جو امام کی ثابت قدم رہا

درجہ ملا جہاد کا پیش خدا اوسے / رتبہ شہید بدر و احد کا ملا اوسے

ہووے گا ایک روز ظہور اس امام کا / ہوگا رواج ملت خیر الانام کا +

بیعت کرینگے حضرت جبریل بیشتر / بعد اوسکے سب ملائک و جنات و ہر بشر

عیسے زمین پہ اوترینگے تب آسمان سے / ہونگے اقتدا اونہین صاحب زمان سے

کیسا عذاب آئے گا اعدای دین پر / بس ایک دین ہوگا سراسر زمین پر

ایضاً ابیات

ہوتی ہے ان اماموں کی رجعت بہی ایکدن / عشرت کی ہونیوالی ہے دولت بہی ایکدن

کافر وہ جس سے دین کی ہرگز نہ آئی بو / مومن وہ جسکے دین مین مطلق خلل نہو

اسطرح کے جو مومن و کافر ہوئے فنا / ہووینگے زندہ تاکہ ملے کچھ جزا سزا

شہرت ابھی نہین ہوئی تھی خوب جنکی / ذمہ یہ ہے خدا کے مدد مومنین کی

مارے گئے پیمبر و گمنام مر گئے / محنت کشی و صبر مین اک نام کر گئے

قرآن مین وعدہ سبکی مدد کا ہوا ہی صاف / رجعت اگر نہوئے تو وعدہ مین ہو خلاف

ڈر ہے ابھی تو ہمکو ذرہ عرض جان کا / آئے گا ایک روز پہر امن و امان کا

دیندار ملک و مال سے ہوونگے کامیاب / عمرین طویل پائینگے اولاد بیحساب

جو جو کہ قرضدار گئے ہین جہان سے / وہ سب امیدوار ہین صاحب زمان سے

ایک وقت ہے حسین علیہ السلام کا / وہ دن ہے اونکے دشمنون سے انتقام کا

شیر خدا علی کی بہی رجعت یقین ہے / فرزندی کرینگے وہ نصرت یقین ہے

دنیا مین جبکہ حیدر کرار آئینگے / ستر ہزار آپکے انصار آئینگے

لکھا ہے رجعت اونکی بتکرار ہووے گی / معلوم یہ نہین ہے کہ کے بار ہووے گی

پیغمبر خدا کی بھی رجعت عجب نہین
جائین گے اس جہان سے جب صاحب زمن
دجال شوم بدترین شقی اصفہان کا
مردود ہے وہ دشمن پروردگار ہے
پیش از امام عصر کرے گا لعین ظہور
ہے دوسرے جو آنکھہ تو خون مین بہری ہوئی
لکھا ہی خون سے آنکھہ پہ کافر ہے یہ شقی
ہوگا دھوئین کا ایک پہاڑ اوسکے روبرو
نکلے گا وہ لعین پڑے قحط سال مین
ہوویگا اوس لعین کا جس چشمہ پر گذر
ہونگے مرید اوسکے بہت نطفۂ حرام
ثابت ہے مومنون پہ کتاب مبین سے
ظاہر کرے گا خلق پہ ایمان کا فساد
منقول ہے کہ دابۃ الارض ہین علی
کہتے تھے خود علی کہ مین ہون صاحب عصا
نکلین گے اور راہ چلین گے زمین پر
پہنے ہوئے انگوٹھی سلیمان کی ہاتھہ مین

نصرت کرین نواسی کی حضرت عجب نہین
دلوینگے سید الشہدا غسل اور کفن
کرتا ہون ذکر اوسکے بھی نام و نشان اگر
صائد سے اوسکا نام گدہے پر سوار ہے
داہنی جو اوسکی آنکھہ ہے اوسمین نہین ہے نور
مثل ستارہ ماتھے پہ اوسکی دہری ہے جو
اسطرح سے کہ اوسکو پڑی ہی ہوا دہی
کوہ سفید پیچھے ہی کہانا سا ہو بہو
ایک کوس طے کرے گا قدم ہر گہی لعین
پانی کا حشر تک نہ رہے گا وہان اثر
قاتل ہین اوسکے مہدی و مقتول ہو وہ سگ
نکلے گا ایک دابہ ایکدن زمین سے
یعنی کہ اونکو تہا نہ اماموں کا اعتقاد
ہوتا ہے یہہ بہت سی حدیثون سے منجلی
میسم ہی میرے پاس مین ہون فخر از خدا
کردینگے نقش اہل زمین کی جبین پر
ہوگی چہری بھی موسی عمران کی ہاتہہ مین

ایمان کا نشان انگوٹھی سے ہویگا
اور نقش کفر چہرونپہ لاٹھی سے ہویگا

فقط

موعظہ اٹھارہوان ۱۸

تفسیر سورۂ عم یتساءلون و بیان تفصیلی ادلہ معاد روحانی وجسمانی وکیفیت حشر ونشر اور کئی وجہ تسمیہ ابوتراب عنوان لطیف سے اور مناظرۂ لطیف ملا محسن کاشانی عالم نصرانی سے فضیلت خاکِ شفا مین اور چند حکایتین بہت مختصر و بامذاق مناظرہ مین

من

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ قَرَأَ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ لَمْ تَخْرُجْ سَنَةٌ اِذَا کَانَ یُدْمِنُهَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ حَتّٰی یَزُوْرَ بَیْتَ اللّٰہِ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص پڑہے سورہ عم یتساءلون بطور التزام و مداومت تو نہ تمام ہوگا وہ سال مگر یہہ کہ وہ شخص مشرف ہو حج خانہ کعبہ سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ابتدا کرتا ہون نام سے اوس خدا کے کہ جو مہربان اور رحیم ہے عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کس چیز سے باہم سوال کرتے ہین خلاصہ یہہ کہ ایسا کونسا امر عظیم ہے کہ جسے ایک دوسرے سے پوچھتا ہے عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ هُمْ فِیْہِ مُخْتَلِفُوْنَ سوال کرتے ہین

اوسی امر عظیم اور خبر وحشت اثر سے کہ جسمین وہ باہم اختلاف رکھتے ہین یعنی روز قیامت سے جیسا کہ بعض علما نے فرمایا ہے اور کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق سے ہے اَلنَّبَاُ الْعَظِیْمُ الْوِلَایَةُ یعنی مراد خبر بزرگ و عظیم سے ولایت اہلبیت ہے وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سُئِلَ عَنْ تَفْسِیْرِ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ فَقَالَ هِیَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ سوال کیا گیا اوس جناب سے تفسیر عم یتساءلون کا پس حضرت نے فرمایا کہ یہہ سورہ باب مدینہ علم مین وَکَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ اور حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے مَا لِلّٰہِ تَعَالٰی اٰیَةٌ هِیَ اَکْبَرُ مِنِّیْ یعنی کوئی علامت وجود باریتعالے مجہہ سے بڑہکے نہین وَلَا لِلّٰہِ نَبَاٌ اَعْظَمُ مِنِّیْ اور نہ کوئی خبر جناب باری کی مجہہ سے برتر ہے وَعَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْہُ اور حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ اوس جناب سے استفسار کی گئی تفسیر اس سورہ کی فَقَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا لِلّٰہِ نَبَاٌ اَعْظَمُ مِنِّیْ وَلَقَدْ عُرِضَ مِنْ فَضْلِیْ عَلَی الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ عَلٰی اخْتِلَافِ اَلْسِنَتِهَا فَلَمْ تُقِرَّ بِفَضْلِیْ پس فرمایا حضرت نے کہ فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے کہ کوئی خبر و علامت جناب باری کی بزرگ و برتر مجہہ سے نہین فضیلت و ولایت میری عرض کی گئی سب اگلی امتون پر باوجودیکہ زبانین اونکی مختلف تہین پس اون سبہون نے اقرار نکیا میری فضیلتونکا بسبب کثرت و عظمت فضائل کے بلکہ باہم اختلاف رکہتے تہے میری باب مین وَفِی الْعُیُوْنِ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اٰبَائِہٖ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ

علیٍ قال قال رسول اللہ لعلی یا علی انت حجۃ اللہ وانت
باب اللہ وانت الطریق الی اللہ وانت النباء العظیم وانت
الصراط المستقیم وانت المثل الاعلی الحدیث اور عیون اخبار الرضا
مین حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد طیبین و طاہرین
سے روایت کی ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا
کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد کیا حضرت امیر علیہ السلام سے کہ یا علی
تم حجت خدا ہو اور دروازہ وصول حق اور راہ راست حق ہو اور تم نبای
عظیم اور صراط مستقیم و مثل اعلی ہو اور کتاب کافی مین خطبہ وسیلہ
حضرت امیر علیہ السلام مین ہے انا النباء العظیم وعن قلیل ستعلمون
ما توعدون یعنی مین ہی تو نبای عظیم ہون اور عنقریب معلوم ہو جائیگا
تمہین جو کچھ کہ وعدہ کیا جاتا ہے تمسے وروی السدی عن رسول اللہ
ان ولایۃ علی یتساءلون عنہا فی قبورہم فلا یبقی میت
فی شرق ولا غرب ولا فی بر ولا بحر الا منکر و نکیر یسئلانہ
عن ولایۃ امیر المومنین بعد الموت یقولان للمیت ومن ربک وما دینک
ومن نبیک ومن امامک انتہی یعنے اہل سنت کے راویون مین سے
سدی نے جناب رسالتمآب سے روایت کی ہے کہ سوال کیا جائیگا
قبرون مین ولایت حضرت امیر علیہ السلام سے بس کوئی میت مشرق
و مغرب صحرا و دریا مین باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ منکر و نکیر سوال کرینگے اوس سے
ولایت حضرت امیر سے اور پوچھین گے اوس سے کہ کیا دین ہے
تیرا اور کون ہے نبی تیرا اور کون ہے امام تیرا اور بعض روایات اہل حق مین

وارد ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو جناب رسولخدا دفن کر چکے
اور منکر و نکیر کو نوبت سوال امام سے پہونچی تو حضرت فاطمہ نے جواب
سوال امامت مین تامل فرمایا پس پیغمبر نے بالای قبر سے تلقین و تعلیم مین
فرمایا ابنک ابنک یعنے ای فاطمہ امام تمہارا فرزند تمہارا علی ہو گا کلا
سیعلمون ثم کلا سیعلمون ہرگز ایسا نہین بلکہ عنقریب جانینگے
یہہ محصل آیت ہے اور تکرار مضمون از راہ مبالغہ ہے اور ثم مشعر ہے
تشدید وعید ثانی کی جانب خلاصہ یہہ کہ منظور باز رکھنا باہم سوال
و بحث سے ہے اور لحوظا وعید و تخویف و سیر ہے الم نجعل الارض
مہادا والجبال اوتادا آیا نہین گردانا ہمنے زمین کو فرش گسترہ
اور پہاڑون کو بمنزلہ میخہائے محکم کے خلاصہ یہہ کہ زمین کا ہمنے فرش
بچھایا اور پہاڑون کو میر فرش بنایا وخلقناکم ازواجا اور پیدا
تمہین جفت تا کہ کوئی شخص تنہا نہ رہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ ایک رفیق
غمگسار اور مونس شبہائے تار موجود و شریک حال ہو فی الحقیقت کہ
کیا قدرت خدا ہے اگر زن و مرد کا ساتھ نہوتا تو کسقدر ضرر ہوتا اور
عجب بے لطفی ہوتی مثل اکیلا آدمی نہ روتا بھلا نہ ہنستا وجعلنا
نومکم سباتا اور گردانا ہمنے تمہاری نیند کو استراحت نفس
و قوای باطنی و حواس خمسہ ظاہری خلاصہ یہہ کہ ادہر نیند آئی اور ادہر
بکھیڑون سے نجات پائی وجعلنا اللیل لباسا اور گردانا ہمنے شب کو
بمنزلہ لباس و پردہ کے کہ چھپ جاتا ہے اوس سے روز روشن
خلاصہ یہہ کہ ابر کیطرح تاریکی شب تمام عالم پر چھا جاتی ہے وجعلنا

النَّهَارَ مَعَاشًا اور گردانا ہمنے روزِ روشن کو وقت تحصیل واکتساب
معاش خلاصہ یہہ کہ دنکو تو لوگ راہون مین آتے جاتے ہین بازارون
مین چلتے پہرتے ہین اونسے عجب چہل پہل رہتی ہے فکر و تلاش معاش
مین بسر کرتے ہین اور راتکو تاریکی شب مین بسترون پر بے حس پڑے
رہتے ہین وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا اور بنائے ہمنے تمہارے
بالاے سر سات طبق آسمان کے کہ بمنزلہ سقفہای استوار کے ہین
اور تغیراتِ زمانہ سے ایمن و بیخوف ہین اور دسترس حوادث سے
محفوظ ہین وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا اور گردانا ہمنے چراغ روشن
یعنی آفتاب تابان خلاصہ یہہ کہ سقف دار دنیا آسمانون کو قرار دیا
اور مشعل مہر و ماہ کو اوسمین روشن کیا تاریکی شب مین جگنو نکیطرح
تارے چمکتے ہین وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا اور برسایا
ہمنے گنگور گھٹا سے زور و شور کا مینہ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا
تاکہ نکالین زمین سے دانہ و گیاہ وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا اور ہرے بہرے
ہوے باغ کہ کثرت زراعت سے اونمین مینڈ سے مینڈ اور درخت سے درخت
بھڑا ہوا ہو اور تاکونمین اونکے خوشون پر انگورون کی تہیلیان پڑی ہون
کیا قدرت خدا کی ہے کہ مٹی سے درخت پیدا ہوتا ہے حالانکہ ماہیت
مٹی کی کسقدر مباینت و غیریت ماہیت درخت سے رکھتی ہے کہان
خاک اور کہان بن و شاخ پہر شاخ سے مبائن و مخالف اوسکی نازک
نازک اور ہری ہری پتیان نکلتی ہین کہان سختی و خشکی چوب و درخت
کہان نرمی پتون کی اور پہول جدا پہلتے ہین کہ جو اون دونون سے

مناسبت و مشابہت نہین رکہتے اور اونکی مختلف رنگون سے اور
بو باس سے اور زیادہ حیرت ہوتی ہے اور خلقت ثمر اوسی شاخ کر
ان سب سے جدا ہوتی ہے اور اوسمین پوست اور طرحکا اور جرم
اور مغز اور رس اور طرحکا اور رنگ اور بو اور پس جو قادر خلق و افنائی
پر مع اون عجائب و غرائب صنعتون کے ہے کہ جنکا ایک شمہ بیان ہوا
وہ خدا البتہ قادر ہو سکتا ہے پیدا کرنے پر عالم جاودانی کے مع اوسکے
حور و قصور و منازل و معارج و جنت و آلام جہنم کے پس یہہ آیات گویا
کہ مقدمہ و تمہید ہین اون آیتون کے کہ جواب مذکور ہونگے کہ بوجہ منع
استبعاد منکرین قیامت بیان کی گئین اور استفہام سے ایک راز عظیم
اعجاز قرآن مجید کا ظہور پاتا ہے تفصیل اجمال یہ ہے کہ اکثر مقامات مین
قرآن مجید مین التزام اسکا ہے کہ جب ثواب و عقاب و عجائب آخرت کیا گیاہے
تو اوسکے ساتھہ ذکر عجائب دنیا ہوا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ عجائب دنیا کیا کم ہین
عبرت و حیرت کے لیئے کہ جو عجائب آخرت مین استعجاب و استبعاد کیا جاتا ہے
خلاصہ یہہ کہ اگر قبل ولادت ہمین خبر دیجاتی کہ تم ایسے گہر مین جاؤگے
کہ جسمین فرش مفروش زبرجدی ایسا عریض و طویل ہوگا کہ اگر کوئی
سالہا سال تیز روی سے راہ روی کرے تو بہی اوسکا پتا نہ پاوے
اور بجای میر فرش کوہ پر شکوہ نصب ہونگے کہ وہ اوس فرش کو
شکن اور سمٹنے سے مانع ہونگے اور بڑے بڑے بحر ذخار و دریا ناپیدا
کنار اوسمین موج زن ہونگے اور چھت اوسکی اوسکے فرش سے بہی
زیادہ طویل و عریض بدون ستون محض قدرت قادر علی الاطلاق سے

معلق ہوگی اور ستارون کے چراغ جگمگاتے ہونگے اور مشعل بے دود
مہر و ماہ موجود ہوگی ع صفا گر درین بزم مقصود نیست ؎ چراغ مشعل
ماہ راہ دو نیست ؎ ہرے بہرے باغون مین گل خود رو مہکتے ہونگے بلبل
خوش نوا چہکتے ہونگے عروسان طناز سرمایۂ انداز و ناز تمہین ملین گے شب
ہجر کو صبح صادق وصل سے بدلینگے غذائین وہان کے مثل پلاؤ زردہ
تیر برنج وغیرہ کے تمہارے واسطے مہیا ہین انار و انگور و سیب و ناشپاتی
تمہارے تفکہ کے لئے آمادہ ہین توکب باور آتا اب جو دار دنیا مین پیدا
ہوے اور زمان طفولیت سے بتدریج عجائب وغرائب دنیا کو دیکھتے
تو دیکھتے دیکھتے تعجب جاتا رہا اگر ایسا کوئی شخص فرض کیا جائے کہ نہایت
فہمیدہ و ہوشیار ہو اور کبھی اوسنے دنیا کو نہ دیکھا ہو اور وہ دفعۃً دنیا مین
لایا جائے تو ضرور عجائب وغرائب دنیا کو دیکھکے سراسیمہ و حیران
ہو جائیگا اور حواس خمسہ گم کرکے فرط تحیر سے ہلاک ہوگا پس علی ہذا
اب ہم لوگ حال عجائب وغرائب آخرت سنکے متعجب ہوتے ہین جب وہان
جائینگے تو برابر مساوات ہو جائیگی بتدریج دیکھتے دیکھتے تعجب نہ معلوم ہوگا
بلکہ تعجب کرنے پر تعجب ہونے لگے گا مقام غور ہے کہ اسی جہان کا
دور و دراز شہرون کے حال مختلف ہین ایک شہر کے رہنے والے
دوسرے شہر کے حالات سے متعجب ہوتے ہین مثلاً ہم لوگ طول شب
و روز عرض تسعین پر کیسا تعجب کرتے ہین کہ چھ مہینے کا دن اور چھ
کی رات وہان کیونکر ہوتی ہوگی یا سردی کشمیر یا میوہ مشہد مقدس
یا زمان طائف یا خرما ہی ہجر یا حلوائی مسقط یا عجائب روبڑ کے یا

شوستر یا نئی دنیا کیونکر ہوگی اور باوجود اس تحیر و تعجب کے پر جب یہ سنگو
مسافرون تاجرون سے حالات سنتے ہین تو بوجہ اونکی صدق و راستی
و استفاضہ و تواتر خبر کچھ چارہ تصدیق سے اونکے نہین ہوتا حالانکہ وہ
سب جائز الخطا ہین اور معصوم نہین پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محض
تعجب عقل ناقص سے رد کرین ہم اون خبرون کو آخرت کی کہ جسے
بتواتر سب انبیائی مرسلین وائمہ معصومین اور مخبر صادق نے بیان
فرمایا ہے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا بے شبہہ روز قیامت
اور روز فصل خصومات تہا معین و مقرر يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ
فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا وہ دن کہ جسمین صور پہونکی جائیگی پس آؤگے تم
عرصۂ محشر مین فوج بفوج جناب رسالتمآب سے منقول ہے يُحْشَرُ عَشْرَةُ
أَصْنَافٍ أُمَّتِي أَشْتَاتًا حشر کیجائینگی دس صنفین میری امت کی متفرق
قَدْ مَيَّزَهُمُ اللَّهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَبَدَّلَ صُوَرَهُمْ کہ جدا کر دیگا اونہین
جناب باری اہل اسلام سے اور بدل دیگا صورتین اونکی فَبَعْضُهُمْ
عَلَى صُورَةِ الْقِرَدَةِ بعض اونمین سے بصورت بوزینہ ہونگے و
بَعْضُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْخَنَازِيرِ اور بعض بصورت خنزیر و خوک وَبَعْضُهُمْ
مُنَكَّسُونَ أَرْجُلُهُمْ فَوْقٍ وَوُجُوهُهُمْ مِنْ تَحْتٍ ثُمَّ يُسْحَبُونَ عَلَيْهَا
اور بعض معکوس و مقلوب ہونگے سر نیچے اور پاؤن اوپر اور اسی
حال زار سے سیاحت کرینگے وَبَعْضُهُمْ عُمْيٌ يَتَرَدَّدُونَ اور بعض
نابینا سراسیمہ و مضطر آمد و رفت کرتے ہونگے جیسے کوئی ٹاپک
ٹوئیان مارتا ہے وَبَعْضُهُمْ صُمٌّ بُكْمٌ لَا يَعْقِلُونَ اور بعض گونگے

بہرے بے عقل ہونگے وَبَعْضُهُمْ يَمْضَغُونَ أَلْسِنَتَهُمْ يَسِيلُ الْقَيْحُ
مِنْ أَفْوَاهِهِمْ لُعَابًا اور بعض زبان چباتے ہونگے اور ریم بہتی ہوگی
اونکے دہن سے بجاے لعاب دہن خلاصہ یہہ کہ تعب حشر سے بکمال
غیظ و غضب تاسف انجام خراب پر اپنے ہونٹ چباتے ہونگے
يَتَقَذَّرُهُمْ أَهْلُ الْجَمْعِ نجس جانینگے اونہین اور نفرت کرینگے اونسے
تمام اہل محشر وَبَعْضُهُمْ مُقَطَّعَةٌ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ اور بعض دست
پابریدہ ہونگے وَبَعْضُهُمْ مُصَلَّبُونَ عَلَى جُذُوعٍ اور بعض مصلوب
ہونگے شاخہاے درختہاے آتشین پر وَبَعْضُهُمْ أَشَدُّ نَتْنًا مِنَ الْجِيفَةِ
اور بعضون مین مردار و فضلہ کثیف سے بہی زیادہ بدبو ہوگی وَبَعْضُهُمْ
يَلْبَسُونَ جِبَابًا سَابِغَةً لَازِقَةً بِجُلُودِهِمْ اور بعض پہنے ہونگے
جبہاے کہنہ کہ جو قطر السنی بنے ہونگے اور وہ جبہ جثہ بدن سے
چپٹا ہونگے فَأَمَّا الَّذِينَ عَلَى صُورَةِ الْقِرَدَةِ فَالْقَتَّاتُ مِنَ النَّاسِ
اور ہم صورت بوزینہ چغلخور ہین وَأَمَّا الَّذِينَ عَلَى صُورَةِ الْخَنَازِيرِ
فَأَهْلُ السُّحْتِ اور ہمشکل خنزیر حرامکار ہین اور منقلوب اہل ربا ہین
یعنی سود خوار اور نابینا حکام جور ہین اور صم و بکم وہ لوگ ہین کہ جنہین
اپنے عملون پر عجب تہا دنیا مین اور زبان چبانیوالے وہ علما و قاضی
ہین کہ خلاف شرع سے راضی ہون اور فعل اونکا موافق اونکے قول کے
نہ تہا اور دست و پابریدہ وہ لوگ ہین کہ جو ایذا رسانی ہمسایہ کرتے تہے
اور مصلوب سعایت و بدگوئی کرنیوالے لوگون کے ہین خدمت سلاطین
و سلاطین مین اور بدبو اونکے بدن سے ظاہر ہوگی کہ جو لذات دنیا مین

رہتی تہی اور حقوق باری اپنے اموال سے مسدود کرتے تہے اور اہل
جبہ اہل کبر و فخر ہین وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا اور کہولدی جائینگے
آسمان پس بمنزلہ دروازون کے ہونگے یا درہاے جنت وا کیئے جائین گے
وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا اور لیجائے جائینگے کوہ پر شکوہ پس
وہ بمنزلہ سراب ہونگے یعنے کوہ ہاے مستحکم دیکہتے دیکہتے اسطرح سے نظر سے
غایب ہون گے کہ گویا سراب یا حباب یا نقش بر آب تہے یا یہہ کہ ابہی
یہان تہے اور ابہی وہان دکہائی دیئے بسبب سرعت سیر جیسا کہ
سراب سے مسافرون کو دہوکا ہوتا ہے إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا
اور جہنم ایستادہ و واقف حال مردم ہوگا لِلطَّاغِينَ مَآبًا اور طاغیون
اور باغیون کا مرجع و مسکن و ماوی ہوگا لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا
کہ بود و باش کرینگے وہ اوسمین مدتہای دراز حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ احقاب سے مراد آٹہہ احقاب ہین اور ایک حقب
اسی برس کا ہوتا ہے اور ایک سال تین سو ساٹہہ دن کا اور ایکدن
مثل ہزار برس کے شمار دنیا سے اور جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ کوئی
شخص جہنم مین داخل ہو کے کمتر مدت احقاب سے بیرون جہنم نہ آئیگا
اور مراد احقاب سے کچہہ اوپر ساٹہہ برس ہین اور سال تین سو ساٹہہ روز کا
اور ہر روز ہزار سال کے برابر حساب دنیا سے پس کوئی یہہ خیال
نکرے کہ انجام کار ہم جہنم سے بشفاعت سید مختار خارج کیئے جائینگے
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہہ آیت اون لوگون کے
بارے مین نازل ہوئی ہے کہ جو مخلد فی النار نہون گے بلکہ آخر مین کسی

ذریعہ سے بیرون جہنم چلے آئینگے لَا یَذُوقُونَ فِیهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِیمًا وَّغَسَّاقًا نہ چکھینگے جہنم مین لذت خنکی وخواب وآب سرد بجز آب گرم یعنے بجائے آب کہولتا ہوا پانی اور پیپ پینا پڑیگی جَزَآءً وِّفَاقًا یہی سزا اونکے مناسب وموافق وحسب حال بدمآل ہے اِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا اسلیئے کہ وہ امید روز حساب نرکہتے تہے فقط دار فانی پر بہولے بیٹہے تہے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا اور تکذیب آیات الٰہی کرتے تہے وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا اور ہر چیز کا احصا وشمار کرلیا ہے ہمنے لوح محفوظ یا قرآن یا نامۂ عمل مین فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا پس چکہو تلخی عذاب کی کہ ہرگز نہ زیادہ کرینگے ہم تمہارے لیئے مگر عذاب کو إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا بے شبہہ پرہیزگارون کے واسطے فوز عظیم وکرامتہاے غیر متناہی ہین جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا اور سرسبز وشاداب خانہ باغ ہین کہ جنکی نونہال انگورون سے بارور ہین وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا اور کم سن لڑکیان کہ جنکی سینون کی بلندی کا نمود اور ابہار شروع ہوگا وَكَأْسًا دِهَاقًا اور جام مملو شراب طہور سے لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا نہ سنین گی اوسمین کوئی کلام لغو یا دروغ خلاصہ یہہ کہ خلاف واب وشان کوئی آواز اونکے کان تک نہ پہونچیگی جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا از روی جزا کے جانب جناب باری سے اور بطور عطیہ وانعام کافی وکامل کے خلاصہ یہہ ہے کہ پہلے تو عوض ملجائیگا قیامت مین یعنے ثواب بقدر عمل اور بعد اوسکے ہر نیکی کے بدلے دسگنا ثواب محض بطور انعام زیادہ کیا جائیگا بلکہ زیادتی سات سو ضعف تک پہونچیگی

یعنے جسقدر عمل نیک تہا سات سو حصہ زیادہ اوسی عطا ہوگا جیسا کہ امالی مین حضرت امیر علیہ السلام سے ہے رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا یہہ عطیہ ہے اوسی پروردگار آسمانون اور زمینون کا اور اون سب چیزون کا کہ جو آسمان وزمین مین ہین وہ پروردگار کہ جو مہربان ہے اور کوئی شخص اوس سے کلام کرنیکی تاب و طاقت نہین رکہتا یعنے اوسکے دبدبہ جلال سے کسیکو یارائے دم زدن نہین پوشیدہ نرہے کہ معاد روحانی بادلہ قطعیہ عقل ونقل سے ثابت ہے چنانچہ تفصیل اوسکی کتب مبسوطہ علم کلام مین مندرج ہے اور مجمل یہہ ہے کہ جو دار دنیا مین ایک سے دوسرے کو ظلم وتعدی پہونچتی ہے ضرور ہے کہ عوض اوسکا خدا ہی عادل ظالم سے حاصل کرے اور اسیطرح جو آلام وامراض وہموم وغموم جانب جناب باری سے بندون کو بمصالح عدیدہ پہونچے ہین یا بسبب اعمال حسن مدارج عالیہ کے لوگ مستحق ہوتے ہین پس ضرور ہے کہ عوض اور جزا اوسکی خدا دے اور ظاہر ہے کہ لذائذ دنیا اکثر طالحین کو صالحین سے زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہے اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ دنیا قید خانہ مومن وخانہ باغ کافر ہے پس ضرور ہوا کہ کوئی اور گہر بندون کے جزا وسزا کے واسطے قرار دیا گیا ہوا اسلیئے کہ قدرت وعدالت جناب باری مواعظ سابقہ مین بیان کی گئی اور وہی دار جزا وسزا دار آخرت ہے اور مشہور متکلمین عامہ وخاصہ مین یہہ ہے کہ معاد جسمانی پر دلیل عقلی نہین مگر اوسکے اجماع انبیا اوسپر ہے اور ثبوت صدق وراستی اون حضرات کی سابق مین

مذکور ہوئی تو اب منصف کو کچھہ چارہ بجز تصدیق کے نہ رہا اسلئے کہ معاد
جسمانی ممکن ہے اور مخبر صادق نے خبر دی اوسکی پس چاہیے کہ واقعی
ہو اور لیکن عدم ادراک رائی ناقص انسانی پس جواب اوسکا مذکور ہوا
اور ممکن ہے استدلال معاد جسمانی پر باینطور کہ طاعات وعبادات ومناہی
وملاہی وارفانی مین دو قسم ہین ایک باطنی مثل عقائد فاسدہ کے اور
دوسری ظاہری مثل سرقہ وزنا وغیرہ کے پس دو قسم کا عوض بہی ہونا
چاہیے جَزَاءً وِفَاقًا ثواب روحانی مثل مسرت ورضائی الٰہی کے
کہ اعظم راحات ہے فَاِنَّ رِضْوَانَ اللّٰہِ اَکْبَرُ دوسرے عذاب روحانی
مثل تالم ونار اضی جناب باری کہ بقرینہ تقابل وغیرہ وہ اشد الآلام ہوگا
تیسرے جسمانی مثل حور وقصور چوتھے عقاب جسمانی مثل کژدم ومار
ونار علاوہ یہہ کہ تنعم وتالم دو قسم پر ہے تنعم وتالم روح بلاواسطہ و
تن بواسطہ پس اکتفا ایک صنف پے ترجیح بلا مرجح ہے علاوہ یہہ کہ انعام احکم الحاکمین
جامع جمیع اصناف تنعم ہونا چاہیے اور انتقام اعدل العادلین جامع جمیع
اقسام آلام اور یہہ بہی منجملہ اون وجوہ عقلی کے ہیں کہ بنظر جنکی شرع شریف
مین اعتقاد معاد جسمانی قرار دیا گیا اور جب معاد جسمانی ہوئی تو عذاب
ثواب بہی جسمانی ہونا ضرور ہوا تاکہ بعث اجسام عبث نہو اور عذاب جسمانی
باتفاق ملتین ثابت ہے اور توریت وزبور وانجیل وفرقان سب مین
بکرات ومرات بتصریح وتخصیص ذکر نار وغیرہ کا ہوا ہے وَالنَّارُ
اٰیَۃُ الْحَقِیْقَۃِ علاوہ یہ اہل کتاب کے نزدیک تاویل آیات صحف قدیمہ مین جائز
نہین پس ان آیات مین بہی تاویل نہوگی وَنِعْمَ الْوِفَاقُ لیکن تو اہل

جسمانی کا یہود ونصاریٰ حسود انکار کرتے ہین اور ذکر حور وقصور پر
قرآن مجید مین زبان طعن وملام دراز کرتے ہین اور منشا اسکا محض عناد
جناب رسالتمآب ہے وگرنہ اونہین کچھہ چارہ اقرار ثواب جسمانی سے
نہین وگرنہ معاد جسمانی لغو ہو جائیگی اور عقاب جسمانی بہی فاسد ہوگا یہہ
طرفہ عدالت خدا ہے کہ عذاب تو جسمانی مقرر ہوا اور ثواب جسمانی نہو اور
اسی مقام سے لم او منشا اثبات ثواب جسمانی کا ہمارے شرع مین
ثابت ہوتا ہے علاوہ یہہ کہ بیان کتب سابقہ سے بہی وجود بعض اشیا کا
آخرت مین پایا جاتا ہے مثل وجود من وسلویٰ آسمان پر اسلئے کہ ہبوط
ونزول فرع وجود ہے اور تاویل علیل ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور انجیل
متی مین بہی بیان ماہیت عرلون ثانی اعنی عشاء الربانی مین ہے کہ
حضرت عیسیٰؑ نے بزبان خود اعتراف کیا کہ مین شراب تازہ ملکوت خدا مین
پیونگا اب غور کا مقام ہے کہ ملکوت خدا آخرت نہین تو پہر کیا ہے
اور شراب کا اوسمین وجود موید مقصود ہے بلکہ اگر شراب دنیا جاویگی
تو فی الجملہ کہینگے ہم پہونچاویگی اور تازہ بتازہ اور نو بنو پینا اوسکا پس انگور
وتاک کا وجود بہشت مین ضرور ہوا اور جام وسبو کا وجود بہی ضرور
ہوا بلکہ گزک کیواسطے کباب باآب وتاب اور کبابون کے لیئے گوشت
حیوانات ماکول کا ہونا چاہیئے اور اونکے کہانے پینے کے لیئے ٹہنڈا ٹہنڈا
پانی اور ہری بہری دوب اور دانہ خوری کے لیئے دانہ ضرور ہوا پس جب
ان سب چیزون کے وجود کا اعتقاد کیا جائے تو اعتقاد حور وقصور مین
کیا قصور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب کی مرغوب چیزین جنت مین ہو

اور ہماری مرغوب چیزین نہون یہہ کبھی قابل تسلیم نہوگا مگر اونہین
لوگون کے نزدیک کہ جو پیٹو ہون بجز کھانے پینے کے اور کسی چیز سے
اونہین کام نہو خلاصہ یہہ کہ متتبع ادلہ عقلیہ ونقلیہ سے غفلت کرکے بوجہ
سہل انکاری مرتکب ایسے اعتراضات کے ہوتے ہین اور اور آیات توریت
وانجیل بھی موید مطلوب ہین کہ بخیال طول صحبت فروگذاشت کی گئی اور
تفصیل کو اوسکی ہمنے کتاب مستطاب صولت علویہ للذب عن الملۃ الحجۃ
مین ذکر کیا یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا
مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا اوس روز کہ جب ایستادہ ہوگا روح
فرشتہ اور اور سب فرشتے صف بستہ اور نہ کلام کریگا کوئی مگر وہی شخص کہ جسے
اجازت کلام دے جناب باری پس کلام کریگا وہ اور کہیگا وہ کلام صواب
وراست منقول ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے اور بزرگتر ہے جبرئیل و
میکائیل سے اور یہہ رہا کرتا تھا ہمراہ رکاب جناب رسالتمآب وائمہ اطہار
علیہم السلام کے اور کتاب کافی مین حضرت امام موسی کاظمؑ سے منقول ہے
کہ بخدا ہم ماذون ہونگے روز قیامت اور کہینگے کلام صائب و راست عرض
کیا گیا کہ آپ کیا کلام فرماینگے حضرت نے فرمایا کہ تمجید وحمد وثنائی الٰہی کرینگے
اور درود بھیجینگے اپنے نبی پر اور شفاعت کرینگے اپنے شیعون کی اور کلام کو
ہمارے جناب باری رو نہ کرے گا بلکہ شفاعت ہماری قبول فرمائیگا
ذٰلِکَ الْیَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ مَاٰبًا یہہ روز برحق آنیوالا ہے
پس جو کوئی چاہے تو قرار دے بازگشت اپنی طرف اپنے پروردگار کے
اِنَّآ اَنْذَرْنٰکُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ہمنے ڈرایا تمہین عذاب قریب سے یعنے

جس عذاب مین زیادہ فاصلہ نہین بلکہ بعد موت سے وہ شروع ہوجائیگا
جیسا کہ قمی سے منقول ہے یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰہُ وَیَقُوْلُ
الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا جس روز کہ دیکھیگا انسان جو کچھ کہ دنیا مین ہاتھ سے
اوسکے ہوا تھا یعنی عمل ابتدا اور کہیگا کافر کہ کاش مین خاک ہوتا خلاصہ یہہ کہ
دنیا مین خاک ہوتا یعنے پیدا نہوا ہوتا اور تکلیف سے باز رہتا یا آج خاک ہی
نہ اوٹھتا اور محشر مین نہ آتا جیسا کہ تفسیر صافی مین ہے فاضل معتزلی نے
شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہے وَکَنَّاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اَبَا تُرَابٍ یعنے کنیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ابوتراب رکھی اور سبب اسکا یہہ ہوا کہ
وَجَدَہٗ نَائِمًا فِی التُّرَابِ قَدْ سَقَطَ عَنْہُ رِدَاؤُہٗ وَاَصَابَ التُّرَابُ
جَسَدَہٗ کہ پایا اوس جناب نے حضرت امیرؑ کو فرش زمین پر سوتے میں اور
چادر بدن مبارک سے گر گئی تھی اور جسم مبارک خاک آلودہ ہوگیا تھا فَجَآءَ
حَتّٰی جَلَسَ عِنْدَ رَاْسِہٖ وَاَیْقَظَہٗ وَجَعَلَ یَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَہْرِہٖ وَیَقُوْلُ
اِجْلِسْ اِنَّمَا اَنْتَ اَبُوْ تُرَابٍ پس حضرت سرہانے آنکر بیٹھ گئے اور بیدار کیا
اور بدن مبارک سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ تم ابوتراب ہو فَکَانَ
مِنْ اَحَبِّ کُنَاہُ وَیَفْرَحُ اِذَا دُعِیَ بِہَا پس یہہ کنیت حضرت کو نہایت
پسند تھی اور بہت خوش ہوتے تھے جب اس کنیت سے پکارے جاتے تھے
وَدَعَتْ بَنُوْ اُمَیَّۃَ خُطَبَاءَہَا اَنْ یَسُبُّوْہُ عَلَی الْمَنَابِرِ وَجَعَلُوْہَا
نَقِیْصَۃً لَہٗ وَوَصْمَۃً فَکَاَنَّمَا کَسَوْہُ بِہَا الْحُلِیَّ وَالْحُلَلَ کَمَا
قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ اور حکم کیا بنی امیہ نے اپنے خطیبون کو اور وعظ گویون کو

کہ حضرت کی یہہ کنیت بیان کرکے منبرون پر اونکی بدگوئی کرین اور وہ اس
کنیت کو نقص و عیب سمجھتے تھے حالانکہ وہ بمنزلۂ وصف و ہنر تھی ظاہر مین تو
وہ درپے عیب جوئی تھے مگر باطن مین اونہون نے گویا صدہا زیب و زینت و
فاخرہ لباسون سے آراستہ کردیا ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
جیسا کہ ابو الحسن بصری نے بھی بمفاد حق برزبان جاری کہا اور علل الشرائع
مین ابن عباس سے منقول ہے اونہون نے خدمت بابرکت جناب
رسالتمآب مین عرض کیا کہ اپنی کنیت حضرت امیر کی ابو تراب کیون رکھی حضرت نے
فرمایا اسلیئے کہ علی مالک زمین ہین اور حجت خدا ہین اہل زمین کیواسطے اور
اونہین اختیار اوسکے بقا و سکون کا ہے اور سنا مینے کہ جناب رسالتمآب
فرماتے تھے کہ جب روز قیامت ہوگا اور دیکھیگا کافر اون مدارج عالیہ کو کہ جو
مہیا کیئے ہین خدا نے شیعیان علی کیواسطے ثواب و قرب رب و بزرگی سے
تو کہیگا یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا ای کاش کہ مین خاک ہوتا یعنے شیعون
علی کے اور اسیطرف اشارہ ہے کریمہ وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا
مین مؤلف کہتا ہے کہ حضرت امیر کی کنیت مذکورہ قرار پانیکی کئی وجہین
ہوسکتی ہین اوّل یہہ کہ مراد تراب سے عارف ہون کہ جو بوجہ خاکسار
مصداق مصراع مشہور مین ع خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی
اور مؤید اوسکے وہ اشعار آبدار ہین کہ جنہین شیخ عبد الحق دہلوی نے
خواجہ محمد باقر سے شرح سفر السعادة مین نقل کیا ہے اور بعض اشعار
اونمین سے یہہ ہین ع من حاصل این خطاب گویم + مضمون ابو
تراب گویم + خاک اند جماعتی کہ مردند + ہستی بخدای خود سپردند +

از سطوت نور در شکستہ + در آب بقا فرو نشستہ + گردی نہ بپائے
پنشستہ زلیشان + در وکف پائی خود چہ امکان + سرحلقۂ خاکیان
علی بود + سرسلسلۂ جہان علی بود + دوسری یہہ کہ مراد ابو سے
اصل ہو اسلیئے کہ پدر اصل پسر ہوتا ہے پس مراد یہہ ہوگی کہ حضرت امیر ع
مبدا و منشا خاک ہین اور ہرچند کہ نظرون مین بے فہمون کے حقیر و ناچیز
ہے لیکن صاحبان فہم فراست کے نزدیک مرتبۂ عالی رکھتی ہے ع
خاک را خار و تیرہ دیدہ ابلیس + کرد انکار ان حسود خسیس + مانند غافل
ز نور باطن او + نشد آگہ ز سر کامن او + بہر گنجی کہ ہست در دل خاک +
این صد او وہ اند در افلاک + کہ بجز خاک نیست مظہر کل + خاک شو خاک
تا بروید کل + اور یہہ شرف کیا کم ہے خاک کو کہ مبدا و منتہائی ہر ذی حیات
ہے چنانچہ سفر الخلیقہ توریت مین ہے כִּי עָפָר אַתָּה
וְאֶל עָפָר תָּשׁוּב کی عافار اتا و ایل عافار تا
شوب یعنی ای آدم خاک ہے تو اور پہر خاک ہی کیطرف رجوع کریگا تو اور
قرآن مجید مین ہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا
نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى اوسی خاک سے پیدا کیا ہے تمہین اور پہر اوسمین
لیجاینگے اور اوسی سے پیدا و ہویدا کرینگے تمہین ایک بار اور حساب و کتاب
کیواسطے اور ہرچند اسی خاک سے خاک ناپاک و طینت بد بھی ہے مگر بوجہ
طینت طاہرہ انبیا و اوصیا و اولیا وہ طینت مغلوب و مقہور ہوگئی اور
فضیلت اوسی پاکی کو ہوئی بوجہ فرد اکمل ہونیکے علاوہ یہہ کہ طینت بد فی الجملہ
باعث میلان ہے بدی کیجانب نہ یہہ کہ انسان کو مجبور ارتکاب مناہی و ملاہی کرے

کرسے اور وہ مجبور و معذور ہو لیکن اسمین یہہ بحث ہے کہ طینت نیک
بھی مثل طینت بد فی الجملہ مرجح نیکی ہے نہ یہہ کہ درجہ الجا و اضطرار پر پہنچے
اور انسان نیکی و بدی مین بے اختیار ہو جائے اور تعذیب و تثویب اوسکی
خلاف عدالت جناب باری ہو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور یہی اعتقاد
صحیح ہو مسئلہ طینت مین اور مقتضی ہے جمع کا اون ادلہ کی کہ جس سے
تاثیر طینت پائی جاتی ہے اور جن سے کہ فاعل مختار ہونا بندونکا ثابت
ہوتا ہے اور تفصیل اس بحث کی مواعظ سابقہ مین بیان کی گئی وَاللّٰهُ
الْهَادِیْ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ کَیْفَ مَا کَانَ اور خاک سے وہ خاک مراد
کہ جس سے بنای کعبہ و مشاہد مقدسہ ہوئی اسی سے خاک دربار مدینہ
علم ہے اسی سے خاک پاک کربلا ہے کہ جو خاک شفا اکسیر اعظم ہے حکایت
بعض افاضل معاصرین نے تحریر فرمایا ہے کہ عہد ملا محسن کاشانی
مین ایک عالم نصرانی وارد خطۂ نورانی سرزمین اصفہان ہوا اور وہ
علاوہ دعوی ہمہ دانی کے ادعای غیب دانی بھی کرتا تھا اور بیان حال
ضمیر مین اپنے تئین بے نظیر جانتا تھا اور کمال غلغلہ اوسکے کمال کا
صغیر و کبیر برنا و پیر مین ہوا اور حسب الحکم حاکم وقت جناب ملا کو نوبت
مناظرہ اوس عالم نصرانی سے پہونچی پس قبل مناظرہ جناب ملا نے
فرمایا کہ فرنگستان مین کیا کوئی مرد زیرک باقی نہ تھا کہ جو تو جاہل و
نادان اس مؤمن آباد و تختگاہ اسلام مین آیا یہہ سنکے وہ نہایت
برافروختہ ہوا اور اوسنے کہا کہ یہہ کیسا کلام ہے کہ قبل امتحان تمنے
بیان کیا حالانکہ مثل مشہور ہے عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ یُکْرَمُ الْمَرْاُ اَوْ یُهَانُ

یعنی بوقت امتحان تو مین یا تو قران چاہیئے نہ قبل امتحان ہمہ دانی
کے کیا اصل ہے مجھے تو غیب دانی کا ملکہ ہے ملا نے فرمایا کہ بتا میرے
ہاتہہ مین کیا ہے اوسنے تا بہ دیر تامل کیا اور کچھہ نہ کہہ سکا بلکہ مونہہ اوسکا
سرخ ہوگیا پس جناب ملا نے فرمایا کہ دیکھا تو نے آخر تجھے کچھہ نہ معلوم ہوا
اور تو ساکت و صامت ہوگیا اوسنے کہا کہ یہہ گمان آپکا بیجا ہے علم نجوم مجھپر
ختم ہے کبھی میری رائے نے خطا نہین کی حال تو مجھے معلوم ہوا مگر
متحیر ہون اوسکے بیان مین اسلیئے کہ وہ خلاف عقل ہے ملا نے فرمایا کہ
کچھہ تو بیان کر اوسنے کہا کہ مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خاک بہشت آپکے ہاتہہ
مین ہے مگر مین یہہ متحیر ہون کہ دار دنیا مین کیونکر بشر کا دسترس خاک
بہشت تک ہو سکتا ہے ملا نے فرمایا کہ یہہ خاک کربلا ہے اور تو نے اعتراف کیا
اسکی خاک بہشت ہونیکا پس تیرا علم غلط ہے اور یا یہہ خاک واقعی مثل
خاک بہشت ہے پس اس سے زیادہ کیا معجزہ تیرے واسطے جگر گوشہ
بتول و سبط رسول کا ہو سکتا ہے تیں اب اسلام کے اختیار مین کیا تامل
ہے یہہ سنکے تھوڑی دیر تک وہ نصرانی سر بگریبان فکر رہا بعد اوسکے اوسنے
کلمہ شہادت پڑہا اور اسلام قبول کیا تیسری یہہ کہ ابو تراب ہونا شاہد
ہے افضلیت حضرت امیر علیہ السلام پر حضرت آدم سے اسلیئے کہ اصل اونکی
تراب ہے اور اصل تراب حضرت ابو تراب ہین پس گویا کہ یہہ آدم ثانی ثانی
آدم ہین اور مثل آدم خلیفۂ خدا زمین مین ہین چوتھے یہہ کہ از بسکہ
زمین اصل بمنزلہ مادر ہر بشر ہے اوسیطرح حضرت نسبت ابوت و پدری
مؤمنین سے کہ فرد اکمل بشر ہین رکھتے ہین جیسا کہ بعض اخبار سے ثابت

علاوہ بیہ کہ بنص قرآن نفس رسول ہین اور جناب رسالتمآب نے فرمایا ہو کہ
مہربان اُمت ہین اور ازواج نبی امہات مومنین بنص قرآن ہین اور
تمام روی زمین و اہل زمین کو انقیاد و امتثال حضرت سے گزیر نہین
وگرنہ وہ مبتلای عقوق ہون اور خائب و خاسر ہو جائین اور موید اسکے
تکلم زمین حضرت امیرؑ سے ہے جیسا کہ روایت مستفیضہ جناب سیدہ
شاہد صدق مدعا ہے **لطیفہ** ایک شیعہ نے ایک سنی کو دیکھا کہ کلوخ
سے استنجا کرتا ہے اوسنے کہا کہ تا بیہ کیا کرتے ہو سنی نے کہا کہ ہمارے
مذہب مین جائز ہے شیعہ نے کہا کہ ایسا پہر نہ کہنا سبکی اصل خاک ہے
مٹی تو بنی آدم کی مان ہے اوسے مستعمل کرنا آدمی کو نامردی کی بات ہے
حکایت ایک سنی نے ایک شیعہ سے کہا کہ تمہارے مذہب مین فرج
زن پر تیمم جائز ہے شیعہ نے کہا ہم پر تو افترا ہے مگر اگر تمہارے مذہب مین
ہو تو قرین قیاس ہے اسلیئے کہ استنجای کلوخ مین کچھ مٹی لگ رہتی ہوگی
وہی تیمم کو کافی ہو جاتی ہوگی **خلاصہ** بیہ کہ بشر خاک ہو اور حضرت
امیر علیہ السلام کو درجۂ ابوت از راہ نفاذ حکم کے سبہون پر حاصل ہے
اور وجود ذیجود اونکا باعث و علت غائی خلق مخلوقات ہے پس وہ
ابو تراب ہوئے **حکایت** ایک سنی نے ایک شیعہ کے پاس کچھ گیہون
بہیجے کہ وہ کہنہ تہے پس اوس شیعہ نے وہ گندم کہنہ اوسکو پہیر دیئے
اوسکے سنی نے گندم نو خاک آلودہ شیعہ کے پاس بہیجے شیعہ نے ہدیہ
قبول کیا اور بیہ شعر بطور شکریہ لکہے بَعَثْتَ لَنَا بَدَالَ الْبُرِّ بُرًّا ؎
گندم نو عوض گندم کہنہ کے ہمارے لیئے بہیجے رَجَاءَ الْجَزِیْلِ مِنَ الثَّوَابِ

بامید ثواب جمیل و اجر جزیل رَفَضْنَاهُ عَتِیْقًا وَارْتَضَیْنَا ؎
بِہِ اِذْجَاءَ وَهُوَ اَبُوْ تُرَابٍ رفض و ترک کیا ہمنے جبکہ وہ عتیق تہی یعنی
عتیق و کہنہ سمجہکے اونہین چہوڑ دیا اور قبول کیا ہمنے اونہین جبکہ وہ
ابو تراب تہے یعنے خاک آلودہ ہم تک پہونچے **پوشیدہ نرہے**
کہ جیسا کنیت حضرت امیر علیہ السلام ابو تراب ہے اوسیطرح سے سنیون
کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب نے ابو بکر کا عتیق اللہ
خطاب دیا یعنے آزاد کردہ خدا عذاب روز جزا سے اور صنعت و لطافت
شاعر ظاہر ہے **حکایت** مشہور ہے کہ سید شریف زمان طالب العلمی
مین سعد الدین تفتازانی کے پاس گیئے اور زحمت سفر سے گرد و غبار مین
اٹے ہوئے تہے پس سعد الدین نحس نے انکا بیہ حال دیکہکے از راہ
ظرافت کہا یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا سید شریف کو بیہ امر نہایت ناگوار
ہوا اور فوراً اونہون نے کہا یَقُوْلُ الْکَافِرُ پس
سعد الدین خجل ہو گیا اور بیہ حاضر خدمت
بابرکت جناب قطب الدین
شیرازی ہوئے اور
شاگرد اوسجناب
کے ہوے

میر علی رضا غفرلہ

ھو العلی الاکبر

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

فقیر المذنب سبط علی رضا

موعظہ انیسواں

شان نزول سورۂ ہل اتیٰ اور روایت گریہ غیز اوس

اعرابی کی جو پوشش خانۂ کعبہ تھامے دعا مانگتا تھا

اور سخاوت جناب امیر علیہ السلام پر حال

شب ضربت و حالِ ضربت اور اشارہ

مصائب کربلائے معلّیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الشَّافِعِیُّ ؎ اِلَامَ اُلَامُ وَحَتّٰی مَتٰی + اُعَاتَبُ فِیْ حُبِّ هٰذَا الْفَتٰی + فَهَلْ زُوِّجَتْ فَاطِمٌ غَیْرَهٗ + وَفِیْ غَیْرِهٖ هَلْ اَتٰی هَلْ اَتٰی شافعی کہتا ہے کہ کبتک ملامت و عتاب کیا جائیگا اس جوان کی محبت میں یعنی حضرت امیر علیہ السلام کے باب مین پس سوائی اوسکے اور کون ہے کہ جسکا جناب سیدہ سے عقد ہوا ہو یا اوسکی شان مین سورۂ ہل اتی آیا ہو فخر رازی وغیرہ نے واحدی وغیرہ ابن عباس سے روایت کی ہے اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ نَاسٍ مَعَہٗ فَقَالُوْا یَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰی وَلَدِیْکَ کہ حسنین علیہم السلام ایکبار بیمار ہوے پس جناب رسالتمآب نے

مع چند لوگون کے اونکی عیادت کی پس اون سبنے عرض کی کہ ای ابو الحسن اگر آپ کچھہ نذر کیجیے تو خدا جلد شفا عطا کرے آپکے فرزندون کو فَنَذَرَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ اِنْ بَرَأَ اَمَّا بِهِمَا اَنْ یَصُوْمُوْا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ پس حضرت امیر ع و جناب سیدہ نے نذر کی کہ اگر وہ اپنی بیماری سے صحت پاوین تو تین روزے رکھینگے فَشُفِیَا وَمَا مَعَهُمْ شَیْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِیٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَیْبَرِیِّ الْیَهُوْدِیِّ ثَلٰثَۃَ اَصْوُعٍ مِنْ شَعِیْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَۃُ صَاعًا پس شفا پائی حسنین ع نے اور اتفاق سے گہر مین کچھہ نہ تھا پس حضرت امیر نے شمعون خیبری یہودی سے تین صاع جو قرض لیے پس اومین سے ایک صاع جو جناب سیدہ نے پیسکے گوندہی وَاخْتَبَزَتْ خَمْسَۃَ اَقْرَاصٍ عَلٰی عَدَدِهِمْ اور پانچ روٹیان بحساب اپنے یعنے فی کس ایک روٹی پکائی فَوَضَعُوْهَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ لِیُفْطِرُوْا فَوَقَفَ عَلَیْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ مِسْکِیْنٌ مِنْ مَسَاکِیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰہُ مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّۃِ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ یَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِیَامًا پس وہ روٹیان حضرت کے سامنے رکھی گئین بقصد افطار کہ ناگاہ ایک سائل نے کہا کہ سلام ہو پہنچے تمہین ای اہلبیت نبی مین ایک مسکین ہون اہل سلام سے پس مجہے سیر کرو کہ تمہین خدا سیر کریگا خانہای جنت سے پس سبہون نے اپنی نفس پر اوسکا ایثار کیا اور صرف پانی پر اکتفا کرکے سو رہے اور صبحکو پہر روزے سے اوٹہے فَلَمَّا اَمْسَوْا وَوُضِعَ الطَّعَامُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَقَفَ عَلَیْهِمْ یَتِیْمٌ فَاٰثَرُوْهُ پہر جب شام ہوئی اور کہانا اونکے سامنے رکہا گیا

ایک یتیم نے سوال کیا اور بجنسہ وہ سب اونہون نے اوسی او ٹھا دیا و وقف
علیہم الاسیر فی الثالثة ففعلوا مثل ذلك اور تیسرے روز بہی
ایک اسیر نے سوال کیا اور اونہون نے وہ سب اوسی او ٹھا دیا بشکل سابق
فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسنین ع واقبلوا الی رسول اللہ
فلما ابصرهم وهم يرتجون كالفراخ من شدة الجوع قال ما
اشد ما يسوئني ما ارى بكم فقام وانطلق معهم فرأى فاطمة
فی محرابها قد التصق ظهرها ببطنها وغارت عيناها
فساءه ذلك پس جب صبح ہوئی تو جناب امیر حسنین کا ہاتھہ تہا
کے پیمبر کے پاس لیگئے پس جب حضرت نے اونہین ضعف کے مارے
کانپتے تھراتے دیکھا اور اونکی آنکھون مین بڑے بڑے گڑھے پڑے
دیکھے تو بہت صدمہ کیا اور اونکے ساتھہ جناب سیدہ کے پاس گئے
پس اونہین دیکھا کہ محراب عبادت مین کمال استقلال سے مشغول عبادت
ہین حالانکہ پیٹ اور پیٹھہ ایک ہو گیا ہے بہوک کے مارے اور آنکھون مین
گڑھے پڑ گئے ہین پس نہایت رنجیدہ ہوئے پس حضرت جبرئیل نازل
ہوئے اور عرض کی کہ ای محمد یہہ سورہ لو هناك الله في اهل بيتك
خدا نے تمہین مبارک باد دی ہے تمہارے اہلبیت کے بارے مین پس پڑہو
یہہ سورہ وروي ان امير المؤمنين رأى اعرابيا متعلقا
باستار الكعبة يتضرع ويبتهل الى الله ويسأل اربعة الاف
درهم حدیث ہے کہ حضرت امیر المؤمنین نے ایک اعرابی کو پوشش خانہ کعبہ سے
لپٹے چار ہزار درہم خدا سے مانگتے دیکھا فدنا منه وقال يا هذا ما تصنع

تہا پس حضرت قریب اوسکے گئے اور فرمایا کہ چار ہزار درہم لیکے تو
کیا کریگا قال الف اشتري بها دارا اوسنے کہا کہ ایکہزار کا ایک گھر
مول لونگا والف اؤدي بها ديني اور ایک ہزار سے اپنا قرض
ادا کرونگا والف اجعلها صداق ابنتي اور ایک ہزار اپنی بیٹی
کے جہیز مین دونگا والف اعيش بها مع عيالي اور ایک ہزار کو
اپنے اور اپنے اہل وعیال کے مصارف شبانہ روزی مین بسر کرونگا
فقال انصفت يا اعرابي فاطلبني بمدينة الرسول ثم رجع
وابتلى فرمایا کہ انصاف کی بات کی تو نے اے اعرابی خبردار مجھے ضرور
ڈہونڈ لینا مدینہ مین پہونچکے یہہ کہکے مدینہ مین آئے اور حسب معمول
فقر وفاقہ مین بسر کرنے لگے ثم ورد اعرابي فطفق يجوب و
يجول سكك المدينة ويقول من يدلني على فتى من
صفته كذا وكذا بعد چندی وہ اعرابی بہی وارد مدینہ ہوکے
کوچہ گردی کرنے لگا اور جابجا پوچھتا پہرتا تہا کہ ایسا کون خدا کا نیک
بندہ ہے کہ جو مجھے پتا بتا دے اوس جوان کا کہ جو یہہ صفتین
رکھتا ہے فلاقاه الحسين ع وهو طفل يافع فقال انا ادلك
عليه فاتى فقرع على باب مدينة العلم پس اتفاقاً ملاقات ہوئی
امام حسین علیہ السلام سے اور وہ جناب طفل خورد سال تہے پس فرمایا
کہ مین تجہے اونکی خدمت مین پہونچا دونگا پس پہونچا دیا اوسی در حیدر ع پر
واطلع عليا على حاله فخرج وقد كان نوا جوعا منذ ثلثة ايام
اور مطلع کیا اوسکے حال پر جناب امیر علیہ السلام کو پس جناب

ایک یتیم نے سوال کیا اور بجنسہ وہ سب اونہون نے اوسی کو اوٹھا دیا وَوَقَفَ
عَلَیْهِمُ الْاَسِیْرُ فِی الثَّالِثَةِ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ اور تیسرے روز بہی
ایک اسیر نے سوال کیا اور اونہون نے وہ سب اوسی کو اوٹھا دیا مثل سابق
فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِیٌّ بِیَدِ الْحَسَنَیْنِ وَاَقْبَلُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
فَلَمَّا اَبْصَرَهُمْ وَهُمْ یَرْتَعِشُوْنَ كَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ قَالَ مَا
اَشَدَّ مَا یَسُوْءُنِیْ مَا اَرٰی بِكُمْ فَقَامَ وَانْطَلَقَ مَعَهُمْ فَرَاٰی فَاطِمَةَ
فِیْ مِحْرَابِهَا قَدِ الْتَصَقَ ظَهْرُهَا بِبَطْنِهَا وَغَارَتْ عَیْنَاهَا
فَسَاءَهُ ذٰلِكَ پس جب صبح ہوئی تو جناب امیرؑ حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ
کے پیمبرؐ کے پاس لیگئے پس جب حضرت نے اونہین ضعف کے مارے
کانپتے تہراتے دیکہا اور اونکی آنکہونمین بڑے بڑے گڑہے پڑے
دیکہے تو بہت صدمہ کیا اور اونکے ساتہہ جناب سیّدہ کے پاس گئے
پس اونہین دیکہا کہ محراب عبادت مین کمال استقلال سے مشغول عبادت
ہین حالانکہ پیٹ اور پیٹھہ ایک ہوگیا ہے بہوک کے مارے اور آنکہونمین
گڑہے پڑگئے ہین پس نہایت رنجیدہ ہوئے پس حضرت جبرئیل نازل
ہوئے اور عرض کی کہ ای محمدؐ یہہ سورہ لو هَنَّاكَ اللّٰهُ فِیْ اَهْلِ بَیْتِكَ
خدا نے تمہین مبارکباد دی ہے تمہارے اہلبیت کے بارےمین پس پڑہو
یہہ سورہ وَرُوِیَ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ رَاٰی اَعْرَابِیًّا مُتَعَلِّقًا
بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ یَتَضَرَّعُ وَیَبْتَهِلُ اِلَی اللّٰهِ وَیَسْأَلُهُ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ
دِرْهَمٍ حدیث ہے کہ حضرت امیر المومنین نے ایک اعرابی کو پوشش خانہ کعبہ سے
لپٹے چار ہزار درہم خدا سے مانگتے دیکہا فَدَنَا مِنْهُ وَقَالَ یَا هٰذَا مَا اَقْصَدُ

بہا پس حضرت قریب اوسکے گئے اور فرمایا کہ چار ہزار درہم لیکے تو
کیا کریگا قَالَ اَلْفٌ اَشْتَرِیْ بِهَا دَارًا اوسنے کہا کہ ایکہزار کا ایک گھر
مول لونگا وَاَلْفٌ اُؤَدِّیْ بِهَا دَیْنِیْ اور ایک ہزار سے اپنا قرض
ادا کرونگا وَاَلْفٌ اَجْعَلُهَا صِدَاقَ اِبْنَتِیْ اور ایک ہزار اپنی بیٹی
کے جہیز مین دونگا وَاَلْفٌ اَعِیْشُ بِهَا مَعَ عِیَالِیْ اور ایک ہزار کو
اپنے اور اپنے اہل و عیال کے مصارف شبانہ روزی مین بسر کرونگا
فَقَالَ اَنْصَفْتَ یَا اَعْرَابِیُّ فَاطْلُبْنِیْ بِمَدِیْنَةِ الرَّسُوْلِ ثُمَّ رَجَعَ
وَابْتُلِیَ فرمایا کہ انصاف کی بات کی تو نے اے اعرابی خبردار مجھے ضرور
ڈہونڈ لینا مدینہ مین پہونچکے یہہ کہکے مدینہ مین آئے اور حسب معمول
فقر و فاقہ مین بسر کرنے لگے ثُمَّ وَرَدَ الْاَعْرَابِیُّ فَطَفِقَ یَجُوْبُ وَ
یَجُوْلُ سِكَكَ الْمَدِیْنَةِ وَیَقُوْلُ مَنْ یَدُلُّنِیْ عَلٰی فَتًی مِنْ
صِفَتِهٖ كَذَا وَكَذَا بعد چندی وہ اعرابی بہی وارد مدینہ ہوکے
کوچہ گردی کرنے لگا اور جابجا پوچہتا پہرتا تہا کہ ایسا کون خدا کا نیک
بندہ ہے کہ جو مجھے پتا بتا دے اوس جوانمرد کا کہ جو یہہ صفتین
رکہتا ہے فَلَقَاهُ الْحُسَیْنُ وَهُوَ طِفْلٌ یَافِعٌ فَقَالَ اَنَا اَدُلُّكَ
عَلَیْهِ فَوَافَقَهُ عَلٰی بَابِ مَدِیْنَةِ الْعِلْمِ پس اتفاقًا ملاقات ہوئی
امام حسین علیہ السّلام سے اور وہ جناب طفل خوردسال تہے پس فرمایا
کہ مین تجہے اونکی خدمت مین پہونچا دونگا پس پہونچا دیا اوسی در حیدرؑ پر
وَاطَّلَعَ عَلَیْنَا عَلٰی حَالِهٖ فَخَرَجَ وَقَدْ كَانُوْا جُوْعًا مُنْذُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ
اور مطلع کیا اوسکے حال پریشان پر جناب امیر علیہ السّلام کو پس وہ جناب

یہ سنتے ہی برآمد ہوئے اور حسب اتفاق اہلبیت نبی تیسرے فاقہ سے
تھے پس کمال اضطراب و اضطرار لاحق حال حضرت ہوا فاستحضر
سلمان رضی اللہ عنہ وقال اعرض الحدیقۃ التی غرسہا
رسول اللہ لی ولفاطمۃ علی تجار المدینۃ تبیعہا وتاتینی
بثمنہا پس حضرت نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بلا کے فرمایا کہ
وہ باغ خرمہ جسے رسولخدا نے میرے لیئے اور فاطمہ کے لیئے اپنے دست
مبارک سے بویا تھا عرض کرو مدینہ کے تاجروں پر اور اوسکی قیمت
ابھی میرے پاس لا کے حاضر کرو فقال بالراس والعین ثم راح
وباعہا باثنی عشر الف درہم واتی بہا الیہ صلوات اللہ
علیہ ووضعہا بین یدیہ پس سلمان فارسی نے بسر وچشم کہکے
جاکے وہ بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ درہم کو بیچا اور قیمت اوسکی لا کر حضرت کے سامنے رکھدی
فاعطی السائل مسئولا پس سائل کو بقدر سوال عطا کیا وبلغ
ذلک فقراء المدینۃ فانثالوا علیہ من کل وجہ اور اتفاقاً
یہہ خبر اوڑتے اوڑتے مدینہ کے محتاجوں تک پہونچی وہ سب چہار طرف سے
ٹوٹ پڑے وطفقوا یقبضون علیہا قبضۃ بعد قبضۃ
حتی لم یبق منہا شیء اور ایک ایک مٹھی کر کے سب اوٹھا لیگئے یہانتک کہ
ایک حبہ بھی نہ بچا وذہب علی داخل الدار صفر الید اور حضرت
دولتسرا میں گئے خالی ہاتھ فقالت لہ فاطمۃ یا ابا الحسن بلغنی
انک بعت حدیقۃ غرسہا ابی لک پس جناب سیدہ نے عرض
کی کہ ای ابو الحسن میں سنتی ہوں کہ تمنے وہ باغ کہ میرے والد نے تمہارے لیئے

بویا تھا بیچ ڈالا فہل ابقیت منہا شیئا اسد بہ فاقۃ ولدی
وہم یموتون جوعا پس اوسکی قیمت سے کچھہ آپ بچا کے بھی لائے کہ جس سے
سد رمق حیات ہو ان ننہے ننہے بچوں کا کہ جو بھوک کے مارے مر رہے ہیں فقال
واحیائی یا سیدۃ نساء العالمین وقص علیہا القصص حضرت نے
فرمایا کہ مجھے تمسے بہت حجاب ہے ای سردار زنان بہشت اور سب قصہ مفصل
بیان کر دیا وخرج من عندہا فی طلب من یستقرض منہ شیئا
پھر حضرت گھر سے نکلے اس تفحص میں کہ کسی سے کچھہ قرض لیں فنزل جبرئیل
علیہ السلام علی رسول اللہ واخبرہ بما جری علی اہل بیتہ
پس حسب الحکم خداوند جلیل حضرت جبرئیل جناب رسالتمآب کی خدمت میں آئے
اور مفصل بیان کر دیا اونسے جو کچھہ گذرا تھا اونکے اہلبیت عصمت و طہارت پر
فراح الی فاطمۃ وسلاہا وولدہا واعطاہا ثمانیۃ دراہم
لیشتری بہا طعاما پس تشریف لیگئے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس
اور اونہیں اور اونکے بچوں کو تسکین و تسلی دی اور آٹھہ درہم عنایت فرمائے
کہ کسی قدر کہانا اون معصوموں کے لیئے خرید کیا جائے واما علی فلم
یجد من یقرضہ فعاد متحیرا ومتالما اور جناب امیر علیہ السلام کو کوئی
ایسا شخص نہ ملا جو اونہیں قرض دیتا پس وہ نہایت افسردہ خاطر و رنجیدہ بے نیل
مقصود گھر پہرے فلما دخل الدار قال لاجد رائحۃ النبی فائحۃ
من داری پس جب حضرت داخل دولتسرا ہوئے تو فرمایا کہ میں خوشبو
بدن اطہر پیغمبر کی مہکی ہوئی پاتا ہوں فقیل لہ انہ جاء واعطی ثمانیۃ
دراہم لسد الفاقۃ فاخذہا واخذ الحسن معہ وہما جائعان

دخرجا الی السوق پس عرض کیا گیا کہ واقعی وہ جناب تشریف لائے
تہے اور آٹھہ درہم عنایت فرماگئے ہین فاقہ شکنی کے لیئے پس حضرت نے
وہ درہم اوٹھا لیئے اور حضرت امام حسن ع کو ساتھہ لیا اور کمال گرسنگی ہین وہ
دونون بزرگوار بازار تشریف لیگئے فوجدا رجلاً یقول من یقرض
الملی الموفی پس ایک شخص کو اثنائے راہ مین دیکھا کہ کہتا تہا کہ کون قرض
دیتا ہے اوس مالدار کو کہ جسکے خزانہ کن فکان مین کسی طرح کی کمی نہین اور
وہ بڑا وفا کرنے والا اپنے عہد و وعدہ کا ہے فنظر علی ع الی الحسن فقال
اقرضہ فاقرضہ پس حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسن ع کی طرف
دیکھا اور فرمایا کہ ای حسن اسے قرض دو پس اونہون نے بطیب خاطر وہ سب
اوسکو قرض دیا و راح فی طلب من یستقرض فوجد اعرابیا بناقۃ
یعملۃ اور اب فکر ہوئی کہ اگر کوئی اوے تو اوس سے لیجئے تا کہ عیال خورد سال کی
فاقہ شکنی ہو پس ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی کہ وہ ایک ناقہ تیز رو بیچتا تہا
فقال یا اعرابی تبیعہا الی قرضا فرمایا کہ ای اعرابی اگر جی چاہی تو بطور قرض
یہہ میرے ہاتھہ بیچ قال الاعرابی فہی لک بمائۃ درہم اعرابی نے
عرض کی کہ اچھا مینے سو درہم کو یہہ ناقہ آپ کے ہاتھہ بیچا فقال یا حسن خذ
حضرت نے فرمایا کہ ای حسن لیلو اس ناقہ کو ومضیا حتی انتہیا الی اعرابی
آخر فقال اتبیعہا بمائۃ وعشرین درہما اور وہانسے آگے بڑہے تہوڑا ہی گئے تہے کہ
پہونچے اور ایک اعرابی کے پاس پس اوسنے کہا کہ یا علی ایکسو بیس درہم کو تم
اسے بیچتے ہو قال وما تصنع بہا قال اغزو بہا اول غزاۃ یغزوہا
ابن عمک من بعد فرمایا کہ تو اس ناقہ کو کیا کریگا اوسنے کہا کہ پہلا غزوہ یعنے

لڑائی جسمین آپکے ابن عم جہاد کرینگے اوسمین مین بہی شریک حرب و ضرب
ہونگا اور اسی پر سوار ہوکے جہاد کرونگا قال ہی لک فاشتراہا
فعاد الی طلب البائع الاول فرمایا کہ یہہ تیرے ہی لیئے ہے پس اسنے
اوسے مول لیا اور قیمت دی پس حضرت نے چاہا کہ سو درہم بائع اول کو
دین اور نفع اوسکا بیس درہم اپنے قوت لایموت مین صرف کرین پس
واپس آئے اور پہلے اعرابی کو ڈہونڈہنا شروع کیا فکابدنہ
فحصہ ولم یجدہ اور نپایا اوس اعرابی کو حالانکہ تفحص و تجسس مین بہت
زحمت ہوئی لیکن کچھہ فائدہ نہوا اور کسیطرح اوسکا کچھہ پتا نہ لگا حتی وجد
رسول اللہ بموضع لم یرہ فیہ قط فسلم علیہ فتبسم علی وجہہ
یہانتک کہ جناب رسالتماب ع کو ایسے مقام مین پایا کہ جہان کبہی اونہین
کبہی نہین دیکھا پس حضرت نے سلام کیا پس جناب رسالتماب ع اونکا
مونہہ دیکھکے تبسم کرنے لگے وقال یا علی الی این فقال فی طلب
اعرابی لہ علی دین اور فرمایا کہ یا علی کہان کا ارادہ ہے حضرت نے
عرض کی کہ تلاش مین ایک اعرابی کے کہ جسکا قرضہ مجہپر ہے جاتا ہون فقال
انہ اسرافیل والمشتری جبرئیل والمال من خزانۃ الملی الوفی الذی
اقرضت لہ الدراہم الثمانیۃ پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی زحمت
نکرو وہ اعرابی اسرافیل تہے اور وہ دوسرا اعرابی جسنے تمسے مول لیا
جبرئیل تہے اور مال یعنے قیمت خزانہ سے اوسی مالدار اور وفا کرنیوالیکے
تہی کہ جسکے نام سے تمنے قرض دیا تہا اور جسکے نام سے وہ سائل قرض
مانگتا تہا وروی عن ام کلثوم بنت علی ع انہا قالت لما کان

لَیْلَةَ التَّاسِعِ عَشَرَ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ اور حضرت امّ کلثوم دختر نیک
اختر جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اونیسوین شب کو ماہ رمضان کی
قَدَّمْتُ لِاَبِی قُرْصَیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ وَقَصْعَةً فِیْهَا لَبَنٌ وَمِلْحٌ جَرِیْشٌ
عِنْدَ الْاِفْطَارِ کہ پیش کیا مینے سامنے اپنے والد ماجد کے جو کی دو روٹیان
اور دودہ کا کاسہ اور پسا ہوا نمک فَنَظَرَ اِلَیْهِ وَتَامَّلَهٗ ثُمَّ حَرَّكَ
رَاْسَهٗ وَبَکٰی پس حضرت اوسے غور سے دیکہہ کے بیساختہ رونے لگے
وَقَالَ یَا بُنَیَّةُ قَدَّمْتِ اِلَیَّ اِدَامَیْنِ فِیْ طَبَقٍ تُرِیْدِیْنَ یَطُوْلَ
وَقُوْفِیْ غَدًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اور فرمایا کہ اے
بیٹی تم میرے ایک ہی طباق مین دونا نخورسے لائی ہو چاہتی ہو کہ روز
قیامت حساب کتاب کے لیے مجھے زیادہ کھڑا رہنا پڑے خدا کے سامنے
اَمَا عَلِمْتِ اَنِّیْ مُتَّبِعٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فِیْ جَمِیْعِ اَفْعَالِهٖ وَمَا قُدِّمَ اِلَیْهِ
اِدَامَانِ قَطُّ فِیْ طَبَقٍ اِلٰی اَنْ قُبِضَ آیا نہین جانتی تم کہ تابع اور پیرو
ہون رسولخدا کا سب کامون مین اونکے اور کبہی ایسا نہین ہوا کہ اونکے
سامنے ایک طباق مین دونا نخورش کیجاتین یہانتک کہ وفات فرمائی
اونہون نے یَا بُنَیَّةُ مَا مِنْ رَجُلٍ طَالَ مَطْعَمُهٗ وَمَشْرَبُهٗ وَمَلْبَسُهٗ
اِلَّا طَالَ وُقُوْفُهٗ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اے فرزند جسکے کہانے
پینے پہننے مین طول ہوا تو ضروری طول ہوگا اوسکے توقف مین سامنے
خدا کے روز قیامت یَا بُنَیَّةُ اِنَّ الدُّنْیَا فِیْ حَلَالِهَا حِسَابٌ وَفِیْ
حَرَامِهَا عِقَابٌ اے دختر حلال دنیا مین زحمت حساب کتاب ہے اور
دنیا رحرام مین عقاب و عذاب ہے واقعی دنیا کا بڑا مخمصہ ہے خدا

بلا سے محفوظ رکہے بعض تجربہ کارون کا قول ہے کہ روپے مین خیانت
کرنے سے مونہہ کالا ہوتا ہے اور دیانت کرنے سے بہی کم سے کم یہہ ہے
کہ ہاتہ کالا ہوا اوسکا جو جاتا ہے قیامت ہر خزانہ کاجل کی کوٹہری
ہے وَقَدْ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَنَّ جَبْرَئِیْلَ نَزَلَ اِلَیْهِ وَمَعَهٗ
مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ
وَیَقُوْلُ لَكَ اِنْ شِئْتَ صَیَّرْتُ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ ذَهَبًا
وَفِضَّةً وَهٰذِهٖ مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ وَلَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ حَظِّكَ
یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ یَا جَبْرَئِیْلُ مَا یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ الْمَوْتُ
فَقَالَ اِذًا لَا حَاجَةَ لِیْ فِی الدُّنْیَا دَعْنِیْ اَجُوْعُ یَوْمًا وَاَشْبَعُ یَوْمًا
فَالْیَوْمُ الَّذِیْ اَجُوْعُ فِیْهِ اَتَضَرَّعُ اِلٰی رَبِّیْ وَاَسْئَلُهٗ وَالْیَوْمُ الَّذِیْ
اَشْبَعُ فِیْهِ اَشْکُرُهٗ وَاَحْمَدُهٗ اور بے شبہہ خبر دی رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک روز جبرئیل نازل ہوئے طرف اونکے اور
ہمراہ اونکے زمین کے سب خزانون کی کنجیان تہین اور عرض کی کہ
اے محمد خدا نے آپکو بعد تحفۂ درود وسلام فرمایا ہے کہ اگر تمہین منظور ہو تو
تہامہ کے پہاڑ تمہارے لیے چاندی سونیکے کردون اور یہہ کنجیان
بہی سب خزانون کی موجود ہین اور اس بات سے قیامت کو بہی کچہہ
تمہاری بات مین فرق نہ آئیگا اور حصہ تمہارا ثواب سے ہرگز نہ گہٹے گا
حضرت نے فرمایا کہ بعد اسکے کیا ہوگا جبرئیل نے عرض کی کہ موت پس
فرمایا کہ پہر تو مجہے کچہہ دنیا کی حاجت نہین مجہے اسی حالپر رہنے دو کہ ایکروز
مین بہوکا رہون اور ایکروز غذا سے سیر ہون پس بہوک کے دن تضرع

زاری ودعا درگاہ باری مین کرون اور سیری کے دن حمد وثنای
وشکر الٰہی مین مصروف رہون یَا بُنَیَّۃُ وَاللّٰہِ لَا اٰکُلُ شَیْئًا حَتّٰی
تُرْفَعِیْنَ اَحَدَ الْاِدَامَیْنِ فَرَفَعْتُ قَصْعَۃَ لَبَنٍ فَاَکَلَ قُرْصَ الشَّعِیْرِ
بِالْمِلْحِ الْجَرِیْشِ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ای فرزند قسم خدا کی ہرگز
مین کچھہ نہ کھاؤنگا جبتک تم ایک نان خورش ہٹا نہ لو پس اوٹھا لیا
مینے دودہ کا کاسہ پس حضرت نے جو کی روٹی نمک کوبیدہ سے کہا کر
حمد وثناے الٰہی بجالاے وَقَامَ اِلٰی صَلٰوتِہٖ وَلَمْ یَزَلْ رَاکِعًا
وَسَاجِدًا یَتَضَرَّعُ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَیُکْثِرُ الدُّخُوْلَ وَالْخُرُوْجَ
وَیَنْظُرُ اِلَی السَّمَآءِ وَہُوَ قَلِقٌ مُتَمَلْمِلٌ پس اوٹھہ کہڑے ہوئے
نماز کے لئے اور برابر تضرع وزاری وحضور قلب رکوع وسجود
وقعود مین مصروف رہے اور بکثرت وبار بار اضطراب اضطرار سے
کبہی اندر چلے جاتے تہے اور کبہی زیر آسمان نکل آتے اور گہبرا گہبرا کے
آسمان کو دیکہتے تہے اور مارے قلق کے بیچین وبیتاب تہے فَقُلْتُ لَہٗ یَا
اَبَتَاہُ رُوْحِیْ لَکَ الْفِدَاءُ مَالِیْ اَرَاکَ لَا تَذُوْقُ طَعْمَ الرُّقَادِ پس
حضرت ام کلثوم فرماتی ہین کہ مینے عرض کی کہ اے بابا جان قربان جاؤ
آپ کے آپکو کیا ہوگیا ہے کہ کسیطرح آپ آرام نہین فرماتے نیند کی
لذت سے کچھہ کام ہی نہین فَقَالَ لِیْ یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ اِنَّ اَبَاکِ قَتَلَ
الْاَبْطَالَ وَخَاضَ الْاَہْوَالَ وَمَا دَخَلَ فِیْ قَلْبِہٖ رُعْبٌ وَلَا
خَوْفٌ اَکْثَرَ مِمَّا دَخَلَ فِیْ ہٰذِہِ اللَّیْلَۃِ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ فَبَکَیْتُ بُکَاءً شَدِیْدًا پس فرمایا حضرت نے کہ

ای خنکی چشم تیرے باپ نے بڑے بڑے پہلوانون کو قتل کیا اور بڑی بڑی
ہولناک باتون مین گہسپڑا اور دلپر اوسکے ایسا رعب وخوف نہین چہایا انّا للہ وانّا
الیہ راجعون کچھہ آثار اچھے نہین معلوم ہوتے پس مین یہہ سنکے زار زار رونے
لگی وَرَجَعَ اِلٰی مَا کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّعَاءِ وَالصَّلٰوۃِ پہر متوجہ ہوے
وہ جناب دعا ونماز کیطرف جیسے پہلے متوجہ تہے فَلَمَّا بَقِیَ مِنَ اللَّیْلِ ثُلُثٌ
جَدَّدَ الْوُضُوْءَ وَلَبِسَ ثِیَابَہٗ فَنَزَلَ اِلَی الدَّارِ پس جب ایک ثلث شب
باقی رہی تو حضرت نے بہ نیت استحباب تجدید وضو کی اور اپنا لباس پہن کے
کوٹہے پرسے اوترکے صحن دولتسرا مین آئے وَکَانَ اُوِزٌّ قَدْ اُہْدِیَتْ
اِلٰی اَخِی الْحُسَیْنِ فَصَرَخْنَ وَرَاءَہٗ وَصِحْنَ فِیْ وَجْہِہٖ وَکَانَتْ قَبْلَ
تِلْکَ اللَّیْلَۃِ لَا یَصِحْنَ اور کچھہ بطین بطور ہدیہ کسینے میرے بہائی امام حسین
کے لیے بہیجی تہین وہ پرجہاڑ کے حضرت کے پیچھے چیخنے لگین اور حسرت ویاس
سے اونکا مونہہ تکتی تہین اور غل مچاتی تہین اور دامن مبارک کو منقارون سے
تہانب تہانب کے روکتی تہین اور اس شب کے پہلے اونسے یہہ حال کبہی ظاہر
نہوا تہا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صَوَارِخُ تَتْبَعُہَا نَوَائِحُ
وَغَدَاۃَ غَدٍ یَظْہَرُ الْقَضَاءُ پس فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہ یہہ خلاف معمول بد
فالی کی آوازین ہین کہ انکے بعد نوحہ کی آوازین بلند ہونگی اور کل صبحکو ظاہر
ہوجائیگی قضا وقدر فَقُلْتُ یَا اَبَتَاہُ ہٰکَذَا تَتَطَیَّرُ مینے عرض کی کہ بابا
جان آپ اسطرحکی بدفالی کی بات کیون مونہہ سے نکالتے ہین فَقَالَ یَا
بُنَیَّۃُ مَا مِنَّا اَہْلَ الْبَیْتِ مَنْ یَتَطَیَّرُ وَلَا یُتَطَیَّرُ بِہٖ وَلٰکِنْ قَوْلٌ
جَرٰی عَلٰی لِسَانِیْ پس فرمایا کہ ای بیٹی ہم اہلبیت مین کوئی ایسا نہین کہ

بد فالی کرے یا اور کوئی اوسکے نام سے بد فالی کرے بلکہ یہہ بہی بات تہی
کہ بیساختہ میری زبان پر آگئی ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّۃُ بِحَقِّیْ عَلَیْکِ اِلَّا اَطْلَقْتِیْہِ
فَقَدْ حَبَسْتِ مَا لَیْسَ لَہٗ لِسَانٌ وَلَا یَقْدِرُ عَلَی الْکَلَامِ اِذَا جَاعَ
اَوْ عَطَشَ فَاَطْعِمِیْہِ وَاسْقِیْہِ اَوْ خَلِّیْ سَبِیْلَہٗ یَاْکُلُ مِنْ حَشَائِشِ الْاَرْضِ
فَفَتَحَ الْبَابَ وَخَرَجَ پہر فرمایا کہ اے بیٹی قسم تجہے میرے حق پدری کی
ضرور رہا کر دینا انہین اسلیے کہ تمنے ایسے بے زبان کو قید کیا ہے کہ وہ
بہوک و پیاس مین اپنا حال نہین کہہ سکتا پس یا تو سیر و سیر آب کرو
اونہین ورنہ راہ نہ روکو اونکی کہ وہ زمین کی حشائش کہاتے پیتے چرتے
چراتے پہرتے رہین پس دروازہ کہولکے حضرت باہر چلے گئے قَالَتْ فَجِئْتُ
مُسْرِعَۃً اِلٰی اَخِی الْحَسَنِ ع فَقُلْتُ یَا اَخِیْ قَدْ کَانَ مِنْ اَمْرِ اَبِیْکَ اللَّیْلَۃَ
کَذَا وَکَذَا قَدْ خَرَجَ فِیْ ھٰذَا اللَّیْلِ الْغَلَسِ فَالْحَقْہُ یَا اَخِیْ حضرت ام
کلثوم ع فرماتی ہین کہ پہر دوڑکے مین حضرت امام حسن ع کے پاس آئی اور عرض
کیا کہ ای بہائی آج رات کو یہہ یہہ نوبت آئی اور اب وہ حضرت تن تنہا
اس اندہیری رات مین چلے گئے ہین پس آپ بہی اونسے جا ملیے فَقَامَ
فَتَبِعَہٗ وَلَحِقَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ الْجَامِعَ پس حضرت اوٹہے اور اثنای
راہ مین حضرت امیر ع کے پاس پہونچے فَقَالَ یَا اَبَتَاہُ مَا اَخْرَجَکَ فِیْ
ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَقَدْ بَقِیَ مِنَ اللَّیْلِ ثُلُثُہٗ پس عرض کی کہ ای والد
بزرگوار کیا باعث آپکی تشریف لانیکا ابہی سے ہوا حالانکہ ایک ثلث
شب باقی ہے فَقَالَ یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ خَرَجْتُ لِرُؤْیَا رَاَیْتُھَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ
وَاَقْلَقَتْنِیْ فَقَالَ لَہٗ خَیْرًا رَاَیْتَ وَخَیْرًا یَکُوْنُ پس فرمایا کہ ای نور دیدہ

مینے آج ایک خواب دیکہا تہا اوسکے قلق و اضطراب مین اتنی رات سے
نکل آیا حضرت امام حسن ع نے عرض کی کہ انشاء اللہ انجام بخیر ہے خوب ہے خواب
آپکا فَقُصَّھَا عَلَیَّ پس بیان فرمایئے مجہسے فَقَالَ یَا بُنَیَّ رَاَیْتُ کَاَنَّ
جَبْرَئِیْلَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ عَلٰی جَبَلِ اَبُوْ قُبَیْسٍ فَتَنَاوَلَ مِنْہُ
حَجَرَیْنِ وَمَضٰی بِھِمَا اِلَی الْکَعْبَۃِ وَتَرَکَھُمَا عَلٰی ظَھْرِہٖ وَضَرَبَ اَحَدَھُمَا
عَلَی الْاٰخَرِ فَصَارَ کَالرَّمِیْمِ ثُمَّ ذَرَّھُمَا فِی الرِّیْحِ فَمَا بَقِیَ بِمَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ
بَیْتٌ اِلَّا وَدَخَلَہٗ مِنْ ذٰلِکَ الرَّمَادِ اور فرمایا کہ اے فرزند دلبند مین کیا
خواب مین دیکہتا ہون کہ گویا حضرت جبرئیل آسمان سے کوہ ابوقبیس پر اوترے
اور دو پتہر وہانسے اوٹہا کے کعبہ پر لیگئے اور چہت پر اوسکی اونہین
رکہدیا پہر اس زور سے ایک کو دوسرے پر مارا کہ وہ سرمہ ہوگئی پہر اوڑادیا
اونہین ہوا مین اور کوئی گہر مکے اور مدینہ کا نہ بچا کہ جسمین کسیقدر وہ راکہہ
نہ پہونچی ہو فَقَالَ الْحَسَنُ ع وَمَا تَاْوِیْلُھَا فَقَالَ یَا بُنَیَّ اِنْ صَدَقَتْ
رُؤْیَایَ فَاِنَّ اَبَاکَ مَقْتُوْلٌ وَلَا یَبْقٰی بِمَکَّۃَ وَلَا بِالْمَدِیْنَۃِ بَیْتٌ
اِلَّا وَیَدْخُلُہٗ مِنْ ذٰلِکَ غَمٌّ وَّمُصِیْبَۃٌ مِنْ اَجَلِیْ فَیَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ یَا حَسَنُ
بِحَقِّیْ عَلَیْکَ فَارْجِعْ اِلٰی فِرَاشِکَ لِئَلَّا یَتَنَغَّصَ عَلَیْکَ نَوْمُکَ وَلَا
تَعْصِیْنِیْ فِیْ ذٰلِکَ پس فرمایا امام حسن علیہ السلام نے ای والد بزرگوار اسکی کیا
تعبیر ہے پس فرمایا کہ ایفرزند اگر یہہ خواب میرا صحیح ہوا تو تمہارا باپ قتل کیا
جائیگا اور مکہ اور مدینے مین کوئی گہر باقی نرہیگا بے اسکے کہ اس غم و
مصیبت کا اثر اوسمین نہ پہونچے پس ای خنکی چشم قسم تجہے میرے حق پدری
کی کہ اپنے بستر خواب کو پہر کہ تیری نیند بیچین ہو اور خبردار اس بات مین میری

نافرمانی نہ کرنا فرجع الحسن فوجد اختہ ام کلثوم قائمۃ خلف الباب تنتظرہ فدخل فاخبرہا بذلک وجلسا یتحدثان وہما محزونان حتی غلب علیہما النعاس پس واپس آئے حضرت امام حسن علیہ السلام پس پایا اپنی بہن ام کلثوم کو منتظر اپنا ڈیوڑہی مین کہ دروازے سے لگی کہڑی تہین پس حضرت گہر مین گئے اور خبر دی اونہین حال راہ سے اور بکمال حزن و ملال بیٹہکے آپسمین باتین کرتے کرتے سو گئے حضرات اسوقت یاد آگیا اضطراب حضرت ام کلثوم سے اضطراب عیال و اطفال خوردسال امام حسین علیہ السلام وہ اضطراب و اضطرار کہ خدا کسی دشمن کو بہی نصیب نہ کرے اس سفر مین تو حضرت امام حسین و حسن سے تسلی دینے والے تہے بجلاف کربلا کے کہ وہان کوئی تسلی دینے والا نہ تہا کجا وہ پروردہ ناز و نعم زینت بخش و تقیہ نبی کہان وہ صحرا نوردی و بادیہ پیمائی وہ دہوپ کا تڑاقا بہوک کا کڑاکا وہ جنگل کا سناٹا وہ خندق مین دہڑ دہڑ آگ کا جلنا وہ گہر کا زندون سے خالی ہوتے جانا وہ گہڑی گہڑی مردونکی لاشین آنا جن کا پسینا بہنا گوارا نہ تہا اونکے خون کے دریا بہتے دیکہنا وہ رن کا بولنا وہ لشکر عدو مین طبل و کوس کا گونجنا دہونسونکا بجنا ہر حملہ مین فوج عدو کا قریب ہوتے جانا امام حسین کا چٹیل دہوپ مین کہڑے رہنا گرد اگرد کی گرمین اٹہنا لوکے لوکو نپر صبر کرنا فوج عدو کا ٹوٹنا خیمہ گاہ کیطرف جانے سے روکنا شجاعون کا جوش ننہے بچونکا خروش گہوڑونکا ہنہنانا کمینونکا مقابلے پر آنا محکوم و زیر دست کی حکومت نادان دشمنون کی خصومت وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

کتبہ المذنب میر علی رضا غفرلہ

موعظہ بیسوان

تفسیر سورۂ والشمس اور اثبات نبوت عنوان جدید سے اور قصہ حضرت صالح نبی اور حال قدار غدار اور تشبیہ ابن ملجم کی اوس سے اور تشبیہ حضرت امیر ناقہ صالح سے اور شماوجہ شبہہ کا اور ذکر مصائب و فضائل اوسکے ذیل مین عنوان عجیب سے اور شہادت حضرت محسن و حضرت علی اصغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ قسم آفتاب عالمتاب کی اور اوسکے ضیاء بلند روشن کی یعنی اوس نور پر روشن کی کہ جو بعد بلندی آفتاب کے ظاہر ہوتا ہے اور قسم چاند کی جبکہ عقب آفتاب کے ظاہر ہو خلاصہ یہہ کہ آفتاب اور اوسکا ساتھی کہ جو اوسکے ساتھ لگا رہتا ہے اور اوسکی رفاقت مین بسر کرتا ہے کہ ادہر آفتاب نے مغرب مین غروب کیا اور ادہر چاند تارون کو ساتھ لیکے طلوع کیا اور قسم سورج اور چاند کی انکی عظمت کی سبب سے ہے کہ یہہ نہایت شریف مخلوق ہین رات دن کے بادشاہ ہین چنانچہ ساتھی اونکے اشارہ اونکی زمان سلطنت کیطرف بہی کیا اور فرمایا لف و نشر مرتب کے

طور پر وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ قسم دن کی جبکہ وہ روشن کردے آفتاب یعنے بحسب ظاہر نظر اہل عرف مین باعث طلوع شمس وجود نہار ہوتا ہے بطور برہان انی کے اگرچہ حقیقت مین اور برہان لمی کے طور پر طلوع آفتاب باعث وجود روز ہے بہرطور اہل عرف یہہ سمجھتے ہین کہ اگر دن نہو تو آفتاب نہ نکلے اور قسم رات کی جبکہ گہٹا کیطرح چہا جائے اوسی آفتاب پر اور مفسرون نے اور بہی معنے لکہے ہین کہ بخیال اختصار فروگذاشت ہوے اس قسم کہانے سے فقط غافلونکا خواب غفلت سے بیدار کرنا منظور ہے کہ وہ آنکہین نیند سے ملکے خوب غور سے دیکہین کہ دنیا مین کیا کیا عجیب و غریب اور عظیم الشان چیزین خدا نے پیدا کی ہین کہ جنکی وہ خود قسم کہاتا ہے اور ہمین روز دیکہتے دیکہتے مساوات ہوگئی ان خدا کی قدرتون کی قدر نہین رہی جیسا کہ نئے شہر مین جاکے وہان کے عجائب کی چندے قدر رہتی ہے اور پہر مساوات ہوجاتی ہے ہان جب آدمی پیدا ہوتا ہے اگر جب سکا ادراک درست ہوتا تو ضرور دنیا مین آکے یہان کے عجائب دیکہ کے بہت حیران ہوتا بلکہ دفعۃً اس خیمہ زنگاری اور چاند سورج کی ضیاباری اور زمین کی وسعت و فسحت دیکہکے ہلاک ہوجاتا اور یہی مصلحت ہے کہ حکیم علی الاطلاق انسان کو ضعیف البنیان اور گویا کہ بے حس و حرکت پیدا کرتا ہے اور اسی مقام سے اسکی بہی لم معلوم ہوتی ہے کہ لڑکپن مین بچون کو کیون زیادہ ہر چیز کی قدر ہوتی ہے بعد سن شباب نہ کہانا وہ لذت دیتا ہے نہ پانی نہ سیر نہ تماشا نہ کوئی قصہ نہ کہانی خلاصہ کلام معجز نظام یہہ ہوا کہ قسم اوس بادشاہ کی کہ جو دنکو اپنا جاہ و جلال زور و شور دکہاتا ہے اور قسم اوس بادشاہ کی جو سر شام سے زرق برق

لشکر تارون کا ہمراہ رکاب لاتا ہے جیسا کہ توریت مین ہے וַיַּעַשׂ
אֱלֹהִים אֶת־שְׁנֵי הַמְּאֹרֹת הַגְּדֹ
לִים אֶת־הַמָּאוֹר הַגָּדֹל לְמֶמְשֶׁלֶת הַיּוֹם
וְאֶת־הַמָּאוֹר הַקָּטֹן לְמֶמְשֶׁלֶת הַלַּיְ
לָה וְאֵת הַכּוֹכָבִים
اور بنائے خدا نے دو روشن جرم بہت بڑے اونمین سے بہی ایک جرم
بزرگ واسطے سلطنت روز کے اور چہوٹا جسم واسطے سلطنت شب کے اور بنایا
خوشبونکو یعنے تارون کو وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا
اور قسم آسمان کی اور اوسکے بنای مستحکم کی اور زمین کی اور اوسکی وسعت
وفسحت کی یعنے قسم ہماری اوس صناعی کی کہ جس سے ہمنے یہہ زنگاری
خیمہ بے طناب و ستون کے نصب کیا اور مردی فرش زمین فرسنگون تک
بچہا دیا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا اور قسم نفس کی اور اوسکی درستی کی یعنی قسم
اوس ہماری حکمت کی کہ جس سے ہمنے نفس انسانی کو کامل اور نقص سے
بری بنایا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا پس دلمین ڈالا اوسکے بدی اور
نیکی کو یعنے نیکی و بدی سب اوسے بتا دی خواہ دلمین ڈال کے یا دلیل عقلی و
نقل سے **نکتہ** منجملہ خواص انسانی یہہ ہے کہ اوسمین خدا نے دو قوتین
عطا کی ہین ایک بعض خوابون کا صحیح ہونا اور ایک شہادت قلبی یعنے دلمین
ایک امر واقعی کا دفعۃً خطور کر جانا اور یہہ خاص انسان ہی مین نہین حیوان مین بہی
پایا جاتا ہے چنانچہ مرغ تاریکی شب مین اور مسکن تاریک مین سے جہان انکا
تنفیس صبح کو ظاہر ہوئے فوراً اوانین دینے لگتی ہین حالانکہ آدمی کو قبل
دیکہنے سے بخوبی دفعۃً شناخت ممکن نہین ہوتی خصوصاً چاندنی مین مشتبہ ہوتا ہے

کہ جنگلی بن مین ہاتہیون کے پاؤن مین زخم ہو جاتا ہے زمین کی تاثیر سے اور
جہان وہ بیمار ہوئے تو ایک درخت ہوتا ہے کہ بالہام وہ قریب اوسکے گئے اور
خرطوم یعنے سونڈ سے اوسے اونہون نے گرایا اور پاؤن اپنا اوسکے چہال پر
ملا اور فوراً صحت پائی گائے کا بچہڑا کم سنی مین ہی اگر اوس سے جدا کر لیا جائے
تو بہی اوسے جب گابہ رہیگا تو وضع حمل کے وقت بالہام اوس سے وہی
معمولی حرکات و سکنات سرزد ہونگے کہ جو اوسکی بنی نوع مین مرسوم ہین
ایکبار مین نماز پڑہ کے تعقیبات و وظیفہ مین مشغول تہا کہ دفعۃً ایک مکڑی نے
ایک مکہی پر حملہ کیا قریب اوسکے پہونچکے مکڑی نے پہیر کہا کے دم کیطرف سے
حملہ چاہا اور مکہی کے دلمین خود بخود اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ بہی پہر بیٹہی اور مکڑی
نے پہر باوجود قرب اوسکے سامنے سے اسکا ارادہ نہ کیا بلکہ کترا کے اوسکی پشت
جا کے حملہ کیا اور اسطرحکی صدہا تجربے ہین پس معلوم ہوا کہ کسیقدر قوت الہام
والقا کی ہر ایک نفس مین ہے اور اسیطرح صحت خواب البتہ مزاج مختلف مین
بعضو نمین یہہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے اور بعضو نمین کم جیسا کہ تجربہ قطعی ہوا اور
یہہ بہی تجربہ معلوم ہے کہ صفتین اور کیفیتین بعض لوگون مین جو کم پائے جاتے ہین
اورون مین زیادہ ہوتی ہین ایک مین باتفاق پائے جاتے ہین دوسرے مین
ملکے کسی طور پر مثلاً اکثر لوگون مین بدصورتی اور حسن پایا جاتا ہو اور بعضو نمین
ایسا وہ بڑہ جاتا ہے کہ سیکڑون اور ہزارونمین وہ ممتاز ہو جاتا ہے اور اسیطرح
صفات باطنی بہی مثلاً جرأت و شجاعت ہر ایک شخص مین کسیقدر پائی جاتی
ہے اور بعضو نمین بہت زیادہ کہ اوس سے تعجب ہوتا ہے اور وہ شخص
ہزارون سے لڑتا بہڑتا ہے اور یہی حال زور کا ہے چنانچہ جناب میرزا

یوسف صاحب مرحوم و مغفور نیشاپوری کی حکایت مشہور ہے کہ
اونہون نے درخت او کہیڑ لیا یا سینے چیر ڈالے یا بعض اطفال کو قوت
حفظ ایسی بڑہی تہی کہ چار برس کے سن مین قرآن مجید تمام و کمال یاد کیا تہا
اور جب قرآن پڑہتے پڑہتے بہوکا ہوتا تہا تو رونے لگتا تہا جیسا کہ شہید
ثانی کی بعض مصنفات سے مستفاد ہوتا ہے اور اسیطرح عقل و فہم کا
بعض لوگو نمین ایسا پایا جاتا ہے کہ ضرب المثل ہو جاتا ہے چنانچہ یونان کی
عقل اور اسیطرح رستم کی طاقت اور حاتم کی سخاوت اور یوسف کا حسن
ضرب المثل خلاصہ یہہ کہ صحیح خواب اور دلمین القار و الہام کا ہونا ایک عام
صفت ہے کہ اکثر لوگون کو کبہی کبہی پائی جاتی ہے اور یہہ بعض لوگو نمین
کم و زیادہ بہی ہوتی ہے اور اور صفتون کیطرح یہہ بہی ممکن ہے کہ ملکی کی طور
حکمی کسی شخص مین حد سے زیادہ پائی جائے کہ باعث حیرت ہو اور اسیقدر
تحقق نبوت و صدق نبی کے لیئے کافی ہے چنانچہ ایخہ یعنے مراثی ارمیا
نبی سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوندا تیرا غضب بیت المقدس پر نازل ہوا او
برکت اوٹہگئی اور نبیون سے سچے خواب موقوف ہو گئے پس اسقدر نبوت کا
اثر ظاہر ہے کہ جسکا انکار نہین ہو سکتا اور حیف کا مقام ہے کہ بعضے خود پسند
کہ جو عقل صاف نہین رکہتے چند بد مذہبون کی سوداوی خیالات کتابونمین
دیکہہ کے دخل در معقولات کرنے لگتے ہین اور تدبر اختیار کرتے ہین حالانکہ
بہت چیزون کی کنہہ عقل متوسط سے پوشیدہ ہے اتنا اثر ظاہر نبوت کا
دیکہہ کے دلائل عقلی و نقلی اور تواتر معجزات اور قرائن حالیہ و مقالیہ صدق
راستی پا کے کیونکر شیطانی وسواسون پر اعتماد ہو سکے گا خلاصہ یہہ کہ

کچہہ مشکل نہین کہ اسطرح کی کیفیتین ملکی کی طور پر خدا بعض بندونمین عطا
کرے پس حیف کا مقام ہے کہ جس چیز کا نمونہ ہزارون زن و مرد بلکہ
حیوانات تک مین پایا جاتا ہے اوسے یہہ دشمن عقل محال سمجہہ کے نہین
مانتے اور خلاصہ یہہ ہے کہ یہی قوت منامات صادقہ و الہام و القاے
قلبی کی قدرت خدا اور تاثیر سرزمین وغیرہ سے کچہہ لوگون مین حاصل ہو گی
اور وہ بذریعہ اسکے کوائن کو معلوم کرتے رہے تا ان بعض کو علاوہ اسکے
ملائکہ سے ملاقات ہوئی یا خدا سے کلام ہوا بہر کیف ادنی درجہ رسالت کا
وہی ہے کہ جسکی نظیر بدیہی او مشاہد ہے اور باقی مدارج کی لم اگر عقل
متوسط مین نہ آسکے تو براہین قطعیہ اوسکی تصدیق کے لیئے کفایت کرتی
ہین قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ رستگار
ہوا وہ شخص کہ جسنے تزکیہ نفس کیا اور اوسے لوث نجاست گناہ سے پاک کیا
اور خائب و خاسر و زیان کار ہوا وہ شخص کہ جسنے اغوای نفس کیا اور اوسے
اوسی گناہ مین ملوث کیا كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰهَآ ۝ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا
تکذیب کی اور جہٹلایا قوم ثمود نے اپنی طغیانی اور بے ایمانی سے جبکہ اٹہا
ہوا قدار غدار کہ جو شقاوت مین اپنا ثانی نہ رکہتا تہا اور تمام قوم ثمود پر فوق
لیگیا تہا شقاوت و شرارت مین پوشیدہ نہ رہے کہ ثمود نام ہے ایک قوم و
قبیلہ کا عرب عاربہ مین سے کہ نام اونکا نام پر اونکے باپ کے رکہا گیا یعنی
اسم ثمود بن عابر بن ادم بن سام بن نوح اور قریہ انکا کنارہ دریا پر تہا
پورے چالیس گہر بہی نہو نگے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
ہے انکے نبی کا نام نامی حضرت صالح تہا سولہہ برس کے سن سے وہ

انکی ہدایت کو آئے تھے اور ایکسی بیس برس کے سن تک ہدایت کیا کیے
اور کچھہ مفید نہوا آخر الامر اسپر بنا ہوئی کہ یا وہ لوگ خدا سے کسی امر مشکل کی
درخواست کرین یا حضرت صالح اونکے بتون سے استفسار کرین اگر وہ
جواب دین تو فبہا نہین تو کذب بت پرستونکا ظاہر ہو پس وہ سب راضی
ہوئے اور ایک روز اونہون نے پشت قریہ پر ایک میدان مین سب بتونکو
نصب کیا پس حضرت صالحؑ نے بت بزرگ سے اونکے کہا کہ میری بات کا
جواب دے اوسنے کچھہ جواب ندیا انہون اوسکا نام و نشان پوچھا تو بولے
کہا یہہ ہمارا بڑا بت ہی اسکا جی نہین چاہتا تم سے بات کرنیکو دوسرے سے
پوچھو اوسنے بھی کچھہ جواب ندیا اسیطرح بتدریج سب سے پوچھا کسی بت نے
بات نہ کی بہت بن گئی پس وہ سب اپنے بتون کے آگے ہاتھہ باندہنے لگے
اور اونکے پاؤن پر گرنے لگے کہ تم کیون صالح کو جواب نہین دیتے تمہارے
بات نہ کرنے سے ہماری بات مین فرق آتا ہے اسپر بھی اونہون نے کچھہ
نہ کہا پہر انہون نے صالح سے کہا کہ یہہ تمسے آزردہ ہین اسی سے بات
نہین کرتے تم یہان سے ہٹ جاؤ پس حضرت صالح چلے گئے اور ثمود نے
تخلیہ مین اپنے بتون سے بہت لجاجت سی کہا کہ ہمپر رحم کرو اور کسیطرح
تو مونہہ سے بولو کہ صالح کے سامنے ہماری رسوائی نہو پہر صالح کو بلایا
اور اونہون نے جب کلام کیا تو کچھہ بھی جواب نپایا آخر الامر حضرت صالح
نے فرمایا کہ آجکا دن تو تمام ہوا بتونسے ہرگز کلام نہوا اب بھی اگر جی چاہے تو
میرے خدا سے کوئی درخواست کرو اور دلی مراد لو پس اونمین سے ستر آدمی
حضرت صالح نے چنے کہ جو مسلم الثبوت سبکے نزدیک تھے اور اونہین کو ساتھ

لیگئے پس اونہون نے عرض کی کہ اے صالح اگر تمہارا خدا ہماری حاجت بر لایا
تو ہم سب تمسے بیعت کرینگے پس حضرت صالح نے فرمایا کہ جو کچھہ تمہین مانگنا ہو خدا سے
مانگو اونہون نے عرض کی کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ اس پہاڑ سے جو
قریب ہمارے ہے ایک ناقہ اشقر سرخ رنگ پشم دار پورے دنون کے
پیٹ سے پیدا ہو اور فاصلہ اوسکے ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک میل بہر کا
ہو حضرت نے فرمایا کہ ہرچند یہہ سوال تمہارا مجھہ بندۂ ناچیز عاجز پر نہایت
سخت و دشوار ہے لیکن میرے خدا کے سامنے اسکی کچھہ اصل نہین یہہ کہکے
اونہون نے بگریہ و زاری درگاہ باری مین دعا کی فی الفور وہ پہاڑ شق ہوا
اور ایک ایسی مہیب آواز آئی کہ قریب تہا کہ اونکے ہوش اوڑ جائین اور اوس
پہاڑ پر ایسا اضطراب طاری ہوا کہ جیسے زن حاملہ پر دردزہ سے طاری
ہوتا ہے اور دفعۃً سر ناقہ شگاف کوہ سے پیدا ہوا اور متصل اوسکے گردن
اور باقی بدن ظاہر ہوا اور وہ سب آئینہ سان حیران ہوگیے اور کہا کہ آپکے خدا
کیا جلد خدا نے تمہاری دعا قبول کی اب یہہ دعا کرو کہ ابھی اس ناقہ کے بھی
ایک بچہ پیدا ہو پس حضرت نے دعا کی بمجرد دعا اوسکے بچہ پیدا ہوکے اپنی
ماکے گرد پہرنے لگا پہر حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس اب تو تمہین کچھہ عذر
نہین رہا اونہون نے عرض کی کہ اب آپ تشریف لیچلین کہ ہم اپنی قوم سے
یہہ ماجرا بیان کرکے اونسے آپکے لیئے بیعت لین پس گہر تک پہونچتے پہونچتے
ابلیس پر تلبیس نے اونمین سے چونسٹھہ آدمیون کو گمراہ کر دیا تا اینکہ سب
منکر ہوگئے فقط چھہ آدمی ثابت قدم رہے آخر الامر نوبت باینجا رسید کہ
اون چھہ مین سے بھی ایک مرتد ہوگیا اور فقط پانچ آدمی ثابت قدم رہے

آخرالامر قوم سراپا لوم کو وہی تمرّد رہا اور سب کہا کیے کہ یہہ سانحہ کچھہ سحر ہی
اور کچھہ دروغ بیفروغ اور اون جمہ مین سے جو ایک شخص مرتد ہوا تہا وہ بھی
پے کر نہین ناقہ کے شریک ہوا راوی لکھتا ہے کہ مینے یہہ حدیث
سعید بن یزید سے بیان کی کہ جو ہمارے احباب مین سے تہا پس اوسنے
کہا کہ ملک شام مین مینے بچشم خود اوس پہاڑ کو دیکہا کہ پہلو سے اوس ناقہ کی
اوسمین نشان ہو گیا ہے جیسے چہلجاتا ہے اور ایک اور پہاڑ اوسکے مقابل
مین ہے کہ فاصلہ اون دونون کے درمیان مین بقدر ایک میل کے ہے اور
حضرت امام ہمام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے تفسیر مین کریمہ
وَكَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ یعنے جہٹلایا قوم ثمود نے اپنے ڈرانیوالون کو
یعنے پیغمبرون کو کہ جو عذاب خدا سے ڈراتے تہے کہ یہہ آیہ اس بارہ مین آیا
کہ ثمود نے تکذیب حضرت صالح کی کی اور کبہی کسی قوم کو جناب باری نے
عذاب سے ہلاک نہین فرمایا مگر یہہ کہ پہلے اونکی ہدایت کے لیئے پیمبرون کو
بہیجا ہو تا کہ وہ اونپر دلائل حقہ قائم کرکے اتمام حجّت فرمالین پس بہیجا خدا نے
حضرت صالح کو قوم ثمود کیجانب پس دعوت کی اونہون نے اپنی قوم کو خدا کی
طرف پس اونہون نے فرمان برداری نہ کی اوس جناب کی اور نہایت
سرکشی کی اور اونسے کہا کہ ہم تمہارا ایمان نہ لائینگے تا اینکہ اس پتہر سے
ہمارے لیئے ظاہر کرو ایک ناقہ حاملہ اور اوس پتہر کو وہ پوجتے تہے اور
ہر سال اوسکے پاس قربانی کرتے تہے اور نہایت تعظیم و تکریم اوسکی کرتے تہے
پس حضرت نے دعا کی اور خدا نے پتہر سے پیدا کر دیا اوس ناقہ کو حسب
درخواست قوم ثمود کے پہر خدا نے وحی کی حضرت صالح پر کہ تم ان لوگون کو

کہ ایک روز کا پانی تو تم لوگ پیو اور دوسرے دن کا ناقہ پیے گا اوسمین
تمہارا حصہ نہین چنانچہ جو روز پانی پینے کا ہوتا تہا اوسدن سب پانی وہی پی جاتا تہا لیکن وہ دودہ اسقدر
دیتا تہا کہ ہر ایک صغیر و کبیر و برنا و پیر اوسکے شیر سے سیر ہوتا تھا اور دوسرے
دن وہ ناقہ نہ اونکا پانی پیتا تہا نہ اپنا دودہ اونہین دیتا تہا پس کئی برس
اسی حالپر گزر گئے پہر اونہین شیطان نے ورغلایا کہ اونہون نے کہا کہ
ہرگز اسپر راضی نہین کہ ایکدن تو پانی پائین اور دوسرے دن اوس سے
محروم رہجائین ایسا کون ہے کہ اس ناقہ کو قتل کرے اور مزد مین اوسکی
ہمسے مال کثیر و زر خطیر لے پس ایک شخص احمر اشقر ازرق ولد الزنا کہ جسکے باپکا
کچہہ پتا نہ تہا اور قدار اوس غدار کا نام تہا وہ اوس بیگناہ کے قتل پر آمادہ
ہوا کنارہ دریا پر جانے مین متعرض نہوا لیکن پہرکے آتے مین وہان سے
اوسنے ایک ضربت اوسکے پاؤنپر لگائی اور کچہہ ضرر نہوا پس دوسری ضربت
مین اوسکے پے کیا اور بچہ اوسکا بیتابی سے پہاڑ پر چڑہ گیا اور تین بار اضطراب
سے اوسنے مونہہ اوٹہا کے آسمان کو دیکہا اور بہت دردناک آواز سے
استغاثہ جناب باری سے کرنے لگا پہر تمام قوم سراپا لوم ٹوٹ پڑے
اور ناقہ کو پرزے پرزے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گوشت اوسکا آپسمین
بانٹ کے کہا گئے یہہ حال دیکہہ کے پیغمبر خدا کو بڑا صدمہ ہوا اور اونپر وحی
نازل ہوئی کہ تمہاری امت نے بڑی نافرمانی و سرکشی کی اب اونہین
خبر دو کہ اگر توبہ کرنا ہے کرلین نہین تو تین دنمین اونپر عذاب نازل ہوگا پس
انہون نے کہا کہ جسکا تم وعدہ کرتے ہو اوسے جلد لاکے ہمپر نازل کرو اگر
راستگو ہو اونہون نے فرمایا کہ ایہا النّاس کل تمہارے مونہہ زرد ہونگے اور پرسون

سرخ اور اترسون سینا اور ویسا ہی ہوا اور باہم ایک نے دوسرے کو سمجھایا
مگر سرکشون کی سرکشی اور دوچند ہوتی گئی اور کہنے لگے کہ اگر ہمین صالح کے
کلام کا یقین بھی ہو جائیگا تو کبھی ہمسے ممکن نہوگا کہ ہم پرستش چھوڑ دین اون بتون کی
کہ جنہین ہمیشہ ہمارے بزرگ پرستش کرتے چلے آئے الغرض جب تیسرا دن
بھی تمام ہوا اور چوتھی شب آئی تو جبرئیل امین نے نصف شبکو ایک ایسا نعرہ مارا کہ
کہ اونکے کان کے پردے پھٹ گئے اور دل تھرا گئے اور کلیجے شق ہو گئے اور
اس عرصہ مین اونہون نے غسل وکفن کر رکھا تھا اور خوب جان چکے تھے
کہ عذاب الٰہی سے نہ بچینگے پس آواز جبرئیل سے فوراً سب ہلاک ہو گئے اور
اپنے مکانون اور بسترون مین مرے پڑے رہے اور علاوہ آواز بعد اوسکے
خدا نے آسمان پر سے آگ بھی اونپر برسائی کہ وہ سب جلگئے اور اسیکی طرف
اشارہ فرماتا ہے جناب باریتعالیٰ قرآن مجید مین اور فرماتا ہے فَقَالَ لَهُمْ
رَسُولُ اللهِ نَاقَةَ اللهِ وَسُقْيٰهَا پس کہا اونسے یعنے قوم ثمود سے
رسولخدا یعنے حضرت صالحؑ نے کہ متعرض حال نہو خدا کے ناقہ کے اور اوسکے
پینے کے یعنے اوسکی جان نلو اور اوسپر پانی نہ بند کرو فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا
پس تکذیب کی اونہون نے اونکی اور پے کیا اوسکی یعنے سب سبب قتل ہوے
گو کہ اصل مباشر قدار غدار تھا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا
پس عذاب نازل کیا اونپر اونکے خدا نے بسبب اونکے گناہون کے پس کامل و
استوار اور درست طور پر عذاب نازل کیا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا اور انجام
کار کی کچھ بھی پروا نکی یعنے بخوف و دہشت اونپر عذاب نازل کر دیا یعنے
چیونٹی یا کھٹمل کیطرح مل ڈالا رائی کے دانون کیطرح کولہو مین دل ڈالا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَيْلِ خُطْبَتِهِ الشَّرِيفَةِ الطَّوِيلَةِ یعنے جناب
رسالتمآبؐ سے ذیل مین ایک طولانی خطبہ کے منقول ہے کہ اونسے حضرت
امیر المومنین علیہ السلام نے اثنای خطبہ مین پوچھا مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِي
هٰذَا الشَّهْرِ افضل اعمال کون عمل خیر ہے اس مہینے مین فَقَالَ يَا اَبَا الْحَسَنِ
اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِي هٰذَا الشَّهْرِ اَلْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ ثُمَّ بَكٰى حضرت نے
فرمایا کہ اے ابوالحسن افضل اعمال اس مہینے مین پرہیزگاری ہے اون
چیزون سے کہ جنہین خدا نے حرام کیا ہے یہہ فرماکے حضرت رونے لگے
حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ مینے عرض کی مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُولَ اللهِ
یعنی کس چیز نے آپکو رولایا یا رسول خدا فَقَالَ يَا عَلِيُّ اَبْكِي لِمَا يُسْتَحَلُّ
مِنْكَ فِي هٰذَا الشَّهْرِ كَاَنِّي بِكَ وَاَنْتَ تُصَلِّي لِرَبِّكَ وَقَدِ انْبَعَثَ
اَشْقَى الْاَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ شَقِيقُ عَاقِرِ نَاقَةِ ثَمُودَ فَضَرَبَكَ ضَرْبَةً
عَلٰى قَرْنِكَ تُخْضَبُ مِنْهَا لِحْيَتُكَ پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی روتا ہون
مین اوس مصیبت پر کہ جو تمپر نازل ہونیوالی ہے اس مہینے مین گویا مین
تمہین دیکھتا ہون کہ تم نماز بے نیاز مین مصروف ہو اور ایستادہ و آمادہ ہوا
اشقی ترین اولین وآخرین شقیق یعنے بھائی اور مانجایا عاقر ناقہ ثمود یعنے
قدار غدار کا پس اوسنے ایک ضربت تمہارے سر پر لگائی کہ بسبب اوسکے
خون کا خضاب ہوگا تمہاری ڈاڑہی پر قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَ وَذٰلِكَ فِي
سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي یعنے اوسوقت میرا دین وایمان تو سالم ہوگا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہان پھر فرمایا کہ یا علی جو
تمہین قتل کرے اوسنے مجھے قتل کیا اور جسنے تمسے عداوت کی اوسنے مجھسے

عداوت کی جسنے تمہاری مذمت کی اوسنے میری مذمت کی اسلیئے کہ تم جان
و روح ہو میری اور طینت تمہاری میری طینت سے ہے خدا نے مجھے
اور تمہین ساتھہ آفریدہ کیا اور مجھے نبوت کے لیئے اور تمہین امامت کے
واسطے برگزیدہ کیا پس جسنے تمہاری امامت کا انکار کیا اوسنے میری
نبوت کا انکار کیا ای علی تم وصی میرے ہو اور میرے فرزندونکے والد ہو
اور میری پارہ جگر کے شوہر ہو اور میرے جانشین ہو میری امت پر حیات مین
بہی میری اور میری وفات کے بہی بعد حکم تمہارا حکم میرا ہے اور منع کرنا تمہارا منع
میرے منع کرنیکے ہے قسم کہاتا ہون مین اوس پاک پروردگار کی کہ جسنے مجھے
نبوت کے واسطے بہیجا اور تمام عالم پر فضیلت دی کہ تم حجت خدا ہو خلق خدا
اور رازدار خدا کے ہو اور مثل آدم خلیفہ خدا ہو اوسکے بندون پر و اخطا کہتا ہے مجھے
کہ اس حدیث مین یہہ جو وارد ہوا کہ شَقِیقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ ثَمُودَ تو مراد اس سے
بہائی قاتل ناقے کا ہے اور نظیر اوسکا اور مصداق سگ زرد برادر شغال
اور مقصود اوس سے تشبیہ ہے اسواسطے کہ اکثر ایک بہائی دوسرے سے
مشابہ ہوتا ہے خصوصًا جبکہ حقیقی بہائی ہون جیسا کہ وہ مفاد لفظ شقیق کا
ہے پس مراد حضرت کی شقیق سے معنی مطابقی اوسکے نہین بلکہ مشابہت کہ
جو شقیق کے معنون کو عرفًا لازم ہے بطور دلالت التزامی کے اور عرف مین
ایسا لزوم محل تامل نہین گو عقلاً نہوا اور ظاہر ہے کہ بناے حکم اکثر پر ہوتی ہے
اور اکثر کلیہ اکثریہ ہوتی ہین گو کبہی اوسکے خلاف بہی ظاہر ہو چنانچہ بعض مورخین
نے لکہا ہے کہ جب حاتم طائی اس دار فانی سے فنا ہو گیا تو حاتم طائی کے بہائی نے
اوسکا طریقہ اختیار کیا اور اوسکے قدم باقدم چلنے لگا جب اوسکی مان نے یہ حال

سنا تو اوسے پاس بلا کے کہا کہ اے فرزند یہہ زحمت تو نے کیون اختیار
کی ہے اوسکی پیروی سے ہاتہہ اوٹہا ہر ایک کی بات اوسیکے ساتہہ ہے سے
ہر کسی را بہر کاری ساختند ؎ یہہ سنکے طائی کے بہائیکو غصہ آیا اور جہنجلا کے
اوسنے کہا کہ میرے بہائیکے سر پر کیا سُرخاب کا پر تہا ایک ہی باپ ایک ہی مان
جو وہ کرتا تہا مجہسے کیون نہ انجام پائیگا اوسکی مان نے کہا کہ بیٹا ابہی تمہین اتنا
تجربہ نہین ہم بڑے جہان دیدہ ہین کچہہ کہوگے سیکہوگے سے طلب مکن
ز جوانان کمال پیرانرا ؎ کہ ہست خواستن میوہ از بہار غلط ؎ کہان تم کہان وہ
سے چہ نسبت خاک را با عالم ؎ جب تم کم سنی مین دودہ پیتے تہے تو تمہارے
دودہ پیتے مین جو اتفاقًا کوئی لڑکا آجاتا تہا تو تم اس ڈرسے کہ کہین وہ
تمہارا شریک نہو جائے اتنا روتے تہے کہ روتے روتے ہچکیان بندہجاتی
تہین اور چیختے چیختے سارا گہر سر پر اوٹہا لیتے تہے کسیطرح چپ نہوتے تہے
جبتک کہ وہ بچارا اوماسے ہٹا نہ دیا جائے اور حاتم نے کبہی دودہ نہین پیا
جبتک کہ کوئی اور لڑکا اوسکے ساتہہ شریک نہین ہوا

الحاصل

حضرت کو منظور تشبیہ دینا قاتل کا ہے عاقر سے اور لازم ہے اوسی تشبیہ
مقتول کی معقور سے پس فقرۂ مذکورہ مین دو تشبیہین ہین پہلی تشبیہ تو
منطوق کلام مین ہے اور تفصیل اوسکی مقتضی ہے بحث کو ارکان تشبیہ
مذکورسے پس پوشیدہ نرہے کہ مشبہ ابن ملجم الجمہ اللہ بلجام النار قاتل
حیدر کرار غیر فرار ہے اور مشبہ بہ قدار غدار ہے کہ جسنے ناقہ ثمود کو پے
کیا تہا اور ابہی اوسکا قصہ بیان کیا گیا اور وجہ شبہ کئی امر ہین پہلے
یہہ کہ عاقر عرب عاربہ مین سے تہا اور قاتل عرب مستعربہ مین سے تہا

دوسرے یہہ کہ قدار غدار کیطرح ابن ملجم ملعون بہی ولدالزنا تہا
دلیل اول وہ احادیث ہین کہ قصۂ قدار مین گزری اور دلیل ثانی عنقریب
آتی ہے اور موید اوسکے عموم اون احادیث کا ہے کہ جو اسپر دلالت کرتے
ہین کہ ہر ایک دشمن اہلبیت کا ولدالزنا ہے تیسرے یہہ کہ فقط قدار نے
ناقے کو پے نہین کیا بلکہ اور بہت سے سرکش بانی اس امر عظیم کے ہوے
اور قدار کو اونہون نے ورغلانا اور یہان بہی فقط ابن ملجم بانی اس ظلم عظیم کا
نتہا بلکہ معاویہ عاویہ وغیرہ نے اوسے بہڑکایا تہا خصوصًا قطام ملعونہ نے
چنانچہ شب ضربت بہی وہ ملعون اوسی ملعونہ کے گہر مین تہا اور نہایت
فریفتہ اور دلدادہ اوسکا تہا اور مدت دراز سے طالب وصل تہا اور وہ
ہمیشہ اسکو لطائف الحیل مین ٹالتی تہی آخر الامر اوس ملعونہ نے مہر اپنا
سر مبارک حضرت امیر المومنین علیہ السّلام قرار دیا **الحاصل**
بعض روایات مین وارد ہے وَكَانَ ابْنُ مُلْجَمٍ اللَّعِينُ قَدْ بَاتَ
فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عَلَى فِرَاشِهِ يَتَفَكَّرُ فِي نَفْسِهِ إِذْ أَتَتْهُ قَطَامُ الْمَلْعُونَةُ
وَنَامَتْ مَعَهُ فِي فِرَاشِهِ وَقَالَتْ يَا هٰذَا مَنْ يَكُونُ عَلَى هٰذَا الْعَزْمِ
أَيَرْقُدُ قَالَ الْمَلْعُونُ وَاللّٰهِ أَقْتُلُهُ لَكِ السَّاعَةَ خلاصہ یہہ کہ شب ضربت
ابن ملجم ملعون اپنے بستر پر پس و پیش کر رہا تہا کہ ایسے امر عظیم کو کیونکر انجام
دیسکونگا اور شیر خدا صفدر صف شکن کو کسطرح تہ تیغ بیدریغ کرونگا کہان
وہ کہان مین اونکے رعب سے شیر کا زہرہ آب ہوتا ہے قاف سے قاف تک
اونکی شجاعت کا شہرہ ہے علاوہ یہہ کہ میرے محسن ہین کس حال خراب کے
اونکے پاس آیا اور اپ اونکی بدولت خلق مین کیسا عزت و اعتبار پایا مجہے

اونہون نے خاک سے پاک کیا فاقہ و فقر خوف و خطر ہر طرح کے ضرر سے
بیباک کیا یہہ کس دین و مذہب مین ہے کہ مین اونسے خطا کرون اونکی بڑی
احسانون کو بہلا دون اسی تصور مین تہا کہ قطام اوسکے پاس آئی اوسے
قریب دیکہہ کے اسکی تن ہیجان مین جان آئی اوسپر یہہ طرہ کہ اوسنے آتےہی
اختلاط شروع کیا اور یہہ نعمت غیر مترقبہ دیکہہ کے اپنے جامہ سے باہر
ہوگیا مشہور ہے وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد
جبکہ اسطرحسے اوس مکارہ نے اس لعین کا اشتیاق بڑہایا اور اپنے
اور زیادہ ہوس کی تو اوسنے کہا کہ ابہی اور کچہہ ارادہ نکر تا میرے وعدے پر
تو نے وفا نہ کی مجہہ سے کا ہیکی تجہے امید ہے غور نہین کرتا کہ جو ایسا ارادہ
رکہتا ہو اوسے بستر پر سونا کب روا ہوگا اوس شقی نے کہا کہ تو خاطر
جمع رکہہ اب تہوڑی دیر مین حضرت کو تیری خاطر سے شہید کرتا ہون
اونکا سر تجہے ایکدم مین لا دونگا تجہہ سے جو قول ہار چکا ہون اوسے
ضرور پورا کرونگا فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع وَثَبَ وَقَالَ
هَلُمِّي إِلَيَّ بِالسَّيْفِ الْمَسْمُومِ فَأَخَذَ وَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَوَقَعَ
عَلَى فِرَاشِهِ كَأَنَّهُ نَائِمٌ پس سنے جب آواز حضرت کی آواز کی سنی تو
دفعتہ جست بہر کے اوچہلپڑا اور قطام سے کہنے لگا کہ جلد مجہے زہرآلود
تلوار اوٹہا دے کہ اب تیرے مطلب بر آنیکا موقع ہے جبتک مین مسجد
جاؤنگا وہ جناب مشغول نماز ہونگے اور مین سن چکا ہون اونہین
فرماتے ہوے کہ ہر وقت بدن شریف آہن و سنگ سے بہی زیادہ سنگلاخ
ہوتا ہے مگر نماز مین خوف بے نیاز سے موم ہو جاتا ہے پس یہی تلوار کی

اثر کرنیکا وقت ہے یہہ کہکے تلوار ہاتہہ مین لی اور کعبۂ دین ڈہانے کو
مسجد کی راہ لی چوتھے محو کرنا ایسے مخلوق شریف کا کہ جو دلیل وجود
ذیجود خدا اور معجزۂ رسولخدا ہو پانچوین خون ناحق کرنا دوسری تشبیہ
مفہوم کلام خیر الانام سے مفہوم ہوتی ہے اور اوسکے ارکان کا بیان کرنا
مناسب ہے پس مشبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین وہ امام ہمام
کہ جنکے فضائل ومناقب بحر مواج کیطرح موجزن ہین اور کوئی جن وانس
اونکی تہا نہین پا سکتا اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منقول ہے مَا عَرَفَ اللہَ اِلَّا اَنَا وَعَلِیٌّ وَمَا عَرَفَنِی اِلَّا اللہُ وَعَلِیٌّ
وَمَا عَرَفَ عَلِیًّا اِلَّا اللہُ وَاَنَا نہین پہچانا خدای عز وجل کو مگر مینے
اور علی نے اور نہین پہچانا مجہے مگر خدا نے اور علی نے اور نہین پہچانا علی
کو مگر خدا نے اور علی سے نے لَوْ کَانَ الْاَشْجَارُ اَقْلَامًا وَالْاَبْحُرُ مِدَادًا
وَالْجِنُّ کُتَّابًا وَالْاِنْسُ حُسَّابًا مَا اَحْصَوْا فَضِیْلَۃً مِنْ فَضَائِلِ
عَلِیٍّ اگر دنیا بہر کے سب درخت قلم ہوکے قلم ہوجائین اور سب دریا سیاہی
بن جائین اور جن لکہین اور انسان شمار کرین تو بہی احاطہ نکر سکینگے کسی فضیلت
پر جناب امیر علیہ السلام کی فضیلتون مین سے اور جناب مفتی صاحب فرماتے مین

قلم باید کہ از اشجار باشد ✤ مداد از ابحر و خار باشد
شود عمر خلائق صرف مدحش ✤ رقم انگہ شود یک حرف مدحش

اور مشبہ بہ ناقۂ ثمود ہے کہ ابہی جسکا حال بیان ہوا اور وجہ شبہہ
کئی امر ہین پہلی یہہ کہ قاتل حضرت مثل عاقر ناقہ ولد الزنا تہا دوسری
اون دونون کا خون ناحق کرنا جیساکہ یہہ دونون امر سابق مین بہی گزرے

تیسرے یہہ کہ باتفاق عقلا حیوان جنس انسان ہے پس تشبیہ حضرت
ناقہ سے بہت چست و درست ہوگی چوتہے یہہ کہ حضرت اپنے نوع مین اکمل
تہے اسیطرح وہ ناقہ اپنے ہمجنسون سے یعنے تمام حیوانات سے افضل تہا
پانچوین سب ناقون مین سے ولادت اوسکی نئی طور پر ہوئی تہی کہ سب تو شکم
مادر سے متولد ہوتے ہین اور وہ پتہر سے پیدا ہوا اوسیطرح ہمارے
حضرت کی ولادت با سعادت سب مولودون کے برخلاف ہوئی کہ جب انکی
والدۂ ماجدہ کو درد زہ عارض ہوا تو بالہام خدا وہ اوسی حالت مین مضطربانہ
کعبہ کیطرف روانہ ہوئین اور زید بن قعنب وغیرہ کے سامنے خدا نے دیوار
کعبہ کو شق کیا اور وہ داخل کعبہ ہوئین اور بعد عرصۂ دراز کے کہ بنابر بعض
روایات تین دن کا زمانہ تہا پہر وہ خانہ کعبہ سے برآمد ہوئین جناب امیر علیہ السلام
کو دست مبارک پر رکہے ہوے اور فرماتی جاتی تہین کہ شکر ہے اوس خدا کا
کہ جسنے مجہے آسیا زوجۂ فرعون اور مریم بنت عمران پر ترجیح دی کہ اونہون نے
بہشت کے میوے بعد وفات پائے اور مین نے حیات مین کہائے چہٹے
جیساکہ ایذا رسانی پر ناقہ خدا کے تمام امت حضرت صالح نے اتفاق کر لیا تہا
اوسیطرح نافرمانی وایذا رسانی جناب امیر المومنین علیہ السلام پر سب امت
جناب رسالتمآب نے اتفاق کر لیا تہا چنانچہ آخر خطبہ قاصعہ مین فرماتے ہین
اَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَیْدَ الْاِسْلَامِ وَعَطَّلْتُمْ حُدُوْدَہٗ وَاَمَتُّمْ اَحْکَامَہٗ
اَلَا وَقَدْ اَمَرَنِیَ اللہُ بِقِتَالِ اَھْلِ الْبَغْیِ وَالنَّکْثِ وَالْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ
فَاَمَّا النَّاکِثُوْنَ فَقَدْ قَاتَلْتُ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَقَدْ جَاھَدْتُ
وَاَمَّا الْمَارِقَۃُ فَقَدْ دَوَّخْتُ وَاَمَّا شَیْطَانُ الرَّدْھَۃِ فَقَدْ کُفِیْتُہٗ

بصعقة سمعت لها وجبة قلبه ورجة صدره وبقيت بقية من اهل البغي
ولئن اذن الله في الكرة عليهم لاديلن منهم ما يتشذر في اطراف
الارض تشذرا انا وضعت بكلاكل العرب وكسرت نواجم قرون
ربيعة ومضر وقد علمتم موضعي من رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم بالقرابة القريبة والمنزلة الخصيصة وضعني في حجره
وانا وليد يضمني الى صدره ويكنفني في فراشه ويمسني جسده
ويشمني عرفه وكان يمضغ الشيء ثم يلقمنيه وما وجد لي كذبة
في قول ولا خطلة في فعل ولقد قرن الله به من لدن كان
فطيما اعظم ملك من ملائكته يسلك به طريق المكارم ومحاسن
اخلاق العالم ليله ونهاره ولقد كنت اتبعه اتباع الفصيل
اثر امه يرفع لي في كل يوم علما من اخلاقه ويامرني بالاقتداء
به ولقد كان يجاور في كل سنة بحراء فاراه ولا يراه غيري
ولم يجمع بيت واحد يومئذ في الاسلام غير رسول الله و
خديجة وانا ثالثهما ارى نور الوحي والرسالة واشم ريح النبوة
ولقد سمعت رنة الشيطان حين نزل الوحي عليه فقلت يا
رسول الله ما هذه الرنة فقال هذا الشيطان قد ايس من
عبادته انك تسمع ما اسمع وترى ما ارى الا انك لست
بنبي ولكنك لوزير وانك لعلى خير الى آخر كلامه خص بصلوات الله
وسلامه آگاہ ہو تحقیق کہ قطع و برید کیا تمنے قید و بند اسلام کو اور معطل
کر دیا حدود خدا کو یعنے اوسکے حلال و حرام کو بالائی طاق نسیان رکھدیا

اور مثل مردہ کے احکام خدا کو بیکار کر دیا آگاہ ہو کہ حکم دیا مجھے خدا نے
مقاتلہ و محاربہ کا باغیون سے مثل اہل شام شومیہ یعنے معاویہ عاویہ وغیرہ کے
اور خدا نے مجھے مامور بھیجا و اہل نکث کیا یعنے وہ لوگ کہ جنہون نے بیعت
شکنی کی مثل اصحاب جمل یعنے طلحہ و زبیر و عائشہ طائشہ اور اونکے
پیرووں کو اور جنگ و جدل کا اون لوگون سے کہ جو فتنہ و فساد برپا کرتے ہین
روی زمین پر اور مراد اس سے مارقین ہین کہ جو دین سے خارج ہو گئے
مثل خوارج کے لیکن بیعت شکنی کرنیوالے پس مقابلہ و مقاتلہ کیا یعنے
اونسے اور لیکن قاسطین پس جہاد کیا یعنے اونپر اور لیکن مارقین پس ذلیل و
خوار کیا یعنے اونہین لیکن دیو ردہہ پس بدرستیکہ کفایت کیا گیا مین ساتھ
اوسکے اور محفوظ رہا اوسکے شر سے بسبب ایک آواز بلند مہیب کے کہ سنا
یعنے بسبب اوسکے اضطراب قلب اوسکا اور ہلنا اوسکے دل کا بعض احادیث
معتبرہ مین وارد ہے کہ بوقت حرب ضرب حضرت ایسی آواز مہیب سے
چیخے اور ذو الثدیہ کو اسطرح سے ڈانٹا کہ اوسکا دل ہل گیا اور بید کی طرح
وہ تھرانے لگا اور بیتاب ہو گئے کہ وہ بے شکوہ ردہہ مین فرار کر گیا اور
لوگون نے اوسے وہان بیجان پایا اور اب بہت کم باغی باقی رہگئے ہین
یعنے معاویہ اور عمر عاص وغیرہ اور اگر پھر حکم دیا مجھے خدا نے اونپر حملہ
کرنیکا تو مین دولت و ثروت دنیا اونکی اونسے دفعۃ پھیر لونگا مگر یہہ کہ
متفرق ہو جائین اطراف عالم مین خلاصہ یہہ کہ اونہین متفرق
و پراگندہ کر کے حکومت وطن سے دور کر دونگا مین وہی علی ہون کہ پست
کر دیا مینے بڑے بڑے عالی رتبہ اور رئیسان عرب کو اور توڑ دیا مینے فرقکو

قبیلہ ربیعہ و مضر کے اور اون سبکو زیروزبر کردیا اور بخوبی تم جانتے ہو
کہ پیغمبر کے نزدیک میری کیسی قدر و منزلت تھی بسبب قرابت قریبہ کے
اور کیا میرا رتبہ عالی تھا اور کیا مجھے اونسے خصوصیت تھی کہ وہ مجھے اپنا
فرزند جانتے تھے جب مین متولد ہوا تو اونہون نے مجھے اپنی گود مین لیا
اور سینہ سے لگایا اور گود مین لیکے اور چھاتی سے لگاکے مجھے سلاتے
تھے اور اپنی چھاتی پر لٹاتے تھے اور میرا بدن اپنے جسم مبارک سے مس کیا
کرتے تھے اور مجھے اپنی مہک و لپٹ سنگھاتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کہ
حضرت نے اپنے مونہہ سے نوالہ چباکے میرے مونہہ مین دیا اور باوجود
اس قرب کے کبھی کوئی بدفعلی یا دروغگوئی میری نہین دیکھی اور خدا نے
لڑکپن سے ایک فرشتے کو اونکا مصاحب گردانا تھا یعنے جبرئیل امین کو
کہ وہ کہاتا تھا وہی فرشتہ راہ بزرگیون کی اور سکھاتا تھا اخلاق پسندیدہ
اونہین روز و شب اور مین اونکے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور اونکے ساتھہ
اسطرح سے لگا رہتا تھا کہ جیسے ناقہ کا بچا اوسکے ساتھہ ہر وقت پڑا رہتا ہے
اور ہر روز وہ جناب بلند فرماتے تھے میرے واسطے ایک نشان اپنے
اخلاق حمیدہ سے اور حکم کرتے تھے مجھے اپنی پیروی کا اور ہر سال تشریف
فرما ہوتے تھے وہ جناب ہر سال کوہ حرا مین یعنی پوشیدہ جا جاکے
وہان بیٹھا کرتے تھے اور مشغول عبادت خدا رہا کرتے تھے مین اوسوقت
بھی مین حضرت کو دیکھتا تھا اور بجز میرے اور کوئی نہ دیکھہ سکتا تھا اور یہ راز
بجز میرے سب سے پوشیدہ تھا خلاصہ یہہ کہ کسی گھر مین کوئی متنفس اوس
زمانہ مین مسلمان نہ تھا بجز پیغمبر صلعم اور ام المومنین حضرت خدیجہ کے اور مین

اون دونون کا تیسرا تھا یعنے یا وہ مسلمان تھے یا مین اوس زمانے مین
مین بچشم خود دیکھتا تھا نور وحی کو اور مہک نبوت کے خوشبو کی سونگھتا تھا
اور سنی مینے آواز اندوہناک شیطان اپنے کان سے جبکہ وحی خدا نازل
ہوئی پیغمبر پر پس مینے پوچھا کہ یہہ کیسی آواز ہے حضرت نے فرمایا یہہ آواز
شیطان ہے ازبسکہ اب وہ مایوس ہوا اپنی پرستش ہونے سے پس افسردہ
ہوکے رونے لگا اے علی تو سنتا ہے جو کچھہ مین سنتا ہون اور دیکھتا ہے
تو جو کچھہ مین دیکھتا ہون مگر یہہ کہ تو نبی نہین لیکن تو وزیر و نائب میرا ہے
اور تیرا آغاز و انجام بخیر ہے ساتوین سبب قاتل حضرت کے اصل مین
بت پرست تھے جیسا کہ عاقر ناقے کے بت پرست و مشرک تھے آٹھوین یہ
وہ ناقہ اونہین کسیطرح کی زحمت نہ دیتا تھا فقط ایکدن پانی مین اونکا شریک
ہوتا تھا وہی حال ہمارے حضرت کا تھا کہ دنیا ہی دون مین سے اون
لوگون کے کسی چیز سے سروکار نہ رکہتا تھا فقط نان جو اور نمک کو بیدہ و جامہ
کہنہ پر اکتفا کرلی تھی سبحان اللہ جسکے زیر حکم ایسے فوج ظفر موج اور ملک
وسیع و فسیح ہو اور پھر باانہمہ وہ بالون کے کپڑون مین بسر کرے ایک کپڑا
لنگ کیطرح باندہ لی اور دوسرا سر سے اوڑہے نوین وجود اوس ناقے کا
ازبسکہ بطرز عجیب و غریب ہوا تھا تو وہ زیادہ تر دلالت رکہتا تھا وجود بیچون
جناب باری پر بطور برہان الٰی کے کہ ہمیشہ سب عقلا اور حکما وجود خدا کو
اوسکی صنعتون سے اور عجیب و غریب مخلوقون سے ثابت کرتے چلے آئے
ہین اور اسیطرح وجود فائض الجود حضرت امیر عجیب و غریب طور پر ہوا تھا
اور جامع اضداد صفات کا تھا اور دلیل واجب الوجود تھا دسوین

وہ ناقہ بنص قرآن معجزہ حضرت صالح پیمبر تہا اور ہمارے حضرت باقرار مخالف
وموالف معجزہ جناب رسالتمآب پیمبر عرب کے تہے چنانچہ کلام فاضل معتزلی
سے مختلف مقامون پر ثابت ہوتا ہے اور اسقدر مشہور ہے کہ عصمۃ اللہ
جونپوری نے بہی شرح خلاصۃ الحساب مین اوس جناب کو معجزات سرور
کائنات سے شمار کیا ہے گیارہوین وہ ناقہ تمام قوم کے صغیر وکبیر
برنا وپیر کو اپنے شیر سے سیر کرتا تہا اور کبہی شیر سے کنایہ ہوتا ہے علم سے
چنانچہ حدیث مین ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک بار خواب مین دیکہا کہ کاسۂ شیر تناول فرماتے ہین پس جب لوگون نے
تعبیر پوچہی تو حضرت نے شیر کی تاویل علم سے فرمائی اور اوسی ناقہ کیطرح
جناب امیر علیہ السلام علم سے ہر صغیر وکبیر کو سیر وسیراب فرماتے تہے چنانچہ
فاضل معتزلی وغیرہ نے لکہا ہے کہ سب علما اپنے علم کا سلسلہ اوسی جناب
تک منتہی کرتے ہین اور عاصمی ناصبی وغیرہ نے بتفصیل اون واقعون کو
لکہا ہے کہ جنہین خلفای ثلثہ نے مسائل مشکلہ مین حضرت کیطرف رجوع کی
ہے اور اس سے کیا زیادہ فیاضی ہوگی کہ کہی قاتل سے بہی حضرت نے اپنا علم
پوشیدہ نہین کیا دم واپسین تک وہی چشمہ جاری رہا چنانچہ حدیث مین
ہے فلما فرغ امیر المؤمنین علیہ السلام من الاذان ونزل من المنارۃ
جعل یسبح اللہ ویقدسہ ویکثر الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
پس جبکہ فارغ ہوئے جناب امیر علیہ السلام اذان سے اور منار مسجد پر سے
اوترے تو تسبیح وتقدیس خدا مین مشغول ہوئے اور بہت کثرت سے درود بہیجتے
تہے نبی وآل نبی پر وکان من اکرم اخلاقہ انہ یتفقد النائمین

فی المسجد ویقول لکل واحد منہم قم الی الصلوۃ المکتوبۃ علیک
ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ففعل ذلک کما کان یفعلہ
من النائمین فی المسجد اور حضرت کے اخلاق حمیدہ وصفات پسندیدہ
سے یہ امر تہا کہ وہ تفقد حال فرماتے تہے اون لوگون کا کہ جو مسجد مین خوابیدہ
ہوتے تہے پس ہر ایک پاس جاکے بیدار کرتے تہے اور فرماتے تہے
کہ اوٹہو اور متوجہ ہو اوس نماز کیطرف کہ جو تیرے ذمہ لکہی گئی ہے بیشبہہ
نماز باز رکہتی ہے بدباتون سے پس اوس روز بہی حضرت نے حسب
معمول قدیم ایسا ہی کچہہ مسجد کے سونیوالون سے فرمایا حتی اذا بلغ
ابن ملجم اللعین رآہ نائما علی وجہہ قال لہ یا ہذا قم من
نومک ہذا فانہا نومۃ یمقتہا اللہ وہی نومۃ الشیطان
ونومۃ اہل النار بل نم علی یمینک فانہا نومۃ العلماء
او علی یسارک فانہا نومۃ الحکماء فتحرک الملعون کانہ
یرید ان یقوم وہو من مکانہ لا یبرح فقال لہ امیر المؤمنین
لقد ہممت بشیء تکاد السموات یتفطرن عنہ وتنشق الارض
وتخر الجبال ولو شئت لانبأتک بما تحت ثیابک ثم ترکہ
وعدل عنہ الی محرابہ وقام قائما یصلی یہانتک کہ جب لوگون کو
جگاتے ہوئے وہ حضرت پہونچے ابن ملجم ملعون پاس تو دیکہا کہ وہ مونہہ کے
بہل اوندہا پڑا سوتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اسطرحکے سونے سے بیدار
ہو اسلیے کہ مونہہ کے بہل سونا خدای پاک کو بہت ناپسند ہے اور یہہ خواب
شیطان وخواب اہل جہنم ہے بلکہ داہنی کروٹ سے سو کہ یہہ طریقہ خواب

علما کا ہے مؤلّف کہتا ہے کہ شاید سبب اسکا یہہ ہو کہ علوم کو
تعلق خاص قلب سے ہے اور الہام و اشراق مین اوسیہ دخل تام ہے
اور داہنی کروٹ سے لیٹنا باعث آسائش و فرحت قلب کے ہوتا ہے اور
بائین کروٹ مین لیٹنے سے دل دبتا ہے اور تکلیف پاتا ہے واللہ اعلم
پہر فرمایا بائین طرف سے سو کہ یہہ طریقہ خواب حکما کا ہے اور اوسکی وجہ
بہی ظاہر ہے اسلیئے کہ بائین کروٹ لیٹنے مین کبد یعنے کلیجا معدہ سے نزدیک
متصل ہو جاتا ہے اور بسبب اوسکے حرارت زیادہ ہو کے سبب جلد ہضم
تام ہوتا ہی بہر طور جب حضرت یہہ فرما چکے تو اوسنے مکر سے اسطرح پر حرکت
کی کہ یہہ معلوم ہو کہ اوٹھا چاہتا ہے حالانکہ اپنے مقام سے نہ اوٹھا
اور اپنے نزدیک وہ ملعون حضرت کو دہوکا دیتا تہا پس حضرت نے اوسکے
مافی الضمیر دریافت کرکے فرمایا کہ ای شخص تو نے ایسے امر کا ارادہ کیا ہے کہ
قریب ہے کہ آسمان و زمین شق ہو جائین اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین
اور مین ابہی چاہون تو بتا دون کہ تو لباس مین کیا چہپائے ہے پہر
اوسے اوسکے حالپر چہوڑ کے وہان سے گذر کے محراب عبادت مین سجادہ پر
جا کہڑے ہوئے اور مشغول نماز بے نیاز ہوئے یہان ہوین از اعراض
تمام حیوانات مکلّف نہین تو ظاہر یہہ ہے کہ وہ ناقہ بہی بیگناہ تہا اور
اسیطرح ادلّہ عقلیہ و نقلیہ سے عصمت انبیا و ائمہ یقیناً ثابت ہے پس
جناب امیر نے بہی اوّل عمر سے آخر عمر شریف تک کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ
عمداً یا سہواً نہین فرمایا تہا تیر ہو مین اوس ناقے پر ایک ضرب
کارگر نہین ہوئی بلکہ دوسری ضرب مین اوسے قدار غدار نے پے کیا

اوسیطرح جناب امیر علیہ السلام کے فرق پر دو ضربتین لگین اور دوسری
سے شہید ہوے پہلی ضربت دست عمرو بن عبدود عامری سے سر مبارک پر
لگی تہی اور تفصیل اوسکی بوجہ طول صحبت فروگذاشت ہوئی اور دوسری
ضربت یہی تہی کہ جس سے وہ جناب شہید ہوے چنانچہ حدیث مین ہے وَكَانَ
يُطِيلُ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فِي الصَّلوٰةِ كَعَادَتِهٖ فِي الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ
حَاضِرًا قَلْبُهٗ فَهَبَّتْ رِيحٌ عَاصِفٌ وَاُطْفِئَتِ الْقَنَادِيلُ فَقَالَ ع
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هٰذَا اَثَرٌ مِنْ اٰثَارِ قَتْلِيْ یعنے اور بہت طول دیتے
تہے وہ جناب رکوع و سجود کو نماز مین جیسا کہ اونہین عادت تہی سب
فریضون اور نافلون مین کہ نہایت حضور قلب سے اونہین ادا فرماتے تہے
پس ناگاہ ہوا کا ایک ایسا جہوکا آیا کہ سب فانوسین جہلملا جہلملا کے گل
ہو گئین پس حضرت نے بیساختہ کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہہ ایک علامت ہے
میری شہادت کی علامتون سے فَلَمَّا اَحَسَّ الْمَلْعُوْنُ اَنَّهٗ مَشْغُوْلٌ
بِالصَّلوٰةِ نَهَضَ مُسْرِعًا وَاَقْبَلَ يَمْشِيْ حَتّٰى وَقَفَ بِاِزَاءِ الْاُسْطُوَانَةِ
الَّتِيْ كَانَ الْاِمَامُ يُصَلِّيْ عِنْدَهَا فَاَمْهَلَهٗ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَةَ الْاُوْلٰى
وَرَكَعَ وَسَجَدَ السَّجْدَةَ الْاُوْلٰى مِنْهَا وَرَفَعَ رَاْسَهٗ پس جب اوس
شقی کی آہٹ سے ثابت ہوا کہ حضرت نے نماز شروع کردی تو جلد سے
اوٹھ کے دبے پاؤن جاکے ستون مسجد کے پیچہے چہپ رہا اوسی ستون کے
آڑ مین کہ جسکے پاس وہ جناب نماز پڑہ رہے تہے اور اتنا تامّل کیا کہ ایک
رکعت پڑہ کے اوسکے پہلے سجدہ سے حضرت نے سر مبارک اوٹھایا
فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَخَذَ السَّيْفَ وَهَزَّهٗ ثُمَّ ضَرَبَهٗ عَلٰى رَاْسِهِ الْمُكَرَّمِ

پس اوسوقت اوس شقی نے تلوار تولکر سر مبارک پر لگائی فوقعت الضربۃ
علی ضربۃ عمرو بن عبدود العامری ثم اخذت الضربۃ من
مفرق راسہ الی موضع السجود پس وہ ضربت اوسی مقام پر لگی کہ
جہان عمرو بن عبدود نے ضربت لگائی تہی پس وہ پیشانی مین مقام
سجدہ تک اوتر آئی فلما احس الامام بالضربۃ لم یتأوہ وصبر واحتسب
ووقع علی وجہہ قائلاً بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ
فزت برب الکعبۃ پس حضرت نے جبکہ معلوم فرمایا کہ اوسکی ضربت
لگی تو اُف تک نہ کی اور صبر کیا اور مونہہ کے بہل جہک گئے فرماتے ہوئے بسم اللہ
وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ یعنے خدا کی مدد سے اور دین نبی پر نام
خدا فائز ہوا مین درجہ شہادت پر برب کعبہ اور سر مبارک سے خون
پرنالے کیطرح بہتا تہا اور اوسی حضرت اپنے مونہہ پر اور ریش مبارک پر
ملتے تہے اور خاک پاک مسجد اوٹہا اوٹہا کے زخم پر چہڑکتے تہے اور یہہ
آیہ تلاوت فرماتے تہے ومنہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا
نخرجکم تارۃ اخریٰ اوسی خاک مین سے پیدا کیا ہمنے تمہین اور
اوسیمین پہر لیجائینگے تمہین اور اوسی سے پہر نکالین گے ہم تمہین ایک اور
مرتبہ حشر ونشر کے لیئے مولف کہتا ہے کہ یہہ آیہ جامع ترہے اوس
آیہ سے کہ جو سفر برشیت مین توریت سے مرقوم ہے כ ואל
ב ו ש ת ר פ ע מ א ר ת א ר اسلیئے کہ عافار یعنے
خاک ہے تو اور طرف خاک کے بازگشت کریگا تو پس دروازے مسجد کے
باہم ٹکرانے لگے اور فرشتون مین طلاطم پڑگیا اور ایک بہت تیرہ وتار آندہی چلی

ونادی جبرئیل بین السماء والارض بصوت یسمعہ کل
مستیقظ تہدمت واللہ ارکان الہدیٰ وانطمست واللہ
نجوم السماء واعلام التقیٰ اور ندا کی حضرت جبرئیل نے درمیان آسمان
زمین اوسی آواز سے کہ جسے ہر ایک بیدار سنتا تہا بخدا منہدم ہوگئے رکن
ہدایت کے اور بے نور ہوگئے ستارے آسمانون کے اور سرنگون ہوگئے
نشان پرہیزگاری کے وانفصمت واللہ العروۃ الوثقیٰ اور بریدہ
ہوگئی رسن مضبوط قتل ابن عم المصطفیٰ قتل الوصی المجتبیٰ شہید
ہوگئے ابن عم پیغمبر کے اور وصی برگزیدہ اونکے قتل علی المرتضیٰ ہائے
افسوس شہید ہوئے علی مرتضیٰ قتل واللہ سید الاوصیاء قتلہ
اشقی الاشقیاء بخدا قتل ہوا وہ وصی کہ جو سردار سب وصیونکا تہا اور
قتل کیا اونہین اوس شقی نے کہ سب شقیون سے شقی تر تہا پھر جو وہ ہوئے
جب وہ ناقہ بے پے ہوگیا تو اوسکا بچہ بیتاب و مضطرب چیختا ہوا پہاڑ پر چڑہ گیا
اور عجب یاس وحسرت سے آسمان کیطرف مونہہ اوٹہا اوٹہا کے دیکہتا
تہا اور خدا سے فریاد و استغاثہ کرتا تہا اوسیطرح اس سانحہ جانگزا مین
حضرت امام حسن وامام حسین علیہما السلام اور حضرت زینبؑ ورقیہؑ روتے
پیٹتے تہے اور خاک اوڑاتے تہے اور خدا سے شکایت اس ظلم بے انتہا کی
کرتے تہے اور ممکن ہے کہ ہم حضرت محسنؑ کو بجای فصیل ناقہ ثمود تصور
کرین کہ جب اوسی اوس قوم مورد لوم نے شہید کیا اوسیطرح حضرت
محسنؑ کو بہی ظالمون نے صغر سن مین ہلاک کردیا چنانچہ علمائے اہلسنت سے
شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین لکہا ہے قال النظام ان عمر ضرب

بطن فاطمۃ حتی القت المحسن وکان یصیح ان حرق الدار بمن فیہا
وما کان فیہا الا فاطمۃ و علی والحسن والحسین کہا نظام نے کہ عمر
محسن کش نے جناب سیدہ کے بطن مبارک پر ایسا صدمہ پہونچایا کہ حمل حضرت
محسن علیہ السلام ساقط ہوگیا اور باواز بلند کہتا تہا کہ اس گہر کو جلادو
مع اون لوگون کے جو اسمین ہین حالانکہ اور کوئی اوسمین نہ تہا بجز جناب
سیدہ و حضرت امیر و حسنین علیہم السلام کے اور ممکن ہے کہ فصیل
حضرت حضرت علی اصغر ہون یا یہہ کہ اوس صالح المومنین کو بمنزلہ حضرت
صالح قرار دین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بجای ناقہ صالح اسلیے
کہ وجود ذیجود حضرت کا بہی مثل اوسکے معجزہ سے کم نہ تہا اور حضرت علی اصغر
اونکے فصیل ہون لیکن یہہ تقریب سابق کے موافق نہین پس اولی یہہ ہے
کہ حضرت علی اصغر کو اگرچہ بالواسطہ خود جناب امیر کا فصیل قرار دین اور
بہرکیف موید اوسکے وہ روایت مشہور ہے کہ جسمین وارد ہے کہ جب حضرت نے
شدت عطش حضرت علی اصغر کی دیکہی کہ اوس کم سنی پر وہ نرم نرم ہونٹہ
جیسے گلاب کی پتی پیاس کی شدت سے بالکل مرجہا گیے ہین اور مان کا دودہ
بہی بالکل خشک ہوگیا ہے تو اضطرار مین اس خیال سے کہ سب فرقو نین
لڑکے بے گناہ تصور کیے جاتے ہین شاید وہ ظالم اسی شیرخوار کی کم سنی پر
رحم کہائین پالنے پر سے ہاتونپر اوٹہا لاے کہ شاید یہہ لوگ میرا کلام باور
نکرین تو جب اپنے انکہہ سے اتنا کم سن بچا ایسا نڈہال دیکہین گے تو جب
رحم کرینگے اور سیدانین لاکر سامنے فوج شام شوم کے ہاتون پر رکہہ کے
اسقدر بلند کیا کہ بغل مبارک کی سفیدی نمایان ہوگئی اور اتنا بلند کر کے جیسے

مصلحت یہی تہی کہ کوئی روز باز پرس یہہ نہ عذر کر سکے کہ ہمنے نہین دیکہا
نہین تو ہم پانی دیتے بلکہ ہر ایک پیادہ و سوار بخوبی علی اصغر کو دیکہہ لین اور
اتمام حجت بخوبی ہوجاے **الحاصل** حضرت نے علی اصغر کو دست
مبارک پر بلند کیا اذ رماہ حرملۃ بن کاہل الاسدی لعنہ اللہ
بسہم ذی ثلاث شعب فذبحہ فی حجر ابیہ المظلوم ناگاہ ایک تیر
مارا اوس مظلوم کو حرملہ شقی نے اور وہ تیر سہ پہلو اور زہر آلودہ تہا پس
ذبح کیا اوسنے اونہین کنار پدر مظلوم مین بعض روایات سے مستفاد
ہوتا ہے کہ وہ تیر گلوی نازنین علی اصغر کو چہید کے بازوی حضرت کے پار
ہوگیا فنظر الی السماء وقال اللہم انت تعلم ان ہذا الرضیع لا
یقصر عندک من فصیل ناقۃ ثمود وقد قتلہ ہؤلاء القوم
ظلما وعدوانا پس ایک نظر حسرت و یاس سے حضرت نے اسمان کیطرف
دیکہا اور کہا کہ خداوندا تو ہی جانتا ہے کہ یہہ شیرخوار تیرے نزدیک بچہ
فصیل ناقہ ثمود سے کم نہین حالانکہ قتل کیا اوسے اس قوم جفاکار نے
محض ظلم و ستم کی راہ سے پس حضرت نے اوس خون ناحق سے چلو بہر کے
چاہا کہ زمین پر پہینکین زمین نے اوسے قبول نکیا اور فریاد کی کہ یا حضرت
اگر ایک قطرہ اسکا مجہپر ٹپکیگا تو کبہی کوئی دانا مجہمین سے نہ اوگیگا پہر
حضرت نے چاہا کہ آسمان کیطرف پہینکے اوسنے بہی قبول نکیا اور استغاثہ کیا
کہ اگر میری طرف کوئی قطرہ اسکا آیا تو پہر کبہی ایک قطرہ پانیکا نہ برسیگا آخر الامر
حضرت نے مجبور ہوکر وہ سب روی انور اور ریش منور مین مل لیا اور فرمایا کہ اسی
طرح سے مین ملاقات کرونگا روز قیامت اپنے نانا رسول خدا سے

هو الله

ناد علیاً مظہر العجائب
تجدہ عوناً لک فی النوائب
کل ہم و غم سینجلی
بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی یا علی یا علی

الفقیر المذنب سید علی رضا

موعظہ اکیسوان

جو اکبر پور مین بہی پڑہا گیا حال مین ولادت حضرت امیرؑ کی خانہ کعبہ مین اور عربی فقرات نثر واعظ بیان حال شہادت جناب امیرؑ مین اور روایت مشہور ضعیفہ سی مشک لینی کی اور نقادی واعظ کے بیان مین چند فائدونکی کہ جو متعلق اس روایت سی مین اور تحقیق واعظ اس مسئلہ مین کہ پیمبرون اور اماموں کو علم غیب ہوتا ہے یا نہین اور بیان معنی صحیح بے غائلہ تاویل حدیث نزلونا عن الربوبیۃ کی اور روایت نابینا وغیرہ اور خاتمہ مصائب کربلا اور اسیری اہلبیتؑ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِلّٰهِ لَكَ فِي الْأُخْرٰى عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ فَلْيَكُنْ لَكَ لِلّٰهِ فِي الْأُوْلٰى عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ عقبیٰ مین خدا نے تیرے واسطے دو چشمے جاری کیے ہین پس چاہیئے کہ تو اوسکی راہ مین اپنے دونون چشمین جاری کرے حضرات اس سے بڑھ کے کون محل و موقع تمہین خاک اوڑانے اور آنسو بہانیکا ملے گا کہ خاصان خدا کی مصیبت پر رو و بیٹھو خصوصًا حال سرو فخر اصفیار و فخر انبیار و اوصیار وصی مصطفیٰ خانہ زاد خدا قَالَ يَزِيْدُ بْنُ قَعْنَبٍ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَفَرِيْقٍ مِنْ عَبْدِ الْعُزّٰى بِإِزَاءِ بَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ یزید بن قعنب کہتا ہے کہ مین بیٹھا تھا عباس عم نبی کے ساتھ اور کچھ لوگ بھی اولاد عبد العزیٰ سے مقابل خدا کے گھر یعنے کعبہ کے اِذَا اَقْبَلَتْ

فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدٍ أُمُّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَكَانَتْ حَامِلًا بِهِ لِتِسْعَةِ أَشْهُرٍ وَقَدْ أَخَذَهَا الطَّلْقُ کہ ناگاہ آگئین فاطمہ بیٹی اسد کی والدہ شیر خدا حضرت امیر علیہ السلام کی اور اونہین حضرت کے حمل سے پورے دن ہو چکے تھے اور درد زہ شروع ہو گیا تھا فقالت رَبِّ إِنِّيْ مُؤْمِنَةٌ بِكَ وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِكَ مِنْ رُسُلٍ وَكُتُبٍ وَإِنِّيْ مُصَدِّقَةٌ بِكَلَامِ جَدِّيْ إِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ وَإِنَّهُ بَنَى الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ فَبِحَقِّ هٰذَا الَّذِيْ بَنٰى هٰذَا الْبَيْتَ وَبِحَقِّ الْمَوْلُوْدِ الَّذِيْ فِيْ بَطْنِيْ لَمَا يَسَّرْتَ عَلَيَّ وِلَادَتِيْ پس کہا اونہون نے کہ خداوندا مین تیرا اور جو کچھ کہ تو نے بھیجا ہدایت خلق کے لیے پیغمبرون یا کتابون سے اون سب کا ایمان لائی اور تصدیق کرتی ہون اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل کے کلام کو اور اس امر کو کہ اونہون نے یہہ تیرا خانہ قدیم جو آزاد کرتا ہے گنہگارون کو جہنم سے بنایا پس واسطے اوس بزرگوار کے کہ جسنے یہہ گھر بنایا اور واسطے اوسکے کہ جو میرے پیٹ مین ہے مجھپر سہل و آسان کر کرب و وضع حمل کو قَالَ يَزِيْدُ بْنُ قَعْنَبٍ فَرَأَيْنَا الْبَيْتَ قَدِ انْفَتَحَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَدَخَلَتْ فِيْهِ وَالْتَزَقَ الْحَائِطُ راوی کہتا ہے کہ دیکھا ہمنے کہ ناگاہ پشت کیطرف سے دیوار کعبہ شق ہوئی اور وہ جناب اوسمین سما گئین اور پھر دیوار ویسی برابر ہو گئی کہ کچھ نشان تک شگاف کا باقی نہ تھا فَرُمْنَا أَنْ يَنْفَتِحَ لَنَا قُفْلُ الْبَابِ فَلَمْ يَنْفَتِحْ پس جا کے ہمنے لاکھہ چاہا کہ قفل و دروازہ کعبہ کا کہلے تاکہ یہہ راز سربستہ ہمپر کہلے مگر ہرگز نہ کہلا فَعَلِمْنَا أَنَّ

ذٰلِكَ اَمْرٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ پھر تو کھجور بھی پھل لایا کہ اسمین کوئی
بڑا بھید ہے خدا کیطرف سے ثُمَّ خَرَجَتْ بَعْدَ الرَّابِعِ وَبِيَدِهَا
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ پھر چوتھے روز حضرت امیر علیہ السلام کو ہاتون پر لیے
برآمد ہوئین ثُمَّ قَالَتْ اِنِّيْ فُضِّلْتُ عَلٰى مَنْ تَقَدَّمَنِيْ مِنَ النِّسَاءِ
لِاَنَّ اٰسِيَةَ بِنْتَ مُزَاحِمٍ عَبَدَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سِرًّا فِيْ مَوْضِعٍ لَا
يُحِبُّ اَنْ يُعْبَدَ اللّٰهُ فِيْهِ اِلَّا اضْطِرَارًا وَاَنَّ مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ
هَزَّتِ النَّخْلَةَ بِيَدِهَا حَتّٰى اَكَلَتْ مِنْهَا رُطَبًا جَنِيًّا وَاِنِّيْ دَخَلْتُ
بَيْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ فَاَكَلْتُ مِنْ اَوْرَاقِ الْجَنَّةِ وَثِمَارِهَا پھر فرمایا کہ
خدا نے مجھے فضیلت دی سب اگلی عورتوں سے اسلیئے کہ آسیہ دختر
مزاحم نے خدا کی عبادت ایسے مقام پر کی کہ جو پسندیدہ نہ تھا عبادت
کے لیئے مگر حالت اضطرار مین اور مریم نے ہلا ڈالا خرمیکے درخت کو جب
جاکے تر و تازہ رطب اور خرمے پائے اور مین خانۂ خدا مین گئی اور
بے زحمت بہشت کے میوے کہائے عجیب غریب جنت کے پہل
پائے واقع مین اوس جناب کو خوش نیتی کا ایسا ثمرہ ملا کہ حضرت امیرؑ سا
فرزند پایا عجب بخیر ان پہولا پہلا پہل پایا فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَخْرُجَ هَتَفَ
بِيْ هَاتِفٌ يَا فَاطِمَةُ سَمِّيْهِ عَلِيًّا فَهُوَ عَلِيٌّ وَاللّٰهُ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى
يَقُوْلُ اِنِّيْ شَقَقْتُ مِنْ اِسْمِيْ وَاَدَّبْتُهُ بِاَدَبِيْ وَوَقَفْتُهُ عَلٰى
غَامِضِ عِلْمِيْ وَهُوَ الَّذِيْ يُكَسِّرُ الْاَصْنَامَ فِيْ بَيْتِيْ وَهُوَ الَّذِيْ
يُؤَذِّنُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِيْ وَيُقَدِّسُنِيْ وَيُمَجِّدُنِيْ فَطُوْبٰى لِمَنْ اَحَبَّهٗ
وَاَطَاعَهٗ وَوَيْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَهٗ وَعَصَاهُ پھر جب مینے چاہا کہ کعبہ سے

نکلون تو ناگاہ ایک ہاتف غیبی نے آواز دی کہ ای فاطمہ تم اس مولود
مسعود کا نام علی رکھو اسلیئے کہ وہ علی اور بزرگ مرتبہ ہے اور خدا کہ جو سب سے
بڑا ہے فرماتا ہے کہ مینے مشتق کیا اوسکے نام کو اپنے نام سے اور اونہین
تادیب کی اپنے ادب سے اور اونہین واقف کیا اپنے علم دقیق و باریک پر
اور یہی وہ شیر ہے کہ بت شکنی کریگا میرے گھر مین اور اذان کہیگا اوسپر
اور تسبیح و تعظیم و تکریم کریگا میری پس طوبیٰ اوسکے دوست و مطیع کے لیئے
اور ویل ہے اوسکے دشمن و نافرمان کیواسطے طوبیٰ ایک درخت ہے
جنت مین کہ جڑ اوسکی تو خانۂ رسول خدا مین ہے اور ایک ایک شاخ
ہر مومن کے گھر مین پہونچیگی اور جس قسم کے لذت اوسکی ڈالین لائینگی
بے تکلف و زحمت وہی ہاتہ ہلانے ہوئے سر دست وہ شاخ اوسکو
سونہہ مین پہونچا دیگی اور ویل ایک وادی پرخار و وحشت خیز و وحشت
انگیز جہنم ہے مومنین جیسا آغاز حضرت امیرؑ ہوا ویسا ہی انجام ہوا
خانۂ خدا مین پیدا ہوئے خانۂ خدا مین بسر کی خانۂ خدا مین جان بحق
تسلیم کی مصائب کے بیان کی کب حاجت ہے محض تصور ہی کافی
ہے مگر توجہ طبیعت کے لیئے ان چند فقرون پر اکتفا کافی ہے کہ جو ماخوذ
احادیث معتبرہ سے ہین اور مسائل کے لیئے ایک ایک فقرہ انمین سے
ایک دفتر مصیبت کا ہے هٰذَا يَوْمٌ تَهَدَّمَتْ فِيْهِ اَرْكَانُ الْهُدٰى
وَانْفَصَمَتِ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى یہہ وہ دن ہے کہ جسمین منہدم ہو گئے
ہدایت کے ستون اور گسستہ و شکستہ ہو گئے اوسمین رسن مستحکم
وَفُقِدَ فِيْهِ الْاَيْتَامُ وَالْاَرَامِلُ خَيْرَ مُعِيْنٍ وَمُغِيْثٍ وَمُحَامٍ وَكَافِلٍ

اور یہہ وہ وان ہے کہ اسمین یتیم بچون اور بیوہ عورتون کا وہ حامی و
مددگار اوٹھہ گیا کہ جو والد شفیق سے زیادہ او نپر مہربان تہا اسمین اشارہ ہے
اس حدیث مشہور کیطرف کہ اوس جناب نے ایکروز ایک ضعیفہ کو دیکہا کہ وہ
باوجود کمال ضعف و ناتوانی کندہے پر اپنے ایک مشک پانیکی اوٹہائے
چلی جاتی تہی پس حضرت کو بڑا رحم آیا مشک اوسکی آپنے اپنے کندہے پر اوٹہاکے
منزل مقصود تک پہونچائی اور بڑی شفقت سے اوس بیکس کا حال زار
پوچہنے لگے فَقَالَتْ بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیطَالِبٍ صَاحِبِیْ اِلٰی بَعْضِ الثُّغُوْرِ
فَقُتِلَ وَتَرَكَ عَلَیَّ صِبْیَانًا یَتَامٰی وَلَیْسَ عِنْدِیْ شَیْءٌ فَقَدْ اَلْجَأَتْنِیْ
الضَّرُوْرَةُ اِلٰی خِدْمَةِ النَّاسِ اوسنے کہا کہ اے شخص تو مجہہ دکہیا کا کیا
حال پوچہتا ہے علیؑ نے میرے والی کو جہاد کے لئے ایک قلعہ سر کرنیکو
بہیجا وہ وہان کام آیا اور ننہے ننہے کئی بچے مجہپر ڈال کے چین سے پاؤن
پہیلا کے سو رہا اور میرے پاس ایک حبہ بہی نہین ناچار مجہے ان تیمون کی
فکر کے لئے پریشان سرگردان دربدر پہرنا پڑا جب ایک کی خوشامد
کرتی ہون دن بہر لوگون کی خدمت کرتی پہرتی ہون تو شام کو بہزار
خرابی رزق بقدر سد رمق بیکسون کو پہونچتا ہے بقول شخصے ہر روز روز
نہین تو روزہ فَانْصَرَفَ وَبَاتَ طُوْلَ لَیْلَتِهٖ قَلِقًا یہہ سنکے حضرت
دولتسرا پر تشریف لائے مگر رات بہر اوسکی فکر مین تڑپ تڑپ کے
قلق کے مارے کروٹین بدل بدل کے صبح کی فَلَمَّا اَصْبَحَ حَمَلَ زَنْبِیْلًا
فِیْهِ طَعَامٌ جب صبح ہوئی تو ایک زنبیل لبالب کہانے سے بہر کے
اوسکے پاس لیگئے فَقَالَ بَعْضُهُمْ اَعْطِنِیْ اَحْمِلْهُ عَنْكَ فَقَالَ مَنْ یَحْمِلُ

وِزْرِیْ عَنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بعض مومنین سے نہ رہا گیا کہا کہ حضرت
یہہ کیا غضب ہے کہ آپ خود اپنے نفس نفیس پر زحمت گوارا کرتے ہین لایئے
یہہ بار گران مجہے دیجئے کہ مین لیچلون حضرت یہہ سنکے فرمانے لگے کہ کل
روز قیامت کون میرا بار بٹانے آئیگا یہہ فرما کے خود لیگئے وَاَتَاهَا
وَقَرَعَ الْبَابَ اور اوسکے مکانپر جاکے کنڈی کہٹکہٹائی فَقَالَتْ
مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا ذٰلِكَ الْعَبْدُ الَّذِیْ حَمَلَ مَعَكِ الْقِرْبَةَ فَافْتَحِیْ
بَابَ دَارِكِ فَاِنَّ مَعِیْ شَیْئًا لِلصِّبْیَانِ اوس بیوہ نے کہا کہ تم کون
ہو جواب مین فرمایا کہ مین وہی تو بندہ ناچیز ہون جو کل تیری مشک
اوٹہا لایا تہا بس اب دروازہ کہول کہ مین کچہہ تیرے بچون کے لئے
لایا ہون قَالَتْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ وَحَكَمَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ
اوسنے کہا کہ خدا تجہے جزاے خیر دے اور قیامت کو علی سے سمجہے
فَدَخَلَ وَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ اِكْتِسَابَ الثَّوَابِ فَاخْتَارِیْ بَیْنَ اَنْ تَكَ
تَعْجِنِیْنَ وَتَخْبِزِیْنَ وَبَیْنَ اَنَّكِ تَلْعَبِیْنَ الصِّبْیَانَ وَاَخْتَبِزُ اَنَا
پہر اوسکے گہر کے اندر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ مجہے اکتساب ثواب
بیحساب اچہا معلوم ہوا پس اب تجہے اختیار ہے چاہ چولا پہونک اور
روٹی پکا اور بچونکو کہانا کہلا یا بچون کو کہلا اور مین روٹی پکاؤن
فَقَالَتْ اَنَا بِالْخُبْزِ اَبْصَرُ وَعَلَیْهِ اَقْدَرُ وَلٰكِنْ شَاْنُكَ وَالصِّبْیَانَ
پہر اوس عورت نے کہا کہ خانہ داری کی باتونسے ہم عورتین زیادہ تر
واقف ہین اب آپ جانین اور یہہ لڑکے فَعَلِّلْهُمْ حَتّٰی اَفْرُغَ مِنَ الْخُبْزِ
انہین بہلا بہلا کے کہیل مین لگاؤ یہانتک کہ روٹی تیار ہو جائے

قَالَ فَعَمَدْتُ اِلَی الدَّقِیْقِ فَعَجَنَتْہٗ راوی کہتا ہے کہ پھر متوجہ ہوئی
وہ ضعیفہ اور آٹا گوندھا وَعَمَدَ عَلِیٌّ ع اِلَی اللَّحْمِ فَطَبَخَہٗ اور حضرت نے
بکمال توجہ گوشت پکایا وَجَعَلَ یُلْقِمُ الصِّبْیَانَ مِنَ اللَّحْمِ وَالتَّمْرِ وَغَیْرِہٖ
فَکُلَّمَا نَاوَلَ اَحَدًا مِنَ الصِّبْیَانِ مِنْ ذٰلِکَ قَالَ یَا بُنَیَّ اجْعَلْ عَلِیًّا
فِیْ حِلٍّ مِمَّا صَنَعَ فِیْ اَمْرِکَ اور اثنا میں بچوں کے نمک چکھانے کی طور پر کبھی
کچھ گوشت اونہیں کھلاتے تھے کبھی خرما وغیرہ کھلا کے بہلاتے تھے
اور جب لڑکوں کو کچھ کھلاتے تو فرماتے تھے اے فرزند آزاد و رہا کر علی کو
کہ اوسنے کوتاہی تیری خبرگیری مین کی فَلَمَّا اَخْتَبَزَتِ الْعَجِیْنَ فَقَالَتْ
یَا عَبْدَ اللّٰہِ اُسْجُرِ التَّنُّوْرَ فَبَادَرَ بِالسَّجْرِ جب وسنے آٹا گوندھا اور
چنگیروں کو بڑھا کے رفیدی پر روٹیاں ڈالین تو حضرت سے کہا اے بندہ
خدا تنور سلگا فوراً حضرت نے تنور سلگایا فَلَمَّا اشْتَعَلَہٗ وَلَفَحَ وَجْہَہٗ
جَعَلَ یَقُوْلُ ذُقْ یَا عَلِیُّ ھٰذَا جَزَاءُ مَنْ ضَیَّعَ الْاَرَامِلَ وَالْیَتَامٰی
پھر جب حضرت نے تنور سلگایا اور وہ شعلہ دینے لگا اور رو ہڑ وہڑ جلنے لگا
اور لپٹ سے مونہہ جلنے لگا تو فرمایا اپنے نفس سے اشارہ کرکے کہ اے علی
یہی سزا ہے اوسکی کہ ضایع و تباہ کرے اور خبر نہ لے بیوہ اور یتیمون کی
فَرَاٰتْہُ امْرَاَۃٌ تَعْرِفُہٗ فَقَالَتْ وَیْحَکِ ھٰذَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَبَادَرَتِ
الْمَرْاَۃُ وَھِیَ تَقُوْلُ وَاحَیَائِیْ عَنْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ بَلْ وَاحَیَائِیْ
مِنْکِ یَا اَمَۃَ اللّٰہِ فِیْمَا قَصَّرْتُ فِیْ اَمْرِکِ پس حضرت کو ایک عورت نے
جو پہچانتی تھی پس وہ متحیر ہو کے کہنے لگی وائے تجھ پر یہہ حضرت امیر ہین
پس وہ کانپنے لگی اور لرزتی ہوئی دوڑی اور دست بستہ سامنے کھڑی

ہو کے عذر کرنے لگی کہ بڑی بیحیائی اور بے ادبی کی مینے آپ سے اے
میرے مولا حضرت نے فرمایا کہ تیرا کیا قصور ہے حقیقت مین بیحیائی میری
تھی کہ مینے تیری خبرگیری مین کمی کی **پوشیدہ نرہے** کہ اس حدیث
مین کئی امر قابل تعرض ہین **پہلے** یہہ کہ پہلا فقرہ اسمین یہہ ہے نَظَرَ
اِلَی امْرَاَۃٍ یعنے ایک عورت کو حضرت نے دیکھا حالانکہ اجنبیہ کیطرف نظر کرنا
جائز نہین جواب یہہ ہے کہ عورت کو مشک اوٹھانے دیکھنا مستلزم
اسی نہین کہ غور سے اور تفصیل سے بعزم و ارادہ نظر ڈالی ہو اون مقامات
پر اور اوس طور سے جو خلاف شرع ہو اور جب آحاد مسلمین و مومنین کا
فعل محمول صحت پر ہوتا ہے تو امیر المومنین معصوم کا کیا ذکر پھر ظاہر
یہہ ہے کہ لَا عَنْ قَصْدٍ نظر پڑ جانا عورت پر اگرچہ مکرر بھی ہو حرام نہین
مثلاً چلنے مین ضرور ہے کہ آدمی آنکھین بند کرکے اندھا وہن نہ چلے بلکہ
راہ کو دیکھتا چلے اور ظاہر ہے کہ جو چیز سامنے پڑ جائے گی ضرور نظر مین
آئیگی درخت ہو یا دیوار آدمی ہو یا جانور مرد ہو یا عورت اور اسطرح کی
نظر تحریم سے علی الاظہر مستثنیٰ ہے گوکہ تعدد و تکرار کی بھی نوبت پہونچے
ہان اگر بقصد و ارادہ تخصیص زن تعمّدِ نظر کرے تو بھی غرض صحیح مثل
ضرورت شرعی یا نکاح یا متعہ ناجائز ہو مگر ایک پہلی نظر کو بعضے مطلقاً
استثنا کرتے ہین اور خالی تامّل سے نہین اور احوط اجتناب ہے
اور یہہ بھی اسی مقام خاص مین محتمل گوکہ خلاف ظاہر و مستبعد ہے
کہ حضرت کو اوس سے متعہ وغیرہ مقصود ہو اس باعث سے حضرت نے
نظر فرمائی ہو **دوسرے** یہہ کہ حضرت کا مشک لینا مستلزم مس کرنے

بدن نامحرم کو نہین بلکہ ہوسکتا ہے کہ ایک مقام سے اوسنے تسمہ مشک کا
اور وہانا تہا نبا ہوا ور حضرت نے دوسرے مقام سے تہا نب کے مشک کو
لیا ہو یا پہلے اوسنے کاندہے سے اوتار کے رکہدی ہو اور پہر حضرت نے اوٹہا
لی ہو تیسرے یہہ کہ حضرت نے زن اجنبیہ سے کلام کیون کیا اور آواز اوسکی
کیون سنی جواب یہہ ہے کہ عند الضرورۃ کلام کرنا اجنبیہ سے اور اوسکا
اجنبی سے جائز ہے ورنہ بڑا عسر و حرج بلکہ تکلیف مالا یطاق لازم آئے
اور سب معاملات باطل و فاسد ہو جائین چوتہے ہو سکتا ہے کہ اطفال
ممیز ہون تاکہ کلام اوس سے لازم نہ آئے کہ جو اہلیت تخاطب کہتا ہو
اور کمال ہضم نفس بہی مقصود ہو اسلئے کہ اطفال سے خاکساری بڑی دلیل
بی نفسی کی ہے چنانچہ انجیل متداول مین بہی وارد ہے کہ کوئی شخص ملکوت خدا
مین عزت نپائیگا تا وقتیکہ بچون سے بہی اپنے تئین چہوٹا اور حقیر نہ سمجہے اور
ارضاء اطفال اکثر باعث مزید ارضاء والدین خصوصًا والدہ کے ہوتا ہے
اسلئے کہ وہ مہربان تر اونکے حال پر ہوتی ہے پس راضی کرنا اطفال کا درحقیقت
راضی کرنا اونکی مان کا ہوا اور اونکی ہم کلامی سے اونکا سنانا اور متنبہ کرنا
مقصود ہو اور یہہ بہی ممکن ہے کہ یہہ ایک نوع کا تذلل درگاہ باری مین ہو
جیسے دعای وداع ماہ صیام مین تخاطب باہ صیام سے ظاہر ہوتا ہے پانچوین
اعتذار حضرت کا ترک اولی سے تہا نہ امر ناجائز سے نعوذ باللہ منہ اسلئے
کہ عصمت حضرت ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے چہٹے مذہب مشہور منصور
یہہ ہے کہ بالفعل ائمہ کو استحضار و علم فعلی سب کائنات کا ضرور نہین
گو کہ بطور مجاز بالمتعارفہ و قوت قریبہ علم کل بلکہ اکثر کا حاصل ہو پس اگر حضرت

حال ضعیفہ مشہورہ مستور رہا تو مقام عجب و خلاف شان امامت نہ تہا
جیسا کہ پوشیدگی ملک و ملکہ سبا وغیرہ حضرت سلیمان وغیرہ سے قادح اونکی
نبوت مین نہوا خلاصہ یہہ کہ بجز مستثنیات کے مثل علم ذات باری
تعالی بطور علم بالکنہ وکنہہ کے اور علم تعیین قیامت و اسم اعظم وغیرہ کے
اور جسقدر چیزین ہین وہ تین حال سے خالی نہین یا متعلق احکام شرع
کی اور تحدی نبوت و ثبوت امامت ہون تو اوسکے علم پر ہو تو ضرور ہے کہ
خدا اونکا علم انبیا و ائمہ کو دے قطع اعذار ملحدین کے لئے اور جسکی تعلیم
مین مفسدہ ہو مثلا کوئی اونکے اخبار بالکوائن سے اونہین خدا سمجہنے لگے
تو ضرور ہے کہ اوسکا علم اونسے مسدود کرے یا اگر اونہین بذات خود
اوس علم سے کوئی انتفاع خفی ہو تو اونہین تعلیم تو کرے مگر منع اظہار
و اجبار سے کرے جیسا شب قدر مین بعض اخبار سے ثابت ہوتا ہے
کہ حضرات جانتے تہے مگر مصلحت سے بے رغبتی کی اور شبون مین عبادت
کیطرف یا امر تسبیح کے لئے دعا کرینگے اونسمین الی غیر ذلک تصریح اونکی
شیعون سے نہ فرماتے تہے اور جو خالی ان دونون شقون سے ہین اونہین
تقریر مجاز بالمتعارفہ اقرب بصواب ہے نہ عمومًا جیسا کہ کلام بعض اعاظم
اوسکا موہم ہے والحق احق بالاتباع اور ممکن ہے کہ عجز و اقتدار
دونونکا اظہار ایک موضع خاص مین جمع کر دیا جائے باختلاف زمان و حیثیت
جیسا کہ حال اصحاب کہف مین ہوا کہ جب منکرین نبوت نے امتحانًا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونکا حال پوچہا تو حضرت نے وعدہ کیا کہ مین
تین دن مین جواب دونگا پس اس کلام سے جو ایہام فی الجملہ انانیت کا ہوا کہ

حضرت نے اپنے نفس کیطرف اسناد جواب دینے کا کیا کہ مین جواب دونگا تو خدا کو یہہ بھی پسند
نہ آیا کہ مین کیا معنی فقط تمہارا نفس کب جواب پر قدرت رکھتا تھا اگر ہم نہ بتاتے پس
بسبب اس ترک اولیٰ کے عتاب اور مدت مدید تک وحی روک دی گئی اور حضرت اور
اصحاب حضرت کو طعنے مخالفون کے سہنا پڑے پھر جب نوبت یہہ پہونچی کہ سائل
تنگ کے اور باز ماندہ ہوکر گھر پھر جائین اور انکی تحدی مین خلل اور اونکو تعدی پر فی
اور اعدا ابا جہل کی نوبت پہونچی تو لطف و کرم ذو الجلال کو جوش آیا اور وحی ہوئی کہ اے نبی
ان شاء اللہ کیون نہ کہا تم مشیت ایزدی کیا کر سکتے موجب ہی کام کو بنسبت آئندہ
کرو تو اوسے مشیت ایزدی سے مقرون کرو اسمقام پر زبانی عنترانس [illegible] مجمع وعظ مین
ایک شخص کے معروف ہے کہ حدیث مین ہے نَزِّلُونَا عَنِ الرُّبُوبِيَّةِ وَقُولُوا فِينَا مَا شِئْتُم کہ ہمین خدا ایکے
درجہ تک تو البتہ نہ پہونچاؤ اور باقی جو چاہو ہمارے بارہ مین کہو و اغرا انے فی البدیہہ کہا کہ
اس حدیث کا کئی جواب ہین پہلی یہہ کہ صحت سند اس حدیث کی پایہ ثبوت کو نہین پہونچی دوسرے
بر تقدیر صحت سند یہہ اخبار احاد مین ہے اور مسائل قطعیہ علم کلام مین کچھہ اخبار احاد کا
اعتنا نہین اور بے شبہہ بعض عقائد قطعیہ اصول مخالف اسکے عموم کے ہین پس یہ قابل
اعتنا بقدر ذرہ بھی نہوگی تیسرے یہہ نص نہین بعمومہ مطلوب پر دلالت رکھتی ہے پس
اسکی دلالت ظنی ہوگی کہ جو ہمارے فن مین معتبر نہین چوتھے غیب مستقل اور علم جمیع اشیا
بالفعل بھی لوازم ربوبیت سے ہے پانچوین حدیقہ سلطانیہ مین ہے جسکا محصل یہہ ہے کہ بسبب تعارض
ادلہ قطعیہ کے تخصیص اس حدیث کی بادون النبوۃ سے بھی واجب ہے جیسے بادون الالوہیت
ہوئی اور نہایت یہہ ہے کہ یہہ تاویل مستغنی عنہ اصلی ہے کہ نزلونا اور فینا مین ضمیر جمع سے تمام [illegible]
مراد ہین نہ خاص ائمہ اہلبیت مین جناب سالتمآب بھی شرف و فضل اہلبیت مین [illegible]
معصوم ہین کہ کوئی ظاہری و باطنی فضیلت اور کوئی عالی مرتبہ بشری ہمارے لئے نہین [illegible]

نبوت و امامت سب ہمارے خاندان پر ختم ہوئی تو ہمین خدا تو نہ کہو کہ یہ کفر کی بات ہے باقی جو یہہ کہو
وہ سب سچ ہے پس جو چاہو کہو یعنی ہم مین سے نبی کو نبی اور امام کو امام نہ خلط بحث کہ جو خلاف
واقع ہو جیسا کہ غلاۃ مفوضہ لعنہم اللہ تو ہم کیا کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ بنا بر ان معنون کہ جو ظاہر
تھا وہی ہین کچھہ حاجت کسی تکلف کی باقی نہین رہتی فافہم و استقم کما امرت و رہی مقام
منشا فعل حضرت کہ ترک اولیٰ ہونیکا ظاہر ہوتا کہ شان و کمال معرفت حضرت کے موافق مزید تفحص و
تجسس تھا کہ تو موافق شرع شریف کے جسکے وہ جناب متعبد و پابند تھے بری الذمہ اسلئے کہ مدار اوسکا
ظاہر ہے نہ نفس الامر پس اگر نفس الامر مین کوئی شخص رعیت مین حاکم سے مخفی رہجاوے اور اوسکو
خبرگیری کی حاجت کی نوبت نہ آئی تو کچھہ حرج نہین بوجہ عدم ظہور اوسکے حالانکہ البتہ اوسے اظہار حال
سلطان عادل حاکم شرع پر واجب تھا بقول شخصے پیاسا کنوین کے پاس جاتا ہے کنوان پیاسے
کے پاس نہین جاتا پس اوسکا خدمت حضرت مین حاضر نہونا خود اوسکا قصور تھا اور اوسکا اوسی پر
الزام تھا نہ حضرت پر ہان اگر مالک حاکم حال سنکے پہلوتہی کرے او خبر نہ لے ضروری طور پر بھی
تو البتہ ظلم کی بات ہے جیسا ابو نواس کہتا ہے وَإِذَا وَلِيتَ أُمُورَ قَوْمٍ مَرَّةً + فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ عَنْهُمُ مَسْئُولُ
یعنی جبکہ اختیار پاتو انجام دہی پر کسی قوم کے امور ضروریہ کے تو اچھی طرح سے سمجھہ بوجھہ لے کہ تجھہ پر بھی
محیط اور مسلط ایک ایسا حاکم حقیقی ہے کہ روز بازپرس وہ تجھسے پرسش کریگا کہ تو نے اون سے
کیا سلوک کیا بات ایسی زبردست زبردست آزار ہے گرم تا کہ بماند این بازار + وَإِذَا حُمِلْتَ إِلَى الْقُبُورِ
جَنَازَةً + فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُولُ اور جب کسی قبرستان مین کوئی جنازہ لیجاؤ تو سمجھنا کہ
اسکے بعد تیری جنازہ کو بھی کسی تکیہ مین لیجاوینگے یَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْمُنَقَّشِ سَطْحُهُ + و
[illegible] خلاصہ یہہ کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ ظاہر مین تو اونکی قبرین عجب فضا کا عالم
[illegible] اور باطن مین ونیز قبرونکے اندر انواع و اقسام طرح طرح کے صدمے گذرتے
ہین [illegible] کی بیڑ [illegible] ہین جگر [illegible] ہین ور بمفاد الکلام [illegible]

الی الکلام یہانتک باتون مین بات نکلتی چلی آئی اب ہم پہر مضمون حضرت کے بیان پر جہکتے ہین قولہ
یَبقَی الزَّمِنُ البَائِسُ الفَقِیرُ المِسکِینُ مَن یَّتَفَقَّدُہٗ وَیُسَلِّیہِ لَو عَثَرَ قَلبُہُ الحَزِینُ اور وہی
قیامت کا دن ہے کہ جسمین ان بیچارے مسکینون کا خبر لینے والا شہید ہوا کہ جو بستر زمین پر ناصر و
معین و تسلی دہندہ قلب حزین پڑے ہوے تڑپا کرتے تہے ایسا کون خداپرست تہا کہ بجز مطلب و غرض
ایسے لوگون کی خبر لے کہ جو بیکس گہورے پر پڑے رہتے ہین مکہیان بہنکا کرتی ہین کوئی ٹہوکر بہی نہین
مارتا کہ کہین جوتا خراب ہو ایسے اندہے لولے لنگڑے تو بہت ہین مگر بجز خدا اونکا کوئی پوچہنے والا کہان ہو
ع بندہ عیبناک کس نخرد * او ببین عیبہا خریدم را * یا جسکا خدا ہو خود خدا نیک توفیق دے
چنانچہ منقول ہے کہ جب حسنین علیہما السلام حضرت امیر المومنین کو دفن کرکے پہرے تو ایک نہایت ضعیف
دردناک اکراہتی آواز انکے کانمین آئی ازبسکہ خود مصیبت دیدہ والم رسیدہ اور غم رسیدہ تہے خود بہی
مصیبت کا مزہ دلمین اوٹہا رہے تہے وہ آواز سنتے ہی انکا دل کانپ اوٹہا اور اپنی مصیبت رنج والم کو
بہول کر نشان پر اوس آواز کی روانہ ہوے کہ دیکہین یہہ کون الم رسیدہ مصیبت زدہ ہماری طرح کراہ رہا
اور سر دل پر درد بہر رہا ہے آخرش تہوڑی دور جا کر دیکہا کہ ایک بڈہا نہایت لاغر و نزار اشد نستی بیمار
پہر پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہے پہنسی کہا رہا ہے اودہر اودہر کروٹین بدلتا ہے ماہی بے آب کیطرح بیقرار ہے تنہا سر کے نیچے کہا
اینٹ رکہی ہوئی تہی دونون نے اوس سے پوچہا کہ تو کون ہے اور کیونکر بسر اوقات کرتا ہے اوسنے کہا کہ مین
نابینا ہون اور شدت سے بیمار ہون دو برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ مین صاحب فراش ہوگیا ہون بادل پاش پاش
فرش زمین پر پڑا رہتا ہون * نہ مونس نہ رفیق نہ ہمدم دارم * غم جگر ہے کہ گویم عجب غمے دارم * انہون نے
فرمایا کہ اے شیخ خدا تجہکو رزق کس حیلہ اور وسیلہ سے دیتا ہے حالانکہ تو ایسا بیمار ہے کہ تجہسے فکر معاش کی
امید نہین یہہ سنکر وہ زار زار رویا اور کہنے لگا کہ اے صاحبزادو برابر اسی مدت مدید تک ایک خدا کا ولی ہر
میرے پاس آتا تہا اور کچہہ کہانا لاتا تہا وہ میرے پاس بے تکلف زمین پر بیٹہہ کر اپنے ہاتہہ سے نوالے بنا بنا کر مجہے
کہلاتا تہا اور مثل والد شفیق میری دلداری کرتا تہا اور سب سے ہی نازبرداری فرماتا تہا جب

مزاج داری اوٹہاتا تہا آندہی پانی زلزلہ طوفان مین بہی کبہی کسی فصل مین کوئی رات ایسی نہین گذری کہ
ہم چالیس برس مین مجہہ تک نہ پہونچا ہو کیسی ہی کبہی بیماری ہو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین نے پوچہا کہ اے شیخ
تو کچہہ اونہین پہچانتا ہے کہ وہ کون تہے اونہون نے کہا کہ اے صاحبزادو مین نابینا ہون کسیکو دیکہہ کے پہچان نہین سکتا
نہ کسیکی شکل و شمائل جان سکتا ہون حضرت نے فرمایا کہ کچہہ انکی عادات یا کلام بیان کرو انہون نے کہا کہ وہ بزرگوار میرے
پاس اکثر بلاتکلف زمین پر بیٹہہ جاتے تہے اور جبتک تہے برابر تسبیح و تحمید خدا مین مصروف رہتے تہے کبہی کبہی
نہ بیٹہتے تہے اور اکثر فرمایا کرتے تہے مِسکِینٌ جَالَسَ مِسکِینًا وَفَقِیرٌ جَالَسَ فَقِیرًا کہ ایک مسکین و فقیر
دوسرے مسکین و فقیر پاس بیٹہا ہے دونون بزرگوارون نے پوچہا کہ تو نے اونسے کبہی نام بہی پوچہا تہا یا نہین اوسنے کہا
کہ ہان کئی مرتبہ اصرار سے پوچہا مگر کبہی اونہون نے نہین بتایا بلکہ فرمایا کہ تجہے میرے نام سے کیا کام ہے کام کہو
اِنَّمَا نُطعِمُکُم لِوَجہِ اللّٰہِ لَا نُرِیدُ مِنکُم جَزَاءً وَّلَا شُکُورًا یعنے ہم نہین کہانا کہلاتے تمہین مگر محض
واسطے خوشنودی خدا کے اور نہین چاہتے تمسے بدلا یا شکر گزاری معلوم نہین کہ کیا اتفاق پڑی کہ وہ دو دن سے نہین
آئے مگر کبہی کبہی حالمین اونہون نے تشریف لانا ترک نہ کیا تہا یہہ سنکے حسنین علیہما السلام بہت روئے اور سرون پر خاک اوڑانے لگے
اور کہا کہ اے شیخ وہ والد ماجد ہمارے وصی مصطفے علی مرتضیٰ تہے دو روز کا عرصہ ہوا کہ ابن ملجم مرادی ملعون نے
قصدا انکے سر مبارک پر ضربت لگائی اور وہ اوسیکے مبتلا کرب ضرب مین تہے چنانچہ ابہی ہم انکو دفن کرکے ہوے
چلے آتے ہین یہہ سنکر اوسنے ایک چیخ ماری اور ماہی بے آب کیطرح لوٹنے لگا حسنین نے بہت تسکین دی و خبر گیری کا
اوسیطرح وعدہ کیا اوسنے کہا کہ اب حیف زندگی دنیا پر جب ایسا آقا اور مولا اوٹہ جاے مجہکو واسطہ دلاتا
ہون اونکو جنکا بیٹا ہون حقوق پدری کا کہ جو آپ پر لازم ہین کہ مجہکو قبر شریف تک اونکی پہونچا دو یہہ سنکر حضرت
حسنین نے اوسکو اوٹہاکر اپنا ہاتہ دیا اور وہ بزرگ کی کشان کشان افتان و خیزان گرتا پڑتا اوٹہاتا رہتا
قبر مطہر کیطرف روانہ اور وہان پہونچکر قبر پر بیٹہا اور اپنے تئین خستہ زمین گرادیا اور اسی طرح زور شور سے رویا کہ روتے
روتے بیہوش ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو اوسنے بکمال گریہ وزاری درگاہ باری مین عرض کی کہ خداوندا مین
واسطہ دلاتا ہون اس قبر پاک کا اور اوسکا کہ جو اسمین مدفون ہے کہ ابہی میری روح کو قبض کرلے اب ایسے آقا اور مولے کے بغیر دنیا کی

فانی پر تعبیر ہے پس فوراً اوسکی دعا قبول ہوئی اور وہی ملعون جسکی روح پرواز کر گئی اور حسنین نے غسل دیکر تجہیز و
تکفین کیا وضجت بالنحیب والعویل والبکاء جمیع ساداتنا [illegible] اور فریاد و شیون ہوا اور نوحہ و بکا
کرنے لگے سب فرشتے آسمانوں کے رجعت السموات [illegible] عن ابی عیاش عن الاعمش عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر
عن النبی چنانچہ صدوق علیہ الرحمۃ باسناد خود جابر انصاری سے روایت کی ہے انہ قال [illegible] الخاتمۃ [illegible]
علی اوس جناب نے شب معراج پانچوین آسمان پر شبیہ حضرت امیر کی دیکھی پس تعجب فرمایا اے جبرئیل کیا
یہ علی بن ابیطالب مجھسے پہلے یہاں پہنچ گئے اونھوں نے کہا کہ یا حضرت یہ علی نہیں بلکہ اونکی صورت ایک فرشتہ
کو تسکین ملائکہ کو پیدا کیا گیا جبکہ اونھوں نے شکایت کی کہ خداوندا [illegible] اوس شخص [illegible]
اوس شہید ہوگا اور غربت بڑھ جاتی اور بزم میں زمین پر جا نہیں سکتے تو [illegible] اس شبیہ حضرت امیر علیہ
کر دی اور جب ابن ملجم ملعون نے سر مبارک پر ضرب لگائی اونہیں شہید کیا تو اوس شبیہ حضرت کا بھی سر خون میں [illegible]
ہو گیا اور وہ شبیہ قتیل ہو گئی پس یہ حال دیکھ کے ملائکہ سب مضطر و غمگین ہوئے اور قاتل حضرت پر لعنت کی
اور اسیطرح حضرت امام حسین کی بھی شبیہ فلک پر تھی اور اونکی شہادت ہوئی اوسیطرح خاک و خون میں تڑپ کر
فنا ہوئی اور سب فرشتوں نے یہ حال دیکھ کے سب قاتلان حضرت خصوصاً یزید پلید پر لعنت کی ابن ملجم کو ساتھ
توقف فیہ علی المرتضیٰ وصی محمد المصطفیٰ یہ وہی ابن ملجم ہے [illegible] فرمایا حضرت امیر نے [illegible]
علقمہ + وواہب قاتلہ ما بقی من لبنہ وہ علی کہ جنہیں اپنے قاتل پر بھی رحم آیا جب دیکھا کہ اوسکی
آنکھوں میں گڑھے پڑے ہیں اور سر برہنہ سراسیمہ کھڑا ہے سامنے حضرت کے تو حضرت امام حسن سے فرمایا انجا
ارفق باسیرک اے فرزند سختی نکرو اپنے قیدی پر دیکھتے نہیں کیا حال اوسکا متغیر ہے پس حضرت امام
حسن نے فرمایا کہ اے والد بزرگوار وہ تو آپکو شہید کرے اور آپ اوسپر رحم کھائیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے
حضرت نے فرمایا کہ ہم اہلبیت عصمت و طہارت معدن حلم و مروت ہیں اور اوسکو پاس بلا کر دودہ بھیجا ہذا
یوم فرح فیہ اہل العدوان واستراح بہ معاویۃ و مروان یہی دن ہے کہ اسمیں خوشی
حاصل ہوئی ستمگروں کو اور راحت پا گئے معاویہ و مروان خوف سے حضرت کے وانتحبی اہل بیت النبی

للنوحۃ لاطمات و علی فقدہ نادبات اور سب اہلبیت حضرت کی جدائی پر روتے تھے اور منہ پر
طمانچے مارتے تھے والشعور علی الخدود ناشرات وللدموع المعین ناقدات حامی مددگار
اوٹھ گیا تھا اسلئے منہ پر بال بکھرائے روتے تھے بابا آگے جان کھوتے تھے حتی ان قتلہ
ہذا الی ان سم الحسن وبقی الحسین الشہید علی الغبراء ثلثۃ ایام طریحا بلا غسل
ولا کفن یا انیکا انجام حضرت کی شہادت کا یہ ہوا کہ حضرت امام حسن کو بے حامی مددگار پاکے
ظالموں نے زہر دلوایا اور ٹکڑے جگر کے اونکے لخت جگر علی و بتول کو نہر فرات میں [illegible]
اور مسافر غریب امام حسین علیہ السلام کو پیاسا شہید لاش تین دن تک گرم زمین کربلا پر
بے گور و کفن پڑی رہی ان سب ظلموں کی بنیاد گویا اوسی روز قائم ہوئی کہ جب جناب امیر
علیہ السلام نے دنیا سے سفر کیا وسیق بام کلثوم و زینب کالجواری + واطیف بہن
فی القفار والبراری اور اوسی روز بنیاد اوسکی قائم ہوئی کہ صحرا اور بیابانوں میں
دختر فاطمہ کنیزوں کی طرح بے مقنعہ و چادر پھرائی جائیں علی اقتاب المطیات وتلفح وجوہہم
حر الہاجرات بے کجاوہ و عماری شتران برہنہ پر ایسی دھوپ کی شدت میں کہ قریب
تھا کہ منہ اونکا جلجائے اور دھوپ کے مارے منہ کی کھالیں گر پڑیں اور لو کی شدت سے چہرے
جھلس گئے اور لائے جائیں ایدیہم مغلولۃ الی الاعناق یطاف بہم
فی الاسواق ہاتھ اونکے اونکی گردنوں میں پکڑ کے جکڑ
دیئے تھے اور اسی حال زار سے اونہیں شہر بشہر
دیار بدیار پھراتے تھے وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون

کتبہ
(۲۰۰-۹۰۰-۱)

بائیسوان موعظہ

تفسیر مین سورہ انا انزلناہ کے اور بیان مین شب قدر
واعمال ضروری شب قدر کے اور بیان
مسئلہ تقدیر و تدبیر و مسئلہ
بدا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الْبَاقِرُ مَنْ قَرَأَ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَجَہَرَ بِہَا کَانَ کَالشَّاہِرِ سَیْفَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پڑہے سورہ انا انزلناہ شب قدر مین باواز بلند تو ہوگا وہ از راہ ثواب برابر اوس مجاہد کے کہ شمشیر برہنہ اپنے ہاتہہ مین لیئے ہوئے راہ خدا مین وَمَنْ قَرَأَہَا سِرًّا کَانَ کَالْمُتَشَحِّطِ بِدَمِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور جو باواز پوشیدہ پڑہے تو وہ بمنزلہ اوس شہید کے ہے کہ جو راہ خدا مین اپنے خون مین لوٹتا ہو وَمَنْ قَرَأَہَا عَشْرَ مَرَّاتٍ مَحَا اللّٰہُ عَنْہُ اَلْفَ ذَنْبٍ مِنْ ذُنُوْبِہٖ اور جو مومن اوسے دس بار پڑہے تو محو کرتا ہے خدا اوس سے اوسکے ہزار گناہون کو واعظ کہتا ہے کہ پس مناسب ہے کہ مومنین معہ سعی اس

سورہ شریف کے سمجہہ کے اوسے تلاوت کرین کہ باعث مزید اجر و ثواب ہو انشاء اللہ تعالے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تفسیر اس آیہ وافی ہدایہ کی مشہور و معروف ہے طول دینے کی اوسمین کچہہ حاجت نہین خلاصہ یہہ کہ ابتدا کرتا ہون مین ساتہہ نام خدا کے ایسا خدا کہ جو مہربان و کریم ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ یعنے بے شبہ نازل کیا ہمنے اوس قرآن کو اور احتمال ہے کہ ضمیر راجع لفظ منزل کی طرف ہو کہ جو انزلنا سے مستفاد ہے جیسا کہ اِعْدِلُوْا ہُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی مین ضمیر ہو کی عدل کی طرف پہری ہے فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ شب قدر مین یعنے نزول قرآن شب قدر مین ہوا عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَا عَلِیُّ اَتَدْرِیْ مَا مَعْنٰی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ حضرت امیر نے فرمایا کہ فرمایا مجہہ سے جناب رسالت مآب نے کہ یا علی تمہین کچہہ معلوم ہے کہ شب قدر کے کیا معنے ہین فَقُلْتُ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنے عرض کیا کہ نہین اے رسول خدا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُقَدِّرُ فِیْہَا مَا ہُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ خلاصہ یہہ کہ حضرت نے فرمایا کہ لیلۃ القدر سے مراد شب تقدیر ہے یہہ وہ رات ہے کہ اسمین مقدر اور مقرر کرتا ہے خدا جو کچہہ کہ ہونے والا ہے روز قیامت تک فَکَانَ فِیْمَا قَدَّرَ وِلَایَتُکَ وَوِلَایَۃُ الْاَئِمَّۃِ مِنْ وُلْدِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اور منجملہ اون مقدرات کے تمہاری ولایت ہے اور ائمہ دین کی اولاد امجاد سے تمہاری قیام قیامت تک سَئَلَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ لِاَحَدِہِمَا عَنْ عَلَامَۃِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اور محمد بن مسلم نے سوال کیا حضرت امام

محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے علامت شب قدر سے فقال علامتھا ان یطیب ریحھا وان کانت فی برد دفئت وان کانت فی حر بردت فطابت پس حضرت نے فرمایا کہ علامت اوسکی یہ ہے کہ ہوا اوس شبکو خوشبو اور گوارا ہو اور سردی مین گرم ہوتی ہے اور گرمی مین اوسکی ہوا سرد ہوگی پاک و پاکیزہ ہوجاتی ہے وسئل عن لیلۃ القدر فقال تنزل فیھا الملائکۃ والکتبۃ الی السماء الدنیا فیکتبون ما یکون فی امر السنۃ وما یصیب العباد وامر عندہ موقوف وفیہ المشیۃ فیقدم منہ ما یشاء ویؤخر منہ ما یشاء ویمحو ویثبت وعندہ ام الکتاب اور سوال کیا گیا اوسے جناب سے حال شب قدر سے پس فرمایا کہ نازل ہوتے ہین اوسمین ملائکہ اور لکھنے والے فرشتے آسمان اسفل پر پس لکھتے ہین وہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے سال بھر مین اور جو کچھ پہونچتا ہے بندون کو اور کچھ امر نزدیک خدا کے ہین اور موقوف اوسی پر ہین اور اونہین پر مشیت ایزدی جاری ہوتی ہے پس اونمین سے جسے مناسب جانتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے مناسب جانتا ہے مؤخر کرتا ہے اور محو کرتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اوسکے پاس ام الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے وسئل الصادق علیہ السلام کیف تکون لیلۃ القدر خیرا من الف شھر اور پوچھا گیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ کیونکر ایک شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے قال العمل الصالح فیھا خیر من العمل

فی الف شھر لیس فیھا لیلۃ القدر حضرت نے فرمایا کہ عمل نیک اوس شب مین بہتر ہوتا ہے عمل نیک سے اون ہزار مہینون مین کہ جنمین شب قدر نہو وعن حمران انہ سال ابا جعفر عن قول اللہ عز وجل انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ قال نعم ھی لیلۃ القدر اور حمران سے ہے کہ اونہون نے پوچھا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر قول باریتعالی کی انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ بے شبہ نازل کیا ہمنے اوسے یعنے قرآن شریف کو مبارک رات مین پس فرمایا کہ ہان وہی شب قدر ہے فرمایا خدا نے فیھا یفرق کل امر حکیم اوسی شب مین جدا کیا جاتا ہے ہر امر مضبوط و محکم قال یقدر فی لیلۃ القدر کل شیء یکون فی تلک السنۃ الی مثلھا من قابل من خیر وشر وطاعۃ ومعصیۃ واجل ورزق فرمایا کہ مقدر ہوتی ہے اس شب مین ہر وہ چیز کہ جو اوس سال مین ہونے والی ہوتی ہے نیکی یا بدی عبادت یا معصیت اجل یا رزق جو کچھ ہونے والا ہو سال آیندہ تک فما قدر فی تلک السنۃ وقضی فھو المحتوم ولله عز وجل فیہ المشیۃ پس جو کچھ کہ مقدر ہوا ہے اوس سال مین اور نافذ کردیا گیا ہے پس وہ محتوم یعنے قطعی ہے اور مشیت خدا کو اوسمین دخل ہے قال قلت لیلۃ القدر خیر من الف شھر ای شیء عنی بذلک راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی شب قدر کے ہزار مہینہ سے بہتر ہونے کے کیا معنے ہین فقال العمل الصالح فیھا من الصلوۃ

وَالزَّکٰوۃِ وَاَنْوَاعِ الْخَیْرِ خَیْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ فِیْ اَلْفِ شَھْرٍ لَیْسَ فِیْھَا
لَیْلَۃُ الْقَدْرِ پس فرمایا کہ عمل نیک اوسمین مثل نماز و زکوۃ وغیرہ
کے اور اور باقی جو نیکیون کی قسمین ہین بہتر ہین عمل سے اون ہزار
مہینون مین کہ جنمین شب قدر نہو وَلَوْلَا یُضَاعِفُ اللّٰہُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ
مَا بَلَغُوْا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُضَاعِفُ لَھُمُ الْحَسَنَاتِ اور اگر خدا دوچند
و زیادہ نکرتا مومنون کے لئے اجر و ثواب کو تو وہ اس مرتبہ کو نہ
پہونچتے لیکن وہ دوچند کرتا ہے اونکے لئے نیکیون کو وَعَنْ
اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ مَنَامِہٖ بَنِیْ اُمَیَّۃَ
یَصْعَدُوْنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَیُضِلُّوْنَ النَّاسَ عَنِ الصِّرَاطِ
الْقَھْقَرٰی فَاَصْبَحَ کَئِیْبًا حَزِیْنًا اِلٰی اَنْ قَالَ فَاَنْزَلَ عَلَیْہِ اِنَّا
اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ
لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ
لِنَبِیِّہٖ خَیْرًا مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مُلْکِ بَنِیْ اُمَیَّۃَ اور حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواب مین دیکھا جناب رسالت
مآب نے کہ بعد اونکے اونکے منبر کے زینون پر بوزینون کی طرح
بنی امیہ چڑھتے ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین راہ راست سے
اور اوسپر الٹے پاؤن پھیری دیتے ہین پس صبحکو بہت رنجیدہ و ملول
پیدا ہوئے تا اینکہ معصوم فرماتے ہین پس نازل کی گئی اون پر
اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ اور گردانا خدا تعالیٰ نے شب قدر کو بہتر اپنے نبی کیلئے
ہزار مہینون سے سلطنت بنی امیہ کے وَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ شَدَّ الْمِئْزَرَ وَاجْتَنَبَ النِّسَاءَ وَ
اَحْیَی اللَّیْلَ وَتَفَرَّغَ لِلْعِبَادَۃِ اور اوسی جناب نے فرمایا کہ جب آخر
دہیہ ماہ رمضان کا آتا تھا تو جناب رسالتمآب اپنی لنگی کس لیتے
تھے یعنے اجتناب و پرہیز کرتے تھے عورتون سے اور راتون
کو جاگتے تھے اور سب کاروبار سے فارغ البال ہو بیٹھتے تھے
عبادت کے لیے وَعَنْہُ اَیْضًا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ اَوَّلُ السَّنَۃِ وَ
اٰخِرُھَا اور اوسی جناب سے ہے کہ شب قدر اول سال بھی ہے
اور آخر سال بھی وَعَنْہُ اَیْضًا رَاْسُ السَّنَۃِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ یُکْتَبُ
فِیْھَا مَا یَکُوْنُ مِنَ السَّنَۃِ اِلَی السَّنَۃِ اور اونہین حضرت سے ہے
کہ ابتدائی سال شب قدر ہی لکھا جاتا ہے اوسمین جو کچھ کہ ہوتا ہے
ایک سال سے دوسرے برس تک وَعَنْ حَسَّانِ بْنِ مِھْرَانَ عَنْہُ
اَیْضًا قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَقَالَ الْتَمِسْھَا فِیْ لَیْلَۃِ
اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ اَوْ لَیْلَۃِ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ اور حسان بن
مہران سے ہے کہ اونہون نے پوچھا اوس جناب سے تعین
شب قدر سے پس فرمایا کہ تفحص و تجسس کر اوسکا اکیسوین شب
یا تیئیسوین شب مین اور جناب شیخ حر عاملی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی
والجلی نے کتاب مستطاب وسائل الشیعۃ الی احکام الشریعۃ مین
جناب شیخ صدوق سے نقل کیا ہے کہ اوس جناب نے فرمایا
اِتَّفَقَ مَشَایِخُنَا عَلٰی اَنَّھَا لَیْلَۃُ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ یعنے اتفاق
کیا ہے ہمارے اساتذہ نے اس امر پر کہ شب قدر تیئیسوین شب ہے

اور احتمال ہے کہ مراد اس کلام سے دعوی اجماع ہو تعیین شب مذکور پر اور بعض علما کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے اتفاق و اجماع اس امر پر کہ شب قدر ان تین مشہور شبون سے خارج نہین اور احوط یہ ہے کہ احیای شب زندہ داری وغیرہ ترک نہ کرے کسی شب مین ان تینون مین سے اور صاحب عذر کے لیئے دور نہین کہ اکتفا فقط تئیسوین شب پر انشاء اللہ کافی ہو وقال ابو عبد اللہ التقدیر فی لیلۃ تسعۃ عشر والابرام فی لیلۃ احدی وعشرین والامضاء فی لیلۃ ثلث وعشرین اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ معین و مقرر و اندازہ کرنا انیسوین شب مین ہوتا ہے اور مضبوط اور مستحکم کرنا اوسکا اکیسوین شب اور جاری اور نافذ کرنا اوسکا تئیسوین شب مین وعن ابی حمزۃ الثمالی قال کنت عند ابی عبد اللہ فقال لہ ابو بصیر جعلت فداک لیلۃ التی یرجی فیہا ما یرجی فقال فی لیلۃ احدی وعشرین او ثلث وعشرین قال فان لم اقو علی کلتیہما فقال ما ایسر لیلتین فیہما تطلب قال قلت فربما رأینا الہلال عندنا وجاءنا من غیرنا بخلاف ذلک من ارض اخری فقال ما ایسر اربع لیال تطلبہا فیہا قلت جعلت فداک لیلۃ ثلث وعشرین لیلۃ الجہنی فقال ان ذلک لیقال اور ابو حمزہ ثمالی سے ہے کہ مین حاضر خدمت بابرکت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تھا پس عرض کی ابو بصیر نے کہ مین فدا ہوں آپ پر سے وہ کون شب ہے کہ جسمین امیدین کیجاتی ہین

پس حضرت نے فرمایا کہ وہ اکیسوین شب ہے یا تئیسوین عرض کی کہ پس اگر مجھے قوت ان دونون شبون کے اعمال خیر کی نہو حضرت نے فرمایا کہ وہ شبین بہت کم ہین اور نہایت سہل ہے طلب فضیلت شب قدر کے لیئے راوی کہتا ہے پس عرض کی مینے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رویت کچھہ ہوتی ہے اور اور شہرون کے باشندون سے کچھہ اور سنا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ کسقدر سہل ہے کہ چار شبون مین فضیلت اس شب عالیشان کی طلب کیجائے مینے عرض کیا کہ نثار ہون آپ پر ۲۳ شب شب جہنی ہے حضرت نے فرمایا کہ ہان اسیطرح کہا جاتا ہے قال جعلت فداک ان سلیمان بن خالد روی فی تسعۃ عشر یکتب وفد الحاج فقال لی یا ابا محمد وفد الحاج یکتب فی لیلۃ القدر والمنایا والبلایا والارزاق وما یکون الی مثلہا فی قابل فاطلبہا فی لیلۃ احدی وثلث وعشرین عرض کی مینے کہ سلیمان بن خالد نے روایت کی ہے کہ انیسوین شب مین قافلے حاجیون کے لکھی جاتے ہین فرمایا کہ ای ابو محمد شب قدر مین لکھی جاتے ہین اور امیدین اور آفتین اور رزق اور جو کچھہ عرض سال مین ہونے والا ہوتا ہے پس تفحص کر اوسکا اکیسوین اور تئیسوین مین وصل فی کل واحدۃ منہما مائۃ رکعۃ واحیہما ان استطعت الی النور واغتسل فیہما اور اون دونون مین سے ہر شب کو سو رکعت نماز پڑھ اور شب زندہ داری کر اگر طاقت

ہو نور سے تر ہے تک اور غسل بھی گران دونون مین قَالَ قُلْتُ
فَاِنْ لَمْ اَقْدِرْ عَلٰی ذٰلِكَ وَاَنَا قَائِمٌ کہا عرض کی مینے پس اگر
کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکون قَالَ فَصَلِّ وَاَنْتَ جَالِسٌ فرمایا پھر
بیٹھے بیٹھے پڑھ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَسْتَطِعْ قَالَ فَعَلٰی فِرَاشِكَ عرض
کی مینے کہ اگر یہ بھی نہو سکے تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے بستر پر لیٹے
لیٹے نماز پڑھ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَسْتَطِعْ قَالَ لَا عَلَيْكَ اَنْ تَكْتَحِلَ
اَوَّلَ اللَّيْلِ بِشَيْءٍ مِنَ النَّوْمِ عرض کی مینے کہ اگر یہ بھی نہو سکے
فرمایا تو کچھ مضایقہ نہین کہ اول شب کسیقدر تو سو رہے وَاِنَّ
اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِيْ رَمَضَانَ وَتُصَفَّدُ الشَّيَاطِيْنُ وَتُقْبَلُ
اَعْمَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ نِعْمَ الشَّهْرُ رَمَضَانُ كَانَ يُسَمّٰى عَلٰى عَهْدِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ الْمَرْزُوْقُ اور بے شبہ آسمانون کے دروازے
کھل جاتے ہین ماہ رمضان مین اور جکڑ لیے جاتے ہین اور
قید ہو جاتے ہین شیطان اور قبول کیے جاتے ہین مومنون
کے عمل کیا اچھا مہینا ہے ماہ رمضان اوسکا نام عہد جناب
رسالتمآب مین مرزوق تھا وَرُوِيَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ اِذَا كَانَ
لَيْلَةُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَلَيْلَةُ ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ اَخَذَ فِي
الدُّعَاءِ حَتّٰى يَزُوْلَ اللَّيْلُ فَاِذَا زَالَ اللَّيْلُ صَلّٰى اور منقول
ہے کہ حضرت امام محمد باقر عم اکیسوین شب اور تیئیسوین نصف
شب تک دعائین پڑھتے تھے اور بعد نصف شب نمازون مین
مصروف ہوتے تھے وَرُوِيَ اَنَّهٗ سُئِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ كَانَتْ اَوْ تَكُوْنُ فِيْ كُلِّ عَامٍ اور منقول ہے کہ سوال
کیا گیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر سے کہ آیا وہ
سابق ہی مین تھی یا اب بھی ہر سال ہوتی ہے فَقَالَ لَوْ رُفِعَتْ لَيْلَةُ
الْقَدْرِ لَرُفِعَ الْقُرْاٰنُ فرمایا کہ اگر شب قدر اوٹھہ جاتی تو قرآن بھی
اوٹھہ جاتا وَفِيْ مُضْمَرَةِ اِسْحٰقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ
وَنَاسٌ يَسْاَلُوْنَهٗ يَقُوْلُوْنَ الْاَرْزَاقُ تُقَسَّمُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ قَالَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا ذٰلِكَ اِلَّا فِيْ لَيْلَةِ تِسْعَ عَشَرَةَ
مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ اِلٰخ
اسحاق بن عمار سے ہے کہ سنا مینے اونہین کہ فرماتے تھے اور کچھ لوگ
اونسے سوال کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رزق تقسیم ہوتا ہے
پندرہوین شبکو شعبان کی پس حضرت نے فرمایا کہ نہین بخدا نہین ہے
وہ شب مگر اونیسوین اور اکیسوین اور تیئیسوین ماہ مبارک رمضان کی
فَاِنَّ فِيْ لَيْلَةِ تِسْعَ عَشَرَةَ يَلْتَقِي الْجَمْعَانِ پس اونیسوین شب باہم
ملجاتی ہین دونون جماعتین وَفِيْ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ يُفْرَقُ
كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اور اکیسوین شب مین جدا کیا جاتا ہے ہر امر مستحکم وَفِيْ لَيْلَةِ
ثَلٰثٍ وَعِشْرِيْنَ يُمْضٰى مَا اَرَادَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ وَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ
الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اور تیئیسوین شب
کو نافذ اور جاری کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے خدا اوسمین سے اور
وہی شب قدر ہے کہ جسے خود خدا نے بہتر ہزار مہینون سے فرمایا
قَالَ قُلْتُ وَمَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ يَلْتَقِي الْجَمْعَانِ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ فِيْهَا

مَا اَرَادَ مِنْ تَقْدِيْمِهٖ وَتَاْخِيْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَقَضَائِهٖ راوی
کہتا ہے کہ باہم ملاقات سے دو جماعتون کی کیا مراد ہے کہا مراد
اوس سے یہ ہے کہ خدا جمع کرتا ہے اوسمین جسکی تقدیم یا تاخیر اوسے
منظور ہوتی ہے اور جسکا ارادہ یا امضا و انفاذ ملحوظ ہوتا ہے
قُلْتُ فَمَا مَعْنٰى يُمْضِيْهِ فِيْ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ يُفَرِّقُهٗ
فِيْ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَاِمْضَائُهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهِ الْبَدَاءُ
فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ اَمْضَاهُ فَيَكُوْنُ مِنَ
الْمَحْتُوْمِ الَّذِيْ لَا يَبْدُوْ لَهٗ فِيْهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مینے عرض کیا کہ تئیسوین
مین انفاذ کرنے کے کیا معنے ہین فرمایا کہ خدا جدا کرتا ہے اکیسوین (۲۱)
کو لیکن اوسمین گنجایش بدا رہتی ہے اور تئیسوین کو بالکل اجرا اور
انفاذ ہو جاتا ہے پس وہ امور ایسے حتم ہو جاتے ہین کہ اوسمین بدا
کی گنجائش نہین رہتی وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عفِيْ لَيْلَةِ تِسْعَةَ عَشَرَ
مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ التَّقْدِيْرُ وَفِيْ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ الْقَضَاءُ
وَفِيْ لَيْلَةِ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ اِبْرَامُ مَا يَكُوْنُ فِي السَّنَةِ اِلٰى مِثْلِهَا
وَلِلّٰهِ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ اَنْ يَّفْعَلَ مَا يَشَاءُ فِيْ خَلْقِهٖ اور فرمایا
حضرت امام جعفر صادقؑ نے کہ اونیسوین (۱۹) شب کو ماہ رمضان کی تقدیر
اور تعیین امور ہوتی ہے اور اکیسوین (۲۱) کو انفاذ اور تئیسوین کو استحکام
اون چیزون کا کہ جو سال آیندہ تک ہونے والی ہین اور خدا کو پہونچتا
ہے یہہ کہ جو چاہے کرے اپنی مخلوقون کے بارہ مین وَعَنْ
سُفْيَانَ بْنِ السِّمْطِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اللَّيَالِي الَّتِيْ يُرْجٰى

فِيْهَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ
وَثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ اور سفیان بن سمط سے منقول ہے کہ خدمت امام
حضرت امام جعفر صادقؑ مین مینے عرض کیا کہ کون ہین وہ راتین
ماہ صیام کی کہ جنمین خدا سے ہر طرح کی امید ہوتی ہے پس فرمایا کہ
۱۹ و ۲۱ و ۲۳ قُلْتُ فَاِنْ اَخَذَتْ اِنْسَانًا الْفَتْرَةُ اَوْ عِلَّةٌ فَمَا
الْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ مینے عرض
کیا کہ مبادا اگر آدمی کو کوئی بیماری یا سستی و کاہلی ہووے تو کس
شب پر زیادہ اعتماد کرے فرمایا کہ تئیسوین شب پر لیکن پوشیدہ
نرہے کہ علم ائمہ برابر ہے اور سبکو یہہ حال معلوم تھا مگر اکثر حدیثون
مین جو تعیین و تصریح نہ فرمائی گئی تو اس لحاظ سے کہ شاید اوس شب
کسی بڑے امر کی امید خدا سے کرین جیسا کہ اسم اعظم کے اخفا مین
یہی امر باعث ترک تصریح و اظہار ہوا اور اس راہ سے بھی کہ مخفی شب قدر
یا اسم اعظم پر اکتفا کرے اور شبون مین عبادت ترک کر دین یا اور
اسمون کا پڑہنا چہوڑ دین اور جو احتمال شب قدر و اسم اعظم کا ہر شب
و ہر اسم مین ہوگا تو طمع شب مذکور اور اسم مسطور سے سب کے مشتاق
رہین گے وَعَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عم قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْ لَيْلَةِ
الْقَدْرِ قَالَ هِيَ لَيْلَةُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ
اور زرارہ سے منقول ہے کہ پوچھا مینے حضرت امام محمد باقرؑ سے
حال شب قدر سے پس فرمایا کہ ۲۱ یا ۲۳ شب ہے قُلْتُ اَلَيْسَ
اِنَّمَا هِيَ لَيْلَةٌ وَّاحِدَةٌ مینے عرض کیا کہ کیا وہ ایک شب نہین

قَالَ بَلٰے قُلْتُ فَاَخْبِرْنِیْ بِھَا فرمایا کہ کیون نہین عرض کیا مینے
پس بتائیے مجھے وہ شب قَالَ مَا عَلَیْکَ اَنْ تَفْعَلَ خَیْرًا فِیْ
لَیْلَتَیْنِ حضرت نے فرمایا کہ آخر اسمین کیا حرج ہے کہ تم دو شبون
مین امور خیر بجا لاو وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ
وَیَوْمُھَا مِثْلُ لَیْلَتِھَا اور حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ شب قدر
ہر سال ہوتی ہے اور اوسکا دن بھی مثل اوسکے روز قدر ہے
وَقَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ ؑ اِنَّ الْجُھَنِیَّ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنَّ لِیْ اِبِلًا وَّغَنَمًا وَّغِلْمَۃً فَاُحِبُّ اَنْ تَاْمُرَنِیْ بِلَیْلَۃٍ اَدْخُلُ
فِیْھَا فَاَشْھَدُ الصَّلٰوۃَ وَذٰلِکَ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ اور حضرت
امام محمد باقر ؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان مین جہنی حاضر خدمت بابرکت
جناب رسالت مآب ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت کئی اونٹ اور بکریان
اور بہت سے لوگ میرے ساتھ ہین خلاصہ یہہ کہ بڑا اٹالا میرے ساتھ رہتا
ہے مگر آپکی خدمت مین حاضر نہین ہو سکتا ایک شب مقرر کر دیجیے
کہ مین نماز جماعت مین حاضر ہون فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَارَّہٗ فِیْ اُذُنِہٖ یہہ سنکے حضرت نے اوسے
قریب بلا کے کچھہ چپکے سے اوسکے کان مین کہدیا فَکَانَ الْجُھَنِیُّ اِذَا
کَانَ لَیْلَۃُ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ دَخَلَ بِاِبِلِہٖ وَغَنَمِہٖ وَاَھْلِہٖ اِلَی
الْمَدِیْنَۃِ اوس روز سے جہنی نے یہہ معمول باندہا کہ جب ۲۳ تاریخ
ہوتی تھی تو وہ مدینہ مین مع اپنی باربرداری کے آموجود ہوتا تھا
وَعَنْ حُمْرَانَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

قَالَ ھِیَ لَیْلَۃُ ثَلٰثٍ اَوْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ اور حمران سے ہے کہ پوچھا
مینے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے شب قدر سے پس اوس جناب نے
فرمایا کہ وہ ۲۳ یا ۲۴ ماہ صیام کی ہے قُلْتُ اَفْرِدْ لِیْ اَحَدَھُمَا
مینے کہا کہ انمین سے ایک فرما دیجیے قَالَ وَمَا عَلَیْکَ اَنْ تَعْمَلَ
فِی اللَّیْلَتَیْنِ وَھِیَ اَحَدُھُمَا فرمایا کہ کیا حرج اگر ان دونون شبون
مین نیک عمل ہو کہ جنمین سے ایک شب قدر ضرور ہے وَعَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ
عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ قَرَاَ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ سُوْرَتَیِ الْعَنْکَبُوْتِ
وَالرُّوْمِ لَیْلَۃَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ فَھُوَ وَاللّٰہِ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ مِّنْ اَھْلِ
الْجَنَّۃِ لَا اَسْتَثْنِیْ فِیْہِ اَحَدًا اَبَدًا وَّلَا اَخَافُ اَنْ یَّکْتُبَ اللّٰہُ
عَلَیَّ فِیْ یَمِیْنِیْ اِثْمًا فَاِنَّ لِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ مِنَ اللّٰہِ مَکَانًا اور ابو
بصیر نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جو شخص ماہ
مبارک رمضان مین سورہ عنکبوت اور سورہ روم پڑہے ۲۳ شب
کو پس بخدا وہ اہل جنت سے ہے نہین استثنا کرتا ہین اوس سے
کسی کو کبھی اور کچھہ مجھے ڈر نہین کہ مجھپر گناہ لکھا جائے اسلئے کہ ان
سورون کا خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ لَوْ قَرَاَ
رَجُلٌ لَیْلَۃَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ اَلْفَ
مَرَّۃٍ لَاَصْبَحَ وَھُوَ شَدِیْدُ الْیَقِیْنِ بِالْاِعْتِرَافِ بِمَا یَخْتَصُّ
فِیْنَا وَمَا ذٰلِکَ اِلَّا لِشَیْءٍ عَایَنَہٗ فِیْ نَوْمِہٖ اور فرمایا حضرت امام
جعفر صادق ؑ نے کہ اگر پڑہے کوئی شخص ۲۳ ماہ رمضان کو سورہ قدر
ہزار بار تو صبح کرے گا باوجودیکہ بہت بڑا الیقین حاصل ہوگا اوسکو

ہمارے خاص رتبون کا اور نہو گا یہہ مگر بوجہ کسی امر کے کہ اوسے
خواب مین دیکھے گا وہ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
یَا عَلِیُّ اَتَدْرِیْ مَا مَعْنٰی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فَقُلْتُ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
حضرت امیر سے ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھہ سے فرمایا کہ
یا علی تمہین معنی شب قدر کے معلوم ہین یا نہین مینے عرض کی کہ
نہین فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُقَدِّرُ فِیْھَا مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
فَکَانَ فِیْمَا قَدَّرَ وِلَایَتُکَ وَوِلَایَةُ وُلْدِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
پس فرمایا کہ خدا مقدر کرتا ہے اوس شب مین جو کچھہ کہ ہونے والا
ہے روز قیامت تک اور منجملہ اون امور کے ولایت تمہاری اور
ائمہ دین کی ہے تمہاری اولاد امجاد سے اور یہہ جو اکثر روایات مین
وارد ہوا ہے کہ نزول قرآن شب قدر مین ہوا ہے تو اسکی تفصیل
مین علما نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ ابتدای نزول
قرآن اوس شب سے ہوئی اور بعضون نے کہا کہ نیچے والے آسمان
پر نازل ہوا قرآن بقدر اوسکے کہ جسکی حاجت سال بہر تک ہو اور
وہان سے بتدریج زیر آسمان آیا اور ایک قول یہہ ہے کہ پہلے تو دفعتہ
شب قدر مین تمام وکمال آسمان زیرین پر نازل ہوا پہر جناب رسالت
مآب پر بتدریج حسب مصالح بیس برس کے عرصہ مین آیا اور یہی منقول
ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اسی مقام سے
معلوم ہوتا ہے منشا اسکا کہ ایک بار تو قرآن کے باب مین انزال
کا اطلاق ہوا اور دوسری دفعہ تنزیل کا جیسا کہ اس آیہ وافی ہدایہ

مین ہے وَنَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہمین نے تو بہیجا
تذکرہ یعنے قرآن شریف اور ہمین اوسکے حافظ و محافظ ہین حالانکہ
تنزیل خاص مطلق ہے بہ نسبت انزال کے اسلیئے کہ تنزیل دلالت کرتی
ہے نزول تدریجی پر اور انزال عام ہے اس سے وَمَا اَدْرٰىكَ
مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ اور تم کیا جانو کہ کیا چیز ہے شب قدر یعنے کسی کو
اوسکی قدر نہین مگر خدا کے نزدیک بڑی قدر و منزلت ہے اوسکی
لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کہ وہ اوسکے نزدیک ہزار مہینون
سے بہتر ہے عَنِ الصَّادِقِ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ مَنَامِهٖ
بَنِیْ اُمَیَّةَ یَصْعَدُوْنَ عَلٰی مِنْبَرِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ یُضِلُّوْنَ النَّاسَ
عَنِ الصِّرَاطِ الْقَهْقَرٰی فَاَصْبَحَ کَئِیْبًا حَزِیْنًا حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے ہے کہ جناب رسالتمآب کو خواب مین
دکہایا گیا کہ بعد اونکے بنی امیہ اونکے منبر کے زینون پر بوزینون
کی طرح چڑہتے ہین اور راہ راست سے لوگون کو اولٹے پاؤن
پہیرتے ہین پس صبح کو حضرت رنجیدہ بیدار ہوئے قَالَ فَهَبَطَ
عَلَیْهِ جِبْرَئِیْلُ فرمایا کہ پہر نازل ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لِیْ اَرَاکَ کَئِیْبًا حَزِیْنًا اور عرض کی خیر تو
ہے کیا وجہ کہ مین آپ کو رنجیدہ پاتا ہون قَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ بَنِیْ اُمَیَّةَ
فِیْ لَیْلَتِیْ هٰذِهٖ یَصْعَدُوْنَ مِنْبَرِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَیُضِلُّوْنَ
النَّاسَ عَنِ الصِّرَاطِ الْقَهْقَرٰی حضرت نے وہی رات کا خواب
جبرئیل کے سامنے دوہرایا فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ نَبِیًّا

إِنِّي مَا اطَّلَعْتُ عَلَيْهِ پس اونہون نے عرض کی کہ قسم اوس خدا
کی جسنے آپکو سچا نبی بہیجا کہ مجھے ابتک کچھ خبر اس خبر وحشت اثر کی نہین
فَعَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ نَزَلَ عَلَيْهِ بِآيٍ مِنَ الْقُرْآنِ
يُؤْنِسُهُ بِهَا پس فوراً آسمان پر اوڑ گئے اور تہوڑی سی دیر مین
تسکین حضرت کے لیئے چند آیتے لیکے آئے قَالَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ
مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمَتَّعُونَ کہا کہ آیا دیکہا تمنے
کہ اگر عیش و عشرت مین رکہا ہمنے اونہین چند روز پہر آپہونچا اونپر
وہی عذاب کہ جو اونسے وعدہ کیا گیا تہا تو کچہہ فائدہ نہ بخشا اونہین
اونکے اگلے اوس عیش و عشرت سے اور انا انزلنا بہی نازل ہوا
کہ جسمین یہہ ذکر آیا کہ شب قدر بہتر ہے اوس نبی کے لیے ہزار مہینون
سے بنی امیہ کے اور کئی روایتون مین اوسکے بعد یہہ زیادہ کیا
ہے کہ لغو اوسمین شب قدر وَرُوِيَ أَنَّهُ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَى
عَاتِقِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلْفَ شَهْرٍ اور حسب اتفاق جناب رسالت
مآب کے روبرو ذکر آیا ایک شخص کا بنی اسرائیل مین سے کہ وہ اپنے
ہتہیار لگائے رہا راہ خدا مین ہزار مہینے فَعَجِبَ مِنْ ذَٰلِكَ عَجَبًا
شَدِيدًا وَتَمَنَّىٰ ذَٰلِكَ فِي أُمَّتِهِ یہہ سنکے حضرت کو بڑا تعجب ہوا
اور تمنا کی اس امر کی اپنی امت کے بارہ مین فَقَالَ رَبِّ جَعَلْتَ
أُمَّتِي أَقْصَرَ الْأُمَمِ أَعْمَارًا وَأَقَلَّهَا أَعْمَالًا اور مناجات کی بگریہ و

زاری درگاہ باری مین اور بطور تاسف عرض کیا کہ خداوندا سب امتون
سے زیادہ تونے میری امت کو عمر اور عمل قلیل دیا فَأَعْطَاهُ اللَّهُ
لَيْلَةَ الْقَدْرِ پس خدا نے اپنے حبیب کو شب قدر دی وَقَالَ لَيْلَةُ
الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ الَّذِي حَمَلَ الْإِسْرَائِيلِيُّ السِّلَاحَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
لَكَ وَلِأُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ رَمَضَانَ اور فرمایا
کہ ایک شب قدر تنہا تمہارے لیئے اور بعد تمہارے تمہاری امت
کے لیئے ہر ماہ رمضان مین قیام قیامت تک بہتر ہے اون ہزار مہینون
سے کہ جنمین وہ اسرائیلی راہ خدا مین ہتہیار لگائے رہا وَرُوِيَ
بِطُرُقِ الْعَامَّةِ أَنَّهَا لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ تَطْلُعُ الشَّمْسُ فِي صَبِيحَتِهَا
لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ اور اہلسنت نے روایت کی ہے کہ شب قدر نہ گرم
ہوتی ہے نہ سرد بلکہ معتدل ہوتی ہے اور اوسکی صبحکو آفتاب بے شعاع
کے طلوع کرتا ہے وَسُئِلَ الْبَاقِرُ تَعْرِفُونَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ كَيْفَ
لَا نَعْرِفُ وَالْمَلَائِكَةُ يَطُوفُونَ بِنَا فِيهَا اور کسی نے حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے استفسار کیا کہ شب قدر کو آپ پہچانتے ہین فرمایا کہ
کیون نہ پہچانین گے حالانکہ فرشتے گرد ہمارے پہرتے ہین اوسمین
تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نازل ہوتے
ہین فرشتے اور روح فرشتہ اوسمین اجازت سے اپنے پروردگار کی
ہر ایک امر کے بارے مین اَلْقُمِّيُّ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَرُوحُ الْقُدُسِ
عَلَى إِمَامِ الزَّمَانِ وَيَدْفَعُونَ إِلَيْهِ مَا قَدْ كَتَبُوا یعنے اوترتے ہین فرشتے
اور روح القدس اوسوقت کے امام پر اور حاضر کرتے ہین اونکی خدمت

ہین جو کچھہ کہ لکھتے ہین وَعَنِ الصَّادِقِ قَالَ اِذَا کَانَ لَیلَۃُ القَدرِ
نَزَلَتِ المَلٰئِکَۃُ وَالرُّوحُ وَالکَتَبَۃُ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنیَا فَیَکتُبُونَ مِن
قَضَاءِ اللّٰہِ مَا یَکُونُ فِی تِلکَ السَّنَۃِ اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے
ہے کہ شب قدر کو اوترتے ہین فرشتے اور روح اور لکھنے والے
تقدیرون کے پہلے آسمان پر پس لکھتے ہین قضا و قدر الہی سے
جو کچھہ کہ ہونیوالا ہوتا ہے فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَن یُقَدِّمَ شَیئًا اَو یُؤَخِّرَہٗ
اَو یَنقُصَ شَیئًا اَمَرَ المَلَکَ اَن یَمحُوَ مَا یَشَاءُ ثُمَّ اَثبَتَ الَّذِی اَرَادَ یعنی
جب چاہتا ہے خدا کہ کوئی امر مقدم یا موخر کرے یا کمی فرمائے تو فرشتے
کو حکم کرتا ہے کہ اپنی تحریر محو کرے اور خود ثابت کرتا ہے جو کچھہ چاہتا ہے
واعظ کہتا ہے کہ قریب اسکے اور بہی حدیثین بکثرت گذرین اور
اس مقام پر دو اشکال عویص الدفع ہین اور از بسکہ متعلق عقائد مذہبی
ہین تو تعرض اونکی حل پر ضرور ہے پہلی یہہ دقت ہے کہ اس قسم کی
حدیثون سے ثابت ہوا کہ شب قدر مین جو کچھہ عرض سال مین ہونے والا
ہوتا ہے مثل نیکی یا بدی وغیرہ کے وہ سب لکھا جاتا ہے اور امضا
اور انفاذ بہی اوسکا ہو جاتا ہے پس یہہ ظاہر ہے کہ تقدیر ٹل نہین سکتی
اور کوئی تدبیر اوسکے سامنے چل نہین سکتی سہ تدبیر کند بندہ تقدیر زند
خندہ * اور اگر ایسا نہو تو بلاشبہ علم الہی مبدل جہل سے ہو جائیگا
پس بندہ کا کیا قصور بلکہ وہ مجبور ہے جیسا کچھہ اوسکی تقدیر مین لکھا
ہے وہی ناچار کرتا ہے اور اسی شبہہ پر فخر رازی نے بڑا فخر کیا ہے
اور کہا کہ اگر دنیا بہر کے علماے شیعہ جمع ہو کر اسکا جواب دین تو بہی

قادر اسکے جواب پر نہونگے اور مین کلام رازی سے راضی نہین اور
گو کہ مین اس قابل نہین کہ خدام علماے شیعہ مین محسوب ہون لیکن جو جو
اسکے کئی کتابون مین اپنی تفصیل مختلف العنوان جواب و ندان شکن
اس شبہہ بارنیہ امام المشککین کے جیسے سنی امام کہتے ہین لکھہ چکا ہون
اور اس مقام پر بوجہ غرابت مقام اور طول صحبت اونہین سے بعض اجوبہ
کا خلاصہ و لب بیان کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ اگر اس فخر
بے سر کا یہہ بے سر و پا شبہہ بجا ہو تو لازم آتا ہے کہ خدا بہی مجبور ہو جائے
باین تقریر کہ خدا ازل الآزال سے عالم و دانا جمیع امور کا ہے تو ضرور
خدا کو علم ہوگا ازل مین ہر اپنے فعل کا کہ جو ابد مین اوس سے صادر
ہوا پس دو حال سے خالی نہین یا تو خدا کو اوس فعل کا ترک کرنا ممکن
ہوگا یا نہین بر تقدیر اول علم باری تعالے مبدل جہل سے ہو جائیگا
کہ جو اوسکے علم مین گذرا وہ نہوا اور بر تقدیر ثانی خدا خود مجبور ہو جائیگا
کہ اپنے علم کے برخلاف نکر سکے حالانکہ وہ بالاتفاق قادر و توانا
ہے جیسا کہ عالم و دانا ہے رہی یہہ تشکیک کہ فعل بندے پر اور اوسکے
علم و قدرت پر صفات خدا کا قیاس باطل ہے اسلیئے کہ اوسکی صفات
قدیم ہین اور بندہ کے حادث تو یہہ خلاف قیاس ہے اسلیئے کہ اگرچہ
قدرت و علم خدا قدیم ہے مگر تعلق اونکا حادث ہے پس وہ جو
اوسکا جواب دیگا وہی ہم سے اپنے شبہہ کا جواب لیگا یہہ تو
جواب الزامی ہے اور جواب تحقیقی یہہ ہے کہ علم ہر چیز کا حکایت
اوس چیز کی ہے اور تابع اوسکا ہے نہ یہہ کہ وہ چیز خود اوسکی تابع

ہو جائے تو ایسا نہین کہ ازبسکہ مقدر ہوا تھا اور علم الٰہی مین گذرا تھا
تو اس سبب سے ضرور واقع ہوگا بلکہ بالعکس اسکے ہے یعنے ازبسکہ
ضرور ہونے والا تھا تو اس علم و تقدیر الٰہی مین گذرا مثلاً ہم جو یہہ جانتے
ہین کہ بعد ماہ صیام عید فطر ہوگی تو اسلیئے کہ بحسب عادت ہمیشہ ایسا ہوا
کیا نہ یہہ کہ ہمین جو یہہ علم ہوا تو یہہ باعث عید ہے بلکہ ہمین اگر نہ ہوتا
بھی ہوتا یا کسی وجہ سے خیال عید نہ معلوم ہوتا تو بھی ضرور اپنے موقع
پر عید ہوتی خلاصہ یہہ کہ تقدیر کے عرف مین دو اطلاق ہے ایک
علم اور دوسری مشیت اور ان دونون کا حکم جدا ہے تقدیر بمعنی
اول ہر چیز سے متعلق ہے لیکن وہ موثر نہین مثلاً جو چیز جس سبب سے
واقع ہونے والی ہوگی ضرور علم الٰہی مین گذرے گی لیکن یہہ نہین کہ علم
الٰہی اوسمین مؤثر ہو بلکہ علم الٰہی محض مظہر امر واقعی ہے نہ سبب اوسکا
اسلیئے کہ مسبب سبب نہین ہو سکتا اور سابق مین ہمنے بیان کیا کہ علم
مسبب ہے نہ سبب اور اسی لیے علم کے لیئے ایک متعلق ضرور ہے یعنی
وہ شے کہ جسکا علم ہو پس اگر کوئی چیز نہوتی یا ہونے والی نہوتی تو خدا
کو علم کاہے کا ہوتا پس ظاہر ہوا کہ تقدیر ان معنون کی راہ سے کسی چیز
مین کبھی مؤثر نہین ہوتی اور ہر امر وجودی و عدمی ایک علت و سبب
سے واقع ہوتا ہے اور خدا کو علم سبب اسباب کا سب ہوتا ہے
محض علم مثلاً دنیا مین احراق پایا گیا علت اوسکی آگ ہوئی تو احراق
سبب اور نتیجہ تقدیر کا نہین بلکہ آگ کا ہے اور مقرون علم الٰہی سے ہے
نہ معلول اوسکا پس ہر کام اور ہر چیز ایک سبب سے ہوگی خواہ محض

مشیت خدا سے ہو یا تاثیر ملک سے یا جن سے یا بشر سے یا اوعیہ یا ادویہ
سے اور علی ہذا القیاس اور ازبسکہ خدا عالم ہر ذرہ سے ذرات عالم
کے ہے تو اسلیئے انمین سے کوئی چیز اوسپر پوشیدہ نہوگی مگر علم کو
تاثیر سے کچھہ علاقہ نہین البتہ تقدیر بمعنے ثانی یعنے مشیت کی شان سے
بے شبہ تاثیر ہے لیکن یہہ تقدیر ہر چیز سے متعلق نہین بالفعل اور
تفصیل سبب اسکا یہہ ہے کہ علم کلام مین ادلہ قطعیہ سے ثابت ہوا ہے
کہ خدا فاعل ہر چیز کا نہین اور مذہب حق مین نہ بندے مجبور ہین بایں
معنے کہ سب خدا کرتا ہو اور نہ تفویض ہے کہ خدا نے سب دنیا بھر کی
باتین بندون کو سپرد کر کے خود بیکار ہو گیا ہو بلکہ امر واقعی بین بین ہے
یعنے درمیان مین دونون درجون کے اور قول تفصیل باین طور ہے
کہ خدائی کارخانہ مین خود خدا مؤثر ہے اور بندہ مجبور اور بندون کے
امور خانگی مین گو کہ خدا دخل و تصرف پر قادر ہے لیکن دخل و تصرف
نہین کرتا اسلیئے کہ بندہ دار تکلیف مین معرض امتحان مین ہے پس
اونہین نیک و بد پر طاقت بھی دی ہے اور عقل کو شناخت نیکی و بدی
کی لیاقت بھی دی ہے اور پھر اون سبکو مطلق العنان کر دیا کہ اپنی
خوشی سے جو چاہین کرین مگر جیسا عمل مین لاوینگے ویسا ہی پائینگے
سو دا بخوشی ہے پس انہین بھی ایسے امور مین موثر و مختار کیا تا کہ حجت
انپر تمام ہو اور اسیطرح بہت چیزون مین خاص طرح کی تاثیر دی ہے
اپنی مصلحت و حکمت سے اماس کو مسہل بنایا کنین کو بالخاصہ دافع
بخار پیدا کیا اور علی ہذا القیاس بیمارون کو طرح طرح کی دستکاریون بھ

قادر کیا کہ وہ سیکڑون طرح کی انفع اوٹھائین اور اوسکی قدرت زیادہ ظاہر ہو کہ جب اوسکے ادنے ادنے بندے ایسے کارکن ہین تو وہ اون سب کا خالق و مالک کیسا کارساز ہوگا اور ایک علامت اور فی الجملہ نظیر اپنی خلاقی کی اونکے صنائع و بدائع کو گردانا کہ لوگ تعجب نکرین اور زیادہ متحیر نہون کہ خلقت کیونکر ہوتی ہے اور اسطرح کی خلاقی پر کون قادر ہو سکتا ہے بلکہ جب دیکھہ لین کہ دنیا کی کاریگرون سے کیسی کیسی چیزین بنتی ہین مثل تار اور ریل اور گھڑی وغیرہ کے تو اسی سے لیے لیجائین اسطرف کہ اسیطرح سے یہہ خلقت بھی بے بنانے والے کے نہین بنی اور ضرور ہے کہ اوس ازلی کاریگر کی کاریگریان بمدارج سب سے زیادہ ہون خلاصہ یہہ کہ اوس مسبب الاسباب نے اس دار اسباب کو ہر طرح کے علل و اسباب سے مملو فرمایا پس تاثیر اسباب مذکورہ کا بالکل انکار گویا کہ حکمت و قدرت الہی کا انکار ہے اسلیئے کہ اوسی نے تو اونمین طرح طرح کی تاثیرین اور خاصیتین خلق فرمائی ہین اور اگر ہر ادنے و اعلے کا جاعل و فاعل خود خدا ہوتا تو رتبہ مسبب الاسباب و رب الارباب اور شاہنشاہی کا کب اوسے حاصل ہوتا خلاصہ یہہ کہ نفی تاثیر سب اشیا سے اور سلب اختیار بالکل بندون سے خلاف مشاہدہ و حس ہے اور محض سوفسطائیت ہے اور کیونکہ منصف تجویز دیگا اسے کہ حکیم علی الاطلاق پہلے تو کسیکو بے بس کردے اور پھر اوسی سے فرمائشین کرے اور نافرمانے سے اوسپر ظلم و ستم کرے البتہ ازبسکہ موثریت ممکنات غیر مستقل اور انتہا اونکی اوسی کی طرف ہے

تو اس وجہ سے کبھی اخراج کلام غیر مقتضی ظاہر پر کرتے ہین اور کل اسناد اوسکی طرف کرتے ہین بطور مجاز کے پس ظاہر ہوا کہ تعلق مشیت محض اونہین امور سے بالفعل ضروری ہے کہ جو کارخانہ خدائی مین سے ہون نہ وہ جزئیات کہ جو متعلق بندون کے کردیئے گئے ہون اور ظاہر ہے کہ حکام مجازی جو عدالت مجازی کا دم بھرتے ہین وہ بھی اپنی نظر مقصور انتظام شاہی پر رکھتے ہین نہ یہہ کہ امور خانگی رعایا مین دخل دین ہر ایک اپنے گھر کا بادشاہ ہے جو چاہے کرے پس جناب باری معرض امتحان و اختیار و دار تکلیف مین کیونکر بندون کو مجبور کردیتا اور تدبیر نام ہے اسباب بہم پہونچانے کا اور اوسنے اصل مسبب کے حاصل کرنے کا بقدر اپنی طاقت و لیاقت کے اور بالکلیہ انکار تاثیر تدبیر کا خلاف عقل قطعی اور راجع انکار قدرت خدا کی طرف ہے جسطرح کہ سابق مین بیان کیا گیا اور تقدیر و علم الہی مخالف اس تاثیر و تدبیر کے نہین ہو سکتی جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا لیکن یہ نادانی ہے کہ انسان علم الہی کو قوی تر اسباب کی تاثیر و تدبیر سے جانے اسلیئے کہ وہ معارف اسکے نہین بلکہ بالکل اونمین تاثیر کی شان ہی نہین بدلیل سابق البتہ تدبیر کے معارض مشیت ایزدی ہوتی ہے اور غالب آتی ہے لیکن تعلق مشیت ہر چیز سے بالفعل نہین گو کہ سب سے امکان ذاتی رکھتا ہو خلاصہ یہہ کہ تمام چیزین تین قسم سے باہر نہین ایک وہ امور ہین کہ سب بندے اونمین عاجز ہین اور وہ کارخانہ خدائی مین از قبیل قضاء محتوم و گرانی و ارزانی اسمانی

کے اور موت وحیات وصحت ومرض اور سب آفات آسمانی اور
ہر ایک بلاے ناگہانی کے کہ ایسے امور مین ضرور مشیت باری تعالے
پر مدار ہے اور جو بندہ بر خلاف اوسکے حیلہ جوئی کریگا تو بجز زحمت
وندامت کے اور کچھہ حاصل نہوگا اسلیئے کہ خدا کے کارخانہ مین کسیکو
کیا دخل دوسرے وہ چیزین ہین کہ مشیت ایزدی کا تعلق اونسے
خلاف دلیل قطعی ہے مثل معاصی وغیرہ کے اسلیئے کہ دلیل قطعی
عقلی اور شرعی سے ثابت ہے کہ وہ فعل بد نہین کرتا چنانچہ قرآن
مجید مین ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ
ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُونَ یعنے بے شبہ حکم کرتا ہے خدا تمھین ساتھہ عدل وانصاف
کے اور احسان کرنیکے اور عزیزون کے صلہ رحم بجا لانیکے
اور منع کرتا ہے فحش اور بدی اور بغاوت سے نصیحت کرتا ہے تاکہ تم
یاد رکھو تم اوسے یہہ محال ہے کہ ظاہر مین تو بد باتون کی ممانعت کرے
اور باطن مین مشیت اوسکی متعلق اوس سے ہو بلکہ مدار ایسے امور کا
فعل عباد پر ہے تیسرے وہ امر ہین کہ نہ کارخانہ خدا مین سے ہین
اور نہ شر بلکہ اوسمین گنجایش تعلق مشیت کی ہے تو اونمین البتہ تعارض
تدبیر وتقدیر بمعنی مشیت ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اختیار بندے سے
باہر نہین کہ وہ عند الحاجت اوسکی تدبیر کرے اور تعلق مشیت
اوسمین ممکن بسبب مصلحت خفی کے اور ازبسکہ تعلق مشیت امر خفی
ہے اور مدار شرع ظاہر پر ہے تو اس سے عموماً بندے کو حکم تدبیر کا

ان امور مین سے ہے اور یہہ بھی مصلحت ہے کہ انسان عاجزی اپنی اور بے ثباتی
تدابیر دنیوی کے مقابل مشیت ایزدی ظاہر ہوجائے اور غیر مقام تعارض
مین بلکہ غیر توافق مین بھی تاثیر تدبیر ظاہر ہو اور اوسکے ذریعہ سے بھی قدرت
نمائی خدا کی ظاہر ہو کہ کیا کیا تاثیرین اوسنے اپنی بنائی ہوئی چیزون
مین دی ہین اور ایسا نہین کہ بے تقدیر کے کوئی امر نیک وبد نہو جیسا کہ
عوام کالانعام اور خواص اہلسنت وجماعت کا توہم ہے ورگرنہ سب
تدبیرین مثل دعا اور دوا اور فکر معاش اور شبکو دروازہ بند کرنا اور
جہاد کرنا اور دفاع کرنا سپر باندھنا تلوار لگانا چور رنگ لگانا توڑون
تیر مارنا پہرنا سپر اور ڈہال سے دشمن کی چوٹ ٹالنا علاج کرنا قرب
نسوان اور اسیطرح سے صدہا باتین بالکل عبث ہوجائین بلکہ ناجائز
ہون حالانکہ عقل قطعی اور سیرت قطعی اور اجماع محقق اور صدہا
آیتین اور روایتین اس خیال خام کو باطل کر رہے ہین پس نہ یہہ ہے
کہ جو بات ظاہر ہو وہ تقدیر سے ہے نہ یہہ کہ بعد کوشش جو نہو سکے
وہ تقدیر سے ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ تدبیر یا سوء تدبیر یا معارضہ تدبیر
قوی سے ہو جیسا کہ اکثر سانحون مین کہ بلاے معلے کے ہوا اور تدبیر
کا عموماً تاثیر نہ کرنا دلیل اسکی نہین ہو سکتا کہ تقدیر اوسکی معارض ہے
بلکہ ہو سکتا ہے کہ معارض اوسکے کسی اور زیادہ قوی کی تدبیر ہو
آدمی کی یا جن کی یا ملک کی اور یہہ بھی ممکن ہے کہ سوء تدبیر سے کوئی امر
فاسد ہو نہ مشیت ایزدی سے گو کہ علم ایزدی ان سب شقوق مین ضرور
ہونا چاہیے اور فی الجملہ لو ساقط رجوع کرنا ہر شے کا مشیت ایزدی کی

طرف حقیقی نہین بلکہ مجازی ہے اور جو حدیثین خلاف بر اسکے ظاہر مین دلالت کرین ناچار اونکی تاویل لازم آئیگی اسلیئے کہ یہہ سب ہمنے علم و یقین اور عدل و انصاف کی ترازو مین تلا ہوا بیان کیا کہ تزلزل کا اوسمین دخل نہین اور اس تحقیق دقیق کے ضمن مین یہہ بھی بخوبی ظاہر ہوگیا کہ علم باری کا معارض تدبیر و فعل عبد ہونا ممکن نہین پس فخر رازی کا قول محض لغو ہی سے صادر ہوا اور اگر کچھہ وقت ہوتی ہی تو مشیت کے مسئلہ مین اور تحقیق مذکور سے ہماری پوست کندہ حل ہوجاتی ہے اور اگر غرابت مقام نہوتی اور شرع مین ممانعت زیادہ غور و فکر کرنے سے انسان کو بوجہ اوسکی قلت ادراک کے محسوسات مین چہ جائی کہ غیوب محضہ مین نہوتی تو ایک موعظہ مفردہ مین زیادہ تفصیل مسئلہ قضا و قدر کے کرتی **دوسری دقت** اس قسم کی احادیث مین یہہ ہے کہ ان سے فی الجملہ علم الٰہی مین تغیر و تبدل اور بدا کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے حالانکہ وہ علم الٰہی مین محال ہے جیسا کہ اہلسنت و جماعت اصرار کرتے ہین **پوشیدہ نرہے** کہ انکار مسئلہ بدا پر اصرار مخالفین خالی جہل یا تجاہل سے نہین اور میرا گمان یہہ ہے کہ ایسے مسائل جلیہ واضحہ مین زیادہ درپے تفصیل ہونا از قبیل تحصیل لاحاصل ہے اور بوجہ کمال شہرت تفصیل کی حاجت نہین اور مجمل یہہ ہے کہ بدا اندامت اپنے ندامت سے علم کا پلٹ جانا خدا کے بارہ مین ممکن نہین اسلیئے کہ یہہ نقص ہے اور وہ مبرا النقص سے ہے اور نہ کبھی کوئی عالم علماے شیعہ سے اسکا قائل ہوا البتہ اکابر اہلسنت نے مثل شیخ عزیز کریم وغیرہ نے اتہام اسکا شیعون

پر کیا ہے وَلَیْسَ بِاَوَّلِ قَارُوْرَۃٍ کُسِرَتْ فِی الْاِسْلَامِ لیکن خالی اتہام سے کیا کام نکلتا ہے دعواے بے دلیل قبول نہین ہوسکتا ہان علم الٰہی مین باتفاق امامیہ بدا بمعنی مجاز صحیح و مجاز ہے اور ارتکاب مجاز سے اکثر آیات و روایات مین فریقین کو چارہ نہین چنانچہ خود شاہ جی صاحب نے اپنے کشکول مشہور مین یعنے جسمین کہ صواقع سے شکر گدے کرکے سب اپنا مایہ و بساط ادرج پونجی بھر لیا ہے صحیح بخاری کی حدیث بدا کو معنی مجازی پر محمول فرمایا ہے وَنِعْمَ الْوِفَاقُ خلاصہ یہہ کہ بدا امر ثابت ہے نہ بدا مجازی اسلیئے کہ دونون فریق اکثر حدیثون کو مجاز پر محمول کرتے ہین بہر طور جسطرح کہ نسخ بمعنی اصطلاحی احکام خدا مین صحیح و جائز و واقع ہے باتفاق فریقین اور بمعنی لغوی ناجائز اوسی طرح بعینہ حال بدا ہے باتفاق امامیہ بلکہ قبل موجودگی وقت عمل کے کسی حکم پر اوس حکم کو منسوخ کردینا جسکی سند قصۂ ذبح حضرت اسمٰعیلؑ ہے اور آیۂ نجویٰ اور رجوع کرنا پچاس نمازون کا پانچ نمازون کی طرف عین بدا اصطلاحی ہے پس تعجب ہے کہ اکثر اشاعرہ بے شعور نسخ مذکور کا اقرار اور بدا مذکور سے انکار رکھتے ہین وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ خلاصہ لغوی معنی بدا کے یہہ ہین کہ بسبب نادانستگی کے ایک رای قرار دی اور جب ظہور مصلحت از سر نو ہو تو نادم ہوکے برخلاف اوسکے دوسری راے اختیار کرے اور جناب باری ازل سے ابد تک جمیع جزئیات و کلیات سے بضرورت مذہب بلکہ اسلام واقف و عالم و دانا ہے لیکن ممکن ہے کہ کوئی مصلحت اوس سے ایک زمانے مین پوشیدہ ہوا اور دوسرے

زمانے مین اوس پر ظاہر ہوا البتہ یہہ ہو سکتا ہے کہ جو علم باری مین مشروط کسی شرط سے ہو وہ بسبب مفقود ہونے اوس شرط کے متغیر ہو جائے اور یہہ معنی اصطلاحی بدا کے ہین اور علم غیر مشروط و معلق کی تحریر و تسطیر کا مقام لوح محفوظ ہے اور علم معلق کی ترقیم کا لوح محو و اثبات ہے اور وجود ان دونون لوحون کا احادیث معتبرہ اہل حق سے ثابت ہے اور نظیر علم ثانی کی تقریب فہم کے واسطے یہہ ہے کہ علم طبیب حاذق کا ساتھہ بقاے عمر عمرو کے عمر طبیعی تک بشرط عدم حوادث منافی اسکو نہین کہ باوجود حوادث مثل استعمال سم وغیرہ وہ کم ہو جائے اور اوس حکیم کو قواعد طبیہ اور تکرار تجربہ سے حال اوس کی کا معلوم ہو مثلاً پس انمین سے ایک علم منافی دوسرے کے نہین اور بالفرض اگر یہہ طبیب کسی کتاب مین حال ان دونون عمرون کا لکھہ جائے تو تناقض نہوگا بلکہ عقلا کے نزدیک وہ طبیب ممدوح ہوگا اور اہل علم اوسکی کتاب دیکھہ کے نفع یاب ہونگے اور جو چیزین کہ باعث نقصان عمر ہین اونہین ترک کرینگے بلکہ جاہل بھی بذریعہ علم اوسکے افادات سے منتفع ہونگے پس یہی فائدہ لوح محو و اثبات مین بھی مقصود ہے کہ ملائکہ و انبیا دریافت حال کرین کہ علم الٰہی مین کیا کیا چیزین نافع یا مضر حیات و رزق وغیرہ کے باب مین ہین اور بذریعہ اونکے اور مخلوقات کو نفع ہو اور عصمت ملائکہ مضر مطلوب نہین بسبب اسکے کہ اونکے گروہ مین جن بھی شریک ہین چنانچہ شاہد صدق مدعا حال بدمآل ابلیس ہے اور قطع نظر ضرورت مذہب اور اجماع اہلبیت بطور دلیل اشارہ ہم

ثابت کر سکتے ہین شرکت جن کی ملائکہ مین باین تقریب کہ کریمہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنے جب کہ کہا ہمنے ملائکہ سے کہ سجدہ کرو تم آدم کو ابلیس پر بھی اطلاق ملک آیا اگرچہ تغلیبی ہو اور مابعد مین استثنا اگرچہ منقطع کیا جاوے اور پھر دوسرے مقام پر فرمایا وَکَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنے شیطان از قبیلہ جنہ مین سے تھا اسلیئے اوسنے مخالفت کی حکم پروردگار سے اپنے پس ان دونون آیتون کے جمع کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ جن پر بھی اطلاق ملک آیا ہے اور عصمت انبیا لطف ہے اور حد الجابر فائز نہین تاکہ ترسیم لوح محو و اثبات کا بلنسبت اونکے اثبات نہ کیا جائے اور ممکن ہے کہ لوح محو و اثبات سے اظہار عجز ملائکہ بھی مقصود ہو اور یہہ مصلحت ملحوظ ہو کہ اونہین اعتماد کلی اپنے علم و ماخذ پر نہو سکے اور قدرت و توانائی قادر مختار ظاہر و آشکار ہو اور بسیط ہکے اور بھی مصالح کتب مبسوطہ مین مرقوم ہین علاوہ یہہ کہ یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر امر کی مصلحت و غرض و غایت عقل ناقص بشری پر ظاہر ہو افعال جناب باری کا پایہ بہت عالی ہے اور غیوب سے عقل ظاہر بین کو کیا علاقہ اکثر مشاہدات و محسوسات اور بندون کے کامون مین مثل لغز و معمے اور نیرنجات اور شعبدون کے اکثر عقل عاجز آتی ہے اور ناقہ شبکور کی طرح ٹاپک ٹوئیان مارتی ہے پس یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی عاقل منصف راے ناقص بشری پر کارخانہ غیب مین اعتماد کرے اور بیانات صادقہ انبیا و ائمہ معصومین صلوات اللہ

علیہم اجمعین سے قطع نظر کرے حالانکہ سابق مین بیان ہوا کہ
صدق و راستی اونکی محفوف قرائن قطعیہ سے ہے اور مبنی اون کا
قطع و یقین اور مشاہدہ و حس پر تھا نہ محض راے پر جسمین بالکل گنجایش
اشتباہ و خطا ذرا نہین ہر طور سند وقوع بدا ادلہ اربعہ ہین لیکن
قرآن مجید پس بہت آیتین اوسکے وقوع بدا پر دلالت کرتے ہین مثل
آیۂ وافی ہدایہ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ
یعنے محو کرتا ہے خدا جو کچھہ کہ چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اوسکے
پاس ہے ام الکتاب اور اسیطرح آیات قصۂ یونس اور آیۂ میقات
کلیم وغیرہ کے اور لیکن سنت یعنے احادیث پس مثل حدیث مار عروس
یہودی کی اور خبر دینے بادشاہ کے خبر مرگ سے اور اسیطرح اور بہیتسی
حدیثین اور لیکن اجماع پس تتابع تحریرات و افادات علماے اعلام
سے ظاہر و آشکارا ہے اور لیکن عقل پس بوجہ متضمن ہونے بدا کے
مصالح مذکورہ وغیرہ پر اور لیکن یہہ توہم کہ بنا بر بدا اخبار بالکوائن انبیا
و اوصیا کا کچھہ اعتبار نہ رہے گا پس ہر چند کہ بعض اخبار احاد موہم اوسکے
ہین لیکن علامہ مجلسی وغیرہ نے کئی جواب اوسکے تحریر فرمائے ہین اور
وہ کتب معتبرہ مین مذکور اور اہل علم مین مشہور ہین اور مقتضای سلیقہ
فن یہہ ہے کہ ہم تعرض نہ کرین مقامات مین پس جن مقامون پر کہ تحدی ہو
ہو علم کوائن پر اور مقصود ہدایت رسالت یا امامت کی جانب ہو
تو ضرور ہے کہ وہ مطابق علم لوح محفوظ واقع ہو تا کہ اغرا بالجہل لازم
نہ آئے اور جس جگہہ اظہار نفع و ضرر عمل نیک و بد مقصود ہو یا یہہ خیال ہو

کہ کوئی شخص انبیا و ائمہ کی غیب دانی کا قائل ہو جائے تو ایسے
مقام پر اونہین تعلیم لوح محو و اثبات کا محل ہے وَالْعَاقِلُ یَکْفِیْہِ
الْاِشَارَۃُ وَالْجَاہِلُ لَا یُجْدِیْہِ اَلْفُ عِبَارَۃٍ وَعُمْدَۃُ الرُّوْحِ
اَعْظَمُ مِنْ جِبْرَئِیْلَ وَلِاَنَّ جِبْرَئِیْلَ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ وَاِنَّ الرُّوْحَ ہُوَ
خَلْقٌ اَعْظَمُ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ اور حضرت امام جعفر صادق ؑ سے منقول
ہے کہ روح جبرئیل سے بھی زیادہ بڑا ہے اور جبرئیل ملائکہ مین سے
ہین تو ثابت ہوا کہ روح ملائکہ سے بڑا ہے اَلَیْسَ یَقُوْلُ اللّٰہُ
تَعَالٰی تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ آیا نہین فرمایا باری تعالی نے
کہ نازل ہوتے ہین ملائکہ اور روح پس معلوم ہوا کہ روح سوا
ملائکہ کے ہے اور بعض مفسرون نے تفسیر مین آیۂ وافی ہدایۂ
یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِکَۃُ صَفًّا یعنے جس روز کہ صف باندہ کے
کھڑے ہونگے فرشتے اور روح لکھا ہے کہ اِنَّ الرُّوْحَ مَلَکٌ عَظِیْمٌ
مِنْ مَلٰئِکَۃِ اللّٰہِ یعنے روح ایک بڑا فرشتہ ہے خدا کے فرشتون
سے لَہٗ اَلْفُ وَجْہٍ فِیْ کُلِّ وَجْہٍ اَلْفُ لِسَانٍ یُسَبِّحُ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ
بِسَبْعِیْنَ اَلْفِ لُغَۃٍ اوسکے ہزار مونہہ ہین ہر مونہہ مین ہزار
زبانین ہین ہر ایک زبان سے وہ تسبیح خدا کرتا ہے ستر ہزار لغت
لَوْ سَمِعَہَا اَہْلُ الْاَرْضِ لَخَرَجَتْ اَرْوَاحُہَا اگر اہل زمین اوسکی آواز
سنین تو اونکی جان نکل جائے مارے ڈر کے وَلَوْ سُلِّطَ عَلَی
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لَابْتَلَعَہُمَا مِنْ اَحَدِ شَفَتَیْہِ اور اگر وہ مسلط
کر دیا جائے آسمانون اور زمینون پر تو ایک ہی ہونٹ سے اونہین

نگل جائے دوسرے ہونٹ لگانے کی اوسکو نوبت بہی نہ آئے
خلاصہ یہ کہ ساری دنیا سے اوسکی ایک ڈاڑہ بہی نہ گرم ہو
اِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَرَجَ مِنْ فِیْہِ قِطَعٌ مِنَ النُّوْرِ کَاَمْثَالِ الْجِبَالِ
الْعِظَامِ اور جب وہ ذکر خدا کرتا ہے تو بڑے بڑے ٹکڑے نور کے
بڑے بڑے پہاڑون کے برابر اوسکے مونہہ سے نکلتے ہین مَوْضِعُ
قَدَمَیْہِ مَسِیْرَۃُ سَبْعَۃِ اٰلَافِ سَنَۃٍ اوسکے دونون پاؤن کے
درمیان کا فاصلہ سات ہزار برس کی راہ کے برابر ہے اَلْفُ جَنَاحٍ
یَقُوْمُ وَحْدَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا اور اوسکے ہزار بازو ہین
روز قیامت ایک طرف تو وہ اکیلا کہڑا ہوگا اور ایک طرف اور سب
فرشتے صف در صف سَلَامٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ یعنے وہ رات
سلامتی ہے طلوع صبح صادق تک یا یہ کہ اوسمین ملائکہ صبح تک امام
پر تحیہ و سلام کرتے ہین جیسا کہ قمی نے فرمایا وَفِیْ دُعَآئِہٖ لِدُخُوْلِ شَہْرِ
رَمَضَانَ سَلَامٌ دَآئِمُ الْبَرَکَۃِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ
بِمَا اَحْکَمَ مِنْ قَضَآئِہٖ یعنے دعای صحیفہ کاملہ مین ہے جسے حضرت امام
زین العابدین ماہ صیام کے داخل ہونے کے وقت پڑہتے تہے کہ وہ
شب باعث سلامتی ہے جسکی برکت برابر رہیگی طلوع صبح تک جس پر
کہ خدا چاہے اپنے بندون مین سے بسبب
محکم فرمانے اپنی
قضا و قدر
کے فقط

تیئیسوان موعظہ

نماز حماد رضی اللہ عنہ اور نماز ابو حنیفہ کوفی اور اشعار
مرزا فصیح صاحب مرحوم کے بیان
مین

maablib.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب کافی مین منقول ہے حمّاد بن عیسے سے قَالَ قَالَ لِی اَبُو عَبْدِ اللهِ
جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَوْمًا یَا حَمَّادُ تُحْسِنُ اَنْ
تُصَلِّیَ یعنے حماد کہتے ہین کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے مجھسے فرمایا کہ اے حماد آیا تم اچھی طرح نماز پڑہ سکتے ہو مع جمیع
برعایت شرائط و آداب مقررہ پوشیدہ نرہے کہ حماد بن
حمیدہ صفات راوی ہین علماء رجال مین مشہور ساتھہ حماد بن
عیسے جہنی کے ہین منسوب جہینہ کی طرف بضم جیم کہ ایک مشہور قبیلہ عرب
مین ہے اور وہ بڑے ثقہ اور معتمد ہین شیعون مین حضرت امام جعفر
صادق ع اور حضرت امام موسی کاظم اور حضرت امام علی رضا علیہم السلام

کی خدمت سے مشرف ہوئے ہین بلکہ حضرت امام موسی کاظم نے اونکے
لیئے دعا مکان اور زوجہ اور فرزند اور خادم اور پچاس حجون کی
دی پس وہ سب امر انہین حاصل ہوئے بفضل خدا سے اور جب
چاہا کہ اکاونوان حج کرین تو حج اخیر مین جحفہ مین ڈوب گئے غسل احرام
بجالانے مین اور سن شریف اونکا اوپر ستر برس کا ہوا فَقَالَ
فَقُلْتُ یَا سَیِّدِی اَنَا اَحْفَظُ کِتَابَ حَرِیْزٍ فِی الصَّلٰوۃِ حماد کہتے ہین
پس عرض کیا مینے خدمت مین کہ ای آقا میرے حریز کی کتاب مجھے
یاد ہے اور نماز کے بارے مین اوسکی پابندی کرتا ہون پوشیدہ
نرہے کہ حریز سجستانی ثقات اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ
السلام سے ہین اور کئی کتابین انکی تصنیف سے ہین فَقَالَ لَا
عَلَیْكَ یَا حَمَّادُ قُمْ فَصَلِّ پس حضرت نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے
اوٹھو اور نماز پڑہو حماد کہتے ہین پس اوٹھا مین سامنے اوس جناب
کے اور قبلہ رو ہوکے نماز شروع کی اور رکوع و سجود بجالایا فَقَالَ
یَا حَمَّادُ لَا تُحْسِنُ اَنْ تُصَلِّیَ پس حضرت نے فرمایا اے حماد تم اچھی طرح
نماز نہین پڑہتے مَا اَقْبَحَ بِالرَّجُلِ مِنْکُمْ یَاْتِیْ عَلَیْهِ سِتُّوْنَ سَنَةً اَوْ
سَبْعُوْنَ سَنَةً فَلَا یُقِیْمُ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً بِحُدُوْدِهَا کیا بری بات
ہے کہ آدمی تم مین سے ہو یعنے باوجودیکہ ہمارے شیعون مین ہو اور
ساٹھہ ستر برس کی عمر کرے اور پھر ایک نماز بھی آداب و شرائط
سے بجا نہ لا سکتا ہو حماد کہتے ہین یہ زجر و توبیخ سنکے مجھے بڑی ذلت
و خفت ہوئی اور عرض کی مینے کہ فدا ہوان مین آپ پر سے اب آپ مجھ

خود مجھے نماز تعلیم فرمایئے فقام ابو عبد اللہ مستقبل القبلة
منتصباً فارسل یدیه جمیعاً علی فخذیه وقد ضم اصابعه وقرب
بین قدمیه حتی کان بینهما قدر ثلث اصابع منفرجات و
استقبل باصابع رجلیه القبلة لم یحرفهما عن القبلة فقال
بخشوع اللہ اکبر پس اوٹھ کھڑے ہوئے وہ جناب قبلہ رو ہو کے
اور سیدھے تنکے کھڑے ہوئے پھر دونون ہاتھ زانوؤن پر لٹکا
دیئے اونگلیان ہاتھون کی آپسمین جوڑ کے اور دونون پاؤن کو
اتنا فاصلہ دیا کہ تین اونگل کشادہ کا اونمین فرق تھا اور پاؤن کی
اونگلیون کو قبلہ رو کر دیا اور نہایت خضوع اور خشوع سے فرمایا اللہ
اکبر یعنے خدا بڑا ہے اور خشوع کے معنے خاکساری و خوف کے ہین
جیسا کہ آیہ وافی ہدایہ والذین ہم فی صلوتہم خاشعون کی تفسیر مین
ہے یا آنکھہ بند کرنے کے معنی ہین جیسا کہ صحاح مین ہے اور جناب رسالتم
ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اوس جناب نے ایک شخص
کو دیکھا کہ نماز مین اپنی ڈاڑہی سے کھیلتا ہے اور عبث عبث اوسے
بلاتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا
تو اعضا و جوارح مین بہی ضرور ہوتا صاحب مجمع البیان فرماتی
ہین کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز مین خشوع دل سے
بہی ہوتا ہے اور اعضا سے بہی دل کا تو خشوع یہہ ہے کہ آدمی اپنے
دل کو بالکل متوجہ نماز کرے تمام دنیا و ما فیہا سے رو گردانی کرے
پس بجز عبادت یا معبود کے اور کسی کی طرف التفات نہو اور خشوع اعضا

یہہ ہے کہ آنکھہ بند رکھے اور متوجہ عبادت ہی کی طرف رہے اور کسی طرف
رمق بہر بہی التفات نکرے اور کوئی بات بیکار نکرے ثم قرأ الحمد بترتيل
وقل هو الله احد پہر حضرت نے سورہ حمد و سورہ توحید ترتیل کے
ساتھہ پڑہا یعنے ٹھہر ٹھہر کے اسطرح سے کہ خلط و ملط نہوا اور سب حرف الگ
الگ گن لیے جائین اور حضرت امیر المؤمنین ع سے منقول ہے کہ ترتیل سے
یہہ مراد ہے کہ وقفون کا لحاظ رکہے یعنے وقف تام اور وقف حسن کا
جیسا کہ شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے **واعظ کہتا ہے**
مگر متنبہ کرنا چاہیے اوس سے وہ وقف کہ جسپر فقط اہلسنت منفرد ہون
اور وہ خلاف معصومیہ ہو اور خلل انداز معنی صحیح آیت مین ہو جیسا کہ
وقف اسم جلالہ پر آیہ والراسخون فی العلم مین اور بجا لانا حرفون کا صفات
معتبرہ سے اونکے یعنے بلحاظ ہمس و جہر و استعلا و اطباق و غنہ وغیرہ
اور بہر طور ترتیل نماز مین مستحب ہے ہان اگر ترتیل کے معنے یہہ لین
کہ حرفون کو مخرج سے نکالین بلا خلط و ملط کے تو البتہ اون معنون
کے راہ سے ترتیل واجب ہو جائیگی **واعظ کہتا ہے** کہ اصل
مقصود یہہ ہے کہ حروف مخصوص عرب بطور عرب ادا ہون اور وجوب
رعایت مخرج تو صلی ہے مثل اور مقدمات موقوف علیہا واجب کے
پس اگر مخرج غیر مقرر سے تلفظ مقرر ادا ہو تو کچھہ مضائقہ نہین جیسا کہ
سبع مثانی مین ہے باقی جو حرف مشترک عرب اور اہل ہند مین ہین
اونمین کچھہ تجوید کی حاجت نہین ہان تفخیم رے اور لام کی جب وہ
یا ما قبل اونکا غیر مکسور ہو اور اسیطرح مد واجب کا اور لحاظ قاعدہ

پھر ملون کا اوسلے واحوط ہے اور تفصیل اسکی ہمنے اپنے فارسی رسالہ
مین علم تجوید کے لکھی ہے اور ترجمہ نماز کا چونکہ رسالہ اردو مطبوع مشہور
مین ہم لکھ چکے ہین تو طالب کو اوسمین دیکھ لینا چاہیئے ثم صبر
هنيئة بقدر ما يتنفس وهو قائم ثم رفع يديه حيال وجهه
وقال الله اكبر وهو قائم پھر کھڑے کھڑے تھوڑا توقف فرمایا بقدر
ایک سانس لینے کے پھر کھڑے کھڑے ہاتھ اوٹھائے مقابل مونہہ کے
اور فرمایا اللہ اکبر ثم ركع وملأ كفيه من ركبتيه منفرجات
ورد ركبتيه الى خلفه ثم سوى ظهره حتى لو صب عليه قطرة
من ماء او دهن لم تزل لاستواء ظهره ومد عنقه وغمض
عينيه ثم سبح ثلاثا بالترتيل فقال سبحان ربي العظيم وبحمده
پھر رکوع فرمایا اور کف دست یعنے ہاتھون کو گھٹنون سے بھر لیا
یعنے فقط اونگلیان نہین رکھین بلکہ بھرپور ہاتھون کو گھٹنون پر رکھا
اور دونون گھٹنے آپسمین ملے نرکھے بلکہ الگ الگ رکھے اور اسیطرح
اونگلیان گھٹنون پر الگ الگ رکھین اور [illegible] پیچھے وار دیا کے
گھٹنون کو خوب تان دیا اور پیٹھ کو ایسا سیدھا برابر کر دیا کہ اگر
پانی یا تیل بوند بھر اوسپر ڈال دیا جاتا تو وہیں ٹھہرا رہجاتا کسیطرف ڈھلک
ادھر اودھر نہ آتا اور گردن بڑھا دی اور آنکھین بند کر لین اور تین بار
ترتیل سے سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہا ثم استوی
قائما فلما استمكن من القيام قال سمع الله لمن حمده ثم كبر و
رفع يديه حيال وجهه پھر سیدھے کھڑے ہوئے اور

فرمایا سمع الله لمن حمده پھر تکبیر فرمائی ہاتھون کو مونہہ کے سامنے
تک بلند کر کے ثم سجد وبسط كفيه مضمومتي الاصابع بين يدي
ركبتيه حيال وجهه فقال سبحان ربي الاعلى وبحمده ثلاث
مرات ولم يضع شيئا من جسده على شيء منه وسجد على
ثمانية اعظم الكفين والركبتين وانامل ابهامي الرجلين
والجبهة والانف وقال سبعة منها فرض يسجد عليها و
هي التي ذكرها الله تعالى في كتابه فقال الخ وان المساجد
لله فلا تدعوا مع الله احدا وهي الجبهة والكفان والركبتان
والابهامان ووضع الانف على الارض سنة پھر سجدہ فرمایا اور
ہاتھ زمین پر بچھا دیئے یعنے ہتیلیان اور اونگلیان آپسمین ملی ہوئی
تھین اور ہاتھ سامنے گھٹنون کے مقابل مونہہ کے رکھے تھے پھر
فرمایا سبحان ربی الاعلی وبحمدہ تین دفعہ اور کسی عضو کا بار دوسرے عضو
پر نہ دیا بلکہ سب الگ الگ رکھے اور سات آٹھ عضو پر سجدہ فرمایا دونون
ہتیلیان اور دونون گھٹنے اور پاؤن کے دونون انگوٹھے اور
ماتھا اور ناک اور فرمایا کہ سات انمین سے واجب ہین جنکا ذکر اللہ
نے [illegible] الخ اور وہی پیشانی ہے اور دونون
[illegible] دونون گھٹنون کی اور دونون انگوٹھے
اور سجدہ مین ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے ثم رفع راسه من
السجود فلما استوى جالسا قال الله اكبر ثم قعد على الفخذ
الايسر وقد وضع قدمه الايمن على بطن قدمه الايسر وعلى

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پہر سر مبارک سجدہ سے اوٹہایا
اور جب سیدہے ہوبیٹہے تو اللہ اکبر کہا پہر بائین ران پر زور دیکے
بیٹہے اور داہنے پاؤن کی پشت بائین پاؤن کے پیٹ یعنے بائین تلوی
سے ملا دی اور کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ
وَهُوَ جَالِسٌ وَسَجَدَ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ كَمَا قَالَ فِي الْأُولٰى
وَلَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِنْ بَدَنِهٖ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهُ فِي رُكُوْعٍ وَلَا سُجُوْدٍ وَكَانَ
مُجَنِّحًا وَلَمْ يَضَعْ ذِرَاعَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ پہر تکبیر فرمائی بیٹہے بیٹہے اور
دوسرا سجدہ کیا اور ذکر اوسمین مثل پہلے کے فرمایا اور رکوع و سجود
سب مین کسی عضو کا بار دوسرے عضو پر نہین دیا اور کہنی زمین سے
اوٹہائے ہوئے تہے اور پرون کی طرح بازؤن کو پہیلائے ہوئے
تہے خلاصہ یہہ کہ ہاتہون کو یعنے کلائی وغیرہ زمین سے نہ ملائی بلکہ
ہاتہہ اونچے رکہے فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ عَلٰى هٰذَا وَيَدَاهُ مَضْمُوْمَةُ
الْأَصَابِعِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي التَّشَهُّدِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ التَّشَهُّدِ سَلَّمَ
وَقَالَ يَا حَمَّادُ هٰكَذَا صَلِّ پس اسیطرح دونون رکعتین پڑہین اور
ہاتہون کی اونگلیون کو باہم متصل رکہا اور تشہد پڑہا اور بعد تشہد
کے سلام پہیرا اور فرمایا کہ اے حماد اسیطرح سے نماز پڑہنا چاہیے
پوشیدہ نرہے کہ بالاتفاق جزو اخیر نماز تسلیم ہے لیکن از بسکہ متصل
نماز تعقیب کا حکم ہے اور ابتداے تعقیب تین تکبیرون سے مستحب
تو ان تکبیرون نے شائبہ جزئیت نماز کا شدت اتصال سے بہم
پہونچایا ہے تا اینکہ اگر کوئی بضرورت ترک تعقیب بہی کرے تاہم

بعد نماز ضرور تکبیرین کہتا ہے متصل سلام اور بعد تکبیرات بلا تعقیب
و سجدہ شکر انجاح ضرورت کے لئے جاتا ہے اور دور نہین کہ یہہ کاشف
ارادہ جزئیت سے ہو اور مؤید اوسکی تصریح بعض عوام کالانعام بلکہ بعض
خواص کالعوام کی ہے ساتہہ اس امر کے کہ جزو اخیر نماز تکبیرات ہین اور نماز
بلکہ جملہ عبادات توقیفی ہین کہ زیادتی اور کمی اونمین قرار داد شارع
مقدس سے جائز نہین بلکہ مبطل اصل عمل ہین پس علما اور وعاظ کو
لازم ہے کہ قول و فعل سے مکرر اعلام عوام کرین کہ یہہ شبہہ اونکے دل سے
زائل ہو اور تمرین تفریق حاصل ہو چنانچہ نخیف نے مکرر وعظ مین
بیان کیا اور اکثر آخر نماز مین تکبیرون کو بفاصلہ کہا یا رفع ید سے دو تکش
ہوا **توضیح** جو افعال نماز ضمن حدیث مذکور مین مذکور ہوئے مرد و عورت
دونون کے لئے مشترک ہین مگر چند امر مستحب ہین کہ اونمین فرق رہا ہے
پہلے حالت قیام مین ہاتون کا لٹکا دینا رانون پر کہ یہہ خاص مرد کے
لئے ہے اور عورت کو سنت ہے کہ دونون ہاتہہ سینے پر رکہے داہنی
پستان پر داہنا اور بائین طرف بائنا دوسرے پاؤن مین فاصلہ
رکہنا حالانکہ عورت کو دونون کا باہم متصل رکہنا چاہیے تیسرے
تجافی یعنے اعضا مین سے کسی کا دوسرے پر بار نہ ڈالنا اور عورت کو بر خلاف
اوسکے چاہیے چوتہے بازؤن کا پرون کی طرح کہلے رکہنا اور عورت
کو بر خلاف اسکے پانچوین تورک کرنا دونون سجدون مین اسلیئے
کہ عورت کو زانوؤن کو باہم ملاکے اور گہٹنون کو اوٹہاکے اوکڑو کیطرح
بیٹہنا چاہیے چہٹے مرد کو رکوع مین گہٹنون پر ہاتہہ رکہنا چاہیے اور

عورتون کو کسی قدر اوپر وارد بموجب روایت زرارہ کے لیکن جھکنا
اوسیقدر واجب ہے کہ جسقدر مرد کو واجب ہے اور بعض علمانے
یہہ احتمال کیا ہے کہ اوسے مرد سے کم جھکنا چاہیئے بقدر اسکے کہ ہاتھہ
اوسکے کسیقدر گھٹنون کے اوپر رانون پر پہونچ جاوین اور مؤید اوسکی
یہہ فقرۂ حدیث بھی ہے لِئَلَّا تَتَطَأْطَأَ كَثِيرًا فَتَرْتَفِعَ عَجِيزَتُهَا
یعنے ہاتھہ مقام مذکور پر رہے تاکہ زیادہ اوسے جھکنا نہ پڑے یہانتک کہ
سرین اوسکے بہت بلند ہو جائین اور یہہ جو حدیث مذکور مین وارد ہوا ہے
کہ حال نماز مین حضرت چشمہاے مبارک بند کیئے رہے تو بظاہر منافی ہے
زرارہ ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازگذار رکوع مین نظر اپنی کو
درمیان اپنے دونون قدمون کے رکھے اور مؤید اسکی شہرت بھی ہے
اور شیخ علیہ الرحمہ نے نہایہ مین جمع بین الخبرین اسطرح سے فرمایا کہ ان
دونون کو مستحب جانا ہے مگر افضل فردین از راہ کثرت ثواب آنکھہ
بند رکھنے کو گردانا ہے اور محقق نے فقط روایت حماد کو معتبر مین معتبر
رکھا ہے اور دوسری روایت پر لحاظ نہین فرمایا اور شہید علیہ الرحمہ نے
وجہ جمع مین فرمایا کہ صورت راکع بوجہ رکوع مشابہ آنکھہ بند کرنے والے کی
ہوتی ہے اسلیئے مجازاً آنکھہ بند کرنے کو فرمایا اور یہہ مستبعد ہے اور شیخ
بہاء الدین علیہ الرحمہ قائل تخییر ہین اور یہی قول اقرب بصواب ہے اور
یہہ جو اس حدیث مین گذرا کہ حضرت نے بینے مبارک پر بھی سجدہ کیا تو
یہہ مستحب ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ یہہ علاوہ ارغام کے ہے
کہ جو نماز مین مستحب ہے دو وجہ سے ایک یہہ کہ سجدہ ہر ایک چیز پر صحیح ہو سکتا

بنفسہ مطلوب کہ شارع نے اوسے سجدہ کے لیے مقرر فرمایا ہو بخلاف ارغام
کے کہ اوسکے یہہ معنی ہین کہ رغام بالفتح یعنے خاک پر ناک رکھے پس ارغام
مین تخصیص خاک کی ہے اور دوسرے یہہ کہ متبادر سجدہ کرنے سے یہہ ہے
کہ ناک پر کسیقدر بار بھی دے بخلاف ارغام کے کہ اوسمین فقط متصل
ہو جانا ناک کا خاک سے کافی ہے پس یہہ دونون ایک نہ ٹھہرے بلکہ
انمین عموم اور خصوص من وجہ کے نسبت ہوئی مادہ اجتماع یہہ ہے
کہ خاک پر ناک پر بار دے تو وہ سجدہ بھی ہے اور ارغام بھی اور اگر غیر
خاک پر بار دیا تو سجدہ ہے لیکن ارغام نہین اور جو خاک پر ناک پر بار
نہ دیا فقط ناک کے خاک سے ملجانے پر اکتفا کی تو یہہ سجدہ انف نہین محض
ارغام ہے اور شیخ شہید علیہ الرحمہ کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ یہہ دونون
باتین ایک ہی ہین حالانکہ اونھون نے خود بعض مولفات مین اپنے
ہر اک کو جداگانہ سنت لکھا ہے اور تفسیر ارغام بطور مذکور بیان فرمائی
اور بہرکیف جو ثواب ارغام مین ماثور ہے وہ ناک کے متصل کرنے سے ساتھ
غیر خاک کے حاصل ہوتا ہے یا نہین بعض علمانے مطلق اتصال اوسمین
کافی جانا ہے اگرچہ اتصال خاک کو افضل گردانا ہے لیکن شیخ بہاء الدین
نے اوسمین تامل فرمایا ہے اور دور نہین کہ مطلق اتصال کافی ہو لیکن
قول شیخ بہائی اولی و احوط ہے حدیث مذکور مین رکعت اول مین بعد
حمد سورۂ توحید کا کہنا اور دوسری رکعت مین بحوالہ رکعت اول یہہ کہنا
کہ اسیطرح حضرت نے دوسری رکعت پڑہی اس سے صاف ظاہر ہے
کہ دوسری رکعت مین بھی حضرت نے وہی سورہ پڑہا اور مؤید اوسکی دلالت

ترک استفصال ہے عموم پر جیسا کہ بعض اصولیون کا قول ہے اور یہہ
یہہ خلاف قول مشہور ہے کہ دونون رکعتون مین ایک ہی سورہ پڑہنا
مکروہ ہے باوجود قدرت کے دوسرا سورہ پڑہنے پر جیسا کہ علی بن جعفر
علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار حضرت موسے بن جعفرؑ سے نقل کیا ہی
اور مؤید اوسکی روایت زرارہ ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
کہ جناب رسالت مآبؐ نے دو رکعتین پڑہین اور دونون مین سورہ توحید
پر اکتفا فرمائی اور دور نہین کہ محمول کرنا اس حدیث کا اظہار جواز تکرار پر
دور از صواب ہو اور شاید کہ منشا اس سورہ کے مستثنے ہونے کا کراہت
تکرار سے مزید فضیلت و شرف اسکا ہو پس بدرستیکہ روایت کی ہے
شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ جسپر
پورا ایک دن گذر جائے اور پانچون وقت کی نماز وہ پڑہے اور اونمین سورہ
توحید نہ پڑہے تو اوس سے کہا جاتا ہے کہ ای شخص تو نماز گذارون مین
سے نہین اور ابو درداء نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ اوس جناب نے فرمایا کہ تم مین سے ایک شخص کیا
ایک شب مین ایک ثلث قرآن بہی نہین پڑہ سکتا لوگونے عرض کی کہ ای رسول خدا
کسی اتنی طاقت ہو سکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ پڑہو تم سورہ توحید اور بعض
علما نے سبب مقابلہ سورہ توحید کا ثلث قرآن سے یہہ لکہا ہے کہ مطالب
قرآن مجید تین امرون کی طرف رجوع کرتے ہین ایک معرفت خدا دوسرے
معرفت سعادت و شقاوت اخروی تیسرے جاننا اون چیزون کا کہ جو
سعادت تک پہونچاتی ہین اور شقاوت سے بچاتی ہین اور سورہ توحید شامل ہے

پہلے امر پر یعنے معرفت خدا اور توحید خدا پر اور اوسکے منزہ ہونے پر مخلوقات
سے بسبب صمدیت و پاکیزگی کے اور نفی پر اصل یعنے والدین اور فرع
یعنے فرزندی کے اور نفی ہمسری پر اور جسطرح کہ نام سورہ فاتحہ کا ام القرآن
ہوا بوجہ اوسکے مشتمل ہونے کے ان تینون امرون پر اوسیطرح یہہ سورہ
ثلث قرآن قرار دیا گیا بوجہ شمول کے ایک امر پر اون تینون امرون مین سے
واقعی کہ نماز کا کیا پاک و پاکیزہ طریقہ تہا کہ جو اس حدیث مین ماثور ہوا کہ
خود اوسکو دیکہنے سے رغبت عبادت حاصل ہوتی ہے اور خوشا بحال
شیعون کے کہ اونکی نماز ایسی سرفراز و ممتاز ہے بخلاف فرقہ حنفی کی نماز کا جو لایق
قابل استغفار و لاحول ہے حیوۃ الحیوان مین دمیری نے لکہا ہے لکہا
ہے کہ ابتدا مین سلطان محمود سبکتگین کو میلان کلی مذہب ابو حنیفہ کی
طرف تہا اور یہہ بادشاہ بہت انصاف پسند تہا اور اوسکے روبرو روایت
و سماع احادیث کا بہت چرچا رہتا تہا اور اثنای سماع مین معانی احادیث
پوچہتا جاتا تہا اور اکثر احادیث مؤید شافعی پاتا تہا پس متحیر ہوا کہ مذہب
حق کون ہے اور علمای فریقین کو اسنے جمع کرکے چاہا کہ ایک مذہب کو
دوسرے پر ترجیح دین آخر الامر سب کی رای نے اس امر پر قرار لیا کہ جناب
ہر مذہب کے ان دونون مذہبون مین سے اوسکے سامنے نماز پڑہی
جائے پس جس فریق کی نماز اوسے پسند آئے اوسیکا مذہب اختیار فرمائے
پس قفال مروزی نے طہارت کامل اور شرائط معتبر کے ساتھہ برعایت
طہارت و ستر عورتین و استقبال قبلہ دو رکعت نماز پڑہی اور تمام ارکان
و ہیأت و اجزا و آداب کو کامل طور پر بجا لایا اور شافعی بجز ایسی نماز کے

اور کسی طرح کی نماز جائز نہجانتا تہا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ عَلٰی مَا یُجَوِّزُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ
پہر دو رکعت نماز ادا کی ابو حنیفہ پر پڑہی فَلَبِسَ جِلْدَ کَلْبٍ مَدْبُوْغٍ
اس طور سے کہ پہلے تو جلد بے پوخ سگ پہن لی وَلَطَّخَ رُبْعَہٗ بِالنَّجَاسَۃِ
اور اوس پر طرہ یہہ کہ اوس سوکہے ہوئے کی کہال کو جو زیب بدن کی تہی بقدر ایک
ربع کے نجاست اور فضلہ مین لت پت کیا وَتَوَضَّاَ بِنَبِیْذِ التَّمْرِ وَکَانَ
ذٰلِکَ فِیْ صَمِیْمِ الصَّیْفِ فَاجْتَمَعَ عَلَیْہِ الذُّبَابُ وَالْبَعُوْضُ پہر وضو
شیرہ خرما سے کیا اور اتفاق سے گرمی کی فصل تہی پہر تو خوب ہی
مکہیون کی دہنا بار ہوئی نمازی سے بہت سی بہڑین بہی بہرین دگا
وُضُوْءُہٗ مُنَکَّسًا مُنْعَکِسًا اور اولٹا پلٹا وضو کیا پہر باوجود اس حجاب
کے قبلہ رو ہو کے بغیر نیت وضو تکبیرۃ الاحرام کہی زبان فارسی مین
یعنے خدا اے بزرگ کہدیا پہر دونون سورون کو اوڑا کر قائم مقام اون کے
ترجمہ مدہامتان پر اکتفا کی یعنے دو برگ سبز واعظ کہتا ہے
کہ اوسنے اپنے مریدون اور چیلون کو خوب باغ سبز دکہایا نیا شگوفہ چہوڑا
پہر جہک پڑا رکوع وسجود پر اور بیفاصلہ جلد جلد رکوع وسجود کیا جیسے
مغفلہ پر کوا ٹہونگین مارتا ہے پہر تشہد پڑہ کے سلام کے بدلے بڑا
زور مارکے ضرطہ ظاہر کیا اور کہا کہ اے بادشاہ یہہ نماز ابو حنیفہ ہے بادشاہ
نے کہا کہ ایسی نماز تو کوئی دیندار تجویز نکرے گا اگر یہہ مذہب حنفی مین جائز
نہوئی تو مین تجہے قتل کرونگا اور ابو حنیفہ والے منکر گئے کہ یہہ نماز
اونکے پیر سے پہری نہین پس قفال نے اونکی کتابین منگوا کے ایک
نصرانی صاحب علم سے پڑہوائین پس بادشاہ نے بموجب اونکے نماز

مذکور ابو حنیفہ کے نزدیک جائز پائی پس وہ شافعی ہوگیا اور ابو حنیفہ
کے پیرو بالکل چپ ہوگئے گویا قفال نے اونکے موہنہ پر قفل خموشی لگادیا
اب غور سے دیکہیے بی مبالاتی سواد اعظم اہل سنت کے واجبات مین اور
اہتمام انکا مستحبات مین اپنے مذہب کے یعنے تراویح مین کہ جو صریح بدعت
ہے گو اونکے ایجاد کرنے سے اونکے نزدیک بدعت حسنہ ہوہان فقط
فرق اسقدر ہے کہ نماز خدا کی مقرر کی ہوئی تہی اوسمین اہتمام بیکار تہا اور
تراویح تو خلیفہ صاحب کی ہے اوسمین اہتمام نہو تو پہر کاہے مین ہو اونہین
خدا ورسول سے کیا کام فقط سنت عمر پر قائم ہین اور مخالفت اہل حق
پر بعض ظرفاء اہل علم نے لکہا ہے کہ ایک عالم سنی سے ایک شیعہ نے
پوچہا کہ حالت رکوع مین ہم آنکہین بند رکہین یا کشادہ اوسنے کہا کہ اگر
شیعہ بند رکہتے ہون تو کہولو اور جو کہولتے ہون تو بند کرو سائل نے
کہا کہ بعضے شیعہ کہولتے ہین اور بعضے بند رکہتے ہین جب تو وہ گہبرایا اور پیچ
سوچ نکلے کہنے لگا کہ پہر تم ایک آنکہہ بند رکہو دوسری آنکہہ کہولدو اگرچہ ظاہر
مین یہہ مطائبہ ہے مگر حقیقت مین مقام عجب نہین بنظر اسکے کہ وہ بائین
ہاتہہ مین انگوٹہی پہنتے ہین مخالفت اہل حق کے لیئے حالانکہ اصل شرع
سے اونکے مذہب مین بہی دلہنے ہی ہاتہہ مین سنت ہے رہا اہتمام اونکا
قائم کرنے مین سنت عمر کی پس ظاہر ہے جسکا جی چاہے ماہ رمضان
مین جا کے اونکی مسجدون مین جا کے دیکہے کہ راتون کو تراویح مین کیا
زحمت اوٹہاتے ہین ماموم گر گر پڑتے ہین بیشمار لقمہ کہاتے ہین
کیا مؤدب ہاتہہ باندہ کے کہڑے ہوتے ہین کہ ظاہر مین اونکی صورت دیکہہ کے

بیساختہ شرکت کو جی چاہے چنانچہ بعض تعلیقات قرآن مجید مین ابراہیم خان [illegible]
صاحب بیاض مشہور نے لکھا ہے کہ ایک شخص کسی ضرورت شدیدہ سے جاتے
تھے اثنائے راہ مین اونھون نے ایک مسجد پر ہجوم اہلسنت کا دیکھا کہ بڑے
خضوع و خشوع سے ہاتھہ باندہے ہوئے تراویح پڑھ رہے ہین یہہ بھی بڑی
خوشی سے شریک ہوگئے اتفاق سے پیشنماز نے بعد سورۂ حمد سورہ بقر پڑھا
قریب سحر کے نماز تمام کی یہان بالکل صبح ہوگئی اون بیچارے کے کار ضروری
مین حرج ہوگیا پس بہت آزردہ ہوئے اور عہد کیا کہ اب تمام عمر کسی سے اقتدا
نہ کرونگا اگر ایسا ہی قرآن پڑھنا ہے تو ہم اسلام سے درگذرے ای
اسلام کو سلام سے گر تو قرآن باین نمط خوانی * ببری رونق مسلمانی * بعد
چندروز اتفاق سے یہہ اوس حکایت کو بھول گئے اور ایک پیشنماز سے اقتدا کی
حسب اتفاق اوسنے بعد سورۂ حمد کے سورۂ فیل شروع کیا جو ہین انہون
نے نام فیل سنا انکی ہوش اوڑ گئے ہاتی کا نام سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے وہی حکایت
اگلی یاد آگئی ایک ماموم نے جو انکے پاس کھڑا تھا بعد نماز انسے سبب فرار پوچھا انہون
نے کہا کہ ایک بار سورۂ بقر پڑھا گیا تھا اوسمین تو یہہ حال ہوگیا میری ضرورت فوت
ہوگئی آج فیل کا نام سنکے میرے بالکل ہوش و حواس جاتے رہے کہ آج
تو بطریق اولے توقع ختم نماز نہین اسلئے کہ عظمت فیل بہ نسبت بقر ظاہر ہے [illegible]
تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * اور جناب میر باقر مرحوم و مغفور کہ تلامذہ جناب غفران مآب
سے تھے اور بڑے واعظ ظریف تھے ایک روز جناب غفران مآب سے بیان کرنے
لگے کہ قبلہ و کعبہ آج عجب اتفاق ہوا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا چوک مین کیا
دیکھتا ہون کہ ایک میانہ مین ایک [illegible] چلا آتا ہے مینے کہارون سے کہا کہ ٹھیر

ٹھرا دو جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ اوسمین مولوی [illegible] ہین مجھے سلام کیا اور کہا کہ آپ کہان سے
تشریف لاتے ہین اونہون نے کہا کہ واہ سبحان اللہ مین آپکو عالم مذہب امامیہ جانتا تھا آپکو اتنا بھی معلوم
نہین کہ تراویح رات کو ہوتی ہے یا دن کو * خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم * مینے کہا کہ جب ایجاد ہی آپکا ہے
تو اوسمین رات کیا اور دن کیا اندھیر کرنیکو سب یکسان ہین اونہون نے کہا اب تو معلوم ہوا کہ آپ
ہمپر اعتراض کرتے ہین مینے کہا معاذ اللہ آپنے کیا کام حسبنا ایجاد کیا اوسی پر اعتراض ہے
اور مناسب مقام یہہ ابیات حق سمات تان و نمک ہین

ابیات

ہان دلا پھر سوی مطلب کر رجوع — مدح زین العابدین کی کر شروع
زاہدون کا پیشوا ہے وہ امام — عابدون کا مقتدا ہے وہ امام
حقِ طاعت ختم ہے سجاد پر — ہے وہ سالک مسلکِ اجداد پر
لب نگاہِ قہر سے واقف تھی چشم — رحم کرتا تھا بجاے غیظ و خشم
اوسنے پائی لذتِ صوم و صلوٰة — تھا فنا فی اللہ وہ حین حیات
کشف غمہ مین لکھی ہے یہہ خبر — ایک شب وہ سیدِ والا گہر
با حضور قلب پڑھتا تھا نماز — بندگی کرتا تھا با عجز و نیاز
سانپ بنکر آیا شیطانِ دغل — تا حضور قلب مین ڈالے خلل
پر نہ حضرت نے کیا مطلق خیال — بسکہ تھے محو جمالِ ذو الجلال
ناگہان وہ بے حیا آیا قریب — پھن اوٹھائے اپنا با شکلِ مہیب
مونہہ مین پکڑی زور سے انگشت — پر نہ حضرت کو ہوئی مطلق خبر
جب تشہد پڑھ چکے پھیر اسلام — تب ہوئے آگاہ ای یارو امام
اوسکو فرمایا کہ ملعون دور ہو — اپنی بدذاتی پہ مت مغرور ہو
سنکے یہہ کرنے لگے پھر بندگی — کیسی شیطان کو ہوئی شرمندگی

یون صدا ہاتف سے آئی تین بار ہے تو زین العابدین ای نامدار
بے نمازی تو بھی لو ای نفس شوم ہے ترے ماتھے پہ گھٹون کا ہجوم
تو بھی پانچون وقت پڑھتا ہی نماز بے نمازون پہ ہے کرتا فخر و ناز
سچ بتا اسوقت مت کہنا دروغ کذب کو ہرگز نہووے گا فروغ
تو نے اتنی عمر مین اپنی کبھی کوئی رکعت با حضور قلب کی
کیون نہو حق کی عبادت مین تو سست ای شقی کب ہے تری نیت درست
کب یہ تو تکبیرۃ الاحرام ہے دل ترا خلوت گہ اصنام ہے
استفادہ کے مجھے معنی بتا تو تو خود شیطان ہے ای بیحیا
پہلے بسم اللہ ہی جب ہو غلط کیا عجب طاعت اگر سب ہو غلط
حمد و سورہ پڑھ رہا ہے تو مگر کاٹتا ہے گھاس یا ای خیرہ سر
وقف و وصل و مد نہین مطلق عیان رتل القرآن ترتیلا کہان
راکعون مین تو نہووے گا رقم بوجھ سے عصیان کے گو ہو جا خم
واقعی کیا سجدہ کرتا ہے تو ٹھیک دانہ چنتا ہے زمین سے جیسے ویک
یہ جبین ہے یا ہے منقار کلاغ سچ بتا وے آدمی ہے یا کہ زاغ
تیرگی سے تیرے مونہہ کے رو سیاہ ہے جلی ٹکیا کی صورت سجدہ گاہ
سجدہ کرتا ہے کہ سر ہے پھوڑتا سجدہ گہ بیفائدہ ہے توڑتا
اتنی کیون کرتا ہے جلدی ای پلید ہے مگر نعمان ثابت کا مرید
کیون عبادت مین خلل ہے ڈالتا تو تو سر کا بوجھ سا ہے ٹالتا

وقت فرصت ہاتھ سے جب جائیگا
دیکھ ای غافل بہت پچتائیگا

تنبیہ

چوبیسوان موعظ

توبہ کے باب مین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ قَبِلَ اللّٰهُ تَوْبَتَهُ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایک سال پیشتر انتقال سے توبہ کرے تو بہی خدا اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے زبان عرب مین معنی توبہ کے رجوع کے ہین پس بندہ کی جانب توبہ اسطور پر ہوتی ہے کہ وہ گناہ سے باز آکے فرمان بردار باری کی طرف رجوع کرے اور خدا کی جانب مین یہہ ہے کہ عذاب سے وہ رجوع فرمائے لطف وکرم کی طرف اور اصطلاح مین توبہ کے معنے یہہ ہین کہ گناہ کو گناہ سمجہہ کے اوسپر نادم ہونا اور کسی وجہ سے مثلاً شراب‌خواری سے پشیمان ہونا بوجہ ضرر اور گزند شراب کے کہ یہہ توبہ نہین ہان اگر بلا ضرر محض رضای الٰہی کے لیئے شراب سے باز آئے

تو یہہ توبہ ہے اور بعض علمائے تعریف توبہ مین علاوہ نادم ہونے کے یہہ بہی شرط بڑہائی ہے کہ عزم بالجزم کرے کہ آیندہ کبہی اسکا مرتکب نہو نگا اور بظاہر یہہ عزم لوازم غیر منفکہ سے ہے اوس ندامت کے لیئے جو گناہ کو گناہ سمجہہ کے رضای خدا کے لیئے ترک کرے گا پہر وہ کبہی کاہے کو اوسمین مبتلا ہونا پسند کرے گا اور کلام جامع جمیع حدود وقیود اس باب مین وہ ہے کہ جسے بعض عقلا وازکیا نے تحریر کیا ہے کہ توبہ بدون حصول تین امرون کے حاصل نہین ہوتی پہلے یہہ کہ آدمی بخوبی جان لے ضرر گناہون کا اور یہہ سمجہہ لے کہ یہہ پردے کی طرح حائل ہوجاتے ہین بندہ مین اور اوسکے پروردگار محبوب مین اور بمنزلہ سم قاتل وزہر ہلاہل کے ہین اوسکے حق مین کہ جو جسے چہوہی جائین پس جب اوسے اس بات کا یقین واثق ہوگا تو ایک دوسری حالت طاری ہوگی اوسپر اور وہ یہہ ہے کہ اوسے کمال درجہ تالم ہوگا جدائی محبوب کا اور نہایت تاسف ہوگا گناہون کے مرتکب ہونے سے اور یہی معنی ہین ندامت کے اور جبکہ یہہ صدمہ جانکاہ اوسے حاصل ہوچکیگا تو ایک اور تیسری حالت اوسپر طاری ہوگی اور وہ یہہ ہے کہ وہ شخص تین امرون کا ارادہ کرے گا کہ جنہین تعلق زمانہ گذشتہ یا زمانہ حال یا استقبال سے ہوگا زمانۂ حال سے متعلق تو یہہ امر ہے کہ بالفعل وہ جن گناہون کا مرتکب ہوگا اونسے باز رہے گا اور آیندہ کے متعلق یہہ ہے کہ وہ عزم بالجزم کرے گا کہ پہر کبہی تمام عمر ویسی حرکت نہ کرے اور متعلق زمانہ گذشتہ سے یہہ ہے کہ جن امرون کی تلافی اوسے ممکن

ہوگی اونکی تلافی کرے گا مثلاً جو عبادتین فوت ہوئی ہین اونکی قضا کریگا اور حقوق سے لوگون کے خارج ہوگا اور رد مظالم کرے گا اور یہی تینون امر یعنے پشیمان گناہون سے گزندگی اور ندامت اونپر اور عزم بالجزم امور مذکور ترتیب وار مقرر ہین اور ان سب کو مہیأت مجموعی توبہ کہتے ہین اور بعض علما فقط امر ثانی یعنے ندامت کو توبہ کہتے ہین اور گناہون کی شناخت مقدمہ اور پیش خیمہ توبہ کا جانتے ہین اور تیسرے امر کو یعنے قصد مذکور کو ثمرہ توبہ گردانتے ہین اور کبھی مجموع ندم اور عزم پر اطلاق توبہ آیا ہے وَقَدْ عَرَّفَهَا بَعْضُ اَصْحَابِ الْقُلُوْبِ بِرُجُوْعِ الْاٰبِقِ عَنِ الْجُرْمِ السَّابِقِ اور بعض اہل دل نے توبہ کے یہہ معنی کہے ہین کہ بندہ نافرمان و آبق اپنے جرم سابق سے باز آئی وَبَعْضُهُمْ بِاِذَابَةِ الْاَحْشَاءِ لِمَا سَلَفَ مِنَ الْفَحْشَاءِ اور بعضون نے اوسکے معنے کہے ہین کہ ندامت گناہ مین اپنا بدن گھلا دے اور دل و جگر پگھلا دے وَبَعْضُهُمْ بِاَنَّهَا خَلْعُ لِبَاسِ الْجَفَاءِ وَبَسْطُ بِسَاطِ الْوَفَاءِ اور بعضون کا یہہ قول ہے کہ لباس جفا کا اوتار پھینکنا اور فرش وفا کا بچھانا توبہ ہے اور یہہ جو اس فقرے مین گزرا کہ خدا اوسکی توبہ قبول کرتا ہے تو مراد اوس سے یہہ ہے کہ جو عذاب اوس گناہ پر من جانب اللہ مقرر ہوتا ہے وہ زائل کر دیا جاتا ہے اور اسپر اتفاق اہل اسلام ہے اور کسیطرحکا کلام نہین البتہ بحث اسمین ہے کہ بعد توبہ ساقط کر دینا عذاب کا خدا پر واجب ہے یا نہین باین معنی کہ اگر تائب پر عذاب ہو تو ظلم ہو یا یہہ کہ خلاف عدالت تو نہین مگر مقتضائے تفضل و کرم ہو اول

مذہب معتزلہ ہے اور ثانی مذہب اشاعرہ اور یہی مسلک شیخ ابوجعفر طوسی کا ہے کتاب اعتقاد مین اور اسیکو پسند کیا ہے علامہ حلی علیہ الرحمہ نے بعض تصنیفات مین اپنی اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے توقف فرمایا ہے اور جناب شیخ بہاؤالدین رہ کے نزدیک قول شیخ اقوی ہے اور دلیل وجوب محل بحث ہے لیکن دور نہین کہ قول اول اولے ہو اور بحث مذکور مخدوش اور تفصیل اس اجمال کی کتب کلامیہ سے دریافت کرنا چاہیئے ثُمَّ قَالَ اِنَّ السَّنَةَ لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِشَهْرٍ قَبِلَ اللهُ تَوْبَتَهٗ پھر حضرت نے فرمایا کہ سال بھر تو بہت ہے اگر ایک مہینہ پیش از مرگ بھی توبہ کرے تو خدا قبول کرے گا توبہ اوسکی ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِجُمُعَةٍ قَبِلَ اللهُ تَوْبَتَهٗ پھر فرمایا کہ ایک مہینہ بھی بہت ہے جو ایک ہفتہ پہلے مرنے سے توبہ کرے تو بھی خدا اوسکی توبہ قبول کرے گا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْجُمُعَةَ لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِيَوْمٍ قَبِلَ اللهُ تَوْبَتَهٗ پھر فرمایا کہ جمعہ یعنے ایک ہفتہ بھی بہت ہے جو ایک دن مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی بھی توبہ خدا قبول کرتا ہے ثُمَّ قَالَ اِنَّ يَوْمًا لَكَثِيْرٌ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ يُعَايِنَ قَبِلَ اللهُ تَوْبَتَهٗ پھر فرمایا کہ ایکدن بھی بہت ہے جو شخص کہ توبہ کرے قبل معائنہ اور مشاہدہ کے تو بھی توبہ اوسکی مقبول درگاہ باری ہوگی اور مراد مشاہدہ سے دیکھنا ملک الموت کا ہے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے اور ایک احتمال ہے کہ مراد معائنہ سے یہہ ہو کہ یقین اونکو ہو جائے اوسے موت کا اور زندگی سے ایسی قطع امید ہو کہ گویا وہ

موت کو بچشم خود دیکھہ رہا ہے یا یہہ کہ مراد مشاہدہ درجہ اخروی ہے
چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے لن
یَخْرُجَ اَحَدُکُمْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَعْلَمَ اَیْنَ مَصِیْرُہٗ وَحَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ
مِنَ الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ یعنے تم مین سے کوئی شخص دنیا سے نجات نکلیگا جبتک
وہ نجانے کہ کدہر کو ہے بازگشت اوسکی اور تا وقتیکہ نہ دیکھہ لیوے جگہ
اپنی بہشت یا دوزخسے یا یہہ کہ مراد مشاہدہ سے مشاہدہ حضرت رسالت
پناہ جناب ولایت مآب ہو اسلیے کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے
کہ یہہ بزرگوار ہر شخص کے پاس جان کندنی کے وقت آتے ہین اور
اوسکا انجام کار بتا دیتے ہین کہ سعادت ہے یا شقاوت اور درجہ اوس
اوسکا اوسے دکہا دیتے ہین چنانچہ کتاب کافی مین ابو بصیر سے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اِذَا حِیْلَ بَیْنَہٗ
وَبَیْنَ الْکَلَامِ اَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَنْ شَآءَ اللّٰہُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ
یَمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ فَیَقُوْلُ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَمَّا مَا کُنْتَ تَرْجُوْا
فَھُوَ ذَا اَمَامَکَ وَاَمَّا مَا تَخَافُ فَقَدْ اَمِنْتَ مِنْہُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ
مِنَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ ھٰذَا مَنْزِلُکَ مِنَ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ رَدَدْنَاکَ
اِلَی الدُّنْیَا وَلَکَ فِیْھَا ذَھَبٌ وَفِضَّةٌ فَیَقُوْلُ لَا حَاجَةَ لِیْ فِی الدُّنْیَا
الْحَدِیْثِ جبکہ حائل ہوجاتی ہے موت محتضر اور اوسکے کلام مین
تو تشریف فرما ہوتے ہین اوسکے پاس جناب رسالت مآب اور جسے
خدا چاہتا ہے یعنے جناب امیرؑ اور اجمال بوجہ تقیہ ہے جیسا کہ
شرح اربعین مین ہے یا اسلیے کہ شامل اور ائمہ کو بھی ہو جیسا کہ

محتمل ہے پس بیٹھتے ہین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی
داہنی طرف اور دوسرا بزرگوار بائین طرف پس جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اوس سے کہ جسکا تو امیدوار تھا
آگاہ ہو کہ وہ پیش نظر تیرے ہے اور جس سے تو اندیشہ ناک تھا پس
بے شبہ تو اوس سے نڈر ہوگیا پھر اوسکے واسطے ایک دریچہ بہشت کی
طرف کہولینگے فرمائینگے کہ یہہ منزل تیری جنت مین ہے پھر اگر اسکے دیکھنے
کے بعد بھی تجھکو دنیا کی طرف رغبت ہو تو ہم تجھے وہان واپس بھیجین اور
سونا چاندی سب کچھ تجھے ملے گا پس وہ کہے گا کہ مجھے کچھ دنیا کی حاجت
نہین واعظ کہتا ہے کہ کوئی شبہ نہین توبہ کے فی الفور واجب
ہونے مین اسلیے کہ گناہ اوسیطرح مضر ہین جسطرح زہر بدن کے لیے
مضر ہوتا ہے اور جیسا کہ زہر کہانے والے پر جلد استفراغ کرنا چاہیے
تدارک صحت مین اوس بدن مین جو مشرف بہلاکت ہے اسیطرح
گناہگار پر بعجلت تمام گناہون سے باز آنا اور توبہ کرنا واجب و لازم
ہے تدارک مین اوسکے اوس دین کے جو مستعد تغیر و ضعف و اضمحلال
ہے اور جسنے کہ عجلت توبہ کی طرف نہ کی اور اوسے ٹالتا چلا گیا ایک
وقت سے دوسرے وقت تک پس دو بڑے خطرون مین وہ پا بگل
ہے کہ اگر اوسے ایک سے چھٹکارا ہے تو دوسرا اوسکی جان کب چھوڑتا ہے
ایک تو یہہ ہے کہ دفعتہ موت گلوگیر ہو جائے پس نہ متنبہ ہو وہ اور
خواب غفلت سے نہ چونک پڑے مگر اوس حال مین کہ جب موت
اوسکے سر پر آ کھڑی ہو اور وقت تدارک سے ہاتہ دہو بیٹھے اور الواو

تلافی بالکل مسدود ہو جائین اور وہی وقت آ لگے کہ جسکا اشارہ خود
خدا نے کیا ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ اور موت بیچ مین
آ سکے اور اوسکی خواہشون کے آگے آڑی ہو اور یہہ کیفیت بہم پہونچی کہ وہ
طالب مہلت ہو اور ایکدن بلکہ ایک ساعت کی بہی مہلت نہ ملے جیسا کہ
خدا فرماتا ہے مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَوْلَا
اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ قبل اسکے کہ تم مین سے کسیکی موت آ جائے پس
وہ کہے کہ بار آلہا کیون نہ دیر کی تو نے میری موت مین تہوڑی ہی سی
میعاد تک بعض مفسرون نے تحریر فرمایا ہے کہ جان کندنی کے وقت جب
غیب کے پردے کہلجاتے ہین تو آدمی کہتا ہے اے ملک الموت ایک
ہی دن کی مجہو مہلت دے کہ مین اپنے خدا سے توبہ و استغفار کر لون اور
نیکیون کا زاد راہ ہمراہ لیلون پس وہ کہینگے کہ سب دن تیرے زندگی کے
فنا ہو گئے پس وہ کہے گا اچھا گہڑی ہی بہر کی مہلت ملے پس وہ کہین گے
کہ گہڑیان بہی تیری عمر کی تمام ہوئین پس اوسوقت بند ہو جائے گا در توبہ
اور گہڑا لگجائے گا اوسے اور اوسکی روح جہنم مین جہونکدیجائیگی اور غصہ
یاس اور حسرت ندامت بربادی عمر کی اوسے گلا گہونٹ گہونٹ کر اونارنا
مرینگی اور ایسے صدمون مین معاذ اللہ اصل ایمان ہی تشریف لیجاتا ہے
اور دوسرا احتمال یہہ ہے کہ تاریکی گناہون کی تہ بتہ دل پر اوسکے
جمتی جاتی ہے یہانتک کہ زنگ زنگ بہم پہونچائے اور پہر کسی صیقل گر کے
اہتمام سے شفافی پر نہ آئے اسلئے کہ گناہ سے دل پر اس طرح کی تاریکی ہو
جاتی ہے جیسے بہاپ سے آئینہ پر کدورت آجاتی ہے اور جب تہ بتہ ہو

جاتی ہے تو آخرش زنگ جم جاتا ہے آئینہ کی طرح اور پہر جب زنگ بہی
دیرپا ہو جاتا ہے تو جرم آئینہ مین اوتر جاتا ہے اور کبہی صاف نہین ہو سکتا
سے آئینے را کہ مورچانہ بخورد ✤ نتوان برد از و بصیقل زنگ ✤ اور ایسے
ہی دل کو قلب معکوس اور قلب سیاہ کہتے ہین چنانچہ محمد بن یعقوب کلینی نے
کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
اَنَّهُ قَالَ كَانَ اَبِيْ يَقُوْلُ مَا مِنْ شَيْءٍ اَفْسَدُ لِلْقَلْبِ مِنَ الْخَطِيْئَةِ اِنَّ
الْقَلْبَ لَيُوَاقِعُ الْخَطِيْئَةَ فَلَا تَزَالُ بِهٖ حَتّٰى تَغْلِبَ عَلَيْهِ فَيَصِيْرَ
اَعْلَاهُ اَسْفَلَهٗ اوس جناب نے فرمایا کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے
تہے کہ گناہ سے زیادہ کوئی چیز دل کو خراب نہین کرتی بیشبہ دل اور
گناہ مین لڑائی ہوا کرتی ہے یہانتک کہ جب گناہ غالب آجاتا ہے
تو دل کو اولٹ پلٹ کر دیتا ہے اوپروار کو نیچے اور نیچے وار کو اوپر
اور اوسی کتاب مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَفِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ فَاِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا خَرَجَ فِي
النُّكْتَةِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِنْ تَابَ ذَهَبَ ذٰلِكَ السَّوَادُ وَاِنْ تَمَادٰى
فِي الذُّنُوْبِ زَادَ ذٰلِكَ السَّوَادُ حَتّٰى يُغَطِّيَ الْبَيَاضَ فَاِذَا غُطِّيَ
لَمْ يَرْجِعْ صَاحِبُهٗ اِلٰى خَيْرٍ اَبَدًا وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَلْ رَانَ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنے اوس جناب نے فرمایا
کہ کوئی بندہ ایسا نہین کہ اوسکے قلب مین ایک سفید نورانی نکتہ نہو جب
وہ گناہ کرتے ہین تو اوس سفید نکتہ مین ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے
پس اگر توبہ کی تو وہ سیاہی زائل ہو جاتی ہے اور اگر گناہون مین ہمیشہ

تو وہ سیاہی بڑہتے بڑہتے سفیدی کو ڈہانپ لیتی ہے اور جب سفیدی
پوشیدہ ہوجاتی ہے تو پہر ایسے دل کا آدمی کبہی نیکی کی طرف رجوع
نہین کرتا اور یہی مطلب ہے قول جناب باری کا کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی
قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ برحق و بیشک زنگ مڑ الدیا
اونکے دلون پر اونکے کامون نے پس یہہ فرمانا معصوم کا کہ کبہی وہ نیکی
کی طرف متوجہ نہین ہوتا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ ایسا آدمی گناہون
سے باز نہین آتا اور کبہی توبہ نہین کرتا اور اتفاقاً اگر ذکر توبہ و استغفار
اوسکی زبان پر آجاتا ہے تو یہہ زبانی جمع خرچ ہوتا ہے نہ دل سے لہذا
وہ بے اثر ہوتا ہے جیسا کہ دہوبی کا فقط یہہ کہدینا کہ مین کپڑے دہوتا ہون
کپڑون کو میل کچیل سے صاف نہین کرتا اور ایسے ہی آدمی کا یہہ انجام
ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی الٰہی سے وہ لاابالی ہوجاتا ہے اور دین اوسکے نزدیک
سہل انکاری کرنے لگتا ہے اور حکم خدا کی وقعت اوسکے دل مین
باقی نہین رہتی اور قبول کرنے سے اونکے اوسکی طبیعت نفرت کہا جاتی ہے
اور اعتقاد مین اوسکے خلل آجاتا ہے اور ایمان سلب ہوجاتا ہے اور
غیر ملت و مذہب پر اوسے موت آتی ہے اور اوسکا خاتمہ بخیر نہین ہوتا
خدا بچائے شر نفس اور بدکاری و بدکرداری سے یادداشت توبہ مین
اتنا ضرور ہے کہ اسکا عزم بالجزم ہو کہ تمام عمر پہر کبہی ایسی حرکت نہ کرونگا
مگر اسمین اختلاف ہے کہ آیا یہہ بہی شرط ہے یا نہین کہ صدور گناہ اوس سے
ممکن ہو مثلاً کسینے زنا کیا اور بعد اوسکے وہ نامرد یا خواجہ سرا ہوگیا اور
نزدیکی زن پر قادر رہی نرہا اور اوسنے توبہ کی اور یہہ ارادہ کیا کہ مین اگر

قادر بہی ہونگا عورت پر بطور فرض محال کے تو بہی کبہی اوس سے زنا
نہ کرونگا پس ایسی توبہ قبول ہوگی یا نہین اکثر کا قول یہی ہے کہ یہہ توبہ
صحیح ہے بلکہ متکلمون نے اجماع سلف اسپر نقل فرمایا ہے اور بنابر اسکے
توبہ بطریق اولیٰ قبول ہوگی اوس شخص کی کہ جو ایسے مرض مین توبہ کرے
کہ جسمین گمان غالب ہلاکت کا ہوگیا ہو البتہ جب موت سرہی پر آکہڑی ہو
اور یقین مرگ ہوجاوے تو پہر کسیطرح توبہ قبول نہین چنانچہ قرآن مجید
مین ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ
كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا نہین ہے توبہ اون لوگون
کی جو برے کام کرتے ہین یہانتک کہ جب اونمین سے کسی کی موت سرپر
آکہڑی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابتو مین توبہ پر موجود ہون اور نہ اون
لوگون کے لیے ہے کہ جو حالت کفر مین مرجاتے ہین یہی وہ لوگ ہین کہ جنکے
لیئے ہمنے مہیا کیا ہے رنج دینے والا عذاب اور حدیث صحیح مین جناب
رسالت مآب سے ہے اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ خداوند
کریم قبول کرلیتا ہے اپنے بندے کی توبہ جبتک کہ وہ غرغرہ نکرے غرغرہ
کے معنے حلق مین ترچیز کے گردش دینے کے ہین اور یہان پر مراد اوس سے
گردش روح حلق مین اور محدثین شیعہ نے کثرت سے معتبر روایتین رقم فرمائی
ہین اس بیان مین کہ جب ظہور علامات مرگ ہوجائین اور ہول و دہشت
مرگ طاری ہو اور موت آجائے تو توبہ مقبول نہین اور سبب اسکا یہہ
ہے کہ ایسے وقت مین ایمان برہانی نہین رہتا بلکہ عیانی ہوجاتا ہے

اور امتحان کا وقت ہاتھہ سے جاتا رہتا ہے اور اس نشے سے تکلیف آخرت مین بہی ساقط ہے اسلیے کہ معارف حقہ جلی اور روشن ہوجاتی ہین بعض مفسرون نے فرمایا ہے کہ ایک خدا کا لطف بندون کے حال پر یہہ ہے کہ اوسنے حکم کیا ہے ملک الموت کو کہ وہ قبض روح کرین پاؤن کے انگوٹھون سے اور بتدریج آگے بڑہتے جائین یہانتک کہ سینے تک پہونچین اور بعد اوسکے حلق تک تاکہ وہ اتنی مہلت مین اپنے دل سے خدا کی طرف لو لگا سکے اور وصیت و توبہ کرسکے قبل معائنہ کے اور روح اوسکی اوسکے بدن سے اوس حال مین نکل سکے کہ جب ذکر خدا اوسکی زبان پر ہو اور اس باعث سے امید پڑے اوسکے خاتمہ بالخیر ہونے کی خدا سبکو نصیب کرے **ہدایت** پوشیدہ نرہے کہ توبہ نصوح کا قرآن شریف مین حکم آیا ہے چنانچہ سورہ تحریم مین ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے مومنو توبہ نصوحا کرو درگاہ باری مین اور مفسرون نے توبہ نصوح کے کئی معنے لکھے ہین **ایک** یہہ کہ وہ توبہ نصیحت کرنے والی ہے یعنے ایسے نیک آثار اور ثمرہ اوسکے ظاہر ہوتے ہین کہ وہ لوگون کو نصیحت و ہدایت کرتے ہین توبہ کرنے کی طرف یا وہ توبہ ہدایت کرتی ہے تائب کو یعنے گناہون سے اوسے باز رکہتی ہے ہمیشہ کے لیئے چنانچہ کتاب کافی مین منقول ہے کہ ابو صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی قول خدا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ سے تو حضرت نے فرمایا کہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ توبہ کرے آدمی گناہون سے پس کبہی نہ عود کرے اونکی طرف **دوسرے**

یہہ کہ نصوح کے معنے خالص کے ہین پس جو توبہ خالصاً لوجہ اللہ صادر ہو تو وہ نصوح ہے پس توبہ مین ترک گناہ کا عہد محض رضای خدا کے لیے ہو اور گناہون کی بدی کی وجہ سے تا اینکہ اوسمین شائبہ دہشت جہنم کا بہی نہ آنے پائے **تیسرے** یہہ کہ نصوح کو نصاحت سے مشتق لین یعنے خیاطت اور سینا باین معنی کہ وہ توبہ سے دیتے ہین اعتقاد و مذہب جیسا کہ گناہ نے اوسے پارہ پارہ کیا تہا اور اوسکے دین مین بخیہ کردیتی ہے یا تائب کا پیوند لگا دیتی ہے نیکوئی مین **چوتہے** یہہ کہ نصوح درحقیقت تائب کی صفت ہے اور نسبت اوسکی خود توبہ کی طرف مجازی ہے اور مقصود یہہ ہے کہ ویسی توبہ وہی کرتا ہے کہ جو اپنے نفس کو نصیحت کرے اس بات کی کہ بہت اچھی طرح پر اوسے بجا لائین یہانتک کہ وہ دل سے بالکل گناہون کا اثر دہو ڈالے باین طور کہ حسرت کے مارے دل پگہلا دے اور گناہون کی تاریکی کو نیکیون کے نور سے بالکل محو کردے چنانچہ شیخ علی طبرسی نے اس آیت کی تفسیر مین جناب امیر سے روایت کی ہے اِنَّ التَّوْبَةَ یَجْمَعُهَا سِتَّةُ اَشْیَاءَ پوری توبہ جب ہوتی ہے کہ جب چہہ باتین ظاہر ہون عَلَی الْمَاضِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ النَّدَامَةُ اگلے گناہون پر تو ندامت ہو وَ لِلْفَرَائِضِ الْاِعَادَةُ اور فرائض خدا کا اعادہ ہو دوسرے رَدُّ الْمَظَالِمِ یعنے حقوق ناس واپس دے وَ اسْتِحْلَالُ الْخُصُوْمِ اور دشمنون سے حق حلال اور مباح کرالے وَ اَنْ تَعْزِمَ اَنْ لَا تَعُوْدَ اور عزم بالجزم کرے کہ پہر ایسا کام نکرونگا وَ اَنْ تُذِیْبَ نَفْسَكَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ كَمَا رَبَّیْتَهَا فِی الْمَعْصِیَةِ اور پگہلانا نفس کا

عبادت خدا مین جیساکہ اوسی گناہگاری مین خوب بالا ہوسا تہا وَاَنْ
تُذِیْقَهَا مَرَارَةَ الطَّاعَاتِ كَمَا اَذَقْتَهَا حَلَاوَةَ الْمَعَاصِیْ اور تلخی عبادت
کی اوسے چکہا جیساکہ لذتین گناہون کی چکہائی تہین اور سید رضی
رضی اللہ عنہ نے نہج البلاغۃ مین روایت کی ہے اَنَّ قَائِلًا قَالَ بِحَضْرَتِہٖ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہ ایک شخص نے خدمت جناب امیر مین کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فَقَالَ
لَهٗ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَتَدْرِیْ مَا الْاِسْتِغْفَارُ پس حضرت نے اوسے فرمایا کہ
تیری مان تجہے بے کرے کچہہ سمجہتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے اَنَّ
الْاِسْتِغْفَارَ دَرَجَةُ الْعِلِّیِّیْنَ وَهُوَ اسْمٌ وَاقِعٌ عَلٰی سِتَّةِ مَعَانٍ یعنی
استغفار ایک بڑا درجہ بہشت کا ہے اور اوسکے چہہ لفظ معنی ہین یعنی چہہ
شرطین اوسمین چاہیئے اَوَّلُهَا النَّدَمُ عَلٰی مَا مَضٰی پہلی ندامت ہے
اگلے گناہون پر اَلثَّانِیْ الْعَزْمُ عَلٰی تَرْكِ الْعَوْدِ اِلَیْهِ اَبَدًا دوسری عزم
بالجزم ہو کہ پہر کبہی نہ عود کرونگا اوسکی طرف اَلثَّالِثُ اَنْ تُؤَدِّیَ اِلَی الْمَخْلُوْقِیْنَ
حُقُوْقَهُمْ حَتّٰی تَلْقَى اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَمْلَسَ لَیْسَ عَلَیْكَ تَبِعَةٌ تیسری یہ
کہ ادا کرے تو مخلوقون کی طرف اونکے حقوق یہانتک کہ جب ملاقات
تو خدا سے تو گناہون سے بالکل پاک وصاف ہو اور کسی کا حق اوسکے
ذمہ پر نہو اَلرَّابِعُ اَنْ تَعْمِدَ اِلٰی كُلِّ فَرِیْضَةٍ عَلَیْكَ ضَیَّعْتَهَا فَتُؤَدِّیَ حَقَّهَا
چوتہی یہہ کہ متوجہ ہو طرف ہر فریضہ کے کہ جسے ضائع کیا ہو پس ادا کرے
تو حق اوسکا اَلْخَامِسُ اَنْ تَعْمِدَ اِلَی اللَّحْمِ الَّذِیْ نَبَتَ عَلَی السُّحْتِ فَتُذِیْبَهٗ
بِالْاَحْزَانِ حَتّٰی یَلْصَقَ الْجِلْدُ بِالْعَظْمِ وَیَنْشَاَ بَیْنَهُمَا لَحْمٌ جَدِیْدٌ
پانچوین یہہ کہ متوجہ ہو اوس گوشت کی طرف جو حرام سے اوگا ہو

پس گہلا دے اوسے رنج وغم سے یہانتک کہ پوست واستخوان رہجائے
اور از سر نو نیا گوشت حلال سے پیدا ہو اَلسَّادِسُ اَنْ تُذِیْقَ الْجِسْمَ اَلَمَ
الطَّاعَةِ كَمَا اَذَقْتَهٗ حَلَاوَةَ الْمَعْصِیَةِ چہٹے یہہ کہ چکہاے بدن کو رنج
عبادت جیسے چکہائی تہی اوسے حلاوت معصیت اور بعض بزرگان دین
نے تحریر فرمائی ہے کہ جس آئینہ پر بہاپون سے کثافت جمگئی ہو جیساکہ اوسکی
صفائی کے لیئے فقط بہاپ اور سانس روک لینا کافی نہین بلکہ صیقل کرنا
ضرور ہے اوسیطرح قلب کو جو گناہون سے تاریکی حاصل ہوئی ہے اوسکی
لیئے فقط ترک گناہ کافی نہین بلکہ ضروری محو کرنا اوس تاریکی کا نور عمل نیک
سے اسلیئے کہ جس طرح قلب مین ہر ایک گناہ سے تاریکی حاصل ہوتی ہے
اوسیطرح ہر ایک عبادت سے نور پیدا ہوتا ہے اور زائل کرنا ہر معصیت
کی تاریکی کا اوسکے مقابل کے نور عبادت سے اولے ہے باین طور کہ تائب
مفصل اپنے گناہون پر نظر کرے اور ہر گناہ کے بدلے اوسیقدر اوسکے
مقابل نیکی کرے پس جسنے فضول باتین مثل غنا وغیرہ کے سنی ہون وہ اوسیقدر
قرآن وحدیث ومسائل دین سنے اور اگر حالت حدث مین قرآن مجید چہوا
ہو تو اوسیقدر اوسکا اعزاز واحترام وتلاوت کرے اور باوضو اوسے
چہوے اور جسنے جنابت سے مسجد مین مکث وتوقف کیا ہو وہ اوسی کثرت
سے اعتکاف وعبادت اوسکے گوشون مین کرے اور علی ہذا القیاس
اور اسیطرح حقوق ناس مین کرے پس جسکا مال اسکے ذمہ ہے وہ اوسے
پہونچا دے یا مباح کرالے اور جسے ایذا دی ہو اوسپر احسان کرے اور
جسکا مال غصب کیا ہو اوسپر مال حلال سے اپنے صدقہ دے اور جسکی

غیبت کی ہو مومنین مین سے اوسکی تعریف کرتا ہے اور اوصاف حمیدہ اوسکے ظاہر کرے اور اسیطرح ہر گناہ کا تدارک اوسکے خلاف سے کرے جیساکہ حکیم علاج بالضد کرتا ہے حرارت کا برودت سے اور رطوبت کا یبوست سے اور بالعکس ارشاد علمائے دین مشہور ہے کہ غسل توبہ مستحب ہے خواہ وہ توبہ کفر سے ہو یا فسق و فجور سے اور دلیل پہلی دعوے کی وہ روایت ہے کہ جسمین جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ ابو ثمامہ حنفی و قیس بن عاصم مسلمان ہوئے تو حضرت نے اونکو غسل کا حکم دیا اور دوسرے دعوے کی دلیل یہہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ لِیْ جِیْرَانًا وَلَهُمْ جَوَارٍ یَتَغَنَّیْنَ وَیَضْرِبْنَ بِالْعُوْدِ فَرُبَّمَا دَخَلْتُ الْمَخْرَجَ فَاُطِیْلُ الْجُلُوْسَ اسْتِمَاعًا مِنِّیْ لَهُنَّ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ شَیْءٌ اٰتِیْهِ بِرِجْلِیْ اِنَّمَا هُوَ سَمَاعٌ اَسْمَعُهٗ بِاُذُنِیْ فَقَالَ الصَّادِقُ تَاللّٰهِ اَنْتَ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا فَقَالَ الرَّجُلُ كَاَنِّیْ لَمْ اَسْمَعْ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَرَبِیٍّ وَلَا عَجَمِیٍّ لَا جَرَمَ اَنِّیْ قَدْ تَرَكْتُهَا وَاِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فَقَالَ الصَّادِقُ قُمْ فَاغْتَسِلْ وَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ فَقَدْ كُنْتَ مُقِیْمًا عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ مَا كَانَ اَسْوَءَ حَالَكَ لَوْ مُتَّ عَلٰی ذٰلِكَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَسَلْهُ التَّوْبَةَ مِنْ كُلِّ مَا یَكْرَهُ فَاِنَّهٗ لَا یَكْرَهُ اِلَّا الْقَبِیْحَ وَالْقَبِیْحُ دَعْهُ لِاَهْلِهٖ فَاِنَّ لِكُلٍّ اَهْلًا ایک شخص اونکی خدمت بابرکت مین آیا اور اوسنے عرض کی کہ کچھہ لوگ

ہمسایہ مین رہتے ہین اور اونکی لونڈیان گاتی بجاتی ہین اور اکثر مین بیت الخلا مین جاکے اونکا گانا سننے کو دیر تک بیٹھا رہتا ہون پس حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسی حرکت نکرنا اوسنے کہا کہ کچھہ مین سننے کو اپنے پاؤن سے تو جاتا نہین وہ آواز خود ہی میرے کان مین آتی ہے اسمین کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے نہین سنا کہ خدا فرماتا ہے بیشک کان اور آنکھہ اور دل ان سب سے سوال کیا جائیگا حال سے اوسکے یعنے بندہ کے اوس شخص نے عرض کی کہ مین ایسا اجنبی تھا کہ گویا یہہ آیت قرآن کی کسی عرب اور عجم سے نہین سنی پس لاجرم مجھے اوسکا ترک ہی کرنا پڑا اور مین توبہ اور استغفار کرتا ہون پس حضرت نے فرمایا کہ اوٹھہ اور نہا اور نماز پڑہ جسقدر دل تیرا چاہے کہ تجھے ایسا کہ امر عظیم پر تھی کیا برا حال ہوتا تیرا اگر تو اسی حال پر مرجاتا توبہ اور استغفار کر خدا سے ہر اوس گناہ سے کہ جسے وہ مکروہ رکھتا ہے اسلیئے کہ وہ کراہت نہین رکھتا مگر بد بات سے اور بد ہی بدون کو مبارک رہے کہ وہی اوسکے قابل ہین اور ہر چند یہہ خبر مرسل ہے مگر مستحبات وغیرہ مین ایسی حدیثین معمول بہا ہین اور جیساکہ اس حدیث سے استحباب غسل توبہ مستفاد ہوا اسیطرح سے نماز پڑھنا بعد غسل لیکن اکثر علمانے فقط استحباب غسل ہی بیان فرمایا ہے اور یہہ بھی مشہور ہے کہ ہر توبہ کے لیئے غسل ہے خواہ توبہ گناہ صغیرہ سے ہو یا گناہ کبیرہ سے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ غسل مخصوص اوسے توبہ سے ہے کہ جو کبائر سے ہو اور محقق ثانی نے اوسپر یہہ اعتراض کی ہے کہ حدیث مذکور

اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہے اور توضیح اوسکی یہہ ہے کہ مفاد حدیث
فقط یہی ہے کہ اوس شخص نے غنا سے توبہ کی تہی حالانکہ غنا گناہ کبیرہ
نہین لیکن پہر بہی امام نے اوسے حکم غسل دیا اور جناب شیخ بہاء الدین علیہ
الرحمہ نے اوسمین یہہ بحث فرمائی ہے کہ یہہ اعتراض جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ
پر وارد ہی نہین ہوتا اسلیئے کہ حدیث سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص
اصرار رکہتا تہا گانا سننے پر اور بکثرت مرتکب اسکا ہوتا تہا جیسا کہ خود
اعتراف کیا کہ رُبَّمَا دَخَلْتُ الْمَخْرَجَ الخ اور مغنی مین ہے کہ رُبَّ اکثر تکثیر
کے لیئے آیا ہے بلکہ یہی اوسکے معنے حقیقی ہین اور معنی تقلیل قلیل الاستعمال
اور گویا کہ معنی مجازی محتاج قرینہ ہین پس خلاصہ یہہ ہوا کہ بیت الخلا
مین جاکے تا دیر اونکی آواز سنا کرتا تہا اور شہید علیہ الرحمہ کے بیان
سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اصرار کی یہہ بہی صورت ہے کہ بکثرت
گناہ صغیرہ بدون توبہ واقع کرے اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ گناہ صغیرہ
پر اصرار کرنا بہی گناہ کبیرہ مین داخل ہے اور فرمودہ امام کہ تو مرتکب امر
عظیم تہا اگر اسی حال پر مرجاتا تو کیا برا انجام ہوتا تیرا تائید صریح کرتا ہے
اس مضمون کی علاوہ یہہ کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ کل
گناہ کبیرہ ہین اسلیئے کہ نافرمانی خدا سب مین مشترک ہے جیسا کہ حدیث
مین ہے کہ اپنے رب کے کام کی طرف نظر نکر ہان اوسکی بزرگی پر نظر
رکہ کہ جسکی تو نافرمانی کرتا ہے پس واقع مین سب گناہ کبیرہ ہین البتہ
بہ نسبت ایک دوسرے کے صغیرہ و کبیرہ کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً تقبیل
زن اجنبیہ صغیرہ ہی ہے بہ نسبت مباشرت اور کبیرہ ہے بہ نسبت نظر

اور بعد غور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اوس شخص سے تین قسم کا گناہ صادر
ہوتا تہا ایک اجنبی عورتون کی آواز سننا دوسرے عود کی آواز
تیسرے غنا کا سننا پس بوجہ اجتماع ان گناہون کے وہ کبیرہ ٹہرا
بلکہ خود غناء عورتون کا سننا یہہ خود کبیرہ ہے بضمیمہ اونکی آواز سننے
کے اور اسی تحقیق پر اعتراض بہی دفع ہوا جو شہید علیہ الرحمہ نے اون
لوگون پر کیا ہے جو اوس توبہ کو جسمین غسل مستحب ہے مخصوص اوسی گناہ
سے کرتے ہین کہ جو موجب کفر یا فسق ہو بایں طور کہ مقتضی اس قول کا یہہ
ہے کہ جو گناہ صغیرہ شاذ و نادر صادر ہوجائے کسی سے کہ جو مثمر غنا موجب
فسق و مخل عدالت نہین تو چاہیئے کہ غسل کی حاجت نہو اوسے توبہ کرنے
مین حالانکہ حدیث مذکور اوسکے خلاف دلالت کرتی ہے اور وجہ دفع
ظاہر ہے کہ فعل مذکور بوجوہ مذبورہ کبیرہ تہا نہ صغیرہ کہ حکم اوسکا صغائر
تک سرایت کرے علاوہ یہہ کہ بنا بر تحقیق مذکور صغائر بہی بعض وجوہ سے
کبائر ہین **واعظ کہتا ہے** کہ شرح وجیزہ مین ہمنے یہہ تحقیق
کی ہے کہ حقیقت شرعیہ صغیرہ و کبیرہ کی ثابت نہین بقرینہ اختلاف
احادیث تفسیر صغیرہ و کبیرہ مین پس احوط بلکہ اظہر یہہ ہے کہ جس گناہ مین
شرعی یا عقلی یا عرفی عظمت ہو اوسے کبیرہ سمجہین مثل شرک یا سرقہ کرنی
اوس مال کے کہ جسکا مالک جان بلب گرسنگی سے ہو یا دخول زن مردہ
اور موید اسکی تہدید شدید جناب رسالت مآب ہے بہلول تائب پر
اور یہہ فرمانا کہ ہٹ جا میرے پاس سے ای فاسق کہ مین تیری آگ
مین نہ جل جاؤن اور بنا پر اس تحقیق کے بہی کوئی شبہہ نہین کہ تقبیل اوس

شخص کا گناہ کبیرہ تھا قطع نظر اوسکے استبداد و استمرار کے جیساکہ
اس فقرہ سے حدیث کے ظاہر ہے کہ لَقَدْ کُنْتَ مُقِیْمًا عَلٰے اَمْرٍ عَظِیْمٍ
اَلْفِقْرَۃ یعنے تو گناہ عظیم پر مقیم و مصر تھا پس عظمت نفس گناہ ثابت
قطع نظر اقامت و استبدادی کے اوس گناہ پر فافہم **تتمہ**
مہمہ جو گناہ مستلزم کسی ایسے امر کو نہو کہ جس کا بجالانا شرعاً
ضرور ہو تو فقط اوسپر نادم ہی ہونا اور یہہ عزم بالجزم کرنا کہ پھر کبھی
ایسی حرکت نکرونگا کافی ہے اوسکی توبہ مین اور سوائے اسکے
اور کوئی بات تائب پر واجب نہین مثل لباس حریر پہننے کے اور اگر وہ
گناہ موقوف کسی اور پر حقوق خدا یا حقوق ناس سے ہو متعلق
مال ہو یا نہو باوجود توبہ اوسکا بھی بجالانا واجب ہے اور بسا
اوقات مکلف کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے اوس کام کو کرے اور
چاہے تو فقط اوسی گناہ سے توبہ کرے کہ جو اوس امر پر موقوف ہے
اور مثال حق مالی خدا آزاد کرنا بندہ کا ہے کفارے مین کہ فقط گناہ
سے توبہ کافی نہین تاوقتیکہ بندہ آزاد نکرے باوجود قدرت و استطاعت
کے اور غیر مالی حق تعالی کے دو قسمین ہین اگر وہ حدود و تعزیرات
مین نہین تو باوجود امکان بجالانا اونکا لازم ہے مثلاً قضای نماز
و روزہ کفارہ کے اور اگر حدود و تعزیرات مین ہو تو مکلف کو اختیار
ہے چاہے حاکم شرع پر اوسے ظاہر کر دے تاکہ اوسپر حد جاری کرے
اور چاہے اوسے پوشیدہ رکھے حاکم شرع سے اور درمیان خود
و خدا اوس سے توبہ کرلے اور اس صورت مین اوسپر حد نہ جاری ہوگی اور

اگر توبہ کرے قبل دوران مقدمے کے اور قبل ثبوت جرم کے بذریعہ
گواہون کے بشرطیکہ توبہ اوسکی قبل دار و گیر ثبوت شرعی کو پہونچے
حاکم شرع کے نزدیک اور اگر بندون کا حق مالی ہو تو اوسے حتے
الامکان اپنے تئین بری الذمہ کر لینا چاہیئے ہر شخص کا مال اوسے
پہونچا دے یا اوسکے وارثون کو اگرچہ بجز امام کے اور کوئی وارث
سببی و نسبی موجود نہو یا ایسے ثقہ اجنبی کو کہ جو اپنے ذمہ پر لیلے حق
رسانی کو اور اگر اتفاقاً قیام قیامت تک وہ حق اسکے ذمہ پر رہجائے
تو علما مین اختلاف ہے کہ بروز قیامت کون اوسکا مستحق ہوگا
ایک یہہ احتمال ہے کہ اصل صاحب مال کو وہ مال ملے **دوسرے**
یہہ کہ اوسکے وارث اخیر کو **تیسرے** یہہ کہ وہ مال خدا ہے اول اوکی
واصح ہے جیساکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے
اور ازبسکہ یہہ مسئلہ متعلق دار تکلیف سے نہین تو مزید بحث اسمین فضول
ہے اور اگر غیر مال کے متعلق ہے پس اگر کسی کو گمراہ کیا ہے تو اوسکو
ہدایت کرنا واجب ہے اور اگر از قسم قصاص ہے تو جو شخص اوسکا
مستحق ہو اوسے اوس سے مطلع کرے اور برضا و رغبت قادر کر دے
اوسے بدلا لینے پر مثلاً کہے کہ مین ہی نے تو تیرے باپ کو قتل کیا پس
تجہے اختیار ہے چاہ مجہے معاف کر اور اگر از قبیل تعزیر ہو مثل قذف
کے پس اگر صاحب حق واقف صدور قذف سے ہو تو اوسے قدرت
دینا چاہیئے تعزیر دینے پر اور اگر وہ ناواقف ہو تو اوسے واقف کرنا چاہیئے
یا نہین اسمین دو احتمال ہین ایک اوسے مطلع کرکی اوس سے عفو جرائم یا تعذیر چاہے

اسلیئے کہ اسکے ذمہ پر ایک آدمی کا حق ہی پس بلا اجازت اوسکے اوس سے بری الذمہ
نہوگا دوسرے یہہ کہ اوس سے واقف نکرے اسلیئے کہ یہہ مستلزم اوسکی ایذا رسانی پر ہی اور موجب
بغض و عناد ہی اور غیبت مین بھی بعینہ یہی تقریر جاری ہوتی ہی اور محقق طوسی اور علامہ حلی
علیہ الرحمہ نے تصریح فرمائی ہی کہ از خود اعلام و اظہار کچھہ ضرور نہین اور پوشیدہ رکھنا
کہ قضای نماز و روزہ و ادای حقوق مالی و غیر مالی خالق و خلق کو کہ براسہ ادر فی نفسہ اور
سر خود واجب ہین مگر کچھہ توبہ مین شرط نہین کہ بدون انکی توبہ قبول ہی نہو ہان البتہ باعث
تکمیل و استحکام توبہ ہین اور لیکن توبہ متبعضہ اور موقتہ اور مجملہ پس اوسکی صحت مین خلاف
ہی اور مذہب صحیح یہی ہی کہ توبہ متبعضہ صحیح ہی یعنے فقط بعض گناہون سے توبہ کرنا نہ سب گناہون سے
اور اگر ایسا نہوتا تو اسلام فاسق قبول نہوتا حالانکہ نو مسلم کا اسلام قبول ہو جاتا ہی اگرچہ
فسق و فجور مین مبتلا رہے اور لیکن توبہ موقتہ یعنے زمانہ خاص مین توبہ کرنا مثلا سال بھر کیلئے توبہ کرے
نہ ہمیشہ کے لیئے پس اسکی صحت مین علی الاحوط تامل ہی اسلیئے کہ سابق مین بیان ہوا کہ توبہ مین یہ
بھی شرط ہی کہ عزم بالجزم اسکا کرے کہ پھر کبھی تمام عمر ایسی حرکت نکرونگا ہان البتہ اگر توبہ
کو عبارت لین محض نادم ہونیسے گناہ پر اور دوام ترک گو اوسکا ثمرہ فی الجملہ لین یعنے توبہ کامل
و توبہ نصوح کا تو البتہ تحقق مستمی بعدم صحت توبہ مین کافی ہو ثمرہ اوسکا ایک سال تک
رہی یا کم و زیادہ اور مقتضی یسر و عدم حرج کہ جو خصائص شریعت مصطفویہ سے ہی صحت توبہ
موقتہ ہی اور لیکن توبہ اجمالی باین طور کہ مجمل طور پر گناہون سے توبہ کرے بدون اسکے کہ تفصیل وار
گناہ کو بیان کرے یا تصریح عموم کی کرے اور باطن مین تفصیل بھی اوس سے مقصود ہو تو اسکی صحت مین
محقق طوسی علیہ الرحمہ نے تامل فرمایا ہی اور دور نہین کہ وہ صحیح ہو اسلیئے کہ تفصیل کی شرط کسی
دلیل سے ثابت نہین خصوصاً بضمیمہ تیسیر و عدم عسر و حرج کہ جو بسیرت قطعی شرع شریف سے ثابت
ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط تمت

پچیسوان موعظہ

دوام والیسین کے حال مین ۞

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ ابْنَ اٰدَمَ اِذَا کَانَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا وَ اَوَّلِ یَوْمٍ مِنْ اَیَّامِ الْاٰخِرَۃِ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب آدمی کا اخیر دن آتا ہے دنیا کے دنون سے اور پہلا دن آخرت کے دنون سے مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ وَ وَلَدُہٗ وَ عَمَلُہٗ تو مال و اولاد و عمل اوسکا اوسکے سامنے مجسم ہوکے آتا ہے اور ہمکلام ہوتا ہے خلاصہ یہہ کہ مال و اولاد و غیرہ کی صورت اوسکی آنکھون کے مین پہر اکرتی ہے وَیَجُوْزُ اَنْ یُّرَادَ بِالتَّمَثُّلِ ظُہُوْرُ ہٰذِہِ الثَّلٰثَۃِ بِالْبَالِ وَ حُضُوْرُ صُوَرِہَا فِی الْخَیَالِ وَ تَکُوْنُ الْمُخَاطَبَۃُ بِلِسَانِ الْحَالِ الَّذِیْ ہُوَ اَفْصَحُ مِنْ لِسَانِ الْمَقَالِ اور ممکن ہے کہ تمثل سے یہہ مراد ہو کہ یہہ چیزین دلمین جلوہ دکہاتی ہین اور خیال مین آتی ہین اور زبان حال سے جواب و سوال

درمیان مین لاتے ہین وہی زبان حال کہ جو زبان مقال سے فصیح و بلیغ تر ہے خلاصہ یہہ کہ بیمار انکا تصور کرکے دلمین انسے باتین کرتا ہے فَیَلْتَفِتُ اِلٰی مَالِہٖ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ عَلَیْکَ حَرِیْصًا شَحِیْحًا فَمَا لِیْ عِنْدَکَ فَیَقُوْلُ خُذْ مِنِّیْ کَفَنَکَ پس متوجہ ہوتا ہے اپنے مال کی طرف پس کہتا ہے بخدا مین تجہے بہت چاہتا تہا اور نہایت تجہے عزیز رکہتا تہا اور حرص و بخل کیا کرتا تہا بنسبت تیرے پس اب اس برے وقت مین تو میرے کس کام مین آسکتا ہے پس وہ مال طوطی کی طرح نہین پہیرکے صاف صاف کہدیتا ہے کہ مجہسے اور تو کچہہ نہین ہوسکتا ہے بہت تیرا جی چاہے تو کفن اپنا مجہسے لے اور باقی اور کچہہ مجہسے امید نرکہنا فَیَلْتَفِتُ اِلٰی وُلْدِہٖ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ لَکُمْ مُحِبًّا وَ اِنِّیْ کُنْتُ عَلَیْکُمْ مُحَامِیًا فَمَا لِیْ عِنْدَکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ نُؤَدِّیْکَ اِلٰی حُفْرَتِکَ فَنُوَارِیْکَ فِیْہَا جب ایسے رفیق غمگسار کی طرف سے مایوس ہوتا ہے تو پہر پہرتا ہے اپنی اولاد کی طرف اور کہتا ہے کہ خدا کی قسم مین تمہین بہت دوست رکہتا تہا اور تمہاری بچ لیا کرتا تہا اور تمہارا حامی تہا پس اب تم میرے کیا کام آوگے اسی دن کے لیے مینے تمہین پالا پوسا تہا پس اس برے وقت مین کچہہ شرکت ضرور ہے پس وہ جواب مین کہینگے کہ ہمارا کیا بس چلتا ہے ہمسے اور کچہہ امید نرکہنا بجز اسکے کہ ہم تیرا گور کہود دینگے اور وہان تک تیرا ساتہہ نبہوڑینگے مٹی مین تجہے لٹاکر اپنے گہر چلے آئینگے قَالَ فَیَلْتَفِتُ اِلٰی عَمَلِہٖ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ فِیْکَ لَزَاہِدًا وَ اِنْ کُنْتَ عَلَیَّ لَثَقِیْلًا فَمَا عِنْدَکَ پہر مجبور وہ متوجہ

ہوگا نیک عمل کی طرف اور کہے گا کہ جنسے مجھے بڑی امیدین تہین وہ تو اسوقت
رفاقت سے نکل گئے اور تیری کبھی مجھے قدر نہوئی اور ہمیشہ تیری صورت
سے مجھے نفرت رہی اور ہمیشہ تو بار خاطر رہا پس ہیچ کہہ کہ اب اسوقت تو میرے
کس کام آوے گا ؎ تو آن کن کہ باشند زتو آن روا ٭ نہ آن کن کزین
باشم اور استرا ٭ فیقول انا قرینک فی قبرک ویوم نشرک حتی تعرض
انا وانت علی ربک پس وہ کہے گا کہ تو خاطر جمع رکھہ مین برابر تیرے ساتھ
رہون گا تیری قبر مین اور روز حشر یہانتک کہ میرا تیرا سامنا ہو پروردگار
سے قال فان کان للہ ولیا اتاہ اطیب الناس ریحا واحسنہم
منظرا واحسنہم ریاشا حضرت نے فرمایا کہ پس اگر وہ شخص دوست
خدا ہوتا ہے تو قبر مین اوسکی اوسکے پاس آتا ہے ایک ایسا شخص کہ جسکی
لپٹ اور مہک سے ساری قبر بسجاتی ہے اور ایسا حسن و جمال اوسکا ہوتا
ہے کہ یہہ اوسے دیکھتے ہی اوسکا فریفتہ اور اسیر دام محبت ہوجاتا ہے
اور لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوتا ہے کہ جسے دیکھکے یہہ درہم ہوجاتا ہے
فقال ابشر بروح وریحان وجنۃ نعیم ومقدمک خیر مقدم
پس وہ قبر مین آگے اس مردہ سے کہتا ہے کہ خوش آمدی آئیے یہہ آپ ہی
کا گہر ہے کچھہ تکلف کا مقام نہین اور بشارت ہو تمہین راحت و آسایش با
رحمت و حیات ابدی کی اور پاک و پاکیزہ رزق حلال کی کہ جو بو باس و
نفاست مین بے مثل و بے نظیر ہوگا اوس خوشبودار چیز کے کہ جو بوقت مرگ
سنگھائی جاتی ہے اور بہشت سے آتی ہے اور تسکین مسافر مسکین کے لیے
لخلخہ کا اثر دکھاتی ہے اور بشارت ہو تجھے بہشت عنبر سرشت کی فیقول لہ

من انت پس وہ کہتا ہے کہ ای بہائی تو ایسا کون مہمان نواز و کرم
فرما ہے کہ ایسی بے بسی اور بیکسی کے وقت مین ایسی خوشخبری مجھے
دے رہا ہے خدا تجھے جزای خیر دے فیقول انا عملک الصالح
ارتحل من الدنیا پس وہ کہے گا کہ مین تیرا مونس و غمخوار اور رفیق
شبہای تار تیرا عمل نیک ہون اب تجھے کیا فکر ہے ایسا رفیق راہ
کہان سے پائے گا بس اب دیر نکر منزل کہوٹی ہوتی ہے جنت کو میرے
ہی ساتھہ چل کہڑا ہو وانہ لیعرف غاسلہ ویناشد حاملہ
ان یعجلہ پس یہہ شخص دنیا سے انتقال کرتا ہے اس حال سے کہ
بخوبی پہچانتا ہوتا ہے اپنے غسل دینے والے کو اور قسمین اور خدا کے
واسطے دیتا ہے جنازہ اوٹھانے والے کو کہ جلد اوسے دفن کرین
اور دنیا کے مخمصون سے چھٹکارا دین فاذا دخل قبرہ اتاہ
ملکا القبر یجران اشعارہما ویخدان الارض باقدامہما
اصواتہما کالرعد القاصف وابصارہما کالبرق الخاطف
پس جب وہ داخل قبر ہوتا ہے تو آتے ہین اوسکے پاس دونون فرشتے
قبر کے اسطرح سے کہ بڑے بڑے بال اونکے زمین پر لٹکتے جاتے ہین اور
پاون اونکی زمین کو شق کرکے اندر دہسی جاتی ہین بجلی کی طرح کڑک کے
باتین کرتے ہین اور آنکہین بہی اونکی بجلی کیطرح کوندتی ہین کہ جنکی تیزی
سے چکاچوندہ آجاتی ہے فیقولان لہ من ربک وما دینک
ومن نبیک پس وہ دونون کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہے
اور کیا دین ہے اور کون پیمبر ہے واعظ کہتا ہے کہ بوجہ شہرت

بخیال انکسار و ہضم نفس حضرت نے اسکا ذکر نہ فرمایا کہ وہ فرشتے امام
کو بھی پوچھتے ہین وگرنہ اکثر حدیثون سے کتاب کافی وغیرہ کی بخوبی ثابت
ہے کہ قبر مین امام سے بھی ضرور سوال ہوتا ہے چنانچہ باسانید معتبرہ
منقول ہے کہ جب جناب رسالتمآب حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ
اسد اللہ حضرت امیر علیہ السلام کو کفنا اور دفنا چکے تو بالاے قبر سے
بطور تلقین فرمایا اِبْنُكِ اِبْنُكِ یعنے ای فاطمہ جواب ملائکہ مین تامل نکرو
اور امام اپنا اپنے فرزند دلبند علی کو بتاؤ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ رَبِّیْ وَدِیْنِیَ
الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ پس مرد مومن اونکے جواب مین کہے گا کہ خدا پروردگار میرا
ہے اور اسلام دین و آئین ہے میرا اور محمد مصطفیٰ پیمبر و ہادی و رہنما
ہین میرے فَیَقُوْلَانِ ثَبَّتَكَ اللّٰہُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِیْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی
وَھُوَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ پس وہ دونون فرشتے کہینگے کہ ثابت
قدم رکہے تجہے خدا اسی بات پر کہ جس سے وہ خوشنود یا تو راضی اور خوش رہے
اور یہی قول فرشتون کو مدلول ہے اس قول خدا کا یا مومن کا فرشتون
کے جواب مین ثابت قدم رہنا حق بات پر مفاد ہے اس آیہ وافی ہدایہ
کا کہ جو خود خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہے اور ثابت قدم رکہتا ہے
خدا مومنون کو قول ثابت پر زندگی مین بہی اور آخرت مین بہی چنانچہ
ایک اور روایت مین وارد ہے کہ جناب رسالتمآب نے بعد ذکر
قبض روح مومن کے فرمایا ثُمَّ تُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ وَیَاْتِیْہِ
مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ وَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِیْنُكَ

وَمَنْ نَّبِیُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ
فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ
تَعَالٰی یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ پہر واپس کیجاتی
ہے روح اوسکی اوسکے بدن مین اور آتے ہین اوسکے پاس
دونون فرشتے پس بٹہاتے ہین اوسے قبر مین اور کہتے ہین اوسی
کہ کون ہے پروردگار تیرا اور کیا ہے دین و آئین تیرا اور کون ہے
پیمبر ہادی تیرا پس وہ کہتا ہے کہ پروردگار میرا خدا ہے اور دین و
آئین میرا اسلام ہے اور پیمبر میرے محمد مصطفیٰ ہین پس آسمان سے
ایک منادی ندا کرتا ہے کہ سچ کہا میرے بندے نے پس یہی فرمودہ
خدا ہے کہ ثابت قدم رکہتا ہے خدا مومنون کو قول ثابت پر و
مَا رُوِیَ اَنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی یُثَبِّتُ اللّٰہُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ اور ایک روایت مین اونہین
حضرت سے منقول ہے کہ بوقت سوال قبر جب مومن گواہی دیتا
ہے وحدانیت خدا و نبوت رسول خدا کی تو یہی مراد ہے فرمودہ خدا
سے کہ ثابت قدم رکہتا ہے خدا ایمان دارون کو قول ثابت پر ثُمَّ
یُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ مَدَّ بَصَرِہٖ پہر جسقدر اور جہان تک اوسکی نظر
کام کر سکتی ہے وہان تک اور اوسقدر وسعت و فسحت و گنجایش اوسکی
قبر مین بڑہا دیتے ہین اور جناب رسالتمآب سے ماثور ہے کہ فُسِحَ
لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ یعنے وسیع و فسیح

کردیجاتی ہے قبر اوسکی بقدر ۹۰۰ ہاتھہ کے اور کتاب کافی مین حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے کہ گنجایش قبر بقدر سات
ہاتھہ کے ہوتی ہے اور جناب شیخ بہاو الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
کہ ان حدیثون مین کچھہ منافات نہین اور اختلاف انکا بحسب اختلاف
مدارج و مراتب اموات کے ہے پس ادنے درجہ سات ہاتھہ مین اور
اوسط ستر اور اعلے مدنگاہ اور احتمال ہے کہ اختلاف بہ نسبت نابینا
کے اور بینا کے ہو بعض روایات مذکورہ مین اور مراد مدِ نظر سے
امتداد عرفی ہے اور ممکن ہے کہ امتداد نفس الامری کیا جائے پس
ہوسکتا ہے کہ کئی سے برس کی راہ تک مدِ نظر فرض کیا جائے بدلیل
اسکے کہ شمس و قمر اور ستارے بہت دور و دراز ہین اور باوجود اسکے
محسوس ہوتے ہین غایۃ الامر یہہ کہ کم روشن چیزین یا تاریک یا نہایت
باریک قریب ہی سے نہ معلوم ہون تو یہہ بوجہ اونکے نقصان ذاتی کے
تصور کیا جائے گا کہ شرطین محسوس ہونے کی اونمین نہین ورنہ
نظر کی دور بینی ظاہر ہے اور اگر از راہ عرف و تبادر یہہ کلام مستبعد
ہو مگر بنظر رحمت وسیع پروردگار کے محل نظر نہین ؎ کریم او بہانہ
مے خواہد ٭ کرم او بہا نمیخواہد ٭ ثُمَّ یَفْتَحَانِ لَهٗ بَاباً اِلَی الْجَنَّةِ
پھر وہ اوسکے لیے ایک دروازہ کھولدیتے ہین بہشت عنبر سرشت
کی طرف کہ قیامت تک برابر بہشت کی ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کے جھونکے
اور وہان کے پھولون کے لپٹ اور مہک اوسکی قبر مین آیا کرتی ہے
اور دل و دماغ اوسکا معنبر اور معطر رہتا ہے ثُمَّ یَقُوْلَانِ لَهٗ

نَمْ قَرِیْرَ الْعَیْنِ نَوْمَ الشَّابِّ النَّاعِمِ پھر بری الفت و محبت سے کہتے
ہین اوسے کہ اب تو ٹھنڈی آنکھون سے پاؤن پھیلا کے چین سے جوانون
کی نیند لے فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ
اَحْسَنُ مَقِیْلاً یعنی بے شبہہ خدا فرماتا ہے کہ اہل جنت کی آجکے دن بہت
اچھی قرارگاہ اور آرامگاہ ہے قَالَ وَاِذَا کَانَ لِرَبِّهٖ عَدُوًّا
فَاِنَّهٗ یَاْتِیْهِ اَقْبَحُ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ زِیًّا وَّاَنْتَنُهٗ رِیْحًا اور جب میت
دشمن خدا ہوتا ہے یعنے کافر یا وہ فاسق کہ جو ہمیشہ فسق و فجور مین
مبتلا رہے جیسا کہ مقتضی اکثر ادلہ شرعیہ کا ہے اور یہہ بھی احتمال ہے
کہ فقط کافر ہی مراد ہو جیسا کہ بعض روایات معتبرہ سے مستفاد ہوتا
ہے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے اَنَّهٗ
لَا یُسْئَلُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا مَنْ مَحَضَ الْاِیْمَانَ مَحْضًا اَوْ مَحَضَ الْکُفْرَ
مَحْضًا یعنے قبر مین سوال نکیا جائے گا مگر اوس شخص سے کہ جو ایمان
خالص یا کفر محض رکھتا ہو ؎ یا عامی عام باش و یا عارف خاص
یعنے مپسند بین ذلک حذورا ٭ بہر طور دشمن خدا کے پاس قبر مین ایک
ایسا شخص آتا ہے کہ ویسا بد قوارہ و بد صورت و بد ہیأت خلق خدا مین
دوسرا خلق نہین ہوتا اور نہ ویسی بدبو جو اوسکے بدن مین ہوتی ہے
کبھی کسی چیز مین ہوتی وَعَنِ الْاِمَامِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
الصَّادِقِ فَیَقُوْلُ لَهٗ یَا عَبْدَ اللّٰهِ مَنْ اَنْتَ فَمَا رَاَیْتُ شَیْئًا
اَقْبَحَ مِنْكَ فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ السَّیِّئُ الَّذِیْ کُنْتَ تَعْمَلُهٗ وَرَاْیُكَ
الْخَبِیْثُ اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وہ اوسوقت

گھبرا کے اوس سے پوچھنے لگتا ہے کہ ای بندہ خدا تو کون شخص ہے
مینے کبھی ایسی عجیب صورت نہین دیکھی ایسی صورت خدا دشمن کو بھی
نہ دکھائے پس وہ کہتا ہے کہ مین ترا عمل بد اور اعتقاد خبیث ہون
فَیَقُولُ اَبْشِرْ بِنُزُلٍ مِنْ حَمِیْمٍ وَتَصْلِیَۃِ جَحِیْمٍ اور حضرت امیر حدیث
طویل سابق مین فرماتے ہین کہ پس وہی کریہ المنظر شخص اوس مردے
سے کہتا ہے کہ بشارت ہو اور مبارک ہو تجہے ضیافت مین کھولتا ہوا
پانی اور داخل جہنم ہونا وَاِنَّہٗ یَعْرِفُ غَاسِلَہٗ وَیُنَاشِدُ حَمَلَتَہٗ
اَنْ یَحْبِسُوْہُ اور یہہ بھی پہچانتا ہے اپنے غسل دینے والے کو اور جنازہ
اوٹھانے والے کو اور سیکڑون قسمین اور واسطے دلاتا ہے اونہین
کہ اسے دنیا ہی مین روک رکھین اور قبر مین نہ جانے دین فَاِذَا اُدْخِلَ
الْقَبْرَ اَتَاہُ مُمْتَحِنَا الْقَبْرِ پس جب یہہ قبر مین جاتا ہے تو قبر مین امتحان
لینے والے دونون فرشتے اسکے پاس آتے ہین اور مراد ان فرشتون
سے منکر و نکیر ہین جیسا کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے اور بعض
اہل اسلام نے منکر و نکیر سے انکار کیا ہے بلکہ اونکے نزدیک سوال
و جواب کے وقت جو لجاجت و اضطرار ہو اضطراب کلام کا فر سے ظاہر
ہوتا ہے اوسی کا نام منکر ہے اور جو سزا اوسکی پاداش مین پاتے ہین
وہ نکیر ہے خلاصہ یہہ کہ یہہ لوگ منکر و نکیر کے فرشتے ہونے کے منکر ہین
اور احادیث کثیرہ سے اونکی تکذیب ہوتی ہے فَاَلْقَیَا اَکْفَانَہٗ ثُمَّ
یَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَبُّکَ وَمَا دِیْنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ
یَقُوْلَانِ لَا دَرَیْتَ وَلَا ھَدَیْتَ پس وہ آتی ہی غصہ کے مارے

ذلیل و رسوا کرنے کو کفن تو اوتار کے پھینکدیتے ہین اور مردے کو برہنہ
کر دیتے ہین پھر کہتے ہین کہ کون ہے پروردگار و پیغمبر تیرا اور کیا ہے
دین و مذہب تیرا پس وہ کہتا ہے کہ مین نہین جانتا پس وہ کہتے
ہین کہ تو نے خاک بھی نجانا اور کچھہ بھی راہ راست پر نہ آیا فَیَضْرِبَانِ
یَافُوْخَہٗ بِمِرْزَبَّۃٍ مَعَھُمَا پس مارتے ہین وہ اوسکے تالو پر آہنی عصا
سے کہ جو اونکے ساتھہ ہوتا ہے ضَرْبَۃً مَا خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ
دَابَّۃٍ اِلَّا تَذْعَرُ لَھَا مَا خَلَا الثَّقَلَیْنِ ایسی شدید ضربت کہ بجز جن و
انس کے اور سب چوپائے اوسکی آواز سے تڑک جاتے ہین اور اچھل
پڑتے ہین اور جن و انس کا یہہ آواز نہ سننا اس مصلحت سے ہے کہ
وہ معرض تکلیف و امتحان مین ہے اگر ایسی آوازین سن پائین
تو ایمان برہانی نرہے گی بلکہ عیانی اور بدیہی ہو جائے اور مزا امتحان
کا اوٹھہ جائے اور لیکن حیوانات کا اس آواز کو سننا پس یہہ اور بھی کئی
معتبر حدیثون سے ثابت ہے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے قَالَ النَّبِیُّ اِنِّیْ کُنْتُ لَاَنْظُرُ اِلَی الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَ
اَنَا اَرْعَاھَا وَلَیْسَ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَی الْغَنَمَ فَکُنْتُ اَنْظُرُ اِلَیْھَا
وَھِیَ مُمْتَلِیَۃٌ فِی الْمَکِیْنَۃِ مَا حَوْلَھَا شَیْءٌ یُھَیِّجُھَا حَتّٰی تَذْعَرَ فَتَطِیْرُ
فَاَقُوْلُ مَا ھٰذَا وَاَعْجَبُ حَتّٰی جَاءَنِیْ جَبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ الْکَافِرَ
یُضْرَبُ ضَرْبَۃً مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا اِلَّا سَمِعَھَا وَیَذْعَرُ لَھَا
اِلَّا الثَّقَلَیْنِ کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ مین دیکھتا تھا اونٹون
اور بکریون کو جبکہ اونہین چراتا تھا اور کوئی بھی ایسا نہین کہ جسنے بکریون

کو نہ چرایا ہو نہیں مین او نہیں دیکھتا تھا کہ اطمینان سے وہ اپنی جگہ پر
چر رہے ہین اور گرد و پیش اونکے کوئی ایسی چیز نہین کہ جس سے انہین
ہیجان ہو یہانتک کہ خود بخود ڈر کے اوچھل پڑتے تھے پس مین تعجب سے
اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہہ کیا ماجرا ہے یہانتک کہ حضرت جبرئیل مجھپر
وحی لائے کہ کافرون پر ایسی ضربت لگائی جاتی ہے کہ سب خلق خدا
اوسکی آواز سن کے ڈر اوٹھتے ہین بجز جن وانس کے **واعظ کہتا ہی**
کہ یہہ جو اس حدیث مین وارد ہوا کہ کوئی نبی ایسا نہین گذرا کہ جسنے بھیڑین
نہ چرائی ہون تو اوس سے یہہ مراد نہین کہ یہہ اونکا پیشہ تھا بلکہ یہہ مراد
ہے کہ ازبسکہ عوام کالانعام بہائم خصلت ہوتے ہین اور انکی ہدایت
موقوف انکی معاشرت اور ناز برداری پر ہے تو من جانب اللہ مقدمۃ
الجیش ہدایت عوام کا یہہ قرار پایا کہ انکا ہادی کسیقدر معاشرت و موانست
بہائم سے بہم پہونچا کے اونکی خو بو پہچان لے اور مزاجداری مین عوام
کالانعام کے اچھا برتاؤ کر سکے اور انکی حرکات سے دلتنگ نہو اور بعین
ویسا ہی نادان اور بیحس جان لے وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ لِّبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى
بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ اِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ
اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ
اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ
قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ الْحَدِيْثَ اور زید بن ثابت سے منقول ہے

کہ کہا اوسنے کہ تھا مین اسکے کہ جناب رسالت مآب خانہ باغ مین بنی نجار
کے ایک بغلی پر سوار تھے کہ دفعتہ وہ بغلہ بھڑ کا اور قریب ہوا کہ حضرت کو
بالائی زین سے زمین پر گرا دے پھر کیا ہم دیکھتے ہین کہ وہان پانچ
چھہ قبرین ہین پس حضرت نے پوچھا کہ تم مین سے کوئی ان قبر والون کے
حال سے بھی واقف ہے پس ایک شخص نے کہا کہ ہان مین ان لوگونکو
جانتا ہون حضرت نے فرمایا کہ یہہ کب مرے تھے اوسنے کہا کہ زمان شرک و کفر مین
حضرت نے فرمایا کہ یہہ امت مبتلا بعذاب قبر ہوتی ہے پس مجھے اگر یہہ
خوف نہوتا کہ لوگ ڈر کے مارے دفنانا چھوڑ دینگے تو ضرور مین خدا
سے دعا کرتا کہ تمھین بھی سنا دے وہی عذاب قبر کہ جسے مین بگوش
خود سنتا ہون ثُمَّ يَفْتَحَانِ لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلَانِ لَهٗ نَمْ بِشَرِّ
حَالٍ جناب امیر فرماتے ہین کہ پھر وہی دونون منکر و نکیر ایک دریچہ
کھولدیتے ہین آتش جہنم کی طرف قبر مین اوس دشمن خدا کی اور اوس سے
کہتے ہین کہ تو سو یا کر خراب و خستہ حال سے قیامت تک وَيُسَلَّطُ
عَلَيْهِ حَيَّاتُ الْاَرْضِ وَعَقَارِبُهَا وَهَوَامُّهَا فَتَنْهَشُهٗ حَتّٰى
يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ قَبْرِهٖ اور مسلط کر دیتا ہے اوسپر خدا زمین کے
سانپ اور بچھو اور زہردار کیڑے پس اوسے ڈستے اور کاٹتے اور
ایذا پہونچاتے ہین یہانتک کہ حشر کے لیئے خدا اوسے اوٹھائے
اوسکی قبر سے اور بنیاد اعتقاد مین ہے سو آنا ہے ایکم
کو بھی یاد کر ✤ منکر نکیر کا بھی ولا اعتقاد کر ✤ آتے ہوئے گرجتے وہ
دانتون سے شق زمین ✤ مشعل کی طرح آنکھین ہین اونکی چمکتی ہین

آواز ایسی جیسے کہ بجلی کی ہو اور کڑک ✤ صورت وہ جسکو دیکھ کے دل
جائے گا دہل ✤ پوچھین گے دین و قبلہ پیمبر کے نام کو ✤ پہر کہکے
پہر بتائیو بارہ امام کو ✤ سب سے مرحلہ سخت سوال و جواب کا ✤ رکہہ
خوف اوسکا وقت ہے وہ اضطراب کا ✤ رویا وہ کرکے گوشہ تاریک
و تار قبر ✤ یہ ناتوان جسم ترا اور فشار قبر ✤ ایسا ہے یہ مین قبر اپنے ہونٹون
کی ذات کو ✤ دولہا کو جیسے ہوتا ہے شادی کی رات کو ✤ اور جو بد عقائد
ہین یا ہین گناہگار ✤ آتش ہے اونکے واسطے اور گرز و مور و مار
وفی کافی عن الصادق ان اللہ یسلط علیہ تسعۃ و تسعین
تنینا لو ان تنینا واحدا منہا نفخ علی الارض ما انبتت شجرا
ابدا اور کتاب کافی مین حضرت امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ خدا
مسلط کر دیتا ہے اوسپر ننانوے اژدہے کہ اگر اونمین سے ایک
پہنکار دے زمین پر تو پہر کبھی اوسپر درخت نہ اوگے اور یہی تعداد
اہلسنت نے بھی اپنی حدیثون مین روایت کی ہے اور کیا عجب کہ
صفات ذمیمہ مثل کبر و ریا و حسد و عناد وغیرہ کے اقسام ننانوے
تک پہونچ جاوین پس وہی قبر مین اژدہے ہوجائین اور یہی منشا ہین
تعداد کے بیان کا حدیث شریف مین ہوا اور بعض محدثون نے
لکھا ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ خدا کے ننانوے نام ہین پس جو
شخص کہ احصا کرے اونکا وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوگا اور مراد
احصا سے یہہ ہے کہ خدا کو ہر اسم سے اون اسمون مین سے موصوف
جانے اور موید اوسکی وہ روایت ہے کہ جسمین جناب رسالتمآب

سے منقول ہے کہ خدا کی سو رحمتین ہین کل ایک رحمت تو اوسنے دنیا
مین نازل کی ہے کہ جسمین سارے جن و انس و بہائم شریک ہوگئے
ہین اور ننانوے رحمتین اوٹھا رکھی ہین قیامت پر کہ وہ خاص مومنون
کو عطا کرے گا پس پہلی حدیث سے یہہ ثابت ہوا کہ خدا نے بندون
کو اس بات کی تکلیف دی ہے کہ وہ اوسے انہین ننانوے اسمون
اور صفتون سے پہچانین اور دوسری حدیث سے یہہ ثابت ہوا کہ
اوسکے لئے ننانوے رحمتین آخرت مین قرار پائی ہین اور از انجا کہ
جسنے اوسے اونمین سے کسی نام سے نہین پہچانا تو اس لیے ہر نام
اور ہر رحمت کے مقابل ایک اژدہا پیدا کیا گیا کہ وہ اوسے قبر مین
ڈسے پوشیدہ نرہے اگر کسی شخص کو یہہ شیطانی شبہ و وسوسہ
ہو کہ ہم اکثر قبرون پر کہڑے رہتے ہین اور کبھی آواز عذاب قبر و صدا
زار و نالی میت نہین سنتے بلکہ اکثر قبرون کو کہودے دیکھا یا خود بخود
کہنہ قبرین کہودی ہوئین دکھائی دین اور ان مین اژدہون وغیرہ کا نام کو بھی نشان
نہ پایا پس جو بات خلاف مشاہدہ کے ہو اوسکی کیونکر تصدیق ہو سکے
اور جواب یہہ ہے کہ عالم ملک مین ویسی چیزون کا ادراک ہونا چشم
و گوش سے مقام عجب نہین اسلیئے کہ عذاب قبر متعلق عالم ملکوت مین
اور اونکا دریافت کرنا اور یہی حواسون سے متعلق ہے اور آنکہہ
کان کو وہان کچہہ دخل نہین بصیرت کامل اور ذہن ثاقب البتہ کچہہ
کام دے سکتا ہے جیسا کہ اصحاب نبی تصدیق کرتے تھے بے دیکھے
ہوئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ملائکہ کو دیکھنے

اور اونسے ہمکلام ہونے کی پس اگر ہنوز اوسمین شک ہے تو اوسکی
جانچ مقدم ہے اور نہین تو یہہ شبہ بیجا ہے اور اسی قبیل سے ہے
یہہ امر کہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ کچہہ لوگون مین ایک آدمی سو رہا ہے
مثلاً باربردار چارون طرف جاگ رہے ہین اور چوکیدار چوکی پہرہ
دے رہے ہین اور صاحب خانہ اونکے نزدیک چین سے پڑا سو رہا
ہے حالانکہ روح پر اوسکی عجب طرحکا صدمہ گذر رہا ہے کہ وہ بدخوابی
دیکہتا ہے کہ سانپ بچہو اوسے لپٹے ہوئے کاٹ رہے ہین یا کچہہ لوگ
ڈرانی صورتین اوسے دکہاتے ہین اور زور سے مارتے ہین اور
ڈرانی آوازون سے چیخ رہے ہین کہ وہ ڈرا جاتا ہے اور سہما جاتا ہے
چنانچہ کبہی بڑانے لگتا ہے یا لرز جاتا ہے یا اوچہل پڑتا ہے لیکن
یہہ سب تکلیفین اوسیکی روح اوٹہاتی ہے اور جاگتون کو کچہہ خبر بہی
نہین ہوتی اور مطلب اس کلام سے فقط تشبیہ اور مثال ہے تفہیم کے
لئے اور یہہ مطلب نہین کہ عذاب قبر اور وہان کے سانپ و بچہو بہی
خیالی سانپ اور بچہوؤن کی طرح اور خیالی اذیت کی طرح ہین معاذ اللہ
ایسا نہین بلکہ حق یہہ ہے کہ دنیا کی بیداری نیند سے بدتر ہے اور
ساری دنیا خواب و خیال ہے اور مرنے ہی کے بعد آدمی خواب غفلت
سے چونکتا ہے چنانچہ عرب مین مثل مشہور ہے کہ اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا
مَاتُوا انْتَبَهُوا یعنے دنیا کے لوگ پڑے سو رہے ہین پس جب مرینگے تو
چونک پڑینگے ؎ مردمان غافلند از عقبے ٭ ہمہ گوئی بخفتگان مانند
ضرر و غفلتے کہ می ورزند ٭ چون بمیرند آنگہے دانند ؎ ایام

وصال و صحبت سیم تنان ٭ در عالم خواب احتلامی شد و رفت ٭
اور معلوم ہو کہ عذاب قبر کہ جو زمان برزخ مین حاصل ہوتا ہے یعنے
موت کے وقت سے قیام قیامت تک اوسمین کوئی شک و شبہ
نہین اور تمام اہل اسلام کا خلفاً عن سلف اوسپر اتفاق اور اجماع
رہا بلکہ تمام اہل ملت کا یہی عقیدہ ہے بجز ایک جماعت قلیل کے اہل
اسلام مین سے اور اونکا اختلاف قابل اعتنا نہین اسلئے کہ خلاف
اجماع و خلاف احادیث معتبرہ ہے کہ جنہین محمد بن یعقوب کلینی نے
کتاب کافی مین اور صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی وغیرہ مین روایت
کیا ہے اور کتاب مشکوۃ و مصابیح مین بہت کثرت سے اس قسم کی
روایتین جمع کی ہین بلکہ بعض آیتون مین بہی اسکا اشارہ موجود ہے
ازانجملہ آیہ وافی ہدایہ ہے كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا
فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ کیونکر کفران
نعمت خدا کرتے ہو تم حالانکہ تم مردہ تہے پس زندہ کیا تمہین پہر موت
دیگا تمہین پہر زندہ کرے گا تمہین پہر تم اوسکی طرف رجوع کروگے پس
ذکر فرمایا خدا نے اپنی طرف رجوع کا کہ جس سے مراد مبعوث کرنا روز قیامت
مین ہے ثم سے عطف کرکے دو زندگیون پر یعنے آیت سے یہہ ثابت
ہوا کہ قبل قیامت دو بار زندگی ہوگی پس ایک زندگی دنیا کی ہوئی
اور دوسری قبر مین جیسا کہ فخر رازی اور ایک اور جماعت نے تفسیر
مین لکہا ہے اور جو شخص قائل ہوا زندگی قبر کا پس ضرور وہ قائل
عذاب قبر کا بہی ہوا ازانجملہ وہ آیت ہے کہ جسمین خدا نے حکایت

حال بد مآل فرمائی ہے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْہَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا
وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ
یعنے آگ پر پیش کیے جاتے ہین صبح وشام اور جب قیام قیامت ہوگا
تو حکم ہوگا کہ داخل کرو عیال فرعون کو شدیدترین عذاب مین اور عطف
سے صاف ظاہر ہے کہ آگ پر عرض کیا جانا اونکا علاوہ عذاب قیامت
کے ہے پس ضرور عذاب قبر ہوگا وَعَنِ الْاِمَامِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَعْفَرِ
بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ اَنَّ ھٰذَا فِیْ نَارِ الْبَرْزَخِ قَبْلَ الْقِیٰمَۃِ اِذْ لَا غُدُوَّ
وَلَا عَشِیَّ فِی الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَیَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اور حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ امر یعنے فرعون کا آگ پر پیش
کرنا یہ قبل قیامت برزخ کی آگ مین ہوگا اسلیئے کہ قیامت مین صبح
شام نہین پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے قول خدا نہین سنا کہ
علاوہ اوس حال کے حال قیامت جدا بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے
کہ روز قیامت حکم ہوگا کہ داخل کرو آل فرعون کو عذاب شدید مین
اور از انجملہ یہ آیہ کریمہ ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً
ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی اور جو شخص روگردانی کرے گا میری
یاد سے تو اوسکی بسر اوقات تنگی سے ہوگی اور حشر کرونگا اوسکو
روز قیامت نابینا اکثر مفسرون نے فرمایا ہے کہ تنگ بسری سے
مراد عذاب قبر ہے بقرینہ ذکر قیامت کے بعد اوسکے اور تنگی معیشت
دنیا مراد نہین ہوسکتی اسلیئے کہ یہان امر بالعکس ہے جیسا کہ حدیث

مین ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ یعنے دنیا قیدخانہ
مومن ہے اور شانہ باغ کافر اور از انجملہ یہ آیہ ہے کہ جو حال قوم
نوح مین آیا ہے مَّا اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا یعنے ڈبوئے گئے پھر
داخل کیئے گئے آگ مین اور محاورہ عرب مین فی تعقیب کے لیے بلا مہلت
مستعمل ہوتی ہے پس یہ مطلب ہوا کہ پانی مین ڈوبتے ہی آگ مین
ہونکدیئے گئے پس ضرور اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے نہین
ثم استعمال ہوتا کہ جو تراخی و تاخیر کے لیئے ہے اسلیئے کہ یہ ظاہر ہے
کہ بمجرد ڈوبنے کے وہ لوگ داخل جہنم نہین ہوئے بلکہ برزخ مین رہے
اور رہین یہانتک کہ بعد قیام قیامت داخل جہنم کیے جائین تتمہ
تتمہ علم کلام کی کتابون مین شہرت ہے اثبات عذاب قبر کی اس
آیہ وافی ہدایہ سے کہ جسمین خدا نے کافرون کا قول نقل فرمایا ہے
اور وہ یہ ہے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ
فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَہَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ یعنے خداوندا مارا
تو نے ہمین دو دفعہ اور جلایا دو دفعہ پس اقرار کیا ہمنے اپنے گناہون
کا پھر اب ہمارا راہ نکلنے کی کیا راہ نکلے اور تقریر استدلال یہ ہے
کہ خدا نے اونکی نقل قول اسطرح پر کی کہ جس سے تصدیق اس بات کی
پائی جاتی ہے کہ انہون نے اقرار دو موتون اور دو حیاتون کا کیا
ایک موت متعلق دنیا ہے اور دوسری قبر مین بعد سوال و جواب کے
اور ایک حیات قبر مین ہے سوال و جواب کے لیئے دوسری قیامت
مین حساب و کتاب کے لیئے پس حیات قبر ثابت اور زندگی دنیا سے

اسلیئے اعراض کیا کہ غرض اونکی وہ زندگی ہے جسمین اونہین شرمندگی
اسکی حاصل ہوئی کہ خدا مبعوث کرنے پر قادر ہے اور اسی لیئے
اونہون نے کہا فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا پس اقرار کیا ہمنے اپنے گناہون
کا یعنے وہی گناہ کہ جو بسبب انکار حشر و نشر کے حاصل ہوئے تھے
اور دنیا کی زندگی مین یہہ صفت اونہین حاصل نہین ہوئی تھی
کہ وہ اقرار ایسے گناہون کا کرتے اور محقق سید شریف نے شرح
مواقف مین لکھا ہے کہ تفسیر اس آیت کی اسطور پر مشہور و شائع ہے
مفسرون مین یہہ لکھا ہے اور لیکن محمول کرنا پہلے موت کو اونکی اوس حالت
پر کہ جب نطفہ تھے اور مردے کی طرح بیحس و حرکت تھے اور دوسری
موت کا انتقال پر دار دنیا سے اور پہلے زندگی کا زندگانی دنیا پر اور
دوسرے کا زندگی محشر پر پس یہہ باطل ہے دو وجہون سے ایک تو یہہ
کہ موت بعد حیات ہوتی اور قبل نطفہ ہونے کے کسی طرح کی حیات
ثابت نہین تا کہ حالت نطفگی کا موت قرار دینا صحیح ہو دوسرے یہہ کہ
شاذ و نادر مفسر اسکے قائل ہین اور بنا اکثر کے قول پر ہے اور شرح
اربعین مین ہے کہ یہہ سہو قلم ہے اور حقیقت مین امر بالعکس ہے کہ جو
اونھون نے شاذ لکھا ہے وہی قول مشہور ہے اسلیئے کہ جن تفسیرون
پر بالفعل مدار ہے وہ یہی ہین ایک کشاف علامہ زمخشری کی دوسری
مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر فخر رازی کی تیسرے معالم التنزیل بغوی
کی اور مجمع البیان و جمع الجوامع علامہ طبرسی کی اور تفسیر نیشاپوری
و تفسیر بیضاوی وغیرہ ہے اور انمین سے کسینے اوس تفسیر اولکو نہین

بعضون نے اوسکو ذکر ہی نہین کیا اور بعضون نے رد اوسکی لکھی ہے
پس گمان سید شریف کب صحیح رہا اور نقل عبارات مین طول ہے
ہوجاتا ہے وہ تفاسیر مذکورہ مین رجوع کرے اور توہم نہو کہ بنا بر تفسیر
مشہور سکوت کفار حیات و موت قبر سے بلا وجہ وجیہ لازم آتا ہے
پس کیا سبب کہ انھون نے نہ کہا اَحْيَيْتَنَا ثَلَاثًا وَاَمَتَّنَا ثَلَاثًا
یعنے تین بار تونے ہمین مارا اور جلایا اسلیئے کہ زندگی قبر زندگی تامہ نہین
ہے کہ جسپر کوئی اثر حیات بجز دریافت لذت و الم کے حاصل نہین ہوتا
چنانچہ شرح مقاصد مین ہے کہ اہل حق نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ
خدا مردے کو کسیقدر زندہ کرتا ہے قبر مین کہ اوسے الم و اذیت
ہو سکے لیکن علمانے تامل کیا ہے اوسمین کہ روح بھی اوسکے بدن
مین آتی ہے یا نہین اور یہہ جو توہم ہوتا ہے کہ بدون روح زندگی
غیر ممکن ہے تو یہہ جبھی ہے کہ جب کامل طرح کی زندگی بہم پہونچے کہ اوس سے
افعال اختیاریہ پر قدرت حاصل ہو اور حق یہہ ہے کہ ضرور روح
تعلق کرتی اوسکے بدن سے نہین تو جواب پر فرشتون کے
قادر نہوتا ہان البتہ یہہ تعلق ضعیف و خفیف ہے جیسا کہ حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فَیَدْخُلُ عَلَیْهِ فِیْ قَبْرِهٖ
مَلَكَا الْقَبْرِ فَیُلْقِیَانِ فِیْهِ الرُّوْحَ اِلٰی حِقْوَیْهِ پس آتے ہین اوسکے
پاس دونون فرشتے قبر کے منکر و نکیر پس اوس مین روح ڈالتے
ہین رانون تک اور کبھی یہہ تعجب ہوتا ہے کہ جسے درندہ کہا گئے
ہون یا جلگیا ہو اور راکھہ اوسکی ہوا کے جھونکون مین دہے بانے

اوڑ گئی ہو اوسمین کیونکر تعلق روح ہو سکے گا اور حل یہہ ہے کہ خدا قادر ہے کہ اجزاے اصلی کو متفرق نہونے دے یا بعد پریشانی کے جمع کرے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَيِّتِ يَبْلَى جَسَدُهُ قَالَ نَعَمْ حَتَّى لَا يَبْقَى لَهُ لَحْمٌ وَلَا عَظْمٌ اِلَّا طِينَتُهُ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا فَاِنَّهَا لَا تَبْلَى بَلْ تَبْقَى فِي الْقَبْرِ مُسْتَدِيرَةً حَتَّى يُخْلَقَ مِنْهَا كَمَا خُلِقَ اَوَّلَ مَرَّةٍ کہ اوس جناب سے سوال ہوا کہ آیا میت سڑ جاتی ہے قبر مین پس فرمایا کہ ہان یہانتک کہ گوشت و پوست اور ہڈیان سب فنا ہو جاتے ہین بجز اوس طینت اصلی کے کہ جس سے اصل خلقت اوسکی ہوتی ہے کہ وہ فنا نہین ہوتی بلکہ مستدیر اور گول ہوکے قبر مین رہجاتی ہے یہانتک کہ وہ اوسی اول ہی کی طرح پیدا کی جاوے **واعظ کہتا ہے** کہ اس حدیث سے ایک اور جواب شبہ اعادہ معدوم کا پیدا ہوا علاوہ اوسکے کہ جو سابق مین ہم بیان کر چکے **خاتمہ** یہہ جو اس حدیث مین وارد ہوا کہ آدمی کا کردار مجسم ہوکے اوسکی رفاقت کرتا ہے قبر مین اور حشر کو بھی یہہ مضمون اکثر حدیثون سے فریقین کی ثابت ہے وَقَدْ رَوَى اَصْحَابُنَا رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ وَفَدْتُ مَعَ جَمَاعَةٍ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ الصَّلْصَالُ الدَّلَهْمَسُ اور علمای فرقہ ناجیہ نے قیس بن عاصم سے روایت کی ہے کہ ایک جماعت بنی تمیم کے ساتھہ مین وارد ہوا خدمت بابرکت جناب رسالت مآب مین پس جب اونکے پاس پہونچا تو وہان صلصال بن دلہمس کو بھی حاضر پایا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ عِظْنَا

مَوْعِظَةً نَنْتَفِعُ بِهَا فَاِنَّا قَوْمٌ نَعْبُرُ فِي الْبَرِّيَّةِ پس مینے عرض کی کہ ای رسول خدا کہ ہمین ایسی نصیحت فرمائیے کہ جو ہمارے حق مین نافع اور مفید ہو اسلیے کہ ہم لوگ جنگل جنگل سرگشتہ رہتے ہین اور آپکی خدمت مین نہین پہونچ سکتے فَقَالَ رَسُولُ اللهِ يَا قَيْسُ اِنَّ مَعَ الْعِزِّ ذُلًّا پس حضرت نے فرمایا کہ اے قیس ہر عزت کے ساتھہ ضرور ایک ذلت ہے وَاِنَّ مَعَ الْحَيٰوةِ مَوْتًا اور ہر حیات کے ساتھہ موت ہے وَاِنَّ مَعَ الدُّنْيَا آخِرَةً اور دنیای فانی کے ساتھہ آخرت بھی دست و گریبان ہے وَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا اور ہر چیز کا ایک قادر و توانا نگاہبان اور واقف کار ہے وَعَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا اور ہر چیز پر ایک محاسبہ مقرر ہے وَاِنَّ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابًا اور ہر میعاد او رحد قلم قدرت سے لکھی گئی ہے وَاِنَّهُ لَا بُدَّ لَكَ يَا قَيْسُ مِنْ قَرِينٍ يُدْفَنُ مَعَكَ وَهُوَ حَيٌّ وَتُدْفَنُ مَعَهُ وَاَنْتَ مَيِّتٌ اور ضرور ہے کہ تیرے ساتھہ تیرا ایک ہمنشین دفن ہو کہ تو قبر مین مردہ پڑا ہو اور وہ زندہ اوس خانۂ تاریک مین تیری رفاقت کرے فَاِنْ كَانَ كَرِيمًا اَكْرَمَكَ وَاِنْ كَانَ لَئِيمًا اَسْلَمَكَ پس اگر وہ تیرا یار غار بزرگ ہوگا تو تجھے بھی بزرگی دیگا اور اگر ہمنشین بد ہوگا تو تجھے دست آفت مین سپرد کرے گا ثُمَّ لَا يُحْشَرُ اِلَّا مَعَكَ وَلَا تُحْشَرُ اِلَّا مَعَهُ وَلَا تُسْاَلُ اِلَّا عَنْهُ پھر بعد ان سب مرحلون کے وہی تیرے ساتھہ رہے گا روز حشر اور تم دونون کا آپسمین ایک دوسرے کے ساتھہ حشر ہوگا اور اوسی کا حال تجھہ سے پوچھا جائے گا فَلَا تَجْعَلْهُ اِلَّا صَالِحًا فَاِنَّهُ اِنْ صَلَحَ اَنِسْتَ بِهِ پس رفیق نہ کرنا مگر نیک کو اسلیے کہ اگر نیک ہوا تو تجھے اوس سے انست

ہوگی اور اطمینان ہوگا وَاِنْ فَسَدَ لَا تَسْتَوْحِشُ اِلَّا مِنْهُ اور اگر وہ بد ہوا تو تجھے دہشت و وحشت نہوگی مگر اوسیکی بدولت سے صحبت ناجنس عذابٌ الیم + وَهُوَ فِعْلُكَ اور یہہ رفیق تیرا تیرا عمل ہے راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی کہ اگر یہہ مضمون منظوم ہوجاتا تو ہم مین آپکا یادگار رہتا اور ہمارے لیئے عربون مین باعث افتخار ہوتا پس حضرت نے حسان کو بلوایا اور قبل اوسکے آنے کے خود بخود فکر کرکے مینے اوسے نظم کرلیا اور عرض کی کہ مینے جو خیال کیا ہے شاید وہ پسند خاطر دریا مقاطر ہو اگر اجازت ہو تو عرض کروں حضرت نے اجازت دی پس مینے یہہ شعر پڑہا سه تَخَيَّرْ خَلِيطًا مِنْ فِعَالِكَ اِنَّمَا قَرِيْنُ الْفَتٰى فِي الْقَبْرِ مَا كَانَ يَفْعَلُ + اپنے کامون مین سے چن لے ایک خلط کرنے والا رفیق اپنا اسلیئے کہ بجز عمل کے اور کوئی چیز قبر تیرہ و تار مین آدمی کے بار غمخوار نہین ہوتی شعر وَلَا بُدَّ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ اَنْ تُعِدَّهُ لِيَوْمٍ يُنَادِي الْمَرْءُ فِيْهِ فَيُقْبِلُ + اور بعد مرنے کے ایسا رفیق ضرور ہے کہ جسے آمادہ و مہیا کر رکہا اوس دن کے لیئے کہ جسمین پکارا جائے گا آدمی تو بیساختہ متوجہ ہوکے دوڑ پڑیگا سه فَاِنْ تَكُ مَشْغُوْلًا بِشَيْءٍ فَلَا تَكُنْ + بِغَيْرِ الَّذِيْ يَرْضٰى بِهِ اللّٰهُ تُشْغَلُ + پس اگر تو مشغول ہووے کسی چیز کا ہو تو بجز ایسے امر کے کہ جسمین خوشنودی خدا ہو اور کسی کام مین مشغول و مصروف نہو شعر وَلَنْ يَصْحَبَ الْاِنْسَانَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ + مِنْ قَبْلِهِ اِلَّا الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ + اور نہین رفیق بنتا آدمی بعد انتقال اور نہ قبل اوسکے بجز عمل کے یعنے کام سے زیادہ کوئی رفیق آدمی کا دین و دنیا مین نہین سه در لحد باخود نمی گیری چرا + ہمرہے یا توشہ یا مرکبے +

در شبستان لحد باخود ببر + از عمل شمعی چراغی کوکبے + **مثنوی**

زفعل خویشتن بگزین انیسے	کہ باشد قبر را نیکو جلیسے
جلیس قبر نبود جز فعالت	کز ان ظاہر شود حال مآلت
بود ناچار بعد از مرگ یارے	کہ باشد روز حشرت غمگسارے
پس ار کارے کنی باید چنان کرد	کہ راضی باشد از تو ایزد خود
مکن خود را بشغلے در جہان بند	بجز آن کش رضا دادہ خداوند

کہ بعد از مرگ و پیش از مرگ یارش — نباشد مرد را جز فعل و کارش

اور بعض اہل دل نے کہا ہے کہ سانپ اور بچہو بلکہ وہ آگ کہ جو قیامت مین ظاہر ہوگی یہہ سب برے کام اور برے اخلاق اور فاسد عقیدے ہین کہ جو اس دار فانی مین اس صورت و لباس سے ظاہر ہوئے ہین جیسا کہ لپٹ اور مہک بہشت کی اور خوشبودار پہول اور خوشجمال حور اور عمدہ عمدہ بامزے پہل یہی پاک و پاکیزہ چال چلن ہین اور نیک عمل ہین اور سچے برحق عقیدے ہین کہ جو ہر عالم مین ایک نئی رنگ سے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ علم عالم خواب مین دودہ بنجاتا ہے اور حالت بیداری مین دانش و بینش کا جلوہ دکہاتا ہے جیسا کہ جناب شیخ بہاؤالدین رحمہ اللہ نے ۹ اور ۳۹ حدیث کی شرح مین تحریر فرمایا ہے بلکہ یہہ بہی لکہا ہے کہ انہین اہل دل نے تحریر فرمایا ہے کہ اسم فاعل اس آیۂ وافی ہدایہ مین وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ یعنے جلدی کرتے ہین وہ کافر عذاب کی حالانکہ جہنم محیط ہے اور گہیرے ہوئے ہین کافرون کو استقبال

کے معنون مین نہین بلکہ باین طور کہ اوس سے یہہ مراد ہو کہ جہنم گہیر لیگا
اونہین آخرت مین جیساکہ اہل ظاہر سمجہے ہین بلکہ مراد اون سے انکے معنے
حقیقی اوسکے ہین یعنے زمانہ حال اور مطلب یہہ ہے کہ دار دنیا ہی مین
بالفعل اونہین جہنم گہیرے ہوئے ہے یعنے اعتقادات فاسد اور حرکات
ناشائستہ اونکے اونکے گرد ہین اور یہی آخرت مین منقلب ہو جائیگی بچہو اور
سانپون کی صورت پر اور یہی معنی سمجہنا چاہیئے ان آیتون اور روایتون
کے ۱ آیہ اَلَّذِینَ یَاکُلُونَ اَمْوَالَ الْیَتَامیٰ ظُلْمًا اِنَّمَا یَاکُلُونَ فِی
بُطُونِہِمْ نَارًا یعنے جو لوگ مال یتیمون کا زبردستی کہا جاتے ہین وہ
آگ سے اپنا پیٹ پالتے ہین یعنے یہی مال یتیم ایکدن ظالم کے پیٹ
مین دہکتی ہوئی انگاری جہنم کی بنجائے گی حکم خدا تعالی سے ۲ آیہ یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ
نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُحْضَرًا یعنے اوسدن کہ جب ہر شخص پائے گا
اپنے عمل نیک کو اپنے سامنے حاضر یعنے خود وہی عمل مجسم ہوکے اوسکے
سامنے آکہڑا ہوگا نہ یہہ کہ اوسکی جزا کا سامنا ہو ۳ آیہ فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ
نَفْسٌ شَیْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ یعنے آج کچہہ بہی کسی پر
ظلم نہوگا اور جزا نہ ملیگی بجز عمل کے یعنے وہی جو عمل کئے ہین وہی جزا یا سزا
متشکل ہوکے آدمی کو ملینگے اور اس طرحکی بہت آیتین ہین ۱ روایت
اَلَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ جَوْفِہٖ
نَارَ جَھَنَّمَ یعنے جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ جو سونے یا چاندی کے
ظرف سے پانی پیتا ہے اوسکی پیٹ مین گرائی جائیگی جہنم کی آگ یعنے
جہمکتے ہوئے سنہری روپہلی برتن نہین بلکہ دہکتی ہوئی جہنم کی آگ سے ہے

۲ روایت اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنے ظلم قیامت کی دن
قیامت کی تاریکیان ہین خلاصہ یہہ کہ دنیا مین جو بصورت ظلم ہے وہی
بعینہ آخرت مین گہٹا ٹوپ اندہیرا ہو جائیگا کہ ظالم اوسمین اندہا دہند
ٹامک ٹوئیان مارے اور اوسکا دم گہٹ کر اوسکے لبون پر آجائے
۳ روایت اَلْجَنَّۃُ قِیْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَھَا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
یعنے بہشت ایک صاف و شفاف میدان ہے کہ اوسکی زراعت
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے خلاصہ یہہ کہ دنیا مین جو بصورت تسبیح
ہے بہشت مین بہی تخم بن کی باغ بہار اور لہلہے سبزے اور خوشنما
چمن اور پیاری پیاری کیاری کی بہار دکہائیگی اور اسطرحکی اور بہی بہت
حدیثین ہین واعظ کہتا ہے کہ اسمین کچہہ شک و شبہ نہین کہ
بسبب مصلحت و حکم حاکم حقیقی کبہی عمل مجسم ہو جاتے ہین یا مصلحت دین
کے لیئے یا بمصلحت دنیا جیساکہ مشترم راہب کا عمل بصورت دو سانپون
کے ظاہر ہوکے اوسکے نعش کی حفاظت کرتا تہا جیساکہ روایت
طویل ولادت باسعادت حضرت امیرؑ مین حضرت ابوطالبؑ سے منقول
ہے البتہ کلام اسمین ہے کہ بہشت و دوزخ بجز ان اعمال و افعال
کے اور کچہہ نہو جیساکہ کلام مذکور سے مستفاد ہوتا ہے اسلیئے کہ یہہ خلاف
عقل اور نقل ہے اور تفصیل کا یہہ محل نہین اور مجمل یہہ ہے کہ بہشت و
دوزخ پیشتر سے مخلوق ہے کہ جب یہہ اعمال و افعال دنیوی نہ تہے
اور جب یہہ دنیا مین ہوئے تو اوس بہشت و دوزخمین کمی نہوئی یہہ حال
چلن دنیا پر تہا اور معراج مین پیمبر نے بہشت و دوزخکو بہی بحال خود

موجود پایا علاوہ یہہ کہ بنا بر اسکے آیات و روایات جزا و سزا معطل
ہو جاتے ہین اور محض جرم ہی جرم باقی رہجاتا ہے حالانکہ نیک کامون
کا دس گنا ثواب شرع مین مقرر ہے پس خلاصہ یہہ ہوا کہ عذاب و ثواب
کی کئی قسمین ہین ایک طرز یہہ بھی ہے کہ عمل مجسم کر دیا جائے اور ایک
قسم یہہ بھی ہے کہ محض نتیجہ عمل ہو نہ خود عمل مثل عذاب قوم عاد و ثمود
وغیرہ کے کہ حالت موجودگی عقائد فاسدہ اور اعمال قبیحہ مین اونکے
بصورت اصلی خود از سر نو اونکی سزا کردار کے لئے پیدا ہوا اور یہی
طریقہ جمع کا ادلہ مختلفہ کا اس مقام پر ہے کہ بہدایت عقل سلیم اس سے
بہتر ممکن نہین با سلیقہ محاورہ دانی کلام عرب سے صاف ظاہر ہے کہ اکثر
آیات و احادیث عینیت پر محمول مجاز پر ہین چنانچہ بعض ادباء نے لکھا ہے
کہ ایک روز ہمنے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت بد صورت و کریہہ المنظر
معیوب و سیاہ فام و یک چشم اپنی زوجہ کو زد و کوب کر رہا ہے اور وہ
نازنین و مہ جبین و خوبصورت و خوب سیرت ہے پس ہمین رحم آیا
ہمنے اوس شخص کو سمجھانا اور لعنت ملامت کرنا شروع کی پس اوس
عورت نے کہا کہ جانے دو تم اس راز سے واقف
نہین اسکی نیکی مجھہ مین مجسم ہو گئی اور
میری بدی اسمین

فقط

تمت تمام

چھبیسوان موعظہ

شرح خطبہ برزخیہ احوال موت وغیرہ

یہہ بڑا عبرت خیز موعظہ
ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ الْفَاضِلُ الْمُعْتَزِلِيُّ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعِظَ وَيُخَوِّفَ وَيُقَرِّعَ صِفَاتِ الْقَلْبِ وَيُعَرِّفَ النَّاسَ قَدْرَ الدُّنْيَا وَتَصَرُّفَهَا بِاَهْلِهَا فَلْيَاْتِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَوْعِظَةِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْكَلَامِ الْفَصِيْحِ وَاِلَّا فَلْيُمْسِكْ فَاِنَّ السُّكُوْتَ اَسْتَرُ وَالْعِيَّ خَيْرٌ مِّنْ مَنْطِقٍ يَفْضَحُ صَاحِبَهٗ جو شخص چاہے وعظ و تخویف اور زد و کوب صفات قلب اور لوگون کو جتا دینا قدر و منزلت دنیای دون کا اور اوسکی بیوفائیون کا اہل دنیا سے تو چاہیے کہ وہ ایسا موعظہ اور اسطرحکی پند و نصیحت ایسے کلام فصیح مین ظاہر کرے ورنہ مونہہ بند رکھے اور بالکل چپ رہے کہ سکوت پردہ النسان ہے اور بے زبانی بہتر ہے اوس زبان درازی سے جو تفضیح النسان کرے

ع زبان بریدہ بکنجی نشستہ صم و بکم * بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

وَمَنْ تَاَمَّلَ هٰذَا الْفَصْلَ عَلِمَ صِدْقَ مُعَاوِيَةَ فِيْ قَوْلِهٖ فِيْهِ وَاللّٰهِ مَا سَنَّ الْفَصَاحَةَ لِقُرَيْشٍ غَيْرُهٗ اور جو شخص بغور و تامل دیکھے اس فصل کو تو وہ بخوبی جانے گا کہ معاویہ نے باب باب مدینہ علم مین یہہ بہت سچ کہا تھا کہ بخدا بجز اوس جناب کے اور کسی نے نہین سکہ فصاحت قریش جاری کیا وَيَنْبَغِيْ لَوِ اجْتَمَعَ فُصَحَاءُ الْعَرَبِ قَاطِبَةً فِيْ مَجْلِسٍ وَتُلِيَ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّسْجُدُوْا لَهٗ اور اگر سب فصحای عرب کسی محفل بزم مین جمع ہون اور اونکے سامنے یہہ خطبہ تلاوت کیا جائے تو سزاوار ہے کہ مونہہ کے بل اسکے سجدہ کو گر پڑین كَمَا سَجَدَ الشُّعَرَاءُ لِقَوْلِ عَدِيِّ بْنِ رِقَاعٍ قَلَمٌ اَصَابَ مِنَ الدَّوَاةِ مِدَادَهَا جیسا کہ کل شاعر جھک پڑے تھے سجدے کو اس مصراع عدی بن رقاع کے قَلَمٌ اَصَابَ مِنَ الدَّوَاةِ مِدَادَهَا یعنے وہ ایک قلم ہے کہ اوٹھالی اوسنے سیاہی دوات مین سے فَلَمَّا قِيْلَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ پس جب اونسے اس باب مین کہا گیا قَالُوْا نَعْرِفُ مَوَاضِعَ السُّجُوْدِ فِي الشِّعْرِ كَمَا تَعْرِفُوْنَ مَوَاضِعَ السُّجُوْدِ فِي الْقُرْاٰنِ تو اونہون نے کہا کہ ہم اشعار مین اوسیطرح سجدے کے محل و موقع پہچانتے ہین کہ جیسے تم قرآن مین سجدے کے مقام پہچانتے ہو وَاِنِّيْ لَاُطِيْلُ التَّعَجُّبَ مِنْ رَجُلٍ يَخْطُبُ فِي الْحَرْبِ بِكَلَامٍ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ طَبْعَهٗ مُنَاسِبٌ لِطِبَاعِ الْاُسُوْدِ وَالنُّمُوْرِ وَاَمْثَالِهَا مِنَ السِّبَاعِ الضَّارِيَةِ اور پہرون مین دریای تعجب مین غوطہ زن رہتا ہون اوس بزرگوار سے کہ جو جنگاہ و میدان رزم مین تو ایسا خطبہ پڑہے کہ جسکی ہر لفظ سے جرأت و شجاعت ٹپکتی ہو اور یہہ معلوم ہو کہ وہ شخص

درندون کا اور شیر ببر کا سا مزاج رکھتا ہے ثُمَّ يَخْطُبُ فِي ذٰلِكَ الْمَوْقِفِ
بِعَيْنِهٖ إِذَا أَرَادَ الْمَوْعِظَةَ پہر جب وعظ و پند کا خیال آجائے تو اوسی
موقع مین دوسرے عنوان سے خطبہ پڑھنا شروع کر دے بِكَلَامٍ يَدُلُّ
عَلٰى أَنَّ طَبْعَهٗ مُشَاكِلٌ لِطِبَاعِ الرُّهْبَانِ لَابِسِي الْمُسُوحِ الَّذِينَ لَمْ
يَأْكُلُوا لَحْمًا وَلَمْ يُرِيقُوا دَمًا اور نصیحت کرے ایسے کلام سے کہ جس سے
ظاہر ہو کہ اوسکا مزاج رہبانون کا سا ہے کہ جنکی ساری عمر کمل اور
کمالون کی کرتیان پہنتے پہنتے بسر ہو گئی کبہی گوشت کو ہاتہہ سے نہیں چہوا
اور قطرہ بہر خون زمین پر نہین بہایا کہتمل تک نہیں مارا فَتَارَةً يَكُونُ
فِي صُورَةِ بِسْطَامِ بْنِ قَيْسٍ الشَّيْبَانِيِّ پس کبہی تو وہ صورت مین
بسطام بن قیس شیبانی کے ظاہر ہو وَعُتَيْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْيَرْبُوعِيِّ
اور کبہی صورت عتیبہ بن حارث یربوعی مین وَعَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْعَامِرِيِّ
اور کبہی شکل عامر بن طفیل عامری مین وَتَارَةً يَكُونُ فِي صُورَةِ سُقْرَاطَ
الْحَبْرِ الْيُونَانِيِّ اور کبہی بشکل سقراط عالم یونانی ہو وَيُوحَنَّا الْمَعْمَدَانِ
الْإِسْرَائِيلِيِّ اور کبہی بصورت یوحنا ہو کہ جو بنی اسرائیل مین تعمید کرتا
تہا وَالْمَسِيحِ بْنِ مَرْيَمَ الْإِلٰهِيِّ اور کبہی حضرت مسیح خدا پرست کا جلوہ دکہا
وَالْحَبْرُ يُصْدَعُ بِالْمَوَاعِظِ خَاشِعًا حَتّٰى تَكَادَ لَهَا الْقُلُوبُ تَصَدَّعُ
اور وہ عالم ربانی کہ جب درپے ہوتا ہے کمال خضوع و خشوع سے موعظہ اور
نصیحت کے تو قریب ہوتا ہے کہ اوسکی باتین سنکے زہرے آب ہو جائین اور دل
ٹکڑے ٹکڑے ہون ایسی خدا پرستی اور ترک دنیا کی وہ باتین کرتا ہے
حَتّٰى إِذَا اسْتَعَرَ الْوَغٰى مُتَلَظِّيًا + شَرِبَ الدِّمَاءَ بِغُلَّةٍ لَا تَنْقَعُ

یہانتک کہ جب حرب و ضرب کی آگ بہڑک چکتی ہے اور اوسمین سے لوگ
اور شرارے اوٹہنے لگتے ہین تو اوس جناب کو ایسی پیاس کی دہونکنی
ہوتی ہے کہ لاکہہ لاکہہ وہ ڈگڈگا کے خون دشمن پیمین مگر کسیطرح نہین
نہین ہوتی سے مُتَجَلْبِبًا ثَوْبًا مِنَ الدَّمِ قَانِيًا + يَعْلُوهُ مِنْ نَقْعِ الْمَلَاحِمِ
بُرْقُعٌ + خون دشمن مین رنگا ہوا لال جہا جوڑا زیب بدن کیئے ہو
کہ جنپر پردہ یا نقاب کی طرح تہ بتہ رن کی گرد جمی ہوئی تہی وَاُقْسِمُ مِنْ نَقْسَمٍ
أَلَّا هُمْ قَسَمٌ كُلُّهَا بِهٖ اور مین قسم کہاتا ہون اوسکی کہ جسکی قسم ہمیشہ سے سب لوگ
کہاتے چلے آئے لَقَدْ قَرَأْتُ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ مُنْذُ خَمْسِينَ سَنَةً
إِلَى الْآنَ کہ مین پچاس برس سے ابتک برابر یہہ خطبہ پڑہتا چلا آیا أَكْثَرَ
مِنْ أَلْفِ مَرَّةٍ اور ہزارون دفعہ سے زیادہ نوبت تلاوت پہونچی مَا
تَلَوْتُهَا قَطُّ إِلَّا وَأَحْدَثَتْ عِنْدِي رَوْعَةً وَخَوْفًا وَعِظَةً اور کبہی
ایسا نہین ہوا کہ اسنے نہایت خوف و دہشت میرے دل مین نہ پیدا کردی
ہو اور اور میرے واسطے وعظ و نصیحت نہوا ہو وَأَثَّرَتْ فِي قَلْبِي
وَجِيبًا وَفِي أَعْضَائِي رِعْدَةً اور میرا دل اسے پڑہ کے نہ ہل گیا ہو
اور بند بند نہ لرز گیا ہو وَلَا تَأَمَّلْتُهَا إِلَّا وَذَكَرْتُ الْمَوْتٰى مِنْ أَهْلِي
وَأَقَارِبِي وَأَرْبَابِ وُدِّي اور کبہی غور نہین کیا مینے اسمین مگر یہہ کہ یاد
کیا ہو اون لوگون کو کہ جو میرے اہل و عیال یا عزیزون مین انتقال کر
گئے وَخَيَّلْتُ فِي نَفْسِي أَنِّي أَنَا ذٰلِكَ الشَّخْصُ الَّذِي وَصَفَ حَالَهٗ
اور یہہ نہ خیال مین آیا ہو کہ میرا ہی تو یہہ ذکر ہے اور جسکا حال حضرت نے
خطبہ مین لکہا وہ مین ہی تو ہون وَكَمْ قَدْ قَالَ الْوَاعِظُونَ وَالْخُطَبَاءُ

وَالْفُصَحَاءُ فِیْ هٰذَا الْمَعْنٰی اور بہت کچھہ واعظون اور خطیبون نے
اس بارے مین لکھا ہے وَكَمْ قَدْ وَقَفْتُ عَلٰی مَا قَالُوْا وَتَكَرَّرَ وُقُوْفِیْ
عَلَیْهِ اور بکثرت اطلاع پائی یعنے اونکے کلام پر اور بکرات اور مرات
دیکہا اوسے فَلَمْ اَجِدْ لِشَیْءٍ مِّنْهُ مِثْلَ تَاْثِیْرِ هٰذَا الْكَلَامِ اور
کبہی کسی کلام مین ایسی تاثیر نپائی فَاِمَّا اَنْ یَّكُوْنَ ذٰلِكَ لِعَقِیْدَتِیْ فِیْ
قَائِلِهٖ پس یہہ تاثیر یا بسبب فرط خوش اعتقادی کے میرے ہی بہ نسبت
مصنف کلام کے اَوْ كَانَتْ نِیَّةُ الْقَائِلِ كَانَتْ صَالِحَةً وَّیَقِیْنُهٗ
كَانَ ثَابِتًا وَاِخْلَاصُهٗ كَانَ مَحْضًا خَالِصًا مِّنْ تَاْثِیْرِ قَوْلِهٖ فِی
النُّفُوْسِ اَعْظَمُ وَسَرَیَانُ مَوْعِظَتِهٖ فِی الْقَلْبِ اَبْلَغُ یا یہہ کہ نیت
نیک تہی اور یقین اونکا کامل تہا اور خلوص نیت محض خدا کے لئے
تہا بدلیل کمال تاثیر کلام معجز نظام اور بقرینہ سرایت فقرات حق سمات
قلوب خلق خدا مین اور جب یہہ ممہد ہو چکا تو اب محل شرح خطبہ
شریف کا آیا فِیْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ بَعْدَ تِلَاوَتِهٖ اَلْهٰكُمُ
التَّكَاثُرُ کتاب نہج البلاغة مین ہے کہ منجملہ کلمات معجز سمات حضرت کے
وہ کلام بلاغت نظام ہے کہ جس سے وہ جناب بعد تلاوت سورہ الہکم
زبان معجز بیان پر جاری فرماتے تہے **واعظ لکہتا ہے**
کہ مناسب مقام یہہ ہے کہ پہلے ہم مجمل و مختصر سی تفسیر اسی سورہ کی
بیان کرین اور بعد اوسکے شرح کلام معجز نظام امام ہمام علیہ السلام
کرین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بنام نامی خدای مہربان بزرگ
اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ لہو و لعب مین ڈالا

تمہین کثرت مال نے یہانتک کہ زیارت کی تمنے قبرون کی یعنے تا دم
واپسین اور تا لب گور تم ایسے نشہ مال مین رہے کہ مآل کی کچہہ نہ سوچی
کہیل کود سیر تماشے ہی مین بسر ہوئی یا کثرت قوم قبیلہ کے خیال نے
تمہین ایسا لہو و لعب مین پہنسایا کہ تم آپس مین بحث کرنے لگے ایک
کہتا تہا کہ ہماری قوم بڑی ہے اور دوسرا کہتا تہا کہ نہین ہم مین کثرت
زیادہ ہے یہانتک کہ زیارت کی تمنے قبرون کی مقبرے مین جا کے
اس قصد سے کہ قبرین گنین جسکی قبرین زیادہ ہون اونہین کی کثرت و
عظمت ثابت ہو اور یہہ مباحثہ بنی عبد مناف اور بنی سہم مین واقع
ہوا تہا حالانکہ یہہ دلیل بہی اونکی ناتمام تہی اسلئے کہ کبہی کثرت معدومین
موجب قلت موجودین ہوتی ہے اور قلت معدومین باعث کثرت
موجودین اور بہرطور موید اس تفسیر اخیر کی ہے کلام معجز نظام حضرت
کہ جو عنقریب معرض عرض مین آئے گا كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ الحق
وہ وقت قریب چلا آتا ہے کہ جسمین تمپر حق کہل جائے گا یعنے جب
تم قبرون مین دفن ہوگے اور سوال نکیرین وغیرہ کی نوبت پہونچیگی
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پہر بعد اوسکے عنقریب تمپر حال کہلیگا
جب زمانہ برزخ کے بعد تمہارا قبرون سے اوٹہہ کے خدا کے سامنے
جانا ہوگا كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ الحق تمہین
درجہ علم و یقین جب حاصل ہوگا کہ جب تم جحیم خود دیکہوگے جہنم ثُمَّ
لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ پہر تم اوسے خود چشم یقین سے دیکہوگے
جبکہ پل صراط اوسپر لگایا جائے گا اور بحال خراب اوسپر سے عبور کا

تمھین حکم دیا جاے گا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ پہر تم سے
سوال کیا جاے گا اوسدن نعیم حقیقی یعنے معارف مذہبی سے
مثل ولایت علی بن ابی طالب اور نعیم عرفی و مجازی سے یعنے نعمات دنیا
سے مثلاً نیند بہر کے سونا اور سیر ہوکے لذیذ کہانا کہانا اور حباب سے
ٹھنڈا پانی پینا اور سایہ دار مکانون مین اور ٹھنڈے ٹھنڈے تہانون
مین رہنا اور معتدل الخلقت پیدا ہونا بعد تلاوت اس سورہ کے
جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے يَا لَهُ مَرَامًا مَا أَبْعَدَهُ ای قوم
تامل کا مقام ہے کہ نظر تفاخر کسقدر دور و دراز ہے چشم بصیرت و نظر
حق بین سے وَزَوْرًا مَا أَغْفَلَهُ اور زیارت قبور اور زیارت کنندہ
کسقدر غافل ہین روز قیامت سے وَخَطَرًا مَا أَفْظَعَهُ اور یہہ امر عظیم
یعنے غفلات آخرت سے کسقدر ہولناک امر ہے لَقَدِ اسْتَخْلَوْا مِنْهُمْ
أَيَّ مُدَّكِرٍ بیشک خالی رکھنا چاہا اونھون نے اور ترک کر دیا حال اہل
قبور سے بڑے ناصح عبرت دہندہ کو خلاصہ یہہ کہ عبرت حاصل نہ کی اونسے
وَتَنَاوَشُوهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ اور سمیٹ لیا اونھین بڑے دور و
دراز مقام سے خلاصہ یہہ کہ قبرون کے دیکھنے سے بہی پہلو ظاہر
کہ آدمی عبرت حاصل کرے اور کثرت کے پہلو پر جانا یہہ ایک دور از
کار امر ہے تو اون احمقون نے جو پہلو صریح تہا وہ تو چہوڑ دیا اور دور
از کار اختیار کیا أَفَبِمَصَارِعِ آبَائِهِمْ يَتَفَاخَرُونَ کیا ڈہا جانے
پر اپنے بزرگون کے فخر کرتے ہین أَمْ بِعَدِيدِ الْهَلْكَى يَتَكَاثَرُونَ
یا شمار و گنتی سے اون لوگون کی کہ جو ہلاک ہوگئے وہ اپنی جماعت

بڑہاتے ہین وَيَرْتَجِعُونَ مِنْهُمْ أَجْسَادًا خَوَتْ وَحَرَكَاتٍ سَكَنَتْ
اور واپس لینا چاہتے ہین اون بدنون کو جو ڈہا گئے اور راہ عدم
کو چل بسے اور اون حرکتون کو جو ساکن ہوگئین وَلَأَنْ يَكُونُوا
عِبَرًا أَحْرَى مِنْ أَنْ يَكُونُوا مُفْتَخَرًا حالانکہ اون کا باعث عبرت ہونا
بہتر ہے موجب فخر ہونے سے وَلَأَنْ يَهْبِطُوا بِهِمْ جَنَابَ ذِلَّةٍ أَحْجَى
مِنْ أَنْ يَقُومُوا بِهِمْ مَقَامَ عِزَّةٍ اور اوتار دینا اون لغشون کا نشیب
ذلت مین مناسب تر ہے کہ جو ہانے سے اونکے فراز عزت پر خلاصہ یہہ کہ
اب اونکے ذکر و فکر سے کیا حاصل کہ وہ سب فانی و بے نبس و بیکس
ہوگئے پہر ایسے ذلیل و خوار لوگون کا جہنڈے پر چڑہانا کیا ضرور
لَقَدْ نَظَرُوا إِلَيْهِمْ بِأَبْصَارِ الْعَشْوَةِ وَضَرَبُوا مِنْهُمْ فِي غَمْرَةِ
جَهَالَةٍ افسوس ہے کہ ان نادانون نے اونھین رتوندہی کی آنکہون
سے دیکہا اور تاریکی جہل و نادانی مین راہروی اختیار کی وَلَوِ اسْتَنْطَقُوا
عَنْهُمْ تِلْكَ الدِّيَارَ الْخَالِيَةَ وَالرُّبُوعَ الْخَاوِيَةَ حالانکہ اگر اون کا
حال پرملال پوچہتے اون ویران و سنسان و ڈنڈہار مکانون سے
اور اون ڈہی دیوارون سے کہ جنمین وہ ہمیشہ بسر اوقات کرتے تہے
لَقَالَتْ ذَهَبُوا فِي الْأَرْضِ ضُلَّالًا وَذَهَبْتُمْ فِي أَعْقَابِهِمْ جُهَّالًا
تو ضرور زبان حال سے وہ مکان اپنے مکینون کا حال اسطرح سے
بیان کر دیتے کہ وہ بہی گمراہ گئے کہ اونھون نے اپنے بزرگون کو
بخوبی نہ پہچانا اور تم بہی اوسیطرح جاہل رہے کہ تمنے انجام اپنے
اگلون کا نجانا تَطَأُونَ فِي هَامِهِمْ ای ناخلفون تمھین کچھہ خبر نہین

کہ تمہارے بزرگ ہر جگہہ دفن ہین اونکی قبرون سے چھلنی کی طرح زمین
مشبک ہوگئی ہے ؎ نَظَرْنَا اِلَی الْاَرْضِ ظَهْرًا وَبَطْنًا ✣ عَلَيْهَا
بَقَايَا وَفِيهَا خَبَايَا ✣ نظر غور سے جب ہمنے زمین کو اولٹ پلٹ کے
دیکھا تو ایک سمت بقیہ جاندارون کا پایا اور دوسری سمت راز سربستہ
بیجانون کے ؎ اَمَّا كَانَ فِيكُمْ وَفِي مُتْرَفِيكُمْ ✣ مُلُوكُ الْعَجَمِ
صَنَادِيدُ سَاسُوا الْبَرَايَا ✣ کیا تم مین اور تمہارے اہل ثروت لوگون
مین وہ عالی جاہ شاہنشاہ نہ تھے جنہون نے اسیاسی سیاست مین
سب خلق خدا کو ڈال ڈالا ؎ فَلَمْ يُعْطِهِمْ بِاَذْلٍ غَيْرِ كَفَنٍ ✣ وَمَا
ذَبَّتِ الدُّودُ عَنْهَا الرَّعَايَا ✣ کوئی سخی الیسا نہ نکلا کہ جو اونہین بجز کفن کے
اور کچھہ دیتا اور اونکی رعایا نے اونکی رعایت اتنی بھی نکی کہ اونکے پاس
سے قبر کے کیڑون کو ہٹا دیتے ؎ دنیا خوابی است کش عدم تعبیرست
صید اجل است گر جوان ور پیر است ✣ ہم روی زمین پرست ہم زیر زمین
این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر است ✣ پھر تم جب چلتے پھرتے ہو تو اونکے
سرون کو کچلتے ہو کھوپریون کو اونکی روندتے ہو تَسْتَنْبِتُونَ فِي اَجْسَامِهِمْ
گھاس اوگاتے ہو اور کھیتی بناتے ہو اونکے جسمون سے جسم خاک ہوتے
ہین پھر اوسی خاک سے گھانس اور درخت اوگتے ہین تو حقیقت مین یہہ گھانس
و درخت اونہین کے جسم اوگے ہوئے ہین بعد استحالے کے کہ انمین مناسبت
و مجانست اصل نہ ہے گی خلاصہ یہہ کہ تمہارے بزرگ لوگ بڑہاپے کے مارے
بیہوس ہوگئے اور مرکے کوڑے کرکٹ کی طرح بیحس ہوگئے خاک سیاہ مین
ملے آخرش گھانس بنکے اوگے تَرْتَعُونَ فِيمَا لَفَظُوا جو کچھہ وہ اوگلتے ہین

اوسے تم بے تکلف چر جاتے ہو گویا اونکے منہ کا اوگال تمہارے پیٹ
کا آدہار ہے وَتَسْكُنُوا فِيمَا خَرَّبُوا اور رہتے سہتے ہو تم اونہین خرابون
مین کہ جنہین وہ ویران کر گئے ہین ؎ جیست دنیا فنا کدہ ان کہنہ ویرانہ
غصہ جائے محنت آباد ملامت خانہ ✣ گفتم آن کس را چہ گوئی دل برین
دنیا نہد ✣ گفت یا گور ست یا مستست یا دیوانہ ✣ یا مثال تودۂ برف است
در فصل بہار ✣ ہیچ عاقل اندرین جائے نسازد خانہ ✣ وَاِنَّمَا الْاَيَّامُ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ تَوَاحٍ وَبَوَاكٍ عَلَيْكُمْ اور جسقدر دن تمہارے اور
اونکے درمیان مین حائل ہین یہہ فقط نوحہ گر اونکے ہین اور رونے پیٹنے
والے تمہارے ہین اُولٰئِكُمْ سَلَفُ غَايَتِكُمْ وَفُرَّاطُ مَنَاهِلِكُمْ
الَّذِينَ كَانَتْ لَهُمْ مَقَاوِمُ الْعِزِّ وَحَلَبَاتُ الْفَخْرِ مُلُوكًا وَسُوقًا
یہی لوگ تو تمسے ہی پیشتر تمہارا انجام دیکھہ چکے ہین یعنے جیسا کہ تمہارا انجام
مرگ ہے ویسا ہی انکا بھی انجام تہا اور ذائقۂ مرگ یہہ تمسے ہی پیشتر چکھہ چکے
ہین اور تمسے پہلے ہی جس گھاٹ تم پانی پیا چاہتے ہو وہان پہونچ گئے ہین
اب جنہین بے بس و بیکس پاتے ہو یہہ وہی تو ہین کہ جو مقام عزت و افتخار
پر پہونچ گئے تہے اور بڑے فخر و بزرگی کے لوگ تہے اور بڑے بڑے بادشاہ
سرکش تہے

واعظ ابیات

دلا یکدم از خواب بیدار شو	ز مستی کبر ہشیار شو ✣
بعبرت نظر کن سوئے رفتگان	کہ فردا شوی عبرت دیگران
سکندر کہ صد سال عالم گرفت	جہان مرکش آخر بیکدم گرفت
بزرگے کہ سودی بگردون سرش	نظر کن کہ چون خاک شد پیکرش

زآغوش ہمخوابہ شوخ و شنگ ✤ گرفت ست گورش درآغوش تنگ

ملک الشعرا اسیر

آہ از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جہان
بی ثباتیہا بنای قصر چار ارکان نبود
راہی انداز شہر ہستی ہر سحر سوی عدم
ہر کہ وارد گشتہ است امروز فردا ہم گذشت
حشمت اسکندر و سلطانی دارا نماند

ہر کمالی را زوالی ہر بہاری را خزان
بے نشانیہا مآل صاحب شوکت و شان
ساکنان شہر ہستی کاروان در کاروان
رہرو آنجا قطع منزل میکنند
شد شکار پنجہ گرگ اجل نوشیروان

مایہ داران متمول تاجداران شکوہ
جملہ زیر خاک گردیدند گنج آسا نہان

سَلَکُوْا فِیْ بُطُوْنِ الْبَرْزَخِ سَبِیْلًا یعنے وہ اموات راہ چلے شکم برزخ مین برزخ اوس زمانے کو کہتے ہین کہ جو وقت مرگ سے قیام قیامت تک ممتد ہے خلاصہ یہہ کہ تو مسافر ملک عدم موت کے منہ مین اور برزخ کے شکم مین اور زیر زمین قبر کی سرنگ مین چلے اور ایسی راہ تیرو تار مین رہروی اختیار کی ؎ سب ٹھاٹھہ پڑا رہجائیگا جب کوچ کریگا بنجارا سُلِّطَتِ الْاَرْضُ عَلَیْهِمْ فِیْهِ زمانہ برزخ مین زمین یا دیمک اون پر مسلط کر دی گئی وَاَکَلَتْ مِنْ لُحُوْمِهِمْ وَشَرِبَتْ مِنْ دِمَائِهِمْ پس وہ گوشت و پوست اونکا کہا گئے اور خون اونکا پی گئے فَاَصْبَحُوْا فِیْ فَجَوَاتِ قُبُوْرِهِمْ جَمَادًا لَا یَنْمُوْنَ وَضِمَارًا لَا یُوْجَدُوْنَ پس صبح ہوئی اونہین تاریک قبرون کے گوشون مین بمنزلہ جمادات کے کہ نہ نمو و حس و حرکت سے کچھہ سروکار نہین اور قبرون مین ایسے چھپے کہ لاپتہ

لاکہہ اونہین ڈہونڈو تو بھی اونکا کہین پتا نہین خلاصہ یہہ کہ بیچارگی و عذاب قبر سے ایسا سوکھہ کے کانٹا ہو گئے اور ایسے گھٹ کر تنگ ہو کر رہ گئے کہ فرط لاغری سے نظر مین ہی نہین آسکتے لاکہہ لاکہہ اونہین ٹٹول کے دیکھو لَا یُفْزِعُهُمْ وُرُوْدُ الْاَهْوَالِ وَلَا یَحْزُنُهُمْ تَنَكُّرُ الْاَحْوَالِ نہ اب کسی امر ہولناک سے ڈرتے ہین نہ کسی امر ناگوار کی پروا کرتے ہین دنیا مین تو یہہ نازک مزاجیان تہین کہ ذرا سی ہوا کی تندی و تمازت آفتاب سے بھی بیچین ہو جاتے تھے اب کیسی ہی تیرو تار آندہیان آئین بادی چلے زلزلے اپنا زور دکہائین پڑا کرے کی دہوپ برابر قبر پر رہے کسی چیز کی نہ اونہین خبر ہے نہ مطلق کسی کا خوف و خطر ہے وَلَا یَحْفِلُوْنَ بِالرَّوَاجِفِ وَلَا یَاْذَنُوْنَ لِلْقَوَاصِفِ کسی آفت ارضی سے مثل بہونچال وغیرہ کے نہ تو اندوہناک ہوتے ہین اور نہ کسی آفت آسمانی اور بلائے ناگہانی کو مثل بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج اور آندہی کی سنسناہٹ کو کان دہر کے سنتے ہین غُیَّبًا لَا یُنْتَظَرُوْنَ وَشُهُوْدًا لَا یَحْضُرُوْنَ ایسے مسافر ہین کہ کسیکو اونکا انتظار و امید واپسی نہین اور ہمارے پاس قبرو نمین موجود ہین مگر ہم تک آ نہین سکتے لیئے چاہو او نہین مسافر راہ عدم بناؤ اور چاہو موجود غیر حاضر و ظاہر چھپے کہو وَاِنَّمَا كَانُوْا جَمِيْعًا فَتَشَتَّتُوْا وَاُلَّافًا فَافْتَرَقُوْا ابھی کل کی بات ہے کہ وہ سب اکہٹا تھے پہر گردش زمانے سے متفرق ہو گئے اور ابتدا مین سب ملے جلے رہتے تہے اب پراگندہ ہو گئے ؎ ایام وصال و صحبت سیم تنان ✤ در عالم خواب احتلامے شد و رفت ✤ وَمَا عَنْ طُوْلِ عَهْدِهِمْ وَلَا بُعْدِ مَحَلِّهِمْ

عَمِیَتْ اَخْبَارُهُمْ وَصَمَتَتْ دِیَارُهُمْ ابھی تو اتنا عرصہ نہ گذرا تھا اور نہ
اتنا دور جا پڑے تھے کہ اب بالکل اونکے نیک و بد کی سنگن نہین ملتی اور گھر
اونکے سنسان و ویران اور جڑے پڑے ہین او نہین اب وہ چہل پہل نہین
اور کسیکی آہٹ اور چاپ بھی نہین سنائی دیتی وَلٰكِنَّهُمْ سُقُوْا كَاْسًا
بَدَّلَتْهُمْ بِالنُّطْقِ خَرَسًا وَبِالسَّمْعِ صَمَمًا وَبِالْحَرَكَاتِ سُكُوْنًا
لیکن اونھون نے ایسا جام پی لیا کہ بولتے بولتے اور چہکتے چہکتے اور چہچہاتے
چہچہاتے یکایک چپ ہوگئے نہ مونھہ سے بول سکتے ہین نہ کانون سے
سن سکتے ہین اور نہ اونمین کسیطرح کی حس و حرکت باقی ہے فَكَاَنَّهُمْ
فِیْ اِرْتِجَالِ الصِّفَةِ صَرْعٰی سُبَاتٍ پس ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ چین سے وہ آنکھین بند کیئے خواب غفلت مین پڑے سو رہے ہین
ذرا دیکھہ عبرت سے سوتے ہین غافل * مزارون مین پہنے کفن کیسے
کیسے * مدت گے جاگے ہوئے قبرون کے تہخانے اور خلوتخانون مین
نہ نیند بھر کے سوئین تو پھر کہان سوئین **رباعی** رخ سب سے پھرا کے منہ
دکھایا ہے تجھے * مرمر کے مسافر نے بسایا ہے تجھے * کیونکر نہ لپیٹ کے
تجھسے سوؤن اے قبر * مٹنے بھی تو جان کھو کے پایا ہے تجھے * جیران
لَا یَتَاَنَّسُوْنَ وَاَحِبَّاءُ لَا یَتَزَاوَرُوْنَ ہمسایہ تو ہین لیکن محبت و الفت
نہین بہم پہونچا سکتے اور آپسمین دوست تو ہین مگر کسیکی ملاقات کو جا
نہین سکتے بَلِیَتْ بَیْنَهُمْ عُرَی التَّعَارُفِ وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ
اَسْبَابُ الْاِخَاءِ رشتہ محبت و تعارف کا بوسیدہ ہوگیا حالانکہ پہلے
سے وہ درمیان اونکے قوی و مستحکم تھا اور سب سبب دوستی اور بہائی کے

کے قطع ہوگئے یعنے وہ لوگ یار باش اور جگت آشنا جو عادی
اسکے تھے کہ آپسمین محبت و الفت رکھین اور شادی و غمی ہر حال
مین شریک رہین وہ دفعتہ ایسے گرے کہ پھر نہ سنبھلے اور ایک کو دوسرے
کی خبر نہ رہی اور آنکھہ بند ہوتی ہی اجنبی و غیر ہوگئے خلاصہ یہہ کہ کیسا ہی
عزیز قریب و دوست ولی ہو مگر وہ مرتے ہی اجنبی ہو جاتا ہے اور غیر
نظر آتا ہے فَكُلُّهُمْ وَحِيْدٌ وَهُمْ جَمِيْعٌ وَبِجَانِبِ الْهِجْرِ وَهُمْ
اَخِلَّاءُ پس یہہ عجب بات ہے کہ وہ سب کے سب تنہا بھی ہین اور ایک جگہہ
پر جمع بھی ہین یعنے دیکھنے مین تو سب پاس پاس ایک ہی تکیہ مین سب
جمع بھی ہین اور الگ بھی ہین کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہین اور آپسمین
دوست بھی ہین کہ ہمیشہ دوستی کا دم بھرا کیئے اور پھر باوجود اس ہمہ
جدا بھی ہین کہ کچھہ دید و باز دید ہے او نہین سروکار نہین لَا یَعْرِفُوْنَ
لِلَّیْلِ صَبَاحًا وَلَا لِنَهَارٍ مَسَاءً او نہین کچھہ خبر نہین کہ صبح کہان ہوتی
ہے اور شام کہان ہوتی ہے اَیُّ الْجَدِیْدَیْنِ ظَعَنُوْا فِیْهِ كَانَ عَلَیْهِمْ
سَرْمَدًا وہی دن یا رات جسمین اونھون نے ملک عدم کی راہ لی
قیامت تک اونپر محیط ہے مثلاً جو لوگ جمعہ کو فوت ہوئے قیامت تک
وہی جمعہ اونپر چھایا رہیگا بجز روز قیامت کے اور کوئی دن او نہین
دیکھنا نصیب نہوگا خلاصہ یہہ کہ جس روز وہ فوت ہوئے اوسکا فردا
بجز فردای قیامت کے اور نہین شَاهَدُوْا مِنْ اَخْطَارِ دِیَارِهِمْ
اَفْظَعَ مِمَّا خَافُوْا وَقَدَرُوْا وَمِنْ اٰیَاتِهَا اَعْظَمَ مِمَّا قَدَّرُوْا اپنے
گھر یعنے قبر کے ایسے خطرے دیکھے کہ وہ بمدارج زیادہ تھے اون

دہشتون سے کہ جنکا وہ ہمیشہ تصور کیا کرتے تھے اور بچشم خود دیکھ لیا ایسے علامات و آثار خوفناک کو کہ جنھین زندگی مین تجویز کیا کرتے تھے فَکِلَا الْغَایَتَیْنِ مُدَّتْ لَهُمْ اِلٰی مُبَاءَةٍ فَاَتَتْ مَبَالِغَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ پس دونون غایتین یعنے خوف ورجا مستمر رہین اونپر ایک مدت مدید تک یعنے تمام عمر اور پہر دفعۃً آگئے مقام خوف ورجا یعنے جو باتین ہمیشہ سے تمام عمر اونکے ساتھہ رہین اور جسکا خیال اونہین تہا وہ اب دفعۃً آگئین فَلَوْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ بِهَا لَعَیُّوْا بِصِفَةِ مَا شَاهَدُوْا وَمَا عَایَنُوْا پس اگر وہ کلام کرسکتے تو ہرگز نہ بیان کرسکتے جو کچھہ کہ معائنہ اور مشاہدہ کیا اونہون نے اہوال قبر سے وَلَئِنْ عَمِیَتْ آثَارُهُمْ وَانْقَطَعَتْ اَخْبَارُهُمْ لَقَدْ رَجَعَتْ فِیْهِمْ اَبْصَارُ الْعِبَرِ اور اگر ناپدید و ناپید ہوگئے آثار و علامات اونکے اور منقطع و مسدود ہوئین خبرین اونکی لاکھہ لاکھہ تجسس کرو مگر خاک نہین معلوم ہوتا کہ عدم کے مسافرون پر کیا گذری نہ بہلی معلوم ہو نہ بری یہہ تو سب کچھہ ہے لیکن باوجود این ہمہ پہر آئین اونپر بصیرتین عبرت کی وَسَمِعَتْ عَنْهُمْ اٰذَانُ الْعُقُوْلِ اور سنا اونسے گوشہاے عقول نے خلاصہ یہہ کہ اگر وہ آنکھون سے اوجہل ہوگئے تو کیا حرج کہ چشم بصیرت اور عبرت کی آنکھہ تو اونہین دیکھہ سکتی ہے اور اگر اونکی خبرین کانون سے نہین سن سکتے تو گوش دل و عقل سے تو اونکا حال سن سکتے ہین وَتَکَلَّمُوْا مِنْ غَیْرِ جِهَاتِ النُّطْقِ اور کلام کرتے ہین غیر جہات نطق سے یعنے گو کہ وہ اپنی زبانون سے نہین بول سکتے لیکن زبان حال سے اپنا حال

بیان کرتے ہین فَقَالُوْا کَلَحَتِ الْوُجُوْهُ النَّوَاضِرُ وَخَوَتِ الْاَجْسَامُ النَّوَاعِمُ پس اونہی زبان حال سے کہتے ہین کہ ڈر کے مارے سہم گئے اور اوتر گئے اور مرجہا گئے اور پہول کی طرح کمہلا گئے ہمارے وہ چہرے کہ جو بشاشت و رعنائی سے تر و تازہ تہے اور خاک مین مل گئے وہ جسم کہ جو نعمت و ناز پروردہ تہے **رباعی** افسوس کہ کارخان کفن پوش شدند + وز خاطر یکدگر فراموش شدند + آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند + آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند + وَلَبِسْنَا اَهْدَامَ الْبِلٰی وَتَکَاءَدَنَا ضِیْقُ الْمَضْجَعِ اور کہنگی کا جامہ پہن لیا ہمنے اور تنگی قبر نے فشار دیا ہمین وَتَوَارَثْنَا الْوَحْشَةَ اور ہمارے حصہ مین آگئی تنہائی و بیکسی وَتَهَکَّمَتْ عَلَیْنَا الرُّبُوْعُ الصُّمُوْتُ اور محیط ہوئے ہمپر تمام ویران و سنسان و خاموش یعنے بلند بلند مقبرے خلاصہ یہہ کہ خاک کے بڑے بڑے تودون اور اونچے اونچے پہاڑون کے نیچے ہم دبگئے فَانْمَحَتْ مَحَاسِنُ اَجْسَادِنَا وَتَنَکَّرَتْ مَعَارِفُ صُوَرِنَا پس محو ہوگئے حسن ہمارے بدنون کی اور بدل گئین صورتین ہمارے وَطَالَتْ فِیْ مَسَاکِنِ الْوَحْشَةِ اِقَامَتُنَا اور طول کہینچا مقامات تیرہ و تار و وحشتناک مین ہمارے اقامت بود و باش نے **قطعہ** درلحد باخود نمیگیری چرا + ہمسرے با تو نہ بامر کسے + در شبستان لحد باخود ببر + از عمل شمعے چراغے گو کسے + وَلَمْ نَجِدْ مِنْ کَرْبٍ فَرَجًا وَلَا مِنْ ضِیْقٍ مُتَّسَعًا اور کسیطرح کرب سے فرصت ہمنے نپائی اور نہ کسی تنگی سے وسعت و فراخی ہاتہہ آئی فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ بِعَقْلِكَ اَوْ کُشِفَ عَنْهُمْ مَحْجُوْبُ الْغِطَاءِ لَكَ پس اگر غور سے تصور کرے تو اونکا

اور اونکی صورت اپنے خیال مین نلائے یا غیب کے پردے سے درمیان
سے اوٹھہ جائین وَقَدْ اُزِیْلَتْ اَسْمَاعُهُمْ بِالْهَوَامِّ فَاسْتَکَّتْ حالانکہ
بخوبی در آئے اور بہرے ہوگئے کیڑے اونکے کانون مین گھس بیٹھے ہوسکے گر
وہ بلکہ وہ کیڑے اونکا بہیجا تک کہا گئے وَاكْتَحَلَتْ اَبْصَارُهُمْ بِهُبُوبِ
التُّرَابِ فَخَسَفَتْ اور بجای سرمہ اونکی آنکھون مین خاک بہرگئی پس دہنس
گئین آنکھین اور گھل گئے ڈہیلے وَتَقَطَّعَتِ الْاَلْسِنَةُ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ
بَعْدَ ذَلَاقَتِهَا اور قطع ہوگئین زبانین موتہہ مین بعد طلاقت وذلاقت
وتیزی کے خلاصہ یہہ کہ جو زبان زمان حیات مین مقراض کی طرح تیزی
سے چلتی تہی اب وہی زبان گویا گویا قطع ہوگئی وَهَمَدَتِ الْقُلُوْبُ
فِیْ صُدُوْرِهِمْ بَعْدَ يَقْظَتِهَا اور مردہ اور بیحرکت ہوگئے دل اونکے
سینون مین بعد بیداری کے وَعَاثَ فِیْ كُلِّ جَارِحَةٍ مِّنْهُمْ جَدِیْدُ
بِلًى سَمَّجَهَا اور خراب کردیا اونکے ہر ایک عضو واندام خوشنما کو ایک
جدید اور نئی کہنگی نے وَسَهَّلَ طَرِيْقَ الْاٰفَةِ اِلَيْهَا اور سہل اور آسان
کردیا گذر اوسکی جانب اور نئی نئی راہین نکالدین آفت وبلا کے لئے
اوسکی طرف مُسْتَسْلِمَاتٍ فَلَا اَيْدٍ تَدْفَعُ وَلَا قُلُوْبٌ تَجْزَعُ اور حال
یہہ ہے کہ وہ آمادہ ومطیع آفات ہین پس نہ تو ایسے ہاتہہ ہین کہ وہ
اون آفتون کو ہٹا سکین اور نہ ایسے دل ہین کہ جو جزع وفزع وواویلا
مچا سکین لَرَاَيْتَ اَشْجَانَ قُلُوْبٍ وَاَقْذَاءَ عُيُوْنٍ خلاصہ یہہ کہ اگر اس
حال مین تصور اموات کرے تو بجز رنج والم دل وخس وخاشاک چشم اور
کچہہ نپائے گا حزین سے آہستہ برگ گل بہ فشان بر مزار ما * بس نازکست

شیشہ دل در کنار ما * واعظ سے تیر کو تمہیں نہ لگجائے کہین باد صبا
شیشہ نازک دل کا مرے کچہہ دہیان رہے * لَهُمْ مِّنْ كُلِّ فَظَاعَةٍ
صِفَةُ حَالٍ لَا تَنْتَقِلُ وَعِبْرَةٌ لَا تَنْجَلِیْ اور اونکے واسطے ہر مذلت و
رسوائی سے ایسے صفت وحالت پائے گا کہ کبہی وہ
تغیر نپائے اور کبہی وہ منجلی نہو اور کبہی اوس سے نجات ورہائی
ہاتہہ نہ آئے فَكَمْ اَكَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ عَزِيْزِ جَسَدٍ وَاَنِيْقِ لَوْنٍ كَانَ
فِی الدُّنْيَا غَذِیَّ تَرَفٍ وَرَبِيْبَ شَرَفٍ پس اکثر زمین کہاگئی ہے خوبصورت
وخوشنما بدنون کو اور خوش آیندہ رنگتون کو کہ جو دار فانی مین غذا
خوردہ ناز ونعمت وپروردہ شرف ورفعت تہے خلاصہ یہہ کہ ہزارون
نازک نازکبدن اور تر وتازہ رنگ وناز پروردہ لوگ ایکدم مین بیدم ہوکے
پیوند خاک ہوگئے اور اسطرح زمین اونہین کہا گئی کہ گویا کبہی وہ پیدا
بہی نہوئے تہے يَتَعَلَّلُ بِالسُّرُوْرِ فِیْ سَاعَةِ حُزْنِهٖ وہ نازکبدن
کہ غم کے وقت بہی فرحت وسرور ہاتہہ سے ندیتے تہے وَيَفْزَعُ اِلَی
السَّلْوَةِ اِنْ مُّصِيْبَةٌ نَزَلَتْ بِهٖ اور متوجہ تسلی ہوتے تہے اگر کسی
مصیبت مین پہنس جاتے تہے یعنی ایسے خوشحال تہے کہ اگر اتفاقا
مصیبت مین بہی پہنسے تو اوسکی پروا نکی اور اسطرح اپنی تسلی کی کہ ع
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند * یا یہہ معنی لیئے جائین کہ متوجہ تسلی
ہوتے تہے ہنگام مصیبت مین ضَنًّا بِغَضَارَةِ عَيْشِهٖ وَشَحَاحَةً
بِلَهْوِهٖ وَلَعِبِهٖ بوجہ کمال بخل کے ساتہہ اپنی زندگانی خوب لہو ولعب
مرغوب کی یعنی یہہ حیلی حوالے جو مصیبت مین کرتے تہے اور رنج کو اپنے

پاس نہ کٹہرا ہونے دیتے تہے یہ شخص اوجہ حرص و رغبت کے عیش و ریاست
دنیا کے جانب تہا فَبَيْنَا هُوَ يَضْحَكُ إِلَى الدُّنْيَا وَتَضْحَكُ إِلَيْهِ فِي ظِلِّ عَيْشٍ
غَفُولٍ پس اسی اثنا مین کہ وہ شخص زیر سایۂ عیش و عشرت خواب غفلت
مین کہا گہائی دیتا تہا اور دنیا بہی ہنس ہنسکے اور ٹہٹہے مار مار کے
اوسکا ساتہہ دے رہی تہی اور دل و جان سے اوسکی طرف سے
مخاطب تہی إِذْ وَطِئَ الدَّهْرُ بِهِ حَسَكَهُ کہ ناگاہ پامال کر دیا اوسے
زمانہ غدار اور فلک کجرفتار نے وَنَقَضَتِ الْأَيَّامُ قُوَاهُ اور توڑ دیا
زمانہ نے زور و شور اوسکا وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ الْحُتُوفُ مِنْ كَثَبٍ اور بہت
قریب سے زد پر ہونچکے موت نے دانت جمائے اوسپر اور شیر کیطرح
دبکی لگا کے بہت غرّا کے تنگی باندہ کے اوسپر نظر ڈالی بقول حضرت
بحر العلوم سے لَا تَنْسَ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ + إِنْ لَمْ تَجِئْهُ فَهُوَ جَاءٍ
آتٍ + خبردار کبہی نہ بہولنا اوس دشمن کو کہ جو بیخ و بنیاد سب لذتون
کی مسمار کر دیتا ہے اور اگرچہ تو اوسکے پاس نہین جاتا بلکہ اوسکے نام
سے بہاگتا پہرتا ہے مگر وہ از خود تیری طرف دوڑا چلا آتا ہے

حکایت والد ماجد مغفور مبرور سلطان العلماء جناب رضوانمآب اعلی اللہ مقامہ فرمایا کرتے تہے کہ آدمی کی بہی غفلت کا عجب
حال ہے کہ صدہا واعظ اور باخدا ناصح اسی موت سے ڈرایا کرتے
ہین اور یہہ کچہہ خیال مین نہین لاتا حالانکہ اگر غور سے دیکہے تو موت ایسی
بلا سر پر کہڑی ہے کہ اگر ہزارون واعظ و خطیب اسے مطمئن کرتے اور
ڈہنڈورے ڈہنڈورا پیٹتے پہرتے اسکا کہ کبہی موت نہ آئے گی

تو بہی پروا نکرتا اور ہر وقت اوسیکے تصور مین رہتا اور کسیطرح
چہین نہ پڑتا سعدی کا ہے اجل نے نقد جان + سونے والون جاگو
جاگو ہاٹے سوی قبرستان گذارہ کن کہ خوش بوم و بر بسیت + سبزہ
ہر سو خط یارو گل رخ سیمین بر بسیت + گوش ہوش مردمان از پنبہ
غفلت پر است + ورنہ ہر نقشے بدرش واعظ بر منبر بسیت

حکایت ایک بادشاہ جم جاہ بادۂ نخوت سے مخمور اور نشۂ دولت مین چور تہا
قبول شخصے سے بادہ بر خوردن و ہشیار نشستن سہل است + گر بدولت
برسی مست نگردی مردی + اور درہم و دینار کے خمار مین سرشار
تہا ایک روز کہنے لگا کہ لوگ کہتے ہین کہ راحت دنیای فانی رنج و
زحمت سے خالی نہین اور ہر لذت نوش کو گزند نیش در پیش ہے
مگر مجہے اسمین کلام ہے آج رات کو جشن شاہانہ ہو اور کیسا ہی صدمہ
جانکاہ در پیش ہو مگر مجہے اوسکی خبر نہ کی جائے اگرچہ ولیعہد بہی مرجائے
کہ ایک شب کی تو راحت و لذت بے غل و غش ہو جائے اور یہہ کلیہ
ٹوٹ جائے پس یہہ سب سامان مہیا کرکے مصروف رقص و سرود
ہوا اور جو جو رات گذرتی جاتی تہی اسکی امید مستحکم ہوتی جاتی تہی آخر
نوبت باینجا رسید کہ سحر کو وہ گائن کہ جسے بادشاہ دل سے چاہتا تہا
اور اسیر دام محبت تہا وہ رقص کرتے کرتے کہنے لگی کہ مجہے کچہہ اشتہا
ہے بادشاہ نے اپنے ہاتہہ سے انار کے دانے چہیل چہیل کے اوسے
کہلانا شروع کیے اتفاق سے کوئی انار کا دانہ اوسکے نتہنے مین
چڑہ کے دماغ مین پہونچا اور ایسا صدمہ ہوا کہ دفعۃً وہ مرگئی جب تو

بادشاہ کا نشہ ہرن ہوگیا اور زبان حال سے اونہون نے ان اشعار
سے ترنم شروع کیا ؎ یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِہٖ + اِنَّ الْحَوَادِثَ
قَدْ یَطْرُقْنَ اَسْحَارًا + خوشی خوشی غافل سونے والی اگلی رات کی
کچھ تجھے یہہ بھی خبر ہے کہ بہت آفتین پچھلے کو نازل ہوتی ہین ؎ لَا تَفْرَحَنَّ
بِلَیْلٍ طَابَ اَوَّلُہٗ + فَرُبَّ اٰخِرِ لَیْلٍ اَجَّجَ النَّارَا + خبردار کبھی اگلی رات پر
نہ خوش ہو بیٹھنا کہ اکثر پچھلی رات آفتون کی آگ بھڑکا دیتی ہے ؎
عَادَتْ تُرَابًا اُلُوْفُ الْمَلِیْحَاتِ وَقَدْ + کَانَتْ تُحَاکِیْ جِیْدَانًا وَ اٰدَادَا
خاک مین مل گئے نرم نرم سرخ و سفید ہاتھ کہلنڈری عورتون کی
عود بجاتے بجاتے فَاَفْنَاھُمْ لَعْلَہٗ بَتٌّ لَا یُعْرَفُہٗ یعنے اوس تیر خفیف کی
موت کے نظر جاتے ہی اسکا زہرہ آب ہوگیا اور بزدلی سے بالکل
ہاتھ پاؤن مجال کے نڈہال ہوگیا اور چھا گیا اوسپر الیسا غم سخت کہ جسکا
کبھی اوسے تصور بھی نہ تھا یعنے دفعۃً ایسی بلای ناگہانی مین پھنس گیا
کہ جو تصور مین بھی نہ تھی دَہَتْہُ ھَمٌّ مَا کَانَ یَحْسَبُہٗ اور ایسے اندوہ
نہانی مین پھنسا کہ کبھی اوسکا نام و نشان بھی اپنے بدن مین نہ پایا تھا
وَتَوَلَّدَتْ فِیْہِ نُکْرَاتُ عِلَلٍ یا تو پہلا چنگا تھا یا ایکایک سیکڑون
بیماریون کی اوسکے بدن مین پیدا و ہویدا ہوگئین اُنْسٌ مَا کَانَ یَصْحَبُہٗ
ایک مدت مین انس بہم پہونچایا اوسنے اوس چیز سے کہ موافق اوسکی
صحت و تندرستی کے تھی خلاصہ یہہ کہ جب اوسنے اپنے تئین مبتلا
ان حالون مین پایا تو انس بہم پہونچایا اور چاہا اوس حال کو کہ جو
زمانہ صحت مین حاصل تھا پس اوسکے کرنے کے لیئے ناچار دست

دوا مین ہوا علاج معمول اطبا کا جسکا ذکر یہہ ہے فَفَزِعَ اِلٰی مَا کَانَ
عَوَّدَہُ الْاَطِبَّاءُ پس یہہ حال دیکھکے وہ گھبرا کے جھک پڑا اوس
طریقہ دوا کی طرف کہ جسکا اوسے عادی کر دیا تھا طبیبون نے مِنْ
تَسْکِیْنِ الْحَارِّ بِالْقَارِّ یعنے بسبب برودت حرارت مین تسکین دینے سے
وَتَحْرِیْکِ الْبَارِدِ بِالْحَارِّ اور سرد مین حرکت دینے سے بسبب
گرم کے یعنے آخر کو وہ مجبور ہو کے صحت کے واسطے معمول قدیم اطبا
یعنے علاج بالضد کے جانب مائل ہوا کہ کسیطرح بھی باعث شفا ہو
فَلَمْ یَلْطُفْ بِبَارِدٍ اِلَّا تَوَّرَ حَرَارَۃً پس تدبیر اوسکی اولٹ گئی کہ جب اوسنے
چاہا کہ وہ حرارت جو مرض سے اوسکے بدن مین بھڑک رہی تھی دوا سے
سرد سے سرد ہو تو وہ حرارت اور زیادہ ہوئی بسبب فرط برد منجمد کے
اور انسداد مسامات وغیرہ کے وَلَا حَرَّکَ حَارًّا اِلَّا ہَیَّجَ بُرُوْدَۃً اور نہ
حرکت دی مادہ کو دوای گرم سے مگر یہہ کہ سردی اوس سے بڑہ گئی
باین طور کہ وہ برودت غریبہ کو بسبب ضعف قوت دفع نہ کر سکے تا انکہ
طبیعت کمزور ہونے لگے اور وہ برودت غریبہ حرارت غریزیہ اصلی پر
بھی غالب آگئی وَلَا اعْتَدَلَ بِمُمَازِجٍ لِتِلْکَ الطَّبَائِعِ اِلَّا اَمَدَّ مِنْہَا
کُلَّ ذَاتِ دَاءٍ اور نہ اعتدال بہم پہونچایا اوسنے ملانے سے اون سرد
و گرم طبیعتون کے مگر یہہ کہ مدد کی اوسنے ہر صاحب مرض کی یعنے لاکھ
لاکھ اوسنے معتدل دواون کا بھی استعمال کیا جیسا کہ معمول اطبا کا
علاج دق الشیخوخۃ وغیرہ مین ہے لیکن پھر بھی اوسکا مرض بڑھتا گیا
حَتّٰی فَتَرَ مُعَلِّلُہٗ یہانتک سست اور عاجز آگیا علاج کرنے والا

وَذَهَلَ عُمَّرِضُهُ اور غافل ہو گیا بیمار دار اوسکا وَتَعَايَا أَهْلُهُ
بِصِفَةِ دَائِهِ اور درماندہ اور عاجز ہو گئے اہل و عیال اوسکے
بیان سے اوسکے مرض کے وَخَرِسُوا عَنْ جَوَابِ السَّائِلِينَ عَنْهُ
اور اسقدر لوگون سے اونکا حال پوچھا کہ آخر کو بتاتے بتاتے تھک
گئے اور گونگے ہو گئے وَتَنَازَعُوا دُونَهُ اور اوسکے پاس آپس مین
جھگڑنا شروع کیا شَجِيَّ خَبَرٍ يَكْتُمُونَهُ اور اس خبر وحشت اثر مرگ مین مخفی
فَقَائِلٌ هُوَ لِمَا بِهِ پس کوئی تو یہ کہے کہ سب آثار بگڑے ہوئے ہین
اب زیست کی کیا صورت وَمُمَنٍّ لَهُمْ إِيَابَ عَافِيَتِهِ اور کوئی آرزو
دلائے کہ یہ پھر اچھا ہو جائے گا تم کیون گھبراتے ہو وَمُصَبِّرٌ لَهُمْ
عَلَى فَقْدِهِ اور کوئی صبر دلائے اونہین اوسکی جدائی پر يُذَكِّرُهُمْ أُسَى
الْمَاضِينَ مِنْ قَبْلِهِ اسطرح پر کہ یاد دلائے پیروی اگلون کی اور کہ
موت کے پنجہ سے کون بچا ہے سبھی نے اسپر صبر کیا تم عبث عبث رو رو
بے وجہ اپنی جان نہ کھو وَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا
وَتَرْكِ الْأَحِبَّةِ پس اسی حال مین کہ وہ بازو پر یعنے قریب فراق دنیا و
ترک دوستان باوفا ہوا اور اوسکی اوہر تہر لگ رہی ہو اِذْ عَرَضَ لَهُ
عَارِضٌ مِنْ غُصَصِهِ کہ ناگاہ طاری ہو جائے اوسپر ایک حالت
غصہ موت سے فَتَحَيَّرَتْ لَهُ نَوَافِذُ فِطْنَتِهِ پس متحیر ہو جائین وہ تیز
عقلیان اوسکی کہ جو نفوذ کر جاتی تہین ہر امر دقیق و باریک مین وَ
يَبِسَتْ رُطُوبَةُ لِسَانِهِ اور خشک ہو جائے تری اوسکی زبان کی فَكَمْ
مِنْ مُهِمٍّ مِنْ جَوَابِهِ عَرَفَهُ فَعَيَّ عَنْ رَدِّهِ پس اکثر ایسے جواب ضروری

کہ بری گذرے اونکے بیان مین اور پھر مجبور ہو گئے نہ بیان کر سکے
اوسے وَدُعَاءٍ مُؤْلِمٍ لِقَلْبِهِ يَسْمَعُهُ فَيَتَصَامُّ عَنْهُ اور کبھی ایسے
کو پکارتے سنے کہ جسکی آواز سے دل بیچین ہو جائے مگر باوجود اسکے
کچھ کہہ نہ سکے اور مجبوری اوسپر صبر کرنا پڑے مِنْ كَبِيرٍ كَانَ يُعَظِّمُهُ أَوْ
صَغِيرٍ كَانَ يَرْحَمُهُ اور وہ آواز اوس بزرگ کی ہو کہ جسکی تعظیم ہمیشہ
ملحوظ رہا اوس خورد کی ہو کہ جسپر اوسے کمال شفقت ہو وَإِنَّ
لِلْمَوْتِ لَغَمَرَاتٍ هِيَ أَفْظَعُ مِنْ أَنْ تُسْتَغْرَقَ بِصِفَةٍ أَوْ تَعْتَدِلَ
عَلَى عُقُولِ أَهْلِ الدُّنْيَا اور بیشک موت کی کچھ ایسی سختیان ہین
کہ وہ بدترین اور اس سے بڑھ کے ہین کہ بیان مین آسکین یا درست
و راست ہو اہل دنیا کی عقلون پر واقعی جانکندنی کے ایسے شدائد
ہین کہ خدا ہی اوسپر ثابت قدم رکھے اور اصل ایمان کو متزلزل ہونے
دے بقول حضرت بحر العلوم سہ أَعَانَنَا الرَّحْمٰنُ عِنْدَ السَّوْقِ حَتّٰى
نُحِبَّ الْمَوْتَ حُبَّ شَوْقٍ ہے یعنے بوقت جانکندنی خدا ہماری ایسی
اعانت کرے کہ ہم نہ ڈگمگائین اور راضی بقضای الٰہی اور مشتاق
مرگ رہین جیسا کہ حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ شیر خوار کو جسقدر
پستان مادر سے انس ہوتا ہے اوس سے بھی زیادہ مجھے موت سے
انس ہے پس بتاتے حضرت ہر شخص کو چاہیے کہ موت سے مانوس رہے
اور زندگی سے مایوس نہ یہہ کہ دنیا مین ملوث اور لذتون مین منہمک
رہے سید سند اشعار دنیا مین چین کرنے کی کیا تجھکو چاہ ہے ✽ گو
ذرا الحذر یہ جہان تیری راہ ہے ✽ گر راہ ہے جہان تو ویرانہ ہو فرد ✽ رنجکی اپنی جا پہ [illegible]

پہنا ہے آج تو نے تکلف لباس عید
دنیا پکارتی ہے کہ یارو سرا ہو غمین
ایک حال پر قرار نہین ہے جہان کو
جو آج پہلوان ہے کل ناتوان ہے
کیا کیا جہان مین گلرخ حسین عذار تھے
کیا لکھیے حال اونکی لحد کے مزار کا
تجکو ملا ہے آج زر و مال باپ کا
دیکھا بہت ہے آج تو شادی کی رات کے
اک حور کو عروس بناکر بٹھاتے ہین
دولہا کے سر پہ طرہ و دستار دہرتے ہین
مانند ہالہ گرد ہین اوس رشک ماہ کے
آئی خبر یہ اتنے مین نوشاہ مرگیا
شادی کے گھر مین ہونے لگا ماتم ای غضب
ہنسنا ہی دیکھکر ملک الموت انکا حال
کرتے ہین یہہ تو لاشہ داماد پر بکا
ان سے کہا ایک روز کوئی اور روئیگا

کل بن چکے ہون تہان کفن کا تو کیا بعید
کہتی ہے قید خانہ رنج و بلا ہو غمین
گردش ہمیشہ رہتی ہے اس آسمان کو
ہے شب کو تندرست سحر نیم جان ہے
چشم چراغ وقت تھے باغ و بہار کے
رکھا نہ کچھ اثر بھی صبا نے غبار کا
تقسیم ہوگا غیر پہ کل ترکہ آپ کا
ہوتا ہے ناچ رنگ خوشی ہی برات کے
افشان چنتے ہین کہین نور بہاتے ہین
محفل مین ہنستے بولتے ہین عیش کرتے ہین
منہدی لگی ہی ہاتھون مین کھڑی ہین ماہ کے
افسوس صبح رات کی بیاہی کو کر گیا
نوبت کی جا پہ سینہ زنی کر رہی ہین سب
یعنی کہ اپنی موت کا انکو نہین خیال
وہ بھی کسی عزیز پہ اک روز روئیگا
اوسکے لیے بھی نوحہ گر اک اور ہوئیگا

ستائیسوان موعظہ

خطبہ مشہور کی شرح اور رد لطیف
مین فرقہ
نیچریہ

maablib.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنۡ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَؑ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ خَطَبَنَا ذَاتَ یَوۡمٍ
جناب امیرؑ سے ہے کہ نصیحت فرمائی ہمین پیغمبر خدا نے ایک روز اور مراد
اوس روز سے آخری جمعہ ماہ شعبان کا ہے جیسا کہ بعض روایات سے
ثابت ہوتا ہے فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ قَدۡ اَقۡبَلَ لَکُمۡ شَھۡرُ اللّٰہِ بِا
لۡبَرَکَۃِ وَالرَّحۡمَۃِ وَالۡمَغۡفِرَۃِ پس فرمایا کہ ایھا الناس بے شبہ متوجہ ہوا
ہے تمہاری طرف خدا کا مہینا ساتھ برکت و رحمت و بخشش کے
بظاہر مقتضی ظاہر کا یہہ تھا کہ قد کے کہنے سے تاکید نہ کیجاتی متوجہ ہونے
کی ماہ صیام کے اسلیئے کہ سامعین مین سے نہ کوئی متردد تھا اوسمین اور نہ کوئی
منکر لیکن اخراج کلام غیر مقتضی ظاہر پر کیا اس لحاظ سے کہ از بسکہ سامعین
پر آثار انکار پائے جاتے تھے بوجہ سامان مہمانی ماہ رمضان مہیا نکرنے کے

مثل توجہ کے عبادت کی طرف اور مہیا کر رکھنے قوت لا یموت کے
افطار و سحرگہی کے لیئے اور فرحت و انبساط نہونے کے ایسے بزرگ
مہمان کے آنے پر اور برات نچاہنے کے حقوق ناس سے اور
علیٰ ہذا القیاس جیسا کہ شقیق منکر اسکا نہ تھا کہ بنی عم اوسکے تلوار
اور نیزے باز نہین لیکن جب اوسنے اونکی طرف بے پروائی سے
رخ کیا کہ سیدھا نیزہ بھی گھوڑے پر لیکے نہ بیٹھا بلکہ گھوڑے پر منہ ڈالے
پر چھا آگے رکھے ہوئے ڈھیلی چال نہایت بے پروائی و بے اعتنائی
سے چلا جاتا تھا تو اسوجہ سے شاعر نے بموجب ان حالات کے
اوسے بمنزلہ منکر قرار دیکر یہ شعر لکھا ہے ؎ جَآءَ شَقِیۡقٌ عَارِضًا
رُمۡحَہٗ ✣ اِنَّ بَنِیۡ عَمِّکَ فِیۡھِمۡ رِمَاحٌ ✣ آیا شقیق عرض مین نیزہ
لیئے ہوئے لگا نے کو اپنے بنی عم سے ضرور تیرے بنی عم مین نیزے
اور نیزے باز ہین پس اس اطمینان و غفلت سے آنا یعنے جہ او نکی
ہے کہ یہہ اخراج کلام مقتضے ظاہر ہی پر لیا جائے اسلیئے کہ فقط مہینے
کا آنا تو مقصود نہین بلکہ برفاقت خیر و برکت اور بعنوان خاص کہ
جسکی شرح ذیل خطبہ مین آئیگی اور کیا بعید کہ واقع مین کوئی اوسکا
منکر نہو حاضرین مین سے یا متردد نہو اوسمین بلکہ قرب زمانہ کفر وغیرہ
شاہد صدق ہے تردد یا انکار واقعی کا پس او نہین لوگون کے
لیئے تاکید حکم فرمائی گئی منتہا یہہ کہ حکم متردد و منکر مین غیرون کو بھی
بوجہ قلت بعنوان تغلیب شریک کر کے سب سے تاکیدی خطاب دیا
اور نسبت توجہ مہینے کی طرف مجاز عقلی ہے اور یہہ بھی احتمال ہے

کہ مجاز فی الطرف مقصود ہو نہ مجاز فی اللغۃ اور مجاز فی الطرف
یا تو اسطرح پر کہ لوجہ سے مراد قرب لین مجازاً یا مسند الیہ مین بطور
استعارہ بالکنایہ کے اور یہہ بہی ممکن ہے کہ رو گردانی کیجائے مجاز
مفرد سے اور اعتبار ہو تشبیہ تلبس غیر فاعلی کا تلبس فاعلی سے اور
استعمال کیا جائے اوسمین وہ کلام کہ جو موضوع ہوا افادہ تلبس
فاعلی کے لیے تاکہ ہو جائے کلام استعارہ تمثیلیہ جیسا کہ اراک تقدم
رجلاً و تؤخر اخری مین ہے اور نسبت مہینے کی خدا کی طرف مشعر ہے
طرف کمال خصوصیت اس مہینے کے خدا سے کہ جو مفہوم ہوتی ہے
اوس حدیث قدسی سے کہ جسے شیعہ و سنی نے روایت کیا ہے کہ
جناب باری نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ روزہ میرے ہی
لیئے ہے اور مین لائق تر ہون ساتھ اوسکے بوجہ اوسکے دوری سے
ریا وغیرہ سے یہہ جب ہے کہ اخزی بہ خاء و زاء معجمہ سے پڑہین جیسا
کہ احتمال بعید ہے یا یہہ معنے ہین کہ روزہ میرے ہی لیئے ہے اور مین
جزا دونگا اوسکی اور یہہ جب ہے کہ اجزی بہ صیغہ معروف ساتھ
جیم و زاء معجمہ کے پڑہین اور اگر اس بنا پر اجزی بہ بصیغہ مجہول پڑہین
تو یہہ معنے ہونگے کہ مین خود جزا ہون اوسکی یعنے قرب و منزلت ہو
اور انہین دونون احتمالون کو علامہ مجلسی نے معنون مین اس حدیث
کے ذکر فرمایا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ یہہ نسبت اسلیئے ہو کہ
معلوم ہو جائے کہ رمضان اسماء الٰہی سے ہے جیسا کہ اوسے
روایت کیا ہے محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب کافی مین چند اصحاب

اسنے احمد بن محمد سے احمد بن ابو نصر سے ہشام بن سالم سے سعد بن
سالم سے قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْبَاقِرِ علیہ السلام فَذَکَرْنَا
رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰذَا رَمَضَانُ وَلَا ذَهَبَ رَمَضَانُ
وَلَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاِنَّ رَمَضَانَ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ وَهُوَ
عَزَّ وَجَلَّ لَا یَجِیْءُ وَلَا یَذْهَبُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا شَهْرُ رَمَضَانَ الحدیث
راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ حاضر تہے خدمت بابرکت مین حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام کی پس ذکر کیا ہمنے ماہ رمضان کا پس فرمایا کہ نہ کہو کہ یہہ
رمضان ہے اور نہ یہہ کہ گیا رمضان اور نہ یہہ کہ آیا رمضان پس
بے شبہہ رمضان ایک نام ہے خدا کے نامون مین سے اور وہ
خدا بزرگ و برتر نہ آتا ہے اور نہ جاتا ہے لیکن کہو کہ مہینا رمضان
کا اور تفصیل مقام جلد اول مین کتاب مواعظ لکہنو یعنے
تحفۃ الواعظین مین ہمنے تحریر کی ہے شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ
الشُّهُوْرِ وَاَیَّامُهٗ اَفْضَلُ الْاَیَّامِ وَلَیَالِیْهِ اَفْضَلُ اللَّیَالِیْ وَسَاعَاتُهٗ
اَفْضَلُ السَّاعَاتِ مہینا ہے ایسا مہینا کہ وہی بہتر ہے خدا کی
نزدیک سب مہینون سے اور دن اوسکے افضل ہین سب دنون
سے اور راتین اوسکی بڑہکر ہین سب راتون سے اور گہڑیان اوسکی
بہتر ہین سب گہڑیون سے یعنے فضیلت پورے مہینے کو اور دن
بعض معین جزون یا غیر معین کے سبب سے نہین بلکہ ہر جزو کی وجہ سے
اور ہر جزو کو ہر جزو مقابل پر ترجیح ہر جزو جزو کی وجہ سے اور علے ہذا القیاس
هُوَ شَهْرٌ دُعِیْتُمْ فِیْهِ اِلٰی ضِیَافَةِ اللّٰهِ وَجُعِلْتُمْ فِیْهِ مِنْ

اَهْلِ كَرَامَةِ اللهِ وہ ایسا مہینا ہے کہ مدعو اور مہمان ہوئے ہو تم اوسمین ضیافت و مہمانی خدا کی طرف و گردانے گئے ہو لائق بزرگی خدا کے اَنْفَاسُكُمْ فِيهِ تَسْبِيحٌ سانسین لینا تمہارا اوسمین بمنزلہ تسبیح کے ہے ثواب مین وَنَوْمُكُمْ فِيهِ عِبَادَةٌ اور جین سے سونا قائم مقام رحمت عبادت اوٹھانے کی وَعَمَلُكُمْ فِيهِ مَقْبُولٌ وَدُعَاءُكُمْ فِيهِ مُسْتَجَابٌ اوسمین عمل تمہارا قبول ہے اور دعا مستجاب ہے فَاسْئَلُوا اللهَ رَبَّكُمْ بِنِيَّاتٍ صَادِقَةٍ وَقُلُوبٍ طَاهِرَةٍ اَنْ يُوَفِّقَكُمْ لِصِيَامِهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهِ پس سوال کرو خدا سے سچی نیتون سے اور پاک دلون سے کہ تمہین توفیق دے اوسکے روزون کے اور اپنی کتاب کے تلاوت کی فَاِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ غُفْرَانَ اللهِ فِي هٰذَا الشَّهْرِ الْعَظِيمِ اسلیئے کہ شقی وہی ہے کہ محروم رہے بخشش خدا سے اسی عالی رتبہ مہینے مین وَاذْكُرُوا بِجُوعِكُمْ وَعَطَشِكُمْ فِيهِ جُوعَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَعَطَشَهُ اور یاد کرو اپنی بھوک و پیاس پر اس مہینے مین بھوک اور پیاس روز قیامت کی وَتَصَدَّقُوا عَلَى فُقَرَائِكُمْ وَمَسَاكِينِكُمْ اور صدقہ دو اپنے فقیرون اور مسکینون کو اور عطف سے جدائی فقیر و مسکین کی ثابت ہوتی ہے اور اسپر سب عالمون کا اتفاق ہے کہ یہہ دونون اتنی بات مین یکسان ہین کہ مال اور پیشہ انکا کافی انکے اور انکے عیال کی بسر اوقات کے لیئے نہو لیکن انمین سے کون ایسا ہے کہ بالکل مال اوسکے پاس نہو اور نہ کسیطرح کی معاش نہ رکھتا ہو اور یہی مآل ہے اس اختلاف کا کہ انمین سے زیادہ تنگدست و بے حال و بے چیز کون ہے پس کہا فراء و ثعلب و ابن سکیت نے کہ ان

دونون مین بدتر مسکین ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور ہمارے عالمون مین سے ابن جنید و سلار و شیخ طوسی کا کتاب نہایہ مین بدلیل اس آیہ کے اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ یا مسکین صاحب خاک یعنے خاکسار اور مراد خاکسار سے وہ ہے کہ شدت حاجت و فقر کی وجہ سے روے خاک پر پڑا ہو اور اسلیئے کہ شاعر نے فقیر کے لیئے کسیقدر مال ثابت کیا ہے ایک شعر مین اور اصمعی نے کہا کہ فقیر مسکین سے بھی بڑھکر محتاج ہوتا ہے اور یہی قول شافعی و محمد ابن ادریس و شیخ طوسی کتاب مبسوط و خلاف مین ہے باین وجہ کہ آیۂ زکوۃ مین خدا نے مقدم فقیر ہی کا ذکر کیا ہے اور زیادہ اہتمام اوسکے بارہ مین زیادہ احتیاج پر اوسکی دلالت کرتا ہے اور پیغمبر نے فقر سے تو پناہ مانگی اور مسکینی کے حال زندگی و مردگی وغیرہ مین تمنا کی اور اسلیئے کہ فقر ماخوذ ہے کسر فقار سے یعنے خستگی اور ٹوٹنا پیٹھہ کی گریا کا شدت محتاجی کی وجہ سے اور اگر شاعر نے کسیقدر مال فقیر کے لیئے ثابت کیا تو خدا نے آیہ سفینہ مین کسیقدر مال مسکینون کے لیئے بھی ثابت فرمایا ہے اور موید اسکی روایت معتبر ابو بصیر بھی ہے اور ثمرہ اس اختلاف کا جب ظاہر ہو گا کہ جب تقسیم زکوۃ اصناف و اقسام ہشتگانہ پر کرے یا نذر و وصیت فقیر و مسکین دونون کی لیئے کرے وَوَقِّرُوا كِبَارَكُمْ وَارْحَمُوا صِغَارَكُمْ اور توقیر کرو اپنے بزرگون کی خواہ بزرگ از راہ سن ہون یا از راہ رتبہ مثل عالمون کے اور چھوٹون پر رحم کہا کو ان روزون مین وَصِلُوا اَرْحَامَكُمْ اور صلہ رحم بجا لاؤ بعض عالمون نے ذی رحم اوسیکو قرار

دیا ہے کہ جسکا نکاح حرام ہو اور احوط یہہ ہے کہ جو معروف اوسکے نسب
سے ہو وہ ذی رحم قرار پائے اگرچہ دور کا رشتہ رکھتا ہو اور موئید
اوسکی روایت علی بن ابراہیم قمی ہے تفسیر مین اس آیہ کے فَہَلْ عَسَیْتُمْ
اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَکُمْ پس آیا قریب
ہے کہ اگر حکومت پاؤ تم تو مفسدہ پردازی کرو تم روی زمین پر یا قطع رحم
کرو کہ یہہ نازل ہوا بنی امیہ کے بارے مین اور اون حرکات ناشائستہ کے
کہ جو اون سے صادر ہوئین بہ نسبت ائمہ عکے اور ظاہر یہہ ہے کہ اقل مرتبہ
جسے عرف مین نیکی و احسان کہین اوسکے بھی صادر ہونے سے صلہ رحم
ہو جائے گا وَعَنِ النَّبِیِّ صِلُوْا اَرْحَامَکُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ صلہ رحم بجالاؤ
اگرچہ سلام کرکے وَاحْفَظُوْا اَلْسِنَتَکُمْ اور بچاؤ زبانین اپنی غنا و
فحش و غیبت و کلام ناجائز سے وَغُضُّوْا عَمَّا لَا یَحِلُّ النَّظَرُ اِلَیْہِ
اَبْصَارَکُمْ اور بچاؤ اوس چیز سے کہ نہ حلال ہو نظر اوسکی طرف اپنی آنکھون
کو وَعَمَّا لَا یَحِلُّ الْاِسْتِمَاعُ اِلَیْہِ اَسْمَاعَکُمْ اور اوس چیز سے کہ نہ حلال
ہو بگوش دل سننا اوس کا اپنے کانون کو وَتَحَنَّنُوْا عَلٰی اَیْتَامِ النَّاسِ
یُتَحَنَّنْ عَلٰی اَیْتَامِکُمْ اور رحم کرو یتیمون پر کہ رحم کیا جائے بعد تمہارے
تمہارے یتیمون پر وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ اور توبہ کرو بسوی
خدا گناہون سے اپنے وَارْفَعُوْا اِلَیْہِ اَیْدِیَکُمْ بِالدُّعَاءِ فِی
اَوْقَاتِ صَلٰوتِکُمْ اور دعاؤن کے لیے ہاتھہ اوٹھاؤ اوسکی طرف
نماز کے وقتون مین آج کل یہہ جو اعتراض نیچریون کا مشہور ہوا ہے
کہ باعتقاد اہل اسلام خدا تو ہر جگہہ ہے پھر آسمان کی طرف ہاتھہ اوٹھانا

یعنی حمد و دعا مانگنے مین ہتھیلیان زمین کی طرف کیون نہین کرتے یہہ
قدیم شبہہ ملحدون کا ہے اور مکرر جواب اسکے ہو چکے ہین از بسکہ مقربان
بارگاہ احدیت یعنی ملائکہ جہت فوق مین بالاے آسمان ہین اور اسیطرح
مقامات برگزیدہ وحی و تقدیر تو اسلیئے ہاتھہ بلند کی جاتے ہین اور
انکار کرنا نیچریون کا ملائکہ و جن کا قابل اعتنا نہین کہ خیالی و وہمی باتون
سے حسیات و مشاہدات راستبازون کے کہ جنکی صدق و راستی
ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے باطل نہین ہو سکتی یہہ قطعیات معقول و منقول
سے ہو کہ تشکیک مقابل مین قطعیات کے قابل اعتنا نہین علاوہ یہہ کہ ادلہ
عقلیہ و نقلیہ سب بالاتفاق دلالت کرتے ہین کہ خدای کامل الذات
صفات علو سے موصوف اور انحطاط درجہ سے بری ہے پس بلندی
مقام کہ از راہ عرف عمدہ صفت ہے صفت و رتبہ قول و فعل
و تصریح و اجمال اوسکے لیئے ثابت کیجائے گی پس رفع ید کی وجہ ظاہر
ہے اور خفض ید بے وجہ ہے مگر اونہون نے جو انصاف سے ہاتھہ
اوٹھا لیا تو کچھہ نہین سوجھتا پھر شروع ہر مذہب کی کسیقدر تعبدی
ہوتی ہے اوسمین بحث یعنی چہ اصل بحث مذہب مین چاہیئے جب نبوت
ثابت ہو جائیگی تو ما جاء بہ النبی ص سب واجب الاذعان ہوگا فَاِنَّہَا
اَفْضَلُ السَّاعَاتِ یَنْظُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہَا بِالرَّحْمَۃِ اِلٰی عِبَادِہٖ اسلیئے
کہ وہی وقت نماز بہترین ساعات ہین خدا نظر رحمت کرتا ہے بندون
پر یُجِیْبُہُمْ اِذَا نَاجَوْہُ وَیُلَبِّیْہِمْ اِذَا نَادَوْہُ جواب دیتا ہے اونکا
جب مناجات کرتے ہین اوس سے اور لبیک اجابت

فرماتا ہے جب آواز دیتے ہین اوسے وَیَسْتَجِیْبُ لَهُمْ اِذَا دَعَوْهُ
اور مستجاب کرتا ہے اونکے لیے جبکہ دعا مانگتے ہین وہ اوس سے اَیُّهَا
النَّاسُ اِنَّ اَنْفُسَکُمْ مَرْهُوْنَةٌ بِاَعْمَالِکُمْ فَفُکُّوْهَا بِاسْتِغْفَارِکُمْ
اے لوگون تمھاری جانین گرو ہوگئی ہین تمھارے کامون کے ہاتھہ
پس چھڑالو اونھین اونسے بسبب استغفار کے یہ تشبیہ بلیغ ہے نہ استعارہ
بالکنایہ تخییل کے ساتھہ اور اوسیطرح وَظُهُوْرُکُمْ ثَقِیْلَةٌ مِنْ اَوْزَارِکُمْ
فَخَفِّفُوْا عَنْهَا بِطُوْلِ سُجُوْدِکُمْ اور بوجھا گناہون کا تمھاری پیٹھہ
پر بہت بڑہ گیا ہے پس ہلکا کر ڈالو اوسے سجدہ مین طول دیکے
اسلیے کہ جھکنے بار پیٹھہ کا سامنے آرہتا ہے اور پشت خالی اور ہلکی
ہو جاتی ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی ذِکْرُهٗ اَقْسَمَ بِعِزَّتِهٖ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ
الْمُصَلِّیْنَ وَالسَّاجِدِیْنَ اور یقینی باور کرو کہ خدا نے اپنی عزت کی قسم
کھائی ہے کہ وہ عذاب نکرے گا نمازیون پر اور سجدہ کرنے والون پر
وَاَنْ لَّا یُرَوِّعَهُمْ بِالنَّارِ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
اور نہ دہمکائے گا اونھین آگ سے جسدن تمام عالم کا خدا سے سامنا
ہوگا اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ فَطَّرَ مِنْکُمْ صَائِمًا مُؤْمِنًا فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ
کَانَ لَهٗ بِذٰلِکَ عِنْدَ اللّٰهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ وَمَغْفِرَةٌ لِمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِهٖ
اے لوگون جو کسی مومن کا روزہ کھلوا دیے اس مہینے مین تو خدا
کے نزدیک اوسنے ایسا کام کیا کہ گویا بندہ آزاد کر دیا اور جتنے اوسکے
گناہ گذرے ہین وہ سب اسوجہ سے بخشدیے جائینگے فَقِیْلَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ص لَیْسَ کُلُّنَا یَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِکَ پس عرض کیا گیا

کہ اے پیمبر خدا ہر شخص ہم مین سے کھان روزہ کھلوانے کی
قدرت رکھتا ہے فَقَالَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اِتَّقُوا النَّارَ
وَلَوْ بِشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ پس حضرت نے جواب مین فرمایا کہ بچو آگ سے
اگرچہ ایک کرچ چھواری کی کھلا کر بچو آگ سے اگرچہ ایک گھونٹ پانی
پلاکے اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ خَفَّفَ مِنْکُمْ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ عَمَّا مَلَکَتْ
یَمِیْنُهٗ خَفَّفَ اللّٰهُ عَلَیْهِ حِسَابَهٗ اے لوگون تم مین جو کم کردے
مشقت خدمت اس مہینے مین اپنی کنیز و غلام سے تو کم کر دے گا
خدا اوسکے حساب کو وَمَنْ کَفَّ فِیْهِ شَرَّهٗ کَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ غَضَبَهٗ
یَوْمَ یَلْقَاهُ اور جو باز رکھے بدی اپنی تو باز رکھے گا اوس سے خدا
اپنے غیظ و غضب کو اوسکی ملاقات کے دن وَمَنْ اَکْرَمَ فِیْهِ
یَتِیْمًا اَکْرَمَهُ اللّٰهُ یَوْمَ یَلْقَاهُ اور جو بزرگی دے اوسمین
کسی یتیم کو تو بزرگی دے گا اوسے خدا اپنی ملاقات کے دن وَ
مَنْ وَصَلَ فِیْهِ رَحِمَهٗ وَصَلَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ یَوْمَ یَلْقَاهُ وَمَنْ قَطَعَ
فِیْهِ ~~رَحِمَهٗ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْهُ رَحْمَتَهٗ یَوْمَ یَلْقَاهُ~~ اور جو صلہ رحم کرے
اوسمین تو خدا اوسے صلہ دے گا اپنی رحمت کا خلاصہ یہ کہ اوسنے اپنے
ذی رحم کا صلہ رحم کیا اور اودھر رحمت کا صلہ ملا وَمَنْ قَطَعَ فِیْهِ
رَحِمَهٗ قَطَعَ اللّٰهُ رَحْمَتَهٗ یَوْمَ یَلْقَاهُ اور جسنے قطع رحم کیا تو اوس سے
رحمت اپنی قطع کرے گا خدا اپنی ملاقات کے دن وَمَنْ تَطَوَّعَ
فِیْهِ بِصَلٰوةٍ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ اور جو اپنی خوشی
سے اوسمین نماز پڑھے تو خدا اوسکے لیے براءت آتش جہنم سے

الحمد لیا ہے وَمَنْ اَدّٰی فِیْهِ فَرْضًا كَانَ لَهٗ ثَوَابُ مَنْ اَدّٰی
سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الشُّهُوْدِ اور جو ایک فریضہ بجا
لائے اسمین تو گویا وہ ستر فریضہ بجالایا اور مہینون مین وَمَنْ اَكْثَرَ
فِيْهِ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ ثَقَّلَ اللّٰهُ مِيْزَانَهٗ يَوْمَ تَخِفُّ الْمَوَازِيْنُ
اور جو اوسمین مجھپر زیادہ درود بھیجے تو نیک عمل سے بھاری کریگا
اوسکی ترازو کا پلہ جسدن کہ ہلکے ہونگے سب پلے وَمَنْ تَلَا فِيْهِ اٰيَةً
مِنَ الْقُرْاٰنِ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فِيْ غَيْرِهٖ مِنَ
الشُّهُوْدِ اور جو تلاوت کرے اوسمین ایک آیت قرآن مجید کی تو اوسے
ثواب برابر اوسکے ملیگا کہ جو اور کسی مہینے مین پورا قرآن شریف
ختم کرے اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَبْوَابَ الْجِنَانِ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ مُفَتَّحَةٌ
فَاسْئَلُوْا رَبَّكُمْ اَنْ لَّا يُغْلِقَهَا عَلَيْكُمْ اے لوگون دروازے
بہشتون کے کہلے ہوئے ہین اس مہینے مین فراخون ہوا اونکی چلی
آتی ہے پس عرض کرو اپنے پروردگار سے کہ کبھی نہ بند کرے اونہین
وَاَبْوَابُ النِّيْرَانِ مُغْلَقَةٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّكُمْ اَنْ لَّا يَفْتَحَهَا عَلَيْكُمْ
اور دروازے آتش جہنم کے تیغا کیے ہوئے ہین پس عرض کرو اپنے
پروردگار سے کہ کبھی نہ کہولے اونہین تمہارے لیئے وَالشَّيَاطِيْنُ
مَغْلُوْلَةٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّكُمْ اَنْ لَّا يُسَلِّطَهَا عَلَيْكُمْ اور شیطان
جکڑے ہوئے ہین آجکل پس عرض کرو کہ کبھی اونہین مسلط نہ کرے
خدا تمپر معنے اسکے پہلے اور دوسرے موعظہ مین بتفصیل تمام مذکور ہوئے
اس جگہہ صاحب ذہن وقاد و طبع نقاد مناظر لاجواب ریاست ما

جناب نواب سید محمد سعید خان صاحب بہادر شاگرد رشید جناب واعظ
نے خدمت بابرکت واعظ مین عرض کیا کہ یہہ نیچر لوگ کیسا فرقہ ہے کہ
انہین بالکل شیاطین کے وجود سے انکار ہے بلحاظ اونکے بارے مین
زیادہ تفصیل فرمایئے سرکار شریعت مدار جناب واعظ نے فی البدیہہ
فرمایا کہ یہہ اونکی شیطنت کی باتین ہین مشاہدات و حسیات و تجارب
قطعیہ سے راستبازون کے وجود جن و شیطان کا ثابت ہے اور کتب آسمانی
الٰہی مین منصوص ہے پس مقابل مین قطعی اور اجماعی امرون کی تشکیک
کیونکر مسموع ہو سکتی ہے خلاصہ یہہ کہ یہہ محض سوفسطائیت اونکی ہے
کون عاقل باور کرسکتا ہے کہ جو آگ باعث ہلاکت کا کل ذی حیات
کی ہے اور جو جاندار چیز اوسمین گرے وہ جل بہن کے کباب ہو جاوے
وہی آگ کسی ذی حیات کی باعث زندگی و راحت و فرحت ہو مگر جب
مگر سمندر کو دیکھا تو وہ تعجب جاتا رہا اور جنہون نے نہین دیکھا اونہون
نے بھی بتواتر سنکے یقین بہم پہونچایا پس اسیطرح یہہ لوگ اپنی عقل
ناقص سے وجود جن مین چون و چرا کرتے این استبعاد عقلی پر بنا
رکہکے لیکن صادق اللہجہ نبیون نے اور اماموں نے اونہین بکرات
مرات دیکھا اور مجالست اور معاشرت فرمائی بلکہ خود خدا تعالیٰ نے اپنی
کتاب معجز مین بیان کیا بلکہ اور تجربہ کارون سے موید اوسکے سننا
تو یقین کرنا اوسکا محل تامل نرہا کہ آگ سے ایک اور خلقت نے
خلعت ہستی پہنا ہے کہ وہ قدرت خدا سے شکلین بدلتے رہتے
ہین اور لوگ ان کو اذیت پہونچاتے ہین اور نیچریون کے خیالات خام

کا کیا ذکر کہ وہ لوگ خوشہ چین اور متتبع دہریون کے ہین اگرچہ ابہی
اوس مایۂ تدلیس وتلمیع پر نہین پہونچے کہ جسپر اگلے حکماء دہریہ پہونچکے تہے
اور مقدمات غیب مین کہ جنکا مدار مشاہدے وحس پر ہے پیغمبرون اور
اماموں اور ملائکہ کے ہے بہت کچہہ اون لوگون نے خیالی پلاؤ
پکائے تہے اور وہم کے کباب لگائے تہے لیکن ہمارے متکلمون
نے بیخکنی اون کے خیالات سوداوی کی فرمائی ہے خصوصاً
عماد الاسلام مین حضرت جد امجد نے بخوبی تمام بطلان وفساد اون
مذہب باطل کا ظاہر وآشکار کالشمس علے رابعة النہار فرمادیا ہی
اور ہمنے بہی بہت کچہہ انکی تردید مین اپنی مبسوط کتابون مین کلام
وتفسیر کے لکہا ہے اور یہان تسہیل فہم مخاطبین کے لیئے اسیقدر
کافی ہے کہ ان لوگون کے سامنے اگر بدرچاچ کی ایک مشکل عبارت
یا کسیکا کوئی غیر مشہور معمے یا لغز یا پہیلی رکہدیجائے اور اوسکا مطلب
پوچہا جائے تو دیکہیئے کہ دریائے حیرت مین یہہ کیسے غوطے کہاتے
ہین اور خاک بہی انکی رائے اوسمین کام نہین دیسکتی اور اسیطرح
لیجئے اگر اکثر رذیل پیشون اور کاریگریون کی ملمین پوچہی جائین جیسے
بہانمتی کے تماشے ہوتے ہین تو پہر تماشا انکی عقل رسا کا دیکہیئے کہ
کیسی ٹاپک ٹوئیان مارتی ہے پس جب یہہ آدمیون کا کارخانہ سمجہنے
مین پاگل ہین تو یہہ خدا کے کارخانے مین کیا عقل کو دخل دیسکتے
ہین ع کہ کس نکشود ونکشاید بحکمت این معمے را * کچہہ بہی نہین سب
کہنے کی باتین ہین فقط بات اتنی ہے ع چو ندیدند حقیقت رہ افسانہ

زدند * اور انکا انکار کرنا وجود آسمان کا ویسا ہی باطل ولغو ہی
کہ جیسا انکے بزرگون کو مدت مدید تک یہہ جہل مرکب راسخ رہا کہ خرق
والتیام فلک ناجائز ہے اور اسیطرح خیال تعدد آدم وغیرہ اور
اگر بالکل آزادی اچہی ہوتی تو پہر نادانون اور دیوانون کے
لیئے دانایان فرنگ کالج اور پاگل خانے کا ہے کو بناکے اونہین
پابند تعلیم وتربیت کرتے پس تعلیم وتربیت مذہب حق مین کہ جسکا
مدار عقل قطعی پر ہے کہ بہتر عقل ظنی کے سے ہے جو مبنا حکما کا ہے
چون وچرا کرنا بربناے آزادی یعنے جیہہ ہم بات کا نباہتا تو جب جانین
کہ جب وہ لوگ ظاہر بظاہر عقل کی بیڑیان اور ہتکڑیان اپنے ہاتہہ
اور پاؤن سے نکال کے پہینکدین دانش کے کام سے پاؤن
کہینچلین اور تنگے چتنے لگین اور یہہ تجربہ ہے پہر شریعت
کی پابندی پر اونکا معترض ہونا کہ جو سراسر عقل سلیم سے لبریز ہے
کیا فائدہ علم کلام مین بخوبی ثابت ہوا ہے کہ حسن وقبح اشیاء
عقلی ہے اور یہہ بہی حدیث معتبر مین وارد ہے کہ حضرت آدم نے
ہدیہ عقل ہی پسند کیا اور دین وحیا کو واپس دیا پس اونہون نے
ساتہہ عقل کا نہ چہوڑا اسوجہ سے کہ اپنے تئین تابع وجز لاینفک
عقل سمجہے اور اسی سے مدار تکلیف عقل پر ہے اور اطفال خورد
سال ومجنونون پر کسیطرح تکلیف شرع نہین منتجے یہہ کہ حکماء اور
اتباع اونکے عقل ظنی پر بہی عمل کرتے ہین اور ہمارے مذہب مین
بنا عقل قطعی پر ہے اور عقل ظنی معتبر نہین فان الظن لا یغنی من الحق

شیئا اور یہی مابہ الاختلاف ہے ہمارا اور حکما کا جیسا کہ جناب
رضوانمآب اعلی اللہ مقامہ نے فوائد محمدی جواب پادری فنڈر صاحب حسب
مین بتفصیل بیان فرمایا ہے خلاصہ یہہ کہ ہمارے اعتقاد مین یہ لوگ
کافر و نجس ہین اور جس مسلمان نے ایسے فاسد عقیدے بہم پہونچائے
ہون وہ مرتد ہے اگرچہ کلمہ شہادتین بظاہر زبان پر جاری کرتے
اسلئے کہ کفر کے لیئے فقط انکار ضروری اسلام کافی ہے
مثلا کوئی شخص انکار وجود آسمان و ملائکہ و جنۃ وغیرہ
کرے یا منخنقہ وغیرہ کو حلال جانے تو وہ محکوم بہ کفر
و نجاست ہوگا اور ایسے لوگون کو کچھہ ادعای اسلام یا ایمان و سیادت
مفید نہوگا اور اعانت و محبت اونکی اور اکل و شرب اونکے
ساتھہ اور سیکھنا اونکے فاسد عقیدون کا اور نامربوط دلیلونکا
جائز نہوگا مگر اہل کمال پر واجب کفائی ہے کہ اونکی کتابون سے
اونکے خیالات معلوم کرکے رد کرین اور لوگون کو اونکے ضلال و
اضلال سے بچائین تاوقتیکہ بسبب تقیہ معذور نہون قَالَ اَمِیرُ
الْمُؤْمِنِینَ ع جناب امیر فرماتے ہین فَقُمْتُ وَ قُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ
مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِی ہٰذَا الشَّہْرِ کہ پہر اوٹھا مین اور عرض کی
مینے کہ اے رسول خدا صلعم کون سا کام بہتر سب کامون سے ہے اس
مہینے مین فَقَالَ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِی ہٰذَا الشَّہْرِ
الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ ثُمَّ بَکٰی پس فرمایا کہ اے ابوالحسن بہترین
اعمال اس مہینے مین پرہیزگاری اون چیزون سے ہے کہ جنہین حرام

گردانا ہے خدا تعالی نے یہہ فرما کے رونے لگے **پوشیدہ**
نرہے کہ ورع و پرہیزگاری کی چار مرتبے ہین **پہلی** پرہیزگاری
توبہ کرنے والون کی ہے اور وہ اوسقدر پرہیزگاری ہے کہ
جسکے حاصل ہونے سے آدمی فسق و فجور سے خارج اور درجہ
عدالت پر فائز ہو اور گواہی اوسکی شرع مین قابل قبول ہو
دوسری پرہیزگاری نیکون کی ہے اور وہ بچنا ہے مشتبہ اور دہوکے
کی چیزون سے اسلیئے کہ جو گرد کسی احاطہ کے گھومیگا اور چرتا
پھرے گا تو ضرور لگاوے سے مجبور ہوگا کہ یہہ گھومتے گھومتے کہین اوسکے
اندر نہ چلا جائے قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ دَعْ مَا یُرِیبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیبُکَ
فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ ترک کر اوسے کہ جو دہوکا دے تجھے
اوس چیز تک کہ جو دہوکا نہ دے **تیسری** پرہیزگاری خدا سے
ڈرنے والون کی اور وہ یہہ ہے کہ حلال بات بھی چھوڑ دے خوف
سے اسکے کہ شاید یہہ حرام تک پہونچا وے جیسا کہ جناب رسالتمآب
نے فرمایا کہ لَا یَکُونُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُتَّقِینَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاسَ
بِہٖ مَخَافَۃَ مَا بِہٖ بَاسٌ نہ شمار کیا جائے گا کوئی خدا ترسون مین
جبتک کہ نہ ترک کرے اون چیزون کو بھی کہ جنمین کچھہ مضائقہ نہو ڈر سے
اوس چیز کے کہ جسمین مضائقہ ہو اور مثال اوسکی یہہ ہے کہ بالکل
لوگون کا ذکر کرنا ہی چھوڑ دے اس خوف سے کہ مبادا وہ منجر
بغیبت ہو **چوتھی** پرہیزگاری صدیقون اور راستبازونکی
اور وہ یہہ ہے کہ سوائے خدا کے اور سب سے روگردانی کرے بخوف اسکے

کہ کوئی گھڑی عمر کی ایسی بات مین صرف نہو جائے کہ جسمین مزید قرب
خدا مقصود نہو اگرچہ یہ یقیناً معلوم ہو کہ وہ منجر کسی امر حرام کی طرف نہوگی
اور مراد حضرت پرہیزگاری سے اس خطبہ مین پہلا درجہ ہے اور یہ بیان
ہے کہ دوسرا و تیسرا بھی داخل سمجہا جائے فَقُلْتُ وَمَا یُبْکِیْکَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ حضرت امیر فرماتے ہین کہ مینے عرض کی کہ یہ سبب صحیح
آپ کیون روئے اے رسول خدا فَقَالَ اَبْکِیْ لِمَا یَسْتَحِلُّ مِنْکَ
فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ حضرت نے فرمایا کہ مین رویا دہیان مین لا کر اوس
مصیبت عظیم کو کہ جو تم پر گذرنے والی ہے اس مہینے مین کَاَنِّیْ بِکَ وَاَنْتَ
تُصَلِّیْ لِرَبِّکَ مین بچشم خود گویا تمہین دیکھہ رہا ہون کہ تم مشغول نماز ہو
وَقَدِ انْبَعَثَ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اور ضرور آمادہ ہوا بدترین
خلق خدا شَقِیْقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ ثَمُوْدَ مان جایا اوس شقی کا جسنے ناقہ
ثمود کو پے کیا فَضَرَبَکَ ضَرْبَۃً عَلٰی قَرْنِکَ اور اوسنے سر مبارک
پر تمہارے ضرب لگائے فَخَضَبَ مِنْھَا لِحْیَتَکَ پس سرخ ہوگئی
خضاب خون سے داڑہی تمہاری فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَذٰلِکَ
فِیْ سَلَامَۃٍ مِّنْ دِیْنِیْ مینے عرض کی کہ اے رسول خدا دین تو میرا اوس وقت
صحیح و سالم ہوگا فَقَالَ فِیْ سَلَامَۃٍ مِّنْ دِیْنِکَ فرمایا کہ ہان لو
قَالَ یَا عَلِیُّ مَنْ قَتَلَکَ فَقَدْ قَتَلَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَکَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ
لِاَنَّکَ مِنِّیْ کَنَفْسِیْ وَطِیْنَتُکَ مِنْ طِیْنَتِیْ وَاَنْتَ وَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ
عَلٰی اُمَّتِیْ پہر فرمایا کہ یا علی جسنے تمہین قتل کیا اوسنے مجھے
کیا جسنے تمسے بغض کیا اوسنے مجہسے بغض کیا اسلیئے کہ تم میرے

میری جان و روح کے ہو طینت میری تمہاری ایک ہے تم تو
میرے وصی ہو اور میرے جانشین ہو میری
امت پر فقط
تمت بالخیر

موعظہ ۲۸ شریح کے مکان کا عجیب و غریب قبالہ

عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ قَالَ قَالَ لِي شُرَيْحُ الْقَاضِي اِشْتَرَيْتُ دَارًا بِثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا وَكَتَبْتُ كِتَابًا وَاَشْهَدْتُ شُهُوْدًا عُدُوْلًا عاصم بن بہدلہ کہتے ہین کہ ایک روز مجھسے قاضی شریح اپنی یہہ حکایت بیان کرنے لگے کہ مینے ایک گہر اسّی اشرفی کو مول لیا اور اوسکا قبالہ لکھا اور حسب دستور اوسپر گواہیان لکھوائین فَبَلَغَ ذٰلِكَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَبَعَثَ اِلَيَّ مَوْلَاهُ قَنْبَرًا فَاَتَيْتُهُ پس اسکا اتنا چرچا ہوا کہ جناب امیر ؑ کو بہی پرچا لگا پس حضرت نے قنبر اپنے غلام کو بہیجکے مجہے طلب فرمایا پس حسب الحکم مین حاضر حضور ہوا فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ قَالَ يَا شُرَيْحُ اشْتَرَيْتَ دَارًا پس جب مین داخل دولتکدہ معصوم ہوا تو مجھسے فرمانے لگے کہ کیون شریح کیا تمنے کوئی حویلی لی وَكَتَبْتَ كِتَابًا اور اپنے خیال خام مین پختگی کے لئے قبالہ بہی لکھوا ڈالا وَاَشْهَدْتَ عُدُوْلًا اور معتمد لوگون کو گواہ بہی کر دیا وَوَزَنْتَ مَالًا اور مول تول کرکے قیمت بہی حوالے کر دی فَقُلْتُ نَعَمْ مینے عرض کی کہ یہہ خبر بے کم و کاست صحیح و راست ہے سر مو اسمین فرق نہین قَالَ يَا شُرَيْحُ اتَّقِ اللّٰهَ فَاِنَّهُ سَيَاْتِيْكَ مَنْ لَا يَنْظُرُ فِيْ كِتَابِكَ وَلَا يَسْئَلُ عَنْ بَيِّنَتِكَ فرمایا کہ خدا سے ڈرو کس بہروسے تمنے یہہ طول امل کیا تم خاک نہ سمجہے کہ اس سرائے فانی مین رہنے والے ہو یا یہان سے عنقریب کوچ کرنیوالے کیا تمہین یہہ خبر نہین کہ بہت جلد ایک ایسا دشمن زور آور آنیوالا ہے کہ وہ نہ تو تمہارا قبالہ دیکہیگا اور نہ تمہارے گواہون کی سنیگا اور نہ تمہین مونہہ لگائیگا حَتّٰى يُخْرِجَكَ مِنْ دَارِكَ شَاخِصًا یہانتک کہ

گردنین ہاتہہ دیکے تمہین گہر سے باہر نکالدیگا یعنے آنکہین تو کہلی رہجائینگی اور تم مرجاؤگے اور حمالون کے کندہون کندہون روانہ ہوگے وَيُسْلِمُكَ اِلٰى قَبْرِكَ خَالِصًا اور یونہین ہاتہہ جہاڑکے اوٹہہ کہڑے ہونگے اور وہ خالی ہاتہہ تمہین قبر مین سپرد کر دیگا فَانْظُرْ اَنْ لَا تَكُوْنَ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِكِهَا پس خوب غور سے دیکہہ بہال لو کہین ایسا تو نہو کہ گہر والے کے ولمین تمنے گہر نہ کیا ہو اور دوسرے کو دہوکا دیکر وہ مول لیا ہو دروازہ غصب کا کہولدیا ہو وَوَزَنْتَ مَالًا مِنْ غَيْرِ حِلِّهٖ اور مول تول مین مال حرام صرف کیا ہو فَاِذًا اَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ الدَّارَيْنِ جَمِيْعًا الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ اور ایسی حرکت ناشائستہ کرکے اپنے دونون گہرون کا یعنے دنیا و آخرت کا گہر کہوج کہویا ہو ثُمَّ قَالَ عؑ يَا شُرَيْحُ فَلَوْ كُنْتَ عِنْدَ مَا اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الدَّارَ اَتَيْتَنِيْ فَكَتَبْتُ لَكَ كِتَابًا عَلٰى هٰذِهِ النُّسْخَةِ اِذَنْ لَمْ تَشْتَرِهَا بِدِرْهَمَيْنِ پہر فرمایا کہ اے شریح اگر کہین مول لیتے وقت مجھسے کہدو تو پہر مین ایک ایسا قبالہ لکہدیتا کہ اوسے دیکہہ کے تم اسی دو کوڑی کو بہی نہ پوچہتے قَالَ قُلْتُ وَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ شریح کہتے ہین کہ مینے عرض کی کہ کیا لکہدیتے آپ مجہے اے بادشاہ مومنون کے قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ لَكَ هٰذَا الْكِتَابَ فرمایا کہ مین تجہے یہہ قبالہ لکہدیتا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم باسمہٖ سبحانہ هٰذَا مَا اشْتَرٰى عَبْدٌ ذَلِيْلٌ مِنْ مَيِّتٍ اُزْعِجَ بِالرَّحِيْلِ مِنْهُ کہ شریح بندۂ خاکسار بیٹا بندۂ ذلیل کا ہون از بسکہ مول لیا مینے اوس مردے سے کہ جسے جڑ سے اوکہیڑکے پہینکدیا عدم کے سفر نے اِشْتَرٰى مِنْهُ دَارًا فِيْ دَارِ الْغُرُوْرِ مول لی ایک حویلی کہ جو واقع سرزمین پر غرور و فریب کے ہے

مِنْ جَانِبِ الْفَانِيْنَ اِلٰى عَسْكَرِ الْهَالِكِيْنَ پہلو مین فنا ہونیوالون کے
لشکر تک ہلاک ہونیوالونکے وَجَمِيْعُ هٰذِهِ الدَّارِ حُدُوْدٌ اَرْبَعَةٌ اور محیط ہین
اس گہر کے گرد چار حدین فَالْحَدُّ الْاَوَّلُ مِنْهَا يَنْتَهِيْ اِلٰى دَوَاعِي الْاٰفَاتِ
پہلی حد اوسکی تو جاملی ہے آفتونسے وَالْحَدُّ الثَّانِيْ اِلٰى دَوَاعِي الْعَاهَاتِ
اور دوسری حد ملی ہوئی ہے بیماریون سے وَالْحَدُّ الثَّالِثُ مِنْهَا يَنْتَهِيْ اِلٰى
دَوَاعِي الْمُصِيْبَاتِ اور تیسری حد کی انتہا مصیبتون پر ہے وَالْحَدُّ الرَّابِعُ
مِنْهَا يَنْتَهِيْ اِلَى الْهَوَى الْمُرْدِيْ وَالشَّيْطَانِ الْمُغْوِيْ وَاِلَيْهِ الْبَابُ
اور چوتھی حد کی سوٹہہ بھیڑ اوس ہوا و ہوس سے ہے کہ جو ہلاک کردینے والی ہے
اور اوس شیطان سے کہ جو گمراہ کرنے والا ہے اور اسی طرف دروازہ بہی ہے
پس یہ شیطان گویا اوسکا دربان ہے اِشْتَرٰى هٰذَا الْمُغْتَرُّ بِالْاَمَلِ
مِنْ هٰذَا الْمُزْعَجِ بِالْاَجَلِ جَمِيْعَ هٰذِهِ الدَّارِ مول لیا اس فریفتہ طول امل نے
اوس ہدف تیر اجل سے تمام و کمال یہ مکان بِالْخُرُوْجِ عَنْ عِزِّ الْقُنُوْعِ
وَالدُّخُوْلِ فِيْ ذُلِّ الطَّلَبِ اسی قیمت پر کہ خارج ہوجائے عزت قناعت
سے ذلت طمع مین فَمَا اَدْرَكَ هٰذَا الْمُشْتَرِيْ مِنْ دَرَكٍ فَعَلٰى مُبَلِّيْ اَجْسَامِ الْمُلُوْكِ
وَسَالِبِ نُفُوْسِ الْجَبَابِرَةِ پہر جو کچہ آئندہ خسارا یا مظلمہ خریدنے والے پر
عائد ہوگا اوسکا ذمہ دار وہ ضامن ہے کہ جسنے بوسیدہ کردیا تر و تازہ جسمونکو
شاہنشاہون کے اور فنا کردیا جانون کو سرکشون کے مثل کسری و قیصر
وتبع وحمیر یعنی مثل خسرو عجم اور قیصر روم اور تبع یمن کے اور حمیر کے یعنی قدیم
سلاطین یمن وَمَنْ جَمَعَ الْمَالَ اِلَى الْمَالِ فَاَكْثَرَ اور جو امیر لوگ کہ حرص کے
مارے تلے اوپر مال جمع کرتے ہی چلے گئے کہ صندوق پہٹے پڑتے تہے و بنی فشید

اور قہقہہ دیوار ونکو گچکاری و چونے کاری سے مضبوط ہی کرتے چلے گئے
وَنَجَّدَ فَزَخْرَفَ اور عالیشان عمارتین بنا بنا کے ہمیشہ اونہین چہت گیرون
اور دیوار گیریون اور مسند تکیون سے اور جہجماتے پردون سے سجتے ہی رہے
اور اونپر طرح طرح کی رنگامیزی کرتے رہے اور گل بوٹے بناتے ہی
رہے اور کلسون وغیرہ پر دمکتا ہوا کندن چڑہا یا کیئے بلکہ گویا گنگا جمنی دیوارین
اور شالین تہین وَادَّخَرَ بِزَعْمِهِ لِلْوَلَدِ اور اپنے گمان ناقص مین بہت کچہ
لیئی پونجی اپنے بال بچون کے لیئے بٹور کے رکہہ گئے تہے پس جس مونے
کہ ایسے ایسے لوگون کو دیکہہ بہال ڈالا وہی اس مقدمہ مین ضامن ہے اور
اوسکی گردن پر ہے اِشْخَاصُهُمْ جَمِيْعًا اِلٰى مَوْقِفِ الْعَرْضِ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ اون سبکا اصالۃً حاضر کردینا کچہری مین حاکم
حقیقی کی اور واجب ہے کہ شان کشان لاکے اونہین اوسکے سامنے
کہڑا کردینا اور اوسی محکمہ مین تو یہ پوچہے اپنے کئے کو یوچہینگے ناحق کوشش شَهِدَ
عَلٰى ذٰلِكَ الْعَقْلُ اِذَا خَرَجَ مِنْ اَسْرِ الْهَوٰى گواہ شد عقل بری قید و بند
ہوا و ہوس سے واعظ کہتا ہے کہ شاید اکتفا ایک ہی گواہ پر اس لحاظ
سے ہو کہ تن تنہا اس گواہ کا قول مفید یقین ہے اور بنا بر ایک قول کے بلکہ
ہمارے مختار کے یقین جسطرح حاصل ہو اگرچہ طریقہ معہود شرع کے سوا ہی
ہو تو قاضی کو اوس سے عدول جائز نہین پس اگرچہ ضابطہ کی بات یہی ہو کہ دو گواہ ہون مگر جہان
ایک ہی کے قول سے یقین واثق ہوجاتا تو وہی کافی ہوگا اگرچہ عادل یا مسن بہی نہو اور یہی احتمال
ہو کہ ازبسکہ حیا و ایمان خبر لانیکے اور خادم عقل کے ہین تو یہ ایک ایسا گواہ ہوگا کہ اسکی شہادت سے اسکے نوکر چاکر
بہی شریک گواہی ہین مگر نظر بعین الزوال لاهل الدنیا اور وہ عقل کہ دنیا کی ہیکڑی کو خوب دنیا کی لوگونکو دیکہہ بہال

وَسَمِعَ مُنَادِیَ الزُّهْدِ یُنَادِی فِی عَرَصَاتِہَا اور زہد کے ڈھنڈوریے نے
جو گلی کوچون مین دنیا کی منادی پھیری ہو وہ یہہ کان دہر کے سن جگر ہو
اسطرحکی عقل گواہ ہے اور وہ منادی کی صدا جسپر زہد ڈھنڈورا
بیٹھا پھرا وہ یہہ ہے مَا اَبْیَنَ الْحَقَّ لِذِیْ عَیْنَیْنِ اِنَّ الرَّحِیْلَ اَحَدُ الْیَوْمَیْنِ
یعنے جسکے مونہہ پر آنکھین ہون وہ یہہ تماشا دیکھے کہ حق آفتاب کی طرح چمک
رہا ہے اور وہ یہہ ہے کہ دنیا سے کوچ کا مقام دو دنون مین سے ایک ہی
یعنے ایکدن تو وہ تھا کہ یہہ پیدا ہوا اور سرائے فانی مین آکے بسا اور ایکدن
یہہ ہے کہ سرا کو سونا کر کے کمر کس آستین چڑہا پانچے اوٹھا بوریا بدہنا سنبھال
مردون کی سیندنی کے ساتھہ چل کھڑا ہوا تَزَوَّدُوْا مِنْ صَالِحِ الْاَعْمَالِ
وَقَرِّبُوا الْاٰمَالَ بِالْاٰجَالِ ہان بھائیون چلنے کو تو چلو لیکن یہہ خوب سمجھہ لو کہ
یہہ راہ بڑی کٹھن ہے توشہ نیک کامون کا اور کوتہ آرزوئی کا خوف موت سے
ہمراہ لینا ضرور ہے کچھہ نہین تو کچھہ کھجورین رزق حلال کی کمر سے باندہ لو علم دین کا
پانی بلکہ تھن تلے کا دودھ چھاگلون مین بہر لو مگر چاندنی کے فریب پر نجاؤ نور
معرفت کے آفتاب کو چمک لینے دو تو قدم بڑہانا ابہی ہماری بات کی قدر
نہین جب زحمت سفر اوٹھاؤ گے راہ مین پانی کی بہی بوند نپاؤ گے ٹیڑی
بکڑی گھاٹیون مین بھٹکو گے تنگ و تاریک کوٹھری مین سئے سرا کے بستر
لگاؤ گے تو اوس وقت ہمارے ڈھنڈوری کو یاد کر کے بہت پچتاؤ گے
کہ ہائے ہمنے یہہ کیا کیا کوئی راحت کا سامان ساتھہ نہ لیا **اشارہ** جناب
شیخ فرماتے ہین کہ شاید گھر سے مراد یہہ بدن کا ڈہانچا ہے اور خریدنے والا
نفس انسان ہے کہ جو رات دن اسی اندہیری کوٹھری مین جما بیٹھا ہے اور اوسکے

ایسا بہولا ہے کہ عالم نور اور باغ و بہار کیاریون سے بہشت کے بہی غافل ہے
اور بیچنے والے گویا والدین ہین کہ اونہین کے نطفے سے اس بے ثبات گھر کی نیو
جمی پس وہ دونو گویا راجگیر اس چوپٹ نگری اندہی راج کے ہین اور جیسے
ابتدا اس گھر کی فانیون کی جانب سے ہے انتہا بہی مرنے والون کی لشکر سے ہے
اور بہی قوتین اور پیروی ہوا و ہوس و شیطان بمنزلہ نفس کی آفتون اور
ہلاکتون اور مصیبتون کی ہین کہ جو چارون طرف سے اوسے گہیرے ہین چار دیوار کی
طرح اور دوستی خدا سے باہر ہو جانا اور دوستی سرکش مین در آنا ازبسکہ
بسبب پیروی ہوا و ہوس و ابلیس پر تلبیس کے ہوتا ہے تو اسلئے اس گھر کی
آمد و رفت و نکاس کا پھاٹک اسی رخ مناسب ہوا اور ذلت و رسوائی نفس
کی اور نکلجانا اوسکا اپنی استغنائی ذاتی سے کہ جو عالم نور مین اوسے حاصل
تھا اسی اندہیری کوٹھری مین آنے سے اور اوسکے خریدنے سے حاصل
ہوا تو اسلئے کلام حضرت مین بمنزلہ قیمت قرار پایا کہ جو لوازم سے خریدنے
کی ہے اور ازبسکہ موت ہی کھینچلے محکمہ احکم الحاکمین مین سبکی پہونچانے والی ہے
تو اسلئے حضرت نے اوسے بمنزلہ اوس ضامن کے قرار دیا کہ جو کوتوالی
کے پیادہ کیطرح ہر ایک کو پکڑ دہکڑ کے کچہری مین فیصلے کے لیئے پہونچادیگا
اور ممکن ہے کہ حضرت کی مراد اور کچھہ ہو کہ وہان تک عقل رسا کی رسائی نہین
واللہ اعلم **واعظ** کہتا ہے کہ صورت اس قبالہ کی حسب رواج
زمان شاہی کے یہہ ہوئی

یا فتاح

باسمہٖ سبحانہٗ

فانیکا ہون
حاکم سرائے
باشندہ
ملک عدم کا
ساکن قدیم

منکہ ہدف تیر مرگ بیٹا فوت شدہ موت زدہ کا اور

جوکہ میرا ایک قطعہ خام و ناتمام اسیر چنگل موت کے ہاتھہ بیچا اور یہہ گھر وندا شہر زمین غرور و فریب پر واقع ہے ایک سرا اسکا فنا ہونیوالونسے چلا ہے اور دوسرا کو نا لشکر سے ہلاک ہونیوالونکے ملا ہے اور یہہ گھروندا محدود باین حدود اربعہ ہے

حد شرقی متصل آفتونسے	حد شمالی متصل سرحد سے مصیبتون کے	حد جنوبی متصل سرحد سے بیماریونکے والیہ المیزاب	

حد غربی والیہ الباب منتہی بسرحد ہوا و ہوس و ابلیس پر تلبیس یہہ سب بیٹے برضا و رغبت بدون اجبار حالت عقل و ہوش مین موصی الیہ کے ہاتھہ بیچا اور بہرپور قیمت اوسکی رائج الوقت یعنے نکلجانا عزت قناعت سے اور داخل ہونا ذلت طمع مین جسکا سکہ اس اس چوپٹ نگری اور اندہیری راج مین بیٹھا ہوا ہے اور جسکا حد سی زیادہ یہان چلن ہے خریدار مذکور سے بہر پائے اگر آیندہ میرے وارثون مین سے کوئی طالب مکان ہو تو اوسکی سماعت نہو اور پیش حاکم عذر اوسکا مسموع نہو اور بنا بر مزید احتیاط مینے اپنی طرف سے ایسا زبردست ضامن دیا کہ جسنے نادر شاہ اور احمد شاہ درانی کو نہ چھوڑا چغتائیونکی گردنونکو توڑا تیمور کے

بہی حکومت کو لنگڑا کر کے چھوڑا عالمگیر کے سر پر آفت ڈہائی تانا شاہ کی تانا شاہی خاک مین ملائی نہ اکبر اول کی سنی نہ اکبر ثانی کی مانی غدر و بہادری بہادر شاہ کی بہی نہ جانی منصور خان پر بہی فتح و نصرت پائی سعادت خان کی بہی آتش جنگ بجہائی الماس علی کی رسائی کو کب مانا سعادت علیخان کو باین ہوشیاری طفل مکتب جانا نصیر الدین حیدر کی رعنائی کچہہ اسکے خیال مین نہ آئی وہ ناز و نعمت پرورده صورت زیبا خاک مین ملائی ثریا جاہ کی دینداری و پارسائی بہی دیکہی نہ بہائی بڑے بڑے لشکرون کا اسی نے بکہیڑا پاک کیا ایک دم مین بکہیڑ خاک کیا پتہورا کا محل ویران کیا تاج بی بی کا روضہ لبہایا اونکا محل سنسان کیا موتی محل کے آب و تاب کہودی چہتر منزل کی عزت گومتی مین ڈبودی قیصر باغ کے وہ مجمع پہر کبہی کسیکو خواب مین بہی نہ دکہائے رہبس نحس کے جلسے کیا جلد خاک مین ملائے خلاصہ یہہ کہ کبہی کسیکو جسکے ظلم سے نجات نہین آئی ہے اوسی ظالم کو مینے ضامن کیا کہ اگر کسی طرحکا خرخشہ نکلے تو یہہ ہم سبکو حاکم حقیقی کی بہری کچہری مین کہینچ لیجائے کردار بد کی سخت سزا دلوائی اور زہد کے ڈہنڈوری سے بہی اسکی قبضہ گلی گلی ڈہونڈا پہر وایا سبکو یہہ فرمایا کہ مکان تو پایا مگر کچہہ ہاتہہ نہ آیا آج تو اسنے اسی بسایا کل سنسان ویران کردیگا عدم کی راہ لیگا کاش نیک عمل سے کچہہ فکر زاد راہ کرتا آج تجہ کو عمل کا انجام سوچ کے دل سے آہ بہرتا خاک ایسی جگہہ گہر بنایا کہ جہان است دم بہر قرار نہین ایک لمحہ دیر کرنے پر اختیار نہین فقط

العبد
ہدف تیر اجل بقلم خود

موعظہ ۲۹ انتیسوان

احکام مین زکوۃ فطرہ وغیرہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکثر علماء کو التزام ہے کہ اخیر کی تاریخون مین ذکر زکوۃ فطرہ و احکام نماز عید و طریقہ وداع ماہ صیام بیان فرماتے ہین بناءً علیہ ذکر زکوۃ فطرہ وغیرہ مناسب حال ہے عَنْ ھِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ عَنِ الصَّادِقِ ع فِی الْحَدِیْثِ قَالَ نَزَلَتِ الزَّکٰوۃُ وَلَیْسَ لِلنَّاسِ مَالٌ وَاِنَّمَا کَانَتِ الْفِطْرَۃُ ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذیل مین ایک حدیث کے روایت کی ہے کہ اوس جناب نے فرمایا کہ جب زکوۃ کا حکم آیا تو لوگون کے پاس مال نہ تھا فقط اوس زمانہ مین زکوۃ فطرہ دیجاتی تھی وَعَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْفِطْرَۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مَنْ یَعُوْلُ اور اوسی جناب سے ہے کہ زکوۃ فطرہ ہر عیالدار پر واجب ہے وَعَنْہُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ مَنْ اَدّٰی زَکٰوۃَ الْفِطْرَۃِ تَمَّمَ اللہُ بِھَا مَا نَقَصَ مِنْ زَکٰوۃِ مَالِہٖ اور اوسی

جناب سے نے حضرت امیر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ اونھون سے نے
فرمایا کہ اگر اتفاقاً کسی کے زکوٰۃ مال مین کچھہ نقص بھی رہجائے گا تو زکوٰۃ فطرہ
اوسکی تکمیل کردیگی وعنہ علیہ السّلام مِنْ تَمَامِ الصَّوْمِ اِعْطَاءُ الزَّكٰوةِ
يَعْنِي الْفِطْرَةَ كَمَا اَنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ لِاَنَّهٗ مَنْ صَامَ وَلَمْ يُؤَدِّ الزَّكٰوةَ فَلَا صَوْمَ لَهٗ
اِذَا تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا وَلَا صَلٰوةَ اِذَا تَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَدَأَ بِهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ قَدْ اَفْلَحَ
مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى او . اوسی جناب سے ہے کہ تتمہ
روزہ دینا زکوٰۃ یعنے فطرہ کا ہے جیسا کہ درود بھیجنا جناب رسالتمآب
پر تتمہ نماز ہے . اسلئے کہ روزہ معتبر نہین اوسکا جسنے فقط روزہ تو رکھا
لیکن فطرہ نہ دیا عمداً دیدہ و دانستہ اور نماز معتبر نہین اوس شخص کی کہ جو درود
بھیجنا ترک کرے بے شبہہ مزید اہتمام کے لئے خدا نے ابتدا زکوٰۃ ہی سے
کی قبل نماز کے یعنے نماز پر بھی اوسے مقدم رکھا پس فرمایا قَدْ اَفْلَحَ
مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بے شبہہ رستگار ہوا جسنے کہ
زکوٰۃ فطرہ کو دیا اور یاد کیا اپنے مربی کے نام کو پس نماز پڑھی یعنی
نماز عید وعنہ مَنْ خَتَمَ صِيَامَهٗ بِالْقَوْلِ الصَّالِحِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ
تَقَبَّلَ اللّٰهُ عَنْهُ صِيَامَهٗ فَقِيْلَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا الْقَوْلُ الصَّالِحُ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ قَالَ الْقَوْلُ الصَّالِحُ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ اِخْرَاجُ الْفِطْرَةِ اور اوسی جناب سے ہے کہ جو ختم کرے اپنے روزے
نیک بات اور نیک کام پر تو خدا اوسکے روزے قبول کریگا کہا گیا کہ اے فرزند

رسولخدا وہ نیک بات اور نیک کام کیا ہے فرمایا کہ نیک بات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
کی گواہی دینا ہے اور نیک کام فطرہ نکالنا وعنہ ایضاً فی قولہٖ عزّ وجلّ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ قَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
اور اوسی جناب سے منقول ہے تفسیر اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ الآیہ مین یعنے برپا
کرو نماز اور دو زکوٰۃ فرمایا کہ وہ زکوٰۃ فطرہ ہے کہ جسے خدا نے مومنین پر
فرض کیا وعن مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَمَّا يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ
فِيْ اَهْلِهٖ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرَةِ قَالَ تَصَدَّقْ عَنْ جَمِيْعِ مَنْ تَعُوْلُ اور محمد بن
مسلم کہتا ہو کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے پوچھا مینے کہ مرد پر کیا
فطرہ واجب ہے اپنے اہل وعیال کیطرف سے حضرت نے فرمایا کہ عیال
مین ہر شخص کیطرفسے فطرہ دینا صاحب عیال کو لازم ہے وَرُوِيَ اَنَّهٗ
خَطَبَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَقَالَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ
يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاَدُّوْا فِطْرَتَكُمْ فَاِنَّهَا سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ وَفَرِيْضَةٌ وَاجِبَةٌ
مِنْ رَبِّكُمْ اور منقول ہے کہ روز عید فطر حضرت امیر علیہ السّلام نے خطبہ
مین فرمایا یاد کرو خدا کو تا کہ وہ یاد کرے تمہین اور دعا مانگو اوس سے تا کہ
مستجاب کرے وہ اور ادا کرو فطرہ اپنا کہ وہ طریقہ ہے تمہارے نبی کا اور
فریضہ واجب ہے تمہارے خدا کیطرفسے وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَخَتَمَهٗ بِصَدَقَةٍ وَغَدَا اِلَى الْمُصَلّٰى بِغُسْلٍ
رَجَعَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ اور فرمایا جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ
جو روزہ رکھے ماہ رمضان کا اور تمام کرے اوسے صدقہ دینے پر اور جائے
مصلّی اور محراب عبادت مین باغسل تو وہان سے واپس آئیگا حالانکہ سب گناہ

اوسکے بخشے گئے ہون وعن ابراہیم ابن عبد الحمید قال سالت ابا الحسن ع
عن صدقۃ الفطرۃ واجبۃ ھی بمنزلۃ الزکوۃ فقال ھی مما قال اللہ
اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وھی واجبۃ اور ابراہیم بن عبد الحمید نے
حضرت امام موسی کاظم ع سے پوچھا کہ صدقہ فطرہ بھی زکوۃ مالی کے طرح واجب ہے
یا نہین پس فرمایا کہ فطرہ بھی داخل ہے خدا کے اس قول مین کہ برپا کرو نماز
اور ادا کرو زکوۃ اور وہی فطرہ واجب ہے واعظ کہتا ہے کہ اسطرح کی تعبیرین
مشعر ہین اسکے کہ امر وجوب کے لیے ہے جیسا کہ اکثر اصولیین کا قول ہے
اور یہی اظہر ہے وسئل ابو عبد اللہ ع عن رجل یاخذ من الزکوۃ
علیہ صدقۃ الفطرۃ قال لا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
پوچھا گیا کہ جو شخص خود زکوۃ لیتا ہو یعنے بسبب استحقاق شرعی تو آیا اوسپر
لازم ہوگا صدقہ فطرہ دینا یا نہین حضرت نے فرمایا نہین وعن الباقر ع
لیس علی من لا یجد ما یتصدق بہ حرج اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے ہے کہ جو صدقہ فطرہ دینے کو محتاجی کے سبب کچھہ نہ پائے تو اوسے کچھہ
حرج نہین وسئل ابو ابراہیم ع عن الرجل المحتاج علیہ صدقۃ الفطرۃ
فقال لیس علیہ فطرۃ اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا
کہ محتاج پر فطرہ ہے یا نہین حضرت نے فرمایا نہین وعن یزید بن فرقد
قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام علی المحتاج صدقۃ الفطرۃ
قال لا اور یزید بن فرقد کہتا ہے کہ عرض کی مینے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے کہ آیا محتاج پر صدقہ فطرہ لازم ہے یا نہین فرمایا کہ نہین
وقیل لابی عبد اللہ ع قال لمن تحل الفطرۃ قال لمن لا یجد ومن حلت

لہ لم تحل علیہ ومن حلت علیہ لم تحل لہ اور حضرت امام جعفر صادق ع
سے عرض کیا گیا کہ کسکے لئے حلال ہے فطرہ یعنے کسے فطرہ لینا حلال ہے اور کون اوسکا
مستحق ہے فرمایا کہ جو کچھہ نپائے یعنے محتاج ہو اور جسکے لیے حلال ہوگا فطرہ
اوسپر حلال نہوگا اور جسپر حلال نہوگا اوسکے لئے حلال ہوگا وقال فضیل بن یسار
لابی عبد اللہ ع علی من قبل الزکوۃ زکوۃ فقال اما من قبل زکوۃ المال فان
علیہ زکوۃ الفطرۃ ولیس علیہ لما قبلہ زکوۃ ولیس علی من یقبل الفطرۃ
فطرۃ اور فضیل بن یسار نے عرض کی خدمت بابرکت حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام مین کہ جو زکوۃ لے اوسپر زکوۃ واجب ہوتی ہے یا نہین حضرت نے
فرمایا کہ جو زکوۃ مال لے اوسپر زکوۃ فطرہ ہوتی ہے اور جو حصہ اوسنے زکوۃ مین سے
قبول کیا ہے اوسکی زکوۃ مالی اوسپر نہین یا یہہ کہ قبل قبول جو فطرہ دے ہین
وہ اوسپر عائد نہونگے اور فقر کے سبب فطرونکا قضا کرنا لازم نہوگا اور جو فطرہ قبول
کرے اوسپر فطرہ نہین واعظ کہتا ہے کہ حر عاملی علیہ الرحمہ نے اس حدیث
کے دو محمل بیان کیئے ہین ایک یہہ کہ محمول استحباب پر ہو دوسرے
یہہ کہ اسقدر تمول حاصل ہو بسبب زکوۃ پانے سے اور یہہ احتمال ثانی خالی
رجحان سے نہین جیسا کہ ظاہر عبارت حدیث اوسکی مشعر ہے وقال ابو عبد اللہ
تحرم الزکوۃ علی من عندہ قوت السنۃ وتجب الفطرۃ علی من عندہ
قوت السنۃ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حرام ہے
زکوۃ اوس شخص پر کہ جسکے پاس قوت سال بھر کی ہے اور فطرہ بھی اوسی پر
واجب ہے وعنہ صدقۃ الفطرۃ علی کل راس من اہلک الصغیر والکبیر
والغنی والفقیر والحر والمملوک اور اوسی جناب سے ہے کہ فطرہ ہر شخص پر ہے

تیرے اہل وعیال سے چھوٹا ہو یا بڑا تونگر ہو یا محتاج اور آزاد ہو یا مملوک
وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَلرَّجُلُ لَا یَکُوْنُ عِنْدَہٗ شَیْءٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ
اِلَّا مَا یُؤَدِّیْ عَنْ نَفْسِہٖ مِنَ الْفِطْرَۃِ وَحْدَھَا اَیُعْطِیْہِ غَرِیْبًا عَنْھَا اَوْ یَاْکُلُ ھُوَ وَعِیَالُہٗ قَالَ یُعْطِیْ بَعْضَ عِیَالِہٖ ثُمَّ یُعْطِی الْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِہٖ
یُرَدِّدُوْنَھَا فَتَکُوْنُ عَنْھُمْ جَمِیْعًا فِطْرَۃٌ وَاحِدَۃٌ اور اسحاق بن عمار نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ جسکے پاس فقط اسیقدر
ہو کہ وہ فقط اپنی طرف سے فطرہ دے سکے تو اوسمین سے کسی غریب کو دے
یا خود وعیال اوسکے اوسمین سے کہائین فرمایا کہ وہی ایک فطرہ بعض عیالکو
ہاتہہ مین دے اور وہ دوسرے کے ہاتہہ مین دے اور یونہین سب دست بدست
اور ہاتون ہاتہہ اوسے پہرائین کہ وہ ایک ہی فطرہ سب کیطرف سے کافی ہوگا اور سبکو
ثواب ملیگا پوشیدہ نرہے کہ یہ حدیث وجوب پر نص نہین بلکہ استحباب
پر جیسا کہ شیخ علیہ الرحمہ نے بہی افادہ فرمایا ہے وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ تَجِبُ الْفِطْرَۃُ
عَلٰی کُلِّ مَنْ تَجِبُ عَلَیْہِ الزَّکٰوۃُ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ فطرہ واجب ہوتا ہے ہر اوس شخص پر کہ جسپر زکوۃ واجب ہوتی ہو
وَقَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا زَکٰوۃَ عَلَی الْیَتِیْمِ حضرت امام رضا علیہ السلام نے
فرمایا کہ یتیم پر زکوۃ نہین پوشیدہ نرہے کہ بعض علما کے کلام سے ثابت
ہوتا ہے کہ عرفًا حقیقی اطلاق یتیم کا زمان بلوغ تک ہے اور وہی مراد اس
حدیث مین ہے اور عدم وجوب بسبب عدم تعلق تکلیف کے ہے جیسا کہ مخفی
وَعَنْہُ عَ فِیْ مَمْلُوْکٍ یَمُوْتُ عَنْہُ مَوْلَاہُ وَھُوَ عَنْہُ غَائِبٌ فِیْ بَلْدَۃٍ اُخْرٰی
وَفِیْ یَدِہٖ مَالٌ لِمَوْلَاہُ وَیَحْضُرُ الْفِطْرَۃُ اَیُزَکِّیْ عَنْ نَفْسِہٖ مِنْ مَالِ مَوْلَاہُ

وَقَدْ صَارَ لِلْیَتَامٰی قَالَ نَعَمْ اور اوسی جناب سے منقول ہے اوس مملوک کے
بارےمین کہ جسکا مالک جسے جدا انتقال کرے اور وہ غلام اوس سے دوسرے
شہر مین غائب ہو اور اوسکے قبضہ مین اوسکے مالک کا کچھ مال ہو اور فطرہ کا وقت
آپہونچے آیا وہ اپنا فطرہ بہی اوسی مال آقا سے دیگا حالانکہ وہ خود منتقل ہو گیا
ہو ملک مین چند یتیمون کے حضرت نے فرمایا کہ ہان شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے
فرمایا کہ یہ حدیث محمول ہے مرگ ولی پر بعد ہلال شوال کے اوسی وجہ سے
کہ جسکا سابق مین ذکر ہوا وَعَنْ صَفْوَانَ الْجَمَّالِ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَ
عَنِ الْفِطْرَۃِ فَقَالَ عَنِ الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ عَنْ کُلِّ اِنْسَانٍ
مِنْھُمْ صَاعٌ مِنْ حِنْطَۃٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ زَبِیْبٍ اور صفوان
جمال سے منقول ہے کہ پوچھا مینے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے
باب مین پس فرمایا کہ فطرہ نکالنا چاہیے ہر خورد و بزرگ و آزاد و مملوک کیطرف سے
فی کس ایک صاع یعنے پونے تین سیر سیر شاہی سے ایک چہٹانک کم تین سیر
تقریبًا سیر انگریزی سے گیہون مین سے یا خرمے یا منقے مین سے وَسَاَلَ
عُمَرُ بْنُ یَزِیْدَ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَ عَنِ الرَّجُلِ یَکُوْنُ عِنْدَہُ الضَّیْفُ مِنْ اِخْوَانِہٖ
فَیَحْضُرُ یَوْمَ الْفِطْرِ یُؤَدِّیْ عَنْہُ الْفِطْرَۃَ فَقَالَ نَعَمْ اَلْفِطْرَۃُ وَاجِبَۃٌ
عَلٰی کُلِّ مَنْ یَعُوْلُ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْکٍ
اور پوچھا عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوس شخص کے
بارےمین کہ جسکے پاس کوئی مہمان آیا ہو اوسکے بہائیون مین سے پس وہ آموجود ہو
روز عید فطر اوسکا بہی دیا جائیگا یا نہین حضرت نے فرمایا کہ ہان فطرہ ہر
عیالدار پر عیال کیجانب سے ہے مرد کیطرف سے یا عورت کی صغیر سے یا کبیر سے

آزاد ہو یا مملوک ہے وعن عبد الرحمن بن الحجاج قال سألت أبا الحسن الرضا عن رجل ينفق على رجل ليس من عياله إلا أن يتكلف له نفقته وكسوته أتكون عليه فطرته قال لا إنما تكون فطرته على عياله صدقة دونه وقال العيال الولد والمملوك والزوجة وأم الولد اور عبد الرحمن بن حجاج سے منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نفقہ بھیجے کسی اور شخص کے پاس غیر عیال میں سے محض بوجہ تبرع آیا اسپر اوسکا فطرہ ہوگا یا نہیں فرمایا کہ نہیں بلکہ عیال ہی کا فطرہ اوسپر ہوگا نہ اوس دوسرے شخص کا اور فرمایا کہ مراد عیال سے فرزند ہے اور مملوک اور زوجہ اور صاحب اولاد حرم شیخ حر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہہ جب ہی کہ وہ دوسرا شخص عیال مین داخل نہو بلکہ بطور ہدیہ و تحفہ کے کچھ اوسکو پاس بھیجا ہو واعظ کہتا ہے کہ یہہ عبارت حدیث سے ظاہر ہے بقید ليس من عياله پس تعرض چندان ضرور نتہا بلکہ محض مزید تفہیم کے لیے لکھا گیا وعن إسحاق بن عمار قال سألت أبا عبد الله عن الفطرة إلى أن قال الواجب عليك أن تعطي عن نفسك وأبيك وأمك وولدك وامرأتك وخادمك اور اسحاق بن عمار سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کا سوال کیا یہانتک کہ حضرت نے فرمایا کہ تجھپر واجب اسقدر ہے کہ تو اپنا اور اپنے ماں باپ اور اولاد و ملازم کا فطرہ دے واعظ کہتا ہے کہ یہہ اوس ملازم اور خدمتگار کے متعلق ہے کہ جو داخل عیال ہو اور کھانا اوسکا ساتھہ ہو اور جو بطور مکاری و مزدور کام کر دیتا ہو ایکی اجرت و مزدوری پر تو ظاہر اوسکی طرف سے فطرہ دینا لازم

نہین گو کہ احوط ہے وقال أبو عبد الله لمعتب اذهب فأعط عن عيالنا الفطرة وعن الرقيق واجمعهم ولا تدع منهم أحدا فإنك إن تركت منهم إنسانا تخوفت عليه الفوت قلت وما الفوت قال الموت اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے معتب سے کہ جو کارندہ و داروغہ حضرت کا تھا فرمایا جا کے ہمارے کل عیال و اطفال و مملوکوں کی طرف سے فطرہ دیدے اور خبردار اون میں سے کوئی بچنے نپائے نہیں تو اوسپر اندیشہ فوت و موت کا ہے وقال أبو عبد الله كل من ضممت إلى عيالك من حر أو مملوك فعليك أن تؤدي الفطرة عنه اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جسے تو اپنے عیال مین شریک کرلے خواہ وہ آزاد ہو یا مملوک پس لازم ہے تجھپر اوسکا بھی فطرہ دینا وقال عليه السلام يؤدي الرجل زكوة الفطرة عن مكاتبه ورقيق امرأته وعبده النصراني والمجوسي وما أغلق عليه بابه اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ ادا کریگا ہر شخص زکوۃ فطرہ اپنے اوس غلام کیطرف سے بھی کہ جس سے لکھا پڑھی ہوگئی ہو کہ جب اسقدر مال تو حاصل کر کے پہونچا دیگا تو آزاد ہو جائیگا اور زوجہ کے غلام کیطرف سے بھی و عیسائی اور مجوسی غلام کیطرف سے بھی اور جسپر کہ وہ اپنا دروازہ بند کرے یعنے گھر کے اندر جو جو لوگ ہوں اون سبکی طرف سے فطرہ دینا پڑیگا وقال يؤدي الرجل زكوة الفطرة عن مكاريه ومكاتبه اور اوسی جناب نے فرمایا کہ آدمی اپنی مکاری یعنے کرایہ دینے والیکا مثل جمال وغیرہ کے اور غلام کا بھی فطرہ دینا پڑیگا واعظ کہتا ہے کہ یہہ حدیث مکاری کے باب مین یا محمول استحباب پر ہے یا اس امر پر کہ اوسے داخل عیال کر لیا ہو اور

سعاہر مین کہانا اوسکا حق اجرت مین اپنے ذمہ پر عائد کرلیا ہو وَقَالَ
اَبُوعَبْدِ اللّٰہِ اِنَّ الْفِطْرَۃَ عَنْ کُلِّ حُرٍّ وَمَمْلُوْکٍ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ خِفْتَ
عَلَیْکَ الْفَوْتَ قُلْتُ وَمَا الْفَوْتُ قَالَ الْمَوْتُ قُلْتُ اَقْبَلَ الصَّلٰوۃِ اَوْ
بَعْدَھَا قَالَ اِنْ اَخْرَجْتَھَا قَبْلَ الظُّھْرِ فَھِیَ فِطْرَۃٌ وَاِنْ اَخْرَجْتَھَا بَعْدَ
الظُّھْرِ فَھِیَ صَدَقَۃٌ وَلَا یُجْزِیْکَ قُلْتُ فَاُصَلِّی الْفَجْرَ وَاَعْزِلُھَا فَیَمْکُثُ
یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ اٰخَرَ ثُمَّ نَتَصَدَّقُ بِھَا قَالَ لَا بَاْسَ ھِیَ فِطْرَۃٌ اِذَا
اَخْرَجْتَھَا قَبْلَ الصَّلٰوۃِ قَالَ وَھِیَ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ مُحْتَاجٍ اَوْ
مُوْسِرٍ یَقْدِرُ عَلَی الْفِطْرَۃِ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے کہ فطرہ ہر آزاد و مملوک کیطرف سے ہوتا ہے پس اگر نہ دیگا تو تجہپر اندیشہ
فوت کا ہوگا راوی کہتا ہے مینے پوچھا کہ فوت کیا ہے فرمایا کہ موت
مینے عرض کی کہ قبل نماز یا بعد نماز فرمایا کہ اگر قبل نماز ظہر روز عید تونے
اوسے نکالا ہے تو وہ فطرہ ہے اور بعد نماز ظہر پہر وہ صدقہ مین داخل ہو
اور فطرہ مین محسوب نہین اور برات ذمہ مین کافی نہوگا مینے عرض کی کہ
نماز صبح پڑہ کے جدا کردون فطرہ کو فطرہ دینے کی نیت سے پس وہ ایکروز
یا زیادہ رکہا رہے پہر وہ مستحق کو دیدون فرمایا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ وہ داخل
فطرہ ہے جبکہ قبل نماز تونے اوسے اس نیت سے نکالا ہے اور فرمایا کہ
وہی فطرہ واجب ہے ہر مسلمان پر محتاج ہو یا تونگر جبکہ فطرہ پر قدرت رکہتا ہو
یعنی ایسا محتاج نہو کہ بالکل فطرہ پر اوسے قدرت ہی نہو اور منزاوار ہے
کہ فقیر سے مراد وہ شخص لینا چاہیے کہ معتدبہ امارت نرکہتا ہو گو کہ مالک
مؤنت سنہ کا بقدر ضرورت ہو یا یہہ کہ بطور استحباب فطرہ دینا عائد فرمایا ہو

وَقَالَ خ ہ فی ف مَرْوِیٌّ اَصْحَابُنَا اَنَّ مِنْ اَضْیَافِ اِنْسَانًا طُوْلَ شَھْرِ رَمَضَانَ
وَتَحَمَّلَ بِعِیَالَۃٍ لَزِمَتْہُ فِطْرَتُہٗ اور فرمایا شیخ علیہ الرحمہ نے کتاب خلاف
مین کہ روایت کی ہی ہمارے اصحاب نے یعنے اثنا عشری راویون اور عالمون
نے کہ جو شخص ضیافت کرے کسی کی ماہ رمضان مین اور کفالت کرے بطور
اوسکے عیالداری کے تو لازم ہوگا اوسپر فطرہ اوسکا بہی وَسُئِلَ اَبُو الْحَسَنِ
الرِّضَا عَنِ الْفِطْرَۃِ کَمْ یُدْفَعُ عَنْ کُلِّ رَاْسٍ مِنَ الْحِنْطَۃِ وَالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرِ
وَالزَّبِیْبِ قَالَ صَاعٌ بِصَاعِ النَّبِیِّ ؐ اور پوچھا گیا حضرت امام رضا علیہ السلام
سے کہ فی کس کسقدر فطرہ دیا جاوے گیہون اور جو اور خرمے اور منقے مین سے
فرمایا کہ ایک صاع بقدر صاع پیغمبر کے وَعَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْفِطْرَۃُ صَاعٌ
مِنْ حِنْطَۃٍ وَصَاعٌ مِنْ شَعِیْرٍ وَصَاعٌ مِنْ تَمْرٍ وَصَاعٌ مِنْ زَبِیْبٍ وَاِنَّمَا
خَفَّفَ الْحِنْطَۃَ مُعَاوِیَۃُ اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ فطرہ بقدر ایک
صاع کے ہے گیہون مین سے اور اوسیقدر جو اور خرمے اور منقے مین سے
اور نہین تخفیف کی گیہون مین مگر معاویہ نے واعظ کہتا ہے پس
جن روایتون مین یہہ وارد ہے کہ گیہون مین بقدر نصف صاع کے فطرہ
واجب ہے پس وہ محمول تقیہ پر ہی بقرینہ تخفیف معاویہ کے جیسا کہ گزر گیا
تخفیف عثمان کے جیسا کہ اور ایک روایت مین حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے ماثور ہے وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْھَمَدَانِیِّ قَالَ اخْتَلَفَتِ
الرِّوَایَاتُ فِی الْفِطْرَۃِ فَکَتَبْتُ اِلٰی اَبِی الْحَسَنِ ؑ صَاحِبِ الْعَسْکَرِ اَسْاَلُہٗ عَنْ
ذٰلِکَ فَکَتَبَ اَنَّ الْفِطْرَۃَ صَاعٌ مِنْ قُوْتِ بَلَدِکَ عَلٰی اَھْلِ مَکَّۃَ وَالْیَمَنِ
وَالطَّائِفِ وَاَطْرَافِ الشَّامِ وَالْیَمَامَۃِ وَالْبَحْرَیْنِ وَالْعِرَاقَیْنِ وَفَارِسَ

وَالْاَهْوَازِ وَكِرْمَانَ تَمْرٌ وَعَلٰى اَهْلِ اَوْسَاطِ الشَّامِ زَبِيْبٌ وَعَلٰى اَهْلِ الْجَزِيْرَةِ وَالْمُوْصِلِ وَالْجِبَالِ كُلِّهَا بُرٌّ اَوْ شَعِيْرٌ وَعَلٰى اَهْلِ طَبَرِسْتَانَ الْاَرُزُّ وَعَلٰى اَهْلِ خُرَاسَانَ الْبُرُّ اِلَّا اَهْلَ مَرْوٍ وَالرَّيِّ فَعَلَيْهِمُ الزَّبِيْبُ وَعَلٰى اَهْلِ مِصْرَ الْبُرُّ وَمَنْ سِوٰى ذٰلِكَ فَعَلَيْهِمْ مَا غَلَبَ قُوْتُهُمْ وَمَنْ سَكَنَ الْبَوَادِيَ مِنَ الْاَعْرَابِ فَعَلَيْهِمُ الْاَقِطُ وَالْفِطْرَةُ عَلَيْكَ وَعَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ الْحَدِيْثَ

اور ابراہیم بن محمد ہمدانی سے منقول ہے کہ مختلف ہوئی روایتین فطرہ کے باب مین پس مینے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا کہ اوسمین سوال کیا تہا اسی امر سے پس لکہا حضرت نے کہ فطرہ بقدر ایک صاع کے ہے قوت شہر سے تیرے مکہ اور یمن اور طائف اور اطراف شام اور یمامہ اور بحرین اور عراقین اور فارس اور اہواز و کرمان کے باشندونپر خرما ہے اور اوساط شام کے لوگونپر منقے ہین اور جزیرے اور موصل اور کل پہاڑون کے رہنے والونپر گیہون ہین یا جو اور طبرستان والونپر چانول ہین اور خراسان والونپر گیہون ہین مگر مرو اور ری کے باشندے کہ اونپر بہی منقے ہین اور مصریون پر گیہون ہین اور سوا انکے اور جو لوگ ہون اونکی جو قوت غالب ہو اور جو عرب دیہاتی ہین اونکا فطرہ پنیر ہے اور فطرہ دینا تجہپر بہی لازم ہے اور کل لوگونپر اور ظاہر ہے کہ یہہ تخصیص اسوجہ سے ہے کہ اجناس مذکورہ قوت غالب ہی بلاد مسطورہ کے تہی اور شیخ حر علیہ الرحمہ نے اوسی استحباب پر محمول کیا ہے اور یہہ بہی محتمل ہے وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرَةِ فَقَالَ اَلتَّمْرُ اَحَبُّ اِلَيَّ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ تَمْرَةٍ نَخْلَةً فِي الْجَنَّةِ اور عبد اللہ بن سنان نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ذیل مین ایک حدیث کے کہ سوال کیا گیا حضرت سے صدقہ فطرہ کے باب مین پس فرمایا کہ خرما دوست تر ہے نزدیک میرے پس بدرستیکہ تیرے لیئے ہر خرمے کے بدلے ایک درخت ہے بہشت عنبر سرشت مین وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَاَنْ اُعْطِيَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْطِيَ صَاعًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْفِطْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ بُرٍّ فِيْهِمَا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک صاع خرمے کا دینا بہتر ہے میرے نزدیک ایک صاع سونیکے دینے سے یا ایک صاع گیہون کے دینے سے جیسا کہ دوسری روایت مین ہے اور احتمال ہے کہ بسبب قوت غالب ہونے کے خرمے کے مدینہ مین یا یہہ کہ بوجہ کثرت فضیلت خرما مستثنی اوس حکم عام سے ہے اور جہانپر کہ گیہون قوت غالب ہو وہان بہی فضیلت خرمے کی غالب ہیگی ہر قوت غالب سے جیسا کہ شیخ حر وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے اور غالب ہے کہ احتمال ثانی اولی ہو بقرینہ ذکر ذہب کے فافہم اور احوط یہہ ہے کہ خرمے اور گیہونمین جو بیش قیمت زیادہ ہو اوسکے حساب سے فطرہ مین ایک صاع کی قیمت دے تاکہ دوسرا اوسمین مندرج ہو جائے اور ایسے مقام مین عین جنس سے فطرہ نہ دے اور جس مقام پر خرما قوت غالب ہو گیہون سے وہان بلا تامل اکتفا خرمے پر ہر چند کم قیمت بہی گیہون سے ہو کافی و وافی ہے اور موید تفوق ثانی وہ روایت ہے کہ اوسی جناب سے ماثور ہے اَلتَّمْرُ فِي الْفِطْرَةِ اَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ لِاَنَّهُ اَسْرَعُ مَنْفَعَةً وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا وَقَعَ فِيْ يَدِ صَاحِبِهِ اَكَلَ مِنْهُ یعنے خرما فطرہ مین دینا سب سے بہتر ہے کہ بہت جلد نفع اوسکا او

ثمرہ مترتب ہو کہ مستحق اوسے ہاتھہ مین لیتے ہی تناول کرتا ہے اور قریب باین مضمون بہت سی حدیثین اصول مین منقول ہین اور موید اسکے وہ عمومات ہین کہ جو فضیلت شیرینی مین وارد ہین اور یہہ کہ رغبت اوسکی طرف علامات ایمان سے ہے علاوہ یہہ کہ اونمین تفرقہ نہین کیا گیہون کے مرجوح ہونمین اوسکی قوت غالب یا غیر غالب ہونمین اور ترک استفصال دلیل عموم ہے او عین اجناس کے بدلے اونکی قیمت کا کافی ہونا محل تامل نہین بلکہ اخبار کثیرہ معتبرہ سے ثابت ہو عن محمد بن اسمعیل البزیع قال بعثت الی ابی الحسن الرضا ع بدراہم لی ولغیری وکتبت الیہ اخبرہ انہا من فطرۃ العیال فکتب بخطہ قبضت چنانچہ محمد بن اسمعیل بزیع کہتا ہے کہ مینے خدمت بابرکت حضرت امام رضا علیہ السلام مین کچھ درہم اپنی طرف سے اور اورون کیطرف سے بھیجے اور بذریعہ عرضداشت یہہ خبر تحریر کی کہ وہ میرا اور میرے عیال کا فطرہ ہے پس حضرت نے قبض الوصول اور رسید اوسکی اپنے دست حق پرست سے لکھہ بھیجی وعن علی بن راشد قال سالتہ عن الفطرۃ لمن ہی قال للامام قال قلت لہ فاخبر اصحابی قال نعم من اردت ان تطہرہ منہم وقال لا باس بان تعطی وتحمل ثمن ذلک ورقا اور ابو علی بن راشد سے منقول ہے کہ سوال کیا مینے اونسے کہ فطرہ کسکے لئے ہے فرمایا امام کے لئے مینے کہا کہ پھر مین اسکی خبر دون اپنے اصحاب کو یعنے شیعونکو فرمایا کہ ہان جسے مناسب جان اور فرمایا کہ قیمت وغیرہ مین کچھ حرج نہین مراد امام کے لئے ہونے سے یہہ ہو کہ فطرہ امام کے پاس حاضر کرنا چاہیئے کہ وہ موافق شرع مستحقون کو

پہونچادے اسلیئے کہ وہ اعرف احکام شرع سے ہے وعن ایوب بن نوح قال کتبت الی ابی الحسن ع ان قوما یسألونی عن الفطرۃ ویسألونی ان یحملوا قیمتہا الیک وقد بعثت الیک ہذا الرجل عام اول وسألنی ان اسألک فانسیت ذلک وقد بعثت العام عن کل راس من عیالہ بدرہم علی قیمۃ تسعۃ ارطال بدرہم فرأیک جعلنی اللہ فداک فی ذلک فکتب الفطرۃ قد کثر السؤال عنہا وانا اکرہ کل ما ادی الی الشہرۃ فاقطعوا ذکر ذلک واقبض ممن دفع لہا وامسک عمن لم یدفع اور ایوب بن نوح سے منقول ہے کہ لکہا مینے حضرت ابو الحسن علیہ السلام کو کہ ایک گروہ پوچھتا ہے مجھسے حال فطرہ کا اور اوسکی قیمت آپکو پاس بھیجنے کو اور بھیجا تہا مینے آپ کے پاس اوس شخص کی طرف سے پہلے سال کہ درخواست کی تہی اوسنے آپ سے پوچھنے کی لیکن مین بہول گیا اور اس سال مینے اوسکے عیال مین سے ہر شخص کیطرف سے ایک درہم نو رطل کی قیمت مین دیا ہے پس جیسی آپکی رای ہو فدا ہون مین آپ پر سے پس حضرت نے تحریر فرمایا کہ فطرہ کے متعلق شیعون کے بہت درخواستین گزری ہین اور ہر شہرہ ہی اور نام آوری کی بات مجھے مکروہ معلوم ہوتی ہے پس ایسا ذکر قطع کرنا چاہیئے اور جو شخص برضا و رغبت دیگا مین لے لونگا اور جو نہ دیگا اوس سے اعراض کرونگا وعن اسحق بن عمار الصیرفی قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام جعلت فداک ما تقول فی الفطرۃ یجوز ان اودیہا فضۃ بقیمۃ ہذہ الاشیاء التی سمیتہا قال نعم ان ذلک انفع لہ یشتری ما یرید اور اسحاق بن عمار صیرفی سے منقول ہو کہ مینے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ پر سے مین فدا ہون جن چیزونکا
آپ نے نام لیا اگر اونکی قیمت بهر مین چاندی فطرہ مین دون توکیسا فرمایا
کہ ہان یہہ زیادہ نافع ہے مستحق کے حق مین کہ وہ جو چیز چاہیگا مول لے لیگا
وَقَالَ لَا بَاسَ بِالْقِيمَةِ فِي الْفِطْرَةِ اور ایک حدیث مین اوسی جناب نے
فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین فطرہ مین قیمت وغیرہ سے وَعَنْهُ اَيْضًا اِعْطَاءُ
الْفِطْرَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ وَبَعْدَهَا صَدَقَةٌ اور اوسی جناب سے ہے
کہ فطرہ دینا قبل نماز عید افضل ہے اور بعد اوسکے داخل صدقہ مین ہے وَاَيْضًا
عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْفِطْرَةِ مَتٰى هِيَ فَقَالَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ قُلْتُ
فَاِنْ بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ بَعْدَ الصَّلٰوةِ قَالَ لَا بَاسَ نَحْنُ نُعْطِيْ عِيَالَنَا ثُمَّ
يَبْقٰى فَنُقَسِّمُهُ اور اوسی جناب سے منقول ہے کہ سوال کیا گیا وقت فطرہ سے
کہ وہ کب ہے پس فرمایا کہ قبل نماز روز فطر راوی کہتا ہے یعنے عرض کیا
کہ اگر کچھ بچ رہے بعد نماز کے توکیسا پس فرمایا کہ کچھ حرج نہین ہم اپنے عیالکے
ہاتھہ مین فطرہ دیتے ہین پہر وہ تادیر رکہا رہتا ہے پہر ہم اوسے تقسیم کرتے
ہین شیخ رح نے فرمایا کہ عیالکے دینے سے مراد جدا کر رکہنا ہے فطرہ کا وفی
مُضْمَرَةِ اِسْحٰقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْفِطْرَةِ فَقَالَ اِذَا عَزَلْتَهَا فَلَا يَضُرُّ
مَتٰى اَعْطَيْتَهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَوْ بَعْدَهَا اور حدیث مضمر اسحاق بن عمار مین
ہے کہ اونسے پوچہا مینے حال فطرہ پس فرمایا کہ جب تو اوسے علحدہ کر رکہے تو
کچھ ضرر نہین جب چاہے مستحق دے قبل نماز کے یا بعد اوسکے وَقَالَ عَ الزَّكٰوةُ
الْفِطْرَةِ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ زکوۃ فطرہ واسطے فقیرون اور مسکینون کے ہے یعنے جو کہ قادر قوت

سال پر نہون اور واجب الفطرہ نہون جیسا کہ سابق مین بہی گذرا وَقَالَ عَ
لَا يَنْبَغِيْ اَنْ تُعْطٰى زَكٰوتَكَ اِلَّا مُؤْمِنًا یعنے اور فرمایا اوسی جناب نے زکوۃ
غیر مومن کو نہ دینا چاہیے وَكَتَبَ الرِّضَا عَ اِلَى الْمَامُوْنِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ
فَرِيْضَةٌ اِلٰى اَنْ قَالَ وَلَا يَجُوْزُ دَفْعُهَا اِلَّا اِلٰى اَهْلِ الْوِلَايَةِ اور حضرت
امام رضا علیہ السلام نے مامون ملعون کو لکہا کہ زکوۃ فطرہ کی واجب ہے
یہانتک کہ فرمایا نہ دینا چاہیے وہ مگر شیعونکو وَعَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ
سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَ عَنْ زَكٰوةِ الْفِطْرَةِ فَقَالَ تُعْطِيْهَا الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنْ
لَمْ تَجِدْ مُسْلِمًا فَمُسْتَضْعَفًا وَاَعْطِ ذَا قَرَابَتِكَ مِنْهَا اِنْ شِئْتَ
اور مالک جہنی سے منقول ہے کہ پوچہا مینے حضرت امام محمد باقر ؑ سے حال
زکوۃ فطرہ پس فرمایا کہ اہل اسلام کو دے اور اگر وہ بہم نہ پہونچے تو مستضعفین کو
دے نہ متعصبونکو اور اگر جی چاہے تو عزیزون کو دے سکتا ہے وَقَالَ الصَّادِقُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ لِاَهْلِ الْوِلَايَةِ اِلَّا اَنْ لَا تَجِدَ هُمْ فَلِمَنْ لَا يَنْصِبُ
وَلَا تَنْقُلْ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ فطرہ شیعون کے لئے ہے اور اگر اونہین نپائے تو سنیون مین
غیر ناصبی کے لئے یعنے جو اہلبیت سے دشمنی نہ کرتا ہو اور متعصب نہو اور
فطرہ کو ایک مقام سے دوسرے مقام کیطرف نقل نکرو وَقَالَ عَ اَلْاِمَامُ
اَعْلَمُ يَضَعُهَا حَيْثُ يَشَاءُ وَيَضَعُ فِيْهَا مَا رَاٰى اور اوسی جناب نے فرمایا
کہ امام واقف تر ہے دیگا اوسے جسے چاہیگا اور موافق اپنی رای عالم
ارائے جو اوسمین مناسب سمجہیگا ویسا کریگا پس حضور ی امام مین خود
اوسکے پاس یا نائب خاص پاس فطرہ پہونچانا چاہیئے جیسا کہ زمان

غیبت مین اوسکے نائب عام یعنے مجتہد کے پاس پہونچانا چاہیئے
جیسا کہ آخوند صاحب نے زاد المعاد مین تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات سے
مستفاد ہوتا ہے کہ مستحق فطرہ مین عدالت شرط ہے پس احوط یہ ہے
کہ اگر غیر عادل شیعونکو یا مستضعف سنیون کو دینے کی ضرورت ہو اور
ثقات مومنین موجود نہون تو لڑکون کو جو غیر بالغ اور
غیر رشید ہون فطرہ دے بلکہ ثقات مومنین
کی اولاد غیر ممیزین کو اونکو بدلے
بہی دینا مزید احتیاط
ہے

واللہ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ الحقیر المذنب میر علی رضا

موعظہ تیسوان

شرح مین فقرات دعای وداع کے اور بحث روح اللہ کے
معنو مین اور قصۂ نزول مائدہ کا اور کچہہ احکام نماز عید کے اور
وداع ماہ رمضان عنوان لطیف سے اور یہہ موعظہ از بسکہ اوس
روز پڑہا گیا کہ جس روز جناب عالم عامل مولوی شاہ
ارشاد حسین صاحب قبلہ یادش بخیر نے پاتراب سفر
کربلای معلّی کا کیا تو اسمین ایک لطیف
اشارہ اونکی ترخیص کا بہی
ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کل مینے دو امرون کے ذکر کا وعدہ کیا تہا ایک وداعِ ماہِ صیام دوسرے
عید کا بیان اور وداع مین یہہ اشکال کیا گیا ہے کہ غیر ذوی العقول سے
باتین کرنا اور مخاطب ہونا خلافِ عقل ہی اور ظاہر ہے کہ زمانہ ذوی العقول مین
نہین ہی ماہ صیام کے وداع کرنیکی ہدایت ائمہ ہدیٰ نے کیون فرمائے
اور جواب اسکا کئی طرح سے ہو سکتا ہے عرب مین بہت رواج ہے
کہ کہین التزامی معنی مراد لیتے ہین اور زبانِ اُردو مین بہی ایسا ہی ہوتا ہے
چنانچہ کہتے ہین فلان شخص حاتم ہے اور یہہ وسے مراد نہین کہ حقیقت مین
وہ حاتم طائی ہے بلکہ عرفاً جو امر حاتم کو لازم تہا وہ اسمین بہی پایا جاتا ہے
یعنی سخاوت لہذا مجازاً اوسی حاتم کہتے ہین حاتم مین اسقدر جہ سخاوت تہے
کہ جب وہ مرا تو اوسکے بہائی نے اوسکی وضع کو نباہنا چاہا پس اوسکی مان نے

کہا کہ ہرگز تو اسکی فکر نہ کر اوسنے کہا کہ جو حاتم کا باپ تہا وہی اوس شخص کا باپ ہے
اور اوسکی مان میری مان ہے پہر مجہہ مین اور اوسمین کیا فرق ہے اوسکی
طرح مین بہی سخاوت کر سکتا ہون پس اوسکی مان نے کہا کہ حال حاتم کا یہ تہا
کہ جب مین چاہتی تہی کہ اوسے دودہ پلاؤن تو وہ ہرگز دودہ نہ پیتا تہا جبتک کہ
دوسرا لڑکا شریک نہ کیا جائے اور تیرا یہہ حال تہا کہ اگر دوسرا لڑکا تیرے
دودہ پینے کے وقت اتفاق سے گہر مین آ جاتا تہا تو ایسی شورش کرتا تہا
اور غل مچاتا تہا کہ جبتک وہ ہٹا نہ لیا جاوے جبتک تو چین نہ لیتا تہا اور
یہہ مضمون تاریخی بالعرض مذکور ہوا اور مقصود اس سے یہہ ہے کہ وداعِ
ماہِ صیام کو لازم ہے اظہارِ تاسف بابت امتثال امرِ آلہی یعنے صوم سے اور حرمانِ
زوالِ اوس برکت سے کہ اوٹہہ جانے سے پس وہی بیان مقصود ہے نہ اصل
تودیع و ترخیص ماہ صیام اور عمدہ طریقہ ترخیص ماہِ صیام کا پڑہنا دعاے
وداعِ صحیفہ سجادیہ کا ہے اسلیے کہ کلامُ الامام امامُ الکلام اور مناسب
مقام یہہ ہے کہ مختصر طور پر چند فقرہ ان کا اوس دعا کے ترجمہ پڑہین تا کہ مومنین
بالاجمال کیقدر معانی سے بہی واقف رہین اور دعا پڑہنے کیوقت انہین
مضامین کا تصور رکہین تا کہ زیادہ حضورِ قلب اور توجہ دل ہو معصوم
فرماتے ہین اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ جَعَلْتَ مِنْ صَفَايَا تِلْكَ الْوَظَائِفِ
وَخَصَائِصِ تِلْكَ الْفُرُوْضِ شَهْرَ رَمَضَانَ خداوندا اور تو نے گردانا
انہین برگزیدہ وظیفون سے اور خاص فریضون سے یعنے جسکی وجہ سے
خاص امتِ نبی کو فضیلت دی ہے امتون پر روزہ ماہِ مبارک رمضان ہے
رمضان مشتق ہے رمض بالتحریک سے اور شدتِ تمازتِ آفتاب کو لغت

عرب مین رمض کہتے ہین جیسا کہ قاموس وغیرہ مین ہے وجہ تسمیہ مین دو
احتمال ہین یا یہہ کہ جیسا شدت تمازت آفتاب سے ہین پیاس کا غلبہ
ہوتا ہے اسی طرح اس مہینے مین روزون کے سبب سے پیاس کی شدت
ہوتی ہے پس اس وجہ سے اسکا نام رمضان رکھا یا یہہ کہ عرب نے
مہینونکا نام رکہتے وقت لحاظ فصل موجود کا کیا تہا اور یہہ مہینہ از بسکہ اوس
سال گرمیکی شدت مین پڑا تہا اسلیئے اسکا نام حسب حال فصل رمضان کہا
بعض احادیث معتبرہ امامیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان نام خدا کا ہی
پس یہہ نہ کہو کہ رمضان آیا یا رمضان گیا اسلیئے کہ یہہ رجوع کرتا ہی اسطرف
کہ خدا آیا اور خدا گیا حالانکہ آنا جانا مخصوص جسمانیات سے ہے اور خدا مبرا ہے جسم و
لوازم جسم سے ہے وہ سب کہین ہی یعنے اوسکی قدرت اور کہین نہین ہے
یعنے بطور جسمانیات چنانچہ بعض روایات مین وارد ہے کہ حضرت موسی کے پاس
ایک فرشتہ آیا انہون نے پوچہا کہ تو کہان سے آتا ہے اوسنے کہا مشرق سے
خدا کے پاس سے پہر دوسرا آیا اور اوس سے جو انہون نے پوچہا تو اوسنے
کہا کہ مین مغرب سے خدا کے پاس سے آتا ہون پہر ایک ساتوین آسمان سے
اور ایک ساتوین طبقی سے زمین کے اور سب نے ایسا ہی بیان کیا پس حضرت
موسی ؑ نے فرمایا کہ تسبیح کرتا ہون مین خدا کی کہ جسکی قدرت ہر جگہہ ہے کسی مقام کو
اوس سے خصوصیت نہین بلکہ سب جگہہ یکسان وہ موجود ہے یعنے اوسکی قدرت
اور پہر وہ کہین نہین یعنی اوسکی ذات کی شان سے کوئی مکان خاص نہین اسلیئے کہ وہ
لامکان ہے اور جسمونکی طرح محتاج اور مکین کسی مکان کا نہین ہوتا الحاصل
احادیث مین یہہ منع ہی کہ کوئی کہے کہ رمضان یعنے خدا آیا یا گیا بلکہ یہہ کہو کہ

شہر رمضان یعنی خدا کا مہینہ اگرچہ سب مہینے مقرر کیئے ہوئے
خدا کے ہین مگر تخصیص اسکی نسبت کا اور اضافت دینا خدا کیطرف اسکی فضیلت
کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ ادنی اونی کاریگرون کی تعریف کے
وقت اونکی عمدہ ہی کاریگریان بیان ہونگی نہ اونی چہ جائیکہ صناع کن مکان
کہ جسکی صناعی سب سے بہتر و بالاتر ہے اور اسی لیئے کہتے ہین پروردگار آسمان
وزمین اور یہ کوئی نہین کہتا کہ پروردگار سگ وخوک گو کہ وہ پروردگار کل کا ہے
اور ہر چند کہ یہہ محاورہ سب زبانون مین مروج ہے لیکن زبان عربی اور
عبرانیمین تو نہایت متعارف و مروج ہے اور اسکی بہت نظیرین ہین مثلاً
سب گہر خدا کے ہین مگر مسجد کہ جو سب گہرونسے افضل و اعلی ہے لہذا اوسی نسبت
خدا کیطرف دیتے ہین اور خانۂ خدا کہتے ہین اور اسی طرح کعبہ کو بیت اللہ او خانۂ
خدا کہتے ہین اور باوجودیکہ تمام جانور چرندہ و پرندہ اور درندہ خدا کے بنائے
ہوئے ہین مگر ناقۂ صالح از بسکہ عجیب و غریب طور پر اور بعنوان اعجاز پیدا ہوا تہا
اور اکمل و افضل افراد سے تہا تو اسلیئے اوسکی نسبت خود خدا کیطرف کی گئی
قرآن مجید مین اور ناقۃ اللہ کا اوسپر اطلاق ہوا اور ہر چند سب روحین خدا کی
پیدا کی ہوئی ہین مگر حضرت عیسی کی پیدائش جو نئے طور پر ہوئی اور نئے طور سے
اونکے بدنمین اونکی روح جاگزین ہوئی لہذا عیسی ؑ کو روح اللہ کہتے ہین لیکن
اس سے یہہ مطلب نہین کہ معاذ اللہ عیسی مین روح خدا کی ہے بلکہ فقط
اظہار شرف کے لیئے نسبت ہی خدا کیطرف اور انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ
بدنون کو مس کرکے باعجاز اونمین سے ارواح خبیثہ اور جنون کو حضرت
عیسی خارج کرتے تہے اصبع اللہ یعنی انگشت خدا سے اور طور کو جبل اللہ

اور بیت المقدس کو بیت اللہ کہاہے اور ید اللہ و وجہ اللہ اور ابن شیطان
وغیرہ مجازات شائعہ توریت و انجیل سے ہے اور اوائل کتاب [illegible] سے
مستفاد ہوتا ہے کہ بعد اوام یعنے آدم حضرت آدم کے بیٹون سے یعنے دختران
قابیل سے اولاد خدا نے یعنے اولاد شیث نے قرب کیا اور اونسے گبوریم
یعنے جبارین پیدا ہوئے عظمت و برتری و سروری و عالی ہمتی اونمین خدا کی
طرف سے آئی اور بدی اور سرکشی قابیل کیجانب سے پس نیکون کو پسر خدا سے تعبیر
کیاہے اور بدون کو پسر آدم سے **حکایت** ایکبار حسب اتفاق ہوا کہ
پادری سنگی صاحب اور پادری بریٹر صاحب لکھنؤ مین میری ملاقات کو آئے
اور دیر تک مباحثہ رہا اثنا مین اونکے یہہ بہی ذکر آیا کہ عیسی پسر خدا ہین مینے
کہا کہ سفر الخلیفہ سے ثابت ہوتاہے کہ یہہ لقب کل اولاد شیث کا اور بقول بعض
اولاد آدم کا ہے حضرت عیسی بہی سلسلہ مادری سے منتہی حضرت شیث کیطرف
ہوتے ہین پس البتہ سزاوار لقب مذکور موافق محاورہ قدیم کے مجازا ہونگے
نہ اس راہ سے کہ یہہ حقیقی بیٹے خدا کے ہے نعوذ باللہ من ذلک اور اگر ایسا ہی
ہو کہ حضرت عیسی خدا کے بیٹے ہون تو پہر مریم خدا کی کون ہونگی **حکایت**
ایکبار مین علیل تہا حسب اتفاق پادری فلکس صاحب بہادر جواب بنارس مین
مقیم ہین میری عیادت کو آئے اور بعد استخبار حال و تعارفات معمولی کے
مزاحا کہنے لگے کہ اگر آپ عیسی پسر خدا پر ایمان لاوین تو بیماریان آپ سے بہت دور
ہوین مینے کہا کہ جب ہم باپ کا ایمان لائے تو پہر بیٹونکی کیا حاجت باپ کا
ساتہہ چہوڑ کے کس مونہہ سے ہم بیٹے کا ساتہہ دین اب تو جسکے ہو رہو اوسیکے
ہوئے **حضرت فرماتے ہین** اَلَّذِی اخْتَصَصْتَهُ مِنْ سَائِرِ الشُّهُورِ

وَتَخَیَّرْتَهُ مِنْ جَمِیعِ الْاَزْمِنَةِ وَالدُّهُورِ یعنی وہی ماہ رمضان کہ جسے چن لیاہے
تو نے اے بار الہا تمام مہینون مین سے اور اختیار کر لیاہے یعنے پسند کر لیاہے تمام
زمانون اور وقتون سے وَآثَرْتَهُ بِمَا اَنْزَلْتَ فِیهِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالنُّورِ وَضَاعَفْتَ
فِیهِ مِنَ الْاِیمَانِ وَفَرَضْتَ فِیهِ مِنَ الصِّیَامِ وَرَغَّبْتَ فِیهِ مِنَ الْقِیَامِ وَاَجْلَلْتَ
فِیهِ لَیْلَةَ الْقَدْرِ الَّتِی هِیَ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ اور چنندہ کر لیا تو نے اوسے
بسبب نازل فرمانے قرآن شریف کے اوسمین وہ قرآن کہ جو نور مجسم ہے
اور دوچند کرلیے ایمان اسکے اور واجب گردانی روزون اور رغبت دلائی
نماز کیواسطے اور اوسکی بزرگی دینی کی بسبب اوس شب جلیل القدر کے کہ جو ہزار
مہینون سے بہتر ہے ثُمَّ آثَرْتَنَا بِهِ عَلَی سَائِرِ الْاُمَمِ وَاصْطَفَیْتَنَا
بِفَضْلِهِ دُونَ اَهْلِ الْمِلَلِ پہر ترجیح دی تو نے ہمین بسبب اوس مہینے کے
اگلی امتون پر اور برگزیدہ کیا ہمین ساتہہ اوسکی فضیلت کے بجز اور امتون کے
یعنے اگلی امتون کے لوگ اس شرف سے محروم تہے کہ اونکے لیئے عام طور پر
ماہ رمضان کے روزے نہ تہے بلکہ خاص نبیون پر واجب ہوتے تہے
اور نہ سابق مین شب قدر تہی بلکہ خاص ہمین لوگونکو خدا نے اس شرف سے
مشرف فرمایا فَصُمْنَا بِاَمْرِكَ نَهَارَهُ وَقُمْنَا بِعَوْنِكَ لَیْلَهُ مُتَعَرِّضِینَ
بِصِیَامِهِ وَقِیَامِهِ لِمَا عَرَّضْتَنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِكَ وَتَسَبَّبْنَا اِلَیْهِ مِنْ
مَثُوبَتِكَ وَاَنْتَ الْمَلِیُّ بِمَا رُغِبَ فِیهِ اِلَیْكَ الْجَوَادُ بِمَا سُئِلْتَ مِنْ فَضْلِكَ
الْقَرِیبُ اِلَی مَنْ حَاوَلَ قُرْبَكَ پس روزہ رکہا ہمنے بسبب تیرے حکم کے
اوسکے دنون مین اور تیری مدد سے برپا کی نماز ہمنے راتون کو اور ان
سب عبادتون سے مقصود اصلی ہمارا وہی امر تہا کہ جسکی طرف بڑہایا تو نے

ہمین یعنے رحمت تیری اور جسکی طرف وسیلہ جوئی کی تھی ہمنے یعنے ثواب تیرا اور
حال یہہ ہے کہ تو قادر و توانا ہے ساتھہ اوس متاع کے کہ جسمین رغبت کی گئی
ہو تیری طرف اور بڑا سخی ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ سوال کیا گیا تجھہ سے تیرے
فضل و کرم سے اور بہت قریب ہے اوس شخص سے کہ جو ارادہ کرتا ہے تیرے
قرب کا اس فقرہ مین اشارہ ہے کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
یعنے ہم قریب تر ہین اوس سے یعنے انسان سے رگ جان سے بھی زیادہ

حکایت

حکایت ایکبار صحبت رشید نا رشید مین کچھہ لوگ علمای اہلسنت سے جمع
ہوئے اور مقابل امام رضا علیہ السلام مین اونہون نے فضیلت ابوبکر اس
حدیث سے ثابت کی کہ جبرئیل امین پیغمبر خدا کے پاس آئے اور کہا کہ جناب
اقدس الٰہی بعد ہدیہ درود و سلام فرماتا ہے کہ مین تو ابوبکر سے راضی ہون
مگر تم ابوبکر سے دریافت کرو کہ وہ مجھہ سے راضی ہے یا نہین حضرت نے
وہ جواب فرمایا کہ جسکا یہہ خلاصہ تہا کہ باتفاق فریقین جو حدیث مخالف کتاب
خدا ہو وہ قابل قبول نہین قرآن مین تو یہہ ہے کہ ہم بندہ سے قریب تر رگ
جان سے ہین پس باوجود ایسے قرب کے اور عالم الغیبی کے کیونکر خدا کو لاعلمی
خوشنودی و آزردگی خلافت مآب سے ہوئی کہ اوسنے اتنی دور و دراز راہ سے
یعنے لامکان سے بذریعہ ملک و پیغمبر حال خلیفہ صاحب کا دریافت کر بھیجا
فَقَدْ اَقَامَ فِیْنَا ہٰذَا الشَّہْرُ مَقَامَ حَمْدٍ وَصَحِبَنَا صُحْبَۃَ مَبْرُوْرٍ اور جنکی
بہت اچھی طرح یہہ مہینا ہمارے پاس مقیم رہا اور قابل تعریف کے اونبت
اچھی طرح اسنے ہماری مصاحبت و رفاقت کی وَاَرْبَحَنَا اَفْضَلَ اَرْبَاحِ
الْعَالَمِیْنَ اور سب سے زیادہ ہمین اسنے نفع اور فائدہ دیا ثُمَّ قَدْ فَارَقَنَا

عِنْدَ تَمَامِ وَقْتِہٖ وَانْقِطَاعِ مُدَّتِہٖ وَوَفَاءِ عَدَدِہٖ اور اپنا وقت اور مدت
اور مقدار پوری کر کے وہ ہمین چھوڑ چلا اور اوسنے سفر کی راہ لی فَنَحْنُ مُوَدِّعُوْہُ
وِدَاعَ مَنْ عَزَّ فِرَاقُہٗ عَلَیْنَا وَاَوْحَشَنَا انْصِرَافُہٗ عَنَّا وَلَزِمَنَا لَہُ الذِّمَامُ
الْمَحْفُوْظُ وَالْحُرْمَۃُ الْمَرْعِیَّۃُ وَالْحَقُّ الْمَقْضِیُّ پس ہم رخصت کرتے ہین اوسے
اوس مہمان کیطرح کہ جسکی جدائی ہمپر بہت شاق ہو اور جسکو واپس جانے سے
نہایت وحشت ہو اور جسکے عہد و پیمان پر وفا لازم ہو اور جسکی بزرگی کا ہمین
بڑا لحاظ ہو اور حقوق کا اوسکے بجا لانا ضروری ہو فَنَحْنُ قَائِلُوْنَ السَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا شَہْرَ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ وَیَا عِیْدَ اَوْلِیَائِہٖ پس ہم کہتے ہین کہ سلام ہو تجہپر
اے مہینے خدا کے کہ جو بزرگ ہے اور اے عید دوستان خدا تجہے ہم خدا کو
سونپتے ہین واعظ کہتا ہے کہ عید کو عید اسلئے کہتے ہین کہ بندے
عود کرتے ہین اوسمین مناجات و دعا کیطرف اور خدا عود کرتا ہے بندے
اونکی رحمت کیجانب اور اس راہ سے اطلاق عید اس مہینہ پر ظاہر ہے
علاوہ یہہ کہ اہل ایمان کو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ فرمائش خدا کو انجام دین
اور اوسکی عبادت و طاعت مین مصروف رہین پہر اس سے بڑہ کے کون
مہینہ ہوگا مرضی مولی برہمہ اولی چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے
فرمایا کہ مجہے ایکساعت مسجد کوفہ مین بیٹھنا بہتر ہے ایکساعت بہشت مین
بیٹھنے سے اسلئے کہ بہشت مین رہنا میری راحت و خوشی کا سبب ہے اور مسجد مین
بیٹھنا خوشنودی خدا کا باعث ہے اور یہی امر نیکون کو عید سے مقصود
ہوتا ہے نہ بہائم کیطرح خوش فعلی کرنا یا لباس پر تکلف پہننا کہ جسمین چندان
مصلحت عقلی و نقلی نہین اور اعیاد مشہورہ اہل اسلام سے عید فطر ہے کہ جو

کل انشاء اللہ ہونیوالی ہے پس مناسب حال یہ ہے کہ کچھہ اوسکا حال اسمقام
پر بالعرض مذکور ہو منجملہ عبادات روز عید ایک زکوۃ فطرہ کا دینا ہے
کہ جسکا حال کل بیان کیا گیا اور کسیقدر بعض ضروریات کا آج بیان ہوتا ہے
قال اللہ تعالیٰ اذ قال الحواریون یا عیسی ابن مریم ھل یستطیع
ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء اور یاد کرواسے نبی وہ وقت کہ
جبکہ کہا حواریون نے کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے آیا قدرت رکہتا ہے پروردگار
تیرا نازل کرنے پر ایک خوان نعمت کا آسمان سے قال اتقوا اللہ ان کنتم
مؤمنین حضرت عیسیٰ نے کہا کہ خدا سے ڈرو نہ کرو امتحان اگر تم ہو مومن
قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا
ونکون علیھا من الشاھدین حواریون نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ
اوسمین سے کہائین اور دل ہمارے مطمئن ہوجائین اور ہم بخوبی معلوم کرلین
آپ نے ہمسے یہہ سچ وعدہ کیا ہے کہ جو کچھہ خدا سے مانگو گے وہ ملیگا اور
تاکہ ہون اوسپر گواہی دینے والون مین سے ابن عباس سے
منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہہ مطلب ہے تو تم تیس
روزہ رکھو پہر خدا سے مائدہ مانگو کہ وہ تمہاری دعا قبول کریگا پس انہون نے
تیس روزہ رکہے حضرت عیسیٰ سے عرض کی کہ اسقدر ہم اگر کسی بشر کی
مزدوری کرتے تو وہ ضرور ہمین سیر و سیراب کرتا پس آپ خدا سے
دعا نزول مائدہ کی فرمایئے پس حضرت عیسیٰ نے بالون کے کپڑے پہنکر کمال
گریہ وزاری درگاہ باریمین عرض کیا چنانچہ قرآن مجید مین ہے قال عیسی بن
مریم اللھم یعنے عرض کی عیسیٰ نے جو مریم کا بیٹا تہا اللھم یعنی خداوندا

بعض روایات مین وارد ہے کہ اس کلمہ بزرگ کے ضمیمہ مین ستر نام اسماء
حسنی الٰہی سے پوشیدہ ہین اور فقط اس ایک کلمہ کا تلفظ کرنا گویا اون سبکے
ذریعہ سے دعا مانگنا ہے الحاصل حضرت عیسیٰ نے اسطرح دعا کی اللھم
ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا
وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین یعنی اے خدا اے
مربی ہمارے نازل کر ہمپر ایک خوان نعمت آسمان سے کہ ہووے وہ ہمارے لیے
عید و سرور ہمارے اگلے اور پچھلے سب کے لیے علامت تیری طرف سے تیری
وجود و یکتائی پر اور عیسیٰ کے صدق و راستی و نبوت پر اور حواریونکی مقبولیت
دعا پر اور روزی دے تو ہمین کہ تو بہت اچہا روزی دینے والا ہے
قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر منکم فانی اعذبہ عذابا
لا اعذبہ احدا من العالمین جناب احدیت الٰہی نے فرمایا کہ مین خوان
نعمت تمپر نازل کرتا ہون پس جو کفران نعمت کرے گا اس بعد تم مین سے
تو مین اوسپر عذاب کرونگا کہ کبہی کسی پر مینے نہین کیا خلاصہ یہہ کہ مائدہ
اوسے فائدہ نہوگا بلکہ ضرور ضرر ہوگا پہر دو ٹکڑے ابر کے نمودار ہوے
کہ درمیان مین اون دونون کے ایک سرخ دسترخوان تہا پس وہ روی
زمین پر آئے یہانتک کہ وہ دسترخوان اونمین سے نکلکر روبرو اوس
جماعت کے ٹہرا پس حضرت بہت روئے اور کہا کہ خداوندا مجھے شکر گزارون مین
محسوب کر اور خوان نعمت کو رحمت گردان اور رحمت و عذاب نگردان پہر
وضو کیا اور نماز پڑہی اور خوب روئے اور بسم اللہ خیر الرازقین
کہکے دسترخوان اوس خوان نعمت سے ہٹایا نہایت پرتکلف و آراستہ و پیراستہ

اوسی پایا اور بریان بے کانٹے کی مچھلی گھی تر تراتا ہوا اوسمین رکھی دیکھی اور
سرہانے اوسکے ایک پیالے مین نمک تہا اور پائنتی وار دم کے پاس سرکہ
تہا اور گرد اوسکے انواع و اقسام طرحکے تہبا داب و سبز بقولات مثل گندنی
وغیرہ کے رکھی تہی اور پانچ روٹیان بہی اوسمین تہین ایک پر روغن زیتون
رکہا تہا اور دوسری پر شہد سفید اور تیسرے پر روغن اور چوتھی پر پنیر اور
پانچوین پر قدید یہہ حال دیکہکے شمعون اوٹھہ کہڑے ہوے اور عرض کرنے
لگے کہ اے روح اللہ یہہ کہانا دنیا کا ہے یا آخرت کا حضرت نے فرمایا کہ
دونون مین سے کچھہ نہین بلکہ از سرِ نو خدا نے اسی تمہارے لیئے پیدا کیا ہے
اسی کہاؤ اور شکر خدا بجا لاؤ تا کہ نعمت خدا زیادہ ہو حواریونے عرض کی کہ یا
حضرت اس معجزہ مین اور کوئی معجزہ ظاہر فرمائے کہ باعث مزید ایمان و عرفان
کا ہمارے ہو پس حضرت عیسی علیہ السّلام نے اوس مچھلی کو حکم کیا کہ تو اذن خدا سے
زندہ ہو جا فوراً ایک حرکت اوسمین پیدا ہوئی اور وہ زندہ ہوگئی پہر حضرت نے
حکم کیا کہ پہر ہیئت اصلی پر عود کر پس وہ پہلی کیطرح بریان ہوگئی پس حواریین
تہدید الٰہی سے ڈرے اور خوان نعمت سے کچھہ بہی نکہایا اور حضرت عیسے علیہ السلام
نے فرمایا کہ فقیرون اور بیمارون کو لائین پس اونسے فرمایا کہ یہہ تمہارے لیئے
عطا ہے اور اونکے لیئے بلا ہے پس ایکہزار تین سو شخصون نے کہایا اور کسیطرح
اوسمین کمی نہوتی تہی اور جس فقیر نے کہایا وہ امیر ہوگیا اور جس بیمار نے کہایا
وہ صحیح و تندرست ہوگیا پہر وہ آسمان پر اوٹھہ گیا اور دوسرے روز پہر نازل
ہوا اور امیر و غریب سبنے اوسے تناول کیا اور خوب جہگلگئی پہر وہ آسمان کو اوٹھہ گیا
اور ایکدن بیچ آیا گیا یہانتک کہ ایک چلے کے بعد موقوف ہوگیا اور بعضون نے

لکہا ہے کہ حضرت عیسی کو حکم آیا کہ فقط محتاجون کو اسکا استحقاق ہے پس لوگون نے
اوسمین شک کیا اور اوسے محمول جادو پر کیا اور تین سو اسی آدمی یا تین سو
تیس آدمی سور کی صورت پر مسخ ہوگئے واعظ کہتا ہے پس تمنے
بہی تیس روزے رکہے ہین دروازہ استجابت دعا کا مفتوح ہے دعا
کرو کہ تمہارا انجام خدا بخیر کرے اور دنیا مین وسعت معاش بے منت
خلق عطا کرے اور روز عید عبادت خدا کرو خلوص نیت سے اور شکر کرو
اوسکی نعمتونکا اور قدر کرو اونکی خصوصاً شرف محبت اہلبیت کا کہ یہہ سب
نعمتون سے بڑہ کے ہے اور بہائم کیطرح خلاف عقل و شرع معاصی
نکرو کہ بہیمیت باطنی بدتر بہیمیت ظاہری سے ہے پس اگر بظاہر احترام
نبی سے مسخ نہوے اور باطناً مسخ ہوگئے تو اور بدتر ہے اور معلوم ہو کہ
نماز عید نمونہ قیامت ہے پس لوگون کا لباس سفید پہنکے خوشبو لگا کے
عیدگاہ مین جانا مشابہ ہے مردون کے قبرون سے کفن پہنے اوٹہنے
سے اور نور کافور بدن مین ہونے سے اور مؤذن کا آواز بلند روز عید
الصلوٰۃ کہنا مشابہ نفخ صور ہے پہر نماز کے لیئے صف بستہ ایستادہ ہونا
روز قیامت خدا کے سامنے کہڑے ہونے سے عرض اعمال کیوقت ہے
اور قنوت پڑہنا نامہ عمل کے پڑہنے سے اور رکوع و سجود مین جانا اوس
تذلل و خاکساری سے کہ جو جناب باری کے سامنے حاصل ہوگی اور بہوتسے
بہل لوگ خوف خدا سے گرینگے اور گریہ و زاری درگاہ باری مین کرینگے اور واپس
آنا عیدگاہ سے بحالات مختلفہ کوئی سوار اور کوئی پیادہ کوئی لباس تکلف
پہنے کوئی چہتری لگائے کوئی خوشحال کوئی افسردہ خاطر مشابہ ہی مجمع جنت کے

مستغرق ہونے سے کوئی کامیاب اور کوئی ناکام فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ایک جماعت خوشی خوشی بہشت کیطرف اور کوئی گروہ مغلول و مسلسل جہنم کی طرف پس ان حالات پر نظر کرکے عبرت حاصل کرنا چاہیئے نہ لہو و لعب اور ارتکاب معاصی اور عمدہ وظائف عید سے نماز عید فطر ہے اور اقوی استحباب اوسکا ہے اور احوط بجا لانا اوسکا نیت قربت سے ہے اور قول وجوب عینی کا شاذ ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ مَصْحُوبٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ وَيَا خَيْرَ شَهْرٍ فِي الْاَيَّامِ وَالسَّاعَاتِ سلام ہو تجھپر اے رفیق بزرگ تمام وقتون مین اور اے نیک مہینے سب مہینون اور ساعتون مین اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ قَرُبَتْ فِيهِ الْاٰمَالُ وَنُشِرَتْ فِيهِ الْاَعْمَالُ سلام ہو تجھپر اے وہ مہینے کہ جسمین قریب ہوگئین امیدین اور منتشر ہوگئے نیک عمل اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ قَرِينٍ جَلَّ قَدْرُهُ مَوْجُودًا وَاَفْجَعَ فَقْدُهُ مَفْقُودًا وَمَرْجُوٍّ اٰلَمَ فِرَاقُهُ سلام ہو تجھپر اے ہمنشین وہ ہمنشین کہ جسکی بہت قدر و منزلت تہی اوسکی موجودگی مین یعنے گو کہ قدر نعمت بعد زوال ہوتی ہے مگر یہہ مہینہ ایسی نعمت ہے کہ اسکی قدر حالت موجودگی مین اور قبل زوال بہی تہی اور وہ ہمنشین کہ جسنے جاتے وقت ہمین بڑا صدمہ جانکاہ دیا اور وہ ہمنشین کہ بڑی بڑی امیدین اوسکی ہمین تہین اور اوسکی جدائی نے بڑا صدمہ دیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ اَلِيفٍ اٰنَسَ مُقْبِلًا فَسَرَّ وَاَوْحَشَ مُنْقَضِيًا فَمَضَّ سلام ہو تجھپر اے میرے چہیتے آتے وقت تو تو نے ملجل کے ہمین خوش کیا لیکن جاتے وقت اکیلا عالم وحشت مین چھوڑ کے رنج دیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ مُجَاوِرٍ رَقَّتْ فِيهِ الْقُلُوبُ وَقَلَّتْ فِيهِ الذُّنُوبُ سلام ہو

اوس ہمسایہ پر کہ جسمین بہت رقت قلب اور نرم دلی حاصل ہوئی اور گناہ بہت کم ہوگئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ نَاصِرٍ اَعَانَ عَلَى الشَّيْطَانِ وَصَاحِبٍ سَهَّلَ سُبُلَ الْاِحْسَانِ سلام ہو تجھپر اے مددگار کسقدر اعانت کی ہے تو نے ہماری شیطان پر کہ گویا وہ قیدی اور بے بس ہوگیا تیری برکتون سے اور اے مصاحب کیا خوب سہل و ہموار کردیا تو نے نیکی کی راہون کو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَا اَكْثَرَ عُتَقَاءَ اللّٰهِ فِيكَ وَمَا اَسْعَدَ مَنْ رَعَى حُرْمَتَكَ بِكَ سلام ہو تجھپر کسقدر آزاد ہوئے بندے جہنم سے تجھہ مین اور کسقدر سعید و نیک ہوا تیرے سبب سے جسنے تیری آبرو کا پاس کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَا كَانَ اَمْحَاكَ لِلذُّنُوبِ وَاَسْتَرَكَ لِاَنْوَاعِ الْعُيُوبِ سلامت رہ کتنا بڑا گناہونکا تو محو کرنیوالا تہا اور کتنا بڑا عیبونکا پردہ پوش تہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَا كَانَ اَطْوَلَكَ عَلَى الْمُجْرِمِينَ وَاَهْيَبَكَ فِي صُدُورِ الْمُؤْمِنِينَ زندہ باش کیا ہے برا معلوم ہوتا تہا تو مجرمونکو اور کیسی تیری ہیبت چہائی ہوئی تہی مومنونکے دلون پر کہ دیکہئے کیونکر ہم عہدہ برا ہوسکتے ہین اسکے شرائط و آداب سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ لَا تُنَافِسُهُ الْاَيَّامُ سلامت رہ اے مہینے سب مہینون کو نفسانیت و ہمسری کی تجہہ سے لیاقت نہ تہی کیا دخل کہ کوئی مہینا تیرے سامنے شیخی کو دخل دیسکے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ شَهْرٍ هُوَ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ سلام ہو اوس مہینے پر کہ جو ہر حال اور ہر بات مین ہر طرح سے جان بخشی اور راحت رسانی کرتا تہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ غَيْرَ كَرِيهِ الْمُصَاحَبَةِ وَلَا ذَمِيمِ الْمُلَابَسَةِ سلام ہو تجھپر کبہی تیری مصاحبت ہمین بُری نہین لگی

اور کبھی تیرا خلطا کرنا قابل مذمت نہین ہو السَّلَامُ عَلَیْکَ کَمَا وَفَدْتَ
عَلَیْنَا بِالْبَرَکَاتِ وَغَسَلْتَ عَنَّا دَنَسَ الْخَطِیْئَاتِ زندہ باش اے
تیرے میہمان جب تو ہمارے یہان اوترا تو عجب طرح کی بھیڑ بھاڑ
برکتون کی اپنے ساتھہ لایا تھا اور میل کچیل گناہونکی ہمسے دہو دہلا کے
چندن کیطرح پاک و صاف ہمین کردیا السَّلَامُ عَلَیْکَ غَیْرَ مُوَدَّعٍ بَرَمًا
وَّلَا مَتْرُوْکٍ صِیَامُہٗ سَامًا سلامت رہ ہمنے تجھہ سے سیر ہوکر تجھے
رخصت نہین کیا اور تنگ آکے تیری روزون کو نہین چھوڑا بلکہ ہم اوسیطرح
تیرے مشتاق ہین اور تیرے روزون کے ولسے بھوکے ہین جیسے ابتدا مین
تھے مگر کیا کرین کہ ہماری تقدیر ہی مین تیرا ہجر و فراق بدا تھا السَّلَامُ
عَلَیْکَ مِنْ مَطْلُوْبٍ قَبْلَ وَقْتِہٖ وَمَحْزُوْنٍ عَلَیْہِ قَبْلَ فَوْتِہٖ
زندہ باش پہلے تو تیرے انتظار ہی مین تیرے استقبال کے لیئے لبون پر
دم آگیا تھا اور ابھی تو نہین گیا لیکن فقط تیری جدائی کے خیال سے
جان نکلتی ہے دم گھٹا جاتا ہے تیرے رخصت کرنے سے روپوش ہوکے
تجھہ سے موںہہ چھپاتا ہے السَّلَامُ عَلَیْکَ کَمْ مِنْ سُوْءٍ صُرِفَ بِکَ
عَنَّا وَکَمْ مِنْ خَیْرٍ اُفِیْضَ بِکَ عَلَیْنَا سلامت رہ کیسی کیسی آفت
اور برائی تیرے بدولت ہمسے ہٹائی گئی اور کیا کیا نعمت اور رحمت
و نیکی ہمپر لنڈہائی گئے السَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ الَّتِیْ
ھِیَ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ میرا سلام پہونچے تجھے اور تیری شب قدر کو بھی
کہ جو ہزار مہینے پر بھی بھاری ہے اور دولہن کیطرح تیرے گھونگھٹ مین
موںہہ چھپائے رہی تو نے جان کے طرح اوسے دلمین چھپایا تھا تجھکو

پہلی کا نور بنایا تھا السَّلَامُ عَلَیْکَ مَا کَانَ اَحْرَصَنَا بِالْاَمْسِ عَلَیْکَ
وَاَشَدَّ شَوْقَنَا غَدًا اِلَیْکَ زندہ باش کل کی بات ہے کہ تیرے آنیکا
کیا کیا سامان ہمنے کیا تھا اور چشم براہ تیرے منتظر تھے کیا کیا خوشیان
تیرے آنیکی کر رہے تھے بلکہ مارے خوشی کے پھولون نہ سماتے تھے
اب کل تک تیری صورت ہماری آنکھون سے اوجھل ہوجائیگی تو مارے
تیرے کیونکر راحت آئیگی شوق کے مارے روح قالب سے پرواز
کرجائیگی آنکھون مین تیری صورت پھرتی رہے گی آنسوونکی ندی آنکھونسے
بہیگی تیرے لیئے لاکھہ ٹکراونگا خاک اوڑاونگا لیکن کہان پاونگا
اے یار غمگسار اور اے مونس دل زار تو روان دوان بلکہ پران اپنی
راہ لیتا ہے ہمین غم جدائی دیتا ہے یہہ شرط وفا نہین کہ تو ہمین بیتاب
غیرت سیماب تڑپتا چھوڑ کے چلا جائے خود سفر کرے ہمین رونے
پیٹنے کو یہان چھوڑے بیقصور ہمسے موںہہ موڑے تیری وفاداری سے
کبھی ہمین یہہ امید نہ تھی مگر یہہ سب اپنی تقدیر کا پھیر ہے مرضی خدا سے
کیا چارہ تجھہ سے کچھہ شکایت کی جگہہ نہین فقط ہمین اپنے نصیب سے
شکایت ہے ہمارے ایسے نصیب کہان تھے کہ ایسا میہمان توان جان
ناتوان ہمارے یہان ٹکتا ابھی دل بھر کے اوسکی صحبت سے مستفید ہونے
پائے تھے کہ اوسکی چل چلاؤ کی ٹھہری لیئے پونجی سنبھال کر وہ سفر کو تیار
ہوا ابھی کل ہین کوچ کیا چاہتا ہے ؎ اگر ماند شبی ماند شبی دیگر نمی ماند
بقول اوستاد ؎ یہہ مہینہ بھی ہوگیا آخر ❊ دو دن اور ایک
رات باقی ہے السَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی فَضْلِکَ الَّذِیْ حُرِمْنَاہُ

وعلیٰ ماضٍ مِن برکاتِک سلطنتہٗ خیر اب آخری سلام ہو میرا تجھپر اور
تیری اون بزرگیون پر کہ اب جنسے ہم محروم رہے اور اون اگلی برکتون پر
تیری کہ جو بسبب کم نصیبی کے ہمسے چھین لی گئین افسوس اب وہ مومنونکا
باہم جمع ہونا اگلی پچھلے کو آپس کی چہل پہل رہنا کہان مسجدین سنسان اوجڑی
پجڑی پڑی رہینگی منبر سونے نظر آئینگے قرآن وحدیث و وعظ کی آواز
کان تک کاہیکو پہونچیگی قرآن گرد مین اٹے رحلون پر رکہے رہینگے
لوگون کو یہہ عبادت کی چونپ کیون رہنے لگی کل تک توحید کا چاند ہوجائیگا
پہر کاہیکو نظر آئیگا ہر چند ہم یہہ سب صدمہ جہیل لین بلکہ تیری جدائی مین
مشتاقون کا قد وبالا ہلال عید کیطرح کاہیدہ وخمیدہ ہو جائے
تاہم ہمین تیری خوشی سے سروکار ہے اور ہم ہر طور سے شکر گزار ہین
اور امیدوار ہین بقول اوستاد سے سال آئندہ روز دیکہینگے اگر ہماری
حیات باقی ہے پ خیر ہر طور خدا حافظ حافظ حقیقی کو تجہے سپرد کیا

جیسے جاتے وقت تو نے ہمین پیٹھ دکھائی اوسیطرح
خدا آتے وقت پہر ہمین تیرا مونہہ دکھائے

اَللّٰهُ مَعَكَ اَيْنَمَا كُنْتَ

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی وباز آئی

تمت

کتبہٗ المذنب العاصی المفتقر الی رحمۃ ربہ الباری السید رضا ابن یوسف الحسینی

باسمہ | شانہ

التماس ضروری

چونکہ حق تصنیف کتاب ہذا کا جناب مصنف دام ظلہ العالی نے
مہتمم مالک مطبع ہذا کو عنایت فرمایا لہذا خدمت اہل مطابع و
سوداگران عالیشان مین عرض ہے کہ قصد طبع کتاب ہذا کا
نفرمائین اندک نفع پر بسبب نقصان نہ اوٹھائین جسقدر نسخہ مطلوب
ہون راقم سے طلب فرمائین اگر احیاناً کوئی صاحب قصد
چھاپنے یا چھپوانیکا کرینگے تو بموجب قانون سرکار
کے بازپرس کے مستوجب ہونگے اطلاعاً عرض کیا فقط

ملتمس
سید عابد علی عفی عنہ مہتمم و مالک مطبع

مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مین باہتمام سہ کمترین سید عابد علی کی تاریخ بیند رہوین
ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۹ھ مین چھپی